

عظمتِ باری تعالیٰ کے حوالے سے عظیم علمی شاہکار

شانِ خدا بِزبانِ مصطفیٰ



تصنیف لطیف

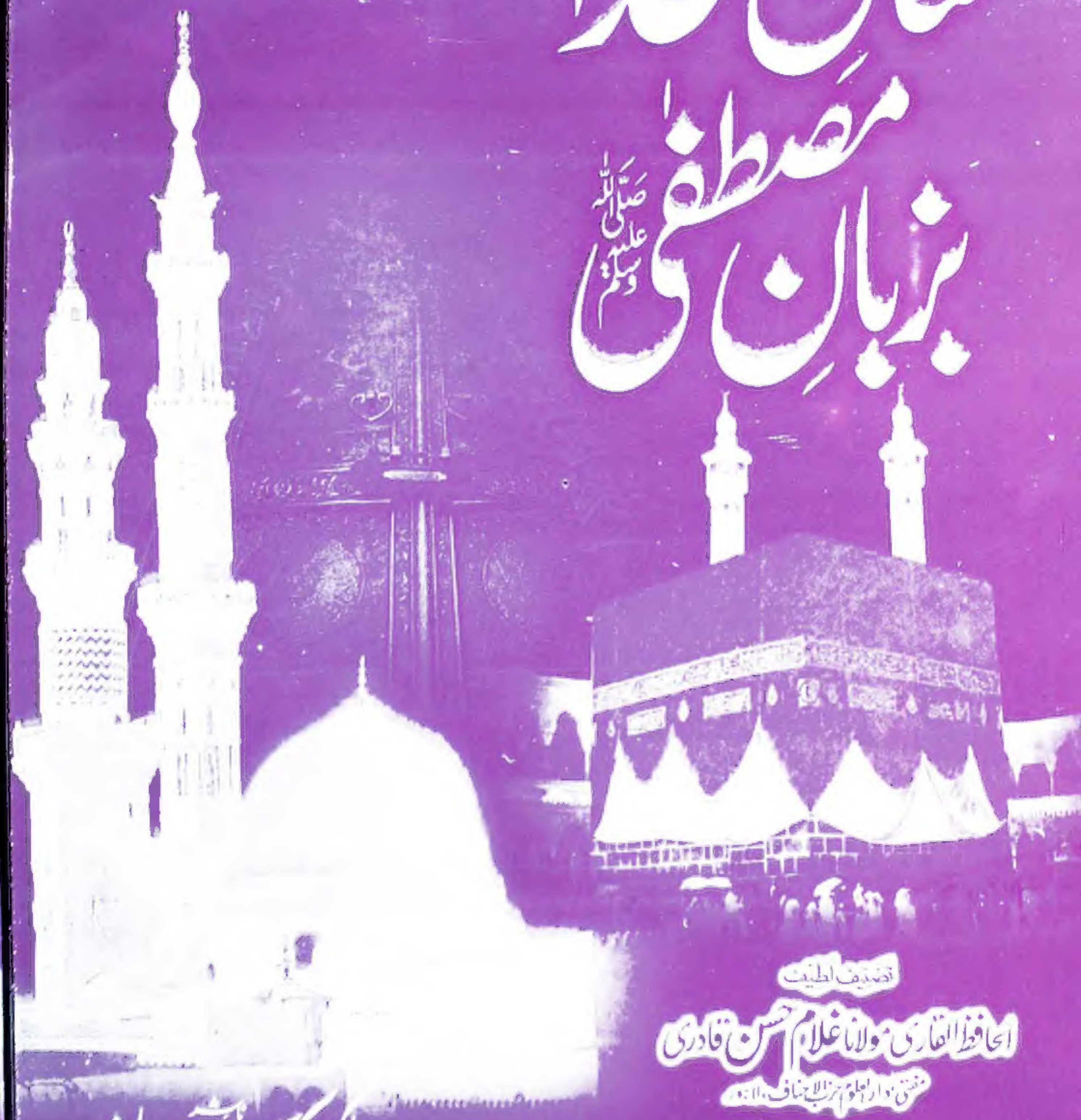
احافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الخائف، لاہور

اکبر پبلشرز لاہور

عظمتِ ہدایتِ اعلیٰ کے حوالے سے عظیم علمی شاہکار

شانِ خدا بر بیانِ مصطفیٰ ﷺ



تصنیفِ اعلیٰ

احافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم ہزلیہ خٹاف، لاہور

الکبریا پبلشرز لاہور

عظمت باری تعالیٰ
کے حوالے سے عظیم علمی شاہ کار

شانِ خدا مُصطفیٰ ﷺ زبانِ می

جلد اول

تصنیف لطیف

احافظہ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب اختلاف

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن، لاہور

ناشر
اکبر پبلشرز

نیشنل سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله
وعلى الك واصحابك يا حبيب الله

نام کتاب	شان خدا (جل وعلا) بزبان مصطفیٰ (ﷺ) جلد اول
مؤلف	الحافظ القاری مفتی غلام حسن قادری مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور
پروف ریڈنگ	پیر طریقت الحاج قاری محمد اصغر نورانی
صفحات	640
تعداد	1100
بفرمائش	بنت لیاقت نور فاطمہ عطاری 'بنت حسن ثار فاطمہ
خصوصی دعا	پیر سید انوار الحسن کاشف گیلانی (وڑچہ شریف خوشاب)
کمپوزنگ	عبدالسلام قمر الزمان
اشاعت	اکتوبر 2012ء
ناشر	محمد اکبر قادری
قیمت	800 روپے (جلد اول)

اکبر قادری
لاہور

فہرست (جلد اول)

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۸	۱۱- کربل کی ہے یاد آئی	۱۵	پیش لفظ
۲۹	۱۲- یارانِ مصطفیٰ ﷺ مع وارثانِ خلافت راشدہ رضی اللہ عنہم	۱۸	اظہار تشکر و امتنان
۲۹	۱۳- مقام سیدنا ابراہیم علیہ السلام	۲۰	نشان منزل
۲۹	۱۴- النعمان والرضا	۲۱	ولادت باسعادت
۲۹	۱۵- الباقیات الصالحات یعنی مقالات و خطبات	۲۱	حفظ قرآن
۲۹	۱۶- فضائل و مسائل نماز	۲۲	درس نظامی
۳۰	۱۷- خصائل و مسائل حج و زیارت	۲۲	حفظ القرآن کے اساتذہ کرام
۳۰	۱۸- فضائل و مسائل صیام و رمضان	۲۲	تجوید و قرأت
۳۰	۱۹- دو تحقیقی مقالے (مسئلہ توحید و شرک)	۲۲	درس نظامی کے اساتذہ کرام
۳۰	۲۰- البرکات	۲۳	راہ عمل
۳۰	۲۱- ماں تسکین جاں	۲۳	خطاطی
۳۲	۲۲- بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو	۲۳	زیارتِ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً
۳۲	۲۳- فیضانِ مسلم شریف	۲۳	شرف بیعت
۳۲	۲۴- راہ ہدایت	۲۵	تصانیف
۳۲	۲۵- نجات کا راستہ	۲۵	۱- شرح کلام رضانی نعتِ المصطفیٰ المعروف شرح حدائق بخشش
۳۲	۲۶- راہ سنت و جنت	۲۵	۲- مقامِ غوثِ اعظم اعلیٰ حضرت کی نظر میں
۳۲	۲۷- مصباح مشکوٰۃ	۲۵	۳- شانِ مصطفیٰ بزرگانِ مصطفیٰ بلفظ "انا"
۳۲	۲۸- صبحِ دوامِ زندگی	۲۶	۴- تقریری نکات
۳۳	۲۹- شانِ خدا بزرگانِ مصطفیٰ ﷺ	۲۶	۵- اٹھارہ تقریریں
۳۳	۳۰- نعماتِ توحید	۲۷	۶- کواکبِ سبعہ
۳۳	۳۱- مختصر احادیث مشکوٰۃ	۲۷	۷- الدروس العشرہ فی السورۃ الفاتحہ
۳۳	۳۲- الدین النصیحہ	۲۷	۸- قرآن اور حاملین قرآن
۳۳	۳۳- ہستی اور وقتی بازارِ تست (محبت نامہ)	۲۸	۹- بوستانِ سعدی
۳۸	انتساب و ایصالِ ثواب	۲۸	۱۰- گلستانِ سعدی

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۷۱	تصویر کا دوسرا رخ	۳۹	حمد باری تعالیٰ جل و علا
۷۲	الاسماء الحسنیٰ فی حدیث المصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء	۴۰	نعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
۷۳	اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ بے حد و بے حساب ہیں	۴۱	حمد خدا کے لئے نعت مصطفیٰ کے لئے
۷۴	ایک سوال اور اس کا جواب	۴۲	حروفِ تہجی میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کے تذکرے
۷۶	اللہ کے نام توفیقی ہونے کا معنی اور اس بارے میں مذاہب	۴۵	ہر حمد اللہ ہی کے لئے ہے
۷۶	اللہ تعالیٰ بے حد رحم فرمانے والا ہے	۴۷	گر جتے بادل کڑکتی بجلیاں اور فرشتے اللہ کی حمد کرتے ہیں
۷۷	رحمن کے خاص بندے	۴۷	حمد و صلوٰۃ کا حسین امتزاج
۷۷	اللہ کے بندوں کے نعرے لگانا قرآن میں لکھا ہے	۴۸	صلوٰۃ بر محمد ﷺ
۷۸	عباد الرحمن و الرحمن العباد	۵۰	پہلا باب
۷۹	رحمن کے بندوں کی دیگر شانیں	اسماء حسنیٰ کے ساتھ دعائے حاجات	
۸۰	خوف خدا اور عباد الرحمن	بدرگاہِ مجیب الدعوات	
۸۱	موت آنے تک اپنے رب کی عبادت کر	۵۳	اسماء الحسنیٰ کے بارے میں ضروری ہدایت
۸۲	صرف خالق کی رضا کی جستجو کرتے رہو	۵۴	اللہ تبارک و تعالیٰ کے بابرکت ناموں کا بیان
۸۳	آیات قرآن اور شانِ عباد الرحمن	۵۵	اللہ جل مجدہ کے ناموں کو یاد کرنے کی فضیلت
۸۴	شراب معرفت کا چاہیے اک جام اے اللہ عزوجل	۵۵	اللہ تعالیٰ طاق کو پسند فرماتا ہے
۸۵	اور وہ جو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ تنگی	۵۶	اللہ جل شانہ کے ناموں کے "احصا" کے دیگر معانی
۸۵	اللہ سے ہم اس کا کرم مانگ رہے ہیں	۵۷	میں شاعر تیرے کلام پر.....
۸۶	اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے	۵۹	اللہ سبحانہ و تعالیٰ
۸۷	رحمت ہی وہ دولت ہے	۵۹	شانِ رب کریم قرآن کے آئینہ میں
۸۸	بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا	۶۱	لفظ اللہ جل جلالہ کا مادہ اشتقاق
۸۹	اللہ تعالیٰ حقیقی بادشاہ ہے	۶۲	لفظ اللہ کی لفظی ترکیب
۸۹	تیری ذات ہے وحدہ لا شریک	۶۳	لفظ اللہ کے لفظی خواص
۹۰	اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے	۶۳	اللہ تعالیٰ کی مختلف شانیں حسین جملوں کی شکل میں
۹۲	اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو سلامتی عطا فرمانے والا ہے	۶۵	ہاں ہاں وہ اللہ ہی ہے.....
۹۳	سلاش میں ہیں تری بحر و بر کہاں ہے تو	۶۶	یا الہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
۹۴	اللہ تعالیٰ امن و امان عطا فرمانے والا ہے	۶۸	ہر مرض کی شفا ہے اللہ ہو
۹۵	تو ہی مبتداء تو ہی ملتہی، تیری شانِ جل جلالہ	۶۹	اللہ جل ذکرہ کے اسماء متعدد ہونے کی ایک حکمت
۹۶	اللہ تعالیٰ نگہبان اور حفاظت فرمانے والا ہے	۶۹	اہلِ محبت و معرفت کا طریقہ

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۲۰	اللہ تعالیٰ بہت وسیع علم والا ہے	۹۶	جاری ہے ہر زبان پہ قال و مقال تیرا
۱۲۱	علوم نبوت کا ایک جلوہ	۹۷	اللہ تعالیٰ بڑی عزت والا، سب پہ غالب ہے
۱۲۲	اللہ تعالیٰ روزی تنگ کرنے والا اور فراخ کرنے والا ہے	۹۸	اللہ تعالیٰ سب سے زبردست اور عزت و عظمت والا ہے
۱۲۳	سلانے والا جگانے والا، توڑ و بتوں کو بچانے والا	۹۸	ذکر جاری ہے صبح و شام تیرا
۱۲۴	اللہ تعالیٰ پست کرنے والا اور بلند فرمانے والا ہے	۱۰۰	اللہ تعالیٰ بڑائی و کبریائی والا ہے
۱۲۵	اللہ تو نے خاک کو انساں بنا دیا	۱۰۰	رحم فرما، رحم فرما ہم پہ رحم و رحیم
۱۲۶	اللہ تعالیٰ عزت و ذلت دینے والا ہے	۱۰۱	اللہ تعالیٰ ہر شے کو پیدا فرمانے والا ہے
۱۲۷	ہے خدا وحدہ لا شریک لہ	۱۰۲	بقا جس کو رہے گی وہ تجلی خدا ہوگی
۱۲۷	اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا ہے	۱۰۳	اللہ تعالیٰ عدم سے وجود میں لانے والا ہے
۱۲۸	ڈھونڈتا ہے اسے فلسفی بے دماغ		پاک ہے وہ ذات جس نے اولیاء اللہ کے وجود سے زمین کو
۱۲۹	اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھنے والا ہے	۱۰۳	زینت بخشی
۱۳۰	اللہ تعالیٰ حاکم مطلق ہے	۱۰۴	ولی را ولی می شناسد
۱۳۱	اللہ تعالیٰ عدل و انصاف فرمانے والا ہے	۱۰۶	اللہ تعالیٰ ہر ایک کو صورت بخشیے والا ہے
۱۳۱	اللہ تعالیٰ بڑا لطف و کرم فرمانے والا ہے	۱۰۶	اللہ تعالیٰ ہی مصور ہے
۱۳۲	ایسے یکتا کے لئے ایسی ہی یکتائی ہو		تمام خوبیاں اس کے لئے جس نے ہمیں فقہاء کی پاکیزہ جماعت
۱۳۳	اللہ تعالیٰ ہر ایک سے باخبر اور آگاہ ہے	۱۰۷	عطا فرمائی
۱۳۴	اے خدا اے مہرباں مولائے ما	۱۰۸	پاک ہے وہ ذات
۱۳۴	اللہ تعالیٰ بڑا بردبار (حلم والا) ہے	۱۰۹	اللہ تعالیٰ درگزر اور پردہ پوشی فرمانے والا ہے
۱۳۵	سنار ہی ہے قصیدہ فصل بہار تیرا	۱۰۹	تیرے ذر پر اے کریم ذوالجلال
۱۳۶	اللہ تعالیٰ بڑی عظمت والا ہے	۱۱۰	اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے
۱۳۷	ہے نام پروردگار تیرا	۱۱۱	آغاز ترے ہیں تو یہ انجام ترے ہیں
۱۳۷	اللہ تعالیٰ بہت بخشیے والا ہے	۱۱۲	اللہ تعالیٰ سب کچھ عطا فرمانے والا ہے
۱۳۸	یا خدا یا خدا یا خدا	۱۱۲	کون کس طرح اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہے؟
۱۳۹	اللہ تعالیٰ بڑا قادر و دان ہے	۱۱۳	اللہ تعالیٰ ہی بڑا رزق دینے والا ہے
۱۳۹	آب و آتش ہوا ہے ہر اک کی صدا	۱۱۳	اللہ تعالیٰ سب سے بڑا مشکل کشا ہے
۱۴۱	اللہ تعالیٰ بہت بلند و برتر ہے	۱۱۴	علم والوں کا مرتبہ و مقام رسول خدا ﷺ کی نظر میں
۱۴۲	سارا عالم ہے تو نے بنایا	۱۱۶	خدا کے مقبول بندے
۱۴۳	اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے	۱۱۸	تمام تعریفیں اس علام الغیوب کے لئے ہیں.....

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۶۸	مردوں کو زندہ فرمانے والا	۱۳۳	کس کا نظام رہنما ہے افق افق
۱۶۹	ذکر الہی کے ذریعے اپنی زبان کی حفاظت کرو	۱۳۵	اللہ تعالیٰ سب کا نگہبان و محافظ ہے
۱۷۰	اللہ تعالیٰ (ہرشی پر) گواہ ہے	۱۳۵	ہر حال میں رہا ہے ترالے خدا خیال
۱۷۱	اللہ تعالیٰ برحق و برقرار ہے	۱۳۷	اللہ تعالیٰ سب کو روزی اور توانائی دینے والا ہے
۱۷۲	اللہ تعالیٰ بڑا کارساز ہے	۱۳۸	حمد خدا بحوالہ میلادِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
۱۷۳	اللہ تعالیٰ بڑی طاقت و قوت والا ہے	۱۳۹	اللہ تعالیٰ سب کے لئے کفایت کرنے والا ہے
۱۷۴	وہی خدا ہے	۱۵۰	اللہ تعالیٰ بڑے بلند مرتبے والا ہے
۱۷۵	اسی کے لئے پاکیزگی اور تعریف ہے	۱۵۱	اللہ تعالیٰ بہت کرم فرمانے والا ہے
۱۷۶	فرعون کو بھی اللہ کے سامنے گڑگڑانا پڑا	۱۵۱	طواف کعبہ کرتے ہوئے یا کریم کا ورد کرنے والا اعرابی
۱۷۷	اللہ تعالیٰ زبردست قدرت و قوت والا ہے	۱۵۳	اللہ تعالیٰ بہت بڑا نگہبان ہے
۱۷۸	اللہ تعالیٰ سب کا حمایتی اور مددگار ہے	۱۵۴	اے ہمارے مالک و مولیٰ
۱۷۸	ولی اللہ کی پہچان	۱۵۵	اللہ تعالیٰ دعائیں سننے اور قبول فرمانے والا ہے
۱۷۹	اللہ تعالیٰ ہمارا آقا و مولیٰ ہے	۱۵۵	تو ہم سے صلح کر لے ہم تم سے صلح کر لیں گے
۱۷۹	اللہ ہمارا مولیٰ ہے تمہارا کوئی مولیٰ نہیں	۱۵۶	اللہ تعالیٰ بڑی وسعت و فراخی والا ہے
۱۸۱	اللہ تعالیٰ لائق تعریف اور تمام خوبیوں والا ہے	۱۵۷	امام شافعی علیہ الرحمۃ کی ایک دعا
۱۸۲	اللہ کی ذاتِ مثلیت سے پاک ہے	۱۵۸	اللہ تعالیٰ بڑی حکمتوں والا ہے
۱۸۳	حمد خدا کے جلوے	۱۵۹	اے خداوند دو عالم مالک ارض و سما
۱۸۳	اللہ تعالیٰ ہرشی کو اپنے علم اور شمار میں رکھنے والا ہے	۱۶۰	قادیانی تو حید و دیگر عقائد
۱۸۴	اللہ تعالیٰ ہرشی کو بغیر سابقہ نمونہ کے پیدا فرمانے والا ہے	۱۶۰	اللہ رب العزت کی توہین
۱۸۵	اللہ تعالیٰ بار و گر پیدا فرمانے والا ہے	۱۶۰	قرآن کریم کی توہین
۱۸۵	اللہ تعالیٰ زندگی عطا فرمانے والا ہے	۱۶۱	انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین
۱۸۶	اللہ تعالیٰ موت دینے والا ہے	۱۶۱	حجر اسود کی توہین
۱۸۷	اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے	۱۶۲	ترانہ ختم نبوت
۱۸۷	اللہ تعالیٰ سب کو قائم رکھنے والا ہے	۱۶۳	جان پیغمبری آخری آخری
۱۸۸	اللہ تعالیٰ الواحد ہے	۱۶۳	اللہ تعالیٰ بہت محبت فرمانے والا ہے
۱۸۹	اللہ تعالیٰ بزرگی اور بڑائی والا ہے	۱۶۴	محبت کیا ہے؟
۱۹۰	اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں یکساں و یگانہ ہے	۱۶۵	اللہ تعالیٰ بڑی عزت اور بلند مرتبے والا ہے
۱۹۱	اللہ تعالیٰ ایک (الاحد) ہے	۱۶۶	خدا کی شانیں

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۱۵	الضَّارُّ اور النَّافِعُ کے فوائد	۱۹۱	اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے
۲۱۵	اللہ تعالیٰ "نور" ہے	۱۹۲	اللہ تعالیٰ قدرت والا ہے
۲۱۷	اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمانے والا ہے	۱۹۳	اللہ تعالیٰ قدرت نامہ و کاملہ کاملہ کا مالک ہے
۲۱۷	فضل و کرم سے مجھ کو ہدایت نصیب کر	۱۹۳	اللہ تعالیٰ آگے کرنے والا ہے
۲۱۸	اللہ تعالیٰ بے مثال چیزوں کو ایجاد فرمانے والا ہے	۱۹۴	یَا مُقَدِّمُ کی برکات
۲۱۹	اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے	۱۹۵	اللہ تعالیٰ پیچھے رکھنے والا ہے
	اللہ تعالیٰ موجودات کے فنا ہو جانے کے بعد بھی باقی رہنے	۱۹۶	اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ہے
۲۲۰	والا ہے	۱۹۷	وہ جن کا سونا ہماری عبادت سے بہتر ہے
۲۲۱	اللہ تعالیٰ رشد و ہدایت والا ہے	۱۹۷	اللہ تعالیٰ آخر ہے
۲۲۳	اللہ تعالیٰ بڑے صبر و تحمل والا ہے	۱۹۸	اللہ تعالیٰ ظاہر و آشکارا ہے
۲۲۳	اللہ تعالیٰ کے دیگر اسماء گرامی	۱۹۹	اللہ تعالیٰ پوشیدہ و پنہاں ہے
۲۲۵	الْقَرِيبُ جل جلالہ	۲۰۱	اللہ تعالیٰ تمام امور کا متولی ہے
۲۲۶	رَبِّ جَدِّ جلالہ	۲۰۱	اللہ تعالیٰ سب سے بلند و برتر ہے
۲۲۷	مُبِينٌ جل جلالہ	۲۰۲	اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پہ احسان فرمانے والا ہے
۲۲۸	الْقَدِيرُ جل جلالہ	۲۰۲	اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا ہے
۲۲۸	الْحَافِظُ جل جلالہ	۲۰۳	اللہ تعالیٰ نافرمانوں سے بدلہ لینے والا ہے
۲۲۹	الْكَفِيلُ جل جلالہ	۲۰۴	بندے کا مبارک انتقام کیا ہے؟
۲۳۰	الشَّامِكُ جل جلالہ	۲۰۵	اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف فرمانے والا ہے
۲۳۰	نعمت کا شکر کس طرح ادا کیا جائے؟	۲۰۶	دعاؤں کو قبول کرنے والے کی بارگاہ میں
۲۳۱	الْأَكْرَمُ جل جلالہ	۲۰۷	اللہ تعالیٰ بہت شفقت فرمانے والا ہے
۲۳۲	الْأَعْلَى جل جلالہ	۲۰۸	اللہ تعالیٰ ملکوں کا مالک ہے
۲۳۳	الْمَخْلَقُ جل جلالہ	۲۰۸	اللہ تعالیٰ بزرگی و عزت والا ہے
۲۳۴	النَّصِيرُ جل جلالہ	۲۰۹	اللہ تعالیٰ عدل و انصاف قائم فرمانے والا ہے
۲۳۴	الْإِلَهُ جل جلالہ	۲۱۰	اللہ تعالیٰ سب کو جمع فرمانے والا ہے
۲۳۵	الْعَلَّامُ جل جلالہ	۲۱۱	اللہ تعالیٰ غنی دے بے نیاز ہے
۲۳۶	الْقَاهِرُ جل جلالہ	۲۱۲	اللہ تعالیٰ لوگوں کو غنی بنانے والا ہے
۲۳۶	الْغَافِرُ جل جلالہ	۲۱۳	اللہ تعالیٰ منع فرمانے والا ہے
۲۳۷	الْفَاطِرُ جل جلالہ	۲۱۴	اللہ تعالیٰ ضرر اور نفع والا ہے

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۳۸	دوسرا باب	۲۳۸	اَللّٰہُکَ جَل جلالہ
۲۳۹	رحمتِ خدا جل و علا بار شاداتِ مصطفیٰ (ﷺ)	۲۳۹	اَلْحَفِیُّ جَل جلالہ
۲۴۰	حمد باری تعالیٰ عز اسمہ	۲۴۰	اَلْمَحِیْطُ جَل جلالہ
۲۴۱	چہل ربنا	۲۴۱	اَلْمُسْتَعَانُ جَل جلالہ
۲۴۲	اللہ تعالیٰ پر ایمان کے متعلق عقیدہ	۲۴۲	اَلرَّفِیْعُ جَل جلالہ
۲۴۳	عقیدہ اہل السنۃ فی توحید اللہ تعالیٰ	۲۴۳	اللہ کے بندوں کے بلند درجات کا ذکر
۲۴۴	رحمتِ خداوندی کا بیان	۲۴۴	خدا کے سوا ہر چیز باطل ہے
۲۴۵	کیا میرے لیے کوئی رخصت ہے؟	۲۴۵	رفعت ذکر و مقامِ مصطفیٰ ﷺ
۲۴۶	اللہ تعالیٰ ضرور توبہ قبول فرماتا ہے	۲۴۶	اَلْكَافِیُّ جَل جلالہ
۲۴۷	اللہ تعالیٰ نے معاہدہ لکھا	۲۴۷	تیرے ناز اٹھائے اللہ نے
۲۴۸	بندے کو بھی حیا آنی چاہیے	۲۴۸	اللہ تعالیٰ کافی ہے
۲۴۹	بد سہمی، چور سہمی، مجرم و ناکارہ سہمی	۲۴۹	غالب جَل جلالہ
۲۵۰	اللہ تعالیٰ سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہے	۲۵۰	اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے
۲۵۱	اللہ تعالیٰ گس طرح بندے کی پردہ پوشی فرمائے گا	۲۵۱	اَلْمَنَّانُ جَل جلالہ
۲۵۲	سورۃ نساء کی چار آیات دنیا و مافیہا سے بہتر	۲۵۲	اَلْمُنْعِمُ جَل جلالہ
۲۵۳	قبر میں رحمتِ الہی کا جلوہ	۲۵۳	اَلشَّافِیُّ جَل جلالہ
۲۵۴	لبیک یا موسیٰ (علیہ السلام)	۲۵۴	بعض اسماء حسنیٰ کا ترجمہ اور مختصر تشریح
۲۵۵	پانچ کلمات جو اللہ کو بہت پسند ہیں	۲۵۵	اس کے تمام نام بابرکت و باکمال ہیں
۲۵۶	اصلاحاتِ حدیث	۲۵۶	اللہ تعالیٰ کو اس کے ناموں سے پکارو
۲۵۷	حدیث	۲۵۷	مانگتا ہوں ترے دربار سے مولا میں بھی
۲۵۸	خبر	۲۵۸	اللہ تعالیٰ کے مرکب اسماء مبارکہ
۲۵۹	اثر	۲۵۹	اللہ تعالیٰ کی صفاتِ سلبیہ کے بیان میں
۲۶۰	حدیثِ قدسی	۲۶۰	التجائے عاجزانہ
۲۶۱	الفاظِ ادائے حدیث	۲۶۱	اسمِ اعظم کے بارے میں امام سیوطی کی تحقیق
۲۶۲	کثیر الروایت صحابہ کرام	۲۶۲	حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان قصیدہ
۲۶۳	حدیث کی اقسام	۲۶۳	مناجات با اسمائے ہاری تعالیٰ
۲۶۴	کتب حدیث کی اقسام	۲۶۴	اسماء حسنیٰ سے توسل کرنا
۲۶۵	اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے	۲۶۵	ایں دعا ازمن

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۲۷	دنیا میں ایک فی صد رحمت	۳۹۹	اے میرے بندو
۳۲۸	اللہ کی رحمت سے جنت میں بے حساب و کتاب داخلہ	۳۰۰	گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را
۳۲۹	چاند کی طرح چمکدار چہرے والوں کے لیے رحمت کی خوشخبری	۳۰۲	ہم وہ بندے ہیں جو دن رات گناہ کرتے ہیں
۳۳۰	بے حساب جنت میں داخل ہونے والے کون لوگ ہوں گے	۳۰۲	ہم ہیں عبد مصطفیٰ پھر تجھ کو کیا؟
۳۳۲	یہ تعداد کیسے پوری ہوگی	۳۰۳	مزید آیات قرآنیہ
۳۳۲	اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو امت کے بارے میں غمگین نہ فرمائے گا	۳۰۵	مضامین حدیث
۳۳۳	ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی (ﷺ)	۳۰۶	”اللہ تعالیٰ نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے“ کا معنی کیا ہے؟
۳۳۴	اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب سے وعدہ جو بہر حال وفا ہونا ہے	۳۰۷	حدیث کا دوسرا جملہ
۳۳۵	تیری رحمت ہی سب کے کام آئے	۳۰۹	دیے سے دیے کو جلاتے چلو
۳۳۵	حضرت عمر نے نعرہ بلند کیا	۳۰۹	حدیث شریف کے باقی جملے
۳۳۶	راز دار نبوت نے مسئلہ سمجھا دیا	۳۱۱	یہ انعام بھی اسی امت کو ملا ہے
۳۳۷	اللہ کی رحمت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا	۳۱۱	اس حدیث کے بارے میں ایک وضاحت
۳۳۸	خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ	۳۱۲	علماء و اولیاء کی تصریحات
۳۳۸	اس کے بعد بھلا کون دوزخ میں جائے گا؟	۳۱۳	قاضی عیاض مالکی اور ملا علی قاری حنفی کا فیصلہ
۳۳۹	کیا میری امت اس قدر ہوگی؟	۳۱۴	حضرت غوث جیلانی اور امام ربانی کا فیصلہ
۳۴۱	ایک امتی کی شفاعت پہ اللہ کی اس قدر رحمت ہوگی	۳۱۵	گو میں کیسا ہی سہی ہوں تو کریماتیرا
۳۴۱	نیکی کے اجر اور گناہ سے درگزر میں رحمت خداوندی	۳۱۶	اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی
۳۴۲	نیکی کا صرف ارادہ کرنے پہ ثواب مل جاتا ہے	۳۱۷	اے فرشتو! ایک نیکی کا ثواب سات سو گنا تک لکھو
۳۴۳	ایک نیکی پہ دس کا ثواب	۳۱۸	بندہ نیاز مند ہے تو بے نیاز ہے
۳۴۴	ایک نیکی کا ثواب سات سو گنا	۳۱۹	یہ رحمت رب ہے کس کے سبب؟
۳۴۶	روئے زمین برابر گناہوں کی بخشش	۳۲۰	بھول چوک کی مغافی
۳۴۶	ندائے رحمت و مغفرت	۳۲۱	ساری خوبیوں کا مالک
۳۴۷	کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے عطا کروں	۳۲۲	اگر مسلمان اور کافر جان لیتے
۳۴۸	ہے کوئی بخشش مانگنے والا؟ میں اس کو بخش دوں	۳۲۲	اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سونچنے
۳۴۹	ہے کوئی توبہ کرنے والا	۳۲۳	الہی حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا
۳۵۰	کون ہے بخشش مانگنے والا؟	۳۲۴	اے اعرابی! تو نے اللہ کی رحمت کو محدود کر دیا
۳۵۰	نصف شعبان کی رات رحمت الہی جو بن پر	۳۲۵	ننانوے رحمتوں کا ظہور قیامت کے دن ہوگا
۳۵۱	کون ہے جو مجھ سے رزق و عافیت مانگے	۳۲۶	قیامت کے دن اولیاء اللہ پر سورتیں ہوں گی

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۸۱	دعا اور مسئلہ تقدیر	۳۵۱	بد بخت ہی ہوگا جو نہ بخشا جائے
۳۸۲	فرمان نبوت	۳۵۲	یہ ہیں بد بخت
۳۸۳	کیا دعا کرنا راضی برضاء الہی رہنے کے خلاف ہے؟	۳۵۲	گناہگاروں کے لیے رب کی رحمت کا بیان
۳۸۴	اکثر دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟	۳۵۶	جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ بھی رحم نہ فرمائے گا
۳۸۵	میرا دامن خالی بھر دے یا اللہ	۳۵۶	اللہ تعالیٰ تمام کاموں میں نرمی کو پسند فرماتا ہے
۳۸۶	الہی غمہ مغموں میں لے	۳۵۶	صلہ رحمی اور قطع رحمی
۳۸۷	بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تحقیق	۳۵۶	اے علام الغیوب
۳۸۸	دعا کی اہمیت و افادیت	۳۵۷	پیا سے کتے کو پانی پلانے والی بدکارہ بخشی گئی
۳۹۰	تقدیر کو دعا ہی بڑھاتی ہے	۳۵۷	لوگو! سے درگزر کرنے والے سے اللہ نے درگزر فرمایا
۳۹۱	دعا کے آداب	۳۵۹	چڑیا کسی بھی جانور پر رحم کرنے والے کے لیے خوشخبری
۳۹۲	ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں سے	۳۶۰	جانوروں کو ستانے والا
۳۹۳	دعاء سے محرومی	۳۶۱	ایسے شخص پہ خدا کی لعنت ہے
۳۹۴	استقبال قبلہ	۳۶۲	راستے سے نہنی ہٹانے والا بخشا گیا
۳۹۵	جہت کا تعین کیوں ضروری ہے؟	۳۶۳	جانوروں کے ساتھ زیادتی بھی برداشت نہیں
۳۹۶	بوقت دعا ہتھیلیوں کا رخ کس طرف ہو؟	۳۶۴	بچوں کو ان کی ماں کے پاس پہنچا دو
۳۹۷	دوسرا ادب	۳۶۵	خدا کی رحمت کی انتہا ہی نہیں
۳۹۷	دعا کی چار قسمیں	۳۶۸	حضرت معزز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ
۳۹۸	دعا میں ہاتھ کس قدر بلند کئے جائیں؟	۳۶۹	بے مثل توبہ کا واقعہ
۳۹۹	دعا میں ہاتھوں کے بارے چند مسائل	۳۷۰	تیسرا باب
۴۰۱	احادیث مبارکہ	شانِ خدا جل جلالہ عیدہ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والسلام)	
۳۹۲	تیسرا ادب	۳۷۱	مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی ایک منظوم دعا
۳۹۳	دعا کو حمد و درود سے شروع کیا جائے	۳۷۳	دعا انسانی فطرت کا تقاضا ہے
۳۹۴	لائق حمد تیری ذات کہ محمود ہے تو	۳۷۴	دعا طمینان قلب کا سب سے بڑا وسیلہ ہے
۳۹۵	حمد باری تعالیٰ کے فضائل	۳۷۵	دعا عبادت کی جان ہے
۳۹۶	حمد باری تعالیٰ از شیخ عزالدین مقدسی	۳۷۷	دعا کی حقیقت کیا ہے؟
۳۹۸	درود و سلام بہ بارگاہ خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام	۳۷۸	دعا کی ضرورت کیا ہے؟
۳۹۹	دعا کی قبولیت کے لیے درود شرط ہے	۳۷۹	دعا کرنے کا فائدہ کیا ہے؟
۴۱۰	فضائل درود شریف	۳۸۰	دعا کرنے سے تسکین روح اور طمینان قلب ملتا ہے

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۴۳۷	درود شریف پڑھنے سے گناہ معاف ہوئے ہیں	۴۱۲	آذان کے بعد دعا و درود
۴۳۹	فرشتوں کی دعائیں ملتی ہیں	۴۱۳	پہلے سرکاریہ بھیجوں میں درود اور سلام
۴۴۰	حافظ مضبوط ہوتا ہے	۴۱۴	ہزاراں درود و ہزاراں سلام بروح محمد علیہ السلام
۴۴۱	بدبو کا خاتمہ ہوتا ہے	۴۱۶	برآل محمد علیہ السلام
۴۴۳	ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے	۴۱۷	جو حاضری کی تمنا ہے تو درود پڑھو
۴۴۴	شہداء کی سنگت ملتی ہے	۴۱۸	سکون قلب جو چاہتے ہو تو درود پڑھو
۴۴۵	آقا علیہ السلام خود درود سنتے ہیں	۴۱۹	جہاد سے بڑھ کر فضیلت
۴۴۷	اسی سال کے گناہ معاف	۴۲۱	بد بخت کون ہے؟
۴۴۸	غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ افضل	۴۲۲	درود پڑھ کر دعا مانگو قبول ہوگی
۴۵۰	دل روشن و منور ہو جاتا ہے	۴۲۳	الغرض ان کے ہر منہ پہ سجدہ درود
۴۵۱	درود خواں لوگوں کا محبوب بن جاتا ہے	۴۲۴	زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے
۴۵۳	درود سے شیطان دفع دور	۴۲۴	جہاں سے بھی درود پڑھو پہنچتا ہے
۴۵۳	خوف خدا اور عبادت میں لذت نصیب ہو	۴۲۵	روزانہ سو مرتبہ درود پڑھنے سے سو حاجات پوری ہوتی ہیں
۴۵۴	وحشت ختم ہو جاتی ہے	۴۲۶	درود شریف پل صراط پہ نور ہوگا
۴۵۴	درود خواں کی نیک بختی	۴۲۶	مجھ پہ خوبصورت انداز سے درود بھیجو
۴۵۵	درود کی مجلس جنت کے باغات	۴۲۷	درود پڑھنے والے کی شفاعت کا وعدہ
۴۵۶	مشکل کا حل	۴۲۷	درود شریف کا بے انتہا ثواب
۴۵۶	زمین کا اتنا ٹکڑا آسمان ہے	۴۲۸	درود شریف صدقہ ہے اس کے لیے جس کے پاس مال نہیں
۴۵۷	شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا	۴۲۸	کتاب میں اسم محمد ﷺ کے ساتھ درود شریف لکھنا
۴۵۸	مائی حوائیؑ کا حق مہر	۴۲۹	ایک وضاحت
۴۵۸	چہرہ روشن ہو گیا	۴۲۹	ہر دن رات میں تین مرتبہ درود شریف پڑھنا
۴۵۹	درود پڑھنے والے کے لیے دس عزتیں	۴۳۰	حل جزاء الاحسان الا الاحسان
۴۶۱	کھل گئے درہائے جنت دیکھئے	۴۳۱	جو مجھ پہ درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا
۴۶۳	صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے	۴۳۱	درود کی برکت سے اونٹنی بول پڑی
۴۶۴	سیدنا ابو بکر صدیق کی والدہ ماجدہ کا واقعہ	۴۳۳	درود پاک نے پل صراط سے آسانی گزار دیا
۴۶۵	درود پاک پڑھنے والے پر انعام خداوندی	۴۳۴	قلم سونے کے، دوات چاندی کی اور کاغذ نور کے
۴۶۶	بیس مرتبہ درود پاک کی برکت	۴۳۵	درود و سلام کے (۱۰۱) ثمرات و برکات
۴۶۷	حمد خدا و شانِ مصطفیٰ ﷺ	۴۳۶	درود شریف پڑھنے سے بلندی درجات نصیب ہوتی ہے

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۴۹۵	مصیبت کے وقت اپنی کی ہوئی نیکی کا واسطہ دے کر دعا کرنا	۴۶۷	کون سی دعا جلد قبول ہوتی ہے؟
۴۹۶	چار مقبول لڑکیوں کی دعا	۴۶۸	پانچواں ادب
۴۹۷	باقی دو کا حال	۴۶۹	چھٹا ادب
۴۹۸	دعا میں بے بسی اور بے قراری کا اظہار کیا جائے	۴۷۰	آواز کو زیادہ بلند اور بہت پست نہ کیا جائے
۵۰۰	ایمان افروز حکایات	۴۷۱	دعا میں چیخنا چلانا مکروہ بدعت ہے
۵۰۰	ستارہ بجانے والی کی توبہ	۴۷۳	آمین کے بارے میں اہم نکتہ
۵۰۰	زیارت بیت اللہ شریف کا انوکھا شوق	۴۷۴	دعا میں تحکف قافیہ بندی نہ کی جائے
۵۰۱	خوف خدا میں جان دے دی	۴۷۴	ذوق طبعی کا تقاضا
۵۰۲	دل مضطرب تھے ہوا کیا ہے؟	۴۷۵	دعا میں غنا سے پرہیز کیا جائے
۵۰۳	وجہ قبولیت دعائے مضطر	۴۷۶	دعا کا دسواں ادب
۵۰۵	فضائل توبہ	۴۷۶	عربی زبان کی فضیلت
۵۰۶	توبہ کیا ہے؟	۴۷۸	بہتر یہی ہے کہ ماثور دعاؤں پہ اکتفاء کیا جائے
۵۰۷	جیسا گناہ دیسی توبہ	۴۷۹	غیر ماثورہ دعا کرنا
۵۰۹	اعلانیہ توبہ	۴۸۰	خوب گزر گرا کر دعا کی جائے
۵۱۰	توبہ کے بعد کا معاملہ	۴۸۲	دعا آہستہ آواز میں مانگی جائے
۵۱۱	اگر گناہ گار کو پتہ چل جائے کہ توبہ میں کتنی لذت ہے تو.....	۴۸۳	بہترین دعا اور بہترین رزق
۵۱۲	انسانی اعضاء کی طہارت کا انتظام	۴۸۴	پوری امید کے ساتھ دعا کی جائے
۵۱۲	تصویر کا دوسرا رخ	۴۸۵	دعا میں صداقت کیسے پیدا ہو؟
۵۱۳	دین تو سراپا خیر خواہی کا نام ہے	۴۸۶	جب تیرے گناہ بہت زیادہ ہو جائیں
۵۱۳	لوگوں کے مال جان کا تحفظ	۴۸۷	دعا کا پندرھواں ادب
۵۱۴	حقوق و فرائض کے بارے میں ایک جامع تحریر	۴۸۸	دعا یوں مت مانگو
۵۱۵	حقوق کی قسمیں	۴۸۹	یہ سمجھتا ہوں کہ میرا دوست ہے دشمن نہیں
۵۱۶	حقوق اللہ کی وضاحت	۴۹۰	دعا کا سولہواں ادب
۵۱۷	قضا نماز پڑھنے کا آسان طریقہ	۴۹۱	دعا میں جلد بازی سے پرہیز کرے
۵۱۷	احادیث مبارکہ	۴۹۱	اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں
۵۱۸	جن حقوق کا تعلق ترک فعل سے ہے	۴۹۲	ملا علی قاری فرماتے ہیں
۵۱۹	حقوق العباد کا بیان	۴۹۳	دعا کا اٹھارہواں ادب
۵۲۰	حقوق کے بارے میں احادیث مبارکہ	۴۹۴	دیدار خداوندی کی طالب خاتون

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۵۵۴	ظلم کے مفاسد	۵۲۰	بندوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آنا
۵۵۵	تصریحات علماءِ اعلام	۵۲۲	مسکرانا بھی صدقہ ہے
۵۵۶	کفر کے ساتھ تو حکومت چل سکتی ہے مگر ظلم کے ساتھ نہیں	۵۲۳	کسی مسلمان کی مشکل کشائی و حاجت روائی کرنا
۵۵۷	الہی میں سفر میں تھی تو موجود تھا	۵۲۵	والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا
۵۵۸	حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ و دعا	۵۲۶	صلہ رحمی کا بیان
۵۵۹	کسی کے خلاف دعائے کی جائے	۵۲۷	بڑوں اور چھوٹوں کے حقوق
۵۶۰	چند ضروری مسائل	۵۳۰	خاندان اور اولاد کے حقوق
۵۶۲	کسی وقت بھی بددعا سے نقصان ہو سکتا ہے	۵۳۳	جامع حقوق کا بیان
۵۶۳	ظالم سے بدلہ لینے کا ایک انداز	۵۳۴	پڑوسی کے بارے میں
۵۶۳	توسل سے دعا کرنا	۵۳۵	یتیم، مسکین اور بیوہ
۵۶۵	کس کس شیء کے وسیلہ سے دعا کی جائے؟	۵۳۷	راستے کے حقوق
۵۶۶	اقرب الوسائل الی اللہ	۵۳۸	ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق
۵۶۷	ہمارے آقا علیہ السلام کا سکتہ بردور میں چلتا ہے	۵۴۰	میں بیمار تھا تو نے عیادت کیوں نہ کی
۵۶۹	آنکھیں روشن ہو گئیں	۵۴۱	حقوق العباد کے بارے میں فیصلہ کن حدیث
۵۷۰	غیر نبی کے توسل سے دعا کرنا	۵۴۲	اللہ کو اپنی مخلوق کس قدر پیاری ہے
۵۷۱	رازق مطلق ہے تو رزاق تیری ذات ہے	۵۴۳	جانوروں کے حقوق
۵۷۳	شبہات کا ازالہ	۵۴۴	دعا کا اکیسواں ادب
۵۷۴	دعا کرنے والا حرام خوری سے بچے	۵۴۴	اکبر دعا کا ذوق ہو کیونکر نصیب دل
۵۷۶	حرام کمائی دل کو پتھر بنا دیتی ہے	۵۴۵	تنگی و خوشحالی ہر حال میں دعا کا سلسلہ قائم رکھے
۵۷۷	حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مستجاب الدعوات ہونے کا واقعہ	۵۴۵	مومن شکر گزار اور پختہ کار کی عادت
۵۷۸	دعا کا ایک اہم ادب	۵۴۶	حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے چار سوالات
۵۷۹	اک ذات ہے تیری لا قانی دے اپنی محبت یا اللہ	۵۴۷	دیندار لوگوں سے دعا کروانے کا جذبہ دل میں ہونا چاہیے
۵۸۰	اسباب ضروری سہی مگر موثر حقیقی ذات باری ہے	۵۴۸	حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دعا کروانے کی تلقین
۵۸۱	اسباب کو اختیار کرے اور نتائج خدا کے حوالے کرے	۵۴۹	سوا فرد کا قاتل بخش دیا گیا
۵۸۲	ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے	۵۵۰	اگر کوئی سمجھے کہ میری توبہ قبول نہ ہوگی تو...
۵۸۳	اسباب کی اقسام اور ان کے احکام	۵۵۱	مظلوم کی بددعا سے بچا جائے
۵۸۴	خلاصہ کلام	۵۵۲	مظلوم اگر چہ بدکار و کافر ہی کیوں نہ ہو
۵۸۵	سب سے بڑا سبب خود دعا ہے	۵۵۳	مظلوم کی دعا کیوں جلد قبول ہوتی ہے؟

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۶۱۶	حصن حصین کے حوالے سے	۵۸۶	الہی تجھی سے دعا مانگتے ہیں
۶۱۷	مستجاب الدعوات کون لوگ ہیں؟	۵۸۸	صرف مباح امور کی دعا مانگی جائے
۶۱۸	اسم اعظم جس کے ذریعے دعا قبول ہوتی ہے	۵۹۰	آداب دعا کے بارے میں احادیث
۶۲۰	اسم اعظم انہی اسماء میں ہے	۵۹۱	وقت کی قدر کرو
۶۲۱	تین اشخاص کی دعا قبول نہیں	۵۹۱	کھانا پینا، پہننا حرام، دعا کیسے قبول ہو؟
۶۲۲	فضائل دعا احادیث کی روشنی میں	۵۹۳	آداب دعا کا خلاصہ
۶۲۳	دعا کیا ہے؟	۵۹۴	جن لوگوں کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں
۶۲۵	برکات دعا	۵۹۵	جن خاص اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے
۶۲۶	استغفار کی ضرورت و فضیلت	۵۹۵	جن خاص اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے
۶۲۶	مستغفرین کی برکت سے مخلوق کو روزی ملتی ہے	۵۹۶	تصریحات علماء و عرفاء کرام
۶۲۸	دعا قضائے معلق شبیہ بہ مبرم کو ٹال دیتی ہے	۵۹۷	اوقات و مقامات قبولیت دعا
۶۲۸	اعلیٰ حضرت اور صدر شریعت علیہما الرحمۃ	۵۹۸	یوم عرفہ کی دعا
۶۲۹	دعا نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے	۵۹۹	یوم الجحدہ کی دعا
۶۳۰	حضور ﷺ کی دعا کی برکت	۶۰۱	امام اہل سنت کی تحقیق انیق
۶۳۱	صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے	۶۰۲	افطاری و سحری کی وقت دعا قبول ہوتی ہے
۶۳۲	میاں بیوی میں شدید محبت ہوگئی	۶۰۳	قبولیت دعا کا افضل و ارجحی وقت
۶۳۳	آسیب زدہ شفا یاب ہو گیا	۶۰۵	اذان و اقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے
۶۳۳	جلا ہوا ہاتھ درست ہو گیا	۶۰۶	قبولیت دعا کا ایک اور وقت
۶۳۳	جن کے لب پر رہا امتی امتی	۶۰۷	قبولیت دعا کے خاص مقامات
۶۳۵	اللہ! کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا	۶۰۸	پسندیدہ ترین دعاء
۶۳۷	مسنون دعائیں	۶۰۸	جن خاص حالات میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے
۶۳۸	وسیلے سے دعا کرنا	۶۱۱	ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
۶۳۹	دعائے حاجت	۶۱۱	مسجد کی حاضری کے وقت
۶۴۱	یہ ہے وہ تیر جو سید حائشانے پر لگتا ہے	۶۱۲	صائم و ساجد کی دعا
۶۴۲	ادعیہ ماثورہ	۶۱۳	مریض و مسافر کی دعا
۶۴۵	ایک رقت انگیز دعاء	۶۱۳	”انفرادی“ و ”اجتماعی“ دعا
۶۴۵	باپ کی ناراضگی میں رب کی ناراضگی	۶۱۴	مزارات پہ جا کر دعا کرنا
۶۴۶	باپ کی رضا میں رب کی رضا	۶۱۵	گنبد خضریٰ خدا تمھ کو سلامت رکھے

پیش لفظ

”الحمد للہ رب العالمین“ کہ میری سب سے پہلی کتاب ”شانِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ بلفظِ انا، جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نہایت ہی پذیرائی عطا فرمائی اور اس کے کئی ایڈیشن چند سالوں میں ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کے علاوہ بھی بعض ممالک میں چھپ چکی ہے۔ دنیا بھر سے اہل محبت نے اپنے آقا علیہ السلام کی عظمت و شان کو پڑھ کر مجھ جیسے پیچیدہ اہل کو عظیم الشان دعاؤں سے نوازا اور خوب حوصلہ افزائی فرمائی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مختلف موضوعات پر اس وقت تک ستائیس کتب چھپ کر بازار میں آچکی ہیں۔ جن میں سے چند کے علاوہ باقی ضخیم کتب میں شمار ہوتی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق و عنایت سے اب ”شانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ ﷺ“ نامی کتاب مستطاب کا آغاز کر دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ احباب کے تقاضے پر جس طرح شانِ مصطفیٰ ﷺ میں حضور ﷺ کی عظمت و شان کے متعلق جاہلی اشعار لکھے گئے اسی طرح اس کتاب میں حمد یہ اشعار لکھنے کا بھی خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ کتاب کا آغاز اللہ تبارک و تعالیٰ کے بابرکت ناموں سے کیا گیا ہے۔ ہر نام کے معنی اور ضروری تفصیل لکھی گئی ہے۔ پھر موقع بہ موقع حضور ﷺ کی زبانِ اقدس سے اللہ تعالیٰ کی شان و عظمت کے بارے میں نلنے والے الفاظ خواہ وہ احادیث قدسیہ کی صورت میں ہوں یا احادیث نبویہ کی صورت میں پھر وہ احادیث ادعیہ و اذکار سے متعلقہ ہوں یا رحمت کر دگار کے بارے میں انہیں کتاب کی زینت بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ ان شاء اللہ العزیز یہ کتاب بھی شانِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ کی طرح اپنی مثال آپ ہوگی۔ قوی امید تھی کہ شانِ مصطفیٰ ﷺ کی اشاعت کے بعد کسی اور طرف سے شانِ خدا کے موضوع پر کوئی کتاب ضرور آئے گی کیونکہ بعض فرقے حضور ﷺ کی عظمت و شان سن کر سمجھتے ہیں کہ اس سے توحید اور شانِ خداوندی میں کمی ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک محبوبانِ خدا کی تنقیص و توہین کو ہی توحید سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ تقویۃ الایمان وغیرہا کا مطالعہ کرنے سے اور ان حضرات کی تقاریر سننے سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے۔ جبکہ الحمد للہ! اپنا تو عقیدہ ہے ذاتِ محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہ

آئینہ ہیں وہ سرِ حق نمائی کا

زندہ پر تو ہیں ذاتِ کبریائی کا

کچھ ٹھکانہ ہے شانِ مصطفائی کا

مصطفیٰ انتہائے وسعت توحید

ثم الحمد للہ! ان حضرات کی طرف سے بھی ایسی کوئی پیش رفت نہیں ہوئی جس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ

سعادت بھی اس عاجز کو ہی عطا فرماتا تھی کہ اگر شاہ بطحا کی مدح سرائی اہل سنت کے حصے میں آئی ہے تو توحید و شانِ خداوندی کا سامان بھی اسی دکان سے ملے گا۔

میں ان تمام قارئین کرام سے پرزور التجا کروں گا جنہوں نے میری کتاب شانِ مصطفیٰ ﷺ کا مطالعہ فرمایا ہے کہ وہ میری اس کتاب شانِ خدا کا بھی ضرور مطالعہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ! اس میں آپ کو نام نہاد موحّدین کی خشک توحید نہیں بلکہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے بریز توحید کے جلوے دکھائی دیں گے۔ اگرچہ اہل سنت عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کی طبیعت کا میلان زیادہ عظمتِ رسالت کے بیانات کی طرف ہوتا ہے کیونکہ رسالت جتنی مضبوط ہوگی توحید اتنی ہی پختہ ہوگی۔ اس لئے کہ رسالت دلیل ہے اور توحید دعویٰ ہے اور دعویٰ کی مضبوطی دلیل کی پختگی سے ہی وابستہ ہے لیکن اس کتاب میں آپ کو توحید باری میں رسالتِ مصطفویٰ کے جلوے بھی دکھائی دیں گے اور رسالتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ توحید کی کرنیں بھی دکھائی دیں گی۔ کیونکہ نہ توحید رسالت کے بغیر مکمل ہے اور نہ ہی رسالت توحید کے بغیر قبول ہے۔ اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے۔

اللہ کے اقوال کی پا کر تاکید
تفریق کے جھگڑوں میں نہ الجھو اے دوست
کیونکہ
ہر واقف توحید نے کی ہے تائید
توحید رسالت ہے رسالت توحید

سرکار کو ہادی سبل کہتے ہیں
انور ہوئی تخلیق دو عالم ان سے
اور ایسا کیوں نہ ہو کہ
یا خاصہ خاصان رسل کہتے ہیں
سب جز ہیں انہیں مصدر کل کہتے ہیں

کیا مبارک صبح تھی وہ کیا سہانا وقت تھا
حوریں جنت سے چلی آئیں بصد شوقِ لقا
عرشِ جہوم اٹھا ادھر، سرکارِ ادھر پیدا ہوئے

ذرتے نے بڑھ کر ادب سے دی صدا تسلیم کی
آپ آئے اور بیت اللہ نے تعظیم کی
قدسیوں نے لیں بلائیں نورِ باکریم کی
دولتِ رحمتِ خدائے پاک نے تقسیم کی
مرحبا صل علیٰ خیر البشر پیدا ہوئے

یعنی ہماری توحید یہاں تک نہیں کہ ”مجھ نوں کٹنا کون دیندا اے؟ بولو اللہ۔ گاں نوں وچھا کون دیندا اے؟ بولو اللہ۔ مرغی نوں انڈا کون دیندا اے؟ بولو اللہ۔ بلکہ آگے تک ہے کہ ”ساڈے نبی نوں نعلین پاک سمیت عرشاں تے کون لے جاندا اے؟ بولو اللہ۔ دیکھنے والے کہا کرتے ہیں: اللہ اللہ

تھا عرب والوں کا شیوہ بت پرستی بت گری
کر دیا حق نے ظہورِ مصدرِ پیغمبری
بڑھ چکی تھی حد سے ان کی خود سری و سرکشی
گر گئے بت منہ کے بل ٹوٹا طلسمِ آزاری
مصطفیٰ جب لے کے وحدت کا اثر پیدا ہوئے

کوئی در پردہ کرشمہ سازیاں دکھلا گیا
قصرِ کسریٰ گر پڑا قیصر پہ لرزہ آ گیا

نورِ حق ظلمات کی دنیا پہ ہر سو چھا گیا

ابر اٹھا جھوم کر رحمت کا مینہ برس گیا

خار زاروں میں عجب گل پائے ترا پیدا ہوئے

جن کو یکتائی ملی اوصاف میں تمثیل میں

جن کے جلوے مسقر تھے دیدہ جبریل میں

وہ سراپا نور عبد اللہ کے گھر پیدا ہوئے

تھے کرم پروردہ کتنے سید خیر البشر

شوق سے ادنیٰ غلاموں کو بٹھایا تخت پر

بے پر و بالی میں ان کی بال و پر پیدا ہوئے

الغرض! اگر ہمیں رمضان، قرآن، ایمان اور خود رب رحمان، حضور ﷺ کے صدقے سے ملا ہے تو تو حید باری تعالیٰ اور شان

خدا کے نظاروں کی نعمت بھی ہمیں حضور ﷺ ہی کے دامن رحمت سے نصیب ہوئی ہے۔ اسی لئے ہم کسی بھی موضوع پہ قلم اٹھائیں

اور وہ جتنا بھی پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہو تو اس کی پیچیدگی اور خشکی کا علاج ہمارے پاس ہے اور وہ ہے شان رسالت کی رعنائیوں کی

ایمان افروز گولیاں، جن سے مشکل سے مشکل ترین اور خشک سے خشک ترین موضوع میں ”شیریں می آید و تلخی رار بود“ خشکی ختم ہو

جاتی ہے اور مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے۔

تخلیق میں وحدت و کثرت کی تفسیر مکمل سیدنا

وہ طاہر و اطہر پاک نفس وہ اکرم و افضل سیدنا

خود حمد الہی کرتے رہے اک عرصہ مسلسل سیدنا

تشکیل مکمل سیدنا تکمیل مدلل سیدنا

ہر شان میں اعلیٰ اور اولیٰ ہر شکل میں افضل سیدنا

توحید اک شکل معنی کی ہے اس کا فقط حل سیدنا

ایمان کا منبع سیدنا قرآن مکمل سیدنا

بے مثل جمال مصطفوی ہیں احسن و اجمل سیدنا

ہر بات اٹل پختہ ان کی ہر وصف میں اکمل سیدنا

خود رہو منزل حقانی خود ہادی اکمل سیدنا

وہ مخفی و اظہر اے انور وہ آخر و اول سیدنا

چونکہ حضور علیہ السلام نے ہی ہمیں خدا کی شان بتائی ہے اور اللہ نے اپنا تعارف حضور علیہ السلام کے حوالے سے کرایا ہے ھُوَ

الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ اس لیے یہ حصہ اس کتاب کے شروع میں لانا پڑا۔

اظہار تشکر و امتنان

آخر میں اپنے تمام کرم فرماؤں، خیر خواہیوں اور محبت و خلوص کے ساتھ حوصلہ افزائی کرنے والوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جو ہر موقع یہ میرے ساتھ اپنے جذبات محبت کا اظہار فرماتے رہتے ہیں ان کی فہرست تو بہت طویل ہے لیکن بہر حال چند نام لینا ضروری سمجھتا ہوں۔

- (۱) جگر گوشہ شارح بخاری، فخر السادات حضرت صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی ناظم اعلیٰ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور (۲) حضرت العلامة جانشین شیخ القرآن مفتی محمد وحید قادری صاحب۔ ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور (۳) سید السادات علامہ پیر سید انوار الحسن شاہ کاشف گیلانی صاحب۔ وڑچھہ شریف ضلع خوشاب (۴) جانشین خلیفہ اعلیٰ حضرت صاحبزادہ قاضی محمد مظفر اقبال رضوی مصطفوی، خطیب اونچی مسجد اندرون بھائی گیٹ لاہور (۵) پیر طریقت حضرت مولانا قاری محمد اصغر نورانی صاحب (۶) جانشین ابن شرف ملت علیہ الرحمۃ ڈاکٹر علامہ ممتاز احمد سیدی صاحب لاہور (۷) پیر طریقت ادیب ملت حضرت پیر طاہر حسین قادری صاحب۔ منگانی شریف ضلع جھنگ (۸) استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ عبدالغفور گولڑوی صاحب چوہان روڈ لاہور (۹) استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ اشفاق المصطفیٰ صاحب لنڈا بازار لاہور (۱۰) فاضل نوجوان حضرت مولانا محمد رضا صاحب (اعطاه اللہ شفاءً کاملًا عاجلاً من کل داء) (۱۱) جانشین افتخار ملت حضرت صاحبزادہ ابرار الحسن شاہ صاحب فیصل آباد (۱۲) امین فیضان خطیب الاسلام صاحبزادہ سید وسیم الحسن شاہ نقوی، حافظ آباد (۱۳) خوشبوئے خطیب الاسلام قاری محمد افضال نقشبندی صاحب فیصل آباد (۱۴) فاتح مرزا بیت قاری ریاض احمد فاروقی سیوٹی لاہور (۱۵) خطیب عالی شان علامہ ڈاکٹر خادم حسین خورشید الازہری (۱۶) صاحبزادہ پیر سید طاہر حسین کاظمی صاحب پاکپتن شریف (۱۷) مخلص و مہربان حضرت علامہ قاری غلام رسول قصوری اعوان ٹاؤن لاہور (۱۸) شاخوان مصطفیٰ علیہ السلام سید ایوب علی طلحہ صاحب (۱۹) علامہ قاری ممتاز حسین اعوان صاحب (۲۰) الحافظ القاری محمد اختر سیالوی گڑھی شاہولاہور (۲۱) حافظ پیر محمد عثمان نوشاہی گڑھی شاہولاہور (۲۲) الحاج جناب ملک نثار احمد صاحب صدر انتظامیہ مسجد فاطمہ الزہراء رونیو سوسائٹی لاہور (۲۳) جناب قاری وسیم الحسنین نقشبندی صاحب (۲۴) محترم حافظ محمد شفیع غوری صاحب (۲۵) الحاج محمد شریف رضوی صاحب، لاہور بروسٹ والے (۲۶) علامہ قاری مختار علی حیدری صاحب (۲۷) حافظ فراز محمود بن رانا محمود اکرام صاحب (۲۸) جناب جاوید اقبال ہاشمی صاحب (۲۹) عزیز القدر محمد عثمان غنی بن عبدالغنی صاحب (۳۰) حضرت مولانا محمد عبدالرشید قادری رضوی عطاری (چودھری پارک لاہور) (۳۱) حضرت مولانا مفتی مسعود

الرحمن بن حضرت مولانا قاری نور الہی انور صاحب۔ چاہ پچھواڑہ مزنگ لاہور (۳۲) مقرر شعلہ بیان حضرت مولانا ملازم حسین ڈور صاحب آف دنیا پور ملتان (۳۳) استاذ العلماء حضرت مولانا قاری غلام مرتضیٰ نقشبندی صاحب مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور (۳۴) قاری محمد عثمان جامی (۳۵) مولانا حافظ طاہر اقبال صاحب جلالی جلاپور بھٹیاں (۳۶) زینت القراء ثناء خوان مصطفیٰ سنی تہذیب قاری خورشید الحسن نعیمی صاحب (۳۷) الحافظ القادری صاحبزادہ رضاء المصطفیٰ صاحب بن حضرت مولانا حافظ عنایت اللہ صاحب جلالی جلاپور بھٹیاں (۳۸) محترم حافظ غلام علی صاحب جلاپور بھٹیاں (۳۹) محترم چوہدری شہزاد احمد صاحب کونسلر بھٹی گیٹ لاہور (۴۰) حضرت مولانا قاری عبد الحفیظ قادری (۴۱) حضرت مولانا قاری غلام فرید تونسوی ساندہ لاہور

ہیں جیسے فلک پہ چمکتے ستارے ہمارے یہ ہیں مہرباں ایسے ایسے
خدا کے کرم سے نبی کی عطا سے ہوئے ہم کو ارزاں جہاں ایسے ایسے
زمانے کی دھوپوں سے بچنے کی خاطر ہوئے ہیں عطا سائباں ایسے ایسے
دعائیں ہیں جن کی مجھے مثل تحفہ خدا نے دیے ارمغاں ایسے ایسے
رفاقت پہ ان کی بجا ہم ہیں نازاں ملے ہیں ہمیں دوستاں ایسے ایسے

(ادیب ملت صلاح الدین سعیدی صاحب)

اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد ما اتصلت العیون بالنظر وتزخرفت الأرضون بالمطر
وحج حاج واعتمر ولبی ونحر وطاف بالبيت و قبل الحجر .

○

اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد فی الاولین وصل علی سیدنا و مولانا محمد فی الآخرین
وصل علی سیدنا و مولانا محمد فی النبیین وصل علی سیدنا و مولانا محمد فی المرسلین و
صل علی سیدنا و مولانا محمد فی الملائع علی الی یوم الدین

○

اللہم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد الذی جعلت رأسه من الہدی وحاجبه من التفکر
وعینه من النور وسمعه من الطاعة وانفه من الزهد وفمه من الحکمة وأسنانه من اللؤلؤ ولسانه
من الصدق ولحیته من الرضا وعنقه من الخضوع ویدیہ من السخاء صدره من الحیاء وقلبه من
الاخلاص وکبدہ من الحنانة وطحاله من الوقار وبطنه من القناعة وفخدیہ من الورع وقدمیہ من
الاستقامة وعلی الہ وصحبہ وسلم . (صلوۃ اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الشیخ
السنوسی قدس سرہ وقال علیہ الرحمة من حافظ علی هذه الصلوۃ المبارکة المشتملة علی
اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل الجنة من غیر شک)

نشانِ منزل

استاذ العلماء، مولانا الحافظ القاری غلام حسن قادری

مفتی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن، لاہور اور ان کی تصنیفات
(از حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری خطیب مرید کے مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور پاکستان)

میری زندگی کا ربع صدی سے زائد عرصہ حضرت داتا گنج بخش فیض عالم، مظہر نور خدا، رحمۃ اللہ علیہ کے سایہ عاطف میں گزر رہا ہے۔ یومیہ مرید کے سے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، تدریسی فرائض کی انجام دہی کے لئے اسی بابرکت راستہ سے آنا جانا ہوتا ہے، مزار پر انوار کی زیارت سے شاد کام ہونے کے ساتھ ساتھ سلام پیش کرنے کی سعادت عظمیٰ بھی نصیب ہوتی ہے۔ آپ کے دربار فیض بار کے بالکل قریب ہی لاہور کا مشہور دروازہ بھائی ہے۔ اس کے ساتھ ہی پولیس اسٹیشن سٹریٹ سے جامعہ نظامیہ رضویہ میں جانا میرا معمول ہے۔ بڑی سڑک کی بجائے بھائی اور لوہاری دروازوں کے مابین چھوٹی چھوٹی قدیم گلیوں کو راقم امن کے راستے قرار دیتا ہے کیونکہ یہاں اختلاط مرد و زن نہ ہونے کے برابر ہے۔

اسی پر امن سٹریٹ کے عین درمیان میں ملت اسلامیہ کی ایک نامور علمی شخصیت حضرت مولانا علامہ صوفی اصغر علی روحی صاحب مرحوم پروفیسر اور پینٹیل کالج ویکے ازبانیان جامعہ نعمانیہ لاہور کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب جامع مسجد مولانا روحی اہل سنت و جماعت ہے۔ اسی محلہ کے باسیوں میں پروفیسر صاحب مرحوم بھی تھے۔ آج کل اس مسجد کی امامت و خطابت کے فرائض، ممدوح اکابر، خطیب العصر، محترم المقام، حضرت العلام مولانا الحافظ القاری مفتی غلام حسن صاحب قادری دامت برکاتہ، باحسن وجوہ سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت الموصوف اور راقم الحروف کا مشن اور راستہ ایک ہی ہے۔ بناء علیہ گا ہے بگا ہے سر راہ علیک سلیک ہوتی رہی۔ ایک عرصہ یوں ہی بیت گیا، سلام و دعا کے علاوہ بات آگے نہ بڑھی۔ تاہم موصوف کے خصائل جلیلہ و شمائل جلیلہ نے مجھے ہر ملاقات پر خاصا متاثر کیا، ان کے باطنی اوصاف ان کے ظاہری حسن و جمال پر نمایاں دکھائی دیئے، ان کی عاجزی و انکساری کی تو بات ہی کیا، کئی بار سوچا وقت میسر ہوتا کہ کھل کر تعارف کیا جائے۔ حسن اتفاق کہ قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی اشرفی مدنی علیہ الرحمۃ خلیفہ اعظم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے عطا فرمودہ، درود شریف کی کتابت نے یہ خواہش باسانی پوری کر دی، یوں آپ سے ربط و تعلق نے استحکام پایا۔ رفتہ رفتہ ذہنی خلا دور ہوتا چلا گیا اور پھر منزل قرب نے یہاں تک پہنچایا کہ اب حضرت مولانا غلام حسن قادری مدظلہ کے احوال و آثار لکھنے پر روحانی سکون محسوس کر رہا ہوں۔

خیال رہے کہ مجھے کثیر اہل علم و قلم پر لکھنے کی سعادت حاصل ہے جو ہر شعبہ علم و ادب سے تعلق رکھتے ہیں، برصغیر پاک و ہند کی شخصیات پر بھی لکھا اور ان کی تصانیف و تراجم پر بھی، اسلاف کے کارناموں کو بھی اجاگر کیا اور اخلاف کی خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کیا، جہاں اساتذہ کرام کی خدمت میں نذرانہ قلم ادا کیا وہاں تلامذہ کی بھی حوصلہ افزائی میں کسر نہ چھوڑی، یہی وجہ ہے کہ میرے متعدد تلامذہ مقالات و مضامین میں ہی نہیں بلکہ تصانیف و تراجم میں بھی نام پیدا کر رہے ہیں۔ (الحمد للہ علی منہ و کریمہ تعالیٰ)

حضرت مولانا علامہ الحافظ القاری مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہ، تو میرے غاص احباء میں شامل ہیں، وہ میری ہی نہیں ہر چھوٹے بڑے، اپنے پرانے، بیگانے، بیگانے کی قدر و منزلت کو خوب جانتے پہچانتے ہیں۔ خصوصاً علمائے کرام و مشائخ عظام کے تو دلدادہ ہیں۔ ان کے ادب و احترام اور عزت و توقیر کو ملحوظ رکھنا فرض قرار دیتے ہیں۔ موصوف کا باطن ان کے ظاہر کی طرح خوبصورت ہے۔ گویا کہ وہ اگر ظاہری طور پر مسند، افتاء و تدریس پر فائز ہیں تو روحانی و باطنی طور پر مسند طریقت کی بھی زینت ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی علمی و عملی زندگی خوب اور محبوب ہے۔ میرا وجد ان گواہی دیتا ہے کہ مفتی صاحب مدظلہ کا علم، عمل سے اور عمل، علم سے عبارت ہے۔ حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہ فی الحال اپنے آپ کو پردہ اخفاء میں رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ وقت بہت قریب ہے کہ جب ان کے علمی و روحانی فیوض و برکات سے لوگ برملا بہرہ مند ہوں گے اور اس دور میں ایسے پیکر شرافت کا وجود نعمت سے کم نہیں ہے کیونکہ عصر حاضر میں بعض علمائے کرام کے اعمال و افعال پر جب عوام انگلیاں اٹھا رہے ہوں تو صاحب کردار عالم دین کا وجود مسعود غنیمت ہے جن کی بارگاہ میں لوگ حاضر ہو کر استفادہ کریں مفتی صاحب کے اوصاف حمیدہ و کمالات جمیلہ سے صرف نظر کرتے ہوئے آپ کی حیات حسنہ کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو از خود آپ کی عظمت و شوکت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ولادت باسعادت:

حضرت مولانا علامہ حافظ قاری غلام حسن صاحب قادری ایک مذہبی، دینی گھرانے کے چشم چراغ ہیں آپ حافظ آباد کے ایک مشہور گاؤں چک کھرل میں ۳ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو میاں محمد حسین بن میاں علی محمد علیہما الرحمۃ کے ہاں پیدا ہوئے۔ اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے قرآن کریم ناظرہ پڑھا۔ موصوفہ مرحومہ سے گاؤں کے علاوہ اکناف و اطراف کے متعدد دیہات کے بچوں نے قرآن کریم پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمۃ نے ۵ جولائی ۲۰۰۳ء بروز پیر انتقال فرمایا۔ جبکہ آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ اس سے تقریباً آٹھ ماہ قبل بتاریخ ۷ ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ / ۲ نومبر ۲۰۰۳ء کو راہی جنت ہوئے۔

خدا کی ان پہ رحمت ہو محمد کی شفاعت ہو دعا میری سدا یہ ہے انہیں جنت کی راحت ہو

حفظ قرآن:

کچھ عرصہ مفتی صاحب زید مجدہ اپنے والد ماجد کی معیت میں معاشی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے پھر فطرت نے آپ کی علوم و فنون کی طرف رہنمائی فرمائی گویا کہ جس مقصد کے لئے تخلیق فرمائے گئے تھے دست قدرت نے اسی طرف رخ پھیر دیا چنانچہ ۱۹۷۷ء میں آپ جامعہ حنفیہ رضویہ شیخوپورہ میں حفظ القرآن کے لئے داخل ہوئے اور ڈیڑھ سال کی مختصر مدت میں مکمل قرآن

کریم حفظ فرما کر اسی سال مصطفیٰ سنایا، جس سے آپ کی عظیم الشان قوت اخذ و حافظہ اور جودت طبع کا پتہ چلتا ہے۔
درس نظامی:

امام اہل سنت، مفتی اعظم پاکستان حضرت سیدی ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ الحدیث حضرت سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ بانی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے پہلے عرس مقدس کی تقریب سعید کے موقع پر آپ کے استاذ محترم حضرت فقیر سلطانی مولانا غلام رسول قادری سروری رحمۃ اللہ علیہ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے شارح بخاری علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا اور آپ نے سلاطین علوم و فنون سے سات سال تک جو ہر علمیہ کو بڑی شان سے وصول کیا اور اسی دارالعلوم سے فراغت، دستار فضیلت حاصل کی۔ جن عالی مرتبت اساتذہ کرام سے آپ نے علوم عقلیہ و نقلیہ کی دولت ابدی کی نعمت پائی ان کے اسمائے گرامی ملاحظہ کیجئے۔
حفظ القرآن کے اساتذہ کرام:

مکرم جناب حافظ بشیر احمد صاحب، قاری امانت علی صاحب، قاری محمد بنیامین صاحب، قاری سعید الرحمن صاحب، حافظ فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ محمد اکرم صاحب
تجوید و قرأت:

درس نظامی کی تکمیل کے بعد آپ نے تجوید و قرأت کے لئے جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور میں داخلہ لیا اور مفسر قرآن، زینت القراء حضرت علامہ قاری محمد طیب نقشبندی بن محقق اسلام حضرت الحاج محمد علی نقشبندی (علیہ الرحمۃ) سے ایک سال کے عرصہ میں روایت حفص کا کورس مکمل کیا اور جب امتحان کا مرحلہ آیا تو شیخ القراء حضرت قاری محمد یوسف صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (جامعہ صدیقیہ مستی گیٹ لاہور) نے اول پوزیشن حاصل کرنے پر آپ کو خصوصی انعام سے نوازا جس کا ثبوت آپ کی سند تجوید و قرأت پہ آج بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے استاذ محترم نے نہایت ذوق و شوق کا مظاہرہ فرماتے ہوئے آپ کو سببہ کی مشہور زمانہ کتاب ”الشاطبیہ“ بھی سبقاً سبقاً پڑھادی۔

درس نظامی کے اساتذہ کرام:

- ☆ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مہر دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاضل و شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف و جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور،
- ☆ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب علیہ الرحمۃ لنڈا بازار والے،
- ☆ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم خان صاحب سابق و شیخ الحدیث بدری دارالعلوم حزب الاحناف، مفتی ادارہ منہاج القرآن لاہور،
- ☆ حضرت مولانا حافظ محمد یعقوب صاحب نقشبندی اور حضرت مولانا مفتی احمد دین صاحب توکیروی۔

راہِ عمل:

حضرت مولانا علامہ حافظ قاری غلام حسن صاحب زید مجدہ نے آغاز ہی سے راہِ عمل اختیار فرمائی تھی۔ دورانِ تعلیم ہی سے آپ نے امامت و خطابت کے فرائض سنبھال لئے تھے۔ چنانچہ ۱۹۸۲ء سے زیرِ قلم سطور ۲۰۱۲ء تک جامع مسجد حضرت مولانا روجی علیہ الرحمۃ میں انہی مناصب و مراتب پر فائز ہیں۔ نیز شوال ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۷ء سے آپ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کی عظمت رفتہ کو بحال کئے ہوئے ہیں۔ جملہ کتب عقلیہ و نقلیہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ تجوید و قرأت سے طلباء کرام کو نواز رہے ہیں۔ نیز ایک عرصہ سے دارالعلوم میں آنے والے سوالات کے شرعی جوابات کی ذمہ داری بھی آپ کی نقاہت پر منحصر ہے۔ تادمِ تحریر آپ کے قلم سے ہزاروں فتوے جاری ہو چکے ہیں۔ درس قرآن و حدیث بھی عرصہ دراز سے مذکورہ بالا مسجد میں دیتے آرہے ہیں۔ آپ نے ستائیس سال کے طویل عرصہ میں درس قرآن مجید مکمل فرمایا اور ۱۹۸۵ء میں درس مشکوٰۃ کا آغاز فرمایا جواب باب الحجرات تک پہنچ چکا ہے۔ ۲۰۰۹ء سے مشہور دینی درس گاہ جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں دورہ حدیث شریف (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) تخصص فی الفقہ اور دیگر اسباق پڑھانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں ادارہ کے بانی شیخ القرآن ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری علیہ الرحمۃ ہیں۔ فن خطابت میں بھی آپ یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ ماہ رمضان میں قرآن کریم سنانا آپ کا خصوصی وظیفہ ہے۔

خطاطی:

علم و قلم کا آپس میں بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔ ایک صدی قبل کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت ہر عالم عموماً خوشنویس بھی ہوتا تھا۔ مگر نیرنگی دورانِ دیکھئے اب بہت کم علماء کرام ہیں جن کا خطاط یا خوشنویس ہونا تو کبھی معمولی سی بھی خوش خطی سے بہرہ یاب نہیں ہیں بلکہ بعض تو ایسے باکمال ہیں کہ انہیں اپنا لکھا ہوا بھی پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔ حالانکہ خط بھی شخصیت پر اثر ڈالتا ہے اور پھر اس کمپیوٹر کے دور میں خوش خطی تو عنقاء ہوتی جا رہی ہے۔ ان حالات میں حضرت مولانا مفتی غلام حسن صاحب قادری کی ذات ستودہ صفات کی طرف آئیے تو دیکھئے گا آپ نے خطاطی میں بھی بڑا نام کمایا ہے۔ نامور اساتذہ فن سے اس کے حصول میں قطعاً پیچھے نہیں رہے۔ خوب سے خوب تر کی طرف رواں دواں ہیں، ہر قسم کے رسم الخط پر عبور رکھتے ہیں، اس میں جہاں اساتذہ کرام کی محنت و مشقت کا تعلق ہے وہاں آپ کی دلجمعی، دلچسپی، محنت اور مسلسل جدوجہد کا بھی بڑا حصہ ہے۔ خط طغریٰ میں بھی عشق کی حد تک لگاؤ ہے۔ ایک دن آپ کی ملاقات کے لئے جامع مسجد مولانا روجی میں حاضر ہوا تو باتوں ہی باتوں میں میرے نام کا ایک نہایت ہی دلکش، خوبصورت بیل سے مزین طغریٰ سامنے رکھ دیا۔ حالانکہ میرے خواب میں بھی نہیں تھا کہ آپ ایسا نادرا اور یادگار تحفہ عنایت فرمائیں گے۔ سچ فرمایا محسنِ اعظم نبی مکرم رسول معظم ﷺ نے ”ہدیے اور تحفے دیتے رہا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔“ چنانچہ یوں سرکارِ دو عالم ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان محبت میں اضافہ فرما دیا۔ (وللہ الحمد) آپ نے جن اساتذہ فن سے خطاطی سیکھی ان کے نام یہ ہیں:

استاذ الخطاطین الحاج محمد اعظم صاحب منور رقم علیہ الرحمۃ، زینت الخطاط الحاج صوفی خورشید عالم صاحب خورشید رقم علیہ الرحمۃ، استاذ العصر جناب محمد علی زاہد صاحب زید مجدہ اور جناب استاذ غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ۔

زیارتِ حرمین شریفین زادِ ہما اللہ شرفاً و تعظیماً:

حیاتِ دنیوی میں ایک صحیح العقیدہ مسلمان کے لئے سب سے بڑی تمنا بارگاہِ رحمتہ للعالمین ﷺ کی حاضری ہے۔ حج و عمرہ کی سعادت حرمین شریفین زادِ ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی زیارت کی دولت جسے نصیب ہو جائے میرے نزدیک وہ نہایت امیر ترین ہے اور وہاں کی سچی تڑپ ایک دن ضرور رنگ دکھاتی ہے اور عاشقِ زار اچانک اس نعمتِ عظمیٰ سے بہرہ مند ہو جاتا ہے۔ خصوصاً مسجد کی خدمت سرانجام دینے والا خواہ موزن ہو یا امام و خطیب بلکہ مسجد کا جاروب کش بھی اس نعمت سے محروم نہیں رہتا۔ حالانکہ بظاہر اس کے وسائل نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اس کے برعکس بکثرت وسائل کے مالک اس سعادت سے کورے رہتے ہیں۔ دراصل بات خلوص، عشق اور قلبی آرزو کی ہے جب طلب صادق ہو تو بات بن جاتی ہے۔

ان کے دریائے کرم میں موج اٹھتی ہے واللہ
میرا ذاتی تجربہ ہے، ایک شب میں نے بڑے درود سوز سے بارگاہِ مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میں یوں استغاثہ پیش کیا:
دکھا دو مجھے اپنا شہر مبارک
میرے تاجور شہر یار مدینہ
کبھی ہو طوافِ حرم مجھ کو حاصل
کبھی دیکھوں میں سبزہ زار مدینہ
بس پھر کیا تھا کریم آقا علیہ السلام نے مسلسل نوازا اور اب یوں عرض گزار ہوں۔

مشفرف گرچہ شد سہ بار تابش
ہے حسرتِ حاضری کی مثل جامی
حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری مدظلہ بھی کشتہٴ عشقِ محبوب کبریا ہیں۔ نہ جانے روحی مسجد کے درود یوار نے کتنی بار آپ کے درد بھرے نالے سن کر بارگاہِ حبیبِ خدا ﷺ میں سفارش کی ہوگی کہ سرکارِ امام حسن رضی اللہ عنہ کے غلام کو بھی جمالِ جہاں آرا کی زیارت سے شاد کام کیجئے۔ ہاں ہاں روضہٴ مقدسہ کی زیارت بعینہٴ آپ ﷺ کی زیارت سے عبارت ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اعلانیہ بشارت سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا: من زادنی بعد موتی فکانما زادنی وانا حی ”جس (خوش نصیب ایمان دار) نے میرے روضہٴ اطہر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری حیات مبارکہ میں میری زیارت کی۔“ (خلاصۃ الوفا ص ۶۱) آخر وہ ساعت سعید آپ کو حرمین شریفین کی روانگی کا مژدہٴ جان فزا سنانے کے لئے آپہنچی۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۸۹ء اور اکتوبر ۲۰۰۶ء رمضان المبارک میں اس نعمتِ عظمیٰ سے بہرہ مند ہوئے۔ اب پھر قسمت کا ستارہ چمکا اور ۲۹ مارچ ۲۰۱۲ء کو حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔
الحمد لله رب العالمین

شرفِ بیعت:

طریقت میں بیعت شرط ہے نیز اکابر اسلام کا یہی معمول چلا آ رہا ہے کہ ظاہری علوم و فنون کے ساتھ ساتھ روحانی فیوض و برکات کے حصول کے لئے صحیح العقیدہ صاحبِ علم و فضل مرشد سے اس سنتِ مستمرہ کی بھی تکمیل کی جائے۔ چنانچہ اس مقصد کی ہاریابی کے لئے آپ نے قطب الوقت حضرت سلطان غلام باہو رحمۃ اللہ علیہ اولادِ پاک سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف پا کر منازلِ سلوک سے طے فرمائیں۔

تصانیف:

فقہ عالم دین میں علوم و فنون کی ترویج و اشاعت اور تبلیغ کے لئے تین اوصاف کا پایا جانا از حد ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مدرس ہو یا مصنف یا پھر مقرر ہو۔ خوش بخت ہیں وہ علمائے کرام جو ان تینوں اوصاف سے موصوف ہیں اور وہ خال خال ہی ہیں۔ کئی مصنف و مترجم ہوتے ہیں اور بعض مقررین کی صف میں شامل ہیں۔ حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری مدظلہ ان خوش نصیب علمائے کرام میں شامل ہیں جن میں یہ سبھی اوصاف پائے جاتے ہیں۔ مصنف و مترجم کی حیثیت سے دیکھا جائے تو اس وقت تک آپ کے قلم سے ستائیں کتابیں مارکیٹ میں اپنی حیثیت منوا چکی ہیں۔ آپ بھی ان کتابوں کے نام بمع مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیں۔

۱: شرح کلام رضانی نعت المصطفیٰ المعروف شرح حدائق بخشش:

یہ خوبصورت کتاب امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے اردو دیوان ”حدائق بخشش“ (۱۳۲۵ھ) کی عشق و محبت اور درد و سوز سے لبریز جامع شرح ہے۔ اس میں مناقب کے علاوہ تمام نعتوں، قصائد، مناجات، قطعات رباعیات، مخمسات اور درود و سلام کی نہایت عام فہم شرح ہے۔ مشکل الفاظ کے معانی اور مفہوم بالکل سادہ اور سہل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ دوران شرح سینکڑوں دیگر موضوعات پر بھی مواد جمع کیا گیا ہے۔ جس سے کتاب کے حسن میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ کتاب کے شروع میں علامہ سید مرغوب احمد اختر الحامدی کا مضمون ”امام نعت گویاں“ شامل کیا گیا ہے۔ جس سے حضرت رضا بریلوی کی فن شاعری میں مہارت تامہ کا پتہ چلتا ہے۔ اس عاجز (تابش قصوری) کے قلم سے لکھے گئے شارح کے حالات بھی کتاب کا حصہ ہیں۔ صفحات ۱۱۰۸ ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

۲: مقام غوث اعظم اعلیٰ حضرت کی نظر میں:

اسے شرح حدائق بخشش کی باقیات میں شمار کرنا چاہیے کہ یہ حدائق بخشش کی وصل اول تا وصل چہارم کی شرح پر مشتمل ہے۔ وصل اول میں نعت نبوی ہے اور بقیہ تین وصلوں میں حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ ساتھ ہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عربی میں لکھی گئی دو حمدوں کی بھی تشریح ہے۔ شرح کا اندازہ بالکل وہی ہے جو متذکرہ بالا کتاب میں اپنایا گیا تھا۔

اس کتاب میں حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بچپن سے لے کر وفات تک چیدہ چیدہ واقعات کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز حضور والا کے نونا در عربی قصائد مع اردو اور فارسی میں شعری ترجمہ کے ساتھ شامل کتاب کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایصال ثواب اور گیارہویں شریف کے مسئلہ کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ آخر کتاب میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ صفحات ۴۳۲ ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

۳: شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ بلفظ ”انا“

یہ گراں مایہ کتاب حضور سید عالم رضی اللہ عنہ کی ان یک صد احادیث مبارکہ پر مشتمل ہے جن میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زبان معجز بیان

سے بلفظ ”انا“ اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔ ان احادیثِ کریمہ کی جامع تشریح کی گئی ہے جس کے ضمن میں سینکڑوں ایسی روایات و احادیث سامنے آگئی ہیں جن سے پیارے مدنی مکی آقا ﷺ کی شان کا پروقار نقشہ سامنے آتا ہے۔ پھر ان واقعات کو خوبصورت اشعار سے مزین کر کے گویا کتاب کو چار چاند لگا دیئے گئے ہیں جو بلاشبہ قارئین کے ذوقِ مطالعہ کو دو بالا، سہ بالا، بلکہ چہار بالا کر دیتے ہیں۔ کتاب میں جا بجا بزرگانِ دین کے واقعات بغرض اصلاحِ احوال امت پیش کئے گئے ہیں۔ سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے عقائدِ حقہ کو بڑے پیارے انداز میں بیان کیا گیا ہے جن کا بنظر انصاف مطالعہ قاری کے ذہن کو مطمئن کر دیتا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ غافلِ مسلمانوں کو لحاظِ فکر کے ساتھ متنبہ کیا گیا ہے اور حالاتِ حاضرہ کے آئینے میں بتقاضائے وقت جذباتِ مسلم کو بیدار کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں حضور سرور کائنات ﷺ کے سر تا یا حلیہ مبارکہ کا بڑا ہی عاشقانہ بیان ہے۔ جسے پڑھ کر ہر خاص و عام جھوم جھوم جاتا ہے اور عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے دل و دماغ معطر و منور ہو جاتے ہیں۔

ابتدا میں پانچ جید علمائے کرام اور دانشور حضرات کی تقاریر بھی موجود ہیں اور مولانا قاری حافظ محمد زبیر مجددی سیالکوٹی کے قلم سے لکھے ہوئے مصنفِ علام کے حالاتِ زندگی بھی صدر کتاب میں شامل کئے گئے ہیں۔ صفحات ۱۰۰۰ اناشر مشتاق بک کارز الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

۴: تقریری نکات:

ایک سوا کا برواصا غر علماء و خطباء کے خطبات و تقاریر سے ماخوذ حکمت و بصیرت اور شعور و آگہی سے بھرپور علمی، تحقیقی اور اصلاحی نت نئے کام آنے والے سینکڑوں ”تقریری نکات“ جن میں سے ہر نکتہ اپنے اندر بہت سی معلومات افزا باتیں سموئے ہوئے ہے۔ توحید و رسالت، عظمت و شانِ مصطفیٰ، محبتِ رسول، سیرتِ سید المرسلین، میلاد النبی ﷺ عقائدِ اہل سنت و اصلاحِ احوال امت جیسے موضوعات اس کتاب کا اہم حصہ ہیں۔ اس کے علاوہ طنز و مزاح کے حوالے سے ایک بڑا ہی دلچسپ قابلِ مطالعہ باب ”مناظرانہ چٹکلے اور جہانِ ظرافت“ کا ہے، جس میں لطائفِ علمیہ کے علاوہ بہت سی حقیقت افروز باتیں ہیں۔ یقیناً یہ ایک ایسا باب ہے جسے پڑھ کر ہر خاص و عام بے اختیار محظوظ ہوتا ہے۔ (یاد رہے بعض احباب کی خواہش پر یہ باب کتاب کے پہلے ایڈیشن میں شامل کیا گیا تھا لیکن بعض بزرگوں کے حکم پر دوسرے ایڈیشن سے پورا باب نکالنا پڑا اس طرح بعض علماء کے نکات میں بھی مناسب ترمیم کی گئی ہے) پند و نصائح سے متعلق عربی ادب کے شاہکار تین خطبات بھی شامل کتاب ہیں۔ آخر میں ان علماء و خطباء اور کتب کی فہرست بھی دی گئی ہے جن سے ”تقریری نکات“ نقل کئے گئے ہیں۔ اس کتاب میں مصنف کے حالات بھی راقم الحروف نے لکھے ہیں۔ جن سے مصنف کی شخصیت کے علمی و عملی پہلوؤں کا پتہ چلتا ہے۔ صفحات ۶۷۲ تا ۶۷۸: کرمانوالہ بک شاپ داتا دربار، لاہور۔

۵: اٹھارہ تقریریں:

اس کتاب کا مکمل نام ”زبدۃ الحسن مقالات و خطبات حسن المعروف اٹھارہ تقریریں“ ہے۔ کتاب کے شروع میں حافظ محمد زبیر مجددی کے قلم سے لکھے ہوئے مصنف کے حالات ہیں۔ اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ تقاریر کے موضوعات یہ

ہیں۔

۱: فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا۔ ۲: قلب مومن ۳: بچوں کی صحبت ۴: مضامین سورۃ الحجرات۔ ۵: معجزہ شق القمر ۶: سنت کے دنیوی و طبی فوائد ۷: حضور ﷺ کے والدین کریمین ۸: حقوق والدین ۹: حضرت یعقوب علیہ السلام کی علمی شان ۱۰: وسیلے کی برکت ۱۱: محبت و نسبت کا اثر ۱۲: دین اسلام میں مسجد کی اہمیت ۱۳: توبہ و استغفار ۱۴: اسلامی سلام اور اس کا صحیح جواب ۱۵: عید الفطر کی تقریر ۱۶: عیسائیت (حدیث ہر قل) ۱۷: فیضان اولیاء رحمۃ اللہ علیہم ۱۸: شبِ برأت۔ صفحات ۶۴۰، ناشر: اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور۔

۶: کواکب سبعہ:

یہ کتاب سات جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق قرآنی آیات و احادیث دی گئی ہیں۔ اس کے بعد کتاب کا اصل موضوع شروع ہوتا ہے۔ جن سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات اس کتاب میں ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں: سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ۲: موزن رسول ﷺ حضرت سیدنا بادل حبشی رضی اللہ عنہ ۳: شیخ الامت حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ۴: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۵: حضرت سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ ۶: حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۷: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ”کواکب“ کا معنی ہے ستارے، لیکن اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ”اصحابی کالنجوم“ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ صفحات: ۴۳۲ ناشر: نور یہ رضویہ پبلی کیشنز، تنج بخش روڈ لاہور۔

۷: الدروس العشرہ فی السورۃ الفاتحہ:

یہ کتاب چاندنی مسجد ریگل چوک لاہور میں دیئے گئے ماہانہ دس دروس قرآن پر مشتمل ہے۔ پہلا درس تعوذ و استعاذہ کے بارے میں ہے۔ دوسرا درس تسمیہ کا بیان ہے۔ بقیہ سات دروس میں سورۃ فاتحہ کی لا جواب تفسیر ہے۔ کتاب کے آخر میں ماخذ کی فہرست بھی شامل ہے۔

۸: قرآن اور حاملین قرآن:

یعنی قرآنی انسائیکلو پیڈیا۔ جس میں کتاب ہدایت قرآن مجید کے بارے میں معلومات کا بیش بہا خزانہ اور عظیم ذخیرہ ہے۔ کتاب زندہ قرآن حکیم کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ آئین انسانیت کے کئی گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ لا یزال و قدیم مرقع حکمت کے عجائبات، حیرت انگیز واقعات، حقانیت قرآن پر غیر مسلموں کے اعترافات اور علوم قرآنی جیسے بے شمار علمی موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ نوع انسانی کے پیام آخری کے حامل کامل و اکمل، سرور کائنات، فخر و موجودات، حضور رحمت عالمیاں یعنی صاحب قرآن علیہ السلام کی عظمت پر بھی جا بجا نہایت علمی و تحقیقی مواد اس کتاب کے حسین چہرے کا جھومر ہے جو کہ مؤلف کتاب کا سرمایہ حیات اور حاصل زندگی ہے۔ کتاب کے تین حصے ایک ہی جلد میں مجلد ہیں۔ پہلے حصے میں عظمت قرآن،

علوم قرآن، واقعات و عجائبات قرآن، وظائف و اعمال قرآنی اور ادعیہ قرآنیہ کے علاوہ دیگر کئی موضوعات پہ بھی قلم اٹھایا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں حفاظ قرآن پاک کی عظمت اور ان کے فضائل قرآن و سنت اور علماء امت کی تصریحات سے واضح کئے گئے ہیں۔ تیسرے حصے میں حاملین قرآن یعنی علمائے کرام کا مرتبہ و مقام قرآن و سنت کی روشنی میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ الغرض یہ بے مثال و لا جواب و باکمال کتاب قرآنی معلومات کے لئے ایک عام قاری سے لے کر ایک عالم تک سب کے لئے بہترین انسائیکلو پیڈیا ہے اور بقول اقبال:

حرف او را ریب نے تبدیل نے آیه اش شرمندہ تاویل نے .

۹: بوستان سعدی:

حضرت شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ”بوستان سعدی“ کا انتہائی آسان اور شستہ اردو ترجمہ ہے۔ ہر حکایت کے آخر میں سبق بھی دیا گیا ہے تاکہ قاری کو حکایت کا ماحصل سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ صفحات ۲۳۲۔ ناشر: مشتاق بک کارنر الکمریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور

یاد رہے! بوستان سعدی کا ایک ترجمہ جس کی ضخامت دو سو بیس صفحات ہے اور گلستان سعدی کی طرح غیر مجلد ہے۔ یہ دونوں ترجموں کا حجم برابر رکھنے کے لئے شائع کیا گیا جبکہ دوسرا ترجمہ کچھ تفصیلات کے ساتھ مجلد شائع کیا گیا ہے جس کے صفحات تین سو چھتر ہیں یہ بھی مشتاق بک کارنر نے شائع کیا ہے تو اس طرح بوستان سعدی نام کی دو کتب ہو گئیں ایک کو صرف ترجمہ سمجھ لیں اور دوسری کو مختصر شرح کا نام دیا جاسکتا ہے۔

۱۰: گلستان سعدی:

حضرت شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”گلستان سعدی“ کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں بھی مذکورہ کتاب جیسا انداز اپنایا گیا ہے۔ صفحات ۲۳۶۔ ناشر: مشتاق بک کارنر الکمریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور۔

۱۱: کربل کی ہے یاد آئی:

واقعہ کربلا پر اب تک لکھی جانے والی تمام کتابوں اور اس موضوع پر علمائے اہل سنت کی تقاریر کا خلاصہ، ماحصل اور نچوڑ (سر ورق) اس کتاب کے تین حصے ہیں پہلے دو حصے جن میں اہل بیت رسول ﷺ کا مختصر تذکرہ، واقعہ کربلا کی روئید اور تاریخی حقائق کے ساتھ، عقائد اہل سنت وغیرہ موضوعات کا بیان ہے۔ حصہ سوم میں ”حدیث قسطنطنیہ“ پر مولانا منیر احمد یوسفی صاحب کا رسالہ خلاصہ شامل ہے۔ جس میں انہوں نے حدیث مذکورہ پر محققانہ بحث کی ہے۔ اس کتاب کا اکثر حصہ سید السادات حضرت مولانا پیر سید یعقوب شاہ صاحب رضوی آف پھالیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر سے ماخوذ ہے۔ (کیونکہ مصنف زمانہ طالب علمی میں حضرت شاہ صاحب کی تقریروں سے بہت متاثر تھے گویا یہ کتاب مصنف کی شاہ صاحب قبلہ سے عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے) صفحات ۲۳۲ ناشر نور یہ رضویہ پبلی کیشنز گلخ بخش روڈ لاہور۔

۱۲: یارانِ مصطفیٰ ﷺ مع وارثانِ خلافت راشدہ رضی اللہ عنہم:

صحابہ کرام، خلفائے راشدین مہدیین کے مفصل حالات واقعات و کرامات پر مشتمل کتاب لا جواب، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز خلافت راشدہ کا بھی تفصیلاً بیان ہے۔ صفحات ۸۸۸ ناشر نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

۱۳: مقام سیدنا ابراہیم علیہ السلام

حضرت سیدنا و مولانا ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کی حیات مبارکہ پر یہ کتاب مستطاب ہے جس میں آپ کی زندگی پر قرآن و حدیث و تاریخی حقائق کے حوالے سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین بڑے امتحانات، آپ علیہ السلام کے مناظرے، سنگ اسود اور چاہ زم زم کا مفصل بیان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کے بارے میں تحقیق انیق کی گئی ہے۔ کتاب کے آخر میں قربانی اور اس کے مسائل و احکام کا بیان ہے۔ نیز کتاب کے آخر میں ماخذ کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ صفحات ۲۰۸ ناشر: اکبر بک سیلرز اردو بازار، لاہور۔

۱۴: النعمان والرضا:

اس کتاب کا عام فہم نام ”دو عظیم رہنما ابو حنیفہ اور رضا“ ہے جس میں امام الفقہ و شرف الفقہاء سراج الامہ و کاشف الغمہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور فقیہ العشق و مجدد الملت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و فقہی مقامات اور عشقی و جہی مراتب کا واضح بیان آپ کو پڑھنے کے لئے ملے گا۔ صفحات: ۲۲۴ ناشر: اسلام بک ڈپو گنج بخش روڈ لاہور۔

۱۵: الباقیات الصالحات یعنی مقالات و خطبات:

اس کتاب میں مختلف موضوعات پر پچیس خطبات و مقالات ہیں۔ خطباء و مقررین کے لئے یہ کتاب گراں بہا خزانہ ہے۔ صفحات ۶۰۰، ناشر اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

۱۶: فضائل و مسائل نماز:

حال ہی میں اس کتاب کا نیا ایڈیشن شائع ہوا ہے جو نہایت ہی خوبصورت ہے اور پہلے ایڈیشن سے اس کا سائز بھی بڑا ہے۔ اس کتاب میں نماز کے فضائل قرآن و حدیث اور صحابہ کرام بزرگان دین کے حسین واقعات سے بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب کے دو حصے ایک ہی جلد میں مجلد ہیں۔ پہلے حصے میں نماز کے فضائل اور دوسرے میں استنجاء، وضو، غسل، اذان، اقامت، نماز، حیض نفاس استحاضہ، نفلی نمازیں، نماز جمعہ و عیدین، نماز جنازہ وغیرہ کے سینکڑوں ضروری مسائل کو فقہ حنفی کی معتبر کتب کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے ہوتے ہوئے اس موضوع پر کسی دوسری کتاب کی کم ہی ضرورت محسوس ہوگی۔ انشاء اللہ۔ صفحات ۶۶۰ ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

۱۷: فضائل و مسائل حج و زیارت

اس کتاب کے بھی دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں شعائر اللہ (حجر اسود، حطیم کعبہ، رکن یمانی، زمزم شریف، صفا و مروہ وغیرہ) کے فضائل بیت اللہ شریف کی فضیلت، فضائل حج و عمرہ اور سفر حج کی ایک ایک نشانی، مقام اور دیگر لوازمات و مناسبات بیان ہوئے ہیں جبکہ دوسرے حصہ میں حج کے شرائط اصطلاحات حج، فرائض و واجبات و سنن حج و احرام، طواف کے مسائل اور اس کی اقسام نیز حج و عمرہ سے متعلقہ ہر قسم کے فقہی مسائل بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ مدینہ طیبہ کی حاضری اور وہاں کے متبرک مقامات کا ذکر پھر کتاب کے آخر میں مختلف مقامات پہ پڑھی جانے والی دعائیں اور بالخصوص طواف کے ہر پھیرے کی علیحدہ علیحدہ دعا کو لکھ دیا گیا ہے۔ صفحات ۳۱۹ ناشر نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور

۱۸: فضائل و مسائل صیام و رمضان

روزے کی فرضیت اور روزہ دار کو ملنے والے انعامات، صیام و رمضان کے خصوصی فضائل، سحری و افطاری کے فضائل احادیث کی روشنی میں احکام، لیلۃ القدر، نیا چاند دیکھنے نیز رویت ہلال اس کتاب کے خصوصی موضوعات ہیں۔ اس کتاب کا دوسرا حصہ بھی مندرجہ بالا موضوعات کے فقہی مسائل پر مشتمل ہے۔ نیز روزے کے مفاسدات و مکروہات، روزے کی اقسام اور ہر قسم کے جداگانہ احکام، نماز تراویح کے بارے میں مفصل مسائل اور کتاب کے آخر میں قضا عمری اور عید الفطر نیز نماز عید کا طریقہ اور دیگر مسائل کا۔۔۔ اپنے موضوع پہ نہایت ہی جامع کتاب ہے۔ اس کتاب کے کل صفحات ہیں۔ ۳۲۴۔ ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، گنج بخش

تنبیہی مقالے (مسئلہ توحید و شرک):

۔۔۔ توحید و شرک کے حوالے سے دو تحقیقی مقالے جسے پڑھ کر مخالفین اہل سنت کے پھیلائے ہوئے بہت سے بے بنیاد شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ صفحات: ۶۴ ناشر اول: قاری محمد اصغر نورانی لاہور، ناشر دوم: انوار لاہوری لاہور، ناشر سوم: اکبر بک سیلزار، بازار لاہور۔

۲۰: البرکات

اس کتاب میں مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اوراد و وظائف کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ صفحات: ۴۸ ناشر قاضی پبلی کیشنز، ذوالقرنین چیمبر، کینٹ روڈ لاہور۔

۲۱: ماں تسکین جاں

ماں کی عظمت و شان اور والدین کا مرتبہ و مقام نیز ان کے فرائض و حقوق پہ بڑی ایمان افروز کتاب ہے، قرآن و حدیث کی روشنی میں علمی نکات اور خوبصورت اشعار سے اس کتاب کو مزین کیا گیا ہے۔ اس موضوع پہ تقریر کرنے کے لئے اس کتاب میں وافر مواد ہے۔ واقعات و حکایات کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق کو بھی پورا کیا گیا ہے، اپنی ماں کے ساتھ دلی محبت کرنے والوں کے لئے اس

کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ صفحات ۳۰، ناشر: اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور۔

۲۲: بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو

بخاری شریف کی بارہ سو منتخب احادیث کے حوالے اور سینکڑوں احادیث پر مشتمل تقاریر، بالخصوص عقائد و معمولات اہل سنت و بخاری شریف کی صحیح احادیث سے ثابت کیا گیا ہے۔ کیونکہ مخالفین اہل سنت بات بات پہ بخاری شریف کا نام لے کر عوام الناس اہل سنت پر رعب جماتے ہیں۔

جبکہ ہمارے بزرگوں نے اتنی کچی بنیادوں پر ان عقائد و معمولات کو نہیں اپنایا، بلکہ نہایت ٹھوس اور معتبر دلائل پر ہمارے مسلک کی بنیاد ہے۔ یہ مرتب کے زمانہ طالب علمی کی محنت ہے۔ جو انہوں نے دورہ حدیث کی کلاس کے دوران حوالہ جات محفوظ کئے اور اب پچیس سال کے بعد اپنے اساتذہ اور دینی مدارس کے طلباء بالخصوص دورہ حدیث شریف کے طلباء کے اصرار پر بڑی محنت کر کے بعد منظر عام پر لائے ہیں۔ اس محنت کا اندازہ لگانے کے لئے کتاب کا مطالعہ شرط اولین ہے۔ کتاب کے آغاز میں علامہ محمد شریف الحق رضوی صاحب علیہ الرحمۃ کے دو قیع مضامین ہیں جو امام بخاری اور ان کی صحیح بخاری کے عنوان سے معنون ہیں۔ صفحات 380۔ ناشر: اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

۲۳: فیضانِ مسلم شریف:

یہ کتاب بھی متذکرہ بالا کتاب کی طرز پر ہی لکھی گئی ہے۔ اس میں بھی تقریباً بارہ سو احادیث کے حوالے ہیں اور یہ تمام احادیث، مسلم شریف کی ہیں لیکن جن احادیث پر ”بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو“ میں بحث کی گئی ہے۔ ان احادیث کو زیر بحث نہیں لایا گیا اور اگر کوئی ایسی حدیث آ بھی گئی ہے تو اس کا عنوان و تقریر وہ نہیں بلکہ نئے عنوان کے ساتھ نئی تقریر ہے۔ کتاب پڑھنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ ابتداء میں علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کا صحیح مسلم اور امام مسلم کے حوالے سے ایک مضمون شامل کتاب ہے۔ تین سو بارہ صفحات پر مشتمل ہے۔ ناشر: اکبر بک سیلرز، لاہور

۲۴: راہِ ہدایت:

اس کتاب میں صحاح ستہ میں سے دو کتب جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد شریف کی منتخب احادیث کے حوالہ جات ہیں جو کہ دورانِ تعلیم مصنف نے اپنی ڈائری پہ نوٹ کئے تھے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہ بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو اور فیضانِ مسلم شریف میں ذکر ہو چکا۔ پھر دونوں کتب اور ان کے مصنفین کا تعارف علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کے قلم سے شامل کتاب ہے۔ ترمذی شریف کی منتخب احادیث کے آخر میں ایک سو پچیس فقہی قواعد کو لکھ دیا گیا ہے کیونکہ کتب صحاح میں سے ترمذی شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کا فقہی مسائل سے خاص تعلق ہے تو اس حوالے سے فقہ حنفی کے مشہور قواعد کو لکھا گیا ہے۔ کتاب کے صفحات ہیں۔ ۲۸۰۔ ناشر: اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

۲۵: نجات کا راستہ

سنن نسائی اور ابن ماجہ کی منتخب احادیث کا یہ کتاب حسین مجموعہ ہے اس طرز پہ جس طرز پہ راہ ہدایت کے اندر ترمذی و ابو داؤد کی منتخب احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ اہل سنت کے معمولات (جن کو بد قسمتی سے اس دور میں بدعات کا نام دے دیا گیا ہے) والی احادیث کو ضرور درج کیا جائے۔ انشاء اللہ اس کتاب میں آپ کو اس سلسلہ میں کافی رہنمائی ملے گی عوام و خواص کے لئے اس مجموعہ کے اندر بڑا مفید مواد ہے جس کا تعلق پڑھنے کے ساتھ ہے بڑے خوبصورت عنوانات، نہایت ہی عاشقانہ نکات اور بڑے پیارے اشعار بھی حسب معمول اس کتاب کا حصہ ہیں۔ کل صفحات ۴۱۵۔ ناشر اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور۔

یاد رہے! صحاح کی ان تمام احادیث کو ایک ہی جلد میں بعنوان ”عقائد اہل سنت اور احادیث صحاح ستہ“ جمع کر دیا گیا ہے جو مندرجہ بالا پتے سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

۲۶: راہ سنت و جنت

یہ کتاب مؤطا امام مالک کی منتخب احادیث پر مشتمل ہے۔ جس میں حرف آغاز و انتساب کے بعد تذکرہ حضرت امام مالک اور مؤطا امام مالک کا ذکر خیر ہے۔ زیادہ تر انہی احادیث کو لیا گیا ہے جو کہ فقہ حنفی کی مؤید ہیں۔ کتاب کے آخر میں ختم نبوت پہ نہایت خوبصورت مواد ہے اور قادیनों کی تردید میں کئی صفحات لکھے گئے ہیں۔ علم اور علماء کا موضوع بڑا تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہان پوری کے ترجمہ اور حاشیہ سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ کتاب کیا ہے علم و حکمت کا ایک خزانہ ہے جو لوگ حدیث کی بڑی بڑی کتب کا مطالعہ کرنے سے گھبراتے ہیں۔ (وقت کی کمی یا مالی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ان کے لئے یہ کتب ایک نعمت سے کم نہیں ہیں)۔ کتاب کے کل صفحات ہیں ۴۸۸۔ ناشر اکبر بک سیلرز، زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور۔

۲۷: مصباح المشکوٰۃ

اس کتاب پہ بڑی محنت کی گئی ہے اور مشکوٰۃ شریف کی سینکڑوں منتخب احادیث پہ تقاریر لکھی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کتاب سے شروع میں فہرست اور حرف آغاز کے بعد حدیث کی قسمیں اور ان کی تعریفات پھر ہر باب کی احادیث بیان کرنے کے بعد اس باب سے متعلق نہایت دلچسپ فقہی مسائل جن کو مولانا جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ نے فقہی پہیلیوں (عجائب الفقہ) کی صورت میں ترتیب دیا ہے۔ اسی طرح حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ کی مرآۃ شرح مشکوٰۃ سے جا بجا استفادہ کیا گیا ہے۔ گویا یہ کتاب انہی دو بزرگوں کا فیض ہے۔ فجزاہما اللہ خیر الجزاء۔ مافی اللہ ثراهما و جعل الجنة مثواهما۔ ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالايمان۔ کتاب کے آخر میں مشکوٰۃ مطبوعہ بیروت سے مکمل فہرست احادیث مشکوٰۃ شامل کتاب ہے۔ صفحات ۸۳۲ ناشر اکبر بک سیلرز لاہور

۲۸: صبح دوام زندگی

بچپن سے ہی فکر آخرت اور عالم برزخ نیز موت کا موضوع میرے لئے بڑا ہی اہمیت کا حامل رہا ہے اور اس موضوع پہ عرصہ

دراز سے مواد اکٹھا کر رہا ہوں الحمد للہ: اس موضوع پہ نہایت ہی جامع کتاب تیار ہو کر منظر عام پہ آچکی ہے۔ اس کتاب کے بارے میں شرف ملت علیہ الرحمۃ کے جواں سال وجواں بخت صاحبزادے حضرت ڈاکٹر ممتاز احمد سیدی صاحب کے تاثرات یہ تھے کہ ”اس موضوع پہ اس طرح کی خوبصورت اور تحقیقی کتاب ہم اہل سنت پہ قرض تھی جو ہم سب کی طرف سے آپ نے ادا کر دیا ہے۔ نماز جنازہ کے موقع پہ اور ایصالِ ثواب کی محافل میں مقررین کے لئے نہایت ہی مفید ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ العزیز۔ کتاب کے آخر میں ”موت کی یاد“ کے عنوان سے دو عربی قصائد بمعہ اردو ترجمہ لکھے گئے ہیں۔ پوری کتاب میں موضوع کے مطابق واقعات اور اشعار آپ کو کثرت کے ساتھ ملیں گے۔ کل صفحات ۲۷۹، ناشر اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور۔

۲۹: شانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ (ﷺ)

اس کتاب کے بارے میں (جو آپ کے ہاتھوں میں ہے) میں زیادہ نہ لکھوں گا۔ قارئین خود بخود فیصلہ کریں گے کہ میں نے کہاں تک موضوع کا حق ادا کیا ہے۔ دراصل شانِ مصطفیٰ (ﷺ) بزبانِ مصطفیٰ (ﷺ) جب منظر عام پہ آئی تو اس وقت سے ہی ذہن میں تھا کہ اس نام پہ شانِ خدا کے حوالے سے بھی کتاب لکھوں گا۔ ان شاء اللہ۔ الحمد للہ! وہ دن آگیا کہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں نذر پیش کر رہا ہوں۔ کچھ تعارف اس کتاب کا کتاب کے شروع پیش لفظ میں لکھ دیا ہے۔ وہ بھی ضرور پڑھیں۔ میری کتاب شانِ مصطفیٰ (ﷺ) کے بارے میں ایک دوست نے ایک جمعہ میں کچھ اس طرح تبصرہ کیا کہ ”کتاب کیا ہے پوری لائبریری ہے“ ان شاء اللہ یہ کتاب بھی اس تبصرہ کی حقدار قرار پائے گی۔ خدا تعالیٰ اپنی بارگاہ میں میری اس کاوش کو قبول فرما کر میرے والدین اساتذہ، رشتہ دار جو اس دنیا سے رخصت ہو گئے سب کی مغفرت فرمائے اور کتاب کے ناشر و قاری کو بھی اپنی رحمتوں سے نوازے۔

۳۰: نعماتِ توحید

یہ کتاب کس طرح وجود میں آگئی؟ قدرت کا کرشمہ ہی سمجھیں۔ وہ اس طرح کہ شانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ (ﷺ) کی تیاری کے سلسلہ میں اپنی طبیعت کے مطابق اس موضوع پہ اشعار کی ضرورت پڑی تو حمد باری تعالیٰ، مناجات اور منظوم دعاؤں کی تلاش کرتا رہا۔ اس سلسلہ میں مجھے سخت حیرانی ہوئی کہ نعت کے موضوع پہ تو سینکڑوں کتابیں نظر آئیں لیکن حمد باری تعالیٰ پہ مجھے کوئی قابل ذکر کتاب نہ مل سکی۔ اس بارے میں غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے کتب خانے بھی پھرے مگر مایوسی ہوئی آخر کار خود ہی کئی سال کے مختلف ماہنامہ جات نعتیہ کتب اور دیگر ذرائع سے اس قدر مواد جمع ہو گیا کہ ارادہ بن گیا کہ اس تشنگی کو بھی دور کر دیا جائے اور عیحدہ سے حمد باری تعالیٰ، مناجات اور منظوم دعاؤں کی شکل میں نعماتِ توحید کے نام سے ایک کتاب ہو جائے۔ چنانچہ ایک تیر دو شکار واما معاملہ ہو گیا اور جب شانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ (ﷺ) کتاب اپنی تکمیل کو پہنچی تو ساتھ ہی نعماتِ توحید بھی تیار ہو گئی۔ شعری ذوق رکھنے والوں کے لئے ایک عجیب تحفہ ہے جس میں عربی، فارسی، اردو پنجابی اور سرائیکی منظوم حمد یہ کلام، مناجات اور دعا پر مشتمل آپ کو اس طرح کا مواد ملے گا۔ جس طرح کی آپ کے دل میں آرزوئیں انگڑائیاں لے رہی ہوں گی۔ حضرت ابوبکر صدیق، مولائے کائنات علی المرتضیٰ سے لے کر ماضی قریب اور دور حاضر کے اہل محبت اور شعراء کا کلام اس کتاب کی زینت ہے۔

۳۱۔ مختصر احادیث مشکوٰۃ

مشکوٰۃ شریف احادیث مبارکہ کا وہ بابرکت مجموعہ ہے کہ جس کی بے شمار شروحات لکھی گئیں اور درسِ حدیث میں سب سے زیادہ بیان ہونے والی کتاب ہے، فقیر نے اپنے ذوق کے مطابق احادیث کا انتخاب اُردو ترجمہ و تخریج کے ساتھ کیا ہے۔ حدیث پہ اعراب کا التزام کیا ہے تاکہ عام قاری کے لیے بھی سہولت ہو۔ ناشر: ہجویری بک شاپ، گنج بخش روڈ، لاہور

۳۲۔ الدین النصیحہ

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس کتاب میں انسانیت کے بہت سارے طبقات کے لئے دین اسلام کی ناصحانہ تعلیمات کو پیش کیا گیا ہے ان شاء اللہ عنقریب شائع ہو رہی ہے

نہیں توصیف کے قابل قلم میرا زباں میری
کبھی ساحل پہ بھی پہنچیں الہی! کشتیاں میری
مسلل کرب کی حالت میں ہے عمر رواں میری
الہی! ختم ہو جائیں یہ ساری سختیاں میری
گھٹا بر سے کہ تشنہ ہے ابھی تک ارض جاں میری
اگر اشکوں سے بھی لکھی گئی ہے داستاں میری
تمازت کا ہدف ہیں ادھ جلی سی کھیتیاں میری

پشیمان ہے ازل سے اس لئے لوح گماں میری
برگرد اب غم بیم و رجا کی کیفیت میں ہوں
پس زنداں گرفتار بلا ہوں ایک مدت سے
درو دیوار پر بھی بھوک کے اگنے لگے جنگل
غبارِ مفلسی میں ہے مرے آنگن کی رعنائی
بنامِ مصطفیٰ آسودگی دے میرے بچوں کو
مجھے برگد کے پیڑوں کی گھنی چھاؤں کا موسم دے

ریاضِ حسین چودھری

(نشانِ منزل کے آخر میں حضرت علامہ ادیب المل سنت مولانا محمد منشاء تائش صاحب زید مجدہ کا محبت نامہ جو مصنف کے نام انہوں نے ارسال فرمایا اور مصنف کی کتاب فضائل و مسائل نماز میں چھپ چکا، حضرت کے بار بار حکم پہ اس کتاب کی بھی زینت بنایا جا رہا ہے)

ہنستی اور رونقِ بازارِ تست (محبت نامہ)

بخدمتِ اقدس۔ سراپائے اخلاص و مروت رفیع الدرجت حضرت علامہ مولانا مفتی غلام حسن صاحب قادری زید اقدار کم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاجِ اقدس! بعد از دعواتِ خیریت و عافیت طرفینِ معروض کہ آپ کی طرف سے حسبِ معمول دیگر تحائفِ علمیہ کی طرح آج پھر تازہ تحفہ ”مقالات و خطبات“ کی صورت میں ہا صرہ نواز ہوا۔ اس یادگار حسین و جمیل کتاب پر آپ کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یوں تو آپ کی تمام تر تصانیف و تراجم اور شروحِ قابلِ قدر اور لائقِ مطالعہ ہیں، عوام و خواص ان کے صوری و معنوی فیوض و

برکات سے حظ وافر اٹھائیں گے۔ بہل اور آسان کلمات سے پورا پورا استفادہ و استفادہ کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز اس کامیاب مساعی جمیلہ پر ہدیہ تبریک قبول فرمائیں۔ مگر آپ نے پیش لفظ میں یہ کیا لکھ دیا کہ ”میں اپنی اس آخری کوشش کے ساتھ ہی اس جرم سے ”توبہ“ کرتا ہوں۔ (مقالات و خطبات ص ۹)

برادرِ مکرم! یہ کوئی نئی بات نہیں، معترضین ہر دور میں ہوئے، حاسدین کی فوج پہلے سے ہی چلی آ رہی ہے۔ وہ آتشِ حسد میں جلتے چلے آ رہے ہیں مگر کام کرنے والے انہیں نظر انداز کرتے ہوئے اپنے مشن کو پروان چڑھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ ذرا نام حق کے مصنف حضرت شیخ سید شرف الدین بخاری علیہ الرحمۃ کے ان اشعار کو دیکھئے اور پھر اپنی ”حیاتِ حسن“ کا خلاصہ بنا لیجئے۔

غم دیں خور کہ غم غم دین است	ہمہ غمہا فروتر ازین است
غم دنیا مخور کہ بیہود است	ہیچکس در جہاں نیا سوداست
من بعجز و قصور معترفم	نے چوں ناداں احمق و خرم
پیش زیں گفتہ اند اہل سلف	عذر من صنف قد استهدف
لیک بر قدر خویش کو شیدن	بہ زی بیکاری و خموشیدن



کنی عیب مگر تو بتوانی کہ در و حلہ بیوشانی

نام حق - نہایت چھوٹی سی کتاب ہے مگر ساڑھے سات صد سال سے عالم اسلام کے مدارس میں بطور نصاب پڑھائی جا رہی ہے جبکہ ان کی دیگر تصانیف کی خبر تک نہیں، نیز علم و عالم کا معیار تصانیف پر ہی نہیں۔ کتنے ہی ایسے زبردست علماء ہیں جن کی تصنیف تو کجا ایک رسالہ تک نہیں مگر ان کی محبوبیت و مقبولیت چہار دانگ عالم میں ہے۔

امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلی علیہ الرحمۃ کے حاسدین نے آپ کی عظمت و رفعت سے گھبرا کر گالی گلوچ سے بھرپور خطوط ارسال کئے تو آپ نے ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ کے سامنے رکھے انہوں نے پڑھتے ہی عرض کیا ان نازیبا خطوط لکھنے والوں پر تو مقدمہ کیا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے معاملہ خطوط دکھائے اور فرمایا اگر ان پر مقدمہ کا مشورہ دیتے ہیں تو ان لوگوں کے لئے انعام کا انتظام کریں جو تعریفی خطوط سے حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے تو معاندین کے بارے یوں درس دیا ہے

ولقد امر علی اللیثم
فمضیت ثمة قلت لا یعنینی
اس کے برعکس یہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

آنجا کہ زاہداں بہ ہزار اربعین رسد
مست شراب عشق بیک آہ می رسد
زاہد جہاں ہزاروں چلوں سے پہنچتے ہیں شرابِ عشق کا مست وہاں ایک ہی آہ میں پہنچ جاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت علامہ مولانا الحاج محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ باتوں ہی باتوں میں فرمانے لگے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے کسی کتاب میں رقم فرمایا ہے کہ میں نے ”امعة الممعات“ صرف تین ماہ میں پایہ تکمیل تک پہنچائی جبکہ اس کے ساتھ ساتھ متعدد رسائل بھی تصنیف کئے۔ ازیں قبل حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بائیس سال کی عمر میں تفسیر جلالین شریف (نصف اول) صرف بائیس دنوں میں لکھ ڈالی اور مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے صرف آٹھ گھنٹوں میں اپنی شہرہ آفاق عربی تصنیف الدولۃ المملکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ تصنیف فرمائی حالانکہ آپ علیل اور سفر حج میں مصروف تھے۔ وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ یَّشَاءُ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے (اپنے دین کی خدمت کے لئے) اپنی رحمت سے اسے خاص فرما لیتا ہے۔ وان الفضل بيد الله يؤتیه من یشاء اور بیشک (اللہ تعالیٰ) جسے چاہتا ہے فضیلتیں عطا فرماتا ہے کیونکہ تمام فضیلتیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

بہر حال! آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ قلم سے علم کو اور علم سے قلم کو سجاتے رہیے اور حاسدین کو ان کے حال پر چھوڑئیے۔ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے تو ایسے لوگوں کی ایسی کارروائی کو نہایت مثبت رنگ دیتے ہوئے کہا۔

ہستی او رونق بازار تست

مزید فرمایا:

تندیٰ با مخالف سے نہ گھبراے عقاب یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے
اس کا وجود تو تیرے بازار کی رونق ہے۔ یعنی جس محفل میں وہ تمہارے بارے تکلیف دہ گفتگو کرے گا گویا کہ وہ از خود تمہاری شہرت کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے۔

آخر میں زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس شعر پر اجازت چاہتا ہوں۔

ہر کہ او در راو من خارے نہد من گل نہم

او سزائے خار یا بدن جزائے گل برم

باقی حالات لائق صد شکر ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ جل و علیٰ آپ کے قلم کو برق رفتار اور پُر انوار بنائے۔

آمین ثم آمین بجاو ظہ و یسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ صحبہ و بارک وسلم

فقط والسلام مع الکرام

محمد منشاء تابش قصوری، ریہ کے

۱۸ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ ۲۲ اگست ۲۰۰۸ء بمقام انیس



حبيب منظم تابش تبصرہ

ہیں غلام حسن کی برکات یہ

اسلام اے مفتی دین میں
اسلام اے مسکین کے قیام
ترجمان اہل سنت اسلام
صاحب علم و قلم ذی احترام
آپ کی ہیں سب تصانیف حسین
کیا بیاں ہو جو ہے شانِ مصطفیٰ
ہے مقامِ غوثِ اعظم بہترین
حدائقِ بخشش کی شرحِ لا جواب
دیکھتے تقریری نکتے یہ مثال
دلنشین جہلات سے سرور ہیں
اور تقریریں اٹھارہ خوب ہیں
کو اکب جمعہ ہدایت کے چراغ
القدس العاشق کے نور سے
قرآن اور جو حاملِ قرآن ہیں
مکملاتِ بستان کے حرم سے
مگر بلا کی یاد آتی دوستو
یاوران و وارثانِ مصطفیٰ
ان کے احوال حسین پر یہ کتاب
ہو بیاں کیا ہے مقامِ ابراہیم

عاشقِ محبوبِ رب العالمین
محو تو ہر لمحہ ذکرِ حبیب
ناشر آیات قرآن السلام
اسلام اے مفتی دین السلام
روح پرورد پذیر و دلنشین
درحقیقت از زبانِ مصطفیٰ
اعلیٰ حضرت کی نظر میں بہترین
جس کا ہر ک لفظ مثل آفتاب
ایک سو علماء کا فیض لازوال
واعظین و خطباءِ محور ہیں
خوب ہیں محبوب میں مرقوب ہیں
بیرت اصحابِ دل باغ باغ
دل کو راحت اسی کا دھم سے
درحقیقت مرکزِ فیضان ہیں
ہیں یقیناً علم کے وہ زمیں
درد ایک سینے میں بانی دوستو
بوکر، فاروق و عثمان ہر غنی
روح پرورد دلنشین و لا جواب
نقشِ پادامہ مقامِ ابراہیم

مستلٰیہ میام و حج تبار
کیا لکھوں؟ اس وقت البرکات پر
مشکل ہے یہ کتاب دلنشین
ماں کیلئے ماں تو ہے ٹکیر چاہی
یہ صبح بخاری چمک ساری پڑھو
فیض تو فیضانِ شلم کا ہے عام
لیجئے "راہ ہدایت" لیجئے
"نجات کا جو راستہ ہے دیکھ لو
مشکوٰۃ کی تصباح حسین تفسیر ہے
واہ کیا؟ صبحِ دوامِ زندگی
ہے نمایاں ہر طرف شانِ خدا
توحید کے نعمات سے گونجے جہا
تو حنیفہ و رضا دورا ہنسنا
مختصر احادیث کا ایک تذکرہ
ہیں نصائحِ دین، عظمت کے نشان
تمام محمد کے میں قربانِ خوب
ہیں غلام حسن کی برکات یہ
اک نکاح و طعنت تابش کی طرف
اسلام اے نامِ شریع مسبین

برکات کے معمور سارے و نواز
سیدی برکات کے فیوضات پر
واہ کیا تھے مفتی دین ستیں
جس کی خدمت کا صلہ ہے جاوہاں
عظمتوں کی سیرِ صیون کا پڑھو
ہے حبیب حق کا فرماں لا کلام
جامِ صہبائے محبت پیچھے
راہِ سنت، راہِ جنت دیکھ لو
انسان کی اس سے بڑی آسیر ہے
زندگی بے بندگی شرمندگی
اللہ اللہ از زبانِ مصطفیٰ
و جد میں آئیں زمین آسمان
اہل سنت کے میں نور پشوا
مشکوٰۃ سے "سطح" کیلئے مرکہ
آلِ دین النصیحة ہے کل بیاں
جانِ دل سے یہ اسمِ محبوب
تعلو میں بتیں تصنیفات یہ
مگر قبول اُفتد ہے عز و شرف
اکتفا کرتا ہوں حضرت میں یہی

تبصرہ منظم تابش کر دیا
پر برقِ افک تو نے بھر دیا

محرم بیچ الطافی رامادہ شلم طبرہ ۱۳۲۲ھ
بطنِ حرم الملک ۲۳ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

درکلم حقیقت علم
(حسنت مولانا محمد ذیشان تابش قصودی
مدین منیرہ ضریحہ، خطیبِ مدرسہ پاکستان)

انتساب و ایصالِ ثواب

بنام: شیخ القرآن والحديث، زیدۃ العلماء زینت الفقہاء، رونق مسند افتاء،
”ناصر الدین“ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت العلام مفتی اسلام

حضرت ڈاکٹر الشاہ مفتی غلام سرور قادری

رضوی مصطفوی، نوری بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری

بانی جامعہ رضویہ و خانقاہ قادریہ نوریہ و ماہنامہ البر و مترجم عمدۃ البیان فی ترجمہ القرآن۔ ماڈل ٹاؤن لاہور۔
جن کی دینی خدمات سے ملک پاکستان ہی نہیں بلکہ دیگر ممالک بالخصوص ساؤتھ افریقہ جیسے دور دراز ملک میں بھی مسلک اعلیٰ
حضرت اور عقیدۃ اہل سنت کو خوب خوب پذیرائی ملی اور دیگر بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ ساتھ مرزائیوں کو ایسی ایسی شکست کا سامنا کرنا
پڑا کہ ان کے بڑے بڑے مربی مناظروں میں شکست کھا کر مرزائیت سے تائب ہوئے اور مفتی صاحب قبلہ کے ہاتھ پر بیعت کی
سعادت سے بہرہ ور ہو گئے۔

خدا تعالیٰ آپ کے مزار پر انوار پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آپ کا اپنے ہاتھوں سے لگایا ہوا گلستاں (جامعہ رضویہ) ہمیشہ
آباد رہے بلکہ دن بدن ترقی کرتا رہے۔ آپ کے صاحبزادگان باہمی پیار و محبت، اتحاد و یگانگت سے دین کی خدمت کر کے اپنے
والد گرامی علیہ الرحمہ کی روح پر فتوح کے لئے خوشی و مسرت کا تحفہ مسلسل و بدستور بھیجتے رہیں اور ان کی دینی خدمات سے زمانے کو فیض
یاب کرتے رہیں۔

میں انتہائی خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ مجھے حضرت کے پہلے سالانہ عرس کے موقع پر اپنی اس کتاب کو ان کے بابرکت نام نامی،
اسم گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت مل رہی ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت کے فیض کو عام فرمائے اور ہمیں ان کے فیضان سے مستفیض
ہوتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ طہ و تسبیح بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین علیہ والہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم
۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

دعا گو و طالب دعا

غلام حسن قادری

خادم الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

2-10-2011

حمد باری تعالیٰ جل و علا

از: امام المحدثین حضرت سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ

میدانِ حمد خدا میں جب شدیدِ قلم کا روانہ ہوا
نشی عقل جو کہنے لگا حمد اس محمود یکتا کی
ہے حمد وہی لائق اس کے جو اس نے اپنی حمد ہے کی
تھا جان لیا تب ہی ہم نے جب ملکِ عدم سے ادھر آئے
تھا علم خدا میں مقر اپنا واں چین بھی تھا آرام بھی تھا
جب علم خدا سے ہوئے ظاہر ہیرنگی نے رنگ انوکھے لئے
کبھی بت فکری کا جلوہ تھا کہیں صنم پرستی کا نقشہ
محبوبی کا جلوہ دکھایا کہیں عشق کی آگ کو بڑھکایا
کہیں گل پہ چہکنے لگی بلبل کہیں سرو پہ شورِ صلصل تھا
ظاہر دیکھا تو اسے دیکھا باطن دیکھا تو اسے دیکھا
کہیں بادۂ عشق کے مستانے کہیں شوقِ لقا کے دیوانے
کہیں جلوۂ محبتی پیدا کہیں نالۂ عشاق شیدا
جب غور سے دیکھا کچھ بھی نہ تھا اوصافِ خدا کا جلوہ تھا
کہیں بحثِ حقائقِ اشیاء تھی اور اس کے ثبوت کے چہرے تھے
کہیں تنزلاتِ خمسہ کا نقشہ تھا دلوں پر کھینچا ہوا
تھے لا الہ کے آئینے بے گنتی جن سے حسنِ ازل
ما کان مع اللہ شیء والان کما کان رہی
کنست کنزاً مخفیا کے اسرار ہوئے جس دم ظاہر
جب رنگ برنگے جلوؤں سے ہوا جلوۂ وحدت جلوہ نما

اول ہی قدم میں چکرا کر وہ تیر قضا کا نشانہ ہوا
ہو کر ہکا بکا یکدم بے ہوش ہوا، دیوانہ ہوا
یہ تیری زباں اور حمد خدا کیا حمد بھی یک افسانہ ہوا
جانا ہے اپنے وطن کو پھر وہی آخر اپنا ٹھکانہ ہوا
جب منزلِ ہجر میں منزل کی بے چینی کو ایک زمانہ ہوا
کوئی مومن اور یگانہ ہوا کوئی کافر اور بیگانہ ہوا
اسلام کہیں تھا جلوہ نما آباد کہیں بت خانہ ہوا
کہیں شمعِ خوبی ہوئی روشن کہیں جلوہ نما پردانہ ہوا
کہیں فاختہ کو کو کرنے لگی ہر شے کا نیا ہی ترانہ ہوا
دیوانہ کوئی فرزانہ کوئی ہشیار کوئی مستانہ ہوا
قدرت کے نئے جلوے دیکھے مستانہ کوئی دیوانہ ہوا
کہیں تھاساتی کہیں جامِ جم کہیں سے تہی کہیں میخانہ ہوا
کہیں شانِ رحم ہوئی ظاہر کوئی مراۃِ قہر شہانہ ہوا
کہیں اپنی خودی سے گم ہو کر لاشے ہر شے کا ترانہ ہوا
کہیں شانِ عروجی سے ظاہر یکتائی کا کاشانہ ہوا
محبوب بنا کبھی عشق بنا کبھی مست کبھی فرزانہ ہوا
اظلال و جورِ حقیقی سے کوئی ساقی کوئی پیانہ ہوا
عاشق معشوق اور عشق نما آخر وہی اک جانانہ ہوا
جامِ قل ہو اللہ احد پی پی کے ہر اک مستانہ ہوا

کبھی شانِ محبی ہوئی ظاہر کبھی شورِ محبوبانہ ہوا
کبھی آتشِ نمرودی بھڑکی کبھی ٹھنڈا آتش خانہ ہوا
کبھی جوشِ پہ بادۂ الفت تھی کبھی خم تھا کبھی خمخانہ ہوا
کبھی ویرانہ معمور ہوا معمور کبھی ویرانہ ہوا
ہوئے این و آں کے یہ سب پردے اور ماوشما کا بہانہ ہوا
مطلوب رہا نہ کوئی طالب وہی اک اکیلا بیگانہ ہوا

کبھی جلوہ نور ہویدا ہوا کبھی شان کلیسی کے تھے جلوے
کبھی طبی چرچے ہونے لگے کبھی شان مسیحی کا جلوہ
خلت کی ندا کبھی آنے لگی کبھی شان خلیل الہی تھی
کبھی کفر و شرک کی ظلمت تھی کبھی نور ہدایت تھا پیدا
بن چاہے ان کے پتہ بھی مل سکتا نہیں حق بات ہے یہ
جب نشہ بیرنگی آیا دیدار رہا نہ وہ دید رہی

نعت مصطفى عليه التحية والثناء

(از شیخ القرآن والحديث والتفسير حضرت مفتی غلام سروری قادری علیہ الرحمۃ)

شاید ہے اس پہ واضحی لا تمھر خطاب ہے
تحفہ ہے حق کا بے عدیل خیر یہ بے حساب ہے
جانے یہ رب جناب کا سادہ سا یہ جواب ہے
مظہر حق و صفا بھی ہو شان ہی لا جواب ہے
اس کے کرم کے ہو سبب بات ہی بے حجاب ہے
کہتے ہیں یہ ثقہ رواۃ اس کی دلیل کتاب ہے
قسمت کریں پھر سے ہری بندہ ترا بے تاب ہے
حق نے کہا یہ نور بڑھا اب کفر کا خانہ خراب ہے
درد کی ہے یہ دوا فضل بھی بے حساب ہے

جود و سخائے مصطفیٰ اپنی مثال آپ ہے
سورت کوثر ہے دلیل عطا حضور ہے جلیل
معطی خدا ہے آپ کا، کس کو پتہ حساب کا
نور رب علا بھی ہو خاتم انبیاء بھی ہو
تیری رضا رضائے رب اس نے دیا تمہیں ہے سب
ظاہر ہوئی تمہاری ذات الٹے ہوئے لات و مناة
آرزو ہے یہی مری دیکھوں کبھی گلی تیری
نور ترا ظہور ہوا انوار کو سارے ڈھانپ لیا
نام حضور جب لکھا عرش سکوں پا گیا

سرور قادری ترا مشکلوں میں ہے گمرا
اس پر کرم کریں ذرا ذات تری مآب ہے

حمدِ خدا کے لئے نعتِ مصطفیٰ کے لئے

جل وعلا - علیہ التحیۃ والتثناء

مرحلہ درپیش ذکر پاک ہے
نہ طبیعت ہی میری چالاک ہے
کلکیاں چلنے میں ہے تھرا رہی
پشہ ناچیز ہوں بے دست و پا
نکتہ چیں ہیں جا بجا شکل بلا
کرتا ہوں آغاز ذکر محتشم

میری ہستی ایک مشت خاک ہے
نہ مجھے کچھ علم نہ ادراک ہے
جان ہے تن میں مری گھبرا رہی
کیا لکھوں وصف جناب پیشوا
قدر داں کا قحط ہے بے انتہا
اے خدا تیرے سر لطف و کرم

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنے نیک بندوں کو شرف و فضیلت والے گھر (یعنی خانہ کعبہ) اور سب سے بڑے مزار اقدس (یعنی روضہ رسول ﷺ) کی طرف بلایا۔ ان کے لئے اس راہ کو آسان کر دیا اور توفیق کو ان کا راہنما بنایا تو وہ اپنے مقاصد و مطالب تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس نے ان کو اپنے دروازے پر کھڑا کر کے اپنی بارگاہِ عالی کا قرب بخشا تو ان کو عزت و مرتبہ ملا اور وہ اپنی قسمت پر ناز کرنے لگے۔ اس نے ان کو ضیافت و مہمانی کے ساتھ خاص فرمایا تو انہوں نے ام القریٰ (یعنی مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً) کی حاضری کے لئے بے آب و گیاہ میدانوں کا سفر طے کیا۔ اس نے وہاں کے بیابانوں کے سفر میں ان کے لئے لذت رکھ دی، ان کے دلوں میں ایمان کو نقش فرما دیا اور انہیں اپنی رضا و خوشنودی کا مژدہ سنایا۔ پس انہوں نے بیت اللہ شریف کا مکمل طواف کیا۔ اللہ عزوجل نے وادیِ منیٰ میں انہیں خوشخبری دی۔ مقام خیف میں خوف و مشقت اور تمام خطرات سے راحت و چین بخشا۔ انہیں فیضان کے لئے میدانِ عرفان پہنچایا تا کہ ان کے گناہوں اور نافرمانیوں کو مٹا دے۔ اس لئے وہ اپنے گناہوں کو چھوڑ کر بارگاہِ الہی عزوجل میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے مزدلفہ میں خوشی و مسرت کے ساتھ پاک بارگاہ سے ثواب پایا۔ مشعر حرام کے پاس اللہ عزوجل نے ان کے لئے اپنی رضا کا انعام لکھ دیا۔ اس طرح کہ انہیں جہنم سے نجات عطا فرمادی۔ ان بندوں نے سروں کو برہنہ کر لیا۔ بال منڈوا دیئے۔ اپنے مہربان و بہت زیادہ معاف فرمانے والے مالک و مولیٰ عزوجل کی تسبیح و تقدیس کثرت سے کرنے لگے۔ انہوں نے اللہ عزوجل کے حضور اپنی قربانیاں پیش کیں اور جانوروں کو ذبح کیا تو اللہ عزوجل نے ان سے بہت بڑے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا اور ان کے گناہوں کے دفتروں کو مٹا دیا۔ رمی جمار کے وقت، اللہ عزوجل نے ان کو غموں سے نجات عطا فرمائی۔ پھر جب انہوں نے طوافِ وداع کر لیا اور بونٹے کا پختہ ارادہ کیا تو اپنے شوق کو مکمل طور پر بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں جلد حاضری کی طرف متوجہ کر دیا۔ وہ نبی مکرم نورِ مجسم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم ﷺ جن کو اللہ عزوجل نے بے شمار معجزات اور

نشانیاں دے کر مبعوث فرمایا۔ انہیں سب سے اشرف و اعلیٰ قبیلے میں پیدا فرمایا۔ ان کے ذریعے مضر اور نزار قبیلوں کو عزت و شرف بخشا۔ ان کے دین کو سب سے سیدھا راستہ اور ان کی شریعت کو صلاح و خیر بنایا۔ پس حروفِ تہجی میں سے ہر حرف ان کے مقام و مرتبہ کی عظمت و رفعت پر گواہ ہے۔ چنانچہ،

حروفِ تہجی میں عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے تذکرے

(۱) ”الف“ آپ ﷺ کے قد و قامت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ (۲) ”باء“ سے مراد آپ ﷺ کی بہت یعنی حسن و خوبصورتی ہے جس نے چاند اور سورج کو روشن کیا اور چمکایا۔ (۳) ”تاء“ سے مراد تائید ہے جو آپ ﷺ کی ہر شیطان مردود سے حفاظت کرتی ہے۔ (۴) ”ثاء“ سے مراد ثبات ہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ ہر حال میں ثابت قدم رہے لہذا ہمیشہ عدل فرمایا کسی پر ظلم نہ کیا۔ (۵) ”جیم“ سے مراد جود و وفا ہے جس کی طرف ہمہ وقت متوجہ رہے۔ (۶) ”حاء“ سے مراد حلم و بزرگی ہے جسے اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کے لئے پسند فرمایا۔ (۷) ”خاء“ سے مراد اختصاص و صفاء ہے یعنی اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کو بے شمار خوبیاں عطا فرما کر ہر طرح کے میلے پن سے پاک و صاف رکھا۔ (۸) ”دال“ سے مراد دوام احسان یعنی بارگاہِ الہی عز و جل سے نیکی و بھلائی پر ہمیشگی کی توفیق عطا ہوئی پس آپ ﷺ کی ہیبت و جلال سے بت اوندھے منہ گر گئے۔ (۹) ”ذال“ سے مراد ذلت سے حفاظت ہے یعنی آپ ﷺ کی ذاتِ عالی سے ذلت و رسوائی دور رہی حتیٰ کہ وہ خود ہی حقارت و ذلت میں مبتلا ہو گئی۔ (۱۰) ”راء“ سے مراد رحمت ہے جس کے ساتھ اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ (۱۱) ”زاء“ سے مراد آپ ﷺ کا بے مثل، زہد و قناعت ہے۔ (۱۲) ”سین“ سے مراد سیادت و سرداری ہے کہ اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کو تمام مخلوق کی سرداری سے سرفراز کر کے ممتاز فرمایا۔ (۱۳) ”شین“ سے مراد شفاعت ہے کہ رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین، انیس الغریبین ﷺ بروز قیامت گنہگاروں اور نافرمانوں کی شفاعت و سفارش فرمائیں گے۔ (۱۴) ”صاد“ سے مراد صیانت و حفاظت ہے کہ اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کی ہر عیب سے حفاظت فرمائی اور امانت کی تلوار آپ ﷺ کے ساتھ کر دی۔ (۱۵) ”ضاد“ سے مراد ضیاء و انوار ہیں جو اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کو عطا فرمائے۔ (۱۶) ”طاء“ سے مراد طریق اقبال (یعنی راہِ عروج) ہے جو اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کے لئے کھول دی۔ (۱۷) ”ظاء“ سے مراد ظلم و گمراہی ہے کہ اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کے طفیل آپ ﷺ کی امت کو ظلم و گمراہی سے نکال دیا۔ (۱۸) ”قاف“ سے مراد فرحت و مسرت ہے کہ آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کی زبان مبارک سے بشارتیں اور خوشخبریاں بن کر سرور ہو گئی۔ (۱۹) ”کاف“ سے مراد قاب و قوسین ہے کہ اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کو شبِ معراج اس قرب سے مشرف فرمایا۔ (۲۰) ”گاف“ سے مراد کلامِ الہی ہے کہ اللہ عز و جل نے اپنے پاک اپنے لاریب کلام کے ذریعے آپ ﷺ کو عزت و بزرگی عطا فرمائی۔ (۲۱) ”لام“ سے مراد لطفِ الہی ہے کہ اللہ عز و جل نے آپ ﷺ پر شک و شبہ سے منزہ لطف و مہربانی فرمائی۔ (۲۲) ”میم“ سے مراد من (یعنی احسان) ہے کہ اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کو اسرار پر مطلع فرما کر آپ ﷺ پر احسان فرمایا۔ (۲۳) ”نون“ سے مراد نورانیتِ مصطفیٰ ﷺ ہے کہ اللہ عز و جل کے نور ہمارے حضور ﷺ کی دنیا میں جلوہ گری ہوتے ہی ایران کا ایک ہزار سال سے شعلہ زن آتش کدہ بجھ گیا۔

(۲۴)..... ”ہا“ سے مراد ہیبت ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو ایسا رعب و دبدبہ عطا فرمایا جس سے بڑے بڑے طاقتور و شہسوار زیر ہو گئے۔ (۲۵)..... ”واو“ سے مراد وقار ہے کہ آپ ﷺ کمال وقار و بردباری سے موصوف ہیں۔ (۲۶) ”یا“ سے مراد یقین ہے جس کے ذریعے اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں میں امتیاز عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کو انبیاء و مرسلین کا ”خاتم“ (یعنی آخری نبی) بنایا اور فضل و فخر کے ساتھ قرآن حکیم میں آپ ﷺ کی ذات والا صفات پر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

محمد رسول اللہ ﷺ والذین معہ اشداء علی الکفار (۲۶، فتح: ۲۹)

محمد ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔

کرم ہوا روضِ پاکستان پہ اے رحمتِ عالم سلامی دے رہا ہے ہنر پرچم یا رسول اللہ

(ﷺ)

کون محمد ﷺ؟ فضل اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عبد اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نعمت اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سبیل اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، آیۃ اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اعلم باللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اخشی اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حبیب اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خازن مال اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خلیفۃ اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سیف اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صاحب لا الہ الا اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عصمتہ اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نور اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جبل اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نور عرش اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، رسول اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، رحمت اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اتقی اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، انعم اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اسد اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اول خلق اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حزب اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خیر خلق اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مرآۃ جمال اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مطلع انوار اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مخزن اسرار اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حجۃ اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صفوۃ اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ولی اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صفی اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نبی اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نجی اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خلیل اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کلیم اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، روح اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کلمۃ اللہ: خاتم رسل اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کعبہ کا کعبہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، راحتہ القلوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کاشف الکروب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، رب کے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حبیب کبریاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، آفتاب ہدی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ماہ تاب عطا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، معدن انعام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، در بحر صفا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خواجہ برد و سراج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شفیع روز جزا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، دافع جملہ بلا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نور خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، بے کسوں کے حاجت روا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مطلوب رب الارض والسما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، آیۃ الکبریٰ من آیات اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، زینت ارض و سماء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کائنات کی جاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مغز قرآن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نور ایمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مشعل راہ ہدی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شافع روز جزا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،

صاحبِ جو و عطا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، قاسمِ رزقِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، باعثِ ظہورِ ماسویٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عاشقوں کے سراج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مجبین کے ماہِ تاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مریدین کے شاہد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مومنوں کی جان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، طلبِ گاروں کے دستِ گیر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سالکوں کے پیر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ہر وصف میں بے نظیر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عاصیوں کے بشیر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سخت دلوں کے نذیر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کی وحدانیت کی دلیل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صراطِ مستقیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کافر بھی جنہیں پکاریں یا صادق یا امین وہ ہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، راحت و روحِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، زندگانی پر ورجانِ حیات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اول و آخر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، آئینہ جمالِ ذوالجلال محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سیلوں کا وسیلہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اصل وجود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سرمایہ وجود کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، باعثِ ایجادِ عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شمعِ بزمِ عالم کون و مکان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اہل ایمان کا قبلہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شمعِ حسن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اہل ایمان کا ذکر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سالکوں کی فکر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوالمومنین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، الصادق الامین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاء و رسل جن پر فخر کریں وہ ہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، الفاظ جن پر ناز کریں وہ ہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،

محمد صلی اللہ علیہ وسلم طالب بھی ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطلوب بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبت بھی ہیں محبوب بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکرم بھی ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم محترم بھی ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقصود کائنات، محمد صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ تخلیق ارض و سماوات، محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفیع بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی و رسول بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کریم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم عظیم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم جسیم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم وسیم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نسیم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم حلیم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحیم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم زین النبیین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراج العاشقین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سائر فوق العرش العظیم، محمد صلی اللہ علیہ وسلم راحت العاشقین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اول المسلمین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اول خلق اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخر رسول اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نورِ عرش اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم روحِ ایمان، محمد صلی اللہ علیہ وسلم مغزِ قرآن، محمد صلی اللہ علیہ وسلم جانِ جہاں۔

دفتر تمام گشت پایاں رسید عمر ماہچنایں در اول وصف تو ماندہ ایم

زندگیاں ختم ہوئیں قلم دان ٹوٹ گئے تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

ما ان مدحت محمد المقاتلی لکن مدحت مقاتلی بمحمد

اعظم میری زبان کہاں اور کہاں وہ ذات نام اپنا ان کے ذکر سے چکا رہا ہوں میں

خدا در انتظارِ حمدِ مانیت محمد چشم برِ راهِ ثنا نیست

خدا مدحِ آفرینِ مصطفیٰ بس محمد حامدِ حمدِ خدا بس

محمد از تو می خواہم خدا را خدا یا از تو عشقِ مصطفیٰ
مغر قرآن روحِ ایمان جان دین هست حبِ رحمتِ للعالمین

○

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمُتَفَرِّدِ بِكِبَرِيَّاتِهِ وَعَظَمَتِهِ الْمُتَوَحِّدِ بِتَعَالِيهِ وَصَمِدِيَّتِهِ الَّذِي قَصَّ أَجْنَحَةَ الْعُقُولِ دُونَ
حِمَى عِزَّتِهِ وَلَمْ يَجْعَلِ السَّبِيلَ إِلَى مَعْرِفَتِهِ إِلَّا بِالْعَجْزِ عَنْ مَعْرِفَتِهِ وَقَصَرَ أَلْسِنَةُ الْفُصَحَاءِ عَنِ
الْتِمَاءِ عَلَى جَمَالِ حَضْرَتِهِ إِلَّا بِمَا أَثْنَى بِهِ عَلَى نَفْسِهِ وَأَخْصَى مِنْ سَمِهِ وَصِفَتِهِ وَالصَّلَاةُ عَلَى
مُحَمَّدٍ خَيْرُ خَلْقِهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَعِثْرَتِهِ أَجْمَعِينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ .

ہر حمد اللہ ہی کے لئے ہے

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو بہت رحیم و کریم، بہت زیادہ احسان فرمانے والا، عزت والا، ہمیشہ رہنے والا، بلند، غنی،
قوت والا، سلطان، سب سے اول کہ جب زمانہ بھی نہ تھا، سب سے آخر کہ جب کائنات نہ ہوگی، باقی رہنے والا کہ جب نہ انسان ہو
گاہ جن، وہ جس نے لوح (محفوظ) میں قلم سے مخلوق کی ارواح کے متعلق احکام اور توحید و ایمان کی آیات کو لکھا۔
جس نے توفیق کے چراغوں کو اہل تصدیق کے دلوں کے لئے جلایا تو انہوں نے وہ جمال دیکھا جس کی مثل کسی انسان کی آنکھ
نے نہ دیکھا اور نہ ہی جنوں کو اس کا خیال ہوا۔ اس نے حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ السلام کی اولاد کو نعمتوں و ان زین میں پیدا کیا،
پھر ان نعمتوں کو ورثاء کے مابین تقسیم کیا۔ کتنے ہی حقیر افراد کو عزت کا تاج پہنایا اور کتنے ہی معززین کو ذلیل کیا۔ اس نے ایک قوم کو
عمدہ عادات و خصائل سے نوازا تو دوسری قوم کو غیر مہذب خصائل والا بنایا۔ جو لوگ غیر مہذب تھے اور جن کے دلوں میں کجی تھی، وہ
حد سے تجاوز کر گئے، جبکہ عمدہ خوبیوں والے افراد مہذب اور ہدایت یافتہ ہوئے اور ایک دوسرے کو بھائیوں کی طرح بلاتے ہیں وطن
دور بھی ہوں تب بھی خلوص دل سے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور بن دیکھے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور ان کے دل
ایک دوسرے کے لئے مشارق رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو گناہ اور خسارے کی جگہوں سے بچاتے ہیں۔ نیکی، ایثار اور فضل و احسان
میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں جس طرح خالق کائنات عز و جل نے ان کو اس کا حکم دیا۔ چنانچہ اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے
وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ (پ ۶، المائدہ: ۲) اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک
دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

پاک ہے وہ ذات جو رحمن عزوجل ہے، جس نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا اور اپنی تعظیم کی تعلیم میں بیان کے راز ظاہر کئے، جس نے انسانیت کی جان حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کیا، انہیں ناکان و مایکون کا بیان سکھایا، ان کی تعلیم کے لئے الہام کی لگی ہوئی لائنوں کو افہام کے قلم سے لکھا، اس نے تمام زمانوں کا انتظام اندازے سے کیا، دن رات میں سے ایک کے بعد دوسرے کو رکھا، سورج اور چاند حساب سے رکھے، پتھر اور مٹی کے ڈھیر اس کی پاکی بولتے ہیں، شمس و قمر اور نجم و شجر اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہیں۔ یہ ظاہر نشانیاں ہیں جن کو اہل معرفت کی آنکھوں کے لئے آراستہ کیا، اس نے بڑے بڑے عقل والوں کو اپنی قدرت کے بیابان (یعنی جہنم) میں اوندھا گرا دیا۔ پس ڈرنے والے مہربانیوں کے قدموں پر کھڑے ہیں، اچھے اوصاف کے ساتھ متصف ہیں اور عدل و انصاف قائم کرنے والی ذات اعلان فرما رہی ہے: ”وَلَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٌ ۝“ (پ ۲۸، الرحمن: ۴۶) اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے، اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔“ اور عارفین ہمیشہ وعدے کی تصدیق و تحقیق کی خدمت پر محافظ ہیں: ”ہل جزاء الاحسان الا الاحسان ۝“ (پ ۲۷، الرحمن: ۶) نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔

جس طرح درخت ٹہنیوں کی وجہ سے زمین پر جھک جاتے ہیں اسی طرح وہ اپنے عبادت خانوں میں سحری کے وقت جھکتے ہیں۔ شوق ان کے دلوں کی سیدھی شاخ کو ہلاتا ہے تو وہ شاخیں بکھر جاتی ہیں، زبان کمزور ہوتی ہے، دل عاجزی کا اظہار کرتا ہے، آنکھیں بہنے لگتی ہیں، ان کا اپنے محبوب کے ساتھ خلوت میں ہونا ان کو دنیاوی نعمتوں سے غافل کر دیتا ہے۔ ان کا سرور ہی ان کے نگین ہیں، خشوع ہی ان کے تاج ہیں، ان کا خضوع ہی ان کو موتیوں اور مرجان سے آراستہ کرتا ہے، انہوں نے حرص کو بیچ کر قناعت کو لے لیا تو اب بادشاہ کون ہے؟ کیا نوشیروان؟ (نہیں! اس وقت تو اللہ عزوجل کے محبوب بندے، بادشاہ ہوں گے) ان کی زندگی کے ایام طویل ہو گئے اور محبوب کے دیدار کا پیا سا ہوتا ہے۔ جب قیامت میں آئیں گے تو انہیں بشارت دینے والے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ اپنا جلوہ دکھائیں گے، اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو جنت آراستہ نہ کی جاتی۔ اللہ عزوجل اپنے محبوب بندوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

”يَسْرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ (پ ۱۰، التوبہ: ۲۱) ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی۔“

اے انسان! ذرا بصیرت کی آنکھ سے دیکھ اور دل کے آئینہ کو صاف کرنا کہ تو دلیل دیکھ پائے، تجھے اللہ عزوجل کے مقبول بندوں سے کیا نسبت ہے؟ سونے والا بیدار رہنے والے کی طرح نہیں ہو سکتا، تیرے اور ان کے درمیان کتنا فرق ہے؟ بزدل کو بہادری سے کیا نسبت ہے؟ تجھ میں وعظ و نصیحت کے لئے کوئی جگہ نہیں کیونکہ تیرا دل خواہشات سے بھرا ہوا ہے، حبیب کی بارگاہ میں شدتِ غم سے حیرانی کے عالم میں کھڑے ہونے والے کی طرح کھڑا ہو جا اور اپنی جبین نیاز کو ایسے جھکا جیسے شرمسار جھکا کر کھڑے ہوتے ہیں اور سچائی کی کشتی پر سوار ہو جا کیونکہ یہ موت طوفان ہے اور خواہشات کے خمار سے نکل آ۔ کب تک تو خواہشات کے نشے میں بے ہوش رہے گا؟ کیا تو باقی رہنے والی شے کو فانی شے کے عوض بیچ دے گا؟ اللہ عزوجل کی قسم! یہ تو گھانا ہی گھانا ہے۔ اللہ عزوجل کی قسم! اگر تو امید کی وادی پر بلند ہو جائے تو ضرور بہادروں اور گھڑ سواروں کو دیکھ لے گا، اگر احباب کی ساریوں پر تیرا گزر ہو تو ضرور اونٹوں کے حدی خوانوں (مخصوص اشعار کے ساتھ اونٹ ہانکنے والوں) کو سنے گا اور اگر تو احباب کے راستے پر ٹھہر جائے تو ضرور سواروں کا مشاہدہ کرے گا۔

گر جتے بادل کڑکتی بجلیاں اور فرشتے اللہ کی حمد کرتے ہیں

سورہ رعد آیت نمبر ۱۳ میں والملائكة من خيفة اور گرج اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی بولتی ہے (بادل سے جو آواز نکلتی ہے اس کے تسبیح کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس آواز کا پیدا ہونا خالق قادر ہر نقص سے منزہ کے وجود کی دلیل ہے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ تسبیح رعد سے مراد یہ ہے کہ اس آواز کو سن کر اللہ کے بندے اس کی تسبیح کرتے ہیں جبکہ بعض نے فرمایا رعد ایک فرشتہ کا نام ہے جو بادل پہ مامور ہے، اس کو چلاتا ہے) اور فرشتے اس کے ڈر سے (اس کی ہیبت و جلال سے) تسبیح کرتے ہیں و یوسل الصواعق اور کڑک بھیجتا ہے (الصواعق صاعقہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے وہ شدید آواز جو آسمان و زمین کے درمیان سے اترتی ہے پھر اس میں آگ پیدا ہو جاتی ہے یا عذاب یا موت اور وہ اپنی ذات میں ایک ہی چیز ہے اور یہ تینوں چیزیں اس سے پیدا ہوئی ہیں۔ (خازن) وہم یجادلون فی اللہ اور وہ اللہ (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں۔ (حالانکہ) اس (اللہ) کی پکڑ سخت ہے۔

حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ خزائن العرفان میں اس کا شان نزول اس طرح سے بیان کیا گیا ہے۔

”حسن اللہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عرب کے ایک سرکش کافر کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھیجی تو انہوں نے اس کو دعوت دی، کہنے لگا محمد ﷺ کا رب کون ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا لوہے کا یا تانبے کا؟ مسلمانوں کو یہ بات بہت گراں گزری اور انہوں نے واپس جا کر سید عالم ﷺ سے عرض کیا کہ ایسا کفر سیاہ دل سرکش دیکھنے میں نہیں آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا! اس کے پاس پھر جاؤ۔ اس نے پھر وہی گفتگو کی اور اتنا اور کہا کہ میں (محمد ﷺ) کی دعوت قبول کر کے ایسے رب کو مان لوں جسے میں نے دیکھا نہ پہچانا۔ یہ حضرات پھر واپس آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور اس کا خبث تو اور ترقی پر ہے۔ فرمایا: پھر جاؤ! بتھیل ارشاد پھر گئے جس وقت اس سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ ایسی ہی سیاہ دلی کی باتیں بک رہا تھا ایک ابراہیم آیا اور اس سے بجلی چمکی اور کڑک پیدا ہوئی اور بجلی گری اور اس کافر کو جلادیا۔ یہ حضرات اس کے پاس بیٹھے رہے جب وہاں سے واپس ہوئے تو راہ میں انہیں صحابہ کرام کی ایک اور جماعت ملی وہ کہنے لگے کہ یہ وہ شخص جل گیا؟ ان حضرات نے کہا کہ آپ صاحبوں کو کیسے معلوم ہو گیا؟ انہوں نے فرمایا سید عالم ﷺ کے پاس وحی آئی ہے: و یوسل الصواعق۔ الخ۔

حمد و صلوة کا حسین امتزاج

حمد و ثنا اس کے لئے جو خالق مصطفیٰ ہے	صلوة و سلام اس پر جو حبیب کبریا ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو رب العالمین ہے	صلوة و سلام اس پر جو رحمة للعالمین ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو مالک یوم الدین ہے	صلوة و سلام اس پر جو شفیع المذنبین ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو احسن الخالقین ہے	صلوة و سلام اس پر جو خاتم النبیین ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو اعلم الحاکمین ہے	صلوة و سلام اس پر جو رؤف و رحیم ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو غفور و رحیم ہے	صلوة و سلام اس پر جو علی خلق عظیم ہے

حمد و ثنا اس کے لئے جو علی و عظیم ہے
 حمد و ثنا اس کے لئے جو علیم و قدیر ہے
 حمد و ثنا اس کے لئے جو سمیع و بصیر ہے
 حمد و ثنا اس کے لئے جو غفور و شکور ہے
 حمد و ثنا اس کے لئے جو صاحب فضل عظیم ہے
 حمد و ثنا اس کے لئے جو رحیم و ودود ہے
 حمد و ثنا اس کے لئے جو رحمن و رحمان ہے
 حمد و ثنا اس کیلئے جو کہے والی الضحیٰ والیل اذا سجی،
 حمد و ثنا اس کے لئے جو فرمائے وجہک فی السماء
 حمد و ثنا اس کے لئے جو فرمائے ما ینطق عن الہوی
 حمد و ثنا اس کے لئے کہ فرمائے سبحان الذی اسری
 حمد و ثنا اس کے لئے جو فرمائے ثم دنی فتدلی
 حمد و ثنا اس کے لئے جو فرمائے ما زاغ البصر وما طغی
 حمد و ثنا اس کے لئے جو فرمائے فَاَوْحِیْ اِلَی
 حمد و ثنا اس کے لئے جو فرمائے الم نشرح لك صدرك
 حمد و ثنا اس کے لئے جو فرمائے فــــلا وربک
 حمد و ثنا اس کے لئے جس کے آگے جھکے مصطفیٰ
 حمد و ثنا اس کے لئے جس کے نام سے ابتدا
 حمد و ثنا اس کے لئے کہ فرمائے محمد رسول اللہ

صلوة بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صلوة و سلام اس پر جو رحیم و کریم ہے
 صلوة و سلام اس پر جو سراج منیر ہے
 صلوة و سلام اس پر جو بشیر و نذیر ہے
 صلوة و سلام اس پر جو جاء کم من اللہ نور ہے
 صلوة و سلام اس پر جو خود فضل عظیم ہے
 صلوة و سلام اس پر جو صاحب مقام محمود ہے
 صلوة و سلام اس پر جو صاحب قرآن ہے
 صلوة و سلام اس پر جس کے لئے یعطیک ربک فتراضی
 صلوة و سلام اس پر جس کے لئے قبلۃ ترضھا
 صلوة و سلام اس پر جس کے لئے الاوحی یوحی
 صلوة و سلام اس پر جس کے لئے لنریہ من ایتنا
 صلوة و سلام اس پر جس کے لئے قاب قوسین او ادنی
 صلوة و سلام اس پر جس کیلئے ما کذب الفؤاد ما راہی
 صلوة و سلام اس پر جس کے لئے عبدہ ما اوحی
 صلوة و سلام اس پر جس کے لئے ورفعنا لک ذکرک
 صلوة و سلام اس پر جس کے لئے لــــمــــمــــرک
 صلوة و سلام اس پر جس پر صلوة بھیجے خود خدا
 صلوة و سلام اس پر جس کے نام پر ہے ایہا
 صلوة و سلام اس پر کہ فرمائے لا الہ الا اللہ

اللہم صل وسلم علی اسمر اللون (سفید گندمی رنگ) سیدنا محمد النبی المصطفیٰ - اللہم صل وسلم
 علی ضخم الراس (سر مبارک اعتدال کے ساتھ کلاں تھا) سیدنا محمد سید الانبیاء - اللہم صل وسلم علی
 شعر (گیسوائے مبارک جو کبھی کان کی لوت تک اور کبھی کاندھوں تک دراز رہتے تھے) الراس مترسلا الی شحمة الاذنین او
 المنکبین سیدنا محمد سند الاصفیاء - اللہم صل وسلم علی رجب الجبہ (کشارہ پیشانی) سیدنا
 محمد بدر الدجی - اللہم صل وسلم علی ازج الحواجب (خمدار ابرو) سیدنا محمد فکان قاب قوسین او
 ادنی - اللہم صل وسلم علی اکحل العینین (سرگیں آنکھیں) سیدنا محمد ما زاغ البصر وما طغی - اللہم

صل وسلم علی اہدب الاشفار (دراز پلکیں) سیدنا محمد صاحب الحلم والحياء - اللہم صل وسلم علی اقصیٰ (اوپر کی ناک) الانف سیدنا محمد صاحب العلم واللواء - اللہم صل وسلم علی ضلیع الفم (کشادہ دہن) سیدنا محمد بن النبی الامی صاحب جوامع الکلم ○ اللہم صل وسلم علی افلج الاسنار (سامنے کے دندان مبارک کے درمیان باریک رخ تھی) سیدنا محمد مولیٰ النعم کثر الکرم ○ اللہم صل وسلم علی لسان الصدق (راست گو) سیدنا محمد ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی ○ اللہم صل وسلم علی بدر الوجه (چہرہ مبارک بدر کمال کی طرح چمکتا تھا) سیدنا محمد شمس الضحیٰ ○ اللہم صل وسلم علی مجتمع (گھنی داڑھی) اللحية سیدنا محمد نور الہدیٰ ○ اللہم صل وسلم علی عریض الصدر (کشادہ سینہ) سیدنا محمد مصدر اسرار الربوبیۃ ○ اللہم صل وسلم علی سواء البطن (ہموار شکم) ○ سیدنا محمد مہبط الانوار الالہیۃ ○ اللہم صل وسلم علی خط الشعر من الصدر الی السرة (سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا) سیدنا محمد صاحب الوسیلة والفضیلة ○ اللہم صل وسلم علی طویل الیدین (دوٹوں دست مبارک دراز تھے) سیدنا محمد بحر الجود والسخا ○ اللہم صل وسلم علی رجب الراحة (فراخ دست) سیدنا محمد عین الاحسان والعطاء ○ اللہم صل وسلم علی لین الکف (نرم ملائم ہتھیلی) سیدنا محمد معدن العطاء الجزیل ○ اللہم صل وسلم علی دقیق الانامل (پتلی انگلیاں) سیدنا محمد صاحب الکوثر والسلسیل ○ اللہم صل وسلم علی الظہر الشریف (پشت مبارک) سیدنا محمد اشرف المخلوقین ○ اللہم صل وسلم علی خاتم النبوة ○ سیدنا محمد خاتم النبیین (نبوت کے ختم کرنے والے) اللہم صل وسلم علی الساقین الشریفین (مبارک پنڈلیاں) سیدنا محمد جمیل الشیم ○ اللہم صل وسلم علی مسیح القدمین (قدرے گہرے ٹکڑے) سیدنا محمد شفیع الامم ○ اللہم صل وسلم علی املح تام (زیادہ لچککش) القد (دراز قد) سیدنا محمد محمود الصفات ○ اللہم صل وسلم علی جسد اللطیف (تمام جسم لطافت حسن میں درجہ کمال پر تھا) سیدنا محمد مجمع البرکات ○ اللہم صل وسلم علی نور سیدنا محمد دافع الظلمة ○ اللہم صل وسلم علی روح سیدنا محمد نبی الرحمة ○ اللہم صل وسلم علی سیدنا و مولانا و نبینا محمد بن النبی الامی صاحب الشفاعة الکبریٰ فی یوم الفرع الاکبر صلوة دائمة مقبولة تؤدی بها عنا حقہ العظیم ' وصل وسلم علی جمیع الانبیاء والمرسلین و علی الملائکة المقربین و علی اہل بیتہ الطاہرین و ازواجہ الطیبین امہات المؤمنین و علی الخلفاء الراشدین و علی العشرة المبشرة و علی الانصار و المهاجرین و علی الشهداء واصحاب احد و بدر و حنین و علی سائر الشهداء المرحومین و علی شیوخ الطریقة اجمعین و علی جمیع اولیاء اللہ المقربین و علی عباد اللہ الصالحین و علی جمیع امتہ اجمعین و ارجمنا معهم برحمتک یا ارحم الراحمین ○ (صلوة خلیہ)

پہلا باب:

اسماءِ حسنیٰ کے ساتھ دعائے حاجات، بدرگاہِ مجیب الدعوات

میرے اللہ اے میرے رحمن
میرے حال پہ کر کے نظر
اے ملکِ دو جہاں کے شہنشاہ
میرے قدوس آبِ رحمت سے
تندرستی دے یا سلام مجھے
میرے مؤمن میری اعانت کر
کر عزیز جہاں اے عزیز مجھے
کارساز جہاں ہے تو جبار
متکبر ہے تو کبر تجھ کو روا
کر عطا حسن خلق یا خالق
کر بُری تہمتوں سے بری یا باری
یا مصور تو نیک صورت دے
ہوں گنہگار بخش یا غفار
بخش و ہاب مجھ کو مال و منال
مجھ کو یا رزاق بخش رزقِ حلال
بابِ رحمت تو کھول دے مجھ پر
علم دے یا علیم اور عمل
زور و قوت دے مجھ کو یا قابض
مجھ پہ یا باسط ہو تیرا خوانِ بیط
دشمنوں کو مرے دکھا نیچا

بخش دے یک قلم مرے عصیان
رحم کر یا رحیم تو مجھ پر
دین و دنیا میں دے عزت و جاہ
دل مرا صاف کر کدورت سے
ساتھ صحت کے رکھ مدام مجھے
اے مہین میری حفاظت کر
کر عطا عزت و تمیز مجھے
میرے بگڑے ہوئے بنا دے کار
مجھ کو کبر و غرور سے تو بچا
ہمسروں میں کر افضل و فائق
خلق میں نہ ہو ذلت و خواری
نیک سیرت دے نیک طینت دے
الامان تیرے قہر سے قہار
لطف سے اپنے کر دے مالا مال
تنگی رزق کی مصیبت نال
میرے فتاح مشکلیں حل کر
راز مخفی تمام کر دے حل
دشمنوں پر رہوں سدا قابض
تیرا لطف و کرم ہو مجھ پہ محیط
تو ہی خالص ہے اے میرے مولا

دونوں عالم میں مجھ کو یا رافع
 مجھ کو رکھ یا معززت سے
 کر عطا یا سميع شتوائی
 کل حوادث سے یا رقیب بچا
 میرے واسع مجھے دے خوشحالی
 تو مجھے یا حکیم حکمت دے
 دے مجھے یا مجید مجد و علا
 روز بعث و نشور یا باعث
 تو شہادت دے یا شہید مجھے
 راہ حق پر چلا مجھے یا حق
 کام پورا کر اے وکیل مرا
 یا قوی مجھ کو تاب و طاقت دے
 یا دلی صاحب ولایت کر
 تو ہی ہے حمید اور محمود
 علم و عرفان عطا ہو یا محصى
 قبر سے یا معید روز نشور
 مجھ کو یا محی کر دے زندہ دل
 دل میں پیدا نہ ہو خیال غیر
 جب تک اے حی جاں رہے تن میں
 میرے قیوم رکھ مجھے دائم
 دل غنی کر غنا دے یا واجد
 تو ہے واحد پلائے وحدت
 یا احد شرک سے بچا مجھ کو
 قدرت کاملہ سے اے قادر
 مقتدر کر مجھے وہ خوش تقدیر
 یا مقدم ہو جلد میرا کام
 رکھ تو فرخندہ بخت خوش طالع
 باز رکھ یا مذل ذلت سے
 دے مجھے یا بصیر بینائی
 کر قبول اے مجیب میری دعا
 دولت و علم، فارغ الہالی
 یا ودود اپنی ہی محبت دے
 ہمسروں میں کر امجد و اعلیٰ
 ہونا میری نجات کا باعث
 راہ میں اپنی کر شہید مجھے
 نہ پھروں در بدر کبھی ناحق
 کوئی تجھ سا نہیں کفیل مرا
 زور دے یا متین ہمت دے
 فضل کر مجھ پر اور عنایت کر
 حمد سے تیری دل رہے خوشنود
 اچھی ہر ابتدا ہو یا مبدئ
 تو اٹھا مجھ کو مقبل و مغفور
 دے مجھے اپنی یاد والا دل
 خاتمہ اے مہیت ہو بالخیر
 ذکر تیرا مہماں رہے تن میں
 دین احمد پہ محکم و قائم
 مجھ کو مجد و علا دے یا ماجد
 مست توحید رکھ بھد عزت
 یا صمد کر دے بے ریا مجھ کو
 کر مجھے نفس پر میرے قادر
 میرے حق ہو خاک بھی اکیر
 خیر و خوبی سے جس کا ہو انجام

اے حکم اتنا دے مجھے امکان
 اے عدیل ہو جب عدالت پر
 میں ہوں بندہ کمال زار و نحیف
 مجھ کو کر یا خبیر واقف کار
 مجھ کو دے یا حلیم طبع حلیم
 بخش دے یا غفور میرے قصور
 غم سہوں دل پہ یا سرور کروں
 اے خدائے زمن علی و کبیر
 رکھ حفاظت سے یا حفیظ مجھے
 کر مجھے یا حبیب روز حساب
 دے مجھے یا جلیل جاہ و جلال
 بخش جاہ و جلال دے انعام
 میرے مقسط ہے عدل تیرا کام
 بخش دلجمعی مجھ کو یا جامع
 اے غنی کر دے مجھ کو مستغنی
 منع کر میرے دل کو عصیاں سے
 مجھ کو یا ضار تو ضرر سے بچا
 یا مؤخر نہ ہو اس میں تاخیر
 روز بعثت و نشور یا اول
 ہو میرا وقت زیست جب آخر
 اپنے فضل و کرم سے یا ظاہر
 زنگ آلود ہے مرا باطن
 اپنے بندوں میں کر مجھے عالی
 اپنے احسان و لطف سے یا بر
 کر لے مقبول توبہ تائب
 میرے اعمال بد کا نام نہ لے

ہو تیرے حکم سے نہ روگرواں
 رحم فرمانا میری حالت پر
 لطف سے یا لطیف کر دے لطیف
 تاکھلیں مجھ پہ سب تیرے اسرار
 ہو عطا یا عظیم خلق عظیم
 اس جہاں سے مجھے اٹھا مغفور
 شکر تیرا ہی یا شکور کروں
 دونوں عالم میں رکھ مری توقیر
 زار ہوں یا مقیت قوت دے
 داخل خلد بے حساب و کتاب
 کر کرم مجھ پہ اے کریم کمال
 اے مرے ذوالجلال و الاکرام
 معدلت گستری ہو میرا کام
 کر مجھے علم و فضل کا
 میرے مغنی مجھے بنا دے غنی
 تو ہے مانع بچانا شیطان سے
 دین و دنیا کے شور و شر سے بچا
 بہتری کی میری جو ہو تدبیر
 نام نیکوں میں ہو میرا اول
 کلمہ ہو زبان پہ یا آخر
 کر مجھے سرغیب کا ماہر
 صاف باطن عطا ہو یا باطن
 اے مرے والی اور متعالی
 نیک کاروں میں مجھ کو شامل کر
 تو ہے تو اب حاضر و غائب
 منتقم مجھ سے انتقام نہ لے

یا عفو در گزر کر گناہوں سے
 رحم کر یا رؤف ملک و دولت دے
 نفع پہنچانا مجھ کو یا نافع
 ظلمت جہل دور کرنا یا نور
 اے حکم اتنا دے مجھے امکاں
 اے عدیل ہو جب عدالت پر
 میں ہوں بندہ کمال زار و نحیف
 مجھ کو کر یا خبیر واقف کار
 میرے ہادی دکھا وہ راہ ہدی
 انس دے مجھ کو فرض و سنت سے
 تیرا لطف و کرم ہو یا باقی
 کر دے اپنے کرم سے یا وارث
 تو ہی ہے یا رشید راہنما
 مشکلوں میں نہ ہو خطور مجھے
 میرے ماں باپ پر عنایت ہو
 بخش کل امت محمد کو
 پڑھ نبی پر سلام اے دانش

دیکھنا رحم کی نگاہوں سے
 حشمت و جاہ عز و صولت دے
 تو ہے سارے جہان کا نافع
 مجھ کو نور یقین سے کر معمور
 ہو تیرے حکم سے نہ روگرداں
 رحم فرمانا میری حالت پر
 لطف سے یا لطیف کر دے لطیف
 تا کھلیں مجھ پہ سب تیرے اسرار
 جس کے رہرو تھے انبیاء اولیاء
 دور رکھ یا بدیع بدعت سے
 نہ رہے رنج کی بناء باقی
 مجھ کو دین متین کا وارث
 ہر گھڑی مجھ کو نیک راہ دکھا
 کر عطا صبر یا صبور مجھے
 اقرباء پر بھی چشم رحمت ہو
 نیک بندوں کے ساتھ اس بد کو
 نظم کر اختتام اے دانش

اسماء الحسنی کے بارے میں ضروری ہدایت

یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے تمام نام بڑے پیارے اور برکت والے ہیں اور جب بھی اور جس قدر بھی انہیں پڑھا جائے اور ان کا وظیفہ کیا جائے بڑی خیر و برکات کا ذریعہ ہے۔ مگر مذکورہ منظوم دعا میں اللہ تعالیٰ کے ہر نام کی مناسبت سے ہر شخص کے حسب حال جو عام فہم دعا ہے اس سے ایمانی و روحانی لطف دو بالا ہو جاتا ہے کیونکہ پڑھنے والے کے دل کی آواز کے ساتھ ان مبارک ناموں کی مناسبت بھی سمجھ میں آ جاتی ہے، جو شخص روزانہ یا جب کبھی ان اسماء مبارکہ کے ساتھ مذکورہ جامع دعا خشوع و خضوع اور دلی توجہ کے ساتھ پڑھے گا انشاء اللہ تعالیٰ اس کے لئے قضاء حاجات، شفاء امراض، دفع بلیات اور حل مشکلات کا بہترین ذریعہ ہوگی۔ یاد رہے کہ دعا سے پہلے اور بعد درود شریف پڑھنا آداب دعا میں سے ہے اور قبولیت کا بہترین وسیلہ ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلہم

یہ بھی یاد رہے کہ ہم نے اپنی اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے صفاتی نام جن کو یاد کرنے پر جنت کی بشارت دی گئی ہے

ترجمہ کی سرخی کے ساتھ لکھے ہیں مثلاً الرحمن کے بارے میں لکھتا ہے تو سرخی یہ ہوگی ”اللہ تعالیٰ بے حد رحم فرمانے والا ہے“ اور نانوں کے ناموں کے بعد خود اس نام کو سرخی کے طور پر لکھ دیا ہے مثلاً العلام جل جلالہ ایسے ہی کسی حدیث میں جو نام آیا ہے وہ لکھ دیا ہے کیونکہ وہ اس کتاب کے موضوع میں شامل ہے۔ آخر میں بعض ناموں کو اختصار کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ پھر تکمیل موضوع کے لئے اللہ تعالیٰ کے مرکب نام جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ان کو لکھا ہے اور آخر میں اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ جن کا ذکر قرآن پاک کی آیات کے حوالے سے ہوا ہے لکھ کر اسمِ اعظم کے بارے میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے جو اقوال بیان کئے ان کو لکھ دیا ہے۔

حین حیات یوں مجھے خلد نعیم دے
اپنے کرم سے کچھ تو مجھے بھی کریم دے
مولا مجھے بھی فہم الف لام میم دے
اس بے ہنر کو جوہر نطق کلیم دے
جینے کے واسطے کوئی مقصد عظیم دے
بوذر کا جس میں رنگ ہو ایسی گلیم دے
جذبہ یہ آدی کو بھی رب رحیم دے
باغ حبیب کی ہمیں مولا شمیم دے

خیرات من لدن کی مجھے اے علیم دے
تو ذائقہ چکھا مجھے اپنی صفات کا
مجھ کو بھی شہر علم کی خیرات ہو نصیب
ہو جائے لطف خاص ظلوم و جہول پر
رب جہاں سنائی و عطار کے طفیل
ہر قلب کو نصیب ہو ذوقِ دلِ بلال
کس درجہ مہربان ہے انسانیت پہ تو
ہم سانس لے رہے ہیں فضائے کثیف میں

اللہ تبارک و تعالیٰ کے بابرکت ناموں کا بیان

یاد رہے! اللہ تبارک و تعالیٰ کے بے شمار نام ہیں جن میں سے لفظ اللہ اس کا ذاتی نام ہے باقی سب صفاتی نام ہیں پھر اللہ جل مجدہ کے صفاتی نام کئی قسم کے ہیں: (۱) وہ صفاتی نام جو صفت سلبی پر دلالت کرنے والے ہیں جیسے قدوس (۲) وہ صفاتی نام جو صفت ثبوتیہ حقیقیہ پر دلالت کرنے والے ہیں۔ جیسے علیم قادر (۳) وہ صفاتی نام جو صفت ثبوتیہ اضافیہ پر دلالت کرتے ہیں جیسے حمید، مالک الملک (۴) وہ صفاتی نام جو صفت فعلیہ پر دلالت کرنے والے ہیں جیسے خالق، رازق وغیرہ۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام توفیقی ہیں (یعنی جو شریعت نے بتائے ہیں) اس کو انہی ناموں سے پکارا جائے یعنی اپنی طرف سے اللہ کے نام ایجاد نہ کئے جائیں اگرچہ ان کا ترجمہ صحیح ہو یہی وجہ ہے کہ رب کو عالم کہہ سکتے ہیں، عاقل نہیں کہہ سکتے، اس کو جواد کہیں گے مخی نہیں کہہ سکتے، اللہ تعالیٰ حکیم ہے مگر اس کو طبیب نہیں کہہ سکتے۔

یہ بھی یاد رہے کہ لفظ خدا اللہ تعالیٰ کا نام نہیں اس کی صفت مالک کا ترجمہ ہے۔ جیسے پروردگار، پالنے والا، بخشنے والا۔ اسی طرح خدا کے بعض نام مخلوق پر بھی بولے جاتے ہیں جیسے رؤف، رحیم اللہ کے نام بھی ہیں لیکن مخلوق کے لئے ان ناموں کے معانی اور ہوں گے۔ جب کسی صفت الہی کی تجلی بندے پہ پڑتی ہے تو اس وقت بندے پر وہ نام بولا جاتا ہے۔

اللہ جل مجدہ کے ناموں کو یاد کرنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان لله تعالى تسعة و تسعين اسما مائة (تاکید و مبالغہ فی المنع عن الزيادة و النقصان) الا واحدة من احصاها دخل الجنة و فی رواية وهو و تريحب الوتر (متفق علیہ مشکوٰۃ مطبوعہ راجع ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی ص ۱۹۹) اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو جوان ناموں کی محافظت کرے گا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

نہ ابتداء کا پتہ نہ انتہا معلوم	مال زندگی اپنا ہے کیا خدا کو معلوم
نشان منزل جاں کا وہی پتا دے گا	وہی دکھائے تو ہوتا ہے راستہ معلوم
ہمارے علم کی اس قدر حقیقت ہے	ہمیں تو کچھ نہیں معلوم یہ ہوا معلوم
وہ قطرہ جس کے مقدر میں ہے گہر ہوتا	بس اس کی موج کرم ہی کو ہے بہا معلوم
گرا دی جو ہم نے دیوار اجنبیت کی	ہمیں لگا ہے وہی حرف آشنا معلوم
مٹی ہے مخبر صادق سے ہر خبر اس کی	اسی حوالے سے اس کا پتا ہوا معلوم
اک ایک کر کے بھی اس نے آشکار کئے	وہ راز سینہ ہستی کہ ہے جو نام معلوم
ہیں اور آسرے جتنے وہ سب ہیں بے معنی	حقیقی ایک ہے بس اس کا آسرا معلوم
دلوں کے بھید کبھی جانتا ہے وہ نیر	اسے ہے میرا کہا اور ان کہا معلوم
حمد ہے اس کو جو ہے موجود یار	اول و آخر نہاں و آشکار
ہے وہ بے حلت سزاوار ثنا	علت و معلول میں اس میں فنا

اللہ تعالیٰ طاق کو پسند فرماتا ہے

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم۔ متفق علیہ یاد رہے: متفق علیہ کا عام فہم ترجمہ بخاری و مسلم ہی کہا جاتا ہے اور مفہوم کے اعتبار سے درست بھی ہے لیکن مشکوٰۃ میں جہاں پہلی بار یہ لفظ آیا ہے وہاں بین السطور اس کا معنی یہ بیان ہوا ہے: وهو الذى اتفق عليه الشيخان من صحابی واحد، متفق علیہ حدیث ہے جو ایک صحابی سے مروی ہو اور اس پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہو گیا ہو۔ مشکوٰۃ ص ۱۱۔ طاق یعنی وتر کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات و صفات میں لاشریک ہے۔ وہ انہی اعمال کو پسند فرماتا ہے جس میں اخلاص ہو یعنی شرک کا شائبہ نہ ہو اور اس بندے کو پسند فرماتا ہے جو دنیا سے کٹ کر اس کا ہو رہے۔ غرضیکہ دوسرے لفظ (وتر) میں بہت احتمالات ہیں۔ (مرآۃ)

مرآۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ دلائل الخیرات شریف میں اللہ تعالیٰ کے دو سو نام بیان ہوئے ہیں اور مدارج النبوۃ میں شیخ نے اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام گنوائے ہیں۔ مندرجہ بالا حدیث میں ننانوے وہ نام گنوائے گئے جن کا یاد کرنا جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ ان ناموں میں سے بعض ذاتی ہیں بعض صفاتی، بعض افعالی لہذا حدیث پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام ننانوے سے زیادہ

ہیں اور نہ یہ کہ رب کی صفات کمالیہ تو آٹھ ہیں پھر صفاتی نام زیادہ کیوں ہیں؟ (ج ۲ ص ۳۲۵) حدیث میں ”احصا“ کا معنی یہ بھی ہے کہ جو مسلمان ان ناموں کو یاد کرے اور روزانہ ان کا ورد کیا کرے اور یہ بھی کہ ان ناموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرے یا ان ناموں کو حفظ کر لے اور برابر پڑھتا رہے اور ان کو پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہو اللہ الذی..... سے شروع کریں اور آخر تک مسلسل پڑھتے جائیں ہر اسم کے آخر پہ ضمہ یعنی پیش پڑھیں اور اس کو دوسرے اسم کے ساتھ ملا دیں جس نام پہ سانس لینے کے لئے رکیں اس کے آخری حرف کو دوسرے کے ساتھ نہ ملائیں اور دوسرا نام الف لام (ال) سے شروع کریں۔ اگر کسی ایک نام کا وظیفہ پڑھنا مقصود ہو تو اس کے شروع میں یا (حرف ندا) کا اضافہ کریں مثلاً الرحمن کا وظیفہ کرنا ہو تو یا رحمٰن پڑھیں یا الرحمن نہ پڑھیں۔ اس حدیث کے حاشیہ میں مرقاۃ کے حوالے سے من احصاها کا معنی یوں بیان فرمایا گیا ہے: ای امن بها او عدھا او قرءھا کلمۃ کلمۃ علی طریق الترتیل تبرکاً و اخلاصاً او حفظ معانیہا و تخلق بمعانیہا۔ یعنی ان ناموں پر ایمان لائے یا ان کو شمار کرے یا ایک ایک کر کے ترتیل کے ساتھ پڑھے برکت حاصل کرنے کے لئے خلوص کے ساتھ یا ان کے معانی یاد کرے اور ان معانی کے مطابق اپنے اندر عادات پیدا کر لے۔

فتح الباری میں ہے ”احصا“ کا معنی ہے دعا مانگنے والا صرف چند اسماء پہ اکتفا نہ کرے بلکہ تمام اسماء کو پڑھ کر دعا مانگا کرے یا ان اسماء کے حقوق پہ قیام اور ان کے مقتضی پہ عمل کرنا مراد ہے۔ مثلاً رازق کہے تو اللہ تعالیٰ کی رزق رسانی پر بھی اعتبار کرے یا اس سے مراد یہ ہے کہ اسماء کے معانی کو بخوبی سمجھا جائے جیسا کہ محاورہ میں فلان ذو حصاة کہا جاتا ہے۔ یعنی فلاں شخص صاحب عقل و ہوش ہے۔ قرطبی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ ان تینوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت ہو بشرطیکہ صحت نیت کے بعد ہو ہر ایک صورت بندے کو جنت میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔ تاہم اکثر علماء نے احصاها کا معنی حفظہا ہی کہا ہے یعنی ان ناموں کو حفظ کر لے۔ کیونکہ اس معنی کی تائید صحیح مسلم کی ایک روایت سے ہوئی ہے۔ جس میں واضح طور پر احصاها کی جگہ حفظہا کا لفظ ہے۔

اللہ جل شانہ کے ناموں کے ”احصا“ کے دیگر معانی

یاد رہے کہ اس معنی کی تردید کی گئی ہے کہ صرف نوک زبان پر یاد کر لینا ہی احصاها کے مقصد کو پورا کر دیتا ہے تاہم فتح الباری میں اس لفظ کے اور بھی چند معانی بیان فرمائے گئے ہیں بہتر ہے کہ موضوع کو مکمل کرنے کے لئے ان معانی کو بھی بیان کر دیا جائے۔ ☆..... احصاها کے معنی معرفت ہے کیونکہ جو ان اسماء کا عارف ہو گا وہ مومن ہو گا اور جو مومن ہو گا، وہ جنت ہی میں جائے گا۔ معرفت میں اعتقاد کو شامل سمجھو مثلاً جو دہریہ ہے اسے اسم خالق پر اعتقاد نہیں اور جو صرف فلسفی ہے اسے اسم قادر کے معنی پر یقین نہیں۔

☆ احصاها کے معنی عمل کرنا ہیں۔ مثلاً جو اللہ تعالیٰ کو حکیم سمجھتا ہے۔ وہ اس کے جملہ احکام کا بحسب حکمت ہونا بھی تسلیم کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو قدوس جانتا ہے وہ اسے جملہ نقائص سے منزہ و پاک بھی اعتقاد کرتا ہے۔ ابوالوفاء بن عقیل نے اسی معنی کو تسلیم کیا ہے۔

☆..... ابنِ ابطال کا قول ہے کہ طریقِ عمل کے معنی یہ ہیں کہ بعض اسماء تو وہ ہیں جن کی صفات کا اقتداء ہو سکتا ہے مثلاً رحیم و کریم کہ ان صفات پر بندہ خود کو بھی خوگر بنا سکتا ہے اور بعض صفات وہ ہیں جن کا اقتداء ممکن نہیں مثلاً جبار و عظیم وغیرہ۔ ایسے اسماء کے متعلق طریقِ عمل یہ ہے کہ ان صفات کو اللہ تعالیٰ سے خاص سمجھے ان کا اقرار کرے اور خضوع و خشوع اختیار کرے۔ جن اسماء سے وعدہ نعمت ملتا ہو، ان میں طمع و رغبت پیدا کرے اور جن اسماء میں وعید ہو اس جگہ خوف و خشیت کو لازم احوال بنائے حفظہا اور احصا ہا کے معنی یہی ہے۔ (فتح الباری ج ۲۶ ص ۲۷)

حمد ہے اس کو کہ دربارِ وجود ہر روش ہر رنگ کی اپنی نمود
حمد ہے اس کو با صد زیب و فر ہر زمان ہر شان میں ہے جلوہ گر

میں شاعر تیرے کلام پر.....

مندرجہ بالا حدیث میں حضور ﷺ کے کلام معجزِ نشان میں اللہ کا لفظ اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام مبارک کے علاوہ ننانوے نام ہیں (جو کہ صفاتی ہیں) جو کہ ذاتی نام کے ساتھ پورے سو ہو جاتے ہیں۔

میں شاعر تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

(اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ)

اہلِ محبت نے کہا ہے کہ جب صفاتی ناموں کا ورد کرنے سے جنت نصیب ہو جاتی ہے تو ذاتی نام کا ورد کرنے والا مالکِ جنت کو پالے گا ان شاء اللہ العزیز۔ اسی لئے صوفیاء کرام نے اسمِ جلالت کا ورد کرنے پہ زور دیا ہے بلکہ ہمارے مرشدِ کریم سلطانِ العارفین برہانِ الواصلین، قدوة السالکین نے تو سانسوں کے ساتھ بلکہ خیالات کے ساتھ بھی اسمِ ذات کا ذکر کرنا نہایت مفید قرار دیا ہے اور آپ کے ابیات کا آغاز ہی اس طرح ہوا ہے۔

الف اللہ چنبے دی بوئی مرشد من میرے وج لائی ہو نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگے ہر جانی ہو
اندہر بوئی مشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ہو جیوے مرشد کامل باہو جییں ایہہ بوئی لائی ہو

میرادل نہیں چاہ رہا کہ اس بیت کی تشریح کے بغیر آگے بڑھوں اور تشریح بھی حضرت مرشدِ کریم کی اولاد میں سے حضرت پروفیسر سلطان الطاف علی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔ آپ شرحِ ابیات باہو میں اس بیت کے تحت لکھتے ہیں:

اس بیت میں سلطانِ العارفین حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز (المتوفی جمعرات جمادی الاخریٰ ۱۰۱۱ھ) نے اسمِ اللہ ذات کو چنبیلی کے خوشبودار پھول سے تشبیہ دی اور عارفِ کامل ہونے کی حیثیت سے اپنے من میں اسمِ اللہ ذات کو بسا لینے کا اظہار فرمایا، نیز فرماتے ہیں کہ مرشدِ کامل نے اس شجرِ معرفت (اسمِ ذات) کو ان کے من میں بو کر نگہبانی فرماتے ہوئے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی نفی و اثبات کے فیوضات سے آبیاری کی اور گوہرِ مقصود عرفان اسمِ اللہ ذات نے (جو چنبے کے خوشبودار پھول کی طرح ہے) آپ کے دل و جان کو منور و معطر کر دیا۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے..... کیا نہ دیکھا تو نے کہ کیونکر بیان کی اللہ نے مثال بات پاکیزہ (کلمہ طیبہ) کی مانند درخت

پاکیزہ کی کہ جز اس کی محکم ہے اور ڈالیاں اس کی بیچ آسمان کے دیتا ہے میوہ اپنا ہر وقت ساتھ حکم پروردگار اپنے کے۔ (ابراہیم: ۲۴)
حضرت سلطان العارفین ایک مقام پر فرماتے ہیں جس شخص کے وجود میں کلمہ طیبہ تاثیر کرتا ہے اور اسے نفع دینے لگ جاتا ہے
تو کلمہ طیبہ دریا کی طرح اس کے ہر رگ اور ریشے میں جاری ہو جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ مترجمہ فقیر نور محمد کلاچوی ص ۳۰)

اسم اللہ ذات کے خوشبودار پھول کو اگانے بسانے کا خیال حضرت سلطان العارفین نے ان الفاظ میں بھی ادا فرمایا ہے
یکی گویم یکی جویم یکی در دل چو گل رویم ہموں یک را یک پویم پنویم غیر الا ہو
میں اسے ذات واحد پکارتا ہوں؛ اسی کو تلاش کرتا ہوں اور اسی ذات کو دل (کے گوشہ) میں سے مثل پھول کے اگاتا
ہوں۔ اسی طرح میں اس ذات واحد کو ڈھونڈتا ہوں اور اس کے بغیر کسی کی تلاش نہیں۔

(دیوان باہوقاری ص: ۲)

مولانا روم نے فرمایا:

دید آں مرشد کہ او ادراک داشت تخم پاک اندر زمین پاک کاشت
مرشد نے (جب) دیکھا کہ وہ استعداد رکھتا ہے تو اس کے پاک دل کی زمین میں (اسرار معرفت کا) پاک بیج بودیا۔ (جلال
الدین رومی۔ الہام منظوم مثنوی رومی مرتبہ مولوی فیروز الدین دفتر اول مطبوعہ ۱۹۲۸ء ص ۴-۱۰)
اسی طرح محی الدین شیخ اکبر محمد ابن عربی علیہ الرحمۃ بھی اسی عرفان کے فیضان کو راحت و خوشبو سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے
ہیں..... خلق خدا کو عرفان الہی کی غذا دیا کر تو تم سراپا راحت و خوشبو ہو جاؤ گے۔ (وغد خلقه تکت روحا و دبحانا۔ فصوص
الحکم مترجم ص: ۲۶۸)

حضرت سلطان العارفین اپنے مرشد کامل کی عنایات اور ان سے حصول فیوضات کے ذکر کے بعد آخر میں ان کے لئے سلامتی
کی آرزو بھی کرتے ہیں۔ بقول خسرو (امیر خسرو دہلوی ۶۰۵ھ-۶۹۸ھ)

من درویش راکشتی نغمہ کرم کر دی الہی زندہ باشی

(غزلیات)

سید عبدالقادر جیلانی سرالاسرار فیما یتحتاج الیہ الابرار میں فرماتے ہیں۔ ”ولی خدائے تعالیٰ کا خوشبودار پھول ہے اس کی
سرزمین میں صدیق (یعنی انبیاء علیہم السلام کے سچے متبعین) اس کو سونگھتے ہیں اس کی خوشبو ان کے دلوں میں اتر کر جاتی ہے تو ان کا
جذبہ شوق اپنے مولا کی طرف بڑھ جاتا ہے۔“

پھر فرمایا: ”تو شریعت کا بیج دل کی زمین میں بوئے کہ اس میں شریعت کا درخت پیدا ہو کر درجہات کا پھل لائے۔“

پھر فرمایا: ”توحید کا بیج کسی زندہ دل (مرشد) سے اخذ کرنے سے دل زندہ ہو جاتا ہے۔“ (ص ۲۳، ۳۹)

حمد اس کو ہے کہ بے شان و نشان وحدت اپنی کی ہے کثرت سے عیاں
حمد سے اس کو کہ ہا چندیں وچوں سب میں ہے اور سب سے بچوں و چکوں

اللہ سبحانہ و تعالیٰ

لفظ اللہ ذات باری تعالیٰ پر دلالت کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے اسم ذات کہتے ہیں اور اس کے علاوہ باقی سب ناموں کو اسمائے صفات کہتے ہیں۔ یہ لفظ باری تعالیٰ کی ان تمام صفات کو حاوی ہے جن سے وہ متصف ہے۔ کسی بھی ذات کا صحیح ادراک اس کی صفات کو جاننے ہی سے ممکن ہوتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی تمام صفات و کمالات کو جانا جائے۔ محض چند صفات کے حوالے سے کسی شخصیت کی جزو اور نامکمل معرفت تو حاصل ہو سکتی ہے مگر اس کا جامع تعارف ممکن نہیں۔ ”اسم ذات“ شخصیت کی من حیث الکل نشاندہی کرتا ہے۔ اس کی دلالت محض شخصیت کے کسی خاص گوشے یا پہلو سے نہیں ہوتی۔ جب کہ اسمائے صفات میں سے ہر اسم ذات کی کسی نہ کسی ایک صفت کو ہی اجاگر کر سکتا ہے۔ مثلاً قدیر اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت پر دلالت کرتا ہے، علیم اس کی صفت علم پر، حی اس کی صفت حیات پر، کلیم اس کی صفت کلام پر، سمیع و بصیر اس کی صفت سمع و بصر پر، خالق اس کی صفت خلق پر، رب اس کی صفت ربوبیت پر اور رحمان و رحیم اس کی صفت رحمت پر۔ الغرض یہ سب اسماء ذات باری تعالیٰ کی مختلف صفات کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی اسم ایسا نہیں جو جمیع صفات الوہیت کا احاطہ کر سکے اور اس کو سنتے ہی اس حسن مطلق کا ایسا تصور ذہن میں آ سکے، جو من کل الوجوہ مکمل ہو۔ اللہ ہی ایک ایسا نام ہے جس کی دلالت کلی طور پر واجب الوجود پر ہے جو جامع صفات و کمالات ہے۔ یہ ذات حق کی کسی ایک یا چند صفات کی نہیں بلکہ بیک وقت ذات اور اس کی تمام صفات کی نشاندہی کرتا ہے۔ کیونکہ صفات ایک اعتبار سے گویا ذات کا حصہ ہوتی ہیں۔ جب کہ ذات اپنی کسی بھی صفت کا حصہ نہیں ہوتی۔ ذات کے دامن میں اس کی تمام صفات از خود موجود ہوتی ہیں۔ اس لئے اسم ذات ہی جملہ صفات و کمالات کو پورے طور پر محیط ہوتا ہے۔

شانِ رب کریم قرآن کے آئینہ میں

☆ هو الله الذى لا اله الا هو عالم الغيب والشهادة هو الرحمن الرحيم (الحشر ۵۹: ۲۲)

”وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر نہاں و عیاں کا جاننے والا، وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا“

☆ هو الله الذى لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر

سبحان الله عما يشركون (القرآن الحشر ۵۹: ۲۳)

”وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سلامتی دینے والا، امان بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، عزت والا، عظمت والا، تکبر والا اللہ پاک ہے ان کے شرک سے“

☆ هو الله الخالق البارئ المصور له الاسماء الحسنی ط يسبح له ما فى السموات و الارض

وهو العزيز الحكيم (القرآن ۵۹: ۲۴)

”وہی اللہ ہے بنانے والا، پیدا کرنے والا، ہر ایک کو صورت دینے والا، سب اچھے نام اسی کے ہیں جو کچھ آسمانوں اور

زمین میں ہے اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور عزت و حکمت والا ہے ۵

☆ قل من رب السموات والارض قل الله ۵ القرآن الرعد ۱۳۔ ۱۶

”فرمائیے! کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی فرمادیجئے! اللہ ہے ۵“

☆ قل من يرزقكم من السموات والارض ط قل الله ۵ القرآن الباء ۲۳۔ ۲۴

”(ان کافروں کے سامنے) فرمائیے کہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ آپ (خود ہی) فرمادیجئے! اللہ ہے ۵“
ایک مقام پر کفار کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

☆ ولئن سألتهم من خلق السموات والارض وسخر الشمس والقمر ليقولن الله ۵

القرآن العنکبوت ۲۹۔ ۶۱

”اور اگر آپ ان سے پوچھیں کس نے بنائے آسمان اور زمین اور (کس نے) کام میں لگائے سورج اور چاند تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے ۵“

☆ ولئن سألتهم من نزل من السماء ماء فاحيا به الارض من بعد موتها ط ليقولن الله ۵

القرآن العنکبوت ۲۹۔ ۶۳

”اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے پوچھیں کس نے اتارا آسمان سے پانی؟ پھر اس کے سبب سے زمین کو مردہ ہو چکنے کے بعد زندہ کر دیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے ۵“

☆ الله يبدؤا الخلق ثم يعيده ثم اليه ترجعون ۵ القرآن الروم ۳۰۔ ۱۱

”اللہ ہے جو پہلے بناتا ہے، پھر دوبارہ بنائے گا۔ پھر تم اسی کی طرف پھیر دیے جاؤ گے ۵“

☆ الله الذي خلقكم ثم رزقكم ثم يميتكم ثم يحييكم ۵ القرآن ۳۰۔ ۲۰

”اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں روزی دی، پھر تمہیں مارے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا ۵“

☆ الله الذي خلق السموات والارض وما بينهما في ستة ايام ثم استوى على العرش ۵

السجده ۲۲۔ ۴

”اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استواء فرمایا ۵“

علیٰ ہذا القیاس نہ صرف ہر جگہ باری تعالیٰ نے اپنی ذات کا تعارف لفظ اللہ کے حوالے سے ہی کرایا ہے۔ بلکہ ہمیشہ اپنی صفات و کمالات کا ذکر بھی اسی نام سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ قرآن کا یہ انداز بیان نہ صرف اس کے اسم ذات ہونے پر بلکہ اس کی اہمیت، جامعیت اور ہمہ گیریت پر بھی دلالت کرتا ہے۔

یہ اسم ذات (اللہ) قرآن حکیم میں کم و بیش ستائیس سو ایک (2701) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اتنی کثرت سے کوئی دوسرا لفظ قرآن میں استعمال نہیں ہوا۔

قلم کو شوق ہے اک بار اور ورد کرے
نظر طواف کرے اشک گرتا گرتا ڈرے
(منیر الحق کبھی بہل پوری)

ہزار بار لکھوں ترا نام جی نہ بھولے
میں تیرا اسم جہاں بھی لکھا ہوا دیکھوں

لفظ اللہ جل جلالہ کا مادہ اشتقاق

لفظ اللہ اسم علم ہے اور ذات سبحانی کے لئے خاص الخاص ہے۔ علماء راہنہ کا قول ہے کہ یہ اسم کسی سے مشتق نہیں۔ قوی مذہب یہی ہے۔ بعض نے اسے مشتق بتایا ہے۔ پھر اختلاف ہے کہ کس مصدر سے مشتق ہے۔ تفسیر کبیر نے چند اقوال نقل کئے ہیں۔

(۱) الہت الی فلان سے مشتق ہے اس کے معنی سکنت الی فلان ہیں۔

تو..... اللہ وہ ہے جس کے نام سے تسکین ہوتی ہے۔

اللہ وہ ہے جو آرام دل عارفین ہے۔

اللہ وہ ہے جو تسکین قلب مضطربین ہے۔

اللہ وہ ہے کہ الا بذکر اللہ تطہن القلوب سے اس کی شان واضح ہوتی ہے۔

(۲)..... اللہ وہ ہے جس کے معنی وارثی کے ہیں۔ یعنی:

اللہ وہ ہے کہ قلب اس کا والد و شیدا ہے۔

اللہ وہ ہے کہ ارواح پاک اس کی شیفہ و فریفتہ ہیں۔

اللہ وہ ہے کہ ادراک مخلوقات حیرت پر منتہی ہوتا ہے۔

عرفان اپنی شناخت میں اپنے نقصان کا اقراری ہوتا ہے اور یہی معرفت نقصان اسے بلند ترین علم و عرفان تک پہنچاتا ہے۔

(۳)..... اللہ وہ ہے جس کے معنی بلند شان ہیں۔

اللہ وہ ہے جو لوازمات مادہ سے برتر و اعلیٰ ہے۔

اللہ وہ ہے جو زمان و مکان کے احاطہ سے ارفع و بلند ہے۔

اللہ وہ ہے جو ذوی العقول کے وہم و گمان، فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔

(۴)..... لاہ یلوه لاہیا سے مشتق ہے جس کے معنی احتجاب ہیں۔ یعنی:

اللہ وہ ہے جس کی ذات عقول سے محبوب ہے۔

اللہ وہ ہے جس کے نور کا انکشاف ارواح نور یہ کے لئے ستر کبریٰ ہے۔

اللہ وہ ہے جس کا کمال ہی ناقصین کے لئے حجاب ہے۔

(۵)..... اللہ الفصیل سے بنا ہے یعنی بچہ کا اپنی ماں کی طرف احتجاج مند ہونا۔ یعنی:

اللہ وہ ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں۔

اللہ وہ ہے کہ آفات و مصائب میں اسی کی جانب بازگشت کی جاتی ہے۔

اللہ وہ ہے کہ تضرع و الحاح ہی کے ذریعہ سے ہماری رسائی اس کی آستان تک ہو سکتی ہے۔

(۶)..... لا الہ الا اللہ (سمیع) سے بنا ہے۔ محاورہ ہے اللہ الی فلان اس سے ڈرتا رہا۔ لا الہ الا اللہ اس کی پناہ ڈھونڈھی۔ یعنی

اللہ وہ ہے جو خوف و ہراس کے وقت بندوں کی پناہ ہے۔

اللہ وہ ہے جو تمام عالم کی تکیہ گاہ ہے۔

اللہ وہ ہے جس کی حفاظت میں تمام مخلوق اپنے اپنے اعدا کی دستبرد سے محفوظ ہے۔

لفظ اللہ کی لفظی ترکیب

اگر لفظ اللہ کا حرف اول (ہمزہ) نہ لکھا جائے تو اللہ بن جاتا ہے۔ جس کا معنی ہے۔ ہر ایک شے اللہ ہی کی ملک ہے۔ قرآن پاک میں ہے اللہ خزائن السموات والارض ط اللہ سے ایک ل کم ہو جائے تو رہ جاوے گا۔ جس کا تلفظ ہو ہے۔ یہ حرف واحد بھی اسی واحد الاحد کی ذات وحید پر دال ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے: قل هو اللہ احد اور دوسرے مقام پر ہے هو الحی لا الہ الا هو۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کی تعین میں اسی اسم خاص کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر کلمات الہی میں عرفان تام عطا ہوا تھا۔ انسی انا اللہ لا الہ الا انا..... ”حق یہ ہے کہ میں ہی تو اللہ ہوں اور کوئی بھی معبود نہیں“ میں ہی ہوں۔“

کلام الہی کے اس فقرہ کو بار بار قلب پر پیش کرو کیونکہ یہ تحقیق و تصدیق کے مرتبہ اعلیٰ پر ہے۔ مقام نفی و اثبات میں بھی اسی اسم کا اثبات ہوتا ہے: لا الہ الا اللہ یعنی

☆ یعنی ہر ایک شے جس کا الہ ہونا کبھی مشرکین نے گمان کیا ہو۔

☆ ہر ایک معبود باطل جسے بطور معبود پکارا گیا ہو یا پرستش کیا گیا ہو۔

☆ ہر شے جو انسان کے دل پر تسلط کر لینے والی ہے۔

☆ ہر شے جس کی محبت دیگر انواع محبت پر غالب آ سکتی ہے۔

☆ ہر شے جو انسان کی منجانبے آرزو بن سکتی ہے۔

☆ ہر شے جس کی نسبت کسی کمال ذاتی کا وہم و گمان کیا جاسکتا ہے۔

☆ مروہم و گمان جو کمال غیر کا تو ہم پیدا کرنے والا ہے۔

ان سب کی نفی کلی کر دی جاتی ہے۔ سب کو خیر لائے ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اثبات صرف اسم اللہ کا ہوتا ہے۔ ثبوت و اثبات میں

فرق عظیم ہے۔ وہ جو بذات خود ثابت و حق ہے۔ ذرہ فانی اس کا اثبات نہیں کر سکتا۔

اثبات کے معنی تو وہ نسبت صحیحہ و عظیمہ ہے جو قلب مومن کو اس اسم ذات کے ساتھ قائم و دائم ہو جانی چاہیے۔

کلمہ توحید پر نگاہ ڈالو، لا الہ الا اللہ کے حرف پر تدبر کرو کہ سارے کلمہ میں کوئی بھی زائد حرف موجود نہیں۔ وہی حروف ہیں جو اسم ذات اللہ کے اندر موجود ہیں۔ انہی کی ترکیب کلمہ توحید کو بنا دیتی ہے۔

اللہ اکبر! حفاظت توحید خالص کے لئے کس قدر اہتمام ہے اور غیرت الہیہ کس قدر غیرت سے برتر واقع ہوئی ہے۔

یاد رکھئے! اسم اللہ اختصاص وجود کو میرہن کرتا ہے اور اسی کا عین حقیقت ہونا آشکارا کرتا ہے۔ باقی سب ممکن الوجود ہیں اور ان سب کا ہست ہونا محض اضافی ہے۔ وہ مخلوق جو عدم اول اور عدم آخر سے محیط ہے۔ وہ مخلوق جس کی ہستی موجودہ میں بھی فنا ہر وقت و ہر آن کام کر رہی ہے وہ مخلوق جو لقمہ ہلاکت ہے۔ دراصل حقیقت وجوب وجود سے قطعاً عاری ہے۔

لفظ اللہ کے لفظی خواص

یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے کہ الف لام تعریف جز و کلمہ بن گیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض کو اس اسم میں الف لام تعریف ہونے سے بھی انکار ہے۔

یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے کہ اس پر تائے قسم وارد ہوتی ہے۔ ورنہ حرف ت بمعنی قسم اور کسی اسم پر وارد نہیں ہوتا۔

یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے کہ الحمد کا استعمال اسی ذات کے لئے ہے۔ الحمد للہ ہے الحمد للرحمن یا الحمد للرحیم وغیرہ نہیں بولا جاتا۔

وجہ یہ ہے کہ جس طرح یہ اسم سبکی کی ذات و صفات سب پر مجموعاً حاوی ہے۔ اسی طرح لفظ ”حمد“ بھی جملہ لغوت کمال و جلال کا جامع ہے۔ لہذا کامل تر اسم کے لئے کامل تر لغت کی ضرورت تھی۔ یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے کہ اس کے آخر میں حرف (م) شامل کیا جاتا ہے اور وہ حرف ندا کا کام دیتا ہے اور پھر اس کے ساتھ حرف ندا کا شامل نہیں رہتا۔ یعنی یا اللہم نہیں کہہ سکتے۔

اللہم میں حرف میم قوت جمعیت میں کامل ہونے کو واضح کر رہا ہے یعنی اس کا معنی ہوگا۔ یا اللہ میں تجھے تیرے تمام اسماء حسنی کے ساتھ پکارتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی مختلف شانیں حسین جملوں کی شکل میں

☆ اللہ ہی ہے جو احد اور واحد ہے۔ اس کی ذات کے سوا ہر شے کا وجود مرکب ہے اور ہر شے کا ظہور ترکیب کا نتیجہ ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جس کے سوا اور کسی کو الوہیت کا شائبہ بھی حاصل نہیں۔

☆ اللہ ہی ہے جو دین خالص کا مالک ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو محبت خالص کا شایان ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ آسمانوں اور زمین کے خزان اس کے قبضہ میں ہیں۔

☆ اللہ ہی ہے جسے ارض و سما کی وراثت حاصل ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو دلوں کی چھپی ہوئی اور سینوں میں ڈھکی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو تختِ ثری اور فوقِ ثریا کے غیوب کا خود بخود عالم ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو رات کو دن اور دن کو رات سے بدلتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو آسمانوں سے مینہ برساتا اور زمین سے دانہ اگاتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جس کی تسبیح و تحمید میں ہر شے لگی ہوئی ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جسے ہر شے سجدہ کرتی ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو ہر شے کی مقتضائے طبع کو جانتا ہے اور اس کی تکمیل کا سامان فرماتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو نور السموات والارض ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو خاک کی بندوں کو نوری پیکروں سے بڑھ کر کمال بخشا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ ایمان و تقویٰ سے اس کی ولا حاصل ہوتی ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ صبر و احسان سے اس کی معیت نشوونما پاتی ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو توبہ کرنے والوں۔ توکل کرنے والوں۔ عدل کرنے والوں اہل صدق و اہل اخلاق سے محبت کرتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ مومن بچہ کی زبان اسی کے نام پر کھلتی ہے اور با ایمان انسان کے لب اسی کو دہراتے دہراتے بندہ ہوتے ہیں۔

☆ اللہ ہی ہے کہ اس کے لئے سجدہ ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ اسی کے نام کے لئے قسم ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو قلوب کا مطلوب ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو ارواح کی جان ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ ہر مومن کا دل اس کی جانب مضطرب قرار ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو عاؤں کو سنتا مرادیں بخشتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ تمام عالم اسی کے نظام کا مسخر و دوام ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو سالکوں کو راہ دکھاتا، طالبوں کو بلاتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ سب دلی۔ سب شہید۔ سب صدیق۔ سب فرشتے۔ سب نبی۔ سب رسول اس کے بندہ ہیں، اس کے حکم کے

سامنے سرفگندہ ہیں۔ اس کا حکم مانتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے، ان سب کا بھروسہ اور سہارا اور اعتماد تو کل اللہ ہی

کی ذات پاک پر ہوا کرتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو اپنی رحمت سے سب کو پالتا ہے۔ جو اپنے رحم سے اپنے بندوں کو پیار کرتا ہے جو اپنے فضل سے خاص بندوں کو

بڑھاتا ہے جو اپنی لطف و عطوفت سے سب کے قصوروں کو معاف کرتا ہے۔ جو اپنی عظمت و کبریائی سے سب کو بزرگی و عزت دیتا ہے۔

حمد عالم میں کرے جس کی بھی تو سب اسی کو پہنچتی ہے موبہ
کیونکہ عالم میں نہیں ہے غریار حامد و محمود ہے آپ آشکار
دو جہاں ہے آئینہ رخسار جاں ذرہ ذرہ سے ہے حسن اس کا عیاں
نقش کی گر حمد تو نے فاش کی درحقیقت حمد ہے نقاش کی
گر کرے اوصاف و تعریف و صفات ہیں حقیقت میں وہ سب اوصاف ذات
ہے صفات و ذات اک کب فرق ہے نور خود خورشید میں بس غرق ہے
موج و کف کو بحر سے دوری ہے کب اصل کو سایہ سے مہجوری ہے کب
یعنی موج اور بحر سایا دراصل ایک ہیں رکھتے نہیں آپس میں فضل

ہاں ہاں وہ اللہ ہی ہے.....

- ☆ اللہ ہی ہے جس کے حکم سے موسموں کا تغیر۔ مہر و ماہ کا طلوع و غروب۔ شمس و قمر کا کسوف و خسوف ہوتا ہے۔
- ☆ اللہ ہی ہے جس کے حکم سے لرزنے والی زمین اب رہائش انسان کے قابل بنی ہوئی ہے۔
- ☆ اللہ ہی ہے جس نے بحر مواج کی موجوں کی حد بندی کر دی ہے جو کنارہ سے ایک انچ آگے نہیں بڑھ سکتی۔
- ☆ اللہ ہی ہے جس نے پہاڑوں کے شکم اپنے مخزن بنائے جس نے پہاڑوں کی ٹیکلی چوٹیوں کو پانیوں کا ذخیرہ ٹھہرایا ہے۔
- ☆ اللہ ہی ہے جو دردمندوں کی دوا ہے جو بے ٹھکانوں کی پناہ ہے جو بے آسروں کی آس ہے۔
- ☆ اللہ ہی ہے جس کی رحمت سوتے جاگتے ہر وقت ہمارے پاس ہے۔
- ☆ اللہ ہی ہے جو ہمارے کانوں کو شنوائی۔ ہماری آنکھوں کو بینائی اور قلوب کو روشنائی دیتا ہے۔
- ☆ اللہ ہی وہ اسم ذات ہے جو اسی کی ذات کے لئے مستعمل ہے۔
- ☆ اللہ ہی وہ اسم ذات ہے جو جملہ صفات کو اپنے اندر موجود رکھتا ہے۔
- ☆ اللہ ہی وہ اسم ذات ہے کہ صفات اس کے سکنی سے نہ خارج ہیں نہ زائد ہیں۔
- ☆ اللہ ہی ہے جس کی ذات و صفات میں تفریق ناممکن ہے۔
- ☆ اللہ ہی ہے جو بندوں کی ذہنی و فرضی تقسیم ذات و صفات سے منزہ و پاک ہے۔
- ☆ اللہ ہی ہے جس کا عرفان عقل اپنے شواہد سے فطرت اپنے معالم سے روح اپنے مدارج سے قلب اپنے حقائق سے اور ایمان اپنی تصدیق سے حاصل کرتا ہے۔
- ☆ اللہ ہی ہے جس کے حکم سے فنا ملتی ہے اور جس کے فضل سے بقا ملتی ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جس کا انصاف رحم کے پردہ میں نور بخش ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جس نے اپنی ذاتِ پاک پر رحمت کو لکھ رکھا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جس نے ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنایا ہے۔

فلله الحمد رب السموات ورب الارض رب العلمین وله الکبریاء فی السموات و الارض وهو

العزیز الحکیم (معارف الاسماء شرح اسماء الحسنی)

اس بابرکت نام کا وظیفہ کرنے کے متعلق لکھا گیا ہے کہ جو شخص روزانہ ایک ہزار مرتبہ یا اللہ پڑھے گا اس کے دل سے تمام شبہات دور ہو جائیں گے اور عزم و یقین کی قوت نصیب ہوگی جو لا علاج مریض کثرت کے ساتھ یا اللہ کا وظیفہ جاری رکھے اور اس کے بعد شفا کی دعائیں گے اس کو شفا کامل نصیب ہوگی۔ (حصین حصین مترجمہ باضافہ حواشی و فوائد مولانا محمد ادریس مطبوعہ تاج کہنی لینڈ)

حمد خلقت کی ہے خالق کی ثناء کیونکہ ہے مخلوق کی اس سے بناء

حمد کیا اس کی کرے کوئی بشر عقل اور ادراک کے جلتے ہیں پر

یا الہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے

☆ اے اللہ! ہم عاجز بندے تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیرے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔

☆ اے اللہ! ہمارے دلوں کو اخلاص کے ساتھ اپنے دین کی طرف پھیر دے۔

☆ اے اللہ! ہمارے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو معاف فرما دے۔

☆ اے اللہ! ہمیں پکا اور سچا مسلمان بنا دے۔

☆ اے اللہ! ہماری مشکلات کو حل فرما دے۔

☆ اے اللہ! ہمیں اسلام پر استقامت نصیب فرما۔

☆ اے اللہ! ہم سے راضی ہو جا ہمیں شیطان اور نفس کے شر سے بچا۔

☆ اے اللہ! ایمان کے ساتھ ہمارا خاتمہ فرما۔

☆ اے اللہ! ہمارے قدموں کو صراطِ مستقیم پر قائم رہنے والا بنا دے۔

☆ اے اللہ! اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق دے۔

☆ اے اللہ! اپنی خاص رحمت نازل فرما اور اپنے قہر و غضب سے بچالے۔

☆ اے اللہ! قیامت کی رسوائی سے بچالینا۔

☆ اے اللہ! اپنے عرش کے سائے میں جگہ عنایت فرما۔ قیامت کے روز اپنا دیدار نصیب فرما۔

☆ اے اللہ! کل امت محمدیہ کو مشرکی رسوائی سے پناہ عنایت فرما، اسلام کا بول بالا فرما، اسلام کا جھنڈا بلند فرما۔

☆ اے اللہ! تمام مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کر دے، اسلام کی حفاظت فرما۔ ہماری خطاؤں کو معاف فرما۔

☆ اے اللہ! قبر کے اندھیرے اور عذاب سے بچانا، منکر نکیر کے سوالات کے وقت ہماری مدد فرمانا، ہمارا نامہ اعمال ہمارے واسطے ہاتھ میں دینا۔

☆ اے اللہ! ہمیں حلال روزی نصیب فرما، ہمارے کاروبار میں اپنی رحمت سے برکت اور ترقی عطا فرما۔

☆ اے اللہ! ہمیں اخلاص نصیب فرما، ہمارے دلوں سے حسد، بغض اور کینہ دور فرما، ہمیں دجال کے فتنے اور موت کی سختی سے اور قبر کے عذاب سے اور قیامت کی گرمی سے اور جہنم کی آگ سے محفوظ فرما۔

☆ اے اللہ! پل صراط کا راستہ آسان کر دے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما۔

☆ اے اللہ! تنگدستی اور خوف و گھبراہٹ اور قرض کے بوجھ کو دور فرما۔

☆ اے اللہ! حضور سرور کائنات ﷺ کے پیارے طریقے ہم کو سکھادے اور ان کے پیارے صحابہ جی ﷺ کے اعمال کی جلا ہمارے ہر کام میں پیدا کر دے۔

☆ اے اللہ! ہمارے بچوں کو علم دین کی دولت سے سرفراز فرما اور نیک و صالح بنادے۔

☆ اے اللہ! ہم گناہوں کے بوجھ سے دبے ہوئے ہیں صرف تیری رحمت کا آسرا ہے۔ تو ہمیں اپنی رحمت سے بخش دے۔

☆ اے اللہ! اے غفور و رحیم، ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔

☆ اے اللہ! ہم گناہوں سے توبہ کرتے ہیں تو ہماری خطاؤں کو معاف فرما دے۔ ہم گناہوں سے شرمندہ ہیں۔

☆ اے اللہ! جو گناہ جان کر کئے ہیں اور جو انجانے میں ہوئے ہیں سب کو معاف فرما دے۔

☆ اے اللہ! ہمارے مردوں اور عورتوں کو نماز کا پابند بنادے۔

☆ اے اللہ! ہماری عبادتوں کو قبول فرما۔

☆ اے اللہ! سب مسلمانوں کو نیک بنادے۔

☆ اے اللہ! ہمیں ہر قسم کی بد اخلاقیوں سے بچا۔

☆ اے اللہ! آخرت میں تیرا دیدار نصیب ہو۔

☆ اے اللہ! اسلام کا بول بالا ہو۔ مسلمانوں کی تمام مشکلیں حل فرما اور ہماری ہر مشکل آسان فرما دے، چین اور راحت عطا فرما۔

☆ اے اللہ! مسلمانوں کو دین و دنیا میں عزت عطا فرما۔

☆ اے اللہ! بیماروں کو شفا عطا فرما۔

☆ اے اللہ! ہمیں دعا مانگنے کا طریقہ اور اپنی عبادت کرنے کا سلیقہ عطا فرما۔

☆ اے اللہ! مسلمانوں کو دیس پردیس میں چین امن اور سلامتی عطا فرما۔

☆ اے اللہ! کمزوروں کو طاقت عطا فرما۔

☆ اے اللہ! پھڑوں کو ملا دے اور روٹھوں کو منادے۔

- ☆ اے اللہ! ہماری تمام دلی جائز تمناؤں کو پورا فرما۔
- ☆ اے اللہ! تنگ دستوں کی تنگ دستی کو دور فرما۔
- ☆ اے اللہ! ہمارے مردوں کی مغفرت فرما ان کی قبروں پر رحمت نازل فرما، ان کی قبروں کو ٹھنڈا رکھ اور ان کو بلندی درجات عطا فرما۔
- ☆ اے اللہ! ہمیں اچھی صحت دے تاکہ ہم تیری عبادت کر سکیں۔
- ☆ اے اللہ! مرتے وقت کلمہ نصیب فرما۔ مرنے کے بعد اپنے پیارے نبی ﷺ کی شفاعت نصیب فرما۔ ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم علیہ والہ واصحابہ اجمعین۔

ہر مرض کی شفا ہے اللہ ہو

درد دل کی دوا ہے اللہ ہو
کب کسی کو بقا ہے عالم میں
کیا بشر کیا طور کیا جنات
فرش سے لے کے تا بعرش بریں
برگ و اشجار اور گل و غنچہ
جو کہ ہیں سالکان راہ خدا
سرو پہ دیکھئے دل قمری
عالمو کیا ہے اس وظیفہ میں
جملہ ارباب کشف نے دن رات
بس طریقت کے یہ طریقے ہیں
زہد و تقویٰ آئینہ زاہد
عارفوں کا یہی ہے ورد مدام
مشکلیں ہو گئیں تمام آسان
جس سے حاصل ہو نور ایمان کا
حشر ہو گا شہید کے ہمراہ
مر تو اللہ سے ملا چاہے
لوح محفوظ عرش و کرسی پر
حق تو یہ ہے کہ اپنے مرشد سے
کیوں نہ مقبول ہو ہر ایک سخن

ہر مرض کی شفا ہے اللہ ہو
کہ طریق فنا ہے اللہ ہو
ورد اک ایک کا ہے اللہ ہو
سب میں جلوہ نما ہے اللہ ہو
یکے لب پر پنا ہے اللہ ہو
دل سے ان کی صدا ہے اللہ ہو
ذوق میں کہہ رہا ہے اللہ ہو
ہر عمل سے سوا ہے اللہ ہو
دل و جان سے کہا ہے اللہ ہو
کہ فنا و بقا ہے اللہ ہو
لیکن اس کی جلا ہے اللہ ہو
عاشقوں کی دعا ہے اللہ ہو
جس نے دل سے پڑھا ہے اللہ ہو
ہو بہو و اعظ بہ اللہ ہو
جس کے دل میں بسا ہے اللہ ہو
تو تیرا راستہ ہے اللہ ہو
خود قلم نے لکھا ہے اللہ ہو
جب سنا ہے سنا ہے اللہ ہو
ورد سید ترا ہے اللہ ہو

اے کریمے کہ از خزانہ غیب
دوستاں را کجا کنی محروم
گبر و ترسا وظیفہ خور داری
تو کہ بادشمنان نظر داری

اللہ جل ذکرہ کے اسماء متعدد ہونے کی ایک حکمت

بات کہاں سے چلی اور کہاں تک جا پہنچی چونکہ اس کی بات ہے جس کی شان اقدس یہ ہے کہ

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
دفتر تمام گشت و پایاں رسید عمر
و زھرچہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم
ماہچنباں در اول صف تو ماندہ ایم

(گلستانِ سعدی)

اللہ تعالیٰ کے نام متعدد ہونے کی حکمت ہونے کی ایک حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

”چونکہ رب تعالیٰ کے افعال و صفات بہت ہیں۔ اس لئے اس کے نام بھی بہت ہیں نیز اس کے بندوں کی حاجات بہت ہیں لہذا رب کے نام بھی بہت کہ بندہ جو حاجت لے کر آئے اسی نام سے اسے پکارے، بیمار اسے پکارے یا شافی الامراض، گناہ گار پکارے یا غفار، بدکار پکارے یا ستار وغیرہ۔ پھر لکھتے ہیں کہ خیال رہے جتنے نام رب کے ہیں اتنے ہی نام رسول اللہ ﷺ کے بھی ہیں جیسا کہ کتب تصوف دیکھنے والوں پر ظاہر ہے۔“

مطلب مفتی صاحب کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے ناموں کی تعداد میں برابری کو کفر و شرک نہ سمجھ لیا جائے جیسا کہ بعض لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے ہر ایسے موقع پر بڑا سخت فتویٰ لگانے کے درپے ہو جاتے ہیں بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے بعض اسماء مبارکہ (سمیع، بصیر، حی، المومن وغیرہ) مخلوق پر بولے جاتے ہیں تو شرک لازم نہیں آتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اگر اپنے محبوب علیہ السلام کو اپنے جتنے نام عطا فرمادئے ہیں تو یہ بھی کوئی انوکھی بات نہیں جس پر بلا سوچے سمجھے شرک کا فتویٰ لگا دیا جائے۔ اس موضوع کو تفصیل کے ساتھ پڑھنے کے لئے دیکھئے ہمارا رسالہ ”مسئلہ توحید و شرک“

اہل محبت و معرفت کا طریقہ

اہل محبت و معرفت نے جہاں بھی خدا کی شان بیان فرمائی ہے وہاں اس کے محبوب ﷺ کی بھی عظمت و شان بیان کرنے میں بخل سے کام نہیں لیا۔ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کو ہی دیکھ لیں اپنی کتاب گلستان کے مقدمہ میں اگر خدا کی شان میں یہ کہتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

تو ساتھ ہی پیارے مصطفیٰ ﷺ کی شان میں یوں لکھتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

شفیع مطاع نبی کریم
بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
قسیم جسیم نسیم وسیم
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

بلکہ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اگر اپنی اس کتاب کا آغاز نثر میں خدا تعالیٰ کی حمد کے ساتھ کرتے ہوئے لکھا ”منتِ خدائے راعز و جل کہ طاعتش موجب قربت است و شکر اندرش مزید نعمت ہر نفسی کہ فرو میرود حمد حیات است و چو برمی آید مفرح ذات پس در ہر نفس دور رحمت موجود است و در ہر نعمت شکر واجب

از دست و زبان کہ بر آید کز عہدہ شکرش بدر آید

خدا کا شکر و احسان ہے کہ جس کی اطاعت اس کے قرب کا موجب ہے اور اس کے شکر میں نعمت کا اضافہ ہے۔ (لنسن شکرتکم لاریدنکم) جو سانس اندر جاتا ہے وہ زندگی کو دراز کرتا ہے اور باہر آتا ہے تو جان کو راحت نصیب ہوتی ہے لہذا ایک ہی سانس میں اللہ کی دو نعمتیں ہمیں نصیب ہو رہی ہیں اور ہر نعمت پر شکر ادا کرنا واجب ہے۔

تو حضرت سعدی ساتھ ہی نظم میں خدا کے محبوب ﷺ کی شان میں یوں گویاں ہو کر حضور علیہ السلام کی امت کو تسلی دے رہے ہیں۔

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتیاں
چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوح کشتیاں
اس امت کی دیوار کو کیا غم ہو سکتا ہے جس کے سہارے کیلئے (اے میرے آقا) آپ جیسے (معین و مددگار) ہوں (جیسے) اس کشتی کو سمندر کی موجوں کا کیا خوف جس کے ملاح نوح علیہ السلام جیسے (عظیم الشان رسول) ہوں۔

چونکہ گلستاں کتاب میرے سامنے رکھی ہوئی تھی اس لئے مثال کے طور پر یہ کچھ لکھ دیا۔ ورنہ ہر جگہ یہی حالت ہے بس چپ کر مہر علی اتھے جانیوں بولن دی

پروردگار انس و جان خالق جملہ کائنات
آنی و فانی جہاں میں حی و قیوم اس کی ذات
وہ بدلتا وقت کی ہے ساعتوں کو پے بے پے
فرش بے فوقی عرش تک رہتا ہے ہر لب پر مدام
ہو نہ پائیں گے رقم کلمات رب ہرگز اگر
ہیں سحر دم نغمہ ریز دشت و باغ و راغ میں
نعرۂ تکبیر کتب میں ہوا جس دم بلند
بت شکن محمود کوئی دوسرا آئے گا کب
اہل عزیمت کے لئے نیز ہے یہ پیغام حق

ہے جس کے ہاتھ سر بہ سر سلسلہ مرگ و حیات
دائم تغیرات میں ہے اسے حاصل ثبات
صبح کو روشن دن کرے وہ شام کو تاریک رات
تذکرۂ خیر الانام اور آپ ﷺ ہی کی بات
ہوں شجر اقلام اور ہوں روشنائی بحر سات
طائران خوش نوا سب ڈال ڈال پات پات
تھر تھرا کر گئے سجدے میں سب لات و منات
آج بھی ہے منتظر ہند کا وہ سومات
قوت حق ہی سے ہو گی لشکر باطل کو مات

(ضیاء نیز)

میں عرض کر رہا تھا کہ جو ترے کوچے میں ہے وہی کفن بردوش ہے۔ ذرا غور تو کرو کہ ”اذان ہو کہ اقامت ہو کلمہ ہو یا نماز پس ذکر حق ہے ذکر محمد ﷺ ہم تو جب مدرسہ میں داخل ہوئے تھے تو ہمارے استاد صاحب نے ہمیں کریم شروع کرایا تو

جہاں حمد خدا سکھاتے ہوئے یہ اشعار پڑھائے

کریم بہ بخشائے بر حال ما کہ ہستم اسیر کند ہوا
نگہدار مارا زراہِ خطا خطا درگزار و صوابم نما
نداریم غیر از تو فریا درس توئی عاصیاں را خطا بخش و بس

وہاں سرکارِ دو عالم ﷺ کی نعت میں یہ اشعار بھی یاد کروائے جو بحمد اللہ آج تک یاد ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد تک بھی نہ بھولیں گے۔

زباں تابود در دہاں جائے گیر ثنائے محمد بود دل پذیر
حبیب خدا اشرف انبیاء کہ عرش مجیدش بود متکا
سوار جہانگیر یکراں براق کہ بگذشت از قصر نیلی اداق

الغرض ہمارا ابتدائی طالب علم شانِ خدا اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ پہ چاہے تو کئی گھنٹے تقریر کر سکتا ہے جبکہ دوسری طرف دیکھئے اور صرف ایک حوالہ ہی دیکھتے رہ جائیے کہ عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے موضوع کے ساتھ کس قدر بخل سے کام لیا جا رہا ہے۔

تصویر کا دوسرا رخ

ایک طرف ہمارے فارسی کے طالب علم کا یہ حال ہے کہ عظمتِ مصطفیٰ ﷺ پہ چاہے تو گھنٹوں تقریر کر لے دوسری طرف ایک جماعت کے حکیم الامت اور مجدد الملت کے خلیفہ اجل خواجہ عزیز الحسن صاحب تھانوی صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں کہ دارالعلوم کے ایک بڑے جلسہ دستار بندی میں بعض حضرات اکابر نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جماعت کی مصلحت کے لئے حضور سرور عالم ﷺ کے فضائل بیان کئے جائیں تاکہ اپنے مجمع پر جو دہابیت کا شبہ ہے وہ دور ہو اور موقع بھی اچھا ہے کیونکہ اس وقت مختلف طبقات کے لوگ موجود ہیں (ظاہر ہے سب کی نظریں حکیم الامت اور مجدد الملت کی طرف اٹھیں کہ آپ سے بڑھ کر اس موضوع کو کون بیان کر سکتا ہے۔) سب نے درخواست پیش کی تو حضرت والا نے باادب عرض کیا اس (موضوع) کے لئے روایات کی ضرورت ہے اور وہ روایات مجھ کو مستحضر (ذہن میں حاضر) نہیں۔ (اشرف السوانح حصہ اول ص ۶۷ مطبوعہ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر) یہ بین تفاوت از کجا تا کجا است۔ اس موقع پر اگریوں کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

شاہِ بطحا کی مدح سرائی اہل سنت کے حصے میں آئی گبڑی آقائے سب کی بنائی اپنی قسمت جگائے ہوئے ہیں

آج اس جماعت کے لوگ اپنے آپ کو دین کا ٹھیکیدار اور توحید کا علم سردار گردانتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے ان کے نزدیک دین تصویر کے صرف ایک رخ کا نام ہے کہ جس میں صرف توحید ہی توحید ہو بلکہ ان کی توحید بھی تبھی بیان ہو سکتی ہے کہ شان رسالت میں تو ہیں جس قدر زیادہ ہوگی اتنی ہی ان کی توحید پختہ و مکمل ہوگی ذرا دل پہ ہاتھ رکھ کر ایمان سے بتاؤ کہ یہ وہی توحید نہیں ہے جس نے ابلیس کو مردود بنایا تھا؟ پھر آپ کس طرح محبوب بن سکتے ہیں؟ جبکہ ہمارے ہاں دین صرف حمد خدا کا نام نہیں ساتھ نعتِ مصطفیٰ بھی ضروری ہے۔ ایک ہی شعر دیکھئے کہ اس کے پہلے مصرعہ میں حمد خدا ہے تو دوسرے میں عظمتِ مصطفیٰ ﷺ ہے اور یہ

شعر ہے ہمارے مجدد اعظم و اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے ایک خلیفہ کا جن کا نام نامی اسم گرامی ہے صوفی محمد جمیل الرحمن خان رضوی علیہ الرحمۃ

حمد ہے اس ذات کو جس نے مسلمان کر دیا عشق سلطان جہاں سینے میں پنہاں کر دیا
یہ ہیں حقیقی و اصلی سنی، یہی ناجی جماعت ہے جو کہ ما انا علیہ و اصحابی کا مصداق کامل، مکمل اور اکمل ہے اور اسی جماعت میں تمام اولیاء عظام ہوئے ہیں جو کہ اس جماعت کے حق پر ہونے کی دلیل ہے اس لئے اس جماعت کے لوگ بلا جھجک کہتے ہیں۔

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

الاسماء الحسنی فی حدیث المصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث پاک جو اس سے پہلے گزر چکی ہے ابتدائی الفاظ کے فرق کے ساتھ امام ترمذی نے بھی انہی الفاظ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام لکھے ہیں۔ اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ نے کتاب اسماء اللہ کی دوسری فصل کی پہلی حدیث کے طور پر لکھا ہے اور امام بیہقی نے الدعوات الکبیر کے اندر بھی یہ حدیث درج کی ہے۔ یاد رہے کہ اس حدیث میں بہت سے مشہور نام نہیں آئے جیسے قدیم، غافر، وتر، شدید، کافی، رب اکرم، اعلیٰ، اکرم الاکرمین، ذوالعرش المجید، فعال لما یرید، مالک یوم الدین، رفیع الدرجات، ذوالقوۃ التین، ذوالعرش، احسن الخالقین وغیرہ حالانکہ ان میں سے کئی ناموں کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے کل نام یہ نہیں ہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا پھر اس حدیث میں جن ناموں کا ذکر ہے ان میں سے اکثر و بیشتر قرآن پاک میں مذکور ہیں۔ صرف چند نام ایسے ہیں جو بعینہ تو قرآن پاک میں نہیں لیکن ان کی اصل (مادہ) جن سے یہ نام نکلے ہیں وہ قرآن پاک میں ہے مثلاً المنتقم کا لفظ قرآن میں نہیں لیکن ذوالانتقام قرآن میں آیا ہے اور آیا بھی اللہ ہی کے لئے ہے۔ واللہ عزیز ذوالانتقام (المائدہ: ۹۵) اور اس کے بالکل وہی معنی ہیں جو کہ منتقم کے ہیں یعنی انتقام (بدلہ) لینے والا۔ ہاں جتنے نام اس حدیث میں نہیں اور قرآن پاک میں یا دیگر احادیث میں آئے ہیں وہ سب اس آیت کریمہ کا مصداق ہیں۔ واللہ الاسماء الحسنی فادعوه بها (اور اللہ تعالیٰ کے تمام نام ہی اچھے ہیں۔) (یا اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام۔ کنز الایمان) پس اس کو اس کے بابرکت ناموں کے ساتھ پکارو۔ (الاعراف: ۱۸۰)

اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ ایک پروردگار کی عبادت کرتے ہیں پھر وہ اللہ اور الرحمن دو کو کیوں پکارتے ہیں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس جاہل کم عقل کو بنا دیا گیا کہ معبود تو ایک ہی ہے اگرچہ نام اس کے بہت ہیں۔ (اس طرح کا شان نزول سورۃ البہق کی آیت نمبر ۱۰۹۔ قل ادعوا اللہ او ادعوا السرحمن ط ایما تدعوا فله الاسماء الحسنی۔ کا بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک رات حضور علیہ السلام نے طویل سجدہ کیا اور سجدے میں یا اللہ یا الرحمن پکارتے رہے تو ابو جہل نے سن کر کہا کہ ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور خود دو کو پکارتے ہیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ سورۃ اعراف۔ کی آیت کے اگلے حصہ میں فرمایا گیا: وفردوا

الذین یلحدون فی اسمائہ ۵ اور ان کو چھوڑ دو جو اس (اللہ تعالیٰ) کے ناموں (کے بارے) میں حق سے نکلتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اللہ کے ناموں کو بگاڑ کر غیروں پہ ان کا اطلاق کرتے ہیں جیسے الکالات پہ، عزیز کا عزیزی پہ اور منان کا منات پہ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے نام مقرر کرنا جو قرآن و حدیث میں نہیں آئے مثلاً اس کو نخی یا رفیق کہنا یا یہ کہ حسن ادب کی رعایت نہ کرنا مثلاً یہ کہ فقط ضار، مانع، یا خالق القردة کا وظیفہ کرنا بلکہ یوں ہونا چاہئے کہ دوسرے اسماء کے ساتھ ملا کر کہا جائے یا ضار یا نافع یا معطی یا مانع یا خالق المخلوق، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی ایسا نام مقرر کرنا جس کے معنی فاسد ہوں جیسے رام یا پرمانا وغیرہ کہنا۔ اسی طرح وہ نام جن کے معانی نامعلوم ہیں ان کا اطلاق بھی اللہ تعالیٰ کی ذات پر نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہیں یا نہیں یہ نہیں جانا جا سکتا۔

حمد اس کی کیا کسی کی تاب ہے
مادح و ممدوح وہ خود آپ ہے
یاد تو اس کی کرے لیل و نہار
میرے ہنر کی منزل مقصود تیری ذات
میں دشت حمد و ثناء میں کھڑا ہوں کاسہ بہ دل
میرے سخن کا نکتہ آغاز تیرا نام
اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ بے حد و بے حساب ہیں

اس بارے میں ایک حدیث ملاحظہ ہو جس میں اس بحر ناپیدا کنار کی وسعت پر ایک عجیب پیرایہ میں لطیف اشارہ فرمایا گیا

”ابن مسعود کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا اگر کسی بندہ کو کوئی رنج و غم ہو اور وہ یہ (مندرجہ ذیل) دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے غم و رنج دور فرما دے گا اور غم کو خوشی سے بدل دے گا۔“

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ . نَاصِیْتِیْ بَیْدُكَ مَا ضِیْ فِیْ حُكْمِكَ عَدْلٌ فِیْ قَضَائِكَ
اَسْتَلْکَ بِکُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَکَ . سَمِیْتُ بِہِ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَهُ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ
اَوْ اسْتَاثَرْتُ بِہِ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَ تَجْعَلَ حُزْنِیْ
وَذَهَابُ هَمِّیْ وَ غَمِّیْ .

ترجمہ دعا یہ ہے: یا اللہ میں تیرا بندہ ہوں تیرے غلام کا بیٹا۔ تیری لونڈی کا جایا۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ تیرا حکم مجھ پر جاری ہے۔ تیرا فیصلہ میرے لئے عین انصاف ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے ہر ایک نام کے ذریعہ سے جو بھی تیرا نام ہے اور جس نام سے بھی تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا ہے یا جس نام کو تو نے اپنی کتاب میں اتارا ہے یا جو بھی نام تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے یا جو بھی نام تو نے اپنے خزانہ غیب میں محفوظ رکھا ہے کہ تو قرآن پاک کو میرے دل کی بہار میرے سینہ کا نور، میرا غم ربا (رنج و غم و درد کو دور کرنے والا) بنا دے۔

پیشی نے مجمع الزوائد میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو امام احمد اور ابو یعلیٰ اور بزار نے روایت کیا ہے۔ احمد و ابو یعلیٰ کے سب راوی (ابو سلمہ جہنی) کے سوار جال صحیح ہیں۔ ابو سلمہ کی توثیق ابن حبان نے کر دی ہے۔ ابو عوانہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور حدیث کی تصحیح کر دی ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ ۹۹ ناموں کا ذکر حدیث ترمذی میں صرف اس اعتبار سے ہے کہ اس قدر اسماء کا حفظ و احصاء داخلہ جنت کا سبب ہے۔

ہاں حدیث بالا پر مکرر غور کرو کہ ”انزلتہ فی کتابک“ میں جملہ کتب سماویہ بھی آ جاتی ہیں کیونکہ حدیث میں لفظ کتاب بطور جنس مستعمل ہوا ہے لہذا حدیث بالا ان اسماء کو بھی گھیر لیتی ہے جو عربی کے سوا کسی اور زبان میں کسی رسول دینی کو بتائے گئے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے: قل لو کان البحر مداد الکلمت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددًا (الکہف: ۱۰۹) فرمادیں کہ اگر سمندر میرے رب کی باتوں (شانوں) کیلئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں (شانیں) ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں۔

بہر حال مندرجہ بالا حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ناموں کی ترتیب یوں بیان فرمائی گئی ہے۔ فضیلت وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

هو الله الذي لا اله الا هو الرحمن الرحيم الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر الخالق البارئ المصور الغفار القهار الوهاب الرزاق الفتاح العليم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السميع البصير الحكم العدل اللطيف الخبير الحليم العظيم الغفور الشكور العلي الكبير الحفظ المقيت الحسيب الجليل الكريم الرقيب المجيب الواسع الحكيم الودود المجيد الباعث الشهيد الحق الوكيل القوي المتين الولي الحميد المحصي المبدئ المعيد المعيد المميت الحي القيوم الواحد الماجد الواحد الاحد الصمد القادر المقدر المقدم المؤخر الاول الاخر الظاهر الباطل الوالي المتعالي البر التواب المنتقم العفو الرؤف مالك الملك ذو الجلال و الاكرام المقسط الجامع الغني المغني المانع الضار النافع النور الهادي البديع الباقي الوارث الرشيد الصبور (مشکوٰۃ ص ۱۹۹)

ان شاء اللہ ان میں سے ایک ایک نام کا ماخذ قرآن پاک کی آیت سے اور اس کے فوائد و برکات بیان ہوں گے۔ یہاں پر حاشیہ مشکوٰۃ سے ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں جو اگرچہ اختصار کے ساتھ پہلے گزر چکا ہے۔ مگر یہاں ایک مثال کے ذریعے جواب دیا جا رہا ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

فان قلت ما وجه الحصر الاسماء في التسعة والتسعين والافعال والاضافات والسلوب اكثر من ذلك خلاصه سوال یہ ہے کہ اگر تو یہ کہے کہ کیا وجہ ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی کو ننانوے قرار دیا گیا ہے اگرچہ اس کے افعال،

اضافات و سلوب (اضافی صفات اور سلبی صفات) اس سے کہیں زیادہ ہیں۔

قلنا اسماء الله توقيفیه علی المذهب المختار و لعل التوقیف ورد بهذه الاسامی ہم نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ مختار مذہب کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ توقيفیه ہیں اور ہو سکتا ہے کہ توقيف (نص) انہی اسماء کے ساتھ خاص ہو۔ اس جواب پہ صاحب اشعۃ اللمعات تسلی نہ ہونے کی بنا پر فرماتے ہیں وهذا الجواب غیر مرضی لان التوقیف ورد باسمی سواها یہ جواب پسندیدہ نہیں ہے کیونکہ ان اسماء کے علاوہ پر بھی نصوص موجود ہیں۔ پھر تحقیقی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فالحق فی الجواب ان الحدیث الوارد فی الحصر یشتمل علی قضیة واحدة لا علی قضیتین
فینحصر اسماء الله تعالى فی هذا العدد باعتبار هذه الخاصة المذكورة وهی ان من احصاها
دخل الجنة .

جواب میں حق بات یہ ہے کہ ننانوے اسماء کے عدد والی حدیث ایک قضیہ کو شامل ہے نہ کہ دو کو، لہذا خاصہ مذکورہ یعنی جو ان اسماء کو یاد کر لے وہ جنت میں داخل ہو گیا، یہ فضیلت ننانوے اسماء کو حاصل ہے اور یہ انحصار اسی صورت کے ساتھ خاص ہے نہ کہ ہر دو صورتوں کے ساتھ پھر اس پہ ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

كالملك الذي له الف عبد مثلاً فيقول القائل ان للملك تسعا وتسعين عبدا من استظهر بهم لم
يقاومه الاعداء فيكون التخصيص لاجل حصول الاستظهار بهم

جس طرح مثلاً ایک بادشاہ کے ہزار غلام ہوں اور کوئی کہے کہ اس کے ننانوے غلام ایسے ہیں جن کے اوپر دشمن غالب نہیں آ سکتا تو یہ ننانوے کی تخصیص اس صفت کے ساتھ خاص ہوگی کہ وہ دشمن پہ غالب آتے ہیں نہ یہ کہ کل غلام ہی ننانوے ہیں۔

نام سب اچھے جتنے ہیں ذات خدا کے ہیں	اوصاف سب حمیدہ اس کبریا کے ہیں
انعام پانے والوں کی دکھلا دے رہ ہمیں	سکھلائے اس نے حرف یہ ہم کو دعا کے ہیں
الحمد سے والناس تک اس کا کلام ہے	اس کا کلام ہی تو بلوک الکلام ہے
باقی ہے زندہ تا ابد وہ ذات لا یزال	سب چھ فنا ہے بس اسے حاصل دوام ہے
حی و قیوم ذات اسی کی قدیم ہے	وہ خالق جہاں ہی خبیر و علیم ہے
اس کی نوازشات کا ہے سلسلہ دراز	ذات اس کی سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہے
سرچشمہ ہدایت ازلی ہے اس کی ذات	ہر جادہ کی منزل ہے وہ، منزل نما ہے وہ،
اس کا پتا نہ مل سکے عقل و شعور سے	ادراک کی حدوں سے وراء الراء ہے وہ
اللہ آسمانوں زمینوں کا نور ہے	کوئی بشر نہ اس کی حقیقت کو پا سکے
وسعت کہاں آفاق کی پہنائیوں میں ہے	مومن کا دل ہی ہے کہ وہ جس میں سما سکے

اللہ کے نام توفیقی ہونے کا معنی اور اس بارے میں مذاہب

پھر فرمایا: اعلم ان اسماء اللہ تعالیٰ توقیفہ بمعنی انه لا يجوز ان يطلق اسم مالم ياذن له الشرع وان كان الشرع قدورد باطلاق مايرادفه واليه ذهب الاشعري وقالت المعتزلة والقاضي ابوبكر الباقلاسي ان ذلك جائز بطريق النقل فما يجوز العقل اتصافه سبحانه به جاز التسمية به الا ما منع الشرع من ذلك او اشعر ينقص (احد الممعات حاشیہ مشکوٰۃ نمبر ۴۷ ص ۱۹۹ مختصراً)

اسماء الہیہ کے توفیقی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس نام کے اللہ تعالیٰ پر اطلاق کی شرع نے اجازت نہیں دی وہ اس پر نہ بولا جائے اگرچہ اس سے ملتا جلتا لفظ شریعت نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بولا ہے (مثلاً اللہ کو حکیم کہا جائے گا نہ کہ طبیب جیسا کہ گزر چکا) اس طرف اشعری گئے ہیں۔ معتزلہ اور قاضی ابوبکر باقلانی نے کہا: ”نقل کے طریق پر تو یہ جائز ہے ربی عقل تو جو بھی نام اللہ کے نمایان شان ہو وہ اس پر بولا جاسکتا ہے بشرطیکہ شریعت نے اس سے روکا نہ ہو یا اس سے اللہ تعالیٰ کی تنقیص نہ سمجھی جاتی ہو۔“

حمد بے حد ہے سزاوار احد ہیں احد میں نحو سب محدود حد
حمد ہے اس کو جو خود موجود ہے اور سوا اس کے جو ہے نابود ہے

اللہ تعالیٰ بے حد رحم فرمانے والا ہے

یہ اللہ تعالیٰ کے پہلے صفتی نام لفظ رحمٰن کا ترجمہ ہے جو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے پہلا نام مبارک ہے۔ رحمٰن رحمت سے مبالغہ کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے بہت زیادہ رحم فرمانے والا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ اسم مبارک کئی مرتبہ آیا ہے۔ ان میں سے ایک مقام یہ ہے واذا قيل لهم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن (الفرقان) اور جب ان (مشرکین) سے کہا جائے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے۔ رحمٰن کا انکار کرنے کے باوجود اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ رحمٰن کو جانتے ہی نہ تھے اور انکار انہوں نے از رہ عناد کیا کیونکہ لغت عرب سے واقفیت رکھنے والا خوب جانتا ہے کہ رحمٰن کا معنی ہے بہت زیادہ رحم فرمانے والا اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہو سکتی ہے (سورۃ الانبیاء: ۳۶) میں فرمایا: وهم يذکر الرحمن کافرون اور یہی تو وہ ہیں اور وہ (کفار) رحمٰن ہی کی یاد سے منکر ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ ہم رحمٰن کو جانتے ہی نہیں اس جہل و ضلال میں مبتلا ہونے کے باوجود آپ کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ہنسی کے قابل خود ان کا اپنا حال ہے۔ اس سورہ کی آیت نمبر ۴۲ میں فرمایا: قل من يكلوكم بالليل والنهار من الرحمن فرمادیتجئے دن رات رحمٰن (کے عذاب) سے تمہاری نگہبانی کون کرتا ہے بل ہم عن ذکر ربهم معرضون بلکہ وہ اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرتے ہیں۔ یعنی جب ان کا حال یہ ہے تو پھر انہیں عذاب الہی کا کیا خوف اور اپنی حفاظت کرنے والے کو کیا پہچانیں۔

ہے یہی توحید و تحمید و ثنا اپنی ہستی کو کرے اس میں ثنا
ہے یہی تعظیم و حمد کردگار روبرو اس کے ہو تو بس خوار و زار

رحمن کے خاص بندے

قرآن کے سیپاروں میں وہ بول رہا ہے
آئے نہ کوئی اس کے خزانوں میں کمی بھی
وہ بارِ امانت جسے انساں نے اٹھایا
مولا نے دیئے مجھ کو عطاؤں کے وہ سکے
اعمال کی توفیق بھی خود دیتا ہے مولا
کرتا ہے کمی پوری وہی اپنے کرم سے
منزل ہے وہی عقبی سرائے سے جہاں کی
تحمید کا حق کیسے ادا ہو کہ زباں میں
ایماں نہیں ملتا زروماں کے بدلے

کیا خوب سماعت میں وہ رس گھول رہا ہے
ہر چند وہ نایاب گہر رول رہا ہے
ہے اتنا گراں، کوہ کا دل ڈول رہا ہے
لبریز مرا جن سے یہ کشکول رہا ہے
اور آپ ہی میزاں پر انہیں تول رہا ہے
طاعت میں اگر کوئی کہیں جھول رہا ہے
ہر رہو جاں جانے کو پرتول رہا ہے
لکنت ہے، قلم لکھتے ہوئے ڈول رہا ہے
نیر یہ بہا اپنی مین انمول رہا ہے

(ضیائیز)

سورۃ فرقان آیت نمبر ۶۳ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کا ذکر فرمایا تو یوں فرمایا: وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پہ آہستہ چلتے ہیں یعنی اطمینان وقار کے ساتھ متواضعانہ شان سے نہ کہ متکبرانہ طریقہ پر جوتے کھٹکھاتے، پاؤں کو زمین پہ زور سے مارتے اور اتراتے ہوئے کیونکہ اس طرح چلنا متکبرین کا طریقہ ہے جو کہ شریعت میں ممنوع ہے۔ اس کے بعد اسی آیت میں اور بعد والی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان خاص بندوں کی کئی صفات کو بیان فرمایا۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ اتنی شان والا ہو کر اپنے بندوں کی تعریف فرماتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی تعریف اچھی لگتی ہے۔ لہذا اللہ کے بندوں کے دن منانا، ان کی یاد میں محافل کرنا، ان کے نعرے لگا کر ان کے چہ چے کرنا منشاء ایزدی ہے اور ان کے ذکر سے چڑھنا اور مخالفت کرنا حزب الشیطان کا کام ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حکماً فرمایا: واذکر فی الكتاب مریم۔ واذکر فی الكتاب ابراہیم۔ واذکر فی الكتاب موسیٰ، واذکر فی الكتاب اسماعیل، واذکر فی الكتاب ادریس۔ (مریم) کیساتھ تعلق ہے کہ وہ خدا ہو کر اپنے بندوں کی تعریف فرماتا بھی ہے اور اس کا حکم بھی دیتا ہے اور ادھر بندہ اپنے خدا کی تعریف کرتے ہیں۔

ہے یہی تنزیہ، توصیف غفور وصف اوصاف خودی کر اپنی دور
ہے یہی تشریف و تکریم خدا حکم پر اس کے کرے جان کو فدا

اللہ کے بندوں کے نعرے لگانا قرآن میں لکھا ہے

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے دنیا میں اپنے مولیٰ کو اس قدر راضی کر چکے ہوتے ہیں کہ ان کے وصال کے بعد ان کی قبریں مزارات کہلاتی ہیں کہ دنیا ہر وقت ان کی زیارت کرتی رہتی ہے اور اہل محبت ان کی بارگاہوں میں باادب حاضری دیکر اپنے مولیٰ کو

خوش کرتے رہتے ہیں۔ حضرت پیر مہر علی شاہ تاجدار گولڑہ علیہ الرحمہ، پاکپتن شریف حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ کے مزار پر ہر سال حاضر ہوتے وہاں ایک نعرہ لگتا ہے۔ اللہ محمد چاریار۔ حاجی خواجہ قطب فرید۔ کسی منکر نے کہا یہ نعرہ کہاں لکھا ہوا ہے؟ پیر صاحب نے فرمایا قرآن میں لکھا ہوا ہے۔ اس نے کہا میں نے کئی بار قرآن پڑھا ہے مجھے تو نظر نہیں آیا۔ فرمایا محبوبانِ خدا کے تعصب کی پٹی آنکھوں سے اتار کر قرآن پڑھ تجھے خود ہی نظر آ جائے گا اس نے کہا آپ بتا دیں کہاں لکھا ہے؟ فرمایا: فاذا کرونی اذکرکم۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ منکر نے کہا: اس میں نعرہ کہاں ہے؟ فرمایا اللہ کے ان پاکباز بندوں نے اپنی زندگی میں اپنے رب کو یاد کیا اور رب کے نعرے لگاتے رہے۔ اب خدا اپنی مخلوق کے ذریعے ان کے نعرے لگوار ہا ہے۔ اس نے کہا یہ خدا تو ان کا ذکر نہیں کر رہا بندے کر رہے ہیں جبکہ قرآن میں ہے اذکرکم میں تمہیں یاد کر رہا ہوں گا۔ فرمایا دراصل بندوں کا یاد کرنا خدا ہی کا یاد کرنا ہے جیسا کہ قرآن پاک کی حفاظت کے سلسلہ میں فرمایا: انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ ہم نے ہی ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں حالانکہ حفاظ و قراء و علماء کے ذریعے قرآن کی حفاظت ہو رہی ہے جس طرح ان کی حفاظت کو اپنی حفاظت قرار دیا۔ اس طرح بندوں کا نعرے لگانا اذکرکم ہی کا مصداق ہے۔ جب بندوں کی شان یہ ہے تو رب کی شان کیا ہوگی؟

ہے یہی تسبیح و تحلیل تمام محو کر تو دوسرے کا دل سے نام
قول پیغمبر ہے لا اھسی ثا کر سکے پھر اور کون اس کی ثا

عباد الرحمن اور رحمن العباد

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنی مخلوق میں سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو پسند فرمایا پس وہ اس کی ملاقات کے مشتاق ہیں۔ اس کی محبت ان کے دلوں میں محفوظ ہے۔ ان کے چہرے تیرے سامنے ان کے دلوں کے انوار ظاہر کریں گے۔ وہ اللہ عزوجل کے نور جمال سے معرفت حاصل کرتے ہیں۔ ان کی سانسوں کی کستوری سے پوری کائنات معطر ہے۔ وہ گوشہ نشینی کے خیموں میں رہائش پذیر ہیں۔ سحری کی میٹھی ہوا ان کی خوشبو کو اٹھالے جاتی ہے اور تمام مخلوق اس معطر ہوا میں سانس لیتی ہے۔ اگر بادشاہ ان کی مئے عشق کا ایک قطرہ چکھ لیں تو دنیا کو ٹھکرا دیں۔ جب وہ اپنی نفسی آواز میں رب کریم عزوجل کا کلام پڑھتے ہیں تو تو انہیں بیدار، مدہوش اور غائب و حاضر کی طرح پائے گا۔ جب ان کا عشق جوش مارتا ہے تو وہ پہاڑوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اگر تو ان میں سے کسی کو دیکھے گا تو دیوانہ سمجھے گا بلاشبہ وہ اپنے مولیٰ عزوجل کی محبت میں گرویدہ ہیں۔ پس پہاڑ زمین کی میخیں اور وہ پہاڑوں کی میخیں ہیں۔ اگر وہ نہ ہوں تو لوگوں کی نافرمانیوں کی وجہ سے زمین ہلنے لگے اور اللہ عزوجل نے زمین کو ان سے خالی نہیں رکھا اور نہ ہی نیک لوگ ہم سے الگ ہوتے ہیں۔ پہاڑ ان پر سلامتی بھیجتے ہیں۔ وحشی جانور ان سے مانوس ہوتے ہیں۔ چوپائے ان سے برکت حاصل کرتے ہیں، درخت ان کا قرب پاتے ہیں۔ نسیم سحران سے ملاقات کرتی ہے۔ ان کی سانسین شیاطین کو جلا دیتی ہیں۔ شیطان ان کی جدہ گاہوں کی طرف نہیں جاتا اور نہ ہی ان کے قریب جاتا ہے۔ اہل دنیا انہیں دنیا کے خزانے پیش کرتے ہیں مگر وہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ جن پہاڑوں پر ان کے قدم پڑتے ہیں وہ دیگر پہاڑوں پر فخر

کرتے ہیں۔ ان کے قدموں کی خاک آنکھوں کا سرمہ ہے۔

جب فرشتے ان کے اعمال نامے لے کر آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں تو ان کی خوشبو سے آسمان معطر ہو جاتے ہیں۔ فرشتے ان کو دیکھ کر متعجب ہوتے ہیں اور ان کے ارارِ معرفت پر مقرب فرشتے اور خاص انسان بھی آگاہ نہیں ہوتے۔ اللہ عزوجل ان سے ارشاد فرماتا ہے: ”تمہارے پاس میری محبت کے سوا کچھ نہیں، میں خبیب ہوں اور تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔“ جب وہ دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو اہل دنیا ان کی جدائی پر غمگین ہوتے ہیں لیکن جنت ان کے اشتیاق میں اللہ عزوجل سے عرض کرتی ہے: ”تیرے محبوب بندے کب مجھ میں جلوہ افروز ہوں گے۔“ وہ جنت کے محلات میں رہیں گے۔ اس کے برتنوں میں مشروب پئیں گے۔ اس کی حوروں سے نفع حاصل کریں گے۔ اس کے باغات میں سیر کریں گے۔ اس کے بالا خانوں میں رہیں گے۔ عمدہ قسم کی سواریوں پر سوار ہوں گے اور اللہ عزوجل کے کلام کو سنیں گے اور اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے جبکہ ہماری حالت یہ ہے کہ

سن کے نام حشر کا تھرائے جاتے ہیں	اعمال اپنے دیکھ کے گھبرائے جاتے ہیں
محبوب کبریا ہمیں بخشائے جاتے ہیں	ہم اپنے فعل زشت سے گھبرائے جاتے ہیں
مرقد میں سوز دل سے پکارا جو یا رسول	منکر نکیر بولے وہ خود آئے جاتے ہیں
چھوٹا مدینہ بخت زبوں لایا ہند میں	لوہم میں پھر نشان جنوا پائے جاتے ہیں
گزریں گے جب فراق کے دن وصل میں مدام	اے اثرنی تجھے یہی سمجھائے جاتے ہیں

(حضرت شاہ علی حسین اثرنی میاں۔ کچھ چھ شریف، انڈیا)

زچمن کے بندوں کی دیگر شانیں

واذا مخاطبہم الجاہلون قالوا سلما اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو وہ (عباد الرحمن) کہتے ہیں بس سلام۔ یہ سلام متارکت ہے یعنی جاہلوں کے ساتھ جھگڑا کرنے سے اعراض کرتے ہیں یا یہ معنی ہے کہ ایسی بات کہتے ہیں جو درست ہو اور اس میں ایذا اور گناہ سے سلامت رہیں۔ حضرت حسن بھری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ تو ان بندوں کے دن کا حال ہے اور ان کی رات کا بیاں آگے آتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ان کی مجلسی زندگی اور مخلوق کے ساتھ معاملہ ایسا پاکیزہ ہے اور ان کی خلوت کی زندگی اور حق کے ساتھ رابطہ یہ ہے جو آگے بیان ہو رہا ہے۔ والذین یسیتون لربہم سجداً و قیاماً اور وہ رات گزارتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں یعنی نماز اور عبادت میں شب بیداری کرتے ہیں اور رات اپنے رب کی عبادت میں گزارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے تھوڑی عبادت والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس کسی نے بعد نماز عشاء دو رکعت یا زیادہ نفل پڑھے وہ شب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے۔ مسلم شریف میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی تو اس نے نصف شب کے قیام کا ثواب پایا اور جس نے فجر بھی باجماعت ادا کی تو وہ تمام شب کی عبادت کرنے والے کی مثل ہے۔ سورہ فرقان کے اس آخری رکوع میں عباد الرحمن کی شانوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ یہ سورہ

فرقان کی تیرہویں آیت تھی اس سے اگلی آیت میں رحمان کے بندوں کا خوفِ خدا بیان ہو رہا ہے۔

وہی لوگ لائقِ رشک ہیں جو یہ کام خیر سے کر گئے
جو نگاہِ لطف و کرم ہوئی سبھی گردِ روح کی چھٹ گئی
دیا لطفِ خوبِ صیام نے مجھے یوں نوازا قیام نے
ہے صدا کلامِ قدیم کی کہ چھڑا ہے نغمہ داؤدی
وہ قسمِ خدا کی شہید ہیں وہ قریبِ ربِّ مجید ہیں
ہے خدا کا حکمِ ادب سے آواہاں سر جھکا کے تورہ کھڑا
جو ہیں جان و دل سے محمدی وہی اولیاء ہیں مجددی

خوفِ خدا اور عباد الرحمن

والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم ان عذابہا کان غراما۔ انہا ساءت مستقرا و مقاما (۶۵-۶۶) اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب بیشک اس کا عذاب گلے کا غل ہے یعنی لازم، جدا نہ ہونے والا بے شک وہ بہت بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ شب بیداریوں اور عبادت گزاروں کے باوجود ہر وقت اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اس سے وہ نام نہاد پیرانِ طریقت عبرت حاصل کریں جو کچھ بھی نہیں کرتے بلکہ کچھ نہ کچھ کرنے والوں کو بھی روکتے ہیں اور پھر خوفِ خدا نام کی کوئی شے ان کے اندر ہے ہی نہیں۔ خدا تعالیٰ ایسے شیطانِ صفت لوگوں سے ہمیں اپنے ایمانوں کو بچانے کی توفیق دے جو کہ اپنی شیطانی حرکات سے مسلکِ حقہ کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ابھی کل ہی ایک شخص مجھے بتا رہا تھا کہ میانی صاحبِ قبرستان میں کوئی عرس تھا تو وہاں سونے والی سرکار آئے ہوئے تھے اور ان کو سونے والی سرکار اس لئے کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کی ہر انگلی میں سونے کی انگوٹھی، بازوؤں پہ سونے کے کڑے، گلے میں سونے کا لاکٹ پہن رکھا تھا۔ دس ہزار روپے کی سو سو روپے کے نوٹوں والی کاپی نکالتے اور درمیان سے کھول کر ادھر ادھر اور آدھے ادھر پھینک دیتے۔ نمازِ عشاء کی اذان ہوئی تو کہنے لگا جاؤ جس نے نماز پڑھنی ہے وہ جا کر پڑھے۔ ہماری یہی (قوالی) نماز ہے اور پھر قوالوں سے کہا: کوئی کفریہ کلام پڑھو۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

کارِ شیطان می کند نامش ولی گرولی این است لعنت برولی

ایک اور سرکار ہیں جو کہ سوکھ سوکھ کر رکوع میں پہنچ چکے ہیں لیکن قوالی کی مجلس میں ضرور تشریف لاتے ہیں دو مریدوں نے ان کی لٹیں اٹھا رکھی ہیں اور دونے ان کے بازو پکڑ رکھے ہیں اور سہارا دیکر سٹیج پر لا رہے ہیں اور وہ آتے ہیں خود بھی ناچنا شروع کر دیتے ہیں اور مرد و زن جو کہ اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں ان کو یوں فرماتے ہیں جو نہ ناچے اس کی ماں کی ایسی کی تہیسی۔ استغفر اللہ ان سرکار کی سی ڈی بھی تیار ہو چکی ہے جو کہ بازار سے عام ملتی ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً آج کل کے اولیاء سے

موت آنے تک اپنے رب کی عبادت کر

چند ہی دن پہلے کی بات ہے کہ دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ایک ہوٹل میں اسی طرح کے ایک نام نہاد پیر صاحب ٹھہرے ہوئے تھے جو اپنے مریدوں کو قائم کرنے اور ان کی تعداد بڑھانے کے لیے اپنے آپ کو داتا صاحب کا براہ راست مرید کہتے ہیں اور کہ ہر جمعرات کو آتے ہیں اور جمعہ کی شام تک ٹھہرتے ہیں اور پورے ہفتے کا خرچہ بنا کر واپس چلے جاتے ہیں۔ موصوف کے پاس مجھے اپنے ایک مہربان کے ساتھ جانا پڑ گیا جو کہ پورا ڈیڑھ گھنٹہ اپنی فضیلتیں سناتے رہے۔ کبھی کشف الحجب کا حوالہ کبھی قرآنی آیت اور کبھی حدیث پاک کی بات کرتے اور یوں عصر کی نماز ضائع کر دی اور مغرب کی اذان ہونے لگی۔ الحمد للہ میں نے عصر کی نماز ادا کی جو کہ ان پر بڑی گراں گزری۔ باتیں کرتے ہوئے بار بار مجھے کہتے حضرت ادھر دیکھیں بہت اہم بات ہے جبکہ میں کوئی توجہ نہ کرتا۔ بالآخر تین مرتبہ کہنے کے بعد انہیں میری طرف سے مایوسی کے سوا کچھ نہ ملا۔ جب مغرب کی اذان کا وقت ہوا تو میں نماز کے لئے جانے لگا تو مجھے فرمانے لگے آپ نے کوئی بات نہیں کی میں نے کہا: میں جب بزرگوں کے پاس آتا ہوں تو فقط باتیں سننے پر ہی اکتفا کرتا ہوں لیکن آپ نے فرمایا ہے تو ایک بات عرض کر دیتا ہوں اور یہ میری بات نہیں کہ آپ کہیں مولوی جب بھی بات کرتا ہے جلی بھنی ہی کرتا ہے بلکہ یہ محبوب خدا کی بات ہے جن کا بار بار آپ نام لے رہے تھے اور داتا صاحب کے نانا جان کی بات ہے جن کا اپنے آپ کو آپ مرید بتا رہے ہیں اور بات یہ ہے کہ ایک جنگ میں مصروفیت کی وجہ سے جب حضور علیہ السلام کی عصر کی نماز رہ گئی تو آپ نے فرمایا خدا ان یہودیوں کی قبروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں صلوٰۃ الوسطیٰ نہیں ادا کرنے دی اور آنجناب نے باتوں ہی باتوں میں صلوٰۃ الوسطیٰ ضائع فرمادی ہے۔ کہنے لگے بہت نمازیں پڑھی ہیں، میں چھوٹا سا تھا کہ والد صاحب کے ساتھ نماز پڑھنے جایا کرتا وہ سجدہ کرتے تو میں ان کو دیکھتا رہتا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: **واعبد ربك حتى ياتيك اليقين**۔ اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ تیری موت آجائے اور حضور علیہ السلام تو اپنی ظاہری حیات کے آخری ایام میں دو بندوں کا سہارا لے کر بھی باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے مسجد کی طرف تشریف لے جاتے رہے۔ کہنے لگے آج کل میں چھپ کر نماز پڑھتا ہوں۔ میں نے کہا حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو فرمایا: **صلوا کما رایتونی** اصلی ایسے نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتا ہوا دیکھ رہے ہو۔ معلوم ہوا کہ ہمارے آقا علیہ السلام چھپ کر نہیں بلکہ دکھا کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ بولے میں آج کل معذور ہوں ایک ٹانگ کام نہیں کرتی اس لئے۔ میں نے عرض کیا: میانوالی سے لاہور تک تو ہر جمعرات جمعہ کو ٹانگ کام کر لیتی ہے (اور آپ کی جیبیں بھر دیتی ہے تو نماز پڑھتے ہوئے کام نہیں کرتی اس لئے کہ نماز پڑھنے سے نوٹ نہیں ملتے) اگر آپ مسجد میں نہیں جاسکتے تو یہیں پڑھ لیں نماز کرنی تو نہیں پڑھنی ہے اور اس طرح زبان سے پڑھنی ہے جس طرح آپ ڈیڑھ گھنٹے سے گفتگو کر رہے ہیں۔ اس کو پتہ چل گیا کہ مولوی بندہ ہے ہر بات کا نقد و نقد جواب دے رہا ہے کہنے لگا اچھا اس موضوع پر پھر بات کریں گے آپ کی نماز جا رہی ہے۔ موصوف تیس سال تک کالج کے پروفیسر رہے ہیں اور آج کل یہ دھندا شروع کر رکھا ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً آج کل کے اولیاء سے

صرف خالق کی رضا کی جستجو کرتے رہو

سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جو حمد کی مستحق ہے، اپنی کبریائی میں واحد ہے، اس کا نہ کوئی ہم پلہ ہے اور نہ ہی اس کی کوئی حد ہے، بلند ہے، قوی ہے، مددگار ہے، حمید ہے، غنی ہے، غنی کرنے والا ہے، پیدا کرنے اور لوٹانے والا ہے، ایسا عطا کرنے والا ہے جس کی عطا کبھی فنا اور ختم ہونے والی نہیں، ایسا روکنے والا ہے کہ جس سے وہ روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور اپنے ارادے میں کسی کا محتاج نہیں، مخلوق کو پیدا کر کے احسن طریقے سے راہِ راست پر چلانے والا ہے اور اس نے مخلوق کی صورتوں کو اچھا بنایا اور ان کو جنت میں نعمتوں اور ہمیشہ رہنے کی خوشخبری دی اور عبرت والی آنکھوں سے نوازا اور عذاب نارا اور وعید سے ڈرایا اور شکر کو لازم کیا اور اس نے ان کے لئے اپنے مزید فضل کے خزانے کا ذمہ لیا اور ان پر موت کو مسلط کیا پس کوئی بھی اس سے بری الذمہ نہیں، کتنے ہی لوگوں کو موت نے اپنے دوستوں کی جدائی میں رلایا؟ کتنوں کو نومولود چھوڑا اور ان سب کو گریہ و زاری میں مشغول کر دیا، حالانکہ اللہ عز و جل نے کسی کو غمزدہ پیدا کیا، نہ غمزدہ لوٹائے گا۔ موت کے سبب مضبوط عمارتیں برباد ہو گئیں اور موت نے فنا کے سبب اس گھر کے رہنے والوں پر حکومت کی اور روحوں کے پرندے اپنے گھونسلوں سے اڑ گئے اور ان کی عیش زندگی کو تنگی میں بدل دیا تو اب بے آب و گیاہ زمین میں بادشاہوں، غلاموں، غنیوں اور محتاجوں کی قبریں ایک جیسی ہیں۔

پاک ہے وہ ذات! جس نے موت کے ذریعے مغروروں میں سے ہر ایک کو مسلسل ذلیل کیا اور موت کے ذریعے بڑے بڑے بہادر بادشاہوں کو شکست دی اور ان کو وسیع محلات سے اٹھا کر اندھیری قبروں میں پہنچا دیا اور ان کی لمبی لمبی امیدوں کو کاٹ کر رکھ دیا، موت نے ان کے آباؤ اجداد کو پکڑ لیا اور بچوں کو جھولوں سے اٹھا کر قبروں کو ان کا گھر بنا دیا اور چہروں کو خاک میں ملا کر رکھ دیا، موت چھوٹے بڑے، امیر فقیر، حاکم محکوم اور باپ اولاد سب کے لئے برابر ہے اور اس نے مردوں عورتوں سب کو فنا کر دیا اور اب قیامت تک ان کی یاد باقی ہے۔

کیا غافل انسان ان کی ہلاکت و بربادی سے عبرت حاصل نہیں کرے گا؟ حالانکہ موت نے ان سب کو فنا اور ان کی جمعیت کو تتر بتر کر دیا۔ انسان کیسے دھوکے میں رہتا ہے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ عز و جل ظالم کو مہلت دیتا ہے مگر جب وہ گرفت فرماتا ہے تو کوئی اس سے نہیں بچا سکتا۔ کیا لوگ یہ بات نہیں جانتے کہ ان کی جانیں موت سے محفوظ نہیں۔ (جیسا کہ فرمانِ الہی عز و جل ہے:)

وَكَذَلِكَ اخذ ربك اذا اخذ القرى وهي ظالمة ط ان اخذه اليم شديد O (پ: ۱۲، سورہ: ۱۰۲)

ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک بڑی (سخت) ہے۔ لہذا

صرف خالق کی رضا کی جستجو کرتے رہو	یعنی ہر لمحہ خدا کی گفتگو کرتے رہو
ہو گیا راضی اگر رب پھر تو راضی سب کے سب	بس تو پھر حق کی رضا کی آرزو کرتے رہو
دونوں عالم میں فلاح درکار ہے اگر آپ کو	مرضی رب پر عمل بس ہو بہو کرتے رہو
دامن امید چاک ہونے نہ پائے دوستو	اور اگر ہو جائے تو اس کو رفو کرتے رہو
کاسہ دل میں مئے عشق الہی چاہیے	اس لئے متروک ہر جام و صبو کرتے رہو

یاد حق سرمایہ ایمان ہے ایقان ہے رات دن اللہ ہو اللہ ہو کرتے رہو
عابد اس کی شان ہر شے سے عیاں ہے چار سو اپنے احساس آشنائے رنگ و بو کرتے رہو

(عابد برہانپوری)

آیات قرآن اور شانِ عباد الرحمن

اگلی آیات کے ترجمہ پہ اکتفا کیا جاتا ہے اور وہ یہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں (حالتوں) کے بیچ اعتدال پر رہیں (۶۷) اور وہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پوجیں اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی اور اس کا خون مباح نہ کیا (جیسے مومن و معابد) ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔ (۶۸) بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن (یعنی شرک و معاصی کا عذاب) اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (مسلم شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو حاضر کیا جائے گا فرشتے بحکم الہی اس کے صغیرہ گناہ ایک ایک کر کے اس کو یاد دلاتے جائیں گے وہ اقرار کرتا جائے گا اور اپنے بڑے گناہوں کے پیش ہونے سے ڈرتا ہوگا اس کے بعد کہا جائے گا ہر ایک بدی کے عوض تجھ کو نیکی دی گئی یہ بیان فرماتے ہوئے حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی پر خوشی ہوئی اور چہرہ اقدس پر تبسم کے آثار نمایاں ہوئے)

اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسا چاہیے تھا (۷۱) اور (رحمن کے بندے وہ ہیں) جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے (اور جھوٹوں سے علیحدہ رہتے ہیں) اور جب بے ہودہ پہ گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھال کر گزر جاتے ہیں (یعنی اپنے آپ کو باطل سے ملوث نہیں ہونے دیتے اور ایسی مجالس سے اعراض کرتے ہیں) (۷۲) اور (عباد الرحمن) وہ ہیں کہ جب انہیں اللہ کی آیات یاد دلائی جاتی ہیں تو ان پر (بہ طریق تغافل) بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے (۷۳) کہ نہ سوچیں نہ سمجھیں بلکہ گوش ہوش سنتے ہیں اور پچشم بصیرت دیکھتے ہیں اور اس نصیحت سے پند پذیر ہوتے ہیں نفع اٹھاتے ہیں۔

اور جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک۔ (یعنی ان کو پرہیز گار بنا کر ہماری آنکھوں کو ٹھنڈا فرما) اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔ (۷۴) (یعنی ہمیں ایسا عابد و خدا پرست بنا کر ہم پرہیز گاروں کی پیشوائی کے قابل ہو جائیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ آدمی کو دینی پیشوائی اور سرداری کی رغبت و طلب چاہیے۔ اب اس کے بعد عباد الرحمن کی جزا کا ذکر ہوتا ہے) ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا۔ بدلہ ان کے صبر کا اور بحرے اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی (۷۵) یعنی ملائکہ یا اللہ تعالیٰ ان کی طرف سلام بھیجے گا۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ ہے۔ (۷۶)

جتنی موجودات و مخلوقات ہے سب اسی کی حمد میں دن رات ہے
دیکھتا ہے جن کو تو بے گوش و لب ظاہر و باطن کریں ہیں حمد رب

شراب معرفت کا چاہیے اک جامِ اے اللہ عزوجل

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنی پختہ وحدانیت کے ثبوت پر ظاہری و باطنی موجودات کے دلائل کے ساتھ اپنی قدرت کاملہ کو دلیل بنایا اور کائنات میں ہونے والی تبدیلیوں میں غور و فکر کرنے والے انسان کے لئے پر حکمت دلائل اور مختلف اشیاء کے ایجاد و اختراع کو منہ بولتا ثبوت بنایا۔ قضاء کے قاصد نے تقدیر کے قلم سے تیزی سے گزرنے والے موجودات پر لکھ دیا ہے کہ ان کے اسرار و رموز کو سوائے ارواحِ طیبہ کی زبان کے کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ عقل مندوں کی آنکھوں کے لئے فہم و ادراک کے ستارے جگمگائے تو انہوں نے قرآن حکیم میں جبار و قہار کے عجائب و غرائب کا مشاہدہ کیا۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

”منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرة“ (پ ۴، آل عمران: ۱۵۲) ”تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا۔“

اللہ عزوجل نے عقل کو عجز کے نشے سے مدہوش کیا اور اس کے لئے حرکات و سکنات کی بساط پر پردہ غیب کے پیچھے سے خیالات کے ایسے خاکے ظاہر کئے جن کا باطن مغلوب اور ظاہر غالب ہے، پھر فکر کی زمین پر عقل کے پیروکار کو کھلا چھوڑ دیا تاکہ وہ ادراک کے شہر تک پہنچ جائے۔ لیکن اچانک تقدیر کے گھوڑے نے اس پر چڑھائی کر دی اور اس کو اس حد پر روک دیا جہاں تک عقل کی رسائی ہے، تو اس پیروکار نے جان لیا کہ اس کے ظاہری ذرائع حقیقت کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے عقل کو رفعت عطا فرمائی، آنکھوں کو بصارت سے نوازا اور انسان نے مراتبِ افلاک میں فرشتوں کے درجات کا مشاہدہ کیا تو وہ ہیبت الہی عزوجل سے سر بسجود ہو گیا اور عظمت الہی عزوجل دیکھ کر کھڑا ہو گیا، قدرت کے ساتھ قائم ہو گیا، محبت میں دیوانہ ہو گیا اور احکامِ خداوندی کی بجا آوری کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔

اللہ عزوجل نے مخلوق کو آئینہ عبرت دکھایا پس کائنات کی صورتیں عدم سے وجود میں آگئیں، تاکہ انسان اپنی کوتاہیوں پر نادم ہو، اس سے باہم متضاد و مخالف طبیعتوں کے ذریعے دلائل قائم کرنے سے تخلیق خداوندی کے راز ظاہر ہو گئے پس ہم نے مشاہدہ کیا کہ حیوان میں حرارت و برودت کو یوں جمع کیا گیا ہے کہ حرارت ٹھنڈک سے نہیں بچاتی اور ٹھنڈک حرارت سے نہیں بچاتی۔ اللہ قدیر عزوجل کی قدرت مقدورات میں بالکل ظاہر و باہر ہے۔ ایک ہی غذا کے اجزاء کی تقسیم کاری نے عقل والوں کو حیرت میں ڈال دیا کہ کس طرح ایک ہی غذا سے گرم طبیعت والے کو گرم اور ٹھنڈی طبیعت والے کو سرد غذا ملتی ہے اور ہر غذا اپنی مطلوبہ مقدار کے برابر ہی حاصل ہوتی ہے جبکہ پانی بھی ایک ہے اور غذا بھی ایک اور اس تقسیم میں مختلف راز ہیں جنہیں ہر نگاہ نہیں دیکھ سکتی، صرف اہل معرفت ہی جانتے ہیں۔

شراب معرفت کا چاہیے اک جام یا اللہ	بہت گھیرے ہوئی ہے گردشِ ایام یا اللہ
رہے ہر وقت و رولب تیرا ہی نام یا اللہ	سنور جائیں گے سب بگڑے ہمارے کام یا اللہ
تو ہی ستار ہے غفار ہے رحمان ہے مولا	انہی اسماء سے دل پا لیتا ہے آرام یا اللہ
ترے قہر و غضب سے بڑھ کے ہے یارب تیری رحمت	خطا کاروں پہ تیرا لطف بھی ہے عام یا اللہ

پیغمبر کی اطاعت اصل میں طاعت ہے اللہ کی یہ ہے قرآن میں اک دائمی پیغام یا اللہ
زمین و آسمان میں ہر طرف تیرے ہی جلوے ہیں تو پردے میں ہے لیکن حسن تیرا عام یا اللہ
تیری چوکھٹ سے اٹھ کر عابد خستہ کہاں جائے ازل سے ہے یہ تیرا بندہ بے دام یا اللہ

اور وہ جو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ تنگی

سورہ فرقان کی آیت نمبر ۶ کے ابتدائی حصے کے تحت حاشیہ خزائن العرفان علی ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
خان میں حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے ایک بڑا پیارا واقعہ لکھا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حضرت عمر بن
عبدالعزیز علیہ الرحمۃ سے اپنی بیٹی بیاتہ وقت خرچ کا حال دریافت کیا تو حضرت عمر نے فرمایا نیکی دو بدیوں کے درمیان ہے۔
(وکان بین ذلک قواما) اس سے مراد یہ تھی کہ خرچ میں اعتدال نیکی ہے اور وہ اسراف و اتقار کے درمیان ہے جو کہ دونوں بدیاں
ہیں اس سے عبدالملک نے پہچان لیا کہ وہ اس آیت کے مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مفسرین کا قول ہے کہ اس آیت میں جن
حضرات کا ذکر ہے وہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام ہیں جو نہ لذت و تنعم کے لئے کھاتے اور نہ خوبصورتی و زینت کے لئے پہنتے،
بھوک روکنا، ستر چھپانا، سردی گرمی کی تکلیف سے بچنا اتنا ہی ان کا مقصد تھا۔

یا الہی مجھ کو مجھ سے دور کر تاکہ دیکھوں تجھ سے تجھ کو اک نظر

دو جہاں سے کچھ نہیں مجھ کو طلب تجھ سے کرتا ہوں ولے تجھ کو طلب

اللہ تعالیٰ کے اس بابرکت نام کے سلسلہ میں آخری بات یہ ہے کہ جو شخص روزانہ ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ یا رحمن کا ورد کرے
گا۔ اس کے دل سے ہر قسم کی سختی اور غفلت دور ہوگی۔ ان شاء اللہ العزیز الرحمن

اللہ سے ہم اس کا کرم مانگ رہے ہیں

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو اپنے عظیم الشان ہونے اور ہمیشہ رہنے میں یکتا ہے، زوال و فنا سے پاک ہے، ماں
باپ اور اولاد سے منزہ ہے۔ عظمت و کبریائی کی چادر والا ہے، تمام اشیاء کو جاننے والا ہے، ابتداء و انتہا سے پاک ہے، وہ ایسا سننے
والا ہے کہ دعائیں کرنے والوں کی مختلف آوازیں اس پر مشتبہ نہیں ہوتیں، وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ رات کی تاریکی میں ریت پر ریگلتی
چیونٹی کو بھی دیکھ لیتا ہے، ایسا علیم ہے کہ زمین و آسمان میں کوئی ذرہ برابر چیز بھی اس کے علم سے پوشیدہ نہیں اور ایسا حلیم ہے کہ اپنے
نافرمان کی بہترین پردہ پوشی فرماتا ہے، وہ اپنا خوف رکھنے والوں کو بہت زیادہ نعمتیں دینے والا ہے، وہ ایسا حکیم (یعنی حکمت والا)
ہے جس نے آسمان کو بغیر ستون کے فضا میں بلند کیا اور اپنی حکمت سے فرش زمیں کو جاری پانی پر بچھایا۔ وہ کسی مد مقابل، ضد اور نظیر
سے پاک ہے، وہ بیوی، اولاد اور شریکوں سے پاک ہے۔ وہ ایسا جاننے والا ہے کہ جس سے دلوں کے راز کسی بھی وقت پوشیدہ نہیں
رہتے اور نہ اس پر زمین و آسمان میں کوئی شے مخفی ہے۔

پاک ہے وہ جس نے زمانوں کو ایک حساب سے رکھا اور موسموں کو مقرر فرمایا، اس نے اپنی معرفت کے سمندر میں عقلوں اور
سوچوں کو مستغرق کیا۔ اس کی حقیقت میں عقلیں حیران ہیں۔ اس کی بلندی کی معرفت تک پہنچنے والا کوئی نہیں۔ اس نے ماہ رمضان کو

عفو، بشارت، رضا، سرور اور قبولیت کے ساتھ خاص کیا، اس نے روزے رکھنے والے کو اس کی مراد تک پہنچانے کا وعدہ کیا، اس کے لئے خوشخبری ہے جس نے اپنے اعضاء کو شک و شبہ سے پاک کیا اور نیک اعمال کے ساتھ ماہِ رمضان کا استقبال کیا۔

اے غافل انسان! غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا اور جلدی کر۔ ابھی وقت ہے اس سے پہلے کہ درِ رحمت بند ہو جائے۔ پاک ہے وہ جس نے لوگوں کو اپنے دین کی خدمت اور اس کی محبت میں مشغول رکھا، اب اس کے سوا ان کی کوئی اور مصروفیت نہیں، وہ شہوات سے بچتے رہے تو ان کے گناہوں کو مٹا دیا اور ان کو ان کے مقاصد اور اُمیدوں تک پہنچایا۔ ان کی روزے رکھنے پر مدد کی تو انہوں نے روزے رکھے، ان کو تارکیوں میں کھڑا کیا تو وہ اس کی عبادت میں لمبی لمبی راتیں قیام کرتے رہے اور رو کر عرض کرتے رہے۔

کچھ حد سے سوا اور نہ کچھ مانگ رہے ہیں	اللہ سے ہم اس کا کرم مانگ رہے ہیں
خطرے میں ہے اب عزت و ناموس مسلمان	ہم دہر میں بس اپنا بھرم مانگ رہے ہیں
یا رب ہمیں گمراہی اور ذلت سے بچالے	ہر لمحہ دعا تجھ سے یہ مانگ رہے ہیں
یا رب ہمیں دے اپنی ہی چوکھٹ کی گدائی	وہ اور ہیں جو شوکت جم مانگ رہے ہیں
محراب نبی میں ملے سجدوں کی سعادت	ہم زیر جبین نقش قدم مانگ رہے ہیں
اب سامنے عصیاں کی کڑی دھوپ کھڑی ہے	ہم سایہ دیوارِ حرم مانگ رہے ہیں
پھر بارِ درگاہِ حاضری بیتِ حرم ہو	عابد دعا دن رات یہ ہم مانگ رہے ہیں

اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے

یہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے صفتی نام الرحیم کا ترجمہ ہے، یاد رکھنا چاہیے کہ رحمٰن و رحیم دونوں کا مادہ اشتقاق رحمت ہے لیکن ہر دو اسماء میں خصوصیات جدا گانہ ہیں۔ الرحمن علیت کے اعتبار سے اسم اللہ کے برابر برابر ہے جیسا کہ فرمایا گیا: قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن۔ کہہ دیجئے اللہ کے نام سے پکارو یا رحمٰن کے نام سے۔ پھر رحمٰن رحمت سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ رحمٰن کا معنی یہ بھی کہا گیا ہے کہ دنیا میں تمام بندوں پر رحم فرمانے والا اور رحیم کا معنی ہے آخرت میں صرف مسلمانوں پر رحم فرمانے والا، چونکہ دنیا آخرت سے پہلے ہے اس لئے رحمٰن کا ذکر رحیم سے پہلے ہوا۔

اگرچہ قرآن مجید میں صفت رحیمی کا ظہور اس دنیا میں بھی ہو رہا ہے۔ مثلاً فرمایا ان اللہ کان بکم رحیما (النساء) انہ کان

بکم رحیما (الاسراء) لوجدوا اللہ تو اباً رحیما (النساء) وکان بالمؤمنین رحیما (الاحزاب)

اٹھے ہاتھ بہر دعا یا الہی	بہت دل ہے ٹوٹا ہوا یا الہی
گناہوں سے مجھ کو بچا یا الہی	مجھے نیک خصلت بنایا یا الہی
میرے حال کی سب تجھے تو خبر ہے	ہے تجھ پر عیاں دعا یا الہی
غم مصطفیٰ دے غم مصطفیٰ دے	غم دو جہاں سے بچا یا الہی

سدا گیت گاتا رہوں میں نبی کے ہو توفیق ایسی عطا یا الہی
تصور میں میرے ہو ہر دم مدینہ میرا دل مدینہ بنایا الہی
چلے قافلے پھر مدینے کی جانب مجھے پھر مدینہ دکھا یا الہی

رحمت ہی وہ دولت ہے

رحمت ہی وہ دولت ہے جس کے دروازے اسلام نے پورے طور پر عالم و عالمیاں کے لئے کھول دیئے۔ رحمت میاں بیوی کے رشتے کو مضبوط کرتی ہے و جعل بینکم مودة و رحمة (الروم) رحمت اولاد کو والدین کے سامنے مؤدب بناتی ہے۔ و اخفض لهما جناح الذل من الرحمة (الاسراء) رحمت کی قدر و قیمت تمام خزان و دفائن سے زیادہ ہے۔ و رحمة ربك خير مما يجمعون (الزخرف) اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔ ان رحمة الله قريب من المحسنين (الاعراف) رحمت اہل ایمان کے لئے بشل قرآن ظہور میں آئی۔ و انه لهدى و رحمة للمؤمنين (النمل) ہمارے آقا مکیؐ تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ و ما ارسلناك الا رحمة للعالمين جس مالک الملک پر عقلاً، نقلاً کوئی شیء لازم و واجب نہیں اس نے اس کے رحمت کو اپنی ذات پہ اپنے کرم سے لازم کر لیا، کتب علی نفسه الرحمة۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے علم کی طرح ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ربنا وسعت کل شیء رحمة و علماً (المؤمن) قرآن مجید میں لفظ رحیم کئی دیگر اسماء الہیہ کے ساتھ استعمال ہوا ہے مثلاً الرحمن الرحیم۔ ان الله تواب رحيم۔ انه هو البر الرحيم۔ ان الله بالناس لرؤف رحيم۔ ان ربی رحيم و دود وهو الغفور الرحيم۔ سلام قولاً من رب رحيم۔ هو العزيز الرحيم۔ یعنی پہلی جگہ رحمت عامہ کے ساتھ رحم خاصہ کا ذکر ہے۔ دوسری جگہ قبول توبہ کے ساتھ رحمت کی خوشخبری کا ذکر ہے۔ تیسری جگہ اللہ تعالیٰ کے احسان کے ساتھ اس کی رحمت کا ذکر ہے۔ پھر لوگوں پہ مہربانی و شفقت کو رحمت کا باعث قرار دیا پھر رحم کے بعد اللہ نے اپنے پیار کا ذکر فرمایا۔ پھر بتایا کہ غفران و رحمت کا ظہور قوت و دوام کے ساتھ ہوتا ہے۔ سورۃ یسین کی آیت میں بتایا کہ جو سلامتی اہل ایمان کو آخرت میں ملنے والی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت و رحمت کے تحت ہوگی۔ آخری آیت میں رحیم کو عزیز کے ساتھ ذکر کر کے بتا دیا کہ صفت رحمت کا اجتماع عزت و قوت اور غلبہ و شوکت کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ ایسی قدرت و سلطنت والا جب رحمت فرمائے تو واضح ہوگا کہ رحم کسی مجبوری و مصلحت ملکی کی وجہ سے نہیں بلکہ تمام تر عزت و قوت اور شوکت و غلبہ کے باوجود ہے جو شخص روزانہ اللہ تعالیٰ کے اس بابرکت نام کا وظیفہ ہر نماز کے بعد سو مرتبہ کرتا ہے تمام آفتوں سے ان شاء اللہ محفوظ رہے گا اور تمام مخلوق اس پہ مہربان ہوگی۔

آسماں شمس و قمر انجم تمام	عشق میں اس کے ہیں سرگرداں مدام
عشق کی اس کے زمیں پیکر شراب	ہے بڑی بدمست و مدہوش و خراب
بے خود و بے ہوش و بے آہ و فغاں	کرتی ہے رورو کے بس دریا رواں
ہے زمین و آسماں میں جو کہ شئی	عشق میں اس کے ہر اک مدہوش ہے

فرش سے تا عرش موجودات سب مست ولا یعقل ہیں اندر عشق رب
 دیکھ لے ذرات عالم کو تمام ہیں شراب عشق سے بے خود مدام
 اصل ہے سودائے عشق اس کی تمام سب درختانِ جہاں رقصاں مدام
 کوہ و دشت و بحر و بر 'بالا و پست' سب شراب شوق سے اس کے ہیں مست

بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے عجائباتِ عبرت کے مشاہدے کے لئے اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی نگاہیں کھول دیں اور ان کے رنج و غم کو مناجات کی صفائی اور محبت کی لذت کے ذریعے اسباب کی مصروفیات اور پریشانیوں کی آمیزش سے نجات عطا فرمائی۔ ان پر مہربانیوں کے پتنگھوڑے میں اپنا دست کرم پھیرا، انہیں اپنی کرم نوازیوں کے جام پلائے اور ان کے نور بصیرت و بصارت کو ممنوع خواہشات سے روکا تو ان کے دل خدا کے پے در پے احکام، اس کی تدبیر، ارادہ مقدر کرنے اور تقدیروں کے پھیرنے پر راضی ہو گئے۔ ان کے دل صاف ہونے کی وجہ سے اللہ عزوجل نے ان کے لئے اعمال کا بستر تیار کیا تو انہوں نے اپنے محبوبِ حقیقی عزوجل کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے کو پسند کیا اور دنیوی بستروں کو چھوڑ دیا جیسا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے "تتجافى جنوبهم عن المضاجع" (پ ۲۱، سورہ ۱۶: ۱۶) ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خوابگا ہوں سے۔

وہ شب بیداری سے لطف اندوز ہوتے ہیں، نئی نئی چیزوں کے وجود میں آنے اور حالات بدلنے سے ان میں کوئی تہدیلی واقع نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ ان کے دل یادِ الہی عزوجل کی وادیوں اور قدرتِ خداوندی کے عجائبات میں غور و فکر کے دریاؤں میں مستغرق رہتے ہیں۔ انہوں نے نفس کی پیروی سے خود کو بچا لیا جس کے سبب ان کی روحوں کے پرندے اللہ عزوجل کی معرفت کے باغات میں عظیم الشان سلطنت کی شاداب زمین اور نہروں میں سیر کرتے ہیں۔ کائنات کا ہر ذرہ انہیں توحید کے نعمات میں محو نظر آتا ہے۔ ان کے ہاں امارت و غربت، عزت و ذلت، مدحت و مذمت، سہولت و صعوبت سب یکساں ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے انہیں راہِ نجات پر اخلاص کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائی تو انہوں نے دنیا کے جال سے چھٹکارا پا کر قربِ الہی عزوجل پالیا، لہذا انہیں بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرے گی۔ میں اللہ عزوجل کی حمد کرتا ہوں، اس کا شکر بجالاتا ہوں، اس پر ایمان لاتا ہوں، اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور ہر طرح کی طاقت و قوت سے اس شخص کی طرح براءت کا اظہار کرتا ہوں جو اپنے جرائم کا اعتراف و اقرار کرتا ہے اور میں جمالِ الہی عزوجل کا مشاہدہ کرنے والے اور حسنِ خاتمہ کے ساتھ اس کی بارگاہ میں کامیاب ہونے والے کی طرح گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ خاتم النبیین، صفوة المرسلین، امام المتقین، سید الاولین والآخرین حضرت سیدنا محمد ﷺ اللہ عزوجل کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ یہ حضور ہی کی رحمت کا فیض ہے کہ ہمیں خدا تک رسائی نصیب ہوئی۔ حضور نہ ہوتے تو ہم خدا کو کیسے جانتے۔

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا کچھ دغل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا
 غش آگیا کلیم سے مشتاق دید کو جلوہ بھی بے نیاز ہے اس بے نیاز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا
 اس بیکسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی شہرہ سنا جو رحمت بے کس نواز کا
 مانند شمع تیری طرف لو لگی رہے دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا
 تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہ حجاز کا
 کیونکر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن
 بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

(مولانا حسن رضا خان بریلوی)

اللہ تعالیٰ حقیقی بادشاہ ہے

لغت میں ملک بادشاہ کو کہتے ہیں سورۃ یوسف میں الملک کا لفظ چار مرتبہ آیا ہے۔ ہر جگہ اس کا معنی شاہ مصر ہے۔ سورۃ نمل میں ارشاد ہوتا ہے ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوها وجعلوا اعزۃ اهلها اذلة۔ بادشاہوں کا یہ حال ہے کہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے بگاڑ دیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ سورہ طہ میں فرمایا گیا کہ فتعالی اللہ الملک الحق۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ دنیا کے بادشاہ تو صرف ظاہری معنی کے اعتبار سے ملک کہلائے جبکہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الملک نہیں جس کی مملکت کی حدود یہ ہیں۔ لہ ملک السموات والارض وما بینہما تمام آسمان، ساری زمین اور جو بہرے ان کے درمیان ہے اس کی ملکیت ہے۔ اس شان کی حکومت دنیا میں کسی کو نصیب نہیں لہذا حقیقی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ یہ مشہور ہے کہ دو کافر بادشاہ ہوئے ہیں جنہوں نے پوری دنیا پر حکومت کی نمرود اور بخت نصر اور دو مومن حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت ذوالقرنین۔ حالانکہ نمرود صرف سلطنت بائبل کا بادشاہ تھا۔ افریقہ، یورپ، عرب، چین، روس، ترکستان وغیرہ کبھی اس کی حکومت میں نہ آئے جبکہ بخت نصر تو سلطنت ایران کے ماتحت تھا۔ اسی طرح جناب ذوالقرنین کی حکومت کے حدود قرآن پاک میں بیان فرمادیئے۔ ان کے تینوں سفروں میں کہیں سمندر کا ذکر نہیں آتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہواؤں فضاؤں پر حکومت تھی۔ تاہم بائبل کو اگر تاریخ کے لحاظ سے دیکھا جائے تو سلیمان علیہ السلام کے دور میں اور کئی ایسے بادشاہ تھے جن کے ساتھ آپ کی صلح تھی لیکن وہ آپ کے باجگدار نہ تھے۔ پھر آپ کا جن، وحوش و طیو وغیرہ پہ حکومت کرنا آپ کی نبوت کا حصہ تھا۔ آسمانی مخلوق پھر بھی اس میں شامل نہیں۔ لہ ملک السموات والارض۔ اللہ ہی کے لئے ہے حکومت آسمانوں کی اور زمین کی۔ اللہ تعالیٰ کے اس بابرکت نام کو روزانہ صبح کی نماز کے بعد کثرت کے ساتھ پڑھنے والا غنی ہو جاتا ہے۔

کس سے ہو حمد و ثنا اس ذات کی کن سے پیدا جس نے موجودات کی
 اس وجود پاک کی ہو حمد کب جلوہ گر ہیں جس سے موجودات سب

تیری ذات ہے وحدۃ لا شریک

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ خود زندہ اور دوسروں کا قائم رکھنے والا ہے، وہ پاک اور

بند ہے، اسے نہ اُنگھ آتی ہے، نہ نیند، اسے فنا نہیں، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے، زمین و آسمان کی ہر چیز اس کی عظمت پر گواہ ہے، عقل اس کی مثل یا شبیہ نہیں پاسکتی، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے یہاں سفارش کرے، اس کی بارگاہ میں کسی کو سوال و جواب کرنے کی جرأت نہیں، مخلوق کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے ہر چیز کا اس کو علم ہے اور اس کے علم میں سے اتنا ہی پاسکتے ہیں جتنا وہ چاہے، کوئی اس کے علم میں سے اس کی حقیقت کی تمثیل بھی نہیں پاسکتا، زمین و آسمان اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں، اس کی ہیبت سے ہر چیز کا خوف ظاہر ہے اور ان کی نگہبانی اسے بھاری نہیں اور وہ ان کی حفاظت سے نہیں تھکتا، وہی ہے بلند بڑائی والا جو بلند و برتر عظمت والا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں پر حج بیت اللہ فرض فرمایا تو انہوں نے اپنی سواریوں کو تیار کر لیا۔ ان کو اپنے قرب میں بلایا تو انہوں نے اس کی محبت میں دوری کو دور نہ سمجھا اور نہ ہی مصائب کی پرواہ کی، ان کے چہرے رات کی تاریکی میں چمکتے ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے خانہ کعبہ کو رکن اسلام (یعنی حج) سے مشرف فرمایا تو جس نے اس رکن کو ادا کیا وہ غم اور تنگی سے نجات پا گیا۔ جو اس کے دروازے سے داخل ہوا وہ امان پا گیا، بھلائی کرنے اور سیدھے راستے پر چلنے والوں پر اس کے میزاب سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور حجر اسود اس شخص کی گواہی دے گا جو اسے صدق و وفا کے ساتھ بوسہ دے۔ اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے: **وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مِنْ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ** (پ ۴، ال عمران: ۹۷) اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

تو ہی بندہ پرور تو ہی کارساز
نہ تیرا سہیم اور نہ تیرا شریک
گروں کو زمیں سے اٹھائے گا کون
ترے ہاتھ سے اپنی بگڑی بن
کہاں جز تیرے مجرموں کو پناہ
کسی کے گناہوں کی پرواہ نہ کر!
مجھے ناز ہے تجھ پہ اے بے نیاز
تری ذات ہے وحدہ لا شریک
بگاڑے کو تیرے بنائے گا کون
ہیں محتاج سب تو کریم و غنی
ترجم صفائی کا سچا گواہ
تو ستار ہے آج رسوا نہ کر
ہر اک چشم تر بادل بے قرار
سحاب کرم کی ہے امیدوار

(حضرت محسن کا کوروی)

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے

یہ اللہ تعالیٰ کے پاک نام القدوس کا ترجمہ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جملہ نقائص و عیوب سے مبرا و منزہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نماز وتر کے بعد یہ الفاظ تین مرتبہ پڑھا کرتے۔ **مَسْحَانِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ** اور تیسری

مرتبہ ان الفاظ کا اضافہ فرماتے۔ رب الملائکۃ و الروح۔ تیسری مرتبہ القدوس پہ آواز کو زیادہ بلند اور لمبا کرتے۔ (حصن حصین بحوالہ ابوداؤد و نسائی وغیرہ) چونکہ فرشتے بھی قدسی کہلاتے ہیں اور جبریل علیہ السلام کو بھی روح القدس فرمایا گیا۔ (و ایسناہ بسروح القدس۔ البقرہ) لہذا حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ الفاظ کا اضافہ فرما کر بتا دیا کہ القدوس سے مراد مخلوق نہیں بلکہ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے جو کہ لوازم حدوث اور نقصان امکان سے ارفع و اعلیٰ اور بلند و بالا ہے۔ جو شخص روزانہ زوال کے بعد اس اسم پاک کو کثرت کے ساتھ پڑھے گا ان شاء اللہ اس کا دل روحانی امراض سے پاک ہو جائے گا۔ اس نام پاک کے معنی کو پیش نظر رکھتے ہوئے علماء نے فرمایا ہے کہ اس اسم پاک سے تعلق قائم کرنے کے لئے وضو پہ پیشگی کی جائے اور قابل نفرت عیوب و قبیل انکار نقائص سے اپنے آپ کو دور رکھا جائے۔ اعمال صالحہ اور افعال محمودہ کی پابندی کی جائے۔ یاد رہے کہ جبریل علیہ السلام کو روح القدس فرمانا اور مسجد اقصیٰ کو بیت المقدس کہنا اس لئے ہے کہ وہ اپنی صنف میں پاکیزگی کی صفت سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اپنی اس بابرکت صفت کا جلوہ عطا فرمائے۔ آمین

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ان مما خلق اللہ دیکاً برائئہ علی الارض السابعة و عرفہ منطو تحت العرش قد احاط جناحہ بالا فقیں فاذا بقی ثلث اللیل الاخر ضرب بجناحہ ثم قال سبحوا الملك القدوس سبحان ربنا الملك القدوس لا الہ لنا غیرہ فیسمعہا من بین الخافقین الا الثقلین فیرون ان الدیکۃ انما تضرب باجنحتہا و تصرخ اذا سمعت ذلك۔

اللہ عزوجل نے جو (کچھ) پیدا کیا ہے اس میں ایک دیک (فرشتہ) بھی ہے۔ اس کے پنجے ساتویں زمین پر ہیں۔ اس کی کلنی عرش کے نیچے لگی ہوئی ہے۔ اس کے پروں نے دونوں افق کو سمیٹا ہوا ہے۔ جب رات کی آخری تہائی باقی رہتی ہے تو وہ اپنے پروں کو ہلاتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ (اے مخلوقات) ملک و قدوس کی تسبیح بیان کرو۔ پاک ہے ہمارا رب ملک و قدوس ہے۔ ہمارا اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اس کی اس بات کو شرق و غرب کے درمیان میں جن و انسان کی علاوہ سب سنتے ہیں یہ جو (لوگ) دیکھتے ہیں کہ مرغ اپنے پر مارتے ہیں اور اذان دیتے ہیں یہ اسی وقت کرتے ہیں جب یہ (اس فرشتے کی تسبیح) سنتے ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۳۳)

مرغ تو اذان پڑھنے کی سعادت حاصل کر لے اور مسلمان صبح اٹھ کر نماز بھی نہ پڑھ سکے تو کس قدر افسوس کی بات ہے اور یہ نفس و شیطان کا کتنا بڑا دھوکہ ہے۔ اے غافل مسلمان!

نفس اور شیطان میں خنجر در بغل وار ہونے کو ہے اے غافل سنبھل

آنہ جائے دین و ایمان میں خلل باز آ ہاں باز آ اے بد عمل

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو سلامتی عطا فرمانے والا ہے

السلام کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو سلامتی دینے والا ہے۔ خود سلامتی میں کامل ہے اور اس کی سلامتی کو نہ کوئی خطرہ ہے نہ زوال اور اس کا معنی بے عیب ذات بھی ہو سکتا ہے۔ حضور ﷺ نماز کے بعد ایک ایسی دعا پڑھتے جس میں یہ نام مبارک دو مرتبہ آیا ہے اور وہ یہ دعا ہے۔

اللهم انت السلام و منك السلام تبارکت يا ذا الجلال و الاکرام

(رواہ السنۃ البخاری عن ثوبان رضی اللہ عنہ)

یہ بابرکت نام بطور اسم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ قرآن مجید میں سورہ حشر کے آخری رکوع کے علاوہ بغیر الف لام کے بھی چند مرتبہ بطور مصدر آیا ہے۔ سلام قولاً من رب رحیم (بین) سلام علیکم طبتم فادخلوها جلدین (زمر) دعواہم فیہا سبحانک اللہم و تحیتہم فیہا سلم۔ (یونس) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے جو حقوق امت پر فرض فرمائے ہیں ان میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام پہ عین نماز کی حالت میں سلام پڑھا جاتا ہے اور پھر درود ابراہیمی شریف۔ حضور علیہ السلام نے اپنی امت میں سلام پھیلانے کا حکم دیا ہے (افشوا السلام) اور فرمایا: یا خبرکم من بدء فی السلام۔ جو سلام کرنے میں پہل کرے وہی بہتر ہے۔ باہمی سلام کرنے سے محبت بڑھتی ہے اور غرور ختم ہوتا ہے۔ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والے پہ یہی لازم ہے کہ اہل اسلام میں سلام کو عام کرے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعے سلام بھیجا جو انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا اور حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پہنچایا تو انہوں نے عرض کیا ان اللہ هو السلام منہ السلام۔ اللہ تعالیٰ تو خود سلامتی کا مالک ہے اور ہمیں سلامتی اسی سے ہی ملتی ہے۔

رنج و الم نے گھیرا اے میرے پیارے اللہ
تو عظیم ہے خدایا اے میرے پیارے اللہ
کرے ذکر ذرہ ذرہ اے میرے پیارے اللہ
ہر شے پہ تیرا قبضہ اے میرے پیارے اللہ
میری آبرو تو رکھنا اے میرے پیارے اللہ
لوں تیرے گھر کا بوسہ اے میرے پیارے اللہ

مجھ پر کرم ہو تیرا میرے پیارے اللہ
تو رحیم ہے خدایا تو رحیم ہے خدایا
چڑیوں کی تو چہک میں پھولوں کی ہے مہک میں
ارض و سما میں تیرے دنوں جہاں ہیں تیرے
و تعذ من تشاء و تذلل من تشاء
کعبہ دکھا دے مولا در پہ بلا لے مولا

یاد رہے، قدوس بھی تنزیہی اسم ہے اور سلام بھی لیکن قدوس میں تنزیہہ ازلی ہے اور سلام میں تنزیہہ لم یزلی۔ جو شخص کثرت سے یا سلام کا وظیفہ کرتا ہے وہ تمام آفات و بلیات سے محفوظ رہتا ہے۔ ایک سو پندرہ بار اس اسم پاک کو پڑھ کر بیمار کو دم کرنے سے ان شاء اللہ بیماری دور ہوگی اور صحت و تندرستی کی نعمت نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بابرکت ناموں میں کیسی کیسی تاثیر رکھی ہے تو پھر اس کی ذات میں کیسی کیسی قدرتیں ہوں گی اور اس کے ذاتی نام میں کیا کیا اثرات ہوں گی۔

ایک بزرگ اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کر رہے تھے کہ ایک فلسفی نے اپنے دل میں سوچا کہ پیاس لگی ہو تو جب تک پانی نہ پی لیں

نہ بجھے گی، بھوک لگی ہو تو کچھ کھانے سے ہی بات بنے گی اور بھوک مٹے گی۔ اگر بندہ بھوک پیاس کی حالت میں پانی روٹی کا ورد شروع کر دے تو اس سے بھوک پیاس نہ مٹے گی۔ انہوں نے اس کے دلی خیال کو بھانپ کر فرمایا۔ اے خرا! تو چہ دانی دریں نام چہ اثر است۔ اے گدھے تو کیا جانے اس نام میں کیا اثر ہے۔ بس اپنے بارے میں خرا کا لفظ سنتے ہی فلسفی صاحب لال میلے ہونے لگے کہ مجھے گدھا کہہ دیا تو بزرگ نے فرمایا: جب خرا کے دو حرفوں میں اتنا اثر ہے کہ تو اس قدر چپیں بہ جییں، اور ہا ہے تو میرے اللہ کے ذکر میں برکات کا اندازہ خود ہی لگا لے۔

قدرت حق یہ ہے جس سے دو جہاں ہو گئے دو حرف سے کن کے عیاں
حکم کاف و نون کے ہوتے ہی ہوا ”کن“ سے یہ کونین کا نقشہ بنا
ہے منزہ وہ تو از کون و مکاں اس کے پر اوصاف قدرت ہیں عیاں
یا الہی تو ہے بے چون و چگون راہ اپنی کا مرا ہو رہنمون

تلاش میں ہیں تری بحر و بر کہاں ہے تو

سب خوبیاں اللہ عز و جل کے لئے ہیں جو اطاعت گزاروں کو پورا پورا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے اور رات کی تاریکیوں کو پیدا فرماتا ہے جنہیں صبح کی روشنی ختم کر دیتی ہے، اس کا علم چوری چھپے کی نگاہوں اور سینوں میں پوشیدہ باتوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ انسانوں کو وہ سکھاتا ہے جو وہ نہیں جانتے، اس بات سے بلند تر اور پاک ہے کہ نفس کے خیالات اور غور و فکر کے اندیشے اس کا ادراک کریں، سب کو رزق تقسیم کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بل میں چیونٹی کو، گھونسلے میں پرندے کے بچے کو بھی نہیں بھولتا، وہ اس سے بالاتر ہے کہ گردشِ زمانہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے حوادث اس تک پہنچ سکیں اور وہ اس چیز سے پاک ہے کہ انتہائی پوشیدہ اور ظاہر باتیں اس پر مخفی رہیں، اس کے احسانات سروں کے تاج اور سینوں کے ہار ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: **هُوَ الَّذِي يَسِيرُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ** (پ ۱۱، پ ۲۲) وہی ہے کہ تمہیں خشکی و آبی میں جلاتا ہے۔

اللہ عز و جل جنکلات میں ریت کے ذروں اور بے آب و گیاہ ویران جنسوں میں حیوٹیوں کی تعداد جانتا ہے، وہ ایمان و کفر کی تقدیر کو جیسے چاہتا ہے جاری فرماتا ہے، اپنے ارادے سے غنی کو فقیر اور فقیر کو غنی کرتا ہے، اپنی مشیت سے بولنے والے کو قوت گویائی سے محروم کرتا ہے، سننے کی قوت کو زائل کرتا اور عطا کرتا ہے، وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ خشکی میں ریگنے والا چھوٹا بڑا کوئی بھی کیڑا اس سے پوشیدہ نہیں، وہ ایسا سننے والا ہے کہ کسی مجبور کی دل میں مانگی ہوئی دعا بھی اس سے پوشیدہ نہیں، وہ قادرِ مطلق ہے کہ کسی معاون و مددگار کی اسے حاجت نہیں جو اس کی مدد کرے، وہ جیسے چاہتا ہے بندوں کی تقدیر بناتا ہے۔ سہولت و صعوبت کے ذرائع جیسے چاہتا ہے لوگوں میں تقسیم فرماتا ہے، اپنی سلطنت کے سمندروں میں بھی رزق پہنچاتا ہے اور اگر نہ چاہے تو نہ پہنچائے، اس نے حصولِ رزق کی طرف معتدل بیان اور صحیح وضاحت کے ساتھ ہماری رہنمائی فرمائی، روزوں اور صبر کے مہینے کے ساتھ ساری امتوں میں ہمیں خاص فرمایا، اس مہینے کی برکت سے گنہگاروں کے گناہوں کو اس طرح دھو دیا جیسے بارش کے پانی سے کپڑے دھل جاتے ہیں۔

تمام خوبیوں کا مالک وہی ہے جس نے ہمیں یہ مبارک مہینہ پورا کرنے کی توفیق اور عید الفطر کی نعمت عطا فرمائی۔ میں اس کی

بے انتہا حمد کرتا ہوں اور اس کا شکر بجالاتا ہوں جس کی مدد پانے والے بے حد و بے شمار ہیں، میں اس پر ایسا بھروسہ کرتا ہوں جیسا غلام اپنے آقا پر کرتا ہے، اپنے اعتقاد میں مخلص شخص کی طرح گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عز و جل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

تلاش میں ہیں تری بحر و بر کہاں ہے تو جمال دیدہ شمس و قمر کہاں ہے تو
لگی ہوئی ہیں قطاریں سی رہ گزاروں کی میرے ”کریم“ مرے راہنما کہاں ہے تو
ہواؤں میں مہ و خورشید میں سنا تجھ کو کبھی تو قریہ جاں میں اتر کہاں ہے تو
تو رشک خواب سبھی آنسوؤں کی آب سہی پلٹ بھی جاتی ہے تھک کر نظر کہاں ہے تو
اب ایسا شوق بھی کیا بے نشان رہنے کا صدف کے ساتھ ہے آپ گہر کہاں ہے تو
بجا! کہ عالم موجود ہے سب جری تخلیق اس آئینے میں مرے نقش گر کہاں ہے تو

(امجد اسلام امجد)

اللہ تعالیٰ امن و امان عطا فرمانے والا ہے

اللہ تعالیٰ اس لحاظ سے مومن ہے کہ بندوں کو ایمان عطا کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ولکن اللہ حبیب الیکم الایمان۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب کر دیا ہے یا اس لحاظ سے کہ وہ خود بھی اپنی ذات پاک کی شہادت ادا فرماتا ہے۔ جس طرح کہ یہ شہادت ہر ایماندار بندے کو بھی ادا کرنا ہوتی ہے۔ شہد اللہ انہ لا الہ الا هو..... (آل عمران) یہ تو معنی تب تھا جب مومن ایمان سے بنایا جائے اور اگر مومن امن سے بنے تو پھر اس کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو امن عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر بیت اللہ شریف کو بھی ہمارے لئے امن کی جگہ بنادیا۔ واذ جعلنا البیت مثابة للناس وامننا (البقرہ) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے توحید کو دلوں کے لئے امن بنادیا۔ و کیف اخاف ما اشرکتکم وہم مہتدون

(الانعام ۹۳)

اللہ تعالیٰ نے خلافت راشدہ کی علامات میں سے قیام امن کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ سورہ نور میں ہے: ولیبدلہم من بعد خوفہم امنا۔ ہم ان کے خوف کو امن سے بدل دیں گے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عدی بن حاتم کو جو تین پیشین گوئیاں فرمائیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ تمہیں اسلام میں داخل ہونے سے یہ امر مانع ہے کہ ملک میں امن نہیں ہے۔ تم عنقریب خود دیکھ لو گے کہ ایک بڑھیا اکیلی قادیہ مقام سے حج کے لئے چلے گی اور اس کو راستے میں اللہ کے سوا کسی کا ڈرنہ ہوگا۔ حضرت عدی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں میں نے خود اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ کر لیا۔ اس بابرکت نام کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے ہمیں امن عامہ کے لئے کوشش کرنی چاہیے اور فساد انگیز سرگرمیوں کو روکنا چاہیے۔ جو شخص کسی خوف کے وقت تین سو ساٹھ مرتبہ اس اسم کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ ہر طرح کے خوف اور نقصان سے اس کو محفوظ رکھے گا۔ ان شاء اللہ اور جو شخص اس اسم کو پڑھے یا لکھ کر اپنے پاس رکھے اس کا ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ کی امان میں رہے گا۔

ہے تو ہی پروردگار دو جہاں ہے تو ہی پیدا کنندہ انس و جاں
خوان الوان عام ہے سب پر تیرا شکر احساں پہ کروں تیرا سدا
ہم سے طاعت کب تیری آئے بجا ہاں مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا

(کلیاتِ امدادیہ)

تو ہی مبتداء تو ہی منتہی، تیری شانِ جل جلالہ

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنی محبت کے لئے اختیار فرمایا اور ان کو اپنا محبوب بنایا جو اس کی بارگاہِ قرب میں حاضر ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے، انہیں خالص شرابِ طہور پلائی اور پھر اپنی مخلوق میں سے منتخب ہستیوں میں سے بعض کو انبیاء، بعض کو اصفیاء، بعض کو اولیاء اور بعض کو خلفاء کا مقام عطا فرمایا۔ پھر ان سب میں اپنی بارگاہِ ناز کے لئے جس ہستی کا انتخاب فرمایا وہ ہمارے آقا و مولیٰ، حبیبِ خدا، حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ عزوجل و ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کو پاک پشتوں میں رکھنے سے پہلے ہی ساری مخلوق پر ممتاز فرما کر آپ صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنے انعامات کی برسات کر دی اور اپنے کرم سے مقنن عطا فرمایا اور اپنی تائید و نصرت عطا فرمائی۔ حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا کی تو اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی۔

حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیہ نبینا و علیہ السلام نے آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگی تو طوفان سے نجات پائی، جبکہ آپ علیہ السلام کی باقی قوم غرق ہو گئی۔ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ نبینا و علیہ السلام کو آپ ﷺ ہی کی برکت سے ناپر نمود سے عافیت عطا فرما کر نہ صرف قید و بند کی صعوبتوں سے نجات عطا کی گئی بلکہ آگ کے شعلوں کو بھی ٹھنڈا کر دیا گیا۔ آپ ﷺ ہی کے وسیلے سے حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ نبینا و علیہ السلام کے فدیے میں جانور کی قربانی دی گئی اور آپ علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بچایا گیا۔ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ نبینا و علیہ السلام نے آپ ﷺ کے وسیلے سے اللہ عزوجل کا لطف و کرم طلب کیا تو ان پر بھی اللہ عزوجل نے مہربانی فرمائی۔ جب حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ نبینا و علیہ السلام محبوبِ خدا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی بشارت دیتے ہوئے تشریف لائے اور آپ ﷺ کی برکت طلب کی تو اللہ عزوجل نے انہیں اپنے مصطفیٰ ﷺ کا امتی بنونے کا شرف عطا فرمادیا۔

تو ہے مبتداء تو ہے منتہا تری شانِ جلا جلالہ
تو قدر ہے تو ہی قادر ہے تو ہی باطن ہے تو ہی ظاہر ہے
ہے تو ہی احد ہے تو ہی صمد تو ہے لم یلد تو ولم یولد
کوئی مشرک ہو یا کہ منکر ہو دیا رزق تو نے ہر ایک کو
جو فلک کو شمس و قمر دیئے تو زمیں کو لعل و گہر دیئے
ترا نام و رد زبان ہے تیری یاد دل میں ہر آن ہے
تو ہے ذرے ذرے سے جلوہ زار تیری شانِ جل جلالہ
تو قدیم و قائم ہے یا خدا تیری شانِ جل جلالہ
نہیں کوئی ہمسر ہوا تیرا تیری شانِ جل جلالہ
تیرے لطف کی نہیں انتہا تری شانِ جل جلالہ
تیرا فضل کس پہ نہیں ہوا تیری شانِ جل جلالہ
تو خیال میں ہے بسا ہوا تیری شانِ جل جلالہ

اے خدا اے مالک خشک و تر یہ کرم ہے عابد خستہ پر کہ ہے ورد لب یہ تیری ثناء تیری شان جل جلالہ
اللہ تعالیٰ نگہبان اور حفاظت فرمانے والا ہے

المہمین ہمین سے بنا ہے اہل عرب کہتے ہیں: ہمین الطائر علی فراشہ پرندے نے اپنے بچے کو پروں کے نیچے چھپا لیا۔ اس سے پھر محاورہ بنا ہمین علی کذا۔ فلاں شیء کی نگہبانی کی۔ قاموس میں ہے کہ اصل میں مامن (یعنی دو حمزوں کے ساتھ تھا پھر پہلے حمزہ کو ہاسے اور دوسرے کو یا سے بدل دیا گیا۔ مہمین ہو گیا دوسری میم کو کسرہ بھی پڑھا گیا ہے اور فتح بھی۔ سورہ مائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وانزلنا الیک الكتاب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الكتاب و مہمینا علیہ (آیت نمبر ۵۸) اور اے محبوب ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب نازل فرمائی اگلی کتابوں (کے مضامین) کی تصدیق کرتی اور ان پہ محافظ و گواہ۔ قرآن پہلی تمام کتابوں کی تعلیم کا جامع اور محافظ ہے۔ اس میں تورات سے بڑھ کر ہدایت ہے۔ انجیل سے بڑھ کر فضیلت ہے، زبور سے بڑھ کر اس میں معرفت ہے اور حضرت دانیال علیہ السلام کی کتابوں سے بڑھ کر اس میں دعاؤں کا خزانہ اور اخبار عن الغیب ہے۔ تو اللہ وہ ہے جو ہر شیء پہ نگہبان ہے، جو ہر خوف سے ہمیں امن عطا فرماتا ہے، ایسا امین ہے کہ کسی کا حق ضائع نہیں فرماتا۔ یہ تمام، حانی اس اسم مبارک میں پائے جاتے ہیں جو شخص غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور صدق دل سے سو مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا ظاہر و باطن پاک فرمادے گا اور جو شخص ایک سو پندرہ مرتبہ پڑھے تو انشاء اللہ پوشیدہ اشیاء پہ مطلع ہوگا۔

اے میرے رب اے مرے پروردگار ہے گناہوں کا نہایت مجھ پہ بار
ہوں ندامت سے ہمیشہ اشک بار یہ وظیفہ ہے مرا لیل و نہار
بادشاہا جرم مارا در گزار
ما گناہ گار نیم تو آمرز گار

جاری ہے ہر زباں یہ قال و مقال تیرا

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو اپنی عظمت و جلال میں غالب و قوی ہے، اپنے کمال میں یکتا ہے، اپنے افعال کی ایجاد میں تنہا ہے جس نے حکمت کے جوہر کو اہل معرفت کے قلوب کے صندوق میں رکھا اور ان پر اپنے پختہ تالے لگا دیئے، ان کو اپنی بارگاہ میں بلایا اور خود ان کی مدد کی تو وہ سب کو چھوڑ کر اس کی بارگاہ میں نکل پڑے اور زندگی کے سفر میں معمولی شے پر قناعت کی اور رات کے وقت اس طرح نکلے جیسے قیدی قید سے نکلتا ہے اور رات کی تاریکی میں اپنے مولیٰ عزوجل کی بارگاہ میں نماز تہجد میں قیام کیا، پھر جب صبح ہوئی تو اللہ عزوجل نے انہیں اپنا فضل و کرم عطا کر کے ان پر احسان فرمایا، انہوں نے محبوب حقیقی عزوجل کی رضا کی خاطر مشقتیں برداشت کیں، آفات کی کڑواہٹ پر صبر کیا، دھوکہ دہی اور دوری سے بچتے رہے اور صبر پر استقامت کے ساتھ قائم رہے حالانکہ ہر کوئی اس پر قادر نہیں ہوتا، انہوں نے اپنا جان و مال اس کی محبت میں قربان کر دیئے تو انہیں فرحت و مسرت حاصل ہوئی اور محبت تو ہمیشہ اپنے محبوب پر مال و جان لٹانے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اللہ عزوجل نے انہیں اپنی ہم نشینی کے جام سے سیراب فرمایا

تو وہ ایسے دیوانے ہو گئے کہ اللہ عزوجل کی فرط محبت سے ان پر کیف و سرور طاری ہونے لگا اور وہ سب اپنے آس پاس سے بے خبر ہو گئے۔ پس عارفین نے اپنی نیند کی لذت کو ترک کر دیا، خائفین نے عاجزی و انکساری اور خشوع و خضوع کی چادر اوڑھ لی، کنہکار و رورو کر اشک برسانے لگے، دیوانگانِ عشق اپنی ٹھنڈی چھاؤں اور گہرے سائے سے نکل پڑے، ذلیل و حقیر اپنی دوری کی وجہ سے حسرت و افسوس میں غوطہ زن ہو گئے، نافرمان اپنے وجد (یعنی عشق و محبت) کی آگ میں جلنے لگے اور عشق اپنی حد سے نکل کر زبانِ حال سے کہنے لگے: ”اے وہ ذات جس نے میرے دل کو اپنے وصال کا جام پلایا اور اپنے حسن و جمال کا نذرہ رانے کے لئے اس جام کو میرے لئے مباح فرمایا۔“

مشہور ہو رہا ہے عز و جلال تیرا
تو پردہ تعین رخ سے اگر اٹھا دے
آنکھوں میں عاشقوں کی شکلوں میں مہ رخوں کی
گا ہے بشکل ممکن، گا ہے برنگ واجب
نظروں میں اہل دل کی کثرت ہے عین وحدت
خود کر کے عشق اپنا پردے میں کیوں چھپا ہے
مل جائے جام وحدت گر واعظا مجھے بھی
مرنے سے اپنے پہلے مر کر ہوا جو اصل
جب تجھ میں اثرنی ہے اور اثرنی میں تو ہے
جاری ہے ہر زباں پر قال و مقل تیرا
عالم کو محو کر دے حسن و جمال تیرا
جلوہ دکھا رہا ہے یہ خد و خل تیرا
نظارہ ہو رہا ہے اک با کمال تیرا
ہر حال میں ہے مولا قرب و وصال تیرا
شاہد ہے مجلسوں میں یہ وجد و حال تیرا
مٹ جائے دل سے تیرے یہ قیل و قال تیرا
حاصل ہوا اسی کو پیارے وصال تیرا
پھر کیا سمجھ میں آئے ہجر و وصال تیرا

(حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں)

اللہ تعالیٰ بڑی عزت والا، سب پر غالب ہے

العزیز۔ عزت سے ہے جس کا معنی قوت و شوکت بھی ہے اور غلبہ بھی۔ کفار کی ایک دیوی کا نام عزی تھا جو کہ عزیز یا اعز کا مونث ہے۔ دنیا داروں کا مال و دولت کو عزت کا باعث سمجھنا بھی ایک بت ہی ہے جو ان کو بہت پیارا ہے، جس پر وہ اپنا مال جان سب کچھ قربان کر دیتے ہیں۔ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول نے ایک موقع پر معاذ اللہ! اپنے آپ کو اعز اور حضور علیہ السلام کو اذل کہا (لیخرجن الاعز منها الاذل) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: واللہ العزة و لرسوله و للمؤمنین۔ عزت تو اللہ، رسول اور ایمانداروں کے لئے ہے اور منافقوں کے سردار کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل و رسوا کر دیا۔ قرآن پاک میں یہ نام چوبیس مقامات پر حکیم کے ساتھ آیا ہے۔ پانچ مقامات پر رحیم کے ساتھ، دو مقامات پر غفور کے ساتھ تین جگہ غفار کے ساتھ ایک جگہ مقتدر کے ساتھ، ایک جگہ وہاب کے ساتھ، دو جگہ حمید کے ساتھ، چار جگہ حلیم کے ساتھ ان سب جگہوں پر عزیز پہلے ہے اور دوسرا نام بعد میں۔ دو جگہ قوی عزیز ہے۔ جو شخص چالیس دن تک چالیس مرتبہ اس بابرکت نام کا ورد کرے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے کرم سے معزز و مستغنی فرما دے گا اور جو شخص نماز فجر کے بعد اکتالیس مرتبہ پڑھتا رہے وہ ان شاء اللہ عزت پائے گا اور کسی کا محتاج نہ ہوگا۔

میرے معبود اے میرے اللہ اے میرے بے نیاز شاہنشاہ
جملہ عالم کا کارساز ہے تو خلق پرور جہاں نواز ہے تو
لطف ہر نیک و بد پہ عام ترا ارحم الراحمین ہے نام ترا

اللہ تعالیٰ سب سے زبردست اور عزت و عظمت والا ہے

الجبار، جبر سے ہے جس کا معنی ہے درستگی اور اس کے مقابلہ میں کسر کا لفظ آتا ہے جس کا معنی ہے شکستگی، انسان کو اگر جبار کہا جائے تو یہ بھی جبار النخل سے ہوگا جس کا معنی ہے کھجور اتنی بلند کہ جس پر چڑھنے کا انسان میں حوصلہ نہ ہو سکے۔ چونکہ سرکش لوگ خلق خدا کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور اپنے اوپر کسی کا کوئی حق نہیں سمجھتے۔ اس لئے وہ جبار کہلانے کے سزاوار و حقدار ہیں۔ قرآن پاک میں سورہ ہود کے اندر ہے۔ واتبعوا امر کل جبار عنید اور سورہ ابراہیم میں ہے۔ وخاب کل جبار عنید اسی طرح سورہ مومن، مریم، قصص، مائدہ اور شعراء میں بھی یہ لفظ ایسے ہی انسانوں کے لئے استعمال ہوا ہے جبکہ سورہ ق میں یہ لفظ حضور ﷺ کی منفی صفت میں آیا ہے یعنی آپ ﷺ کے جبار ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ ارشاد فرمایا نحن اعلم بما یقولون وما انت علیہم بجبار ہم خوب جانتے ہیں جو وہ (کفار قریش) کہہ رہے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں۔ (آیت: ۴۵) یعنی آپ انہیں بزور اسلام میں داخل کرنے والے نہیں ہیں بلکہ آپ کا کام صرف دعوت دینا اور سمجھا دینا ہے اور یہ قتال کا حکم آنے سے پہلے کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ جبار ہے کیا مطلب؟ وہ ریڑھ کی ہڈی کی گرہوں کو پیوستگی دینے والا، شکستہ دل انسانوں کو ڈھارس دینے والا، کشتی شکستگان کو ساحل پر پہنچانے والا، دوائے درمنداں اور مرہم شکستہ دلاں ہے۔ اسی جبر سے جبروت مبالغہ کا صیغہ ہے۔ حضور ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ سبحان ذی الملک والملكوت و الجبروت و الکبریاء و العظمة (حسن حسین بحوالہ طبرانی اوسط)

اس اسم مبارک کے ساتھ تعلق مضبوط بنانے کے لئے اپنے اندر صفت ہمدردی و غمگساری پیدا کی جائے جو شخص روزانہ دوسو چھپیس مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھے گا ان شاء اللہ ظالموں کے ظلم و جبر سے محفوظ رہے گا اور جو شخص چاندی کی انگلی میں یہ نام نقش کرا کے پہنے گا ان شاء اللہ اس کی ہیبت و شوکت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوگی۔

یا الہی تو ہے خلاق جہاں در کو تیرے چھوڑ کر جاؤں کہاں
رحم کر مجھ پر خدائے انس و جاں دم بدم یہ ہے مرا ورد زباں
بادشاہا جرم مارا درگزار
ما گنہ کاریم تو آمرز گار

ذکر جاری ہے صبح و شام تیرا

سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اپنے ٹھہرنے کے دلوں کو اپنی محبت کے اسرار سے لبریز کیا اور ان کے چہروں کو اپنے نور سے منور کیا اور چمکتے دکتے تاجوں سے ان کو عزت و وجاہت عطا فرمائی اور ان کے لئے واضح طور پر ولایت کا فیصلہ فرما دیا اور انہیں راہ معرفت کی ہدایت دی تو وہ ہمیشہ اس کی بازگاہ میں عبادت کرتے رہے۔ ان کے احوال میں تبدیلی نہ آئی۔ اللہ عز و جل

نے انہیں اپنے بھیدوں پر آگاہ فرمایا اور ان کے دلوں پر تجلی فرمائی تو ان کے خالص جواہر کو پاک و صاف فرما کر انہیں مزید ہدایت و بصیرت عطا فرمادی۔ انہیں اپنے دیدار کی پاکیزہ شراب عطا فرمائی اور پردے اٹھا دیئے اور فرمایا: ”میرے محبوب بندوں کو خوش آمدید! آج تم کسی غم سے نہ ڈرو۔“ تو کچھ خوشی سے جھوم اٹھے، کچھ ایسے تھے کہ جب ان پر تجلیاتِ الہیہ کی مزید بارش ہوئی تو ان پر راز منکشف ہونے لگے اور بعض نے بارگاہِ خالق عز و جل کا قرب پسند کر لیا۔ ایسوں کی ہی شان میں اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے: ان الابرار یشربون من کأس کان مزاجھا کافوراً (پ ۲۹، الدھر ۵) بے شک نیک پیئیں گے اس جام میں سے جس کی ملوٹی کافور ہے۔

یہی لوگ بارگاہِ رب العزت جل جلالہ میں قیام کر کے حضوری سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اس کی نعمتوں میں غوطہ زن رہتے ہیں، سرکشوں کو توڑتے اور ٹوٹے ہوؤں کو جوڑتے ہیں اور اللہ عز و جل ان کی شان بیان فرماتا ہے: یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیراً (پ ۲۹، الدھر ۷) اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔

ان کا اخلاق صبر و شکر اور شعار خشوع یعنی گڑ گڑانا ہے، ان کے افعال رکوع و سجود ہیں، ان کی پسلیاں بھوک سے لپٹ جاتی ہیں، وہ سائل اور فقیر کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ، اللہ عز و جل قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے: ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیمًا و اسیراً (پ ۲۹، الدھر ۸) اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔

ان کی نگاہیں جھکی جھکی، زبانیں خاموش اور چہرے غبار آلود ہوتے ہیں اور وہ فقراء و مساکین سے نرم لہجے میں بات کرتے اور کہتے ہیں: انبا نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکوراً (پ ۲۹، الدھر ۹) ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔

انہوں نے محبتِ الہی عز و جل کے جام پئے تو ان کے چہرے مشاہدۂ خداوندی عز و جل کے انوار سے آفتاب کی طرح چمک اٹھے اور دنیا کو ان کے سامنے دہن کی طرح سجا کر پیش کیا گیا لیکن انہوں نے کہا: انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قطریراً۔ بے شک اپنے رب سے ڈرتے ہیں ایک سخت دن کے بارے میں (الدھر)

دل میں تو اور لب پہ نام ترا	ذکر جاری ہے صبح و شام تیرا
چاند تارے ہوں یا گل خوش رنگ	جلوہ گر حسن گام گام تیرا
عرش و کرسی و کعبہ گھر میں ترے	میرے دل میں بھی ہے قیام تیرا
بلبل و کوئل اور پیپے کی	نفسگی میں بھی ہے پیام تیرا
کون ناکام تیرے در سے گیا	لطف یا رب ہے سب پر عام ترا
جو بھی آیا ہے جائے گا اک دن	صرف باقی رہے گا نام تیرا
مئے عرفاں کا پیاسا ہے عابد	میرے لب تک بھی آئے جام تیرا

(عابد برہانپوری)

اللہ تعالیٰ بڑائی و کبریائی والا ہے

المتکبر، کبر سے ہے جس کا معنی ہے رفعت، بزرگی، شرف، اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور تمام صفات میں عظمت و بڑائی والا ہے اور اپنی بڑائی کا اظہار اس کے شایانِ شان ہے کیونکہ اس کا ہر کمال عظیم ہے اور ہر صفت عالی ہے مخلوق میں کسی کو حق نہیں کہ تکبر یعنی اپنی بڑائی کا اظہار کرے بندے کے لئے عجز و انکسار ہی شایاں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: وَلِلَّهِ الْكِبْرِيَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (الجنہ ۳۷) اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں۔ بندے کا متکبر ہونا اس لئے برا ہے کہ اس میں شرافت و بزرگی ذاتی نہیں صرف اضافی صفات سے جھوٹے غرور میں آکر متکبر بن جاتا ہے اور اپنے علاوہ دوسروں کو حقیر جاننے لگتا ہے۔ پھر اس کو اگر متکبر کہہ دیا جائے تو برا مناتا ہے۔ قرآن پاک میں اہل دنیا کے لئے یہ لفظ سورہ مومن، نحل اور زمر میں آیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے لئے صرف ایک جگہ سورہ حشر میں آیا ہے۔ اس بابرکت نام سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دنیا داروں میں جو متکبر ہوں ان کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل و خوار نہ ہونے دے اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی کو ہر وقت اپنے پیش نظر رکھے، اپنے آپ کو متواضع بنائے اور مساکین و فقراء سے نفرت نہ کرے، جو شخص کثرت سے اس اسم مقدس کا وظیفہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عزت و شرف عطا فرمائے گا اور اگر ہر کام کے آغاز میں یہ اسم پاک بکثرت پڑھے گا تو ان شاء اللہ کامیاب و کامران ہوگا۔

میں بہت لاچار ہوں اے کبریا مجھ سے غم سے مجھے جلدی چھڑا

کون ہے یا رب مریب تیرے سوا یا الہی از برائے مصطفیٰ

بادشاہا جرم مارا درگزار

ما گنہ گار یم تو آمرز گار

رحم فرما، رحم فرما ہم یہ رحمن و رحیم

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے دلوں کے قفل (تالے) خوشی و مسرت کی چابیوں سے کھولے اور صبح کے وقت چلنے والی ہوا کے آراستہ پیراستہ خوشگوار جھونکوں سے دلوں کو زندگی اور روحوں کو راحت عطا فرمائی۔ اپنے اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلوں کے باغ اپنے جود و کرم اور نعمتوں کے بادل سے سیراب کئے تو اس کی عظیم عطائیں پھیل کر غام ہو گئیں اور تجہید کی بلبلوں کو تو حید کی ٹہنیوں پر چھوڑ دیا۔ اب وہ صبح و شام اپنے معبود کا شکر بجالاتے ہوئے اس کی حمد و ثناء میں مشغول ہیں۔ ان کے دلوں کی کلیوں کو ان کے پاکیزہ ذکر کے ساتھ معطر فرمایا تو ان کی خوشبوئیں خوب پھیل گئیں، انہیں اپنی بارگاہِ قرب میں رات کے خیمے تلے جمع کیا اور اپنی محبت کا صاف و شفاف جام پلا کر سخاوت کے پیالوں سے سیراب کیا۔ جب درختوں کے پتوں نے تالیاں بجائیں، بادِ نسیم نے اشعار میں جوانی کے دنوں کا تذکرہ کیا اور ہزار داستان (خوش الحان پرندے) نے اپنی نرم و نازک سریلی آواز میں گیت گائے تو ہر عاشق صادق اپنے پرانے وعدے کا مشتاق ہو کر بے قرار ہو گیا۔ ان میں کچھ ایسے بھی تھے جو مدہوش ہونے کے بعد ہوش میں آ گئے اور کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنے نشانات کو ہی ختم کر دیا۔ بعض جھومتے اور لڑکھڑاتے ہوئے حیران و سرگرداں پھرنے لگے، بعض نے عشق الہی عزوجل کو چھپایا، بعض ظاہر ہو گئے، کسی نے عاجزی و انکساری اور خشوع و خضوع کا لباس پہن لیا جبکہ بعض

آوارہ ہو کر رسوا ہو گئے اور لباسِ شہرت پہن لیا۔ بہر حال یہ سب سحری کی خلوتوں میں پھٹے پرانے پٹروں کی دھجیاں بکھیر ڈالتے اور محبت الہی عزوجل میں پردوں کو چاک کر دیتے، تو مالکِ دو جہاں، خالقِ اُس و جاں اللہ رب العالمین عزوجل نے ان پر رحم فرماتے ہوئے انہیں معاف کر دیا اور ارشاد فرمایا: لیس علیکم جناح (پ ۲، البقرہ: ۱۹۸) تم پر کچھ گناہ نہیں۔

رحم فرما رحم فرما ہم پہ رحمن و رحیم
ہم گناہ گاروں پہ کچھے اپنا بس لطف عیم
بارشِ رحمت نہ ہو رحمت ہمارے واسطے
ہم غریبوں اور مسکینوں کی حالت ہے سقیم
اے خدا ہر شے گراں ہے صرف ارزاں مگر نفس
ہے ہر اک جاے میں انسان آج شیطانِ رحیم
گرم ہے بازارِ عیاری کا دنیا میں بہت
ہیں لٹیرے غیرتِ ایمان کے ہر جا لئیم
ہر جگہ سیلاب ہے مکر و سیاست کارواں
ہو رہی ہے غرقِ بستی امن انسان کی عظیم
دیداری کے لہاوے میں بھی ہے دنیا چھپی
ہے فقط رمیِ رواجی آج اسلامی روش
نام تو اسلام کا ہے کام خواہشِ نفس کا
بد عقیدہ ہے ادبِ گستاخِ اہل اللہ کے
وہ گئی بزمِ سماع اور رقص و مستی کی روش
قادری علمی در حق میں کبہ رو رو کے اب
رحم فرما رحم فرما ہم پہ رحمن و رحیم

اللہ تعالیٰ ہر شے کو پیدا فرمانے والا ہے

الخالق، خلق سے ہے اور خلق کا معنی ہے تقدیر و اندازہ، خالق وہ ذات ہے جس نے مہیات کا اندازہ اور ذوات کا تعین فرمایا اور جو حقائق کو عدم سے وجود میں لایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض (الاعراف) بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا وہو الذی خلق اللیل..... الذی خلق الموت و الحیوة..... خلق الاذواج کلھا۔ دھو بکل خلق علیم۔ وہ وہی ہے جس نے رات کو بنایا۔ وہ جس نے موت و حیات کو پیدا فرمایا۔ جس نے سب کو جوڑا جوڑا بنایا اور وہ پیداؤں کی ہر ایک حالت کو جاننے والا ہے۔ اللہ خالقِ کل شیء دھو علی کل شیء وکیل۔ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا مختار ہے۔ (الزمر: ۶۲) خلق کا لفظ قرآن مجید میں کسی مادی شیء کو کسی خاص شکل میں تیار کرنے پر بھی آیا ہے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا انی اخلق لکم من الطین کھیمۃ الطیر۔ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں۔ (آل عمران: ۴۹) بنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعوائے نبوت کیا اور معجزات دکھائے تو لوگوں نے درخواست کی کہ آپ ایک چمکاؤں پیدا کریں۔ آپ نے مٹی سے چمکاؤں کی صورت بنائی پھر اس میں پھونک ماری تو وہ اڑنے لگا، چمکاؤں کا مطالبہ انہوں نے اس لئے کیا کہ اس میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ اڑنے والے جانوروں میں بہت اکمل اور عجیب تر ہے اور قدرت پر دلالت کرنے میں اوروں سے ابلغ، کیونکہ یہ بغیر پروں کے اڑتا ہے، دانت رکھتا ہے، ہنستا ہے، اس کی مادہ

کی چھاتی ہوتی ہے۔ بچہ جنتی ہے، دوسرے اڑنے والے جانوروں میں یہ خصوصیت نہیں ہے۔ (خزان العرفان) مندرجہ بالا آیت کے اس معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ احسن الخالقین ہے۔ جو شخص سات روز تک متواتر اس اسم کو پڑھے گا ان شاء اللہ تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا اور جو شخص ہمیشہ اس بابرکت نام کا وظیفہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو اس کی طرف سے عبادت کرتا ہے اور اس کا چہرہ منور رہتا ہے۔

بخش دے اپنے کرم سے یا خدا ہوں تیرا بندہ سراپا پر خطا
ہے بھروسہ مجھ کو تیری ذات کا یا الہی یہ ہے میری التجا
بادشاہا جرم مارا درگزار
ما گنہ گار یم تو آمرزگار

بقا جس کو رہے گی وہ تجلی خدا ہوگی

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو دلیل کے ساتھ غالب ہے اور اپنے محبین پر تجلی فرمائی۔ ساری کائنات میں تصرف فرماتا ہے، والی مقرر کرتا اور معزول کرتا ہے، اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنی راہ میں بڑھ چڑھ کر جہاد کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے پھر وہ پیٹھ نہیں پھیرتا اور اپنے بندے کو قیام اللیل کی توفیق عطا فرماتا ہے تو وہ اس کی اطاعت و عبادت میں خوب کوشش کرتا ہے اور اللہ عزوجل سے سرگوشیوں میں لذت حاصل کرتا ہے۔ خوش بخت وہ ہے جو مالک و مولیٰ عزوجل کے مشاہدے سے کیف و سرور میں راتیں گزارتا ہے۔ رب تعالیٰ اسے محبت کے پیالوں سے قرب کے جام بھر بھر کر پلاتا ہے تو عاشق صادق کا دل غلبہ شوق سے بے چین ہو جاتا ہے پس وہ زبانِ ذوق سے پکار اٹھتا ہے:

”سحری کے وقت ساقی نے جامِ محبت کے ساتھ تجلی فرمائی۔ اس کے قرب سے وحشت دور ہو گئی اور کہا گیا: ”اے وہ شخص جو وصالِ الہی کی طلب میں بے چین ہے، سن لے! ہجر و فراق کا زمانہ گزر گیا، جدائی کا وقت ختم ہو گیا اور دور کئے ہوئے کو قرب مل گیا۔ اے میرے محبوب بندو! اب وقت ہے، اگر تمہارا عزم پختہ ہے تو رات کی ان تنہائیوں میں روحوں کو تھکاؤ جن میں کوئی ملامت کرنے والا بھی نہ ہو اور محبت حقیقی کسی ملامت کرنے والے کی پرداہ نہیں کرتا۔“

پاک ہے وہ ذات جس نے نظرِ حسن انتخاب سے اپنے اولیاء کو دیکھا اور انہیں اپنی عطا سے نعمتوں اور فضیلتوں سے نوازا۔ اس نے ان پر عطائیں اور احسانات فرمائے پھر انہیں مصائب میں مبتلا کیا اور انہیں آزمائش میں ڈالا تو انہوں نے اس کی عطاؤں پر شکر اور آزمائشوں پر صبر کا دامن تھامے رکھا۔ ارادہ ازیلی میں ان کے لئے سعادت مندی سے سرفرازی لکھ دی گئی۔ چنانچہ وہ ان بھلائی والوں میں سے ہو گئے جن کے لئے بھلائی (یعنی جنت) اور اس سے بھی زائد نعمت (یعنی دیدارِ الہی عزوجل) ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے انہیں اس کا اہل بنا دیا ہے۔

اللہ عزوجل نے اس گروہ میں سے حضراتِ اولیاء کرام کو بھلائی کے ساتھ خاص فرمایا تو وہ اس کی محبت میں صفوں کی صفیں چیر کر آگے نکل گئے اور ہلاکتوں کی جولان گاہ میں گھومتے رہے۔ مگر اس کی محبت سے پیچھے ہٹنے نہ ہی پیٹھ پھیری۔ اللہ عزوجل نے انہیں

اپنی محبت کی توفیق دی اور اپنی پاک بارگاہ کا قرب و وصال بخشا اور جب ان کو مرتبہ اتصال کی طرف ترقی دی جاتی تو جام وصال سے سیراب فرمایا پس وہ اس کا قرب پانے میں کامیاب ہو گئے اور کیف سرور میں زبان حال سے کچھ یوں گویا ہوئے:

ابد کی انتہا ہو گی ہر اک خلقت فنا ہو گی بقا جس کو رہے گی وہ تجلی خدا ہو گی
ازل سے قبل بھی یا رب تری ہی ذات تھی تنہا ابد کے بعد بھی یا رب فقط تجھ کو بقا ہو گی
تو ہی معبود ہے مقصود ہے موجود ہے مولا عبادت ماسوا تیرے پھلا کس کی ادا ہو گی
تری ہی ذات ہے ہر حال میں پیش نظر یا رب ہمارے ہر عمل کی اصل تیری ہی رضا ہو گی
ہویدا ہیں ترے صوئے بہاروں سے ستاروں سے تجلی تیری یا رب جا بجا جلوہ نما ہو گی
سر مقتل بھی یا رب سر مرا خم ہو ترے آگے نماز عشق زیر خنجر ایسے ہی ادا ہو گی
زمانہ کر رہا ہو گا ستائش مہ جبینوں کی لب عابد پہ جاری صرف تیری ہی ثنا ہو گی

(عابد برہانپوری)

اللہ تعالیٰ عدم سے وجود میں لانے والا ہے

الباری: باب نصر منصر سے ہے اور اس کے معنی بھی وہی ہیں جو خالق کے ہیں مگر یہ بابرکت نام خلق حیوانات کے لئے زیادہ مستعمل ہے اور عدم سے وجود میں لانے کے لئے بھی۔ قرآن مجید میں ہے تو بوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر دو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے۔ (یہ قتل بنی اسرائیل کے لئے گوسالہ پرستی کے گناہ کا کفارہ تھا) اس نام مبارک کی برکت یہ ہے کہ اگر کوئی بانجھ عورت سات دن روزے رکھے اور ہر روزہ پانی سے افطار کرنے کے بعد اکیس مرتبہ الباری المصور پڑھے تو ان شاء اللہ اولاد دوزینہ نصیب ہوگی۔

حمد لائق ہے جناب کبریا کے واسطے ذات مطلق بانی ارض و سما کے واسطے
در پہ آیا ہوں تیرے عفو خطا کے واسطے فضل کر یا رب محمد مصطفیٰ کے واسطے

سید کوخین شاہ انبیاء کے واسطے

پاک ہے وہ ذات جس نے اولیاء اللہ کے وجود سے زمین کو زینت بخشی

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جس نے اپنے حسن انتخاب سے نیکو کار اولیاء میں خواص کو خاص فرمایا۔ اس نے حصول مقاصد والی رات میں ان میں سے افضل و اعلیٰ ہستیوں کو عالم اسرار کی سیر کرائی اور وہ اس کے حقوق کی ادائیگی کے لئے کمر بستہ ہو گئے تو اس نے انہیں اپنے آزاد اور غلام سب بندوں پر امین بنادیا۔ ان کے ہاتھوں مانگنے والوں کو مرادیں ملتی اور ان کی برکتوں سے خطا کاروں کی خطائیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔ یہ شہریوں اور دیہاتیوں کو نفع پہنچانے کے لئے اللہ عزوجل کے حکم سے دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔ ان میں کچھ نقباء ہیں تو کچھ ابدال، بعض نجباء ہیں تو بعض رجال الغیب، بعض اقطاب ہیں اور کوئی غوث کہ اس

کے وسیلہ سے بارشیں برستی، اس کی برکت سے (چوپایوں کے) تھن دودھ سے بھرتے اور پھل اور کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوتی ہیں۔ ☆ نقباء 70 ہیں اور یہ مصر میں ہیں، کسی دوسرے شہر میں نہیں ہوتے۔ ☆ ابدال 40 ہیں اور یہ شام میں ہیں اور معرفت و بصیرت رکھنے والوں کو نظر آتے ہیں۔ ☆ نجباء 300 ہیں اللہ عزوجل نے انہیں مغرب میں (شیاطین و کفار سے) جنگ کے لئے مقرر فرمایا، یہ اللہ عزوجل کے دین کے محافظ و مددگار ہیں۔ ☆ رجال الغیب 10 ہیں اور یہ عراق میں ہیں اور ان کا جامِ محبت ہر طرح کی آمیزش سے پاک و صاف اور شفاف ہے۔ ☆ اقصاب 7 ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے شہروں اور اطرافِ عالم میں بسنے والوں کے لئے نفع کے لئے سات ملکوں میں پیدا فرمایا۔ ☆ غوث (ہر زمانے میں) صرف ایک ہوتا ہے جسے اللہ عزوجل عزت و عظمت والے شہرِ مکہ المکرمہ (زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً) پر مامور فرماتا ہے۔ پس یہ برگزیدہ بندے اللہ عزوجل کے محفوظ راز اور پوشیدہ علم کے خزانوں پر امین ہیں حتیٰ کہ عمریں ختم ہو جائیں۔ اگر ان ہستیوں کا وجود نہ ہو تو چشمے اور نہریں خشک ہو جائیں۔ اگر ان کے رکوع و سجود نہ ہوں تو بارشیں بند ہو جائیں۔ زمین کھیتی اگانا اور درخت پھل دینا چھوڑ دیں۔ یہ ارادہ الہی عزوجل کے دائرے میں رہتے ہیں۔ انہیں بارگاہِ الہی عزوجل میں حاضر ہونے سے نہ تو غفلت روکتی ہے نہ ہی اس سے دوری میں قرار آتا ہے۔ جب بادشاہوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے پردوں کو اٹھا دیا جاتا ہے۔ جب سلاطین کے پردے آویزاں ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے اللہ واحد و قہار عزوجل تجلی فرماتا ہے۔ پس اگر وہ تجلی ان میں سے کسی سے پلک جھپکنے کی دیر چھپ جائے تو پہاڑ ٹوٹ کر زمین بوس ہو جائیں اور دنیا میں زلزلہ آجائے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے بعض بندوں کو اپنی بارگاہ کے قریب فرمایا اور انہیں اپنے ماسوا سے چھپالیا اور کچھ بندوں کو دور کیا اور دوری و فاصلے کی تلوار ان پر چلا دی۔ اس نے حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کے لئے دامِ محبت کو نصب کر لیا۔ اس نے طنابِ محبت سے حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کو وابستہ کر دیا تو وہ قابلِ عزت و باعثِ فخر مقام پر فائز ہو گئے۔ اس نے تیز نگاہ و توفیق کو حضرت سیدنا شفیق بلخی علیہ الرحمۃ کی طرف بھیجا تو انہوں نے شکستگی اور فقر کی رسی سے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس نے حضرت سیدنا ابو یزید علیہ الرحمۃ پر دوسروں سے بڑھ کر کرم فرمایا تو انہوں نے دنیا سے کنارہ کشی کو لازم کر لیا اور مزید فضل و کرم کے طلب گار ہوئے۔ اس نے حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ الرحمۃ پر بھلائی کی سخاوت فرمائی تو ان کا دل معرفت و بصیرت سے آباد ہو گیا۔ اس نے حضرت سیدنا فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر فضل خاص فرمایا تو وہ انتہا درجہ کی عبادت کے لئے مستعد ہو گئے اور قربِ الہی عزوجل کے حصول کے لئے شب بیداریاں شروع کر دیں اور اس نے حضرت سیدنا منصور حلاج علیہ الرحمۃ کو مزاج کی تبدیلی کا جام پلایا تو وہ عشقِ حقیقی کے نشے میں مست ہو گئے، جوش بڑھ گیا، اسرارِ الہی عزوجل کو ظاہر کر دیا۔ زبان و جد سے ایسی بات ظاہر ہوئی کہ ظاہری حدود سے باہر ہو گئے اور صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

ولی راوی می شناسد

امام اہل سنت، حضرت سیدنا امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: ”غوثِ بالیقین اس (یعنی ولی مسکٰی بالخضر) سے افضل ہوتا ہے کہ وہ اپنے دورے میں سلطانِ کل اولیاء ہے۔ یونہی امامین، یونہی افراد، یونہی اوتاد، یونہی ہدلاء، یونہی ابدال کہ یہ سب

یکے بعد دیگرے باقی اولیائے دورہ (یعنی زمانہ) سے افضل ہوتے ہیں۔ امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب ”الیواقیت والجوہر فی بیان عقائد الاکابر“ میں فرماتے ہیں:

ان اکبر الاولیاء بعد الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم القطب ثم الافراد علی خلاف فی ذالک ثم الامامان ثم الاوتاد ثم الابدال اقول: والمراد بالا بدال البدلاء السبعة لما ذکر بعده ان الابدال السبعة لا یزیدون ولا ینقصون وهو لاء هم البدلاء اما الا بدال فاربعون بل سبعون کما فی الاحادیث . (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲، ص ۸۷)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد سب سے بڑا ولی قطب ہوتا ہے، پھر افراد، اس میں اختلاف ہے، پھر امامان، پھر اوتاد، پھر ابدال میں کہتا ہوں: ابدال سے مراد سات بدلاء ہیں، اس دلیل کی وجہ سے جو اس کے بعد مذکور ہے کہ بے شک ابدال سات ہیں، نہ زیادہ ہوتے ہیں نہ کم اور یہی بدلاء ہیں۔ رہے ابدال تو وہ چالیس بلکہ ستر ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے۔

حضرت سیدنا امام، محقق، علامہ محمد یوسف نبھانی قدس سرہ النورانی اپنی کتاب ”جامع کرامات اولیاء“ میں ان مبارک ہستیوں کی اقسام کی وضاحت یوں کرتے ہیں: ”اقطاب: یہ حضرات اصالتاً یا نبیاً سب احوال و مقامات کے جامع ہوتے ہیں۔ مشائخ کی اصطلاح میں جب یہ لفظ بغیر اضافت استعمال ہو تو ایسے عظیم انسان پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو زمانہ بھر میں صرف ایک ہی ہوتا ہے، اسی کو غوث بھی کہتے ہیں۔ یہ مقربین خدا سے ہوتے ہیں اور اپنے زمانے میں گروہ اولیاء کے آقا ہوتے ہیں۔ اوتاد: یہ صرف چار حضرات ہوتے ہیں۔ کسی دور میں ان میں کی بیشی نہیں ہوتی۔ ان چار میں سے ایک کے ذریعے اللہ عزوجل مشرق کی حفاظت فرماتا ہے اور ایک کی ولایت مشرق میں ہوتی ہے، دوسرا مغرب میں، تیسرا جنوب اور چوتھا شمال میں ولایت کا مرکز ہوتا ہے۔ ان کے معاملات کی تقسیم کعبہ (معظمہ) سے شروع ہوتی ہے۔ ان چاروں کے القاب اور صفاتی نام یہ ہیں: عبدالحی عبدالعظیم، عبدالقادر اور عبدالمرید۔ ابدال: یہ سات سے کم و بیش نہیں ہوتے۔ اللہ عزوجل ان کے ذریعے اقلیم سب کے حفاظت فرماتا ہے۔ ہر بدل کی ایک اقلیم ہوتی ہے جہاں اس کی ولایت کا سکھ چلتا ہے۔ نقباء: ہر دور میں صرف بارہ نقیب ہوتے ہیں۔ آسمان کے بارہ ہی برج ہیں اور ہر ایک نقیب ایک ایک برج کی خاصیتوں کا عالم ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل نے ان نقبائے کرام کے ہاتھوں میں شریعتوں کے نازل کئے ہوئے علوم دے دیئے ہیں۔ نفوس میں چھپی اشیاء اور آفتاب نفوس کا انہیں علم ہوتا ہے۔ نفوس کے مکرو خدا کے استخراج پر یہ قادر ہوتے ہیں۔ ابلیس ان کے سامنے یوں منکشف ہوتا ہے کہ اس کی مخفی قوتوں کو بھی یہ جانتے ہیں جنہیں وہ خود نہیں جانتا۔ ان کے علم کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اگر کسی کا نقش پازمین پر لگا دیکھ لیں تو انہیں اس کے شقی و سعید ہونے کا پتہ چل جاتا ہے۔ نقباء: ہر دور میں آٹھ سے کم و بیش نہیں ہوتے۔ ان حضرات کے احوال سے ہی قبولیت کی علامات ظاہر ہوتی ہیں حالانکہ ان علامات پر ضروری نہیں کہ انہیں اختیار بھی ہو۔ بس حال کا ان پر غلبہ ہوتا ہے، اس حال کے غلبہ کو صرف وہ حضرات پہچان سکتے ہیں جو رتبہ میں ان سے اوپر ہوتے ہیں۔ ان سے کم مرتبہ لوگ نہیں پہچان سکتے۔ رجال الغیب: یہ دس حضرات ہوتے ہیں۔ کم و بیش نہیں ہوتے۔ ہمیشہ ان کے احوال پر انوار الہی کا نزول رہتا ہے لہذا یہ اہل خشوع ہوتے ہیں اور سرگوشی میں بات کرتے ہیں یہ مستور

(یعنی نظروں سے اوجھل) رہتے ہیں۔ زمین و آسمان میں چھپے رہتے ہیں، ان کی مناجات صرف حق تعالیٰ سے ہوتی ہیں اور ان کے شہود کا مرکز بھی وہی ذات بے مثال ہوتی ہے۔۔۔۔۔ وہ مجسمہ حیا ہوتے ہیں، اگر کسی کو بلند آواز سے بولتا سنتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں اور ان کے پٹھے کاپٹنے لگتے ہیں۔ اہل اللہ جب بھی لفظ رجال الغیب استعمال فرماتے ہیں تو ان کا مطلب یہی حضرات ہوتے ہیں۔ کبھی اس لفظ سے وہ انسان بھی مراد لئے جاتے ہیں جو نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ کبھی رجال الغیب سے نیک اور مومن جن بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ کبھی ان لوگوں کو بھی رجال الغیب کہہ دیا جاتا ہے جو علم اور رزق محسوس حسی دنیا سے نہیں لیتے بلکہ غیب کی دنیا سے علم و رزق انہیں ملتا ہے۔“ (جامع کرامات اولیاء (مترجم) ج ۱، ص ۲۳۰ تا ۲۳۹ ملخصاً)

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو صورت بخشنے والا ہے

المصور، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **الذی یصورکم فی الارحام کیث یشاء وہی (اللہ) ہے جو تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے (مرد، عورت، گورا، کالا، خوبصورت، بدصورت، سالم، ناقص حضرت سعدی فرماتے ہیں:**

وحد نطفہ را صورت چوں پری کہ کرد است برآب صورت مری

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا مادہ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس روز جمع رہتا ہے پھر اتنے ہی دن علقہ یعنی خون بستہ کی شکل میں ہوتا ہے پھر اتنے ہی دن پارہ گوشت کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کا رزق اس کی عمر اس کے عمل اس کا انجام کار یعنی اس کی سعادت و شقاوت لکھتا ہے پھر اس میں روح ڈالتا ہے تو اس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں آدمی جنتیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں ہاتھ بھر کا یعنی بہت ہی کم فرق رہ جاتا ہے تو کتاب سبقت کرتی ہے اور وہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے۔ اسی پر اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور داخل جہنم ہوتا ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے۔ پھر کتاب سبقت کرتی ہے اور اس کی زندگی کا نقشہ بدلتا ہے اور وہ جنتیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے۔ اسی پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور وہ داخل جنت ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی مصور ہے

انسان جو مصور کہلاتے ہیں وہ درحقیقت صورت نہیں بناتے بلکہ صورت کی نقل اتارتے ہیں اور وہ نقل بھی اصل سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی۔ اگر انسان و حیوان یا شجر و حجر کا سایہ نمودار ہو جائے تو اس میں سورج یا چاند کی کیا فضیلت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اربوں کھربوں صورتیں بنائی ہیں مگر ہر صورت دوسری سے مختلف ہے۔ عالم جمادات کو دیکھو کہ پتھر ایک جنس ہے جس کی ہزاروں اقسام، سینکڑوں رنگ اور بے شمار خواص ہیں کوئی یا قوت ہے، کوئی الماس ہے کوئی نیلم ہے کوئی مرجان ہے دیگر ہزاروں معدنیات کا بھی یہی حال ہے کوئلہ، نمک، تیل وغیرہ عالم نباتات میں غور کرو اب تک تقریباً تیرہ لاکھ اقسام کی جڑی بوٹیاں دریافت ہو چکی ہیں۔ ہر ایک دوسری سے مختلف ہے۔ زمین پہ پھیل جانے والی بوٹیاں، چھت پہ چڑھ جانے والی بلیں، زمین سے اوپر اٹھی ہوئی بوٹیاں،

پودے، درخت کروڑوں اقسام کے ہیں کوئی صرف سایہ دیتا ہے۔ کوئی پھل اور سایہ دونوں، کوئی عمارت کے کام آئے، ہر ایک کا پتہ پھل، پھول رنگ اور تاثیر مختلف پھر جڑھ میں اثر اور پتے میں اور اوپر کے حصے کی خاصیت اور ہے اندر کے گودے کی مختلف اور میوے بیج کی علیحدہ علیحدہ، عطر، گوند اور عرق انہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ عالم حیوانات میں آؤ اٹھ دینے والے، بچہ دینے والے، زمین کے اندر گھسنے والے، زمین کے اوپر بننے والے، دریاؤں والے، چار پاؤں، دو پاؤں اور پیٹ پہ چلنے والے، گھاس کھانے والے، ماس کھانے والے، دودھ دینے والے، گوشت مہیا کرنے والے، بوجھ اٹھانے والے، سواری والے، حملہ کرنے والے، مطیع ہو کر رہنے والے، کروڑہا اقسام ہیں۔ انہی میں پرندے بھی ہیں جو رنگوں، بولیوں اور یہ ار کے لحاظ سے مختلف ہیں، اپنی اپنی عادات و اطوار کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف پرواز کی شکلیں اور گھونسے بنانے کے سورتیں مختلف، عالم انسانیت کو لو رنگ، شکل، زبان جدا گانہ، ملک ملک کے باشندوں کی بناوٹ اور خدو خال جدا۔ خود انسان کی قوت ایجاد و اختراع اس قدر بڑھ گئی ہے کہ گویا اس کو تصرف تام اور اقتدار کل حاصل ہے۔ پھر عالم روحانیت کی طرف آؤ تو یوں معلوم ہو کہ دنیا و مافیہا تو ایک عالم صغیر ہے جبکہ عالم کبیر تو انسان کا دل ہے جہاں حقائق و معارف کی نشوونما ہوتی ہے۔ عالم افلاک میں غور کرو تو اس کی وسعتیں بیان سے باہر ہیں۔

یا الہی جبکہ ہو محشر ہا

از برائے شافع روز جزا

نار دوزخ سے مجھے لینا بچا

کرمی مقبول یا اللہ دعا

بادشاہا جرم مارا درگزار

ما گنہ گاریم تو آمرز گار

تمام خوبیاں اس کے لئے جس نے ہمیں فقہاء کی یا کیزہ جماعت عطا فرمائی

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو قدیم کی صفت سے متصف ہے، ہر موجود شے کے وجود سے پہلے ہے، فضل و کرم اور جو دو عطا اس کے اوصاف ہیں، وہ اپنی وحدانیت میں اولاد اور اباؤ اجداد سے پاک ہے۔ نہ اس کی بیوی ہے، نہ شوہر، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، نہ وہ کسی کی اولاد۔ وہ ریت کے ذروں، پانی کے قطروں اور بالیوں اور انگور کے خوشوں وغیرہ کے دانوں کی تعداد بھی جانتا ہے۔ وہ سخت اندھیری و تاریک راتوں میں خشکی و تری کے ہر ذرے کی حرکت کو ملاحظہ فرما رہا ہے۔ ایسا حکمت والا ہے جو سخت مضبوط چٹانوں سے نہریں نکالتا ہے۔ خشک درختوں سے تر و تازہ پھل پیدا کرتا ہے۔ فکریں اس کی تصویر کشی نہیں کر سکتیں۔ سمیتیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ تقدیر اس کے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ زمانے اسے فنا نہیں کر سکتے۔ کسی آنکھ میں اس کے ادراک کی طاقت نہیں۔ وہ یکتا معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ عطا کرنے والا ہے، اس کی عطا میں کوئی رکاوٹ ڈالنے والا نہیں۔ اس کے فیصلے کو ٹالنے والا کوئی نہیں۔ وہ ایسا کریم ہے کہ بندہ کتنی ہی مرتبہ اس کے دروازے سے اعراض کرے پھر بھی اسے بڑے بڑے انعامات عطا فرماتا ہے۔ وہ ایسا حلیم ہے کہ انسان کو گناہوں میں مبتلا دیکھتا ہے پھر بھی اپنے علم اور مہربانی سے اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ وہ ایسا غفار ہے جو گناہوں کو بخشتا، عیبوں کو چھپاتا اور پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ وہ ایسا قہار ہے جو سب جابروں، ظالموں پر غالب ہے، سب شکست دینے والوں کو شکست دیتا ہے اور بغض و عناد کی تلوار سونٹنے والوں کو شدت و سختی کی مار مارتا ہے۔

جس نے انسانی فکروں کو اپنے عظمت و جلال اور انوار و تجلیات کے ادراک سے گم گشتہ راہ کر دیا اور عقلوں کو اپنی قدیم ذات کی حقیقت تک پہنچنے سے عاجز کر دیا۔ اس نے وضاحت اور کلام کے بعد اپنے اسرار کو اشاروں سے تعبیر کرنے سے زبانوں کو گونگا کر دیا اور اپنا احاطہ کرنے سے دلوں کو حیرت زدہ کر دیا اور اس کا مقصد وہم میں مبتلا کرنا نہیں۔ وہ کریم ہے، عظمت و بزرگی والا ہے، ہمیشہ سے ہے، تنہا ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، نہ وہ کسی کی اولاد، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، وہ ہر طرح کے مماثل، مشابہ ضد اور نقیض سے پاک ہے۔ تمام احسانات پر شکر اور تمام تعریفوں کا مستحق وہ ہے جس نے اپنے گنہگار و ذلیل بندوں پر اپنا خوبصورت پردہ ڈال رکھا ہے۔ وہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ ان کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ ربوبیت اس کی پہچان ہے۔ الوہیت اس کی صفت ہے۔ وہ اپنی حقیقت و ذات و صفات میں منفرد ہے۔ خیال و گمان سے پاک ہے۔

اپنی بقاء میں فنا اور مثلیت (یعنی ہم مثل ہونے) سے پاک ہے۔ ہر ظاہر و پوشیدہ شے سے باخبر ہے۔ عقلیں اس کی عظمت میں حیران و ششدر ہیں اور نہیں جان سکتیں کہ وہ کہاں ہے؟ فکریں اس کی بے نیازی کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں، کیونکہ اسے علوم عقلیہ سے نہیں جانا جاسکتا۔ پاک ہے وہ معبودِ عظیم جو مماثل و مناسب چیزوں پر غالب ہے اور مشارک و مصاحب سے پاک و بری ہے۔ تائب کی توبہ قبول فرماتا ہے، اس کے دربار کا کوئی دربان نہیں۔ جو اس کے غیر سے امید رکھے، وہ بد بخت و نامراد ہے اور جو اس کے دروازہ رحمت پر پڑاؤ ڈال لے وہ اپنے مقصد کو پانے میں کامیاب ہے۔ جو اس کے انس کا مزہ چکھ لیتا ہے وہ اس کے لطف و کرم سے عجیب و غریب چیزیں ملاحظہ کر لیتا ہے اور جو اس کے علاوہ ہر چیز سے منہ موڑ لیتا ہے تو وہ نہ صرف اسے بلندی عطا فرماتا ہے بلکہ ترقی عطا فرما کر اعلیٰ ترین مراتب تک پہنچا دیتا ہے۔ اس سے ضرر و نقصان کو دور کرتا اور ٹوٹے دلوں کو جوڑ دیتا ہے اور رات کے آخری حصے میں ندا فرماتا ہے: ”ہے کوئی بخشش مانگنے والا؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا؟“ وہ سائلین کی حاجات پوری فرماتا ہے اور قبولیت و عنایت کی پوشاکوں کے ساتھ نائین پر جو دو کرم فرماتا ہے۔

پاک ہے وہ ذات

جس کی پاکیزگی کی گواہی تمام آسمان اور اس میں موجود عجائبات قدرت دیتے ہیں۔ جس کی ربوبیت کا اقرار مشارق و مغارب کی زمینیں کرتی ہیں۔ اس نے اپنا قائم و دائم دین لے کر آنے والے اور خصائل حمیدہ اور اوصاف جمیلہ سے متصف نبی حضرت سیدنا محمد ﷺ کا انتخاب فرمایا اور کائنات کو آپ ﷺ کے وجود باوجود سے مشرف فرمایا اور آپ ﷺ کو سعادت کاملہ عطا فرمائی اور بلند و بالا مراتب پر فائز فرمایا۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام و خلفاء عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو چنا اور پھر ان کی صحبت میں رہنے والوں کو تابعین بنایا۔ آپ ﷺ کی امت میں سے بطور خاص تابعین پر احسان فرمایا جو زمانہ گزر جانے کے باوجود شریعت اسلام پر قائم رہے۔ پھر ان میں سے چار ہستیوں کا انتخاب فرمایا جنہوں نے ایمان کے ستونوں کی بنا ڈالی اور بندوں کو اللہ عز و جل کی عبادت کی طرف بلا دیا۔ پس ان کے علوم سے ساری کائنات بھر گئی۔ ان میں سے ایک حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا نسب شریف بنو عدنان سے جا ملتا ہے۔ دوسرے حضرت سیدنا امام مالک بن انس اسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو بلند شان و مرتبہ کے مالک ہیں۔ تیسرے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اپنے علم کے ذریعے ظاہری و باطنی طور پر قابل

تعریف راستے پر چلے۔ چوتھے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان چاروں اماموں اور ان کے علوم سے لوگوں کو نفع دیا اور ان سے تکلیف، جہالت اور گمراہی و سرکشی دور فرمائی۔ (اللہ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین)

اللہ تعالیٰ درگزر اور پردہ پوشی فرمانے والا ہے

الغفار غفر سے ہے جس کا معنی ہے چھپانا ڈھانپ دینا۔ کہا جاتا ہے غفر المتاع فی الوعاء غفر الشیب بالخصاب۔ کپڑے صندوق میں چھپ گئے۔ سفید بال خضاب میں چھپ گئے۔ اللہ تعالیٰ کا نام غفار اس لئے ہے کہ وہ اپنے بندوں سے گناہوں کو چھپاتا ہے۔ یعنی جس طرح ہم قابلِ نفرت چیز پہ مٹی ڈال دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر ہمیں آلودگیوں سے پاک فرما دیتا ہے۔ اس سے غفور اور غافر بھی ہے۔ غفار قرآن پاک میں تین جگہ آیا ہے۔ سورہ نوح میں اکیدا نہ کان غفارا۔ سورہ مؤمن اور زمر میں عزیز الغفار۔ اس بابرکت نام سے تعلق پیدا کرنے کے لئے استغفار بکثرت پڑھنا لازم ہے جو شخص دنیا کی محبت میں گرفتار ہو وہ کثرت سے اس اسم پاک کا وظیفہ کرے ان شاء اللہ مغفرت کے آثار اس پہ ظاہر ہوں گے اور جو شخص بعد نماز عصر روزانہ یا غفار اغفر لی پڑھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو اپنے بخشے ہوئے بندوں میں شامل فرمائے گا۔

اے حقیر اب کر دعا حق سے طلب دور کر دل سے مرے رنج و تعب

التجاء میری یہی ہے روز و شب بخش دے میرے گناہ یا رب تو سب

بادشاہا جرم مارا درگزار

ما گنہ گار یم تو آمرز گار

تیرے در پر اے کریم ذوالجلال

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جو رؤف، رحیم، کریم اور انتہائی مہربان ہے۔ بھلائی کے بدلے بھلائی (یعنی جنت) عطا فرمانے والا۔ وہ ایسا واحد و یکتا ہے کہ وحدت اس پر اثر انداز نہیں ہوتی اور نہ ہی بندوں سے انتہائی محبت پر فخر ہے۔ وہ اپنی بادشاہت میں وزیر، مشیر اور قریبی سے بے نیاز ہے۔ ستاروں سے اوپر اور زمین کی سرحدوں سے آگے جو کچھ ہے اسی کے علم میں ہے۔ پردہ غیب اس پر کھلا ہوا ہے۔ اس نے اپنی شان کے لائق عرش پر استواء فرمایا جو حرکت، جلوس اور ٹھہرنے سے پاک ہے۔

میں اللہ عزوجل کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے خوفناک چیزوں کو دور فرما دیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ایسی گواہی جیسی حضور نبی کریم ﷺ نے سچائی کی انتہا کو پہنچی ہوئی اپنی مبارک زبان سے دی۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی زبان اطہر کو غیر حق اور بے جا کی طرف جانے سے روک دیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک ہمارے سردار حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ عزوجل کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے معزز لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے اس جنت کی خوشخبری دی جس کے (پھلوں کے) خوشے جھکے ہوئے ہیں اور اس آگ سے ڈرایا جو سخت بھڑکتی اور شعلے مارتی ہے۔ آپ ﷺ نے اون کا لباس پہنا اور پیوند لگے نعلین مبارک استعمال

فرمائے۔ حالانکہ آپ ﷺ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بلند و بالا مرتبے پر فائز اور تمام خوبیوں سے موصوف ہیں۔ اے اللہ عزوجل! ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ پر رحمت نازل فرما اور ان کے آل و اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر جو سردارانِ زمانہ ہیں اور آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے آل و اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر سلامتی بھیج جب تک باجماعت نمازوں میں قطار در قطار صفیں قائم ہوتی رہیں۔

تیرے در پر اے کریم ذوالجلال کر رہا ہوں ہاتھ پھیلائے سوال
سر ہے اور سجدہ ترا اے بے نیاز بندۂ عاجز کو کر دے سرفراز
قادر و قیوم، اے عاجز نواز ہم غریبوں کا ہے تو ہی کارساز
چشم و دل کو نور دے اے ذوالجلال ہر طرف آئے نظر تیرا جمال
از طفیل مصطفیٰ و مرتضیٰ
مجھ کو اب ہے تجھ سے تیری التجا

(نظیر اکبر آبادی)

اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے

القہار کا معنی ہے سب کو اپنے قابو میں رکھنے والا، ہر غالب سے غالب تر، جس کا نہ کوئی مقابل ہو، نہ اس کے حکم میں کوئی دخل دے سکے نہ اس کا کوئی شریک ہو نہ نظیر۔ سب پر اس کا حکم جاری اور سب اس کے مملوک ارشاد باری تعالیٰ ہے: وہو القاهر فوق عباده اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر کسی انسان کا یہ دعویٰ کہ وہ کسی دوسرے انسان یا قوم و ملک پر پورا غلبہ رکھتا ہے اتنا ہی غلط ہے جتنا کہ فرعون کا بنی اسرائیل کو یہ کہنا انا فوقہم قاہرون (الاعراف) اور ہم بنی اسرائیل پہ پورا غلبہ رکھتے ہیں۔ ایسا دعویٰ ذلت و رسوائی اور ہلاکت و تباہی پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے جو کہ ہماری روح، ہمارے جسم پر پورا غلبہ رکھتا ہے۔ ہمارا زمین پہ چلنا اور آسمان کے نیچے رہنا اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء سے نفع اٹھانے کا ہمیں موقع دیا ہے ورنہ وہی زمین ہمیں لقمہ بنا لے اور یہی آسمان ہمیں جلا کر راکھ کر دے۔ قرآن مجید میں سورہ یوسف، رعد، ص، زمر، ابراہیم اور المؤمن کے اندر واحد کے لفظ کے ساتھ یہ اسم پاک آیا ہے: مثلاً المؤمن میں فرمایا لمن الملك اليوم لله الواحد القہار۔ آج کس کی بادشاہی ہے۔ اللہ ہی کی ہے جو واحد و قہار ہے۔ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والوں کو عبادت و اطاعت اور خوف خدا اپنے اوپر لازم کر لینا چاہیے۔ جو شخص دنیا کی محبت میں گرفتار ہو وہ کثرت سے اس نام مبارک کا وظیفہ کرے ان شاء اللہ اس کے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہے گی اور خدا کی محبت پیدا ہوگی۔

جز سیاہ کاری و بدکاری نہ دنیا میں حصول عمر عصیاں میں گنوائی اس لئے ہے دل ملول
کر نگاہ لطف تا ہو دولت ایماں قبول یا الہ العالمیں یہ عرض ہو میری قبول
"استجب هذا دعاء مصطفیٰ کے واسطے"

آغاز ترے ہیں تو یہ انجام ترے ہیں

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو ابتداء سے انتہاء تک غالب ہے، اس کی نعمت مومن و کافروں کی کفالت کرتی ہے اور اس کی قدرت روشنی اور تاریکی ظاہر کرتی ہے، اس کی رحمت اسے بھی شامل ہے جس نے اپنی زندگی نافرمانیوں میں ضائع کر دی، کتنے ہی امیروں کو اس نے فقیر بنایا اور کتنے ہی فقیروں کو غنی کر دیا، مسکین پر رحم فرمایا، ٹوٹے ہوئے کو جوڑا، گناہوں کو معاف کیا، ویران دلوں کو آباد کیا، سینوں کو کشادگی عطا فرمائی، مظلوموں کی خاطر اپنا درِ رحمت کھول دیا، فرشتے بھی اس کی ہیبت سے تھر تھرا کاہٹتے ہیں پس وہ کثرت سے اس کی تکبیر و تہلیل کرتے ہیں۔ اسی کے حکم سے کشتی چلتی ہے۔ اس نے اپنی رحمت کو ثابت کر دیا ہے اور فرشتوں کو اپنی اس بات پر گواہ بنالیا ہے کہ وہ ہمیشہ خطاؤں کو بخشنے والا ہے، عظمت و تقدیس والا ہے، اسی کو یاد کیا جاتا ہے، وہی معبودِ عظیم ہے، اسی کا حمد و شکر کیا جاتا ہے، وہ نخلی سے نخلی چیز کو بھی ملاحظہ فرماتا ہے کیونکہ وہ سمیع و بصیر (یعنی سننے، دیکھنے والا) ہے ذہن میں پیدا ہونے والی سوچ کو بھی جانتا ہے کیونکہ وہ علم و خیر (یعنی جاننے والا اور باخبر) ہے، سب کچھ فنا ہو جائے گا مگر وہ باقی رہے گا اور وہ اس پر قدرت رکھتا ہے، زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور اس نے ہر شے کو پیدا فرمایا اور اس کا ایک خاص اندازہ رکھا۔ اے انسان! تیرے گناہوں کو جاننے کے باوجود تجھے عطا کیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: ”وما كان عطا ربك محظورا“ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۲۰) اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں۔“

اس پر نہ تو کسی قسم کا حجاب ہے کہ وہ چھپا ہوا ہو اور نہ ہی وہ جسم رکھتا ہے کہ مقید ہو، اس نے ذمہ دار لوگوں کا انتخاب فرمایا، ان کے چہروں کو نور عطا فرمایا، ان کے دلوں کو اپنی محبت اور کیف و سرور سے بھر دیا اور انہیں اپنی معرفت کا دامن حصہ عطا فرمایا۔ جب اہل معرفت نے ہجر و فراق کا شکوہ کیا تو اس نے ان کے لئے امان نامہ لکھ دیا۔ ان کو غافل لوگوں کے درمیان بیدار کئے رکھا اور ان کے اور غافلوں کے درمیان پردہ حائل کر دیا۔ جب انہوں نے اس کی عبادت میں اپنے آپ کو تھکایا اور اپنے چہروں کو تاریکیوں کے پردوں میں چھپایا تو اس نے بعض کو مخلوق کے درمیان (ولایت کا) سورج اور بعض کو (ولایت کا) چاند بنادیا، انہیں اپنے خطاب کی اچھی طرح سمجھ عطا فرمائی اور اپنے عتاب کی لذت سے لطف اندوز کیا، اپنے قرب کے جام سے شرابِ طہور پلا کر انہیں مقامِ قرب عطا فرمایا اور پھر بند دروازے کھول کر ان کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا دیئے۔

پاک ہے وہ معبود جس نے سالوں اور زمانوں کو پھیرا اور کچھ دنوں اور مہینوں کو دوسروں پر شرف عطا فرمایا اور اوقاتِ عبادت کو دوسرے تمام اوقات پر فضیلت عطا فرمائی۔

آغاز ترے ہیں تو یہ انجام ترے ہیں	تو قادر مطلق ہے صبح و شام ترے ہیں
تو مالک کل کون و مکان دونوں جہاں ہے	یہ قیصر و کسری و در و بام ترے ہیں
تو خالق و یکتا ہے تری حمد کروں کیا	غنی ترے گل ترے یہ گلقام ترے ہیں
گنتی نہیں جس کی وہ ترے نام ”مقدس“	رحمان پکاروں کہ خدا نام ترے ہیں

جو کچھ بھی ملا تیری عطا تیرے کرم سے
نزہت کہ خوشا کتنے یہ اکرام تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ سب کچھ عطا فرمانے والا ہے

الوہاب کے معنی ہیں کثیر العطاء اور دائم العطاء۔ یہ صہبہ سے ہے جس کا معنی ہے وہ عطیہ جو بغیر کسی غرض، امید اور عوض کے ہو۔ جب حضرت ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام عطا فرمائے تو انہوں نے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا: الحمد لله الذی وهب لی علی الکبر اسماعیل و اسحاق (ابراہیم) تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے اسماعیل و اسحاق عطا فرمائے۔ سورہ ص میں فرمایا: ووهبنا لداود سلیمان۔ ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان عطا فرمایا۔ وہاب وہ ہے جو عطاءے صوری و معنوی اور عطیات دنیوی و اخروی کا مالک ہے۔ یہی اسم پاک ہے جو بتاتا ہے کہ بندہ کے پاس کچھ نہیں جو کچھ ہے سب اللہ کی عطا اور اس کا جود لا متناہی ہے جو شخص فقر و فاقہ میں مبتلا ہو وہ کثرت سے اس اسم مبارک کو پڑھے یا لکھ کر اپنے پاس رکھے یا چاشت کی نماز کے آخری سجدہ میں چالیس مرتبہ یہ اسم پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ فقر و فاقہ سے ان شاء اللہ اس کو حیرت انگیز طریقے سے نجات بخشنے کا وعدہ اگر کوئی خاص حاجت درپیش ہو تو گھر یا مسجد کے صحن میں تین بار سجدہ کر کے ہاتھ اٹھائے اور سو مرتبہ یہ اسم پڑھے ان شاء اللہ حاجت پوری ہوگی۔

یا الہی مجھ میں ہے ساری سیہ کاری بھری نام نیکی کا نہیں ہے حد سے زائد ہے بدی
رات دن روتا ہوں اپنی دیکھ کر آلودگی دور کر رنج دلی ہے سخت مجھ کو ہسٹکی
اس شہ صدیق اکبر با صفا کے واسطے

کون کس طرح اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہے؟

تمام تعریفیں اللہ عز و جل کے لئے جس کے فضل و کرم کا ہر دیہاتی و شہری نے اعتراف کیا۔ ہر صبح و شام آنے والا اس کے دریائے کرم سے سیراب ہوا۔ اسی کے فضل و کرم سے صبح کے بادل برسے۔ چمکتے دن اور رہنمائی کرنے والی رات نے اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کی۔ اس کی حکمت سے کائنات نے اہل عقل و دانش کے لئے گفتگو کی۔ چنانچہ آسمان کہتے ہیں: ”پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی قدرت سے ہمیں بلند کیا اور اپنی قدرت سے روک رکھا، وہی ہمارا سہارا ہے۔“ زمین کہتی ہے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے ہر شے کو علم کے اعتبار سے وسعت دی اور فرش زمین کو پانی پر بچھایا اور اسے چلنے کے لئے نرم کیا۔“ پہاڑ کہتا ہیں: ”پاک ہے وہ ذات جس نے میرے پہلوؤں کو قوت دی اور میری بنیادیں اور جڑیں مضبوط کیں۔“ دریا کہتا ہے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے اپنی مرضی سے چلایا، مجھ سے نہریں جاری کیں اور مجھے سیراب کرنے کی قوت عطا کی جو میرا قصد کر کے میرے پاس آئے۔“ عارف کہتا ہے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی طرف میری رہنمائی فرمائی اور اپنی ذات کو میری پناہ گاہ بنایا۔“ عالم کہتا ہے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے میرے فہم کے دروازے کھولے اور دین کے احکام سکھنے اور اس کے لیے محنت کی توفیق عطا فرمائی۔“ عابد کہتا ہے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے اپنا مقصود پانے کے لئے راتوں کو بیدار رکھا اور مجھے ذکر واذکار اور وظائف کے لئے

قیام کی توفیق عطا فرمائی۔“ گنہگار کہتا ہے: ”پاک ہے وہ ذات جس نے میرے گناہوں پر باخبر ہونے کے باوجود میری پردہ پوشی فرمائی اور مجھے ”رحمت“ سے ڈھانپے رکھا۔ جب میں نے توبہ کی تو ”رحمت“ سے متوجہ ہوا اور مجھے ہدایت دی اور میرے برے حال کے بعد مجھے نیک بننے کی سعادت عطا فرمائی۔“

پاک ہے وہ جو معبود ہے، وہ ہر رات آسمان دنیا پر (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتا ہے اور ندا دیتا ہے۔ ”بے کوئی توبہ کرنے والا؟ کہ میں اس کی توبہ قبول کروں اور اس کی طرف نظرِ رحمت فرماؤں۔ ہے کوئی استغفار کرنے والا؟ کہ میں اس کی مغفرت کروں اور اسے ہدایت کا راستہ دکھاؤں؟ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں اور اس کے لئے اپنے فضل کا وعدہ پورا فرماؤں؟ ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اسے منہ مانگا عطا کروں اور اس پر اپنے انعام و اکرام کی بارش برساؤں۔“

اے غافل انسان! کب تک اس غفلت اور سرکشی میں رہے گا؟ ندامت اور معذرت کے قدموں پر کھڑا ہو جا اور اپنے پیاسے دل کا علاج مسلسل ذکر الہی عز و جل سے کر اور سحری کے وقت عاجزی و انکساری کے ساتھ اللہ عز و جل کے حضور کھڑا ہو جا۔

طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا کون سے گھر میں نہیں جلوہ زیبا ترا
نئے انداز کی خلوت ہے یہ اے پردہ نشیں آنکھیں مشتاق رہیں دل میں ہو جلوہ تیرا
چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے ناخن عقل سے کھلتا نہیں عقدا تیرا
بے نوا مفلس و محتاج و گدا کون کہ میں صاحب جود و کرم وصف ہے کس کا؟ تیرا
آفریں اہل محبت کے دلوں کو اے دوست ایک کوزے میں لئے بیٹھے ہیں دریا تیرا
اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے تو میرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا

اب جمانا ہے حسن اس کی گلی میں بستر

خوب رویوں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

(مولانا حسن رضا خان بریلوی)

اللہ تعالیٰ ہی بڑا رزق دینے والا ہے

الرزاق، وہ تمام چیزیں جن سے انسان لطف اندوز ہوتا ہے۔ خسی اور ذہنی انتفاع حاصل کرتا ہے رزق میں شامل ہے بلکہ فائدہ اٹھانے والا ز میں پہ بعد میں آتا ہے اس کے رزق کا انتظام پہلے ہو چکا ہوتا ہے۔ انسان کے پیدا ہونے سے پہلے زمین ہوا پانی کی ضرورت تھی تو اللہ نے یہ چیزیں انسان کی آمد سے پہلے بنادیں بچہ پیدا ہوتا ہے تو فوراً ماں کی چھاتی سے دودھ نکالنے کا مشکل ترین طریقہ اس کو سکھا کر بھیجا جاتا ہے۔ بعض دفعہ نیابتہ رزق دینے والے والدین، حاکم، محسن، بادشاہ کو یہ گمان ہو جاتا ہے کہ وہ کسی کو رزق دے رہے ہیں۔ اگر ان کو عارضی طور پر رزق دینے والا سمجھ بھی لیا جائے تو اسی لئے ہی فرمایا واللہ خیر الرازقین۔ جو جس چیز کا بھوکا ہے (روٹی، گوشت، گھاس، ذوق و شوق، محبت، ذکر یہ تمام رزق پہنچانا اسی رزاق مطلق کا کام ہے) ایک غذا میں معدہ اعصاب، شریانیں، جگر، طحال، قلب و دماغ کے پرورش کرنے والے الگ الگ اجزاء ہیں۔ ہر عضو اپنی اپنی غذا کا حصہ چوس لیتا

ہے اور دوسرے عضو کا چھوڑ دیتا ہے۔ ایک ہی جسم میں رزق کی ایسی تقسیم رازق مطلق کے سوا کون کر سکتا ہے۔ اس اسم پاک سے تعلق قائم کرنے والوں کو چاہیے کہ بھوکوں کو روزی کھلائیں اور رمضان میں سحری و افطاری کا انتظام کیا کریں۔ جو شخص صبح کی نماز سے پہلے اپنے مکان کے چاروں کونوں میں دس دس مرتبہ یہ اسم پڑھ کر دم کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر رزق کے دروازے ان شاء اللہ کھول دے گا اور بیماری و مفلسی اس کے گھر میں نہ آئے گی۔ دائیں کونے سے شروع کرے اور منہ قبلہ کی طرف رکھے۔

یا الہی تو غنی ہے اور میں ہوں بے نوا خواستگاری تجھ سے ہے میری بھی اے رب العلا
سبز کر نخل تمنا تاکہ پاؤں مدعا فضل کے ہاتھوں سے مجھ کو میوہ مقصد کھلا
اس عمر فاروق عادل بے ریا کے واسطے

اللہ تعالیٰ سب سے بڑا مشکل کشا ہے

الفتح فتح یفتح سے ہے جس کا معنی ہے کھولنا سورہ یوسف میں ارشاد ہوا ولما فتحو امتاعہم۔ جب انہوں نے اپنا سامان کھولا۔ قیامت کے دن کو یوم الفتح اس لئے کہا گیا ہے کہ اس دن ساری حقیقت کھل جائے گی۔ چابی کو مفتاح کہا جاتا ہے کیونکہ اس سے تالا کھولا جاتا ہے۔ سورہ الحمد کو فاتحہ الکتاب کہتے ہیں کیونکہ اس سے کتاب اللہ کے مضامین کا دروازہ کھلتا ہے۔ فتوح موسم بہار کی بارش کو بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فاتح ہے کیونکہ وہی مشکلات و مہمات کو کھولتا ہے، دل کو حق کے لئے کھولتا ہے، زبان پہ علوم کے دروازے کھولتا ہے، آنکھوں سے انکشاف علوم کے ساتھ پردوں کو کھولتا ہے۔ اہل حق اور اہل باطل کے درمیان فیصلہ فرما کر حقیقت کو کھول دے گا۔ صارفین کے صدق کو اور کاذبین کی اصلیت کو سب پر کھول دے گا۔ اس اسم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے حاجت مندوں کی مدد میں ہمدردی کے ساتھ حصہ لیا جائے۔ جو شخص نماز فجر کے بعد دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ کر ستر مرتبہ یہ اسم پڑھے گا ان شاء اللہ اس کا دل نور ایمان و ایقان سے روشن اور منور ہو جائے گا۔

فضل کر اپنا تو اے رب قدیر از برائے حضرت پیران ویر

یا الہی تو ہے سب کا دیکھ کر لے یا رب عرض میری یہ پذیر

بادشاہا جرم مارا درگزار

ما گنہ کار یم تو آمرز کار

علم والوں کا مرتبہ و مقام رسول خدا ﷺ کی نظر میں

اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام علیم کے بیان سے پہلے اہل علم کے بارے میں اللہ تعالیٰ عز و جل اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ پڑھ لیجئے۔ تاکہ علم کی روشنی میں اسم علیم کی وسعت و برکت کو جانیں۔
ارشاد ربانی ہے:

یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اتوا العلم درجات

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ تم میں سے اہل ایمان اور اہل علم کو درجات بلند فرماتا ہے۔

دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے:

انما يخشى الله من عباده العلماء

ترجمہ: بیشک علماء ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

☆ فضل العالم على العابد سبعين درجة ما بين كل درجتين كما بين السماء و الارض

(مجمع الزوائد - ۱/۱۲۶)

ترجمہ: عالم کی عابد پر ستر درجے فضیلت ہے۔ ہر دو درجوں کا درمیانی فاصلہ ایسا ہے جیسے زمین و آسمان کا درمیانی فاصلہ۔

☆ العلماء ورثة الانبياء يجبههم اهل السماء و يستغفر بهم الحيتان في البحر اذا ماتوا الى يوم القيامة (کنز العمال: ۱۰/۱۳۵)

ترجمہ: علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اہل آسمان ان سے محبت کرتے ہیں۔ جب وہ وصال کر جائیں تو سمندر کی مچھلیاں ان کے لئے قیامت تک دعائے مغفرت کرتی رہیں گی۔

☆ اذا كان يوم القيامة يؤزن دم الشهداء بمداد العلماء فيرجح مداد العلماء على دم الشهداء (کنز العمال: ۱۰/۱۳۳)

ترجمہ: روز قیامت شہید کے خون کا علماء کے قلم کی سیاہی کے ساتھ وزن کیا جائے گا۔ علماء کے قلم کی سیاہی کا وزن شہید کے خون سے بڑھ جائے گا۔

☆ اول من شفع يوم القيامة الانبياء ثم العلماء ثم الشهداء (کنز العمال: ۱۰/۱۵۱)

ترجمہ: روز قیامت سب سے پہلے انبیاء کرام شفاعت فرمائیں گے پھر علماء پھر شہداء شفاعت کریں گے۔

☆ فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد (ترمذی)

ایک فقیہ شیطاں پر ہزار عابد کی نسبت زیادہ بھاری ہے۔

☆ تدارس العلم ساعة من الليل خير لك من ان تصلي الف ركعة (ابن ماجہ)

علم کی درس و تدریس رات کی ایک گھڑی میں ہزار رکعت نمازِ نفل سے بہتر ہے۔

☆ كن عالماً او متعلماً او مستمعاً او محباً ولا تكن من الخامس تهلك .

ترجمہ: عالم یا طالب علم یا علماء کی باتیں سننے والا یا ان سے محبت کرنے والا بن جا پانچواں نہ بننا ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔

☆ ليس من امتي من لم يعجل كبيرنا و يرحم صغيرنا و يعرف لعالمنا حقه (مجمع الزوائد - ۱/۱۲۷)

ترجمہ: جس شخص نے بڑے کا احترام چھوٹے پر رحم اور ہمارے عالم کے حق کو نہ پہچانا وہ میری امت سے نہیں۔

☆ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة لا يستخف بهم الامنافق ذو الشبهة في الاسلام
و ذو العلم و امام مقسط (مجمع الزوائد: ۱/۱۲۷)

ترجمہ: سرکارِ دو عالم ﷺ فرمایا: بوڑھا، صاحبِ علم اور عادل بادشاہ کو سوائے منافق کے کوئی حقیر نہیں سمجھتا۔

آقا آپ کی اونچی شان
جس پہ سایہ نعل تیری کا
آقا کا جو غلام ہوتا ہے
سارے جگ میں اے ثاقب
ثنا خوان آپ کا قرآن
سارے جگ کا وہ سلطان
وہ قابلِ احترام ہوتا ہے
اس کا اونچا نام ہوتا ہے

خدا کے مقبول بندے

☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

من یرد الله به خیر یفقہه فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی (متفق علیہ و ہذا لفظ البخاری)
اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں
جبکہ دیتا اللہ ہے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: من خرج فی طلب العلم کان فی سبیل اللہ

حتی یرجع او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام (رواہ الترمذی وحسنہ و الطبرانی)

جو شخص حصولِ علم کے لئے نکلا وہ اس وقت تک اللہ کی راہ میں ہے جب تک کہ وہ واپس نہیں لوٹا۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

الا ان الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیہا الا ذکر اللہ و ما والاہ و عالم او متعلم (او کما قال علیہ
الصلوٰۃ والسلام) (رواہ الترمذی وحسنہ و ابن ماجہ)

اللہ کا ذکر اور اس کا دم بھرنے والے اور عالم اور طالبِ علم ان کو چھوڑ کر بقایا دنیا و مافیہا سب ملعون ہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

من تعلم علما مما یتغنی بہ وجہ اللہ، لا یتعلمہ الا لیصیب بہ عرضا من الدنیا لم یجد عرف
الجنة یوم القیامۃ یعنی دیکھا (رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ)

جس نے علم حاصل کیا جس سے اللہ کی رضا مندی حاصل کی جاتی ہے لیکن وہ یہ علم حصولِ دنیا کے لئے سیکھتا ہے تو
قیامت کے روز وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

☆ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا جن میں سے ایک

عابد تھا اور دوسرا عالم تو حضور ﷺ نے فرمایا۔

فضل العالم علی العابد، کفضلی علی ادناکم ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ و ملائکته و اهل السموات و الارضین حتی النملة فی جحرها و حتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر (او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام) (رواہ الترمذی وحسنہ الدارمی)

عابد پر عالم کی فضیلت اس طرح ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سے ایک ادنیٰ (صحابی) پر ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے (تمام) زمین و آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلیاں (بھی) اس شخص کے لئے رحمت مانگتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

من سلك طريقا يتقى فيه علما سلك الله له طريقا الى الجنة و ان الملائكة لتضع اجنحتها رضاء لطالب العلم: و ان العالم يستغفر له من في السموات و من في الارض حتى الحيتان في الماء و فضل العالم علی العابد، کفضل القمر علی سائر الكواكب، ان العلماء ورثة الانبياء ان الانبياء لم يورثوا دينار ولا درهما انما وروثوا العلم فمن اخذ به اخذ بحظ وافر

(رواہ ابو حنیفہ و الترمذی و اللفظ لہ)

جو آدمی طلب علم میں کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے اور بے شک فرشتے طالب علم کی رضا کے حصول کے لئے اس کے پاؤں تلے اپنے پر بچھاتے ہیں اور عالم کے لئے زمین و آسمان کی ہر چیز یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے بے شک علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ بے شک انبیاء کرام کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتی بلکہ ان کی میراث علم ہے پس جس نے اسے پالیا اسے بہت بڑا حاصل گیا۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان مثل العلماء فی الارض کمثل النجوم فی السماء یهتدی بها فی ظلمات البر و البحر فاذا

انطمت النجوم اوشك ان تضل الهداة (رواہ احمد باسنادہ و الدیلمی)

علمائے کرام زمین میں ان ستاروں کی طرح ہیں جن کے ذریعے بحریہ کے اندھیروں میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے اور اگر ستارے غروب ہو جائیں تو قریب ہے کہ مسافروں کو راستہ دکھانے والے رہنما بھٹک جائیں۔ (یعنی علمائے کرام نہیں ہوں گے تو عوام گمراہ ہو جائیں گے)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

العلم علما فی القلب فذلک العلم النافع و علم علی اللسان فذلک حجة اللہ علی ابن

آدم۔ (رواہ الدارمی و المنذری باسناد صحیح)

علم دو (طرح کے) ہیں۔ ایک علم دل میں ہوتا ہے اور یہ علم نافع ہے اور ایک علم زبان پر ہوتا ہے یہ ابن آدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

ایک اور روایت میں ہے

العلم علمان: فعلم ثابت فی القلب و علم فی اللسان فذلک حجة علی عبادہ (رواہ الدیلمی والبیہقی)

علم دو (طرح کے) ہیں: ایک علم دل میں راسخ ہوتا ہے اور ایک علم زبان پر (جاری ہوتا) ہے پس یہ علم اللہ کے بندوں پر رحمت ہے (یعنی اگر صحیح عمل نہیں کریں گے تو یہ ان کے خلاف گواہ ہوگا۔)

تمام تعریفیں اس علام الغیوب کے لئے ہیں.....

جس نے علماء کو اعلیٰ اور بلند مراتب پر فائز فرمایا اور اس نے جب اپنے اسماء و صفات کے اسرار کی سمجھ کے لئے نہیں چن لیا تو مراتب کو ان کے لئے پست کر دیا اور انہیں احوال معرفت کے لئے جھکا دیا۔ ان کی عقلوں کے موتیوں کو (کھرے کھوٹے کی) تمیز کے دھاگے میں مضبوطی سے پرو دیا۔ ان کی نشانیاں تمام عالم میں پھیلا دیں۔ ان کی قلموں سے حکمتوں کے چشمے جاری کر دیئے۔ تو ان میں سے ہر کوئی اپنے مذہب (یعنی فقہ) کے مطابق لکھتا ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت علیہ الرحمہ نعمت الہی عزوجل اور علم وفہم میں اس گروہ علماء کے بادشاہ ہیں اور حضرت سیدنا امام مالک بن انس علیہ الرحمہ اس گروہ میں فضل و کمال میں فائق ہیں۔ انہوں نے حدیث پاک کی راہ ہموار کی اور اپنے حصے کے احکام مرتب فرمائے اور حضرت سیدنا امام شافعی علیہ الرحمہ علم کی بہت زیادہ چاہت رکھنے والے ہیں اور انہوں نے علماء کو علم سے بڑا حصہ پہنچایا اور حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ علماء کے سردار ہیں، ان پر اعتماد کیا جاتا ہے پس وہ اپنے پاس کسی غم سے نہیں گھبراتے اور یہ تمام اہل علم اپنے مالک و مولیٰ عزوجل سے اپنی نیک طلب کے پورا ہونے کے انتہائی خواہش مند اور اس فرمانِ ذیشان کی عملی تفسیر ہیں جو اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ پر نازل فرمایا ہے: **وقل رب زدنی علما** (پ ۱۶، ط ۱۱۳) اور **عرض کرو کہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے۔**

آن امانے کہ کردند اجتہاد رحمت حق بر روان جملہ باد

جہاں پاک اماں کیتی کوشش دین و چالے

سمناں دے روح او پر ہو دے رحمت رب او جالے

بو حنیفہ بد امام باصفا آن سراج امتان مصطفیٰ

حضرت بو حنیفہ رہبر حسن اہل صفائی

دیوے امت پاک نبی ﷺ دے کیتی جگ روشنائی

بادِ فضلِ حقِ قرینِ جانِ او شاد بادِ ارواحِ شاگردانِ او

ہووے ساتھی جانِ اونہاندا فضلِ خداوند والا

نالے سب شاگردِ اونہاندے خوش روح ہوون شالا

صاحبش بو یوسفِ قاضی شدہ وز محمد ذوالمننِ راضی شدہ

اول خاص شاگردِ اونہاندا ہو یا یوسفِ قاضی

ہور محمد ﷺ جس تھیں ہو یاپاکِ خداوندِ راضی

شافعی و ادریس و مالکِ بازفر یافتِ ذیشانِ دینِ احمدِ زیبِ دفر

شیخِ شافعی ادریس او جالے مالکِ زفرِ سہارے

خاصِ اونہاں تھیں دینِ محمدی ﷺ پائے شانِ نیارے

احمدِ حنبل کہ بود او مردِ حق درہمہ چیزِ ازہمہ بردہ سبق

احمدِ حنبلِ مردِ خدا ہو یا شانِ اوجالا

سب چیزاں وچہ سب اماموںِ سبقت لینے والا

روحِ شانِ دِ رصدرِ جنتِ شادباد قصرِ دینِ از علمِ شانِ آباد باد

روحِ اونہاندی خوشِ عدن وچہ ہوون فضلِ غفاروں

خوش دے اسلامی بنگلہ علمِ انہاندے پاروں

میں اللہ عزوجل کی ایسی حمد بجالاتا ہوں جس کے ذریعے اخلاص کا کچھ حصہ پانے میں کامیاب ہو جاؤں اور میں اس کلمہ "لا الہ

الا اللہ وحدہ لا شریک لہ" (یعنی اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں) کی

گواہی دیتا ہوں تاکہ اس کے ذریعے اپنے گناہوں کو مثالوں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ اللہ عزوجل

کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ جن کی شریعت کے طفیل اللہ عزوجل نے دلوں سے غم دور فرمادیے۔ آپ پر درود و سلام ہو اور آپ

ﷺ کی آل و اصحاب، ازواجِ مطہرات اور اولادِ امجاد پر رحمت و سلامتی نازل ہو جن کو اللہ عزوجل نے فضل و شرف کے آسمان پر

ستاروں کی مانند طلوع فرمایا۔

چاند تاروں میں تو پھول میں خار میں تو

تو پس ظلمتِ شبِ صبح کے انوار میں تو

از سمکِ تابہِ فلکِ تیرے ہی جلوے ہر سو ریگِ صحرا میں بھی تو شمسِ طرہدار میں تو

تو خداوند ہے خالق ہے ہر اک شے کا تو ہی جلوہ گر آپ ہے خود اپنے ہی شاہکار میں تو

تو دعاؤں میں نغاں میں تو مناجات میں تو گریہ شب میں ہے آہِ دل بیمار میں تو

اپنا عابد کیا مجھ پر یہ کرم ہے تیرا
میرے افکار میں، الفاظ میں، اشعار میں تو

ولو ان اهل العلم صانوه صانهم ولو عظموه في النفوس لعظما
اغرسه عزا واجنيه ذلة اذا فاتباع الجهل قد كان احزما
تعلم فليس المرء يخلق عالما وليس اخو علم كمن هو جاهل
وان كبير القوم لا علم عنده صغيرا اذا التفت عليه المحافل
هم القوم اذا عبث الزمان باهله كان المفر من الزمان اليهم
واذا اتيتهم لدفع ملمة جادوا عليك بما يكون لديهم

ترجمہ: اگر علماء کرام علم کی حفاظت کریں گے تو علم ان کی حفاظت کرے گا۔ اگر وہ دل سے اس کی تعظیم کریں گے تو یہ بھی ان کو عزت دے گا۔

کیا میں عزت کا بیج بو کر ذلت کا پھل توڑوں گا، اگر ایسا ہے تو جاہل کی اتنے میں ہی احتیاط ہے۔
اے بھائی علم حاصل کر کیونکہ انسان پیدائشی طور پر عالم نہیں ہوتا اور علم والا جاہل کی طرح بھی نہیں ہو سکتا۔
قوم کا بے علم سردار بہت چھوٹا ہے جبکہ لوگ اس سے وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب زمانہ لوگوں کو مصائب میں مبتلا کرے تو
مظالم سے بچنے کے لئے ان کی پناہ لی جاتی ہے۔

جب تو کسی مصیبت سے بچنے کے لئے ان کے پاس آئے گا تو وہ اپنے مال سے تجھ پر سخاوت کریں گے۔

اللہ تعالیٰ بہت وسیع علم والا ہے

العلیم کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے لئے عالم اور علم کے الفاظ بھی قرآن مجید میں آئے ہیں: وکنا بکل شیء عالمین اور ہم
ہر شیء کو جاننے والے ہیں۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ یعنی اللہ
خوب جانتا ہے کہ نبوت کا استحقاق اور اہلیت کس کو ہے اور کس کو نہیں۔ عمر اور مال سے کوئی شخص مستحق نبوت نہیں ہو سکتا۔ یہ نبوت کے
طلب گار (کفار مکہ، یہود و نصاریٰ) تو حسد، مکر اور بد عہدی وغیرہ قبائح افعال اور رذائل خصال میں مبتلا ہیں یہ کہاں اور نبوت کا
منصب عالی کہاں۔

اے خداوند! جو دنیا میں رکھا جائے مجھے کشور ایمان کی فرمانروائی دے مجھے
التجا کرتے یہ کتنے سال و ماہ گزرے مجھے دو جہاں میں حضرت عثمان کی رُو سے مجھے
مت نخل کرنا تو اس صاحب حیا کے واسطے

جو شخص یا علیم کا کثرت سے ورد کرے گا ان شاء اللہ اس پر اللہ تعالیٰ علم و معرفت کے دروازے کھول دے گا۔ اس اسم پاک کے
ساتھ تعلق پیدا کرنے والے پر لازم ہے کہ مالک حقیقی کو اپنی معروضات کا سننے والا یقین کر کے ہر وقت اس سے عرض و معروض کا

سلسلہ جاری رکھے۔ مطلب خواہ دنیا کا ہو یا دین کا، مادی ہو یا روحانی ہر شے کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ بہت پسند ہے جو اس سے مانگتا ہے۔ اس کی بارگاہ میں گڑگڑاتا ہے اور اس پر ایمان رکھتا ہو کہ میرا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ سن رہا ہے اور قبول فرما رہا ہے۔

مرے اعمال پر آئے تو اے رب جلیل ڈال دے دوزخ میں مجھ کو مالکا بے قال دقیل
ہو گئی بے شک گناہوں سے مری حالت ذلیل خذ بلطفک یا الہی من لہ زاد قلیل
مفلسا بالصدق یا تی عند بابک یا جلیل

علوم نبوت کا ایک جلوہ

وہ اللہ جواتے وسیع علم والا ہے اس نے اپنے محبوب ﷺ کو علوم کے خزانوں سے نوازتے ہوئے فرمایا۔
و علمک مالک تکن تعلم اور حضور علیہ السلام وہ خزانے اپنی امت کو صحابہ کرام کے توسط سے تقسیم فرمائے۔
سرکارِ دو عالم ﷺ کے زیر سایہ ”صفہ کا چبوترہ“ دنیا کا پہلا اسلامی مدرسہ تھا جس نے کرۂ ارض پر ایک بے مثال یونیورسٹی کا کام کیا اس یونیورسٹی میں علوم و فنون کے سب شعبے موجود تھے۔
ایک طرف ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم اس یونیورسٹی سے علمِ ان کا درس لے رہے تھے۔
تو دوسری طرف عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس یونیورسٹی سے قرآن و حدیث کا درس لے رہے تھے۔

حضرت معاذ بن جبل، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما اس یونیورسٹی سے قانون کا درس لے رہے تھے۔
حضرت امیر معاویہ اور عمر و بن عاص رضی اللہ عنہما سیاست کا درس لے رہے تھے۔
حضرت بلال حبشی اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما تصوف کا درس لے رہے تھے۔
حضرت خالد بن ولید اور عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہما پہلے سالاری کا درس لے رہے تھے۔
غرضیکہ اس صفہ یونیورسٹی میں بیک وقت ہر شعبہ زندگی کے متعلق درس دیا جا رہا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ قیامت تک کسی سائنسی شعبے میں بھی ایسی کوئی ریسرچ نہیں ہو سکتی جس کے متعلق میرے آقا سرکارِ دو عالم ﷺ اس صفہ یونیورسٹی میں بیٹھ کر اشارہ نہ فرما چکے ہوں۔

مثلاً کیمسٹری کے شعبے کو لیں میرے آقا چودہ صدیاں پہلے فرما چکے: الناس معادن کمعادن الذهب والفضة انسان میں معدنیات ہوتی ہیں جیسے سونا اور چاندی، سینکڑوں سالوں کی ریسرچ کے بعد کیمسٹری دان اس نتیجہ پر پہنچے کہ انسان میں تمام معدنیات پائی جاتی ہیں۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے اس پہلے اسلامی مدرسہ میں بیٹھ کر فرمایا: فرارک من الاسد۔ (کوڑھ والے سے یوں بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو) دنیا حیران ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہاں شیر سے تشبیہ کیوں دی؟ لیکن جب خوردبین

(جو ایک نکتہ دس ہزار گنا بڑا کر کے دکھاتی ہے) ایجاد ہوئی اور کوڑھ کی مرض کے جراثیم کو دیکھا گیا تو اس کی شکل شیر کی طرح تھی۔ قانون کے شعبے کو لیں میرے آقائے صفہ یونیورسٹی میں یہ درس دیا کہ لا تقض حتی تسمع کلام الآخر دوسرے کی بات سنے بغیر فیصلہ نہ کرو۔ مغرب کے قانون دانوں نے سینکڑوں سالوں کی کوششوں کے بعد آج وہی قانون پیش کیا۔

No Should be punished unheard

کسی کی بات سنے بغیر سزا نہ دی جائے۔

قانون ہی کے متعلق میرے آقائے صفہ یونیورسٹی میں یہ درس دیا کہ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر (گواہ مدعی کے ذمہ اور مدعی علیہ پر قسم ہے) مغرب کے قانون دان بھی اسی قانون کو آج ماننے پر مجبور ہوئے اور کہنے لگے:

Onus of proof lies upon complainant

ترجمہ: ثبوت کی ذمہ داری مدعی کے ذمہ ہے۔

باقاعدہ مدارس قائم کرنے والوں میں نظام الملک طوسی متوفی ۳۸۵ ہجری اور میر علی شیر نوائی متوفی ۹۰۶ ہجری کے نام سرفہرست ہیں۔

ان کے علاوہ بغداد کا جامعہ نظامیہ، نیشاپور، ہرات وغیرہ کے مدارس نمایاں ہیں۔ صرف جامعہ نظامیہ بغداد میں چھ ہزار سے زائد طلباء زیر تعلیم تھے۔ محقق طوسی نے جامعہ نظامیہ بغداد کے لئے دو لاکھ دینار کی رقم وقف کی۔ علامہ ابواسحاق شیرازی اس مدرسہ کے صدر تھے۔ میر علی شیر نوائی نے سینکڑوں مسجدیں اور مدرسے بنوائے۔ بغداد کی مستنصریہ یونیورسٹی تیرہویں صدی عیسوی میں عجائب روزگار میں سے تھی۔ یہ دینی مدارس عظمتوں کے پہاڑ تھے۔ غزالی، رازی، طبری، خوارزمی، کرخی، زکریا رازی، زہرا دی ایسے نامور صاحبان علم و فضل علماء کہ جن کا سکھ آج تک اہل یورپ کے دماغوں پر حاوی ہے۔ ان اکابر کی تعلیم کے سامنے آج کی جدید تعلیم کم تر نظر آتی ہے۔ یورپ کی موجودہ سائنسی ترقی مسلمان فضلاء کی مرہون منت ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں مشائخ کبار اور علماء حق نے بے شمار تعلیمی مراکز قائم کئے۔ بریلی شریف، خیر آباد، رام پور، ٹونک، دہلی، سہارن پور، الہ آباد، لاہور، ملتان، پشاور، بہاولپور جیسے کئی مقامات علم و عرفان کا مرکز رہے ہیں۔

سچ فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ (مجھے ہر نعمت) عطا فرماتا ہے اور میں (اس کی ہر نعمت) تقسیم کرتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں یہ حدیث محدثین نے باب انعم میں درج کی ہے لہذا ہر نعمت کہاں سے آگئی۔ میں کہوں گا علم سے بڑی کوئی نعمت ہے تو نباؤ اور پھر نہ عطا میں مفعول کا ذکر ہے اور نہ تقسیم میں اور مفعول کا ذکر نہ کرنا عموم پیدا کرنے کے لئے ہے۔ ولنعمہ ما قبل

دل کو کیف و سرور ملتا ہے . قرب رب غفور ملتا ہے
تجربہ ہے نبی کی چوکھٹ سے جو بھی مانگو ضرور ملتا ہے

اللہ تعالیٰ روزی تنگ کرنے والا اور فراخ کرنے والا ہے

القابض قبض سے ہے۔ جس کا معنی ہے تنگی نمودن اور الباسط بسط سے ہے جس کا معنی ہے فراخی کردن۔ یہ دونوں نام اگرچہ

قرآن پاک میں اسم کے طور پر استعمال نہیں ہوئے تاہم قرآنی آیات سے ان کا استخراج ہو سکتا ہے۔ واللہ یقبض ویبسط اور اللہ ہی ہے (جس کے لئے چاہے) روزی تنگ کرے اور (جس کے لئے چاہے) وسیع فرمائے۔ (تنگی و فراخی اس کے قبضہ میں ہے اور وہ اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کے ساتھ وسعت کا وعدہ فرماتا ہے۔ ان بابرکت اسماء کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نہ فراخ دستی میں اسراف کیا جائے اور نہ تنگ دستی میں دل تنگ ہو۔ صبر و شکر سے کام لیا جائے کیونکہ یہ دونوں طائر ایمان کے پر ہیں جو اس کو اڑا کر عرشِ معلیٰ تک پہنچا دیتے ہیں۔ جو شخص روٹی کے چار لقموں پر القابض لکھ کر چالیس دن تک کھائے گا وہ بھوک، پیاس اور زخم و درد وغیرہ سے انشاء اللہ محفوظ ہوگا اور جو شخص چاشت کی نماز کے بعد آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر روزانہ دس مرتبہ الباسط پڑھے گا اور منہ پر ہاتھ پھیرے گا اللہ تعالیٰ اس کو کبھی کسی کا محتاج نہیں کرے گا اور ان شاء اللہ وہ غنی ہو جائے گا۔

وقت ہے جاں کنڈنی کا اے خدا مشکل بڑا دل کا خوں ہوتا ہے آ جاتی ہے اک تن پر بڑا یہ نہیں معلوم اس دم ہو مرے احوال کیا بارگاہِ عالی میں تیری ہے میری یہ التجا ہووے حل مشکل مری مشکل کشا کے واسطے

سلمانے والا جگانے والا، تو ڈوبتوں کو بچانے والا

تمام تعریفیں اللہ عز و جل کے لئے ہیں جو اپنا ذکر کرنے والوں کا چہ چا کرتا ہے اور اپنا شکر کرنے والوں کا شکر قبول کرتا ہے۔ اس کی رحمت اول و آخر سب کو شامل ہے۔ اس کی نعمت مومن و کافر سب کی کفالت کرتی ہے۔ اس نے اپنی عبادت کے لئے اہل محبت کی آنکھیں بیدار فرمائیں۔ پس سعادت مند وہ ہے جس نے اس کی اطاعت میں شب بیداری کی۔ اس نے اہل محبت کو اپنی محبت میں مشغول کیا اور اس کی مشقت و تکلیف کو ان کے لئے لطف کا سامان کر دیا اور ان کے تقویٰ کی مہک نے دنیا کو خوشبودار اور معطر کر دیا۔ رات کے وقت جب لوگ غافل ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے قرب کی تنہائیوں میں اپنے پیاروں سے کلام فرماتا ہے۔ کتنی بڑی کامیابی ہے ان کی جن سے ان کا محبوب رات کی تنہائی میں ہم کلام ہوتا ہے۔ وہ اپنی خواہشات کے باغات کو اپنے غم کے بہتے آنسوؤں سے سیراب کرتے ہیں تو ان کے ایمان کی کیاریاں چمکدار اور ہری بھری ہو جاتی ہیں۔ وہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں رغبت کر کے اپنی خواہشات کی کھیتی برباد کرتے ہیں تو ان کا باغ تقویٰ آباد ہو جاتا ہے۔ اللہ عز و جل انہیں اپنے جمال کا مشاہدہ کرنے کے لئے بلاتا اور اپنے جود و نوال سے وافر حصہ عطا فرماتا ہے۔

پاک کی ہے اسے جو ہمیشہ سے عظمت و قدرت والا، حلم والا اور بخشنے والا ہے، مہربان ہے، اپنے بندوں کے گناہ چھپاتا اور اپنی غالب قوت سے نافرمان بندوں پر قہر و غضب فرماتا ہے۔ اپنے فیصلوں میں عدل و انصاف کرتا ہے، کسی سے ڈرتا نہیں، کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ جو اس کے ساتھ نیکیوں کا معاملہ کرتا ہے وہ اسے نفع بخشتا ہے حالانکہ وہ پہلے ناکام تھا۔ جو اپنی ذلت و محتاجی میں اس کی پناہ طلب کرتا ہے تو وہ اس کی کمزوری پر رحم فرماتا ہے اور اس کی محتاجی کو دور فرما دیتا ہے اور جو لاعلمی میں اس کی نافرمانی کر بیٹھتا ہے اور پھر اس کی بارگاہ میں اپنے اس برے فعل سے توبہ کرتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ جو اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہے وہ اسے اپنے فرشتوں کی مقدس جماعت میں یاد کرتا ہے۔ ”من تقرب منی شبرا تقربت منہ ذرا“ یعنی جو مجھ سے ایک

بالشت قریب ہو، میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔“ (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی حسن الظن، باللہ، الحدیث ۳۶۰۳، ص ۲۰۲۲) جو شخص سختی و مصیبت میں اس کو پکارتا ہے تو وہ اسے مشکل دور فرمانے والا اور ذلت و رسوائی میں مدد کرنے والا پاتا ہے۔ میں اول و آخر اللہ عز و جل کی حمد کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، یہ ایسی خالص گواہی ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور رسول ہیں اور رسول بھی ایسے کہ جن کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ خدا تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرمانے۔ آمین یا رب العالمین۔

زمین و فلک کو بنانے والا ہے راہِ حق پہ چلانے والا
ذرا سے پل میں عجب کرشمہ ستم کی آتش بجھانے والا
یہ چاند سورج یہ دشت و صحرا تو ہی ہے سب کو بنانے والا
ہے تیری قدرت تیرا کرشمہ زمیں پہ پودا اگانے والا
تیرے کرم کی کمی نہیں ہے تو سب کے دل میں سامنے والا
ہے ساری مخلوق تیری تابع تو ہی ہے سب کو چلانے والا
بھٹک گئے ہیں جو راستے میں تو ہی ہے رستہ دکھانے والا
ہے میرا مالک ہے میرا خالق سلانے والا، جگانے والا
کرے تیری حمد کیسے صفت تو ڈوبتوں کو بچانے والا
(صفت اللہ صدیقی)

اللہ تعالیٰ پست کرنے والا اور بلند فرمانے والا ہے

المخافض، خفض سے ہے جس کا معنی ہے پست نمودن یعنی نیچے کرنا اور الرفع رفع سے ہے جس کا معنی ہے بلند کرنا۔ یہ دونوں نام بھی بطور اسم قرآن پاک میں نہیں آئے لیکن بہت ساری آیات سے ان کا تمسک ہوتا ہے۔ (رفع جسمانی ان آیات میں ہے) و رفع ابوبہ علی العرش (حضرت یوسف علیہ السلام نے) اپنے والدین کو تخت کی بلندی پہ بٹھالیا۔ (یوسف) و رفعنا فوقہم الطور (النساء) ہم نے ان کے سروں پہ طور کو بلند کر دیا۔ بل، و رفعہ اللہ الیہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا۔ (نساء) و السماء رفعہا (الرحمن) اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بلند فرما دیا۔ (درجات و مناصب کا رفع ان آیات میں ہے و رفع بعضہم درجات (البقرہ) و رفعنا بعضہم فوق بعض۔ و رفعناک ذکرک (الانشارح) و رفع الدراجات (المؤمن) اس کے ساتھ الخافض کو ملائیں تو مفہوم یہ بنے گا کہ اللہ تعالیٰ ایک عالم کو تخت سے اتارتا ہے اور عادل کے سر پہ تاج رکھتا ہے۔ جاہل کو پستی میں گراتا ہے اور عالم کو بلندی نصیب فرماتا ہے۔ کفار کو اسفل السالین میں اور اہل ایمان کو اعلیٰ علیین میں بھیجتا ہے۔ شیطان و ہلعم بن ہاعور اس کی صفت خفض کا مظہر ہیں اور انبیاء و اولیاء و علماء اس کی شان رفع کا مظہر ہیں۔ ہلعم بن ہاعور کے بارے میں فرمایا و اتل علیہم نبأ الذی (الاعراف) اور اہل علم کے بارے فرمایا یرفع اللہ الذین اصعدوا

منکم والذین اتوا العلم درجات اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور علماء کے درجے بلند فرماتا ہے۔ جب ایمان و علم باعث رفعت ہیں تو ان کی ضدیں (کفر و جہل) باعث حقض ہوں گے۔ ان ناموں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والے کو چاہیے کہ انقلاب و حواث میں نہ گھبرائے اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف ملتی رہے جو بلند کرنے اور پست کرنے کی طاقتوں کا مالک ہے۔

مقصد دارین کر دے یا الہی سب حصول شر شیطان سے بچا لے ہوں بہت خاطر مول صاحب عفت ہیں اور میں گلشن عصمت کے پھول بلبل باغ مدینہ قرۃ عین رسول یعنی بی بی فاطمہ خیر النساء کے واسطے

جو شخص روزانہ پانچ سو مرتبہ یا خافض پڑھا کرے ان شاء اللہ اس کی حاجات پوری ہوں گی اور مشکلات دور ہوں گی، جو شخص تین روزے رکھے اور چوتھے دن ایک جگہ بیٹھ کر ستر مرتبہ الخافض پڑھے گا ان شاء اللہ دشمن پر فتح یاب ہوگا۔ جو شخص ہر مہینے کی چودھویں رات کو آدھی رات میں سو مرتبہ الرفع پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے مخلوق سے بے نیاز اور مالدار فرما دے گا۔

ہے بھروسہ فضل پر تیرے خداوند کریم ہے ترا بندہ تو ہے ماں باپ سے بڑھ کر رحیم ہو گئی حالت گناہوں سے بہت اس کی سقیم ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم

انہ شخص غریب مذنب عبد ذلیل

اللہ تو نے خاک کو انساں بنا دیا

سب خوبیاں اللہ عز و جل کے لئے جو اپنی وحدانیت (یعنی ایک ہونے) میں مضبوط و طاقتور ہے۔ پس وہ واحد و غالب ہے۔ وہ اپنی ازلیت (یعنی ہمیشہ سے ہونے) میں یکتا و بے مثل ہے۔ اس نے سارے جہان کو حیرت دے بسی کے سمندر میں غرق کر دیا۔ اس نے موجودات کو حکمت سے بنایا اور اس کے بنانے کی حکمت میں کوئی عیب ہے نہ کمزوری۔ اس نے آسمانی پوشاک کو خوبصورتی اور عمدہ و احسن طریقے کے ساتھ چمکتے ستاروں سے زینت بخشی۔ اس کے سامنے چاند اور سورج کے نقش بنائے گویا کہ خالص چاندی اور خالص سونا ہے۔ شہاب ثاقب (یعنی ٹوٹنے والے چمکدار ستارے) کے ذریعے چوری چھپے سننے سے مکمل حفاظت فرمائی اور اسے نگاہ عبرت رکھنے والے عقلمندوں کے لئے نشانی بنایا۔ اس نے پانی کی تہہ پر زمین کو بچھایا اور اسے اپنی قدرت کاملہ سے بہترین طریقہ پر نمایاں فرمایا اور پہاڑوں کی میخوں کے ذریعے اسے قرار بخشا اور مردانِ غیب (اولیاء کی ایک قسم)، اقطاب اور مخلص نیکوکاروں کا اسے مسکن بنایا اور ان خاص بندوں کو عزت و کرامت کی خلعت (عطیہ) عطا فرمائی۔ دنیا کو ان سے پھیر دیا تو وہ نہیں جانتے کہ ”مال بچانا اور جمع کرنا“ کسے کہتے ہیں۔ اللہ عز و جل نے انہیں، اشارہ و کنایہ کو سمجھ جانے والوں کے لئے حق کو قائم کرنے والے خلفاء بنایا اور ان میں سے بعض کو اپنی مملکت میں نرمی و آسانی اور اپنے بندوں کو نصیحت کرنے کے لئے خاص فرمایا۔

اللہ تو نے خاک کو انساں بنا دیا انسان کیا بنایا مسلمان بنا دیا
بیرنگیوں پہ میں تیری قربان اے خدا نیرنگ وہ دکھائے کہ حیراں بنا دیا
حیرت بڑھائی شیشہ سی تصویر کی کبھی کہ آئینہ کو عکس سے حیراں بنا دیا

آسانیاں کسی کے لئے مشکلیں ہونیں دشوار کام کو کہیں آساں بنا دیا
 جھکتے ہی سر کے عرش پہ پڑنے لگی نظر عاشق کا دور بین گریباں بنا دیا
 محمل میں تمکنت کی جو لیلیٰ کو دی جگہ مجنوں کو گرد باد بیاباں بنا دیا
 مڑگاں کو خونِ دل سے کیا شاخِ گل کبھی اشکوں سے آنکھ کو کبھی نیساں بنا دیا
 آساں کے ساتھ ساتھ بنائی ہیں مشکلیں مشکل کے ساتھ ساتھ ہی آساں بنا دیا

غنچے نے لب ہلائے تھے ٹکڑے دھن ہوا
 زگس نے آنکھ کھولی تھی حیراں بنا دیا

حضرت شیخ محمد ابراہیم آزاد (انتخاب از دیوان آزاد)

اللہ تعالیٰ عزت و ذلت دینے والا ہے

المعز، المذل، یہ دونوں نام بھی قرآن مجید میں بطور اسماء نہیں آئے لیکن قرآن مجید کی اس آیت سے مستخرج ہیں۔ وتعوذ من تشاء وتذل من تشاء اور توجسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ (ال عمران: ۲۶) فتح مکہ کے وقت حضور علیہ السلام نے اپنی امت کو ملک فارس و روم کی سلطنت کا وعدہ دیا تو یہود و منافقین نے اس کو بہت بعید سمجھا اور کہنے لگے کہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کہاں فارس و روم کے ملک جو نہایت زبردست اور محفوظ ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آخر کار حضور علیہ السلام کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔

یاد رہے عزت و ذلت کا مفہوم کبھی حکومت اور فقدانِ حکومت ہوتا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیت کا ابتدائی حصہ اس طرح ہے تو تى الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء اور کبھی عزت و ذلت کا مفہوم اللہ کی پسندیدگی و ناپسندیدگی ہوتی ہے جیسا کہ رئیس المنافقین نے مال و زر کو عزت و ذلت کا معیار قرار دیا تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ منافقون میں اس کی تردید کرتے ہوئے ایمان کو وسیلہ عزت قرار دیا۔ ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين عزت اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے لئے ہے لیکن منافقوں کو خبر نہیں۔ (اس آیت کے نزول کے چند ہی روز بعد ابن ابی منافق اپنے نفاق کی حالت میں مر گیا) جو شخص جمعہ یا پیر کے دن بعد نماز مغرب چائیس مرتبہ یا معز پڑھا کرے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں میں باعزت و باوقار بنا دے گا اور جو شخص پچھتر مرتبہ یا نازل پڑھ کر سربجو دہو کر دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ان شاء اللہ حاسدوں، ظالموں اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اگر کوئی خاص دشمن ہو تو سجدہ میں اس کا نام لے کر کہے کہ اے اللہ مجھے فلاں ظالم یا دشمن کے شر سے محفوظ رکھ، ان شاء اللہ اس کی دعا قبول ہوگی۔

عرض ہے اس بے نوا کی تجھ سے رزاق العباد کر عطا اعمال صالح رزق کا ہو درکشاد
 دور کر لے مجھ سے غم دنیا کا ہے یہ بدنہاد دے خوشی دل کو مرے سربز کر نکل مراد
 اس جگر خستہ حسن صاحبِ اے کے واسطے

ہے خدا وحدہ لا شریک لہ

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے راہِ سلوک پر چلنے والے ہر شخص کے لئے اپنی معرفت کے راستے واضح فرمائے۔ وہ عظمت و کبریائی اور اقتدار میں بیکتا ہے۔ وہ ایسا معبود برحق ہے جس کا کوئی وزیر ہے نہ بیوی اور نہ ہی کوئی شریک۔ وہ بے نیاز ہے۔ جسم و جوہر اور عرض سے پاک ہے۔ اس کے لئے فنا ہے نہ موت۔ جو ہو چکایا آئندہ ہوگا اور جو بات سینے میں ہے اور جو تیرے لئے لکھ دیا گیا ہے وہ سب کو جانتا ہے۔ وہ ایسا بصیر ہے کہ انتہائی سیاہ رات میں رحم کی تاریکی میں بچے کی غذا دیکھ لیتا ہے۔ وہ ایسا سمیع ہے جو ہر ایک کی پکار بھی سنتا ہے اور الفاظ و اقوال ادا کرتے وقت جو ہونٹ ہلتے ہیں اس کو بھی سنتا دیکھتا ہے۔ خیر و شر اسی کے ارادہ کے تابع ہے۔ وہ عرش پر اپنی شان کے مطابق متمکن ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا، نہ کہ جیسے تیرے دل میں کھٹکے۔ اس کے لئے اترنا، چڑھنا اور حرکت کرنا نہیں اور جو دل میں گمان گزرتا ہے وہ اس سے پاک ہے۔ یہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ اسی پر امام اعظم ابو حنیفہ، امام احمد، امام شافعی اور امام مالک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین متفق ہیں۔

اے بندہ خطار کار! اٹھ اور اپنے مالک حقیقی کے حضور جبین نیاز جھکا دے اور اپنی محتاجی میں اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کی بارگاہ میں اپنی بگڑی ہوئی حالت سنوارنے کی درخواست کر کہ وہ تیری حالت خوب جانتا ہے۔ تنگی و خوشحالی میں اس کی تعریف کر اور مصیبت و کشادگی میں اس کا شکر ادا کر اور اس بات کی گواہی دے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ عزت والا اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور یہ بھی گواہی دے کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ عزوجل کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ اللہ عزوجل آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے آل و اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

معتقد اس کے ہیں زاہدانِ نکو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
عین ایمان دنیا میں ہے سو بسو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
انبیاء نے یہ تلقین کی چار سو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
ہے رسول خدا کی یہی گفتگو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
طائروں کی زباں پر ہے یہ کو بکو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
قمریاں پڑھ کے کہتی ہیں ”حق سرہ“ ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
ہر کبوتر کی ہے یہ صدائے نکو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
نغمہ برب ہے ہر طائر خوش گلو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
ہر نمازی پڑھے پہلے کر کے وضو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
پھر کرے ذکر حق بیٹھ کر قبلہ رو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ

اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا ہے

السمیع۔ اللہ تعالیٰ کے مشہور اسماء مبارکہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اقوال، الفاظ، کلمات اور عبارات کا سننے والا ہے۔ ان

ربی لسمیع الدعاء قرآن پاک میں یہ اسم مبارک چودہ مقامات پر عظیم کے ساتھ آیا ہے، پانچ جگہ بصیر کے ساتھ اور ایک جگہ قریب کے ساتھ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک ہی وقت میں کروڑوں آوازوں کو سنتا ہے۔ کروڑوں آوازیں اور لاکھوں لغات و لاتعداد معروضات اس کی سماعت میں خلل انداز نہیں ہوتیں بلکہ وہ ذات تو درند پرند چرند، وحش و طیور اور بے زبانوں کی بھی سنتا ہے۔ اس اسم مبارک سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی معروضات کا سننے والا یقین کرے اور اس سے عرض و معروض کا سلسلہ جاری رکھے۔ قرآن مجید میں ہے: **وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ اجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ** (البقرہ: ۱۸۶) اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

جو شخص جمعرات کے دن چاشت کی نماز کے بعد پچاس، سو یا پانچ سو مرتبہ یا سب سے بڑھے گا ان شاء اللہ اس کی دعائیں قبول ہوں گی لیکن پڑھنے کے درمیان کسی بات نہ کرے اور جو شخص جمعرات کے دن فجر کی سنتوں اور قرضوں کے درمیان سو مرتبہ پڑھے گا ان شاء اللہ العزیز اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو نظر خاص سے نوازے گا۔

روز روشن تیرہ کاری سے اندھیرا ہے مجھے آسرا گرھے خداوند! تو تیرا ہے مجھے سخت موذی ہے یہ دشمن نفس میرا ہے مجھے ہر طرف سے فوج غم نے آ کے گھیرا ہے مجھے دے پناہ یارب شہید کربلا کے واسطے

ڈھونڈتا ہے اسے فلسفی بے دماغ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں میں سے جسے چاہا اسے اپنی عبادت کے لئے پسند فرمایا اور اپنے پسندیدہ بندے کو اپنی بارگاہ اقدس کی طرف مائل فرمایا تو بندے نے بھی اس کی طرف مائل ہونے اور اطاعت کرنے میں جلدی کی اور اس نے اپنے چاہنے والے بندہ کی ٹھہری ہوئی ہمتوں کو حرکت دی تو یہ اس کے حصول مراد کا سبب بن گیا اور اس نے بندے سے ان رکاوٹوں کو دور کر دیا۔ اسے دوری کے بعد قرب بخشا۔ رات کے آخری حصوں میں اسے ہم نشینی کا شرف عطا فرمایا۔ اسے اسرار و رموز پر مطلع کیا اور بندہ محض اپنی خواہش و کوشش سے اس مقام تک نہیں پہنچا اور اسی نے اسے اس بات کی توفیق دی جو اس تک پہنچاتی ہے اور اسے اپنی ہدایت کے راستہ پر گامزن کیا اور جب اسے اپنے عہد اور محبت کی حفاظت کرنے والا پایا تو اس کے دل کو اپنی محبت و چاہت سے بھر دیا اور اس پر اپنے فضل و انعام کے ذریعے تجلی فرمائی۔ جبکہ دوسری طرف غافل بندہ نیند اور آرام کی لذتوں میں منہمک ہے۔ حالانکہ وہ تو فرما رہا ہے کہ ”اے میرے بندے! سن! میں ہی تجھ پر تجلی فرمانے والا اور نگاہ کرم کرنے والا ہوں۔“ اور جسے یہ رتبہ مل گیا بلاشبہ وہ اپنا مقصود و سعادت مندی پانے میں کامیاب ہو گیا۔

اگر غافل بندہ جان لیتا کہ اس نے کیا کھویا تو وہ اکثر نوحہ کناں رہتا۔ اگر وہ محبوب کے اپنے دوستوں سے خطاب کو سن لیتا تو کبھی بھی وہ حسرت و یاس اس کے دل سے نہ نکلتی۔ اگر وہ جلوہ محبوب کا مشاہدہ کر لیتا تو جہان سے الگ ہو کر رہ جاتا۔ سبقت لے

جانے والے سبقت لے گئے اور کام تو پورا ہو چکا اور اس کا فرمانِ ذیشان ہے: ”واللہ یختص برحمۃ من یشاء ط“ (پا، البقرہ: ۱۰۵)

سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں وہم و گمان جس کا ادراک نہیں کر سکتے، نہ آنکھیں اس کا احاطہ کر سکتی ہے۔ نہ اسے آفات آتی ہیں نہ موت۔ اس نے کتاب کو نازل فرمایا، بادل برسایا، تر پھلوں کو خشک ٹہنیوں سے نکالا اور انسان کو خشک بجتی مٹی سے پیدا کیا جو اصل میں ایک سیاہ بودار گارتھی۔ وہ خود اپنی قدرتِ کاملہ کو یوں بیان فرماتا ہے: ”واذا قضی امر انا ما یقول لہ کن فیکون“ (پا، البقرہ: ۱۱۷) اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا، وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ اس کی قدرت سے سب کچھ پیدا ہوا۔ اس کی رحمت سے لگاتار نعمتیں ملیں۔ اس کی حکمت سے زمین و آسمان شق ہوئے۔ اس کی مشیت و ارادے سے سعادت و شقاوت لکھی گئی۔

ڈھونڈتا ہے اسے فلسفی بے دماغ، ذات حق کا ملے گا نہ اس کو سراغ
جلوہ فرما ہے نزدیک ہر گلو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
کیف و مستی کے عالم میں اہل صفا کرتے ہیں اس طرح ذکر حق بر ملا
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
اس کا بارانِ رحمت چمن در چمن اس کا بحر عطا ہر طرف موجزن
اس کا ہر غنچہ و گل میں ہے رنگ و بو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
اپنی رحمت سے انساں بنایا ہمیں دین بخشا مسلمان بنایا ہمیں
ہم کو بہتر عنایت کئے خلق و خو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
ذوق ذکر الہی اگر ہے تجھے عشقِ رُحمن اگر اے بشر ہے تجھے
نام اس کا نہ لے بندہ بے وضو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
ترکیہ نفس کا چاہتا ہے اگر، ہے اگر پاس احکام خیر البشر
قلب کو پاک رکھ دل کی کرشت و شو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
اس کی رحمت سے مایوس انساں نہ ہو یاد سے اس کی غافل مسلمان نہ ہو
اس کا فرمان ہے صاف ”لا تقنطوا“ ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
شغل حج و زکوٰۃ اور صوم و صلوٰۃ اہل ایمان کی حق میں ہے راہِ نجات
اس عبادت سے ہے مرد حق کی آبرو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ

اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھنے والا ہے

البصیر بصر سے ہے جس کا معنی ہے وہ قوت جو مشہودات کا ادراک کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمام مبصرات و مدرکات و

مشہودات کا ادراک حاصل ہے۔ لیکن اس کا بصیر ہونا صفت بصر سے ہے نہ کہ صرف ادراک ہی سے۔ وہ الوان و اجسام، افعال و اعمال، ہیات و اشغال کا دیکھنے والا ہے یعنی ہر وہ شے جس کا تعلق دیکھنے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھنے والا ہے۔ یہ اسم پاک قرآن مجید میں کہیں تو سمیع کے ساتھ آیا ہے اور کہیں خبیر کے ساتھ۔ اللہ وہ ہے کہ ابصار کو تو اس کا ادراک نہیں لیکن اسے ابصار کا ادراک حاصل ہے۔ فرمایا لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار (الانعام) آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں۔ ادراک کے معنی ہیں مرنی کے جوانب و حدود پر واقف ہونا اسی کو احاطہ کہتے ہیں۔ ادراک کی یہی تفسیر حضرت سعید ابن مسیب اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اور جمہور مفسرین ادراک کی تفسیر احاطہ سے فرماتے ہیں اور احاطہ اسی چیز کا ہو سکتا ہے جس کے حدود و جہات ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے حدود و جہات محال ہے تو اس کا ادراک و احاطہ بھی ناممکن یہی مذہب ہے اہل سنت کا۔ خوارج و معتزلہ وغیرہ گمراہ فرتے ادراک اور رؤیت میں فرق نہیں کرتے۔ اس لئے وہ اس گمراہی میں مبتلا ہو گئے کہ انہوں نے دیدار الہی کو محال عقلی قرار دے دیا، بخلاف تمام موجودات کے باری تعالیٰ بلا کیفیت و جہت جانا جاسکتا ہے ایسے ہی دیکھا بھی جاسکتا ہے کیونکہ اگر دوسری موجودات بغیر کیفیت و جہت کے دیکھی نہیں جاسکتیں تو جانی بھی نہیں جاسکتی۔ راز اس کا یہ ہے کہ رؤیت و دید کے معنی یہ ہیں کہ بصر کسی شے کو جیسی کہ وہ ہو دیا جانے تو جو شے جہت والی ہوگی اس کی رؤیت و دید جہت میں ہوگی اور جس کے لئے جہت نہ ہوگی اس کی دید بے جہت ہوگی۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنین کے لئے اہل سنت کا عقیدہ اور قرآن و حدیث و اجماع صحابہ و سلف امت کے دلائل کثیرہ سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا وجوه يومئذ ناظرة الى ربها ناظرة اس سے ثابت ہے کہ مومنین کو روز قیامت ان کے رب کا دیدار میسر ہوگا۔ اس کے علاوہ اور بہت آیات، صحاح کی کثیر احادیث سے ثابت ہے اگر دیدار الہی ناممکن ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام دیدار کا سوال نہ کرتے رب ادنی انظر اليك اور ان کے جواب میں ان استقر مكانه فسوف تدراني نہ فرمایا جاتا۔ ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ آخرت میں مومنین کے لئے دیدار الہی شرع میں ثابت ہے اور اس کا انکار گمراہی۔ (خزان العرفان) اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والے پہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بصیر جانتا ہو ایسے افعال کا ارتکاب نہ کرے۔ کسی دیکھنے والے کے سامنے نہیں کر سکتا۔ اپنا قلب اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں دے دے اور پھر دیکھے کہ دل اور معتقدات دل کس حد محفوظ ہو گئے ہیں۔ جو شخص نماز جمعہ کے بعد سو مرتبہ یا بصیر کا وظیفہ کرے گا ان شاء اللہ العزیز اس کی نگاہ میں روشنی اور دل میں نور پیدا ہوگا۔

حب دنیا سے چھڑا کر عشق میں کر اپنے محو جز تیرے ہو جائے سب کچھ دل سے اس عاشق کے محو

کر گناہ عاصی کے اپنے فضل اور رحمت سے محو منہ عصیان و نسیان و سہو بعد سہو

منك احسان و فضل بعد اعطاء جزیل

اللہ تعالیٰ حاکم مطلق ہے

الحکم: حکم سے ہے جس کا معنی ہے فرمان اور الحکم کا معنی ہے فرمان و حندہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے الفہم اللہ ابتلی

حکما وهو الذی انزل الیکم الکتب مفصلاً (انعام: ۱۱۴) تو کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کا فیصلہ چاہوں اور وہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری یعنی قرآن مجید۔ جس میں امر و نہی، وعدہ و وعید اور حق و باطل کا فیصلہ اور میرے صدق کی گواہی اور تمہارے افتراء کا بیان ہے۔ حضور علیہ السلام سے مشرکین کہا کرتے تھے کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان ایک حکم مقرر کیجئے ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس اسم پاک سے تعلق قائم کرنے والوں پہ لازم ہے کہ معاملات باہمی میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر عمل کریں۔ اس طرف معاملات قلبی میں بھی اللہ ہی کے فیصلے پر رضا مند رہیں۔ جو شخص اخیر شب میں ننانوے مرتبہ با وضو یہ اسم پڑھے گا ان شاء اللہ اس کا دل انوار و اسرار کا محل ہوگا اور جو شخص جمعہ کی رات یہ اسم اتنا پڑھے کہ بے حال و بے خود ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو کشف و الہام سے نوازے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

اللہ تعالیٰ عدل و انصاف فرمانے والا ہے

العدل، مصدر بمعنی اسم فاعل ہے۔ عدل کا لغوی معنی ہے برابر کرنا اور عادل وہ ہے جو فریقین کے حقوق میں برابری کرتا ہے۔ اس معنی میں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے مستعمل نہیں ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ العدل ہے کہ اس نے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے۔ ان اللہ یا مر بالعدل و الاحسان (النحل) بے شک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے انصاف و نیکی کا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں عدل تو یہ ہے کہ بندہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دے نیز فرمایا عدل شرک کا ترک کرنا ہے۔ ایک روایت میں ہے عدل توحید ہے اور احسان اخلاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام چونکہ عدل پر مبنی ہیں۔ اس لئے اس کا نام العدل ہے۔ اللہ تعالیٰ ظلم سے مبرا ہے۔ وما انا بظلام للعبید۔ ظلم کا معنی ہے غیر محل میں کسی چیز کا رکھنا لہذا اللہ العدل ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے جملہ احکام و افعال استقامت و اعتدال پر ہیں۔ اس اسم سے تعلق پیدا کرنے والے پر لازم ہے کہ ظلم و زیادتی سے بچا رہے۔ معاملات و کاروبار میں اعتدال رکھے۔ صرف جھگڑوں میں ہی نہیں کھانے پینے سونے جاگنے بولنے چپ رہنے ذکر و فکر اور آرام کرنے میں بھی اعتدال پہ قائم رہے۔ اعتدال کو بھولنے والا ملول و مذموم قرار پاتا ہے۔ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات روٹی کے بیس ٹکڑوں پر العدل لکھ کر کھانے سے اللہ تعالیٰ مخلوق کو اس کے لئے مسخر فرما دے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ بڑا لطف و کرم فرمانے والا ہے

اللطیف: لطف سے ہے جس کا معنی ہے گفتار و کردار میں مہربانی اور نرمی۔ اللہ تعالیٰ لطیف ہے کیونکہ اس کے تمام اقوال و افعال بندوں پر رفق و مہربانی کے ہیں، اس کے لطف صوری نے اشیائے مادیہ، صور جمیلہ، ہیأت موزوں، اجسام لطیفہ، اجزا ک نورانیہ کو خوشنمائی، تناسب، نورانیت، موزونی اور رنگارنگی عطا فرمائی۔ اس کے لطف علمی نے علماء، حکماء، اولیاء انبیاء کو حسب مراتب عرفان علمی عطا فرمایا۔ اس کے لطف عملی نے صاحبان عقل کو معاش و معاشرت، اہل شعور کو آگاہی اور اہل تقویٰ کو بصیرت عطا فرمائی۔ اس کے لطف باطنی نے نیک نفس اور آزاد طبع لوگوں کو حظ وافر عطا فرمایا۔ اس کے لطف تکوینی نے موجودات کو فیضان و جود عطا کیا۔ اس کے لطف معنوی نے صالحین پر لطیفہ نور کا پر تو ڈالا، اس کے لطف دنیوی نے امراء و سلاطین کو ظاہری غلبے کے ساتھ نوازا اور اس کے لطف اخروی نے اہل قرب کو معیت، اہل ایمان کو نجات اور اہل احسان کو بقا بدرجہ اتم آخرت میں عطا فرمایا۔

اے میرے مطلوب دل مطلوب جاں اپنے ملنے کا بتا کوئی نشان
ہجر سے زیادہ مصیبت کچھ نہیں اس سے بہتر ہے کہ مر جاؤں کہیں
کیونکہ جو جاں واصل جاناں نہیں جان ہے جاں ایک جاں میں جاں نہیں
اے مرے محبوب اے میرے حبیب ہوں غم دوری سے مرنے کے قریب
جو نہ دے تو جان کو راہ وصال جان لے تجھ بن ہے جاں مجھ پر وبال
کب تلک یارب رہوں تجھ سے جدا جلوہ گر ہو مجھ کو کر مجھ سے جدا
دو جہاں سے کچھ نہیں مجھ کو طلب تجھ سے کرتا ہوں ولے تجھ کو طلب
یا الہی مجھ کو مجھ سے دور کر تاکہ دیکھوں تجھ سے تجھ کو اک نظر

لطیف کا ایک معنی ہے مخفی امور کو جاننے والا اور دقائق عجیب سے واقفیت رکھنے والا قرآن مجید میں ان ربی لطیف لہا یشاء، (یوسف) اللہ لطیف بعبادہ (الشوریٰ) انہی معنوں میں ہے۔ قرآن پاک میں اس کا استعمال اسم خبیر کے ساتھ ہوا ہے۔ ان اللہ لطیف خبیر (لقمان) وهو اللطیف الخبیر (الملک) جس کا معنی یہ ہے کہ وہ اسرار جو لوگوں کے سینوں میں مخفی ہیں ان کو بھی اللہ جانتا ہے اور وہ خبریں جو لوگوں میں اشاعت گرفتہ ہیں ان سے بھی باخبر ہے۔ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والے کے لئے لازم ہے کہ اللہ کی مخلوق کے ساتھ نرمی و مہربانی کی جائے اور مصیبت میں مبتلا کی مدد کرنے میں دریغ نہ کیا جائے۔ جو شخص ایک سو تینتیس مرتبہ یا لطیف کا ورد کرنے گا ان شاء اللہ اس کے رزق میں برکت ہوگی۔ اس کے تمام کام بخوبی پورے ہوں گے۔ فقر و فاقہ، دکھ بیماری، تنہائی و کمپرسی میں مبتلا شخص اچھی طرح وضو کر کے دو گانہ پڑھے اور اپنے مقصد و مطلب کو دل میں رکھ کر سو مرتبہ یہ اسم پڑھے تو انشاء اللہ مقصد پورا ہوگا۔

خوف رہتا ہے مجھے اکثر فشارِ قبر کا کیونکہ میں ہوں روسیاء و پرگناہ و پر خطا
اور بہت ہے تیرہ و تاریک اور وہ تنگ جا کون تجھ بن لے خبر عاصی، کی اس جا اے خدا
زودتر فریاد اس زین العباء کے واسطے

ایسے یکتا کے لئے ایسی ہی یکتائی ہو

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اولیاء کرام رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنی بادشاہی میں اعلیٰ بصیرت سے نوازا اور انہیں اپنی انوکھی نشانیاں دکھائیں اور ان کی ارواح کو اپنے محلِ قرب کی سیر کرائی اور ان کو متقی اور پار سالوگوں میں کیا اور اپنا مخلص بندہ بنا کر بزرگی اور اعلیٰ نسب سے مشرف فرمایا اور سخت تاریکی میں انہیں ثابت قدمی عطا فرمائی اور ان پر تاریکی طویل کر دی گئی اور قلموں کے لکھنے ہوئے پر انہیں مطلع فرمایا جبکہ قلموں نے کوئی بات نہ چھوڑی اور ان کے دلوں میں انوار داخل فرمائے جن کے ذریعے وہ عالم غیب کا مشاہدہ کرتے اور دور و نزدیک کی ہر چیز دیکھ لیتے ہیں اور ان پر کشف و اطلاع کا بھی احسان فرمایا جس کے ذریعے وہ ہر چھپی چیز کو دیکھ لیتے ہیں اور انہیں حسن و جمال، رعب و دبدبہ، قرابت اور تہذیب و شائستگی کا لباس پہنایا اور ان کے دل اپنی طرف متوجہ کر

لئے اور خوش بخت و سعید ہے وہ شخص جس کا دل اللہ عزوجل اپنی طرف مائل کر لے اور انہیں اپنے پاکیزہ خطاب سے نوازا جس نے ان کے رنج و غم دور کر دیئے۔ بے چینوں اور پریشانیوں کو ختم کر دیا اور جب یہ اس کی عبادت میں تھک گئے تو ان کو ایسی راحت پہنچائی کہ تھکن کا کوئی احساس ہی نہ رہا اور اللہ عزوجل نے سحر کی خلوتوں میں انہیں اپنا ہم نشین بنایا تو انہوں نے اپنا پاکیزہ وقت شب بیداری میں بسر کیا اور انہیں ”اہلا وسہلا مرحبا“ کی بشارتوں کے ساتھ اپنی بارگاہ میں بلایا اور سب سے لذیذ مشروب پلایا، ان پر محبوب حقیقی عزوجل نے تجلی فرمائی اور اپنی محبت میں قید دلوں کو اپنا جمال دکھایا۔

وہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا محبوب، ان کا ہم نشین، ان کا ہم نوا اور ان کا دوست ہے۔ بے شک اللہ عزوجل نے اپنی بارگاہ میں ان کے مرتبوں کو بلند فرمایا، جب وہ لوگوں سے چھپ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل کی بارگاہ اقدس میں قرب کی لذتیں پاتے ہیں اور جب لوگوں کے پاس تشریف فرما ہوتے ہیں تو ان سے عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل ان کے طفیل اہل زمین پر بارش برساتا ہے اور ایسی زمین سے گھاس اگاتا ہے جو گھاس اگانے کے قابل نہیں ہوتی، خشک اور قحط زدہ زمین سے سبزہ اگاتا ہے، ان کے صدقے دعائیں قبول ہوتی اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔ یہ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے ہیں، انہوں نے اپنے محبوب حقیقی عزوجل کی خاطر دنیا کو ترک کیا یہاں تک کہ ان کی نظر میں سونا اور پتھر یکساں ہو گئے اور انہوں نے ہر چیز کے بدلے رضائے الہی عزوجل کو اختیار کیا، یہ ارادہ کرتے ہی اپنا مقصد پا لیتے ہیں، جب رات ہوتی ہے تو اپنے دامن کو پکڑ لیتے اور اپنا محاسبہ کرتے ہیں اور جب رشوت خور غائب ہو جاتے اور پہرہ دار سو جاتے ہیں تو یہ اپنے محبوب حقیقی عزوجل کے قرب کے لئے بے چین و بے قرار ہو کر تڑپنے لگتے ہیں اور جب صبح ہوتی ہے تو مسلسل آنسو بہاتے ہوئے کہتے ہیں: ”کاش! رات نہ جاتی، کاش! وہ ٹھہر جاتی۔ کاش! دن کا اجالہ نہ ہوتا اور ہم اس کے نور کے جلوؤں میں بے رہتے۔“

دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

اللہ تعالیٰ ہر ایک سے باخبر اور آگاہ ہے

خبیر۔ خبر سے ہے یا خبرت سے جو جملہ اخبار غیب اور شہادت کی اطلاع پر حاوی ہو جو دنیا و آخرت کے احوال جانے جو جملہ وقائع کی خبر رکھے اور جو دانائی و زیر کی کا مالک ہو اسے خبیر کہتے ہیں۔ جب خبیر کے ساتھ علیم آئے تو علیم کا تعلق علم ذات سے اور خبیر کا دوسروں کے افعال سے ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں یہ لفظ کہیں بصیر کے ساتھ کہیں علیم کے ساتھ اور کہیں لطیف کے ساتھ آیا ہے اور یہ تمام اسماء اطلاع و خبر کے مختلف مدارج کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس اسم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں پہ لازم ہے کہ خبر و آگاہی حاصل کریں۔ ہمیشہ ذکر کریں، غرباء و مساکین کے احوال کی خبر گیری کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک جانے کی رسائی حاصل کریں کیونکہ اس کا اعلان ہے انا عند المنکسرة قلوبہم میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس رہتا ہوں۔ الرحمن فسنل بہ خبیرا (الفرقان) جو شخص رات دن تک اس اسم پاک کو بکثرت پڑھے گا ان شاء اللہ اس پر پوشیدہ راز ظاہر ہوں گے اور جو شخص خواہشات نفسانی میں گرفتار ہو وہ بکثرت اس اسم پاک کا ورد کرے ان شاء اللہ رہائی نصیب ہوگی۔

آہ سب لبو و لعب میں زندگانی کی بسر ہے وبالِ جرم میرے سر پہ حد سے بیشتر
نام تیرا ہے رحیم اے خالق جن و بشر میں بہت حیران ہوں کر رحم کی مجھ پر نظر
باقر و جعفر علی موسیٰ رضا کے واسطے

اے خدا اے مہرباں مولائے ما

یا اللہ عزوجل! عارفین معرفت کے ذریعے تجھ تک پہنچ گئے اور عبادت کی کثرت کرنے والے تیری بارگاہ میں کھڑے ہیں۔
اللہ عزوجل! متکبرین تیرے جلال کی ہیبت سے لرزتے ہیں، ظالم و جابر تیرے کمالِ اقتدار سے کانپتے اور تیرے جمال کا مشاہدہ
کر کے راحت پاتے ہیں۔ یا اللہ عزوجل! سوالی تیرے دروازے پر کھڑے ہیں، محبت کرنے والوں کے جگر تیری طلب میں پاثر
پاش ہوئے جاتے ہیں، قیام کرنے والے تیری مناجات کی لذت سے کامیابی کا ہار پہنتے ہیں، باعمل لوگ تیرے ثواب سے نفع من
ہوتے ہیں اور ہر لمحہ تجھے پیش نظر رکھنے والے تیرے قرب میں حاضر ہوتے ہیں۔

یا اللہ عزوجل! تیری بارگاہ میں گنہگار اپنے گناہوں پر نادم ہیں، نافرمان شرمسار ہیں، تیری کڑی نگرانی سے حیاء کے مارے سر
جھکائے کھڑے ہیں۔ خطا کار تیری ہیبت سے خاموش ہیں۔ خائفین تیری عظیم طاقت سے پارہ پارہ ہو رہے ہیں۔ یا اللہ عزوجل
اگر تو صرف عبادت گزاروں پر رحم فرمائے گا تو خوابِ غفلت میں سونے والوں پر رحم کون کرے گا؟ یا اللہ عزوجل! اگر تو صرف باعمل
بندوں پر ہی نظر رحمت فرمائے گا تو گنہگاروں کا کیا بنے گا؟ یا اللہ عزوجل! محتاجوں کی نہروں کو اپنے انعام کے سمندر سے جاری کر
دے۔ غم زدوں کے جگروں کو اپنے عفو و کرم کے پانی سے سیراب فرما دے۔ یا اللہ عزوجل! اپنی بارگاہ سے بھٹکے ہوؤں کو اپنی معرفت
کے دروازے کی طرف لوٹا دے اور بھٹکے ہوؤں کے دلوں کو اپنی مہربانی اور لطف و کرم کے انوار سے ہدایت عطا فرما۔ اے سب سے
بڑھ کر رحم فرمانے والے ہم سب کو اپنے سایہ عفو و کرم میں داخل فرما اور اپنی معرفت سے نواز دے۔ آمین
ہاتھ میں جامِ صہبائے توحید رکھ نصرت حق کی ہر وقت امید رکھ
ہوں گے ناکامِ اسلام کے سب عدو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
جو دل و جاں سے ہے مصطفیٰ کا غلامِ قلب میں جس کے ہے عشق رب انا م
حشر میں اے ضیاء ہے وہی سرخرو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ

(ضیاء دہلوی)

اللہ تعالیٰ بڑا بردبار (حلم والا) ہے

حلیم۔ حلم سے ہے جس کے معنی بردباری، آہستگی اور عقل و دانش ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اَم تَأْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ
بِهَذَا اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ (الطور: ۳۲) کیا ان کی عقلیں انہیں یہی بتاتی ہیں یا وہ سرکش لوگ ہیں (یعنی حضور علیہ السلام کو
ساحر کاھن اور مجنون کہنا عقل و دانش کے بالکل خلاف ہے اور طرہ یہ کہ مجنون بھی کہیں اور شاعر و ساحر بھی اور پھر اپنے عاقل ہونے
کا دعویٰ واقعی یہ عناد میں اندھے ہو رہے ہیں اور کفر و طغیان میں حد سے گزر گئے ہیں۔) اللہ تعالیٰ حلیم ہے کیا مطلب؟ تعیر اے

اعتبار یہ اس کی ذات میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے، غضب اس کی رحمت پہ غالب نہیں آ سکتا اور رحمت اس کی صفت غضب کے لئے مانع نہیں ہو سکتی۔ وہ معز و مذل ہے لیکن ہر دو اوصاف کے ساتھ غیر متغیر بھی۔ اللہ تعالیٰ حلیم ہے یعنی انتقام کے لئے جلدی نہیں کرتا اور گناہ کی سزا میں رزق بند نہیں کرتا۔ قرآن پاک میں یہ اسم پاک غفور، غنی، علیم اور شکور کے بعد آیا ہے۔ غفور کے ساتھ آنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ اس کی مغفرت بندے کو توبہ کی مہلت عطا کرتی ہے۔ غنی کے ساتھ حلیم کا مطلب یہ ہے کہ کفر و شرک کرنے والے حقیر و ذلیل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایذا دیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ حلیم ہے جو ان کو بھی مہلت دے رہا ہے۔ علم کے ساتھ حلم بردباری کی انتہا ہے، شکور کے ساتھ حلیم ہونے کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ اعمال حسد کو قبول کرتا ہے اور ان کو بڑھاتا ہے۔ اعمال سیئہ کے کفارہ میں دیر کرتا ہے اور آہستگی کے ساتھ اصلاح کی مہلت عطا کرتا ہے۔ اس اسم کے ساتھ تعلق مضبوط بنانے کے لئے بردباری لازمی ہے۔ لوگوں کی ایذا پر حلم کا مظاہرہ کرے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا۔ فبشر نہ بغلم حلیم (الممت: ۱۰۱) اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ایک عقلمند بیٹے کی خوشخبری سنائی۔ یعنی ان میں اس قدر تمکین نفس اور وقار ذات تھا کہ جو سکون و اطمینان قلب ان کو ذبح ہونے کی خبر سننے سے پہلے تھا وہی خبر سن کر بھی برقرار رہا اور یہ دہشت ناک خبر ان کے مزاج میں کوئی تغیر پیدا نہ کر سکی۔ جو شخص اس اسم پاک کو کاغذ پہ لکھ کر پانی سے دھو کر، جس چیز پہ پانی کو چھڑکے گا انشاء اللہ اس میں خیر و برکت ہوگی اور وہ چیز آفتوں سے محفوظ رہے گی۔

عمر بھر میں کچھ نہیں اس سے ہوا جز کا ربد ہے نہیں امید کچھ نیکی ہو اس سے تا ابد
کچھ گناہوں کی نہیں اس کے رہی دنیا میں حد قال یا ربی ذنوبی مثل رمل لا تعد
فاعف عني كل ذنب فاصفح الصفح الجميل

سنار ہی ہے قصیدہ فصل بہار تیرا

تمام تعریفیں اللہ عز و جل کے لئے ہیں جو عظیم، محمود، کریم، مقصود، قدیم اور موجود ہے۔ جس نے اہل حقیقت کے لئے آسمان توفیق کے کناروں سے سعادت کے ستارے ظاہر فرمائے اور آراستہ وجود کو درجہ شہود کے آئینوں میں چمکایا۔ تو جس نے مطلوب کو سمجھا وہ مقصود کو پہنچا۔ اس نے موسم بہار کو درختوں کے نئے پتوں کے ذریعے مزین کیا کہ وہ خوبصورت و عمدہ پوشاک میں، نرم و نازک ٹہنیوں کے ساتھ جھومتے ہیں اور ان کے پتوں میں خوبصورت آواز والے پرندوں کو درختوں کے منبروں پر ٹھہرایا کہ سحر کے وقت مالک و معبود عز و جل کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ اس نے عقل کو جملہ دلائل میں سے انسانی اعضاء اور آنکھوں پر حاکم بنایا اور عقل نے انہیں اللہ تعالیٰ کی کارگیری کے عجائبات میں غور و فکر کا حکم دیا۔ چنانچہ، انہوں نے انگو اور گندم کے دانوں کے خوشوں کا مشاہدہ کیا تو غور و فکر کے بعد بنانے والے کی قدرت پر حیرت زدہ ہیں کہ کس طرح اس نے سرکش و منکرین (کو سمجھانے) کے لئے مختلف موجودات کو پیدا فرمایا اور قطعی دلائل قائم فرمائے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے سخت و مضبوط چٹانوں سے نہریں جاری فرمائیں، درختوں سے پھولوں کو ظاہر کیا اور لکڑی سے پھلوں کو نکالا۔ اس نے آسمان کو چاند و سورج سے آراستہ کیا۔ بطحائے مکہ کو حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے فضیلت بخشی۔

خاتونِ جنت حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراءؑ کو حضراتِ حسنین کریمینؑ سے نوازا اور ان کے نانا جان، رحمتِ عالمیان، سرورِ دُنیان مکیؑ کو سب سے زیادہ عزت و شرف عطا فرمایا۔ کتنے ہی اس کے مشتاق، حسرت و یاس کے پیکر بنے ہوئے ہیں کہ اس کے شوق میں اعلیٰ نبیوں نے جفاکش ٹانگوں کے ذریعے انتھک کوششیں کیں۔ پس انہوں نے ہجر و رکاوٹ کے جنگل کو طے کر لیا پھر جب وہ اس مجلس میں پہنچ جاتے ہیں تو تو انہیں جھومتا ہوا دیکھے گا اور جب کوئی حدی خواں ان کے سامنے حمدِ الہی عز و جل کا نغمہ گنگناتا ہے تو ان کے رخساروں پر آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔

طیور گلشن ترے ثنا خواں و فور گل اشتہار تیرا
نہ تجھ کو لطف و کرم سے فرصت نہ مجھ کو اخذ و طلب سے مہلت
جلیل ہے تو مجید ہے تو جمیل ہے تو رشید ہے تو
ادھر ہے جرم و گناہ کی کثرت ادھر ہے طغیان بحرِ رحمت
نجوم و مہ کی کرن کرن سے، رخ سحر سے چمن چمن سے
اللہ تعالیٰ بڑی عظمت والا ہے

عظیم: عظمت سے ہے، عظمت کا اطلاق الٰہی دنیا کی زبان میں طول، عرض عمق میں سے کسی ایک کی بڑائی بیان کرنے کے لئے ہے۔ جیسا کہ ملکہ بلقیس کے تحت کے بارے میں فرمایا: ولہا عرش عظیم (النمل) سورۃ شعراء میں فرمایا فکان کل فرق کالطود العظیم۔ سمندر کے پانی کا ہر ایک ٹکڑا بڑے پہاڑ جیسا بن گیا۔ معقولات و مجردات میں بھی عظمت کا استعمال ہوا ہے۔

هذا بہتان عظیم (النور) قولاً عظیماً (بنی اسرائیل) لہم مغفرة واجدراً عظیماً (نساء) وکان فضل اللہ علیک عظیماً (نساء) اللہ تعالیٰ عظیم ہے اس کا عرش عظیم ہے اس کا فضل عظیم ہے وہ عظیم خبر کو ظاہر فرمانے والا ہے (عمد یتساء لون عن النبأ العظیم) وہ بندوں کو ملک عظیم عطا کرنے والا ہے۔ اس کی عظمت ذاتی ہے۔ فسیبح باسم ربک العظیم۔ اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بولو۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اس کو اپنے رکوع میں داخل کرو اور جب سبوح اسم ربک الاعلیٰ نازل ہوئی تو فرمایا اسے اپنے سجدوں میں داخل کرو (ابوداؤد) معلوم ہوا رکوع و سجود کی تسبیحات قرآن کریم سے ماخوذ ہیں۔ اس کی تعمیل کے لئے رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا جاتا ہے۔ اس اسم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے اللہ کے حضور خشوع و خضوع سے پیش ہونا چاہیے اور جو شخص اس اسم کا بکثرت ورد کرے گا ان شاء اللہ اس کو عزت و عظمت نصیب ہوگی۔

یا الہی تجھ سے ہوں اس التجاء کا مانجی دے شرارت سے اماں و جال بد افعال کی
حفظ میں رکھ لے عذاب آتش دوزخ سے بھی موسیٰ و کاظم تقی و ہاشمی و عسکری
اور ابام مہدی عیہ السلام کے واسطے

ہے نام پروردگار تیرا

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے تنہا مختلف اشیاء اور مخلوقات کو پیدا کیا۔ وہ جسم، تقسیم اور ہیئت و صورت سے منزہ ہے۔ شکل، مثل، جگہ اور جہت سے بہت بلند ہے۔ اعیان، الوان اور کیفیات سے پاک ہے۔ قدیم اسماء و صفات سے موصوف ہے۔ جو اسے پکارتا ہے اس کے قریب ہے مگر مسافت والی قربت سے نہیں۔ جو اخلاص بھری دعاؤں کے ذریعے اس سے مناجات کرتا ہے، اس کی دعا قبول فرمانے والا ہے۔ وہ گناہوں کو معاف کرتا، عیبوں کو چھپاتا، اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا، برائیوں سے درگزر فرماتا ہے۔ وہ دل کے پوشیدہ راز، چھپے افکار اور اوجھل امور کو جاننے والا ہے۔ وہ ایسا خبردار ہے جس پر زمین و آسمان کی ذرہ بھر چیز مخفی نہیں۔ وہ ایسا سننے والا ہے کہ آوازوں کا اختلاف اس کی سماعت سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ اندھیروں میں ریت پر چیونٹی کے ریگنے کا نشان اس سے اوجھل نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی ثانی نہیں۔ وہ یکتا، بے نیاز اور بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا اور ہر کوئی فنا ہو جائے گا، وہ ہی ان کی موت کا فیصلہ فرماتا ہے۔

پاک ہے وہ جو زندوں کو مارنے اور مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ انسان جس وقت دنیا میں شہوات کی لذت کے سبب دھوکے میں مبتلا ہوتا اور غفلت کے سمندر میں غرق ہوتا ہے تو ایسے میں جب اس کے پاس موت آتی ہے تو وہ اسے اپنی سختیوں کے جام گھونٹ گھونٹ پلاتی اور اس پر اپنے مصائب کو ڈال دیتی ہے، اس وقت موت کی سختیاں اسے گھیر لیتی ہیں اور اپنی شدت سے اسے حسرتوں میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ جن لذتوں میں وہ کھویا ہوا تھا، موت اسے ان سے جدا کر دیتی ہے۔ ماں باپ کو رلاتی اور بیٹے بیٹیوں کو یتیم کر دیتی ہے۔ مرنے والے کے مصائب و آلام پر عبرتوں کا پہرہ بیٹھ جاتا ہے۔ لوگ اسے کندھوں پر اٹھا کر ویران قبرستان کی طرف لے چلتے ہیں اور وہ اپنی قبر میں ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ اس تنہائی میں صرف اچھے برے اعمال اس کے ساتھ ہوں گے۔ وہاں تقویٰ و عبادات، بھلائی و صدقات، نماز اور دعاؤں کے علاوہ کچھ کام نہ آئے گا۔ تو کیا عقلمند انسان، مرنے والے کی پکڑ و ہلاکت سے اب بھی عبرت حاصل نہیں کرتا۔ پس دینے والی قبروں نے مردے پر قبضہ کر لیا۔ آقا و غلام کہاں گئے؟ تو پھر انسان زندہ رہنے میں کس طرح طمع کرتا ہے۔

معاش و روزی کی فکر کیوں ہو کسی ضرورت کا ذکر کیوں ہو
کرے گا لاریب پرورش تو ہے نام پروردگار تیرا
نہ ختم ہو ذکر وصف اول نہ فرد توحید ہو مکمل
رہے اگر عمر بھر ثنا گر نظیر لیل و نہار تیرا
(نظیر لدھیانوی)

اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہے

الغفور غفران سے اسم مبالغہ ہے۔ اسی طرح غفار بھی لیکن غفور کے معنی میں مغفرت کا زائد از مقدار ہونا واضح ہوتا ہے اور غفار کا تعلق مغفور بندوں کی تعداد سے ہے یعنی غفور وہ ہے جس کی عطا و بخشش لا انتہا ہے اور غفار وہ ہے جو حد سے زیادہ تعداد کے گناہوں کو معاف کرے۔ پھر غافر وہ ہے جو بروز محشر گناہوں پہ پردہ ڈالے گا اور غفار وہ ہے جو بندوں کے گناہوں کو ملائکہ کی آنکھ سے بھی چھپا دے اور جو بندوں کے دل سے بھی گناہوں کی یاد اور ان کا الم و احساس ختم کر دے۔ اسم غفور قرآن پاک میں رحیم کے ساتھ پچھتر

مرتبہ، عزیز کے ساتھ دو مرتبہ عفو کے ساتھ پانچ مرتبہ شکور کے ساتھ دو مرتبہ، حلیم کے ساتھ ایک مرتبہ وود کے ساتھ ایک مرتبہ ذوالرحمۃ کے ساتھ ایک مرتبہ، مفرد پانچ مرتبہ آیا ہے اور پورے قرآن پاک میں لفظ محمد کے عدد کے برابر بانوے مرتبہ آیا ہے۔ ﷺ اس اسم کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے والے اپنے گناہوں کا اور اللہ کی مغفرت کا تصور ہر وقت ذہن میں رکھیں اور یہ کہ اس کی مغفرت ہمارے گناہوں سے کہیں زیادہ ہے۔ غفران ربانی پر یقین کو مضبوط کرنے والا ہی غفران سے زیادہ فیض یاب ہو سکے گا۔ جو شخص اس اسم پاک کا بکثرت ورد کرے گا ان شاء اللہ تمام تکلیفیں اور رنج و غم اس سے دور ہو جائیں گے اور مال و اولاد میں برکت ہو گی۔ حدیث شریف میں ہے جو سجدے میں یا دب اغفر لی تین مرتبہ کہے گا اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دے گا۔

تو ہے خالق تو ہے رازق مالک ہر دوسرا لا ابالی ہے تیری درگاہ پاک اے کبریا
عاجز و کمتر وفا کی کر قبول اب یہ دعا درد مندوں کے بوجھ اٹھالے اے خدا
غوثِ اعظم پیر و مرشد راہنما کے واسطے

یا خدا یا خدا یا خدا یا

تمام خوبیاں اللہ عز و جل کے لئے جو اپنی ربوبیت میں معزز ہے۔ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ وہ اپنی ہیبتگی میں ہر عیب سے پاک ہے۔ ہمیشہ سے یکتا و بے نیاز ہے۔ اس کی ہیبتگی (والی صفت) کا کبھی ادراک نہیں کیا جاسکتا اور خیال و نظر اس کے ایک ہونے کو شمار نہیں کر سکتے۔ وہ مد مقابل ہم پلہ، بیوی اور اولاد سے پاک ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وانہ تعالیٰ جد ربنا ما اتخذ صاحبة ولا ولدا“ (پ ۲۹، الم ۳) اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچہ۔ لہذا جس نے اسے تشبیہ دی یا اس کی مثل بتائی وہ عذاب کا مستحق ہے تو ہرگز وہ اس کے سوا پناہ نہ پائے گا۔ جس نے سمندر توحید کے ساحل کو بھی تشبیہ اور حد مقرر کرنے والی آنکھ سے دیکھا وہ انتہائی حسرت و یاس کی موت مرے گا اور جس نے بار بار تعریف کرنے والی اور پاکی کا اقرار کرنے والی آنکھ سے دیکھا وہ حقائق کی گہرائیوں پر مطلع ہو گا اور وہ حکمتوں اور خالص حصے کو اکٹھا کر لے گا۔ پس وہ عارفین ہیں جو اس کی معرفت کے میدان میں کھو جاتے ہیں تو انہیں سعادت مندوں والی زندگی عطا کی جاتی ہے۔ وہ خائفین (یعنی ڈرنے والے) ہیں جو اس کے غلبہ و اقتدار کے قہر کی آگ سے جل جاتے ہیں تو وہ شہداء کی موت پاتے ہیں۔ وہ محبین (یعنی محبت والے) ہیں کہ راحت و اطمینان، مناجات کا لباس پہنے ان کے پاس ہی گھومتے رہتے ہیں تو وہ آسودہ حال زندگی گزارتے ہیں۔

پس اگر تو انہیں دیکھے گا تو وہ اس حالت میں ہوں گے کہ ان پر قبولیت کے آثار واضح ہیں۔ تبدیلی نے ان کو نئے نئے کپڑے پہنا دیئے ہیں۔ جو اس بانگشگی نے ان کو ایسا جامِ پلا دیا جس کے بعد وہ کسی چشمے سے میٹھا پانی طلب نہیں کرتے۔ ان کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ دل خوفزدہ ہیں اور ان کے جگر رنج و غم سے یکدل رہے ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن سے ان کے رب عز و جل نے رشد و ہدایت کا ارادہ فرمایا ہے۔ انہوں نے دنیا کو یقین کی آنکھ سے دیکھا تو جان لیا کہ بے شک انسان کو یونہی بلا حساب و کتاب نہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ انہوں نے دل کے کانوں کو کھولے رکھا تو سنا کہ حمد الہی عز و جل کے نغمے گنگنا نے والا گنگنا رہا ہے۔ پس انہوں نے اپنے بلانے والے (یعنی دنیا و مافیہا کے سامان غفلت) کو چھوڑ دیا اور اپنے گنگنا نے والے کی طرف بلند ہونا شروع کر دیا۔ تو

دلیل و برہان (یعنی کتاب اللہ) انہیں پکارتی ہے: ”ان علینا للہدیٰ“ (پ ۳۰، لیل: ۱۳) بے شک ہدایت فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔“ تلاشِ حق کی راہ میں ان کا پہلا قدم یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ناداروں کو ایسی خلعت اور لباس عطا کیا جاتا ہے جس کے سبب وہ اعزاز و بڑائی میں بادشاہوں سے بلند رتبہ ہو جاتے ہیں پھر جب ان پہ سحر کی پرکیف ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بصیرت و منزل کو پا جیتے ہیں اور ساتھ ہی پکار اٹھتے ہیں۔

یا خدا یا خدا یا خدا یا
شمس و نجم و قمر
جن ملک اور بشر
سارا عالم ہے تو نے بنایا
یہ شجر اور حجر
کہتے ہیں ہر سحر
یا خدا یا خدا یا خدا یا سارا عالم ہے تو نے بنایا

اللہ تعالیٰ بڑا قدردان ہے

الشکور: شکر سے ہے اور اس کے چند معانی ہیں (۱) مدح و ثناء بیان کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی مدح و ثنا کی (۲) کسی کام کا قبول کرنا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے نیک اعمال قبول فرماتا ہے اور اپنے بندوں کی عبادات و طاعات سے راضی ہوتا ہے۔ اپنے بندوں کو شکر کی توفیق دیتا ہے۔ ان کے شکر پر قبول کرتا ہے۔ شکر کرنے پر نعمت میں اضافہ فرماتا ہے۔ انہ لغفور شکور۔ واللہ شکور حلیم۔ (فاطر، تغابن) اس اسم مبارک کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ جو شخص ان کی خدمت کرے اسے شکر گزاری سے یاد رکھیں اور حق داروں کا حق تلف نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے چرچے کرتے رہیں جو شخص معاشی تنگی یا کسی اور دکھ درد اور رنج و الم میں مبتلا ہو وہ اس بابرکت نام کو اکتالیس مرتبہ روزانہ پڑھے۔

آنکھ یا دل کی تاریکی والا اکتالیس بار پڑھ کر پانی پہ دم کر کے پئے، آنکھوں پہ مے نہ۔

قیامت کے دن اس کو بلندی نصیب ہوگی۔ ان شاء اللہ

فضل سے اپنے مجھے فردوس اعلیٰ کر عطا مجھ کو دوزخ میں نہ ہرگز ڈالنا میرے خدا

پاس دوزخ کے خداوند اگزر ہو جب مرا قل لنار ابردی یا رب فی حقی کما

قلت۔ قلنا نار کونی انت فی حق خلیل

آب و آتش ہوا ہے ہر اک کی صدا

سب تعریفیں اللہ عز و جل کے لئے ہیں جو وجود کے وجود سے بھی پہلے سے ہے۔ فضل و کرم اور جود جس کی صفات ہیں۔ اپنی یکتائی میں اولاد، آباء اور اجداد سے منزہ ہے۔ اپنی ذات میں بیوی، بیٹا، باپ اور اپنی طرف ہر منسوب سے پاک ہے۔ ایسا علیم ہے کہ ریت کے ذرات، پانی کے قطرات اور خوشوں اور بالیوں کے دانوں کی تعداد کو جانتا ہے۔ ایسا بصیر ہے کہ خشک وتر میں انتہائی سیاہ و تاریک راتوں کے اندھیروں میں بھی چھوٹی سی چیونٹی کی حرکات کو دیکھتا ہے۔ ایسا حکیم ہے کہ اس نے اپنی حکمت سے مضبوط اور سخت چٹانوں سے دریاؤں کو جاری فرمایا اور خشک لکڑیوں سے تازہ پھل نکالے۔ عقلیں اس کی مثال نہیں دے سکتیں۔ اطرافِ عالم

اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ مقدار اس کو روک نہیں سکتی۔ زمانے اسے فنا نہیں کر سکتے۔ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ وہ ہی تنہا عبادت کے لئے لائق ہے۔ ایسا عطا فرمانے والا ہے کہ کوئی اس کی عطا کو روک نہیں سکتا اور کوئی بھی اس کے فیصلے کو ٹال نہیں سکتا۔ ایسا کریم ہے کہ بندے کو اپنی بارگاہِ عالی سے کتنی ہی مرتبہ روگردانی کرتے ہوئے دیکھتا ہے پھر بھی اسے بہت بڑا ثواب عطا فرماتا ہے۔ ایسا حلیم ہے کہ گنہگار کو اپنی رحمت میں چھپا لیتا ہے حالانکہ کئی مرتبہ اسے اپنی نافرمانی میں مستغرق دیکھتا ہے۔ ایسا غفار ہے کہ گناہوں کو بخش دیتا، عیبوں کو چھپاتا اور گزشتہ خطاؤں سے درگزر فرماتا ہے۔ ایسا قہار ہے کہ بڑے بڑے جابر اس کے غلبہ کو روک نہ سکے۔ وہ سب پر غالب ہے اور اس نے شکست در یخت کو بڑے بڑے حملہ آوروں کا مقدر کر دیا اور جس نے اس کے مقابلے میں عناد کی تلوار کو کھینچ کر تان لیا اس نے اپنے قرب سے دوری کے نیزے سے اس پر وار کر دیا۔ اس نے اپنے انوار و تجلیات کے ادراک میں کوشاں فکروں کو حیرت زدہ کر دیا۔ اس نے اپنے قدیم جلال کی حقیقت تک عقلوں کو رسائی سے غافل کر دیا۔ اس نے زبانوں کو فصاحت و قادر الکلامی کے باوجود اپنے افعال کے راز کے اشارات کو بیان کرنے سے گونگا کر دیا۔ اس نے دلوں کو اپنا احاطہ کرنے سے حیرت میں ڈال دیا پس وہم و خیال سے اس کا قصد نہیں کیا جاسکتا۔

وہ ہمیشہ سے ہے۔ بزرگی والا ہے۔ بہت عطا فرمانے والا ہے۔ تہاد یکتا ہے۔ بیٹے اور باپ، شریک و معاون سے پاک ہے، اپنے مشابہ و مماثل اور مخالف و مقابل سے بلند تر ہے۔ تمام نعمتوں پر اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ ہر خوبی و فضیلت سے سراہا جاتا ہے۔ جو اپنے کمزور اور نافرمان بندے کو اپنی رحمت کے پردے میں چھپا لیتا ہے۔ وہ ہر لمحہ اسے دیکھ رہا اور اس کا مشاہدہ فرما رہا ہے۔ وہی ہے جسے رب کہا جاتا اور جس کی عبادت کی جاتی ہے۔ حقیقت یکتائی میں منفرد ہے۔ خیالی ادہام سے پاک ہے۔ وہ اپنی قبا میں فنا و مثلیت سے پاک ہے۔ ہر نہاں و عیاں چیز کو جانتا ہے۔ عقلیں اس کی عظمت و بڑائی میں حیرت زدہ ہیں۔ وہ اس کے لئے کوئی جگہ پہچان نہ سکیں۔ افکار نے اس کی شان بے نیازی کو شمار کرنے کا ارادہ کیا مگر عقلی علوم سے اس کی معرفت نہیں ہو سکتی۔ وہ مشابہ و رشتہ دار سے بلند و برتر ہے۔ حصہ دار و رفیق سے پاک ہے۔ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا اور رجوع کرنے والے کو محبوب و دوست رکھتا ہے۔ اس کے دروازے پر کوئی دربان ہے نہ کوئی روکنے والا۔ جس نے اس کے علاوہ سے امید لگائی وہ بد بخت اور خائب و خاسر ہوا اور جس نے اس کی عطا کے دروازے پر پڑاؤ ڈالا وہ مقاصد و مطالب پانے میں کامیاب ہو گیا۔ جو اس کے قرب کی حلاوت کو چکھ لیتا ہے وہ اس کی قدرتوں کے عجائب و غرائب کو دیکھتا ہے۔ جو تمام جہان سے منہ پھیر کر اس سے لو لگاتا ہے وہ اسے بلندی اور اعلیٰ مراتب پر ترقی عطا فرماتا ہے تو تنگی و پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ سحر کے وقت خاص تجلی کا ظہور ہوتا ہے اور پکارا جاتا ہے: ”ہے کوئی مغفرت کا طلب گار۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا۔“ اور مانگنے والوں کی حاجتوں کو پورا کیا جاتا ہے اور جو دو بخشش کی خلعتوں سے توبہ کرنے والوں کو نوازا جاتا ہے۔

پاک ہے وہ جو سب کا معبود ہے۔ جس کی وحدانیت کی گواہی آسمان اور اس میں موجود تمام عجائبات نے دی۔ جس کی ربوبیت کا اقرار زمین نے مشرق و مغرب ہر جگہ کیا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ علیہ السلام کو اپنا خاص نبی بنایا۔ وہ نبی جو ہمیشہ قائم رہنے والا دین لے کر تشریف لائے۔ جو تمام اخلاق حمیدہ کے حامل ہیں۔ اللہ عز و جل نے آپ ﷺ

کے صدقے نفس و جود کو شرف بخشا۔ سعادت کو درجہ کمال عطا کیا اور آپ ﷺ کو بلند مراتب پر فائز فرمایا۔ آپ ﷺ کو اس مبارک مہینے (یعنی ربیع النور شریف) میں ظاہر فرمایا۔ آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک و سلامت پیدا کیا۔ آپ ﷺ کی ولادت با سعادت کی وجہ سے (ایران کے آتش کدہ میں ایک ہزار سال سے روشن) آگ بجھ گئی۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے بت اوندھے منہ گر پڑے۔ ایوان کسریٰ لرزہ بر اندام ہو گیا۔ سختیاں اور مصائب دور کر دیئے گئے، شیاطین کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا اور ان کے کان آسمانی کلام سننے سے بہرے ہو گئے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”لَا يَسْمَعُونَ إِلَى الْمَلَأِ الْأَعْلَى وَيُقَذِفُونَ مِنَ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ۝“ (پ ۲۳، الصفت: ۸-۹) عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے اور ان پر ہر طرف سے مار ہوتی ہے۔ انہیں بھگانے کو اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب۔“

یہ زمیں یہ فضا از سمک تا سما
آب و آتش ہوا ہے ہر اک کی صدا
یا خدا یا خدا یا خدا یا
سارا عالم ہے تو نے بنایا

اللہ تعالیٰ بہت بلند و برتر ہے

العلیٰ۔ علو سے ہے جس کا معنی ہے غلبہ بلندی، بزرگی، توانائی کہا جاتا ہے۔ علا بالامر۔ وہ حکومت میں بڑھ گیا یا مستقل ہو گیا۔ علا فی البکارم۔ فلاں خصائل میں برتر ہو گیا۔ علا النهار۔ دن چڑھ آیا۔ علا الدابة۔ وہ گھوڑے پہ سوار ہو گیا۔ قرآن مجید میں ہے: ان فرعون علا فی الارض۔ بے شک فرعون نے زمین میں غلبہ پایا تھا (القصص: ۴) یعنی سرزمین مصر میں اس کا تسلط تھا اور وہ ظلم و تکبر میں انتہا کو پہنچ گیا تھا حتیٰ کہ اس نے اپنی عبدیت اور بندہ ہونا بھی بھلا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ علیٰ ہے کہ وہ سب سے غالب ہے، بلندی و ارتفاع اس کو شایاں ہے اور وہ اپنے بندوں کو مرتبہ علیا سے ممتاز فرماتا ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ و دفعناه مکانا علیا اور ہم نے اس کو بلند مکان پہ اٹھالیا۔ دنیا میں علوم مرتبت عطا کیا۔ یا معنی یہ ہے کہ آسمان پر اٹھالیا اور یہی صحیح تر ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان چہارم پر دیکھا۔ حضرت کعب احبار وغیرہ سے مروی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ میں موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں کیسا ہوتا ہے تم میری روح قبض کر کے دکھاؤ۔ انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور روح قبض کر کے اسی وقت آپ کی طرف لوٹادی۔ آپ زندہ ہو گئے۔ فرمایا کہ اب مجھے جہنم دکھاؤ تا کہ خوف الہی زیادہ ہو۔ چنانچہ یہ بھی کیا گیا جہنم دیکھ کر آپ نے مالک داروغہ جہنم سے فرمایا کہ اب دروازہ کھولو میں اس پر سے گزرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ اس پر سے گزرے پھر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے جنت دکھاؤ وہ آپ کو جنت میں لے گئے۔ آپ دروازے کھلوا کر جنت میں داخل ہوئے تھوڑی دیر انتظار کر کے ملک الموت نے کہا کہ اب آپ اپنے مقام پر تشریف لے چلے فرمایا کہ اب میں یہاں سے کہیں نہ جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کل نفس ذائقۃ الموت وہ میں چکھ ہی چکا ہوں اور یہ فرمایا ہے: وان منکم الا و اردھا کہ ہر شخص کو جہنم پر سے گزرنا ہے تو میں گزر چکا ہوں۔ اب میں جنت میں پہنچ چکا ہوں۔ جنت میں پہنچنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما ہم منها بمخرجین کہ وہ جنت سے نکالے نہ جائیں۔ اب مجھے جنت سے چلنے کو کیوں کہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو

وحی فرمائی کہ حضرت اور یس علیہ السلام نے جو کچھ کیا میرے اذن سے کیا اور میرے اذن سے جنت میں داخل ہوئے انہیں چھوڑ دو وہ جنت میں ہی رہیں گے۔

چنانچہ آپ وہاں زندہ ہیں۔ المختصر اس نام کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کو چاہیے کہ اپنے اندر علو ہمت پیدا کریں اور ہمیشہ ترقیات مراتب باطنی میں کوشش کرتے رہیں جو شخص اس اسم کو ہمیشہ پڑھتا رہے اور لکھ کر اپنے پاس رکھے ان شاء اللہ اسے رتبہ کی بلندی، خوشحالی اور مقصد میں کامیابی نصیب ہوگی۔ اگر حقیر ہے تو عزت پائے گا، فقیر ہے تو مالدار ہوگا، مسافرت میں بھٹک رہا ہے تو منزل پہ پہنچے گا۔

ہوں میں بیمار گناہ شافی ہو تو بس آپ ہی دین و دنیا میں نہ رہنے دے مری مشکل کوئی
دور کر سب دکھ روا کر حاجتیں میری سبھی عافنی عن کل داء و اقص عنی حاجتی
ان لی قلبا سقیما انت تشفی للعلیل

سارا عالم ہے تو نے بنایا

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو مہربان، گناہوں کو مٹانے والا، حلم والا اور برائیوں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔ رات کو دن میں داخل فرمانے والا ہے۔ ہر چیز اس کے پاس ایک انداز سے ہے۔ اس کے فیصلوں میں عقول و اذہان حیرت زدہ ہیں۔ اہل بصیرت اور نگاہ عبرت والے اس کی شانِ ابدیت (یعنی ہمیشہ رہنے والی صفت) کے میدان میں ٹکٹگی باندھے دیکھ رہے ہیں۔ وہ اپنی بلند عزت و اقتدار سے جابر بادشاہوں پر غالب ہے۔ وہی واحد قہار ہے۔ اس نے اپنی غالب قوت سے شاہانِ فارس کی شان و شوکت اور قوتِ اقتدار کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، پس وہی عظمت والا زبردست ہے۔ اسی نے کائنات کو وجود بخشا اور زمانے کی تدبیر فرمائی۔ کسی بھی مددگار اور معاون کا محتاج نہیں۔ کوئی اس کی قدرت میں برابری نہیں کر سکتا اور اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کا احسان ہر جگہ اور جمیع اطرافِ عالم کو شامل ہے یعنی ہر ایک پر احسان ہے۔ وہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کے قدموں کی آواز کو سنتا ہے۔ زمین و آسمان اور سمندروں کی گہرائی میں موجود کوئی شے بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ بندے کے الٹ پلٹ ہوتے وقت بھی اس کے دل کی بات جانتا اور اس کے ارادہ و طلب کے وقت بھی اس کے دل پر مطلع ہوتا ہے۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: **سواء منکم من اسر القول ومن جهر به ومن هو مستخف باللیل و سارب بالنهار** (پ ۱۱۳، الرعد: ۱۰) برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو آواز سے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے۔

پاک ہے وہ معبود جو اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے برتری و برگزیدگی عطا فرماتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنے لئے خاص فرماتا ہے۔ جسے چاہتا ہے دوسروں سے ممتاز کر دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنے قرب و معیت کے لئے منتخب فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے پسند فرماتا ہے۔ اسی کا ارشادِ عالی ہے: **و ربك یخلق ما یشاء و یختار ط** (پ ۲۰، القصص: ۶۸) اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے۔ "اور..... اس نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ علیہ السلام کو اپنا نبی اور رسول بنا کر بزرگی اور برتری عطا فرمائی۔

غنیہ و گل میں تو جزو میں کل میں تو قال میں قل میں تو، سوز بلبل میں تو
یا خدا یا خدا یا خدا یا سارا عالم ہے تو نے بنایا
چاند میں ہے چمک پھول میں ہے مہک از ز میں تا فلک تیری ہی ہے جھلک
یا خدا یا خدا یا خدا یا سارا عالم ہے تو نے بنایا
تو عیاں تو نہاں تو یہاں تو وہاں از کراں تا کراں تو نہیں ہے کہاں
یا خدا یا خدا یا خدا یا سارا عالم ہے تو نے بنایا
چھوڑ عیش و طرب اب تو ہر روز و شب عابد ہے و رد لب رب ہی رب ہی رب
یا خدا یا خدا یا خدا یا سارا عالم ہے تو نے بنایا

اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے

الکبیر کبر سے ہے جس کا معنی ہے بڑائی۔ اللہ تعالیٰ کبیر ہے اور کبریائی اس کی رداء ہے۔ جیسا کہ اس کا اپنا ارشاد ہے۔ ولہ
الکبریاء فی السموات و الارض (الجاثیہ: ۳۷) اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں۔
مر و را رسد کبریا و معنی کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی

اللہ تعالیٰ کبیر ہے اور تمام موجودات زمانی و غیر زمانی پر اسے سبقت حاصل ہے۔ اس کی کبریائی کے سامنے ہر ایک صغیر ہے وہ
کامل الصفات و شامل الصفات ہے۔ آیات کبریٰ کا مالک ہے جن کی سیر اس نے خلیل و حبیب علیہم السلام کو کرائی جس کے حکم میں
طامتہ الکبریٰ ہے جو یوم کبیر کو اپنی کبریائی کا شکوہ دکھائے گا۔ جو اپنے بندوں پہ فضل کبیر فرماتا ہے: و بشر المؤمنین بان لہم
من اللہ فضلا کبیرا (الاحزاب) جو اپنے مخلص بندوں کو فوز کبیر تک پہنچاتا ہے۔ اہل ایمان کو نعم اور ملک کبیر عطا فرمائے گا۔
قرآن مجید میں یہ اسم مبارک متعال، العلی کے ساتھ آیا ہے۔ عالم الغیب و الشہادۃ الکبیر المعال (رعد) و ان اللہ
هو العلی الکبیر حج لقمان۔ نبی اکرم ﷺ کی ایک دعا ہے: یتلہم اجمعہ انی فی عینی صغیرا و فی اعین الناس کبیرا۔
اے اللہ! مجھے میری نگاہ میں صغیر رکھ اور لوگوں کی نگاہوں میں کبیر بنادے۔ جو شخص اپنے عہدہ سے معزول ہو گیا ہو وہ سات روزے
رکھے اور روزانہ ایک ہزار مرتبہ یا کبیر پڑھے۔ ان شاء اللہ اپنے عہدے پہ بحال ہوگا اور بزرگی و برتری پائے گا۔ حاکم یا بادشاہ اس کو
ہمیشہ پڑھے گا تو رعیت زیادہ ہوگی، مشکل کام آسان ہوں گے، بیمار کو نو مرتبہ پڑھ کر دم کرنے سے شفا ہوگی۔

ہو گیا تیر حوادث سے مرا تن چور چور جس طرف میں دیکھتا ہوں ہے مصائب کا ظہور
گھر گیا ہوں میں دکھوں میں کچھ نہیں من کو سرور انت شافی انت کافی فی مهمات الامور

انت ربی انت حسبی انت لی نعم الوکیل

کس کا نظام راہنما ہے افق افق

تمام تعریفیں اللہ عز و جل کے لئے ہیں جس نے آسمان کو اپنی قدرت سے بلند فرمایا۔ افلاک کو ان کے مدار میں گھمایا۔ اپنی

مشیت سے زمین کو پھیلایا اور اسے چلنے کے لئے آسان کیا۔ آسمان کو قابلِ تسخیر بنایا۔ اس نے سلطنت بنائی اور مخلوق کو اس میں بسایا۔ وہ خود زندہ ہے اور اوروں کو قائم رکھنے والا ہے، اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اس نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا۔ نجات اور ہلاکت کو مقرر فرمایا، وہ ہمیشہ ہے اور سب کو پیدا کرنے والا ہے، پیدا کرنے اور حکم دینے کا مختار حقیقی وہی ہے، معاف کرنا اور سزا دینا اسی کے دستِ قدرت میں ہے، اسی نے لوح و قلم پیدا فرمائے۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا، اسے عقل کامل، سمجھ بوجھ اور فہم و فراست عطا فرمائی۔ وہی دریا کی گہرائیوں میں غرق ہونے والوں کو ہلاکت کا یقینی مشاہدہ کر لینے کے بعد بچانے والا ہے اور تمام حیلوں کے ختم ہونے کے بعد ہلاک ہونے والے کو بچانے والا بھی وہی ہے اور سخت بیڑیوں میں بندھے قیدیوں کو آزاد کرنے والا اور قید سے چھٹکارا عطا کر کے ان کی حاجت روائی فرمانے والا بھی وہی ہے، وہ بندوں سے بے پرواہ ہے، انہیں فرمانبرداری اور ایمان کا حکم دیتا ہے اور ان کے لئے کفر و شرک پر راضی نہیں، اطاعت اسے نفع دے سکتی ہے نہ ہی نافرمانی نقصان دے سکتی ہے۔

اے گنہگار! بے شک وہ تجھے فرمانبرداری کا حکم دیتا اور نافرمانی سے منع فرماتا ہے تاکہ تجھے یقین کی آنکھ سے اپنی قدرت کا مشاہدہ کرائے اور تیرے لئے دین و دنیا کا معاملہ واضح فرمائے۔ ہر وقت اس کی طرف متوجہ رہ، اس سے ڈرنا رہ اور اس کی نافرمانی سے بچ۔ اگر تو اسے نہیں دیکھ پاتا تو یہ یقین رکھ کہ وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ نمازوں کی پابندی کرجن کا اس نے تجھے تاکید کر دیا ہے اور سحری کے وقت عاجزی و انکساری سے اس کی بارگاہ میں کھڑا ہو، بے شک وہ تجھ پر اپنی روشن نعمتیں نچھاور فرمائے گا اور تجھے اپنے مقصود تک پہنچا کر تجھ پر احسان فرمائے گا۔ کیا اس نے ماں کے پیٹ میں تیری حفاظت نہیں کی اور اپنے لطف و کرم سے تجھے خوراک مہیا نہیں کی؟ کیا اس نے تجھے کمزور پیدا کر کے پھر رزق فراہم کرتے ہوئے تجھے قوی نہیں کیا؟ کیا اس نے تیری پیدائش اور پرورش اچھی طرح نہ کی؟ کیا تجھے عزت و اکرام نہیں بخشا؟ کیا تجھے ہدایت و تقویٰ جیسی عظیم دولت سے مزین نہیں کیا؟ کیا تجھے عقل دے کر ایمان کی طرف تیری رہنمائی نہیں فرمائی؟ کیا تجھے اپنی نعمتیں عطا نہیں فرمائیں؟ کیا تجھے اپنی فرمانبرداری کا حکم نہیں دیا اور تاکید نہیں کی اور تجھے اپنی نافرمانی سے نہیں بچایا؟ کیا تجھے ندادے کر اپنے درِ رحمت پر نہیں بلایا؟ کیا سحری کے وقت تجھے اپنے مکرم خطاب سے بیدار نہیں کیا اور تجھ سے راز کی باتیں نہ کیں؟ کیا تجھ سے آخرت میں کامیابی اور جزا کا وعدہ نہیں فرمایا؟ کیا تو نے سوال کیا اور دعا کی تو اس نے تیرے سوال کا جواب نہیں دیا اور تیری دعا قبول نہیں کی؟ جب تو نے مصیبتوں میں مدد مانگی تو کیا اس نے تیری مدد نہیں فرمائی اور تجھے نجات عطا نہیں کی؟ اور جب تو نے نافرمانی کی تو کیا اس نے اپنی بر دباری سے تیری پردہ پوشی نہیں فرمائی اور تجھے اپنی رحمت سے نہیں ڈھانپا؟ کیا تو نے کئی مرتبہ اپنے رب عزوجل کے غضب کو دعوت نہیں دی لیکن پھر بھی اس نے تجھے راضی رکھا؟ تو کیا تجھے زیب دیتا ہے کہ تو گناہوں اور نافرمانیوں سے اس کا مقابلہ کرے؟ اس نے تجھ پر اپنا رزق کشادہ کیا اور تو اس کی نافرمانی میں اضافہ کرتا ہے۔ تو لوگوں سے تو چھپ جاتا ہے مگر اللہ عزوجل سے نہ چھپ سکے گا۔ وہ تجھے دیکھ رہا ہے، کب تک تو گمراہی اور خواہشات کے سمندر میں غرق رہے گا؟ اگر تو نجات چاہتا ہے تو ندامت کی کشتی پر سوار ہو جا اور اپنے مولیٰ عزوجل کی بارگاہ میں سچی توبہ کر کے فائدہ اٹھا۔ اپنے آپ کو اخلاص کے ساحل پر ڈال دے وہ تجھے نجات اور خلاصی عطا فرمائے گا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندوں پر خاص نظر کرم فرمائی۔ ان کے دلوں کو اپنی توفیق کا گھر بنایا اور اپنی وحدانیت کا

اقرار کرنے والا بنایا اور ان کے سینوں کو اپنے ذکر اور اپنی بزرگی کی جگہ بنایا۔ جب کبھی افق توفیق سے کوئی ستارہ طلوع ہوتا ہے یا تحقیق کی بجلیوں سے کوئی نور چمکتا ہے تو ان کے دل محبوب کے ذکر سے کشادہ اور شرابِ محبت سے سیراب ہو کر خوش ہو جاتے ہیں اور ان کے سامنے سے پوشیدہ رازوں سے پردے اٹھادیئے جاتے ہیں۔

کس کا نظام راہنما ہے افق افق	کس کا دوام گونج رہا ہے افق افق
شانِ جلال کس کی عیاں ہے جبل جبل	رنگِ جمال کس کا جما ہے افق افق
کس کے لئے نجوم بکف ہے روش روش	بابِ شہود کس کا کھلا ہے افق افق
کس کے لئے سرود صبا ہے چمن چمن	کس کے لئے نمود ضیاء ہے افق افق
مکتوم کس کی موج کرم ہے صدف صدف	مرقوم کس کا حرف وفا افق افق
کس کی طلب میں اہل محبت ہیں داغ داغ	کس کی ادا سے حشر پیا ہے افق افق
سوزاں ہے کس کی یاد میں تاب نفس نفس	فرقت میں کس کی شعلہ نوا ہے افق افق

(حفیظِ تابِ مرحوم)

اللہ تعالیٰ سب کا نگہبان و محافظ ہے

الحفیظ، حفاظت سے ہے قرآن مجید میں ہے: و ربك على كل شيء حفيظ اور تیرا رب ہر شے کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ بے ستون آسمان کو ہوا پر معلق کر کے اس کی حفاظت فرمائی۔ بے بنیاد زمین کو قائم کر کے اس کی نگہبانی کی ولا یؤدہ حفظہا اور ان کی نگہبانی اسے بھاری نہیں۔ اس نے بندوں کی حفاظت کے لئے حفظہ فرشتے مقرر فرمائے۔ ویرسل علیکم حفظۃ اللہ نے ہمارے سروں پر محفوظ چھت کو بلند کیا۔ اس کی شان ہے فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔ وکنا لھم حافظین۔ اس بابرکت نام کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو حافظ حقیقی جاننا لازم ہے، حفاظت ظاہر کے تمام استحکامات کو حقیر سمجھا جائے، ہماری جان و مال و اولاد کا اللہ ہی حافظ ہے، اس کی حفاظت میں اپنا دل دیا جائے تاکہ جملہ بلیات شیطانی و آفات نفسانی سے بچا جا سکے۔ جو شخص کثرت کے ساتھ یا حفیظ کا ورد کرے گا اور لکھ کر اپنے پاس رکھے گا وہ انشاء اللہ ہر طرح کے خوف و خطر اور نقصان و ضرر سے محفوظ رہے گا۔ جس کو ڈوبنے جلنے یا زخمی ہونے کا خطرہ ہو نیز جن بھوت سے گھبراہٹ ہو، بدنکاہی کا خطرہ ہو اس اسم پاک کو لکھ کر بازو پہ باندھ لے ان شاء اللہ محفوظ رہے گا۔ اگر کسی بیمار پر سات ہفتے پڑھ کر دم کیا جائے تو شفا پائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

گر چلے مجھ پر تیرے گلزارِ رحمت کی نسیم گلشنِ عقبیٰ میں رتبہ مجھ سے ہے کس کا عظیم
کر عطا مجھ کو کرم سے اپنے جنت کی نعیم رب ہب لی کنز فضل انت وھاب کریم

فاعطنی ما فی ضمیری دلنی خیر الدلیل

ہر حال میں رہا ہے ترالے خدا خیال

سب خوبیاں اللہ عز و جل کے لئے جس کی خوشبوئے محبت سے سچے دوست نرم ہوا بن کر ابھرے۔ اس نے رات کے آخری

حصوں میں ان سے محبت بھری گفتگو کی، پس وہ ان کا ہم نشین ہو گیا۔ اس نے مناجات کی تنہائی میں پہلے ان کو پاک و صاف پیالوں سے خالص شراب (یعنی جامِ محبت) پلائی پھر ان پر تجلی فرمائی تو وہ اس کی محبت میں دیوانے ہو گئے۔ انہیں اپنی محبت کا جام پلانے والا ان کی دیوانگی کو جانتا ہے۔ اس نے ہدایت کے لئے ان کو بصیرت سے سرفراز فرمایا، تقویٰ و پرہیزگاری کی دولت سے مالا مال کیا اور سیدھے راستے پر چلایا۔ اس نے ان کی طرف مہربان رسول اور صاحبِ عظمت و شرافت نبی ﷺ کو بھیجا اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے فضل و شرف کے لئے اپنی مقدس کتاب ”قرآن کریم“ میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ”هو الذي بصلی علیکم و ملئکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور ط و کان بالمؤمنین رحیمًا“ (پ ۲۲، الاحزاب: ۴۳) وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اچالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔“

اللہ عز و جل نے اس نبی رحمت ﷺ کے ذریعے آب زمزم اور حطیم کعبہ کو مشرف فرمایا۔ آپ ﷺ کو مجتبیٰ اور مصطفیٰ کی شانوں سے خاص کیا۔ اس نے اپنے مبارک ناموں میں سے دو ناموں ”رؤف و رحیم“ کے ساتھ آپ ﷺ کا نام رکھا۔ لہذا جس نے آپ ﷺ کی شریعت کی پیروی کی اس نے بہت بڑا فضل پالیا اور جنت میں تازگی اور نعمتوں کو حاصل کر لیا۔ آپ ﷺ نے کتنے قیدیوں کو آزاد کیا۔ کتنے ہی بے یار و مددگار مساکین کو پناہ دی۔ کتنے ہی ٹوٹے دلوں کو جوڑ دیا، فقیروں کو غنی کر دیا اور یتیموں پر رحم فرمایا۔ حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ کو وسیلہ بنایا پس انہوں نے آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر درود شریف بھیجا تو عزت و کرامت کے ساتھ لوٹے۔ حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علی نبینا وعلیہ السلام نے آپ ﷺ کے طفیل دعا کی تو ڈوبنے سے محفوظ رہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام نے آپ ﷺ کے وسیلے سے بارگاہِ الہی عز و جل میں عرض کی تو آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی۔ جب حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علی نبینا وعلیہ السلام نے آپ ﷺ پر درود و سلام کی کثرت کی اور ان کے صدقے مدد کے خواستگار ہوئے تو فدیہ کے ذریعے مدد فرمائی گئی اور یہ نعمتیں اضافے کے بعد برقرار رہیں۔ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ السلام نے آپ ﷺ پر درود پاک پڑھا تو انہیں اللہ عز و جل سے ہم کلامی کا شرف عطا ہوا اور حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ السلام نے حضورِ انور، شافعِ محشر ﷺ کی آمد کی بشارت و خوشخبری دی تو انہوں نے رفعت و سبقت کو پالیا اور رحمتِ عالم، نور مجسم ﷺ کی ذات والا صفات ہی ہے جن پر درختوں اور پتھروں نے سلام پڑھا اور مقدس فرشتوں نے درود پاک بھیجا تو اب وہ ربِ یزل عز و جل کی بارگاہ میں اس نعمت پر نازاں ہیں۔

اے نافرمانوں کے گروہ! تمہیں کس چیز نے رحمتِ عالمیان، سردارِ دو جہان ﷺ پر درود پاک پڑھنے سے غافل کر رکھا ہے۔ درود پاک تو وہ عظیم عبادت ہے جو بڑے بڑے گناہوں کو مٹا دیتی اور پڑھنے والے کو عزت و تکریم عطا کرتی ہے۔ پس تم حضور نبی رحمت، شفیعِ امت ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو اور ان کی ایسی تعظیم و ادب کرو جس کا تمہارے مولیٰ عز و جل نے تمہیں حکم فرمایا ہے۔ اس طرح تم جنت اور اس کی نعمتوں سے سرفراز کئے جاؤ گے اور عذاب اور نار دوزخ سے بچ جاؤ گے۔ اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کی اس شان کو بیان فرمایا جو آپ ﷺ کے اخلاقی عالیہ اور مخلوق کے متعلق ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”و کان بالمؤمنین رحیمًا“ (پ ۲۲، الاحزاب: ۴۳) اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔“

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم، رؤف ورحیم ﷺ کے اس امتی کو جنت میں فضیلت و مرتبہ کی بشارت دی ہے جس نے آپ ﷺ پر درود پاک پڑھا۔ چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرمایا ہے: ”تحتیہم یوم یلقونہ سلم“ واعدلہم اجرا کریمًا (پ ۲۲، الاحزاب ۴۴) ان کے لئے ملتے وقت کی دعا سلام ہے اور ان کے لئے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے۔“

ہر حال میں رہا ہے ترا اے خدا خیال
ہر معصیت سے مجھ کو بچایا ہے روز و شب
یا رب تیرے کرم کی کوئی انتہا نہیں
قدرت کے تیری لاکھوں نمونے ہیں چار سو
دشوار موڑ بھی رو ہستی میں آئے گا
ماں باپ بھی نہ رکھ سکیں اتنی توجہات
عابد کا سر جھکے ترے در پہ ہی اے خدا
اک آن بھی نہ محو ہوا ہے تیرا خیال
تیرا کرم ہی بن کے رہا ہے صدا خیال
ہم عاصیوں پہ لطف کا ہر دم رکھا خیال
تخلیق ہو گئی وہ شے جس کا کیا خیال
رہبر بنا رہا ہے ترے الطاف کا خیال
خالق کو اپنے بندوں کا جتنا رہا خیال
تیرے سوا نہ آئے کسی غیر کا خیال

(پروفیسر عابد سلطانی برہان پوری)

اللہ تعالیٰ سب کو روزی اور توانائی دینے والا ہے

المقیمت کا معنی ہے نگہبان اور عطاء قوت میں توانائی رکھنے والا ارشاد باری تعالیٰ ہے: وکان اللہ علی کل شیء مقیت اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر طاقت رکھتا ہے۔ مقیت قوت (طاقت) سے بھی ہے اور قوت (روزی، غذا جو اتنی مقدار میں ہو کہ جزو بدن ہو سکے اور صحت قوت کے قیام کا ذریعہ بن سکے۔) سے بھی اللہ ہی ہے جو جملہ قوائے بدن کو توانائی دیتا ہے۔ قوائے روحانی کو غذا دیتا ہے۔ دماغ، قلب، روح کو غذا دیتا ہے۔ نباتات، جمادات، حیوانات، جن و ملک اپنی اپنی طبعی ساخت اور تقاضائے فطرت کے مطابق اس کی روزی پہل رہے ہیں۔ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والوں پہ لازم ہے کہ اپنے تمام اعضاء کی صحت و طاقت جملہ قوائے کی بقا و قوت کا سوال اسی مالک سے کریں اور ہر ایک التجا کیا کرے کہ اے میرے رب میرے پروردگار میرے اعضاء میرے قوی میرے حواس، میرے مدد رعات، میری خدمات، میری معلومات، میرے مشاہدات کو تو ہی اپنی رحمت و طاقت سے بڑھاتا رہ۔ تو ہی ان سب کی درستی و توانائی کا سامان فرما جو شخص خالی آنجورے میں سات مرتبہ یہ اسم پڑھ کر دم کرے گا اور اس میں سے خود پانی پئے یا کسی دوسرے کو پلائے یا سونگھے تو ان شاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔ جس کی آنکھ سرخ ہو اور درد کرے اس کو دس بار پڑھ کر دم کرے اور اگر کسی غریب کو دیکھے یا خود غریب ہو یا کوئی بیٹا بد خو ہو تو بھی آنجورے والا عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔

ہے تیاری اور ہے ہر کام میں سو سو خلل زاد راہ کچھ بھی نہیں اور ہے کھڑی سر پر اجل

کر رہی ہے مجھ کو غافل حرص اور طول امل کیف حالی یا الہی لیس لی خیر الامل

سوء اعمالی کثیر زاد طاعتی قلیل

حمد خدا بحوالہ میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ایسا ”احد“ ہے جو اپنی صفت سرمدیت (یعنی ازلی وابدی ہونے) میں یکتا ہے۔ وہ ایسا ”فرد“ ہے جو اپنی صفت ربوبیت (یعنی رب ہونے) میں یکتا ہے۔ وہ ایسا ”شکور“ ہے جس کے علاوہ حقیقتہً کسی کا شکر کیا جاتا ہے نہ کسی کی حمد۔ وہ ایسا ”غفور“ ہے جو سچی توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ وہ ایسا بادشاہ حقیقی ہے جس نے سب ممالک اور بادشاہوں کو فنا کیا جبکہ اس کی سلطنت کو کبھی زوال نہ آئے گا۔ وہ ایسا بلند رتبہ ہے جس کی طرف پاکیزہ کلمات بلند ہوتے ہیں۔ وہ ایسا حاکم مطلق ہے جس نے تمام اہل دنیا کی موت کا اہل فیصلہ فرما دیا ہے لہذا کوئی بھی اس دنیا میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ اس نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ قابلِ حمد و ستائش راہِ حق کی طرف لوگوں کی راہنمائی فرمائیں اور انہیں اس ہستی کے سامنے پردہ بنائے رکھا جس کے لئے بروز قیامت شفاعت اور لواء الحمد (یعنی حمد کے جھنڈے) کا وعدہ ہے اور اس ہستی کو خاتم الانبیاء ﷺ بنا کر بھیجا تاکہ وہ لوگوں کے لئے راہِ ہدایت واضح فرمائیں۔ اسی لئے اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: **اذ قال عیسیٰ ابن مریم یٰ بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورۃ و مبشراً برسول یتاتی من بعدی اسمہ احمد ط فلما جاءہم بالبینت قالوا ہذا سحر مبین** (پ ۲۸، القف ۶) اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم علیہم السلام نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام احمد ہے، پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے۔“

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی قدر و منزلت کا اظہار اور تعظیم و توقیر کرتے ہوئے ان کا ذکر بلند فرمایا۔ آپ ﷺ کے ذریعے مشرکین کی شرک کی آگ کو بجھایا اور مومنین کے لئے نورِ ایمان ظاہر فرمایا۔ آپ ﷺ کے ذریعے آپ کی امت کو کامل فرحت و سرور عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کو ساری انسانیت کے لئے بشیر و نذیر (یعنی خوش خبری دینے والا اور ڈرسانے والا) بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کو اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ کو ہر موجود شے کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کے مبارک نور سے ساری کائنات کو منور فرمایا۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: **”یا ایہا النبی انا ارسلک شاعدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنه و سراجا منیرا“** (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۵-۳۶) اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے آپ کو بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈرسانا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔“

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک ﷺ سید المرسلین، امام المہتدین ہیں۔ آپ ﷺ کو اللہ عزوجل نے تمام مخلوقات پر برتر و بالا مقام عطا فرمایا اور اس وقت نبوت عطا فرمادی تھی جبکہ حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ (یعنی ابھی آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی مکمل نہ ہوئی تھی) اور آپ ﷺ کو ساری مخلوق کا رسول بنایا اور قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: **”وما ارسلک الا رحمة للعالمین“** (پ ۱۷، الانبیاء: ۱۰۷) اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے

لئے۔“

اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ کو بلند مقام عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کو عجب حسن سے نوازا اور آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کو مومنین کے لئے بہار بنایا۔ آپ ﷺ کی برکت سے دین اسلام ہمیشہ بلند و مضبوط ہوتا رہے گا اور کفر و شرک کمزور و ذلیل ہوتا رہے گا۔ آپ ﷺ کو پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرمایا۔ آپ ﷺ اصول و فروع کے اعتبار سے طیب و طاہر ہیں۔ میلادِ مصطفیٰ ﷺ پر شاہِ ایران کے محل ”کسریٰ“ میں زلزلہ آگیا، اس کی بنیادیں کمزور پڑ گئیں اور وہ گرنے کے قریب ہو گئی۔ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی عظمتِ شان کی خاطر آپ کو امت کے گنہگاروں کا شفیع بنایا۔ امت کو آپ ﷺ کے فرامین توجہ سے سننے اور احکام کی بجا آوری کا حکم فرمایا۔ آپ ﷺ کو دنیا میں اس امت کا رسول اور آخرت میں شفیع بنایا اور آپ ﷺ کو لوگوں کے سامنے اپنی عظمت و شرف بیان کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (پہ، الاعراف: ۱۵۸) تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔“

اللہ عزوجل نے حضور پر نور ﷺ کو عزت کا تاج پہنایا اور ساری کائنات کو آپ ﷺ کے نور سے منور فرمایا۔ دیہاتی اور شہری لوگوں کو آپ ﷺ کے ذریعے عزت عطا فرمائی۔ آپ ﷺ کو ہر قسم کے گد لے پن سے محفوظ رکھا اور آپ ﷺ کے مبارک نور سے فارس کا صدیوں سے جلنے والا آتش کدہ بجھا دیا۔ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی ولادت کی برکت سے حنادس (آخر ماہ کی تین انتہائی سیاہ راتوں) کی تاریکیوں کو روشنی عطا فرمائی۔ آپ ﷺ کو ہیبت و جلال کی پوشاک عطا فرمائی۔ آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت و رسالت کو ختم فرمایا۔ قرآن کریم میں آپ ﷺ کی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان یوں بیان فرمائی: ”محمد رسول اللہ ط والذین معہ اشداء علی الکفار (پہ، فتح: ۲۹) محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔“ حضور نبی رحمت ﷺ ایسے نبی ہیں کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو شاندار عزت و مقام پر فائز فرمایا اور بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائیں۔ عیسائی پادریوں اور یہودی راہبوں نے آپ ﷺ کی نبوت کی بشارت دی اور کافروں نے آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خوشخبری دی۔ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے عمدہ اوصاف اور اچھی تعریف ساری کائنات میں عام کر دی۔ رب کائنات نے ربیع الاول جیسے مبارک مہینے میں آپ ﷺ کی جلوہ نمائی فرمائی اور آپ ﷺ کو ساری مخلوق سے افضل بنایا اور عزت و وقار کے عظیم جبے پہنائے۔ لوگوں کو آپ ﷺ کی رسالت کے ذریعے متنبہ فرمایا اور اپنی لاریب کتاب قرآن مجید، فرقان حمید میں ارشاد فرمایا: انسا ارسلنا الیکم رسولاً شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً ۵ (پہ، زل: ۱۵) بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا کہ تم پر حاضر ناظر ہیں جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے۔

اللہ تعالیٰ سب کے لئے کفایت کرنے والا ہے

الحسب، حسب سے ہے جس کا معنی کفایت کرنا ہے کہا جاتا ہے هذا حسبک من غیرہ یہ تجھے اپنے غیر سے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ اور حفاظت اپنے بندوں کے لئے کافی ہے۔ ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ (الطلاق) اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اسے کافی ہے۔ حضور علیہ السلام کو فرمایا گیا فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا هو علیہ توکلت وهو رب

العرش العظیم۔ (التوبہ) پھر اگر وہ منافقین و کفار آپ پر ایمان لانے سے منہ پھیریں تو فرمادیں کہ مجھے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔ سورۃ زمر میں ہے قل حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلون (آیت: ۳۸) فرمادیں اللہ مجھے کافی ہے (میرا اسی پر بھروسہ ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہو وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا، تم جو مجھے بت جیسی بے قدرت و بے اختیار چیزوں سے ڈراتے ہو یہ تمہاری نہایت ہی بے وقوفی اور جہالت ہے) بھروسے والے اس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ غزوہ احد کے بعد اہل ایمان نے جب کہا حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دستگیری فرمائی اور خوف کا ماحول ختم ہوا۔ فضل عظیم ان کے شامل حال ہو گیا۔ حسیب کے معنی حساب کنندہ بھی ہیں اور انہی معنوں میں سورۃ الرحمن کی یہ آیت ہے۔ الشمس و القمر بحسبان، سورج اور چاند حساب سے ہیں۔ (تقدیر معین کے ساتھ اپنے بروج و منازل میں سیر کرتے ہیں اور اس میں خلق کے لئے منافع ہیں۔ اوقات کے حساب سالوں اور مہینوں کا شمار انہی پر ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کا حساب یکبارگی کس طرح لے گا؟ فرمایا: بحسابون کما یسردقون۔ جس طرح دنیا میں تمام مخلوق کو یکبارگی رزق مل رہا ہے اسی طرح وہاں یکبارگی سب کا حساب بھی ہو جائے گا۔ اس اسم کے ساتھ تعلق مضبوط بنانے والوں پہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حساب سیر کی التجا کرتے رہیں۔ یوم الحساب پر یقین کو پختہ رکھیں۔ جس شخص کو کسی شخص یا چیز کا ڈر رہتا ہو وہ جمعرات سے شروع کر کے آٹھ دن تک صبح و شام ستر مرتبہ حسبی اللہ الحسیب پڑھے ان شاء اللہ ہر چیز کے شر سے محفوظ رہے گا۔

کر دے اپنے فضل سے میرے گناہوں کو معاف کر کدورت سے خدایا تو میرے سینے کو صاف
یا الہی جب کہ آئے حشر کا دن بے خلاف ہب لنا ملکا کبیرا نجنا مما نخاف

ربنا اذانت قاضی و المنادی جبرئیل

اللہ تعالیٰ بڑے بلند مرتبے والا ہے

الجلیل نام قرآن مجید میں نہیں ہے لیکن ذوالجلال ہے اور غالباً یہی اس کا ماخذ ہے۔ جل، جللا اور جلالہ آزمودہ کار اور بزرگی والے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ نام بطور علم اس لئے ہے کہ وہ عظمت ذاتی کا مالک ہے اور جلالت نفسی اسی کے لئے ہے۔ بعض علماء کے مطابق اسم کبیر کمال ذاتی پر، اسم جلیل کمال صفاتی پر اور اسم عظیم ہر دو معانی پر دلالت کرتا ہے۔ ابن ماجہ کی روایت میں اللہ تعالیٰ کا نام جمیل بھی آیا ہے۔ اس وقت جلیل کے معنی ہوں گے کہ وہ صفات قہریہ کا مظہر ہے اور جمیل کے معنی ہوں گے کہ وہ صفات لطیفہ کا ظہور فرماتا ہے۔ ابن قیم کہتے ہیں کہ جلال ہمیں ادب سکھاتا ہے اور اکرام ہم پہ ابواب محبت کشادہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ایسی ہے کہ اس کی جلالت بھی ہر وقت پیش نظر رکھی جائے اور اس کی محبت بھی ہر وقت دل میں قائم رہے۔ اسم جلیل کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے لازم ہے کہ جلال الہی کے تصور میں غرق رہا جائے۔ اللہ کے نام اور اس کی ذات کی عزت کرنے کا خوگر بنے۔ اپنے اقوال و افعال میں تمکین و وقار سے رہے اور ادنیٰ لوگوں سے شفقت و پیار کا معاملہ کرے۔ جو شخص مشک و زعفران سے اس اسم کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اور بکثرت یا جلیل کا وظیفہ کرتا رہے گا ان شاء اللہ عزت و عظمت پائے

گا۔ جو کوئی اپنے مال پہ دس مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھے گا اس کا مال چوری سے محفوظ رہے گا۔

ہونٹوں پہ مرے صبح و مساحد ہے تیری
کیا لفظ ہے الحمد لک الحمد الہی!
تکبیر ہو تہلیل ہو تسبیح کہ تحمید
تو سرور کونین کا خالق ہے خدایا

ہر درد کی بے مثل دوا حمد ہے تیری
ہر نعمت عظمیٰ کی جزا حمد ہے تیری
لا ریب یہ سب ذکر و ثنا حمد ہے تیری
ہر نعت نبی صل علی حمد ہے تیری

اللہ تعالیٰ بہت کرم فرمانے والا ہے

الکریم، کرم سے ہے جس کا معنی عظمت، شرف، عزت اور جو دو سخا ہے۔ کریم کے بارے میں اہل عرب کہتے ہیں: الکریم اذا وعد وفى کریم وہ ہے جو وعدہ کرے تو پورا کرے (قدرت ہونے کے باوجود قصور معاف کرے، عیب دیکھے اور پردہ پوشی کرے) اللہ تعالیٰ ان تمام معنوں میں کریم ہے۔ کرامت حقیقی کا وہی مالک ہے اور وہی صاحب جو دو کرم ہے۔ اس نے رسول کریم کو مبعوث فرمایا: جاء ہم رسول کریم (الدخان) قرآن کریم اتارا۔ انہ لقرا آن کریم (الواقعہ) وہ بندوں کو اجر کریم عطا کرنے والا ہے۔ ولہم اجر کریم (الحدید) وہ بندوں کو رزق کریم عطا فرماتا ہے۔ مدخل کریم کا داخلہ اس کے حکم سے ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ ان دبی غنی کریم (النمل) جو کوئی اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنا چاہے اس پر لازم ہے کہ اوصاف کریمانہ کے حصول میں کوشش کرتا رہے۔ جو شخص روزانہ سوتے وقت یا کریم پڑھتا پڑھتا سو جایا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کو علماء، و صلحاء، میں عزت عطا فرمائے گا اور فرشتے اس کے لئے دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی مخلوق میں بزرگ و معزز بنائے۔ کہا گیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کو بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے۔ اسی لئے آپ کو کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے۔

ہے ترے دیدار کو یا رب تڑپتی میری روح وصل کا اپنے پلا فیروز کو جام صبح
زندگی پر کچھ نہیں امید گو ہو عمر نوح ابن موسیٰ ابن عیسیٰ ابن یحییٰ ابن نوح

انت با صدیق عاص تب الی المولی الجلیل

طواف کعبہ کرتے ہوئے یا کریم کا ورد کرنے والا اعرابی

فبینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الطواف اذ سمع اعرابیاً یقول یا کریم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کریم فمضی الی جہہ الیمانی وقال یا کریم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلفہ یا کریم فمضی الی جہہ المیزاب وقال یا کریم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلفہ یا کریم فالتفت الی اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال یا صبیح الوجه و یا رشیق القد تہزابی لکونی اعرابیاً واللہ لولا صباحہ و جہک و رشاقہ قدک لشکوتک الی حبیبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ فتبسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال اما تعرف نبیک یا اخا

العرب فقال الاعرابی لا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما ایمانک به فقال امنت بنبوته ولم اره و صدقت برسالتہ و لم القہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اعرابی انی نبیک فی الدنیا و شفیعک فی الاخرۃ فاقبل الاعرابی یقبل قدمی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اخا العرب لا تفعل بی کما یفعل الاعاجم بملوکھا فان اللہ سبحانہ و تعالیٰ بعثنی لا متکبرا ولا متجبرا بل بعثنی بالحق بشیرا و نذیرا قال (راوی) فہبط جبرائیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قال یا محمد یقرء ک السلام و یخصک بالتحیۃ والا کرام قل للاعرابی انا نحاسبہ فقال الاعرابی یحاسبنی ربی یا رسول اللہ فقال نعم یحاسبک ان شاء اللہ فقال الاعرابی و عزتہ و جلالہ لا حاسبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی ما ذا تحاسب ربک یا اخا العرب فقال الاعرابی ان حاسبنی ربی علی ذنبی حاسبته علی مغفرته و ان حاسبنی علی معصیتی حاسبته علی عفوه و ان حاسبنی علی بخلی حاسبته علی کرمہ قال فبکی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی ابتلت لحیتہ فہبط جبرائیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قال یا محمد یقرئک السلام و یقول لک اقلل من بکاتک فقد الہیت حملة العرش عن تسبیحہم و قل لا خیک الاعرابی لا یحاسبنا ولا نحاسبہ فانه رفیقک فی الجنة . (روض الراحین علی قصص الانبیاء ص ۱۸-۲۰)

حضور علیہ السلام طواف فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی کو اپنے آگے طواف کرتے پایا جو پڑھ رہا تھا یا کریم حضور علیہ السلام نے بھی پیچھے پڑھنا شروع کر دیا یا کریم وہ اعرابی رکن یمانی کی طرف جاتا تو پڑھتا یا کریم حضور علیہ السلام بھی پیچھے پڑھتے یا کریم وہ میزاب رحمت کی طرف جاتا تو پڑھتا یا کریم حضور علیہ السلام بھی پیچھے پڑھتے یا کریم اعرابی نے حضور علیہ السلام کی طرف دیکھا تو کہا اے روشن چہرے والے اور خوبصورت قد والے! اللہ کی قسم! اگر آپ کا اتنا روشن چہرہ اور عمدہ قد نہ ہوتا تو میں آپ کی شکایت اپنے محبوب نبی (ﷺ) کی بارگاہ میں کرتا کہ مجھے پینڈ و سمجھ کے مذاق کرتے ہو۔ (اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا) حضور علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا کیا تو اپنے نبی کو پہچانتا ہے؟ عرض کیا! نہیں فرمایا پھر ایمان کیسے لایا! عرض کیا بن دیکھے ان کی نبوت کو مانا اور بغیر ملاقات کئے ان کی رسالت کی تصدیق کی۔ فرمایا تجھے مبارک ہو میں دنیا میں تیرا نبی ہوں اور آخرت میں تیری شفاعت کروں گا وہ حضور علیہ السلام کے قدموں پہ گر اور بوسے لینے لگا فرمایا! میرے ساتھ وہ معاملہ نہ کر جو غمی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں اللہ نے مجھے متکبر و جابر بنا کر نہیں بھیجا بلکہ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے (راوی کہتے ہیں کہ) اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام اور آئے عرض کیا: (یا رسول اللہ) اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے اس اعرابی کو فرمادیں ہم اس کا حساب لیں گے۔ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! کیا اللہ میرا حساب لے گا۔ فرمایا ہاں اگر چاہے گا تو لے گا عرض کیا اگر وہ میرا حساب لے گا تو میں اس کا حساب لوں گا۔ فرمایا تو کس بات پہ اللہ کا حساب لے گا؟ اس نے کہا: اگر اس نے میرے گناہوں کا

حساب لیا تو میں اس کی بخششوں کا حساب لوں گا (کہ میرے گنا زیادہ ہیں کہ تیری بخشش) اگر اس نے میری نافرمانیوں کا حساب لیا تو میں اس کی معافی کا حساب لوں گا۔ اگر اس نے میرے بخل کا امتحان لیا تو میں اس کے کرم کا حساب لوں گا۔

حضور علیہ السلام یہ سن کر اتاروئے کہ واڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر جبریل علیہ السلام آئے عرض کیا اللہ سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے روٹا کم کریں آپ کے رونے نے فرشتوں کو تسبیح و تہلیل بھلا دی ہے اپنے امتی کو کہیں نہ وہ ہمارا حساب لے نہ ہم اس کا حساب لیں گے اور اس کو خوشخبری سنا دیں یہ جنت میں آپ کا ساتھی ہوگا۔

کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

اللہ تعالیٰ بہت بڑا نگہبان ہے

الرقیب کے معنی میں علم اور حفظ کی مجموعی صفت جمع ہوتی ہے۔ سورہ احزاب میں ہے وکان اللہ علی کل شیء رقیباً اور اللہ تعالیٰ ہرشیء پہ نگہبان ہے۔ سورہ مائدہ میں ارشاد ہوتا ہے (اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے) فلما تو فیتنی کنت انت الرقیب علیہم اور جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی ان پہ نگاہ رکھتا تھا۔ (یاد رہے) نو قیتمی کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پہ دلیل لانا صحیح نہیں کیونکہ اول تو لفظ تو فی موت کے لئے خاص نہیں بلکہ کسی شیء کے پورے طور پر لینے پر یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ خواہ وہ بغیر موت کے ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ قرآن کریم سورہ زمر میں ہے۔ اللہ یعرفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا۔

دوم جب یہ بات قیامت کے دن ہوگی تو اگر تو فی موت کے معنی میں فرض کر لیا جائے تب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے نزول اس سے ثابت نہ ہو سکے گی۔ بہر حال: اس اسم پاک سے تعلق کو مضبوط بنانے والوں پہ لازم ہے کہ اپنے خیالات و ملامت کو اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں دے دیں کیونکہ نفس و شیطان سے محفوظ رہنے کا یہی آسان طریقہ ہے۔ جو شخص اپنے اہل و عیال اور مال و منال پہ سات مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھ کر روزانہ دم کرے اور یارقیب کا ورد جاری رکھے ان شاء اللہ سب آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ پھنسی پھوڑے کے اوپر تین یا سات مرتبہ پڑھ کر دم کرنے سے شفا حاصل ہوگی۔ ان شاء اللہ

گلشن میں عنادل کی صدا حمد ہے تیری
قمری کی سر شاخ نوا حمد ہے تیری
وادی کی سکوں بخش فضا حمد ہے تیری
مہر و مہ و انجم کی ضیا حمد ہے تیری
قرآن بھی اے ذات ورا حمد ہے تیری
بندے کی بھد عجز دعا حمد ہے تیری
خوش بخت ہے جس لب پہ سدا حمد ہے تیری

کرتی ہیں ترا ذکر سمندر کی یہ لہریں
کلیوں کی مہک باغ میں غنچے کا چٹکنا
منظر ہیں ترے حسن کا بہتے ہوئے چشمے
کرتی ہے ترا ذکر شب و روز کی گردش
والفجر ہو والشمس ہو والانجم کہ اخلاص
سینے میں دھڑکتا ہوا دل تیرا ثنا گو
باقی بھی تری ذات ہے قیوم بھی تو ہے

اک حمد کی جاں بخش جزا حمد ہے تیری
آئینہ الطاف و عطا حمد ہے تیری

ہر شعر تری حمد کا انعام ہے تیرا
شہزاد ترے نام کا ذاکر ہے ازل سے

اے ہمارے مالک و مولیٰ

تیرے گنہگار و نافرمان بندے گناہوں سے معافی کی آس لگائے تیری بارگاہ میں حاضر ہیں۔ ہم راہِ حق سے بہک چکے ہیں اور ہماری ہلاکت نے ہمیں جہنم کے قریب کر دیا ہے۔ یا الہ العظیم عزوجل! ہم تیری بارگاہ میں اپنی عاجزی و انکساری، ندامت و شرمندگی اور آنسو کی کثرت بطور شفیع پیش کرتے ہیں۔ یا الہی عزوجل! اگرچہ گناہ ہمیں تیرے عذاب سے ڈراتے ہیں لیکن ہمارا حسن ظن ہمیں تیرے عفو و کرم کی حرص دلاتا ہے۔ اگر تو معاف فرمائے تو تجھ سے زیادہ اس کے لائق کون ہے؟ اور اگر تو عذاب دے تو تجھ سے بڑھ کر عادل کون ہے؟

یا رب العظیم عزوجل! اگر تو صرف عبادت گزاروں پر رحم فرمائے گا تو عبادت میں کوتاہی کرنے والوں کا پرسان حال کون ہو گا؟ اگر تو صرف مخلص لوگوں کا ہی عمل قبول فرمائے گا تو ریاکاروں کا کیا بنے گا؟ یا الہی عزوجل! میری حسرت کتنی بڑی ہے کہ میں دوسروں کو نصیحت کرتا ہوں اور خود تجھ سے غافل ہوں۔ اے میرے مالک عزوجل! میری مصیبت کتنی شدید ہے کہ میں دوسروں کو بیدار کرتا ہوں اور خود غفلت کی نیند سویا ہوا ہوں۔ اے میرے آقا و مولیٰ عزوجل! میرا قصہ و ماجرا کتنا عجیب ہے کہ میں راہِ حق کی طرف دوسروں کی رہنمائی کرتا ہوں جبکہ خود ظالم ہوں۔ یا اللہ عزوجل! نصیحت کرنے والے کو بھی بخش دے اور سننے والے کی بھی بخشش فرما دے۔ اے میرے رحیم و کریم مولیٰ عزوجل! جب میں کسی کو تیری بارگاہ کا راستہ دکھاؤں اور وہ وہاں تک رسائی حاصل کر لے تو کیا تو اسے قبول کر لے گا جس کی رہنمائی کی گئی اور رہنمائی کرنے والے کو دھتکار دے گا؟ اے اخلاص کی دولت عطا فرمانے والے مولیٰ عزوجل! اگر میرا کلام خالص تیری رضا کے لئے نہیں تو اس بھری محفل میں کوئی شخص تو ایسا ہو گا جو صرف اور صرف تیری رضا کے لئے آیا ہو گا۔ اے میرے پروردگار عزوجل! اس کے صدقے میری تقصیر و کوتاہی معاف فرما دے اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم سب پر اپنا خاص رحم و کرم فرما۔ (آمین)

اللہ اللہ زیں طرف جرم و خطا	اللہ اللہ زان طرف رحم و عطا
تو فرستادی بے روشن کتاب	می کند باما حکایت با خطاب
از طفیل آں صراط مستقیم	قوتے اسلام راہ اے کریم
بہر اسلائے ہزاراں فہما	یک مہ و صد داغ فریاد اے خدا
اے خدا بہر جناب مصطفیٰ	چار یار پاک و آل باصفا
پر کن از مقصد تہی دامان ما	از تو پزرفتن زما کزوں دعا
تکیہ بر رب کرد عبد مستہاں	باوست بس مارا ملاز مستعاں
کیست مولائی بہ از رب جلیل	حسننا اللہ ربنا نعم الوکیل

اللہ تعالیٰ دعائیں سننے اور قبول فرمانے والا ہے

المجیب اسم علم ہے جو کہ جواب اور اجابت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ ہر مسئلہ و جواب عطا کرتا ہے ہر ایک کا سوال سمجھتا ہے اور ہر ایک کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **اجیب دعوة الداع اذا دعان فليست جيبو الي وليؤمنوا بي لعلهم يرشدون** (البقرہ: ۱۸۶) میں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

یاد رہے! دعا عرض حاجت ہے اور اجابت یہ ہے کہ پروردگار اپنے بندے کی دعا پر لبیک عبدي فرماتا ہے۔ عطا فرمانا دوسری چیز ہے وہ بھی کبھی اس کے کرم سے فی الفور ہوتی ہے۔ کبھی مقتضائے حکمت کسی تاخیر سے کبھی بندے کی حاجت دنیا میں روا فرمائی جاتی ہے کبھی آخرت میں۔ کبھی بندے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے وہ عطا کی جاتی ہے کبھی بندہ محبوب ہوتا ہے اس کی حاجت روائی میں اس لئے دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصہ تک دعا میں مشغول رہے۔ کبھی دعا کرنے والے میں صدق، اخلاص وغیرہ شرائط قبول نہیں ہوتے۔ اس لئے اللہ کے نیک اور مقبول بندوں سے دعا کرائی جاتی ہے۔ ناجائز امر کی دعا کرنا جائز نہیں دعا کے آداب میں ہے کہ حضور قلب کے ساتھ قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے دعا کرے اور شکایت نہ کرے کہ میری دعا قبول نہ ہوئی۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ نماز کے بعد حمد و ثنا اور درود شریف پڑھے پھر دعا کرے۔ اس اسم مبارک سے تعلق قائم کرنے والوں پر رزم ہے کہ جب موقع ملے تب تو توجہ اور رغبت سے دعا کرے اور پورے قبولیت کے یقین سے کرے عدم قبولیت کا وہم بھی دس میں نہ آنے دے۔ جو شخص کثرت سے یا مجیب کا در در رکھے گا ان شاء اللہ اس کی دعائیں بارگاہ خداوندی میں قبول ہونے لگیں گی اگر لکھ کر اپنے پاس رکھے تو اللہ تعالیٰ کی امان میں رہے گا دوسرے لئے تین مرتبہ پڑھنے سے سردرد ڈم ہوگی۔

ذاتِ قدیم صاحبِ ہر فخر و ناز ہے
رہتا ہے مہربانِ دو عالم پہ ہر گھڑی
جھکتے ہیں اس کے آگے ملک بھی رسول بھی
نغمہ سرائے حمد ہے بارش کی بوند بوند
تو ہم سے صلح کر لے ہم تم سے صلح کر لیں گے

منقول ہے کہ ایک مرید کو توبہ کی توفیق ملی لیکن وہ دوبارہ اپنی گناہوں بھری حالت پر لوٹ آیا۔ پھر اسے ندامت و شرمندگی ہوئی اور دل ہی دل میں کہنے لگا: ”اگر میں اپنے گناہوں سے توبہ کر لوں تو میرے رب عزوجل کا میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟“ آپ تک ایک آواز آئی: ”اے نوجوان! تو نے ہماری نافرمانی کی تو ہم نے پردہ پوشی کی، تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم نے مہلت دی، اب اگر تو ہماری طرف لوٹ آئے تو ہم قبول فرمائیں گے، اگر تو ہماری طرف متوجہ ہو تو ہم تیری طرف نظر رحمت فرمائیں گے، تو نے ہر سہ دراز تک علانیہ ہماری نافرمانی کی لیکن ہم نے خطاؤں کو ڈھانپ دیا، تو نے ہم سے کتنی دوری اختیار کی پھر بھی ہم نے اپنے قریب کیا، تو نے نافرمانیوں کے ساتھ ہمارا مقابلہ کیا پھر بھی ہم نے درگزر کیا، اب بھی تو ہماری طرف لوٹ آئے اور ہم سے صلح کر لے تو ہم بھی صلح

کر لیں گے۔“

حضرت سیدنا علی بن موفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مناجات میں عرض کیا کرتے تھے: ”اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! تیری عزت و جلال کی قسم! میں تیرے دروازے سے نہیں ہٹوں گا اگرچہ تو مجھے دھتکار دے۔ میں تیری بارگاہ سے نہیں پھروں گا اگرچہ تو مجھے دور بھی کر دے۔ میں تیرے وصال سے دوری اختیار نہیں کروں گا۔ اگرچہ تو مجھ سے تعلق توڑ لے۔ میں تیری محبت کو دل سے نہیں نکالوں گا اگرچہ تو مجھے عذاب دے۔ اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! اگر تو میری نگاہوں سے پوشیدہ ہے تو کیا ہوا تیری محبت تو میرے دل میں ہے۔ اگر تو مجھے چھوڑ دے اور دور کر دے تو پھر بھی تیری محبت میرے دل میں چھپی رہے گی۔“

(الروض الفائق)

اپنے رنگ میں رنگ دے مولیٰ دل کی میل ہو دور
چھوڑیں کام گناہوں والے کر دے یوں ماجور
تو جو چاہے وہ ہو جائے تیری شان کمال
ہو نہیں سکتا کام وہ ہرگز جو نہ تجھے منظور

اللہ تعالیٰ بڑی وسعت و فراخی والا ہے

الواسع وسیع سے ہے جس کا معنی تو نگری، دسترس ہے۔ واسع اللہ تعالیٰ کا علم ہے اللہ تعالیٰ واسع ہے جس نے تمام اشیاء کو اپنے انعام سے گھیر رکھا ہے۔ اس کا جو دو سخا اندازے سے باہر ہے۔ اس کا رزق سب کو ملتا ہے۔ اس کی کرسی زمین و آسمانوں سے زیادہ وسعت رکھی ہے۔ وسیع کرسیہ السموات و الارض۔ اس کا علم ہر شے پر حاوی ہے۔ وسیع ربی کل شیء علما۔ اس کی رحمت ہر شے پر غالب و حاوی ہے۔ ورحمتی وسعت کل شیء۔ ملائکہ اس کی بارگاہ میں یوں عرض گزار ہے: ربنا وسعت کل شیء رحمة و علما۔ اے ہمارے رب تیری رحمت و علم میں ہر چیز کی نمائی ہے۔ یعنی تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو وسیع ہے (اس کے بعد فرشتوں کی اہل نوبہ کے لئے دعا ہے اور دعا سے پہلے عرض ثنا سے معلوم ہوا کہ آداب دعا سے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جائے پھر مراد عرض کی جائے۔ اللہ تعالیٰ واسع ہے مگر غریب بندوں کو ان کی وسعت و طاقت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتا۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ اس اسم پاک کے متعلق مندرجہ ذیل دعایا درکھنی چاہیے۔ جو شخص کثرت کے ساتھ یا واسع کا ورد کرتا رہے گا ان شاء اللہ اس کو نماہری و باطنی غذا عطا ہوگی۔ جس کو بچھونے کاٹ لیا وہ ستر مرتبہ پڑھ کر دم کرے تو زہرا اثر نہ کرے گا۔

اللہم اجعل اوسع رزقك علی عند کبر سی وانقطاع عمری یا من لاتراه العمیون ولا تحالطه الظنون ولا یصفه الواصفون۔ یا اللہ عمر بڑھ جانے پر اور بڑھاپے کے وقت اپنا رزق مجھ پر اور زیادہ وسیع فرما اے وہ ذات کہ جسے نہ آنکھیں دیکھتی ہیں اور نہ گمان وہم پاسکتے ہیں اور نہ وصف کرنے والے اس کا وصف کر سکتے ہیں۔

جلوہ گری اسی کی ہے زمر کی آنکھ میں اس کے کرم سے کاکل سنبل دراز ہے
وہ کھولتا ہے گنبد بے در میں کھڑکیاں دنیا میں اس کا لطف بلا امتیاز ہے

یہ اختلاف صبح و مسا اس کا راز ہے
مشکل کشا وہی ہے وہی کار ساز ہے
معراج بندگی کا ذریعہ نماز ہے
اللہ کا کلام بڑا جاں گداز ہے

کرتا ہے روز ایک نئی شان سے ظہور
معبود ہے مجید و معین و مغیث بھی
ایک نعبد کہیں ایک نستعین
لرزاں ہیں ارض و کوہ و فلک اس کے سامنے

امام شافعی علیہ الرحمۃ کی ایک دعا

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مروان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ کے علمی حلقہ میں بیٹھتا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھ کر لکھا کرتا۔ ایک صبح میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں موجود پایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں بیٹھ گیا حتیٰ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو دعائیں فرمائیں۔ ان میں سے کچھ میں نے یاد کر لیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے: ”اللَّهُمَّ اٰمِنُ عَلَيْنَا بِصَفَاءِ الْمَعْرِفَةِ وَهَبْ لَنَا تَصْحِيحَ الْمُعَامَلَةِ فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ عَلَى السُّنَّةِ وَارْزُقْنَا صِدْقَ التَّوَكُّلِ عَلَيْكَ وَحُسْنَ الظَّنِّ بِكَ وَامْنُ عَلَيْنَا بِكُلِّ مَا يُقَرِّبُنَا إِلَيْكَ مَقْرُونًا بَعْوًا فِي الدَّارَيْنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اے اللہ عز و جل! ہم پر احسان فرماتے ہوئے خالص معرفت عطا فرما۔ ہمیں ان معاملات کی درستگی عطا فرما جو ہمارے اور تیرے درمیان ہیں اور اپنی ذات پر سچا توکل اور حسن یقین عطا فرما۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اپنی خاص رحمت سے ہمیں ہر وہ بھلائی عطا فرما جو دنیا و آخرت کی عافیتوں کے ساتھ ساتھ تیرا قرب بخشنے۔“ (آمین)

آپ علیہ الرحمۃ اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ عز و جل نے تجھے جہنم کی سزا اور ہمیشہ اس میں ٹھہرانے کا ارادہ فرمالیا ہوتا تو تجھے تو حید و معرفت کی توفیق نہ دیتا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند اشعار پڑھے، جو یہ ہیں:

اِنْ كُنْتَ تَغْدُو فِي الذَّنُوبِ جَلِيْدًا وَتَخَافُ فِي يَوْمِ الْمَعَادِ وَعِيْدًا
فَلَقَدْ اَتَاكَ مِنَ الْمُهْمِ مِمَّنْ عَفْوُهُ وَاتَّحَاحَ مِنْ نَعَمٍ عَلَيْكَ مَزِيْدًا
لَا تَبَاسَنَّ مِنْ لُطْفِ رَبِّكَ فِي الْحَشَا فِى بَطْنِ اُمِّكَ مُضْغَةً وَوَلِيْدًا
لَوْ شَاءَ اَنْ تُصَلِّيَ جَهَنَّمَ خَالِدًا مَا كَانَ اَللّٰهُمَّ قَلْبُكَ التَّوْحِيْدًا

ترجمہ: اگر تو گناہوں میں پگھل کر برف بن چکا ہے اور اب قیامت کے دن کی سزا سے ڈر رہا ہے تو یاد رکھ! حفاظت فرمانے والا خدا عز و جل تجھ پر عفو و کرم فرمائے گا اور تجھے اپنی مزید نعمتیں فراہم کرے گا۔ اے شخص! تو اپنی ماں کے پیٹ کے اندر تو تھڑے اور نوزائیدہ بچے کی طرح تھا تو تب بھی اس نے اپنے لطف و کرم سے تجھے مایوس نہ کیا۔ اگر وہ تجھے ہمیشہ جہنم میں جلانا چاہتا تو تیرے دل میں اپنی وحدت پر ایمان داخل نہ کرتا۔

یہ سن کر وہ آدمی رو پڑا اور عبادت شروع کر دی۔ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے بہت مسرور ہوا۔

(الروض الفائق)

اللہ تعالیٰ بڑی حکمتوں والا ہے

الحکیم، حکم اور حکمت سے ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ حاکم علی الاطلاق ہے اور معنوی طور پر اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں مگر ابن کثیر کے سوا ائمہ لغت میں سے کسی نے حکیم بمعنی حاکم نہیں لکھا۔ جبکہ حکمت سے مشتق ہونا سب کے نزدیک مسلمہ ہے۔ اعمال و افعال میں افضلیت کے علم کو حکمت کہتے ہیں۔ حکمت ان مصالح کلیہ کا نام ہے جو نظام عالم کا قوام ہیں۔ ان غایات حمیدہ کا نام ہے جو سلسلہ تکوین میں ملحوظ ہوں۔ احسن اخلاق اور احسن اعمال کا حکمت ہونا ضروری ہے۔ بہترین فوائد و بہترین مقاصد کا حکمت ہونا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں کئی جگہ حکمت کا لفظ آیا ہے جن میں سے ایک مندرجہ ذیل ہے۔ وَمِنْ يُّوْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (البقرہ) اور جسے حکمت ملی اسے بہت بڑی بھلائی ملی۔ آج کل اکثر لوگ صرف منطق یا سائنس کے مطالعہ کے بعد احکام شریعت کی خوبی سے بے خبر رہ کر اپنے اپنے فہم کو ان احکام حقہ سے بہتر خیال کرنے لگتے ہیں لہذا علماء حقانی کو لازم ہے کہ اس حکیم کے فیض سے نور گیر ہو کر لوگوں کو دلائل عقلیہ کے ساتھ ان احکام کی توضیح و تہیین فرمایا کریں تاکہ ادعای سبیل ربک بالحکیم کا مفہوم پورا ہو۔ حکمت کی تفسیر میں اقوال ائمہ دین کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حکمت کے معنی علم القرآن بتلائے ہیں یعنی نسخ و منسوخ محکم و متشابہ مقدم و موخر حلال و حرام وغیرہ کی شناخت، ضحاک نے حکمت کے معنی قرآن اور فہم قرآن بتلائے۔ مجاہد نے قرآن اور علم اور فقہ بتلائے، مجاہد نے دوسری روایت میں حکمت کے معنی قول و فعل کی اصابت بیان کئے ہیں۔ نخعی نے فرمایا کہ حکمت معانی الاشیاء اور فہم معانی کا نام ہے۔ حسن بصری نے فرمایا کہ دین الہی میں روح کا نام حکمت ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ جن آیات میں کتاب کے ساتھ حکمت کا لفظ آتا ہے وہاں حکمت سے مراد سنت نبویہ ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ حق کی شناخت اور عمل برحق کا نام حکمت ہے اگر ان اقوال میں معنی مشترک کا خیال کیا جائے تو حکمت کے معنی یہ ہیں کہ ہر شے کو اس کی اصلی جگہ پر رکھا جائے۔ اشیاء پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ جملہ اشیاء کے لئے مقتضات میں حدود ہیں۔ نباتات ہیں۔ اوقات ہیں جن میں تقدم و تاخر نہیں ہو سکتا لہذا حکمت وہ ہے جس میں ان جملہ جہات کو ملحوظ رکھا جائے اور حکیم وہ ہے جس کا حکم ان جملہ جہات میں اشیاء عالم و عالم پر نافذ ہوتا ہے۔ حکمت خیر کثیر ہے۔ حکمت بصیرت قلب ہے۔ حکمت حقیقت فطرت ہے۔ حکمت غایت خلقت ہے۔ حکیم مطلق ہی کے حکم سے با ایمان قلب ان مراتب کو حاصل کر سکتا ہے۔ اس اسم سے مخلوق حاصل کرنے والوں کو قرآن و سنت میں مہارت حاصل کرنی چاہیے۔ علوم و فنون کی طرف راغب ہونا چاہیے۔ جہالت سے نفرت کرنی چاہیے۔ اسرار قدرت اور رموز فطرت کے تجسس و تحقیق کا شوق و ذوق ہونا چاہیے۔ جو شخص کثرت سے یا حکیم پڑھا کرے اللہ تعالیٰ اس پر علم و حکمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ جس شخص کا کوئی کام پورا نہ ہوتا ہو وہ پابندی سے اس اسم کو پڑھا کرے ان شاء اللہ کام ہو جائے گا۔ ظہر کی نماز کے بعد نوے مرتبہ پڑھنے سے مخلوق کے سامنے سرخرو ہوگا اور تمام معاملات درست ہوں گے۔

دل میں ہے کیف روح میں اک اہتراز ہے
پھر آدمی کو موت سے کیوں احتراز ہے
ہر لمحہ اس غنی کا در جود باز ہے

انوار اسم ذات کی تاثیر کے طفیل
بب موت ہے وسیلہ دیار ذات حق
رہتے سدا ہیں اس کے خزانوں کے منہ کھلے

شہزاد اس کے فضل سے جو سرفراز ہے

پاتا ہے ذاتِ حق سے وہ توفیقِ نعت کی

اے خداوندِ دو عالم مالکِ ارض و سما

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جس نے علماء کے لئے علم کو دلیل و ثبوت بنایا اور انہیں اس کے ذریعے غنی کر دیا اگرچہ وہ مال و نسب میں کم ہوں اور اسی علم کے ذریعے حضرت سیدنا اور لیس علی نبینا وعلیہ السلام جنت سے سرفراز ہوئے اور اللہ عزوجل نے انہیں رفعت و بلندی عطا فرمائی اور منتخب فرمایا۔ اسی علم کی طلب میں حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ السلام اور حضرت سیدنا یوشع بن نون علی نبینا وعلیہ السلام نے پختہ عزم کر کے سفر اختیار فرمایا یہاں تک سفر میں مشقت اٹھائی۔ (قرآن پاک میں بیان فرمایا) ”واذ قال موسیٰ لفته لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرين او امضی حقبا“ (پ ۱۰، الکہف ۶۰) اور (یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرونوں (مدتوں تک) چلا جاؤں۔..... اسی علم کے سبب اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ السلام کو تمام انسانوں کا باپ بنایا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ علیہ السلام کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (یعنی شیطان) نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا (اور لعنت کا مستحق ٹھہرا)

اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ السلام کی اولاد سے مختلف قبیلے اور خاندان بنائے اور تقدیر کا فیصلہ ان پر جاری فرمایا اور اس نے ہر شے کے لئے ایک ذریعہ بنایا۔ علماء کو اپنی عنایت سے توفیق بخشی تو وہ رغبت و شوق سے خدمتِ علم میں لگ گئے۔ اس نے انہیں اپنے احکام کی سمجھ اور پہچان عطا فرمائی جس کے ذریعے انہوں نے قدر و منزلت اور مراتب حاصل کئے۔ اس نے انہیں دنیا میں مخلوق کے لئے سردار اور راہنما بنایا جس کے ذریعے انہوں نے بزرگی و اخلاق حاصل کیا۔ اس نے ان کے دلوں میں ایسے انوار داخل فرمادیئے جن کی روشنی میں وہ ایسی بعید باتوں تک پہنچ جاتے ہیں جن تک رسائی مشکل ہو۔ اس نے انہیں علم کے ذریعے عزت و جلالت اور رعب و ہیبت کا لباس پہنایا تو وہ برگزیدہ و منتخب بندے ہو گئے۔ اس نے انہیں اپنے احکام کی حلاوت عطا فرمادی لہذا انہیں طلبِ علم کے سفر میں کوئی تھکن نہ ہوئی اور جب وہ قیامت کے دن گروہ درگروہ حاضر ہوں گے تو اللہ عزوجل انہیں کرامت کے تاج پہنائے گا اور ان کے لئے یہ ندا ہوگی: ”اهلا و سهلا مرحبا۔“

میں اللہ عزوجل کی ایسی حمد کرتا ہوں جسے نجات کا وسیلہ بنا سکوں اور میں اس کلمہ ”لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ“ (یعنی اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں) کی گواہی دیتا ہوں تاکہ خوش کرنے والی عزت و رفعت کا سامان ہو جائے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ رضی اللہ عنہما اللہ عزوجل کے خاص بندے اور رسول ہیں اور جو خاص نبی اور پسندیدہ پیغمبر ہیں۔ آپ پر درود و سلام ہو اور آپ رضی اللہ عنہ کے آل و اصحاب، ازواجِ مطہرات اور نیک و پسندیدہ اولاد پر ہمیشہ رحمت و سلامتی نازل ہو جب تک آسمان بادل ظاہر کرتا رہے اور موسلا دھار بارش برساتا رہے۔ (آمین)

اے خداوندِ دو عالم مالکِ ارض و سما اے کہ تیری ذات ہے فہم و خرد سے ماورا
گوشہ دل میں تیرا احساس پیدا یوں ہوا روح کے پردے پہ ابھری ایک انجانی صدا
اے کہ تیری حمد کے لائق نہیں میری زباں کس طرح ہو ذکر تیرا باہمہ اوصاف ہا

قائم و قیوم و قاہر قادر و مطلق قوی اے کریم و کار ساز و کردگار و کبریا
بے مثل و بے نیاز و لا شریک و وحدہ اے رؤف و رازق و رحمن کل رب العلا
قدرت کامل سے تخلیق جہان رنگ و بو منیع انوار عالم مخزن جو دوسخا
زندگی تیری رضا تیری عبادت میں کئے
کم سے کم قصری کو تو توفیق دے میرے خدا

(قصری کا پوری)

قادیانی توحید و دیگر عقائد

عربی میں کہتے ہیں: تعرف الاشياء باضدادها۔ چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں، اندھیرا نہ ہو تو اجالے کی قدر و قیمت پوری طرح معلوم نہیں ہوتی، جہالت کو دیکھ کر ہی علم کی عظمت دل میں پوری طرح جاگزیں ہوتی ہے، اسی اصول کے پیش نظر دیکھیے کہ امام الانبیاء ﷺ کے دامن رحمت نے ہمیں کن کن گمراہیوں سے بچالیا ہے۔ چنانچہ یہ تو اہل اسلام کی توحید ہے، ذرا قادیانی توحید اور ان کے دیگر عقائد کا نمونہ بھی دیکھ لیں۔ آئینہ کمالات کے ص ۵۶۴-۵۶۵ پر مرزا کا خواب ایک رباعی کی صورت میں درج ہے کہ ”میں نے خواب دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں یقین کریں کہ میں وہی ہوں اور میرا ارادہ باقی نہ رہا اور نہ خطرہ رہا اس حال میں میں نے کہا ہم ایک نیا نظام نیا آسمان نئی زمین چاہتے ہیں۔ پس میں نے پہلے آسمان وزمین اجمالی شکل میں بنائے جن میں کوئی تفریق و ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے ان میں جدائی کر دی اور ترتیب دے دی۔ میں اپنے آپ کو اس وقت ایسا پاتا تھا کہ میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا کہ (انا زینا النساء الدنيا مصابيح) میں نے کہا کہ ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پس میں نے آدم کو بنایا اور ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ اس طرح سے میں خالق ہو گیا (یعنی مرزا معاذ اللہ خدا ہو گیا)۔“

اللہ رب العزت کی توہین:

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) حقیقۃ الوحی، صفحہ: 86 پہ لکھتا ہے (انت منی بمنزلۃ ولدی) یعنی (اللہ نے مجھے فرمایا) اے مرزا تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) البشری، جلد دوم، صفحہ: 65 یہ لکھتا ہے (انت منی بمنزلۃ او لادی) یعنی تو مجھے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔ (مرزا نے معاذ اللہ خدا کے لئے بیٹا ہونا تسلیم کر لیا)

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) البشری، جلد دوم، صفحہ: 61 یہ لکھتا ہے (انت اسمی الاعلیٰ) اے مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔

قرآن کریم کی توہین:

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) البشری، جلد دوم، صفحہ: 119 یہ لکھتا ہے (ما الا کالقرآن و سیظهر علی ہدی

ماظهر من الفرقان) یعنی میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے کہ میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ قرآن (فرقان) سے ظاہر ہوا۔

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) البشری، جلد: دوم، صفحہ: 61 یہ لکھتا ہے (انت مدینة العلم) یعنی اے مرزا تو علم کا شہر ہے۔

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) نزول المسح، صفحہ: 99 یہ لکھتا ہے

ہجو قرآن منزہ اش دامن از خطا ہمیں است ایام

ترجمہ: ”یعنی میرا ایمان ہے کہ میری وحی قرآن کی طرح غلطیوں سے مبرا ہے۔“

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین:

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) نزول المسح، صفحہ: 99 یہ لکھتا ہے

انبیاء گرچہ بودہ اند بے من عرفان نہ کترم زکے

یعنی اگرچہ دنیا میں بہت نبی ہوئے ہیں مگر میں عرفان میں ان نبیوں سے کسی طرح کم نہیں ہوں۔

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) ایک غلطی کا ازالہ، صفحہ: 3 یہ لکھتا ہے (محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی

الکفار رحماء بینہم) اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) تریاق القلوب، صفحہ: 6 یہ لکھتا ہے

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

ترجمہ: ”میں ہی مسیح زمان ہوں، میں ہی کلیم خدا ہوں، میں ہی محمد ہوں، میں ہی احمد مجتبیٰ ہوں۔“

(جب مرزا اُلی کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو اس میں محمد رسول اللہ سے معاذ اللہ مرزا مراد لیتے ہیں)

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) دافع البلاء، صفحہ: 20 یہ لکھتا ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) ازالہ اوہام، صفحہ: 158 یہ لکھتا ہے۔

ایک منم کہ حسب بشارات آدم عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بمنبرم

ترجمہ: ”میں وہ ہوں جو حسب بشارات آیا ہوں۔ عیسیٰ کہاں ہے کہ میرے منبر پر پاؤں بھی رکھ سکے۔“

حجر اسود کی توہین:

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) البشری، جلد: اول، صفحہ: 48 یہ لکھتا ہے

فخنخے پائے من بوسید من مگفتم کہ سنگ اسود منم

ترجمہ: ”ایک شخص نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا تو میں نے کہا کہ میں سنگ اسود ہوں۔“

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) درمبین اردو، صفحہ: 52 یہ لکھتا ہے

زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق نے ارض حرم ہے
(پاکستانیو! سوچو جو جماعت قادیان کو ارض حرم سمجھتی ہے۔ اس کا دلی لگاؤ بھارت سے ہو گا یا پاکستان سے؟)
○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) در ثمن، صفحہ: 287 پہ لکھتا ہے

کربلائیت سیر ہر آنم صد حسین آست در گریبانم

ترجمہ: ”یعنی میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سینکڑوں حسین میرے گریبان میں پڑے ہیں۔“
مسلمانو! یہ ہیں وہ بنیادی اصول جن کی وجہ سے ہر مکتب فکر کے علماء مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

ترانہ ختم نبوت

محفوظ ہے اس واسطے ایمان ہمارا
بند ہو گیا دروازہ نبوت کا جو نبی کہ
ہیں آپ ہی محمود و محمد بھی اور احمد
ذاتی ہیں یہ نام ان کے محمد اور احمد
کوئی نہ ہوا ان سا جہاں میں نہ ہی ہو گا
صد رشک شہنشاہی ہے اُس در کی غلامی
مرزا نے کیا دعویٰ نبوت کا جو ہند میں
قربان ہو جاں حرمت و ناموس نبی پر
پیچھا کیا مرزا کا اکابر نے ہمارے
تکفیر کی کذاب کی جس ہستی نے پہلے
مبہوت کیا دجال کو قطب جلی نے
مرزا نہ ہوا جس کے مقابل وہ مجاہد
تھا جس نے کیا ناطقہ بند مرزائیت کا
پھانسی کے پھندے کو بھی چوم لیا تھا جس نے
دجال کے دعویٰ نبوت پر نصاریٰ
اک عرصہ سے جو چاہتے اغیار تھے کرنا
مرزائیو! پچنا ہے جہنم سے جو تم نے
فاروقیا! مرزائیوں کو احمدی مت کہہ

کہ ختم نبوت پہ ہے ایقان ہمارا
مبعوث ہوا احمد ذی شان ہمارا
پھر کیوں نہ ثناء ان کی ہو بیان ہمارا
یہ نام ہی سرمایہ ایمان ہمارا
بے مثل ہے وہ ہادی ذی شان ہمارا
خوش بخت ہیں ہم کہ ہے وہ سلطان ہمارا
بھرا ہوا ہر ایک تھا مسلمان ہمارا
کٹ ان پہ مریں 'تھا یہی پیمان ہمارا
بتلا دیا کہ زندہ ہے ایمان ہمارا
ہے مفتی اعظم وہ رضا خان ہمارا
ہے مہر علی فاتح میدان ہمارا
ہے پیر جماعت علی ذی شان ہمارا
ستار نیازی ہے وہ تو خان ہمارا
بے شک تھا وہی عبقری انسان ہمارا
تھے خوش کہ ہوا پورا ہے ارمان ہمارا
آخر کیا مرزا نے وہ نقصان ہمارا
تسلیم کرو مذہب ذی شان ہمارا
تلقین یہی کرتا ہے وجدان ہمارا

(عراقی فاروقی۔ بکر)

جان پیغمبری آخری آخری

جان پیغمبری آخری آخری
 رشک حور و پری آخری آخری
 اور جلوہ گری آخری آخری
 یہ کرم گستری آخری آخری
 صورتِ بشری آخری آخری
 آخری آخری آخری آخری
 پا گئے برتری آخری آخری
 ہے یہی بہتری آخری آخری
 بات ہے یہ کھری آخری آخری
 دور ہو کتری آخری آخری

پیکر رہبری آخری آخری
 فخر جن و بشر نازِ حور و ملک
 تیری تخلیق تو ہوئی پہلے پہل
 اپنا محبوب ہم کو عطا کر دیا
 نورِ اول کی جلوہ نمائی ہوئی
 ہے کتابِ ہدایت خدا کا کلام
 ان کے ہم ہو کے خیر الامم بن گئے
 مان جاؤ اگر پاؤ جنت نگر
 ”آخری“ جو نہ مانے وہ ہے دوزخی
 ہو سعیدی کا بھی خاتمہ بالایمان

(صلاح الدین سعیدی)

اللہ تعالیٰ بہت محبت فرمانے والا ہے

الودود، محبت کے لب لباب اور خلاصہ کا نام ووداد ہے، ووداد محبت کا وہ درجہ ہے جو اخلاص کے ساتھ حاصل ہوتا ہے اور شائبہ اعتراض کا دھوکہ جاتا رہتا ہے۔ وودود کا معنی مودود بھی ہے یعنی وہ ذات جس سے محبت کی جائے اور اس کا معنی واد بھی ہے کہ محبت کرنے والا اللہ بندوں سے محبت کرتا ہے اور بندے اللہ سے یحبہم و یحبونہ۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے انہی معانی کے اعتبار سے صحیح بخاری میں وودود کا معنی حبیب کیا ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں ہے: ان اللہ تعالیٰ اذا احب عبدا دعا حبویل۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر آسمانوں میں اور زمین پہ اپنی محبت کے چرچے فرما دیتا ہے۔ سورۃ مریم میں ہے ان الذین امنوا و عملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے غنقریب رحمان ان کے لیے (مخلوق کے دلوں میں) محبت پیدا فرما دے گا۔ تو اس طرح بندہ اللہ کا بھی محبوب ہو جاتا ہے اور اللہ کے بندوں کا بھی۔ معلوم ہوا کہ مومنین صالحین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے جیسے سیدنا غوث اعظم حضرت داتا صاحب خواجه جمیر حضرت سلطان العارفین سلطان باہو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء حضرت پیر مہر علی شاہ حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی، حضرت علی احمد صابر کلیری۔ حضرت مجدد الف ثانی وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین اور پھر حدیث اور قرآن پاک کی آیت دونوں پہ غور کریں کہ محبت کی ابتدا ہمارے رب کی طرف سے ہو رہی ہے اور اس کا نفع سارا کا سارا بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔

دل کو بے اسم ذات سے کچھ ایسا التزام

گر آنکھ سو بھی جائے تو کرتا ہے اپنا کام

ہر دل میں اس کی یاد ہے ہر لب پہ اس کا نام
کوئل کے لب پہ اس کا ترانہ ہے صبح و شام
ہے بحر و بر میں اس کی عبادت کا اہتمام

تسبیح خواں ہیں اس کے سمک تا سما سبھی
قمری کے زمزمے میں ہے تجید کردگار
موجود خشک و تر ہے وہی ذات لا شریک

محبت ربی رحم بن کر بندہ نوازی کرتی ہے۔ محبت سبحانی غفران بن کر اپنے بندوں کو خلعتِ نجات پہناتی ہے۔ محبت الہی رحمت کو محبت کا تاج پہنا کر خاک نشین بندے کو تختِ رضوان پر بلند کرتی ہے۔ عیسائی ایک لفظ بولتے ہیں کہ خدا سراپا محبت ہے مگر جو جانتے ہی نہیں کہ ودا کا درجہ محبت سے بڑھ کر ہے اور ودا تو پھر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ ویسے تو کہا جاتا ہے کہ

محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی

یہ اک ایسی حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

تاہم محبت کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔ ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

محبت کیا ہے؟

- (۱) دلِ سالم کی میل دائم کا نام محبت ہے۔
- (۲) محبوب پر تمام پیاری چیزوں کے نثار کا نام محبت ہے۔
- (۳) حاضر و غائب میں محبوب کی موافقت کا نام محبت ہے۔
- (۴) اپنی گمشدگی میں اصابتِ محبوب کا نام محبت ہے۔
- (۵) مرادِ محبوب پر ایثارِ قلب کا نام محبت ہے۔
- (۶) التزامِ طاعت اور مفارقتِ مخالفت کا نام محبت ہے۔
- (۷) نفیِ دعویٰ کا نام محبت ہے۔
- (۸) ہر چیز کو محبوب کے لئے خاص کر دینے کا نام محبت ہے۔
- (۹) الزامِ تقصیر خدمت کے لڑم کا نام محبت ہے۔
- (۱۰) غیریت کا نام محبت ہے۔
- (۱۱) ترکِ آرام کا نام محبت ہے۔
- (۱۲) نفیِ خواہشات کا نام محبت ہے۔
- (۱۳) خلوصِ ارادت اور صدقِ طلب کا نام محبت ہے۔
- (۱۴) محبتِ خمار ہے اور اس خمار کا مداوا دیدارِ یار ہے۔
- (۱۵) جاں نثاری کا نام محبت ہے۔
- (۱۶) محبت وہ سفر ہے جو خودی سے محبوب کی جانب کیا جاتا ہے۔

(۱۷) محبت وہ ہے کہ جفا و عطا کا اثر اسے کم و بیش نہیں کر سکتا۔

(۱۸) محبت وہ ہے کہ شکوہ کو زبان پر اعتراض کو دل میں، نقص کو آنکھ میں آنے کی اجازت نہ دے۔

(۱۹) محبت عبودیت ہے۔ محبت غلامی ہے۔ محبت خود فراموشی ہے۔ محبت خود اپنے ساتھ عداوت ہے۔

(۲۰) محبت وہ ہے جس کی ذلت عزت سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔

(۲۱) محبت وہ ہے جس کی عزت ہر ایک ذلت سے لا پرواہ کر دیتی ہے۔

(۲۲) محبت وہ ہے جہاں عزت و ذلت کے الفاظ کا استعمال ہی مفقود ہو جاتا ہے۔

اللهم ارزقنا حبك و حب من يحبك و حب عمل يقربنا الى حبك

”اے الہی! ہمیں اپنی محبت عطا کر اور جو کوئی تجھ سے محبت رکھتا ہے اس کی بھی محبت عطا کر اور اس عمل کی بھی محبت دے جو ہمیں تیرے قریب کر دے۔“

اس اسم سے تخلیق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ اہل اللہ سے مودت پیدا کریں۔ باہمی محبت کو ترقی دیں۔ محبت نفسانی و شہوانی کو پامال کر کے محبت روحانی و ایمانی کی افزود میں ساعی رہیں۔ (ماخوذ)

جب بھی مجھے ستائے ہے میرا خیال خام

آتا ہے تھامنے کو کرم اس کا گام گام

ہر انتہا کا اس کی مشیت پہ اختتام

رہتا نہیں وہ شخص زمانے میں بے مرام

دیتا ہوں اس کو آئیے لا تقنطوا سے مات

در پیش آدمی کو ہے لغزش قدم قدم

مبدا ہر ابتدا کا وہی ذات لایزال

شہزاد جس کا حامی و ناصر ہو خود خدا

جو شخص روزانہ ایک ہزار بار مرتبہ یا ودود پڑھ کر کھائے۔ نے پہ دم کر لے گا اور بیوی کے ساتھ بیٹھ کر وہ کھانا کھائے گا تو انشاء اللہ میاں بیوی کا جھگڑا ختم ہو جائے گا اور باہمی محبت پیدا ہوگی۔ جس کا بیٹا بگڑ جائے جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد لطیف معطر شیرینی پہ ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دم کرے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرے اور وہ شیرینی اس کو کھلائے ان شاء اللہ راہ راست پہ آئے گا۔

اللہ تعالیٰ بڑی عزت اور بلند مرتبے والا ہے

المجید، مجد سے ہے بلند پایہ، عالی مرتبہ، مجید وہ ہے جس میں مجد نفسی، شرف ذاتی، سلامت افعال، کرامت افضال، جزالت عطا اور کثرت نوال جیسی صفات پائی جاتی ہوں۔ قرآن مجید میں یہ نام اللہ تعالیٰ کے لئے (انہ حمید مجید) قرآن پاک کے لئے (بل هو قرآن مجید) اور عرش عظیم کے لئے آیا ہے۔ ذوالعرش المجید قرآن و عرش کی یہ شرافت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ حدیث پاک میں ہے: سبحان ذی المجد والاکرم سبحان ذی الجلال والاکرام۔ مجید کے معنی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسم پاک اپنے مفہوم میں جلیل و ہاب اور کریم کے اسماء کا جامع ہے۔ اس نام پاک کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کی جائے اور اس کی حقدار مخلوق کو عزت سے نوازا جائے خود عاجزی کا پیکر بن جائے اور دل سے تکبر کی غلاظت کو نکال باہر کرے جو شخص کسی موذی مرض آتشک جذام وغیرہ میں گرفتار ہو اور تیرہ چودہ پندرہ

تاریخ (ایام بیض) کے روزے رکھے اور افطاری کے بعد بکثرت اس اسم پاک کو پڑھے اور پانی پہ دم کر کے پئے ان شاء اللہ وہ مرض سے نجات پا جائے گا۔

جھکا ہے سر تری سرکار میں ہر قیصر و جم کا
بھرم رہ جائے یا رحمن! میرے دیدہ نم کا
ستارہ بن کے ہر ذرہ زمیں کا عرش پر چکا
تری عظمت کہ تو معبود ہے نور مجسم کا

خدایا حاکم مطلق ہے تو ہر ایک عالم کا
گدائے بارگاہ پاک ہوں، مارا ہوا غم کا
شب اسری تری قدرت کے سب نے معجزے دیکھے
زمین و آسمان کا نور ہے تو خالق اکبر!

خدا کی شانیں

قرآن پاک میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے یُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ وَالِيهِ تَقْلِبُونَ (پ ۲۰، العنکبوت: ۲۱) عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے اور تمہیں اسی کی طرف پھرتا ہے۔

عقل مندوں کے سینوں کو شفا دیتا اور اپنی پختہ تخلیقات سے ہر شک و شبہ دور کرتا ہے۔ چنانچہ خود ارشاد فرماتا ہے: وَمَنْ ابْتِهَ انْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَا اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْشُرُوْنَ (پ ۲۱، الروم: ۲۰) اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر جیسی تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے۔

اس نے اپنی حکمت کاملہ سے مختلف قسم کی اشیاء پیدا فرمائیں اور گزشتہ و آئندہ کی اشیاء کو ایک اندازے سے رکھا اور توبہ کرنے والے کے تمام گناہ معاف فرمادیئے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے: ”وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ“ (پ ۲۵، الشوری: ۲۵) اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔“

اللہ عزوجل نئے نئے زمانے ایجاد کرتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں مردوں، عورتوں کی صورتیں بناتا ہے۔ قبر والوں کو اٹھائے گا تو وہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَاِذَا هُمْ مِنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ (پ ۲۳، یسین: ۵۱) اور پھونکا جائے گا صور جیسی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے اور اپنی قدرت کی نشانی سورج کے متعلق فرماتا ہے: وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا (پ ۲۹، نوح: ۱۳) اور سورج کو چراغ (کیا)

اللہ عزوجل نے بدلیوں سے زور کا پانی اتارا اور اگر وہ چاہے تو اسے کھاری کر دے پھر اس کا شکر کیوں نہیں کرتے جو کریم ہے قدر فرمانے والا ہے۔ مہربان ہے، بخشنے والا ہے، اپنے فیعلوں میں ظلم و ستم سے پاک ہے، زمین و آسمان کا خالق ہے۔ خود قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ط ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِهِمْ يُعَذِّلُوْنَ (پ ۷، الانعام: ۱) جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیروں میں روشنی پیدا کی، اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہرتے ہیں۔

حضرت صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تفسیر خزان العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

”حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”توریت میں سب سے اول یہی آیت ہے۔ اس آیت میں بندوں کو شانِ استغناء کے ساتھ حمد کی تعلیم فرمائی گئی اور پیدائش آسمان وزمین کا ذکر اس لئے ہے کہ ان میں ناظرین کے لئے بہت عجائب قدرت و غرائب حکمت اور عبرتیں و منافع ہیں۔ یعنی ہر ایک اندھیری اور روشنی خواہ وہ اندھیری شب کی ہو یا کفر کی یا جہل کی یا جہنم کی اور روشنی خواہ دن کی ہو یا ایمان و ہدایت و علم و جنت کی۔ ظلمات کو جمع اور نور کو واحد کے صیغہ سے ذکر فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ باطل کی راہیں بہت کثیر ہیں اور راہِ حق صرف ایک دین اسلام۔ یعنی باوجود ایسے دلائل پر مطلع ہونے اور ایسے نشان ہائے قدرت دیکھنے کے دوسروں کو حتیٰ کہ پتھروں کو پوجتے ہیں۔ باوجودیکہ اس کے مقرر ہیں کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔“

اللہ عزوجل طول و عرض میں پھیلی ہوئی تمام اشیاء کا بھی مالک ہے۔ اپنے بندوں کے فرائض و سنن قبول فرماتا ہے، سب کو اسی کی طرف لوٹنا اور پیش ہونا ہے۔ چنانچہ اپنی وسیع قدرت کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط
کَلْ لَهِ قُنُوتٌ ۝ (پ ۲۱، الروم: ۲۶) اور اسی کے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں، سب اسی کے زیرِ حکم ہیں۔

اللہ عزوجل نے انسان کو مضبوط و مستحکم پیدا فرمایا اور اس میں طاقت و قوت کو ودیعت فرمایا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔
وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَكُم مِّنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَوْفٍ ۝ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ۝ (پ ۷، الانعام: ۹۸) اور وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے اور کہیں امانت رہنا ہے شک ہم نے مفصل آیتیں بیان کر دیں سمجھ والوں کے لئے۔

اس نے راہِ ہدایت کو ظاہر فرمایا اور اس کے تمام راستوں کو بیان فرمایا اور اپنے بندوں پر اپنی پے درپے ملنے والی نعمتوں کی تکمیل فرمائی اور وحدانیت کا اقرار کرنے والوں کے چہرے روشن فرمائے تو ان کے چہرے مسکراتے اور کھلکھلاتے ہیں۔ چنانچہ، اللہ عزوجل قرآن پاک میں ایسوں کی شان یوں بیان فرماتا ہے: لَا يَحْزَنُهُمُ الْفُزْعُ الْكَبِيرُ وَتَتَلَقَّهِمُ الْمَلَائِكَةُ ط هَذَا يَوْمُكُمْ
الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ (پ ۱۷، الانبیاء: ۱۰۳) انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

اللہ عزوجل نے بدلیوں سے پانی اتارا اور اپنے فضل و کرم سے کامل طور پر نعمتیں عطا فرمائیں، اپنے بندوں کے متعلق جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔ کیونکہ خود ارشاد فرماتا ہے: لَا يَسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ ۝ (پ ۱۷، الانبیاء: ۲۳) اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

اللہ عزوجل نے تخلیق کائنات کی کاری گری کو مضبوط و مستحکم کیا، اپنی مخلوق کو وسیع رزق عطا فرما کر ان پر احسان و انعام فرمایا اور ان کے مبہم رازوں کو جانتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسْرُونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ط (پ ۱۳، النحل: ۲۳) فی الحقیقت اللہ جانتا ہے، جو چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝ (پ ۱۷، الرحمن: ۱۷) دونوں مشرقوں کا رب اور دونوں مغربوں کا رب۔

اللہ عزوجل نے کائنات کو دونوں نوروں کے ساتھ منور فرمایا یعنی ہر چیز کے دو جوڑے بنائے۔ چنانچہ، خود ارشاد فرماتا ہے: وَمِنْ

کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون ۵ (پ ۱۲۷، الذاریات: ۴۹) اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے کہ تم دھیان کرو۔
مردوں کو زندہ فرمانے والا

الباعث۔ بعث سے ہے جس کا معنی جگانا، اٹھانا، کسی کو کسی جگہ بھیجنا، آمادہ کرنا، زندہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ باعث ہے کیونکہ اس نے عدم محض سے نفوس کو اٹھایا، غفلوں کو خواب غفلت سے بیدار فرمایا، انسانوں میں حوصلہ ہمت اور بلندی عزم پیدا کرتا ہے۔ اس نے انبیاء کرام و رسل عظام علیہم السلام کو مخلوق کی طرف بھیجا اور اس سلسلہ کو ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ پہ ختم فرمادیا۔ وہ قیامت کے دن اجسام کو زمین سے اٹھا کر نکال باہر کرے گا۔ الباعث بطور علم قرآن پاک میں نہیں آیا بلکہ مندرجہ ذیل افعال سے اس اسم پاک کا استخراج کیا گیا ہے۔

(۱) قاتیل و ہاتیل کے قصہ میں ہے۔ فبعث اللہ غرابا۔ اللہ تعالیٰ نے قاتیل کے سکھانے کو ایک غراب بھیجا۔ جس نے ایک مردہ کو اٹھائے اپنی چونچ اور پنجہ سے زمین کھودی لاش کو اندر گرا کر اس پر مٹی ڈال دی۔
ایک قاتل ایک سنگدل ایک برادر کش ایک سیاہ باطن کے لئے عجیب تنبیہ اور تذلیل تھی کہ کوئے کو اس کا استاد بنایا گیا جو سیاہی کا پتلا اور حرص و طمع کا پیکر اور بے وقائے مجسم ہوتا ہے۔

(۲) ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا۔ (بقرہ: ۲۵۰)
”اللہ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنا دیا ہے۔“
(۳) فبعث اللہ النبیین مبشرین۔ (بقرہ: ۲۲۰)
”ایسے نبیوں کو اللہ نے بھیجا جو لوگوں کو بشارت سناتے تھے۔“
(۴) هو الذین بعث فی الامین رسولاً (بقرہ)
”اللہ وہ ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں عظیم الشان رسول بھیجا۔“

(۵) ان کنتم فی ریب من البعث۔
”اگر تم کو قیامت کے دن پھر جی اٹھنے کا شک ہو۔“
(۶) انکم مبعوثون من بعد الموت (نور)
”تم موت کے بعد ضرور اٹھائے اور زندہ کئے جاؤ گے۔“
(۷) وان اللہ یبعث من فی القبور۔ (ع: ۱)
”اللہ ضرور زندہ کرے گا ان کو جو قبروں میں ہیں۔“
(۸) عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا (اسرائیل: ۸)
”اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو (اے محبوب ﷺ) مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔“

اس جہان رنگ و بو کا پاسباں کوئی تو ہے
طائرانِ باغ کس کی حمد میں مشغول ہیں
کس کے باعث اس چمن میں ہر طرف ہیں چہچہے
زندگی کا کارخانہ خود بہ خود چلتا نہیں!
ابن آدم آج تک ہر بات سے ہے بے خبر
آج تک کس کی طلب میں پھر رہی ہے زندگی
اس چمن زارِ حسین کا باغبان کوئی تو ہے
جس سے ہے رونقِ فزایہ گلستاں کوئی تو ہے
زندگی کی وادیوں میں نغمہ خواں کوئی تو ہے
اس ظلم دیر کی روح رواں کوئی تو ہے
آخر اس کی زندگی کا راز داں کوئی تو ہے
عقل کے آئینہ خانوں میں نہاں کوئی تو ہے

کس کے دم سے یک بہ یک چھٹ جاتی ہیں تاریکیاں ہو نہ ہو اس بزم میں جلوہ فشاں کوئی تو ہے
اپنی مرضی سے جب اک پتا بھی ہل سکتا نہیں پھر زمین و آسماں کا حکمراں کوئی تو ہے
کس کی جانب بار بار اٹھتی ہے بزمی کی نظر

اس جہاں میں اس پہ اتنا مہرباں کوئی تو ہے

(خلد بزمی)

اس اسم سے تخلیق کرنے والوں پر لازم ہے کہ تبلیغ کو اپنا شیوہ بنائیں اور احکام الہی مخلوق تک پہنچائیں تاکہ ان کا ایمان رسل
عظام علیہم السلام اور قیامت پر قائم ہو جائے۔ جو شخص روزانہ سوتے وقت سینے پہ ہاتھ رکھ کر ایک سو ایک مرتبہ یا باعث پڑھے گا ان
شاء اللہ اس کا دل علم و حکمت سے زندہ ہوگا اور جو کوئی سات سو مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونکے تو حاکم کے پاس جائے گا تو وہ اس پر
مہربان ہوگا۔

تری حمد و ثنا اعزاز ہے ہر ابن آدم کا
نظام ہست و بود اظہار ہے اک امر محکم کا
یہ قرش خاک آئینہ ہے تدبیر منظم کا
یہ دنیا چار دن کی ہے، بھروسا کچھ نہیں دم کا
کہ میں ہوں بندۂ ناچیز اس رحم و ارحم کا

شرف ہر عبد کا ہے بندگی مولائے کل! تیری
قضا و قدر کی بنیاد ہے تیرے ارادوں پر
کھڑا ہے خیمہ افلاک حرف ”کن“ کی قوت سے
مدار زندگی ہے اک ترے ذکر مسلسل پر
مجھے شہزاد اس کے لطف کی امید رہتی ہے

ذکر الہی کے ذریعے اپنی زبان کی حفاظت کرو

ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی نہ کسی نام کا ذکر کرتے رہیں اور زبان کی ہلاکتوں سے بچے رہیں کیونکہ زبان کے فتنے بڑے
تباہ کن ہیں۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ سو میں سے اسی گناہوں کا تعلق زبان سے ہے باقی بیس فیصد کا تمام اعضاء سے اس بارے میں
ایک حدیث ملاحظہ ہو جس میں کئی امور کی نشاندہی فرمائی گئی ہے۔

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال: قلت یا رسول اللہ اخبرنی عظیم وانه لیسیر علی من یسرہ
اللہ تعالیٰ علیہ تعبد اللہ لا تشک بہ شینا و تقیم الصلاة و تؤتی الزکاة و تصوم رمضان، و تحج
البيت، ثم قال: الا ادلك علی ابواب الخیر؟ الصوم جنة، و الصدقة تطفی الخطیئة کما یطفیء
الماء النار، و صلاة الرجل فی جوف اللیل، ثم تلا: تتجافی جنوبهم عن المضاجع حتی بلغ،
یعملون، ثم قال، الا اخبرک برأس الامر و عموده و ذروة سنامه؟ قلت: بلی یا رسول اللہ قال:
رأس الامر الاسلام و عموده الصلاة، و ذروة سنامه الجهاد، ثم قال: الا اخبرک بملاك ذلك
کلمه؟ قلت: بلی یا رسول اللہ، فاخذ بلسانه و قال: کف علیک هذا، قلت یا نبی اللہ وانا
لمواخذون بما نتکلم به فقال ثکلتک امک یا معاذ و هل یکب الناس النار علی وجوههم او قال:
علی مناخرهم الا حصائد السنتهم (رواه الترمذی و قال: حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک سفر میں حضور کی مدنی سرکار ﷺ کے ہمراہ تھا۔ ایک روز میں چلتے چلتے آپ ﷺ کے قریب ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کرے اور جہنم سے دور رکھے۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا ”تو نے مجھ سے ایک بہت بڑی بات کا سوال کیا ہے البتہ اللہ عزوجل جس کے لئے چاہے اسے آسان فرمادے۔ اللہ عزوجل کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو بیت اللہ کا حج کرو“ پھر فرمایا: ”کیا میں تمہیں جنت کے دروازے نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے۔ صدقہ گناہوں کو بجھا (مٹا) دیتا ہے۔ جیسے پانی آگ کو اور رات کے درمیان نماز پڑھنا پھر آپ ﷺ نے آیت پڑھی۔ ترجمہ: ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں اور اپنے رب عزوجل کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں ”یعلمون“ تک یہ آیت پڑھ کر آپ ﷺ نے فرمایا ”کیا میں تمہیں کاموں کا سردار، ستون اور کوہان کی بلندی نہ بتا دوں؟ میں نے عرض کیا ”ہاں یا رسول اللہ بتائیے۔“ سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا ”تمام اعمال کا سردار اسلام ہے۔ ستون نماز ہے اور کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ پھر فرمایا کیا تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس سے ان سب کا استحکام ہے۔“ میں نے عرض کیا کیوں نہیں ضرور بتائیے۔ یا رسول اللہ ﷺ! راوی کہتے ہیں سرکار ﷺ نے زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا اسے روک رکھو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا گفتگو کے بارے میں بھی ہمارا مواخذہ ہوگا؟ مکی مدنی سرکار ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تجھے تیری ماں روئے، لوگوں کو جہنم میں منہ کے بل یا فرمایا: نتھنوں کے بل گرانے والی زبان کی کاٹی ہوئی کھیتی (گفتگو) کے سوا اور کیا ہے؟ یہ حدیث حسن ہے۔ (ترمذی شریف ج ۲

صفحہ 216 کتاب الایمان رقم الحدیث 512)

اس حدیث میں حضور ﷺ نے سائل کے جواب میں فرمایا کہ تم نے بہت بڑی چیز کا سوال کیا ہے کیونکہ جنت کامل جانا اور جہنم سے بچ جانا یہ بہت بڑی کامیابی ہے مگر جس کے لئے اللہ عزوجل آسانی کر دے پھر فرمایا جنت میں لے جانے والے اعمال اللہ عزوجل کی عبادت، اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرانا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا ہے۔ ان کے بعد فرمایا کہ خیر بہتری اور بھلائی کے تین دروازے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) روزہ (۲) صدقہ (۳) راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھنا

یہ بھلائی کے ایسے راستے ہیں کہ جن پر چل کر یعنی عمل کر کے انسان کے نفس کی اصلاح ہو سکتی ہے اور پھر اصلاح کے ذریعے بھلائی کے دوسرے دروازوں تک رسائی آسانی سے ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا کہ اس کو قابو میں رکھو جس کے ذریعے پچھلی تمام باتیں قابو میں آسکیں اور سب پر عمل ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ (ہرشی پر) گواہ ہے

الشہد: شہد سے ہے جس کے معنی حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے حکم و قضا کے کئے ہیں۔ زجاج نے بین اور دیگر اہل علم نے

اعلم اور اخیر ظاہر کئے تو اس طرح شہادت حکم و قضاء، اعلام و بیان اور اخبار کا نام ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ شہد الله انه لا اله الا هو (ال عمران: ۱۸) اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

احبار شام میں سے دو شخص سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب انہوں نے مدینہ طیبہ دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ نبی آخر الزمان کے شہر کی یہی صفت ہے جو اس شہر میں پائی جاتی ہے جب آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور ﷺ کی شکل و شمائل توریت کے مطابق دیکھ کر حضور علیہ السلام کو پہچان لیا اور عرض کیا آپ محمد ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں پھر عرض کیا کہ آپ احمد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں عرض کیا ہم ایک سوال کرتے ہیں اگر آپ نے ٹھیک جواب دے دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ فرمایا سوال کرو انہوں نے عرض کیا کہ کتاب اللہ میں سب سے بڑی شہادت کون سی ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس کو سن کر وہ دونوں حیرت منہ ہو گئے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کعبہ معظمہ میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ جب مدینہ طیبہ میں یہ آیت نازل ہوئی تو کعبے کے اندر وہ سب سجدہ میں گر گئے۔ (خزان العرفان) شہادت علمی کا بیان اس آیت میں ہے: الامن شہد بالحق وہم یعلمون مگر جنیوں نے حق کے ساتھ شہادت دی اور وہ علم بھی رکھتے ہیں۔ شہادت، تکلم و خبر کا بیان اس آیت میں ہے: قل ہل من شہداء کم الدین یشہدون..... (الانعام: ۱۵۰) شہادت اعلام کا ذکر اس آیت میں ہے جس میں بندہ کا خود اپنی بابت بیان کرنا بھی شہادت بتلایا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ..... (النساء: ۱۳۵) مطلب یہ ہے کہ اعلام و اخبار کو شہادت کہتے ہیں اگرچہ خبر دہندہ نے لفظ شہادت کا استعمال نہ بھی کیا ہو۔ اس اسم کے ساتھ تعلق کو مضبوط بنانے والوں کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو موجود جان کر اپنے دل کی حفاظت کریں۔ جس شخص کی بیوی یا اولاد نافرمان ہو وہ صبح کے وقت اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھ کر اکیس مرتبہ یا شہید پڑھ کر دم کرے ان شاء اللہ فرمانبردار ہو جائے گی۔

رحمت غفار نے بڑھ کر اسے سیہا کیا
ماہ و مائی کو اسی خلاق نے پیدا کیا
اس کے بے پایاں کرم نے خلق کو شیدا کیا
اس نے آدم کو خلیفہ دہر میں اپنا کیا
عرش پر دیدار حق آقا نے بے پردہ کیا
آپ بلوا کر نبی کو فائز "اوحی" کیا
مصطفیٰ کے ذکر کو مولا نے خود اونچا کیا
اپنے اک بندے کو جس نے خلق کا مولا کیا

نفس امارہ نے جب طوفاں کوئی برپا کیا
مالک کونین ہے وہ خالق ہر خشک و تر
ہر گھڑی آفاق میں ہے لطف و رحمت کا درود
اللہ اللہ پیکر خاکی کو یہ بخشا شرف
سورۃ والنجم کی آیات سے ہے یہ عیاں
دی شہادت خود خدا نے کہہ کے مازاغ المہر
رافع ذکر نبی ہے خود خدائے ذوالجلال
ہوگی عالی شان اے شہزاد کس درجہ وہ ذات

اللہ تعالیٰ برحق و برقرار ہے

الحق کا لفظ قرآن مجید میں دو سو ستتیس مرتبہ آیا ہے۔ کبھی راستی و راست بازی کے معنی میں قل الحق من ربکم۔ ان

وعد اللہ حق۔ کسی کام کے لازم الوقوع ہونے کے معنی میں والوزن یومئذہ الحق۔ کسی شخص کے معین حصہ کے معنی میں وفی اموالہم حق للسائل و المتخوّم۔ ثابت و لزوم ہونے کے معنی میں اولئک الذین حق علیہم القول۔ عدل و انصاف کے معنی میں هذا کتابنا ینطق علیکم بالحق اکمال و اتمام کے معنی میں الان جئت بالحق۔ اصلیت کے معنی میں خلق السموت و الارض بالحق۔ رشد و ہدایت کے معنی میں یهدی الی الحق والی طریق مستقیم۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کا نام الحق ان تمام معانی کے لحاظ سے منفرداً مجتمعاً حیثیت سے بالکل درست ہے کیونکہ اللہ ہی دین حق کا مالک ہے اسی کے واسطے دعوت الی الحق ہے۔ اللہ ہی کی طرف سے بشارت حقہ لیتی ہے۔ وہی حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا اس کی کتاب سراپا حق ہے۔ اس کے رسول حق پہنچایا کرتے، حق بتایا کرتے اور حق دکھلایا کرتے۔ اللہ تعالیٰ حق کو اتارتا اور باطل کو مٹاتا ہے اس کی خلقت و صنعت میں بطلان نہیں۔ اس کے حقوق کو قائم فرمایا اور اہل حق کا حق ادا کرنا فرض ٹھہرایا۔ حضور علیہ السلام تہجد کے وقت ان الفاظ سے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کرتے۔ **ولک الحمد انت الحق و وعدک الحق و لقاءک حق و قولک حق و الجنة حق و النار حق و النبیون حق و محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق و الساعة حق** اور تیرے ہی لئے تعریف ہے تو اور تیرا وعدہ سچا ہے تیری ملاقات حق ہے اور جنت و دوزخ حق ہے اور محمد ﷺ حق ہیں اور قیامت سچ ہے۔ اس اسم پاک سے تعلق کو مضبوط کرنا ہو تو باطل سے گریز لازم ہے۔ جو شخص چو کور کاغذ کے چاروں کونوں پر الحق لکھ کر سحری کے وقت کاغذ کو تھیلی پر رکھ کر آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کرے اس کو گم شدہ سامان یا شخص مل جائے گا اور نقصان سے بھی محفوظ رہے گا۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے عربی زبان میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کا ترجمہ علامہ شہزاد مجددی نے اس طرح کیا ہے۔

مراد اے مرے مولا ہے عاشق تیری رحمت کا
جو کچی اور پکی نیند میں پہلو بدلتا ہوں
ترا عرفان میرے قلب پر احسان ہے تیرا
مرے عصیاں اگرچہ سب کے سب تھے علم میں تیرے
مجھے بھی صاحبس میں کر شمار اور مجھ پہ کر احسان
یہاں بھی اور وہاں بھی میرے اوپر مہربان رہنا
وہ روز و شب ہوں یا عالم ہو خلوت اور جلوت کا
تو تیری یاد کو روح و نفس کے بیچ پاتا ہوں
کہ اے اللہ تو ہے نعمتوں اور پاکیوں والا
نہ رسوا مجھ کو فرمایا، سبب میرے گناہوں کے
نہ مجھ پر ڈال جب ہو امر دینی میں کوئی خلجاں
بروز حشر ”آیات عس“ میں جو ہے وہ کرنا

آیات عس سے مراد یہ آیات ہیں **وَجُوهٌ یُّومئذٍ مَّسْفُورَةٌ ۖ صَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ (۳۸-۳۹)**

اور کتنے ہی چہرے اس دن (نور ایمان سے بارات کی عبادتوں سے یا آثارِ پوضوئے) روشن ہوں گے ہنستے خوشیاں مناتے (اللہ تعالیٰ کے کرم اور اس کی رضا کے حصول پر)

اللہ تعالیٰ بڑا کارساز ہے

الوکیل، وکل سے ہے دکلۃ الدابة اس وقت کہتے ہیں جب جانور تھک کر چلنے سے رہ جائے۔ وکیل وہ انسان ہے جو اپنا کام خود سرانجام دینے سے عاجز ہو وکالت اپنا کام دوسرے کے سپرد کرنا اور وکیل بروزن لعل ہے جو فاعل و مفعول دونوں معنوں میں آتا

ہے۔ جب انسان کسی دوسرے پر اعتماد کر کے اپنا کام اس کے سپرد کر دے تب اسے وکیل کہتے ہیں۔ یعنی بمعنی اسم مفعول۔ اللہ تعالیٰ کا نام وکیل بمعنی فاعل ہے جس سے مراد حافظ ہے۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل میں یہی معنی ملحوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ وکیل ہے کیونکہ جملہ امور میں درستی و اصلاح اسی سے ملتی ہے۔ نظام عالم کا اعتماد اسی کی ذات مقدس پر ہے۔ عاجز نوازی و بندہ پروری اسی کی شان ہے۔ موجودات کے جملہ امور کا سرانجام اسی کے قبضہ میں ہے۔ و کفی بربک و کیلا اور تیرا پروردگار کافی ہے کار ساز۔ تو کل کا مادہ بھی وہی ہے جو وکیل کا ہے۔ قرآن و حدیث میں توکل اور اہل توکل کی جا بجا تعریف فرمائی گئی ہے۔ سورہ یونس میں ہے فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین۔ پس اس پر توکل (اعتماد و بھروسہ) کرو اگر تم مسلمان ہو۔ یہاں توکل کو شرط اسلام بیان کیا گیا ہے۔ سورہ ملک میں توکل کو ایمان کے ساتھ بیان فرمایا۔ انا بہ و علیہ توکلنا۔ امام احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں توکل عمل قلب ہے یعنی توکل اعضاء یا زبان کا کام نہیں حضرت ہبل تستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں توکل کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سامنے خود کو مردہ کی طرح بنالے۔ ابن عطا کہتے ہیں توکل یہ ہے کہ تیرے دل میں اسباب کی جانب میلان نہ پایا جائے خواہ اسباب کی ضرورت کتنی ہی ہو۔ اس بارے میں بارہ مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے ترک اسباب اور بعض نے ترک اعتماد (بر اسباب) کا نام توکل رکھا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ توکل کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ اسباب کو ترک نہ کرے لیکن اسباب پر اعتماد کو کلیتہً ترک کر دے۔ اس اسم پاک کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والے پر لازم ہے کہ تدابیر و اسباب و اشغال سے علیحدہ نہ ہو مگر دل کو ان سب سے علیحدہ رہنے کی تعلیم دے۔ جو شخص کسی بھی آسمانی آفت کے خوف کے وقت بکثرت یا وکیل کا ورد کرے گا وہ ان شاء اللہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔ اور روزانہ عصر کے وقت سات مرتبہ پڑھنے والا اللہ کی پناہ میں رہے گا۔ واللہ تبارک و تعالیٰ علیٰ ما نقول وکیل

کرتی ہیں یہ صفات ہی بندے کو حق نما
کس درجہ ساری خلق پہ ہے مہرباں خدا
آئینہ صفات الہی ہیں اولیاء
ہے نور بار عالم لا ہوت کی گھٹا

صبر، انکسار، شکر، صداقت، کرم، سخا
کرتا ہے رزق مسلم و منکر کو وہ عطا
رہتے ہیں ذوالجلال کے جلوؤں میں گم سدا
سیراب ہیں لطائف خمہ کی کھیتیاں

اللہ تعالیٰ بڑی طاقت و قوت والا ہے

القوی، قوت سے ہے اور لفظ قوت قرآن مجید میں چند مقامات پہ آیا ہے۔ (الکہف، انفال، بقرہ، اعراف) جبکہ القوی انفال و مومن میں شدید العقاب کے ساتھ حدید، شوریٰ، ہود و حج میں العزیز کے ساتھ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قوی ہے کیونکہ تمام قوتیں اسی سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس نے جملہ مظاہر کو قوت ربانی سے ظہور بخشا۔ اس کا نام کمزوروں کو طاقت بخشا ہے۔ حضور ﷺ کی ایک دعا اس طرح ہے۔

اللهم وانی ضعیف فقونی فی رضاك ضعیفی وخذلی الخیر بنا صیتی واجعل الاسلام منتہی

رضاء ی۔ اللہ انی ضعیف فقونی وانی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فارزقنی

”یا اللہ میں ضعیف اور کمزور ہوں میری کمزوری کو اپنی خوشنودی سے قوت والی بنا دے میرے لئے بھلائی کو خاص کر

دے اور اسلام کو میرے لئے سب سے بڑی آرزو بنا دے۔ یا اللہ میں ضعیف ہوں مجھے قوت دے میں بے سامان ہوں مجھے عزت دے میں فقیر ہوں۔ مجھے رزق دے۔“ سورۃ ذاریات میں اللہ تعالیٰ کا نام ذوالقہوہ آیا ہے۔

اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والے کو جملہ قوتہائے ظاہری و باطنی کی درخواست اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے۔ جو شخص واقعی مظلوم و مغلوب ہو وہ ظالم اور طاقتور دشمن کو دفع کرنے کی نیت سے بکثرت اس اسم کو پڑھے ان شاء اللہ اس سے محفوظ رہے گا۔ (مگر بے محل اور ناحق یہ عمل نہ کرے)

حداں کا ہی کانے کر دے حدماں کچے ڈھارے کر دے
حمدتے لفظ نے حدماں کر دے سب قرآن دے پارے کر دے
حمد کرن مقصود سمندر حدماں حدماں کنارے کر دے

وہی خدا ہے

جس نے ظالموں کو ہلاک کیا۔ بندوں کو ستانے والوں کا رعب و دبدبہ خاک میں ملا دیا۔ اس نے دانے کو پھاڑ کر اس سے گندم کو اگایا۔ اس نے خشک و تر گھاس اگایا اور جانوروں کے لئے مقرر فرمایا اور (اس کا فرمان عالی شان ہے) ”وہو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا ط (پ ۱۹، الفرقان: ۵۴) اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کیے۔“..... ساری کائنات اس کے فضل کے گن گارہی ہے۔ پس یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ زبانیں اس کے شکر میں اس کے ذکر سے تر ہیں اور (فرمان الہی عزوجل ہے) ”فسلکھ ینابیع فی الارض (پ ۲۳، الزمر: ۲۱) پھر اس سے زمین میں چشمے بنائے۔“ اور انہیں اپنی حکمت کے مطابق لمبائی اور چوڑائی میں تقسیم فرمادیا تو ان سے نہریں بہہ نکلیں اور کچے تالابوں سے پانی زور و جوش کے ساتھ نکلنے لگا اور اس نے تمہارے لئے ”دریائے نیل“ کو ایک بڑی نشانی بنایا۔ اس کی مضبوطی تعجب خیز، بہاؤ خوشگوار اور خوشبو نہایت پاکیزہ ہے۔ عظمت و شان کا حامل ہے۔ اللہ عزوجل نے اسے اپنی قدرت و حکمت کے عجائب و غرائب پر دلیل بنایا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اس دریا کو مصر کے ساتھ خاص فرمایا۔ یہ عظیم دریا بڑا تعجب خیز ہے کہ گرمیوں میں بھر جاتا ہے، سردیوں میں اتر جاتا ہے، جب دوسرے پانی رک جاتے ہیں تو یہ بہنے لگتا ہے اور جب سردی ظاہر ہونے لگتی ہے تو یہ دریا حاجات و مقاصد برلاتا ہے۔ دلوں کو فرحت و مسرت سے لبریز کرتا ہے۔ پس جب کسی لمبی جدائی کے سبب اس میں اضطراب و بے قراری پیدا ہوتی ہے تو غیرت کی زیادتی والے کی طرح اس کی بھی خواہش بڑھ جاتی ہے اور خشکی و تری کی خوشیوں کی مثل موجیں مارتا ہے تو غور کرو کہ موجیں مارنے کے ایام میں اس کی مقدار کی حالت کیسی ہوگی۔ اس کا بند دہانہ کھلنے سے قبل ہی کوئی تدبیر کر لو۔ کیونکہ یہ جب بھی کوئی لمبا سانس لیتا ہے تو لمبائی و چوڑائی میں گڑھوں کو بھر دیتا ہے۔ شہروں کو اندر باہر، چہار طرف سے گھیر لیتا ہے۔ ہر بندے کو اس کے اثرات پہنچتے ہیں۔ تو اس سے نکلنے والی چھوٹی نہر ٹوٹنے سے کتنے تکبر ٹوٹ جاتے ہیں اور یہ دریا اپنی روانی سے تمہارے غم دور کر دیتا ہے اور اپنے بہاؤ سے تمہارا گرم کلیجہ ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

جب باغات خالی ہو جاتے ہیں اور کنوئیں کثرت کے بعد کمی کی شکایت کرتے ہیں اور ان کی پیاس اطراف میں نرمی و نختی سے

ہنگامہ کرتی ہے تو توبہ کرنے پر فریادرس کرم فرماتا ہے۔ (اور ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”ان مع العسر یسر“ (پ ۳۰، الم نشرح ۶) بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔“..... اور اس نے اپنی طرف رجوع کرنے والے پر نرم چلنے والی ہواؤں کے ساتھ اپنی عطا و بخشش بھیجی۔ چنانچہ زمین خشک ہو جانے کے بعد تروتازہ اور سرسبز و شاداب ہو گئی اور اس نے اپنی مفلسی و ناداری کے بعد سبز چلے پا لئے۔ (یعنی سبزہ زار ہو گئی)

اسی کے لئے پاکیزگی اور تعریف ہے

پاک ہے وہ ذات جس کی قدرت کی مثال نہیں۔ اس کی حکمت کا کوئی مقابل نہیں۔ اس کی نعمت کا شمار نہیں۔ وہ گنہگاروں کو بہت زیادہ معاف فرمانے والا اور فرمانبرداروں کو بہت زیادہ اجر و ثواب عطا فرمانے والا ہے۔ اس کی بارگاہ سے منہ موڑنے والا نقصان و خسارہ ہی اٹھاتا ہے اور اس کے در سے پھرنے والا اپنے شیریں مشروب کو بھی کڑوا پاتا ہے۔ تو اے سرکشی و نافرمانی کی چراگاہ میں بھٹکنے والے! بے شک تو نے بہت بری بات کا ارتکاب کیا اور اے کفر و بے دینی کے بیابان میں سرگرداں! بے شک تو ایسی بات پر اڑا ہوا ہے جس کی تجھے خبر نہیں۔ کیا تجھے ہلاکت کا ڈر نہیں؟ (سن! وہ کیا فرما رہا ہے:) ”و مکر و مکر و مکر و مکر و لا یسعرون“ (پ ۱۹، النمل: ۵۰) اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے۔“ قسم بخدا! اس نے تیرے لئے ہدایت کا راستہ بالکل واضح فرمادیا ہے تو اب کسی گنہگار کو عذر کی گنجائش نہیں اور اس نے یہ بات قرآن حکیم میں واضح فرمادی ہے: ”ولا تذر واذرة وذر اخرا“ (پ ۲۲، فاطر: ۱۸) اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔“..... عارفین (اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) کی خوبی و کمال، اللہ عز و جل کی عطا و مہربانی ہے کہ وہ اپنے مالک و مولیٰ عز و جل کی عبادت کے لئے دنیا کی فریب کاریوں سے بیدار و ہوشیار رہے اور انہوں نے اپنے اوقات (یعنی رات دن) کو اس کی تسبیح و ذکر میں فنا کر ڈالا۔ اللہ عز و جل نے ان کے دلوں کو اپنی محبت میں گرما کر انگارہ کر دیا اور ان پر اپنی محبت کے جاموں سے بار بار شراب محبت کو گھمایا۔ پس جب ساقی نے شراب محبت کو گھما دیا اور گانے والوں نے ذکر الہی عز و جل کے نعمات گائے تو عارفین (اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) ان آوازوں کی طرف مائل ہو گئے کہ کوئی طرب و مدہوشی میں اللہ عز و جل کو یاد کر رہا ہے۔

تو اے سننے والے نگاہ فکر سے دیکھ کہ مخلوق کے عام نفع کے لئے قدرت نے کس طرح دریاے نیل کو مصر کے بالائی شہروں سے گزارا۔ یہ تمام اشیاء سے زیادہ تعجب خیز اور انوکھا ہے، اس کا منظر حسین تر اور عمدہ ترین ہے اور اس کا پانی سب پانیوں سے زیادہ ٹھنڈا اور میٹھا ہے۔ پاکی ہے اسے جس نے اس کے ذریعے خیالات کو پختہ کیا، آنکھوں کو قرار بخشا اور ارواح کے لئے حیات کا سامان کیا۔ پس یہ قدرت الہی عز و جل سے پھیل گیا۔ پودوں اور درختوں کو اگانے کے لئے جہتوں اور اطراف میں بنے لگا اور اس کے انعام کے دریا سے اکرام کی طرف چلنے لگا۔ (چنانچہ وہ فرماتا ہے:) ”هو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب و منه شجر فیہ تسیمون“ (پ ۱۴، النحل: ۱۱، ۱۰) وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا اس سے تمہارا پینا اور اس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو اس پانی سے تمہارے لئے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بے شک اس میں نشانی ہے دھیان

کرنے والوں کے لئے۔“

تو وہی ذات ہے جس نے اس دریا کو اپنی حکمت سے جاری اور اپنی قدرت سے ظاہر فرمایا۔ اس نے بندوں کے گمانوں کو ناکام نہیں کیا اور اس نے حقوق و حدود کی پاسداری کے سبب اس کی چمکتی موجوں کو حسن نظام و قانون کے تحت رکاوٹ کے خاتمے اور اس کا دہانہ کھولنے کی اجازت دے دی اور اس نے رکاوٹ کو توڑ کر ہر غمگین کے دل کو جوڑ دیا اور اس دریا کی برکتیں کچے تالابوں اور نہروں کو عام ملنے لگیں اور وہ بحکم الہی شہروں کی طرف بہنے لگا۔ پس پیاسے اس سے سیراب ہونے لگے اور پیٹ اسے دیکھ کر بھرنے لگے۔ (چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:)"اولم یسروا انا نسوق الماء الى الارض الجرز فنخرج به زرعاً تا کل منه انعامهم وانفسهم ط افلا یبصرون" (پ ۲۱، السجہ: ۲۷) اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں تو کیا انہیں سوچتا نہیں۔"

مظلوم کے لبوں سے نکلتی ہے جو دعا
دربارِ ذوالجلال میں ہوتی ہے باریاب
صرصر کو لمحہ بھر میں بناتا ہے جو صبا
کرتا ہے وہ قدیر ہی ذرے کو آفتاب
تبیح گو ہیں اس کے سبھی ارض تا سما
مداح اس کے سرو و سمن شاخ و برگ و بار
بندہ کرے حضوری دل سے جو التجا
مولا کی بارگاہ سے ہوتی نہیں ہے رد
"لا اھسی" جس کی حمد میں کہتے ہیں مصطفیٰ
شہزاد اس کی حمد کا یارا بھلا کسے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

فرعون کو بھی اللہ کے سامنے گڑ گڑانا پڑا

خدا ہے بھی کچھ بنایا ہے جس نے ہمیں اپنا جلوہ دکھایا ہے جس نے

منقول ہے کہ فرعون زمین میں سرکشی کے ساتھ ساتھ خدائی کا بھی دعویدار تھا۔ اس نے اپنی قوم کو دریائے نیل کے ذریعے گمراہ کر رکھا تھا۔ وہ یوں کہ جب "یوم نیروز" (یعنی آتش پرستوں کی عید کا دن) آتا اور دریائے نیل انتہائی ٹھانٹھیں مارنے لگتا تو لوگوں میں یہ اعلان کر دیا جاتا کہ تمہارے لئے فرعون نے دریائے نیل کو پر جوش کر دیا ہے لہذا تم اسے سجدہ کرو تو جاہل لوگ اس کی بات پر یقین کرتے ہوئے اسے سجدہ کرتے۔ ایک سال دریائے نیل کا پانی کم ہونا شروع ہوا تو اللہ عز و جل نے اسے پر شور مچھیں مارنے کی اجازت نہ دی۔ لوگ بھوک کے سبب بے حال ہو گئے اور قحط میں مبتلا ہو گئے۔ چنانچہ پوری قوم اکٹھی ہو کر فرعون کے پاس گئی اور اس سے مطالبہ کیا، "ہمارے اہل و عیال، اولاد اور جانور سب ہلاک ہوئے جا رہے ہیں، اگر تم ہمارے خدا ہو تو دریائے نیل کا پانی جاری کر دو۔" تو اس لعین نے جواب دیا: "ایسا ہی ہوگا۔" پھر وہ اپنی لباس، بالوں کی بنی ہوئی ٹوپی اور راکھ بھری تھیلی لے کر ایک ویران جزیرے کی طرف چلا گیا جواب تک "مقیاس" کے نام سے مشہور و معروف ہے اور حکم دیا کہ اس کی رعایا اور قوم میں سے کوئی شخص اس کے پیچھے نہ آئے۔ اس نے جزیرے میں داخل ہوتے ہی شاہی لباس اور سر کا تاج اتار کر اپنی لباس اور بالوں سے بنی ہوئی ٹوپی پہن لی اور راکھ زمین پر بکھیر کر اس پر لوٹ پوٹ ہونے لگا اور روتے ہوئے بارگاہ الہی عز و جل میں سجدہ ریز ہو گیا اور اپنا

چہرہ راکھ پر لت پت کرتے ہوئے کہنے لگا:

”اے میرے مالک و مولیٰ! میں جانتا ہوں کہ تو ہی زمین و آسمان کا مالک اور اولین و آخرین کا معبود ہے۔ لیکن مجھ پر بدبختی غالب آگئی، میں تیری نافرمانی و سرکشی میں بہت آگے بڑھ گیا، تو میرا معبود ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، تو نے میرے متعلق جو فیصلہ فرمادیا، فرمادیا۔ مولیٰ! اب مجھے میری قوم میں ذلیل و رسوا نہ کر اور تو ہی سب سے بڑھ کر کرم فرمانے والا ہے۔“

ابھی فرعون کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ اللہ عز و جل نے اسی وقت دریائے نیل کو جاری ہونے کا حکم دے دیا اور اسے فرمایا کہ جہاں تک فرعون جائے وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چلے۔ چنانچہ فرعون اپنی قوم میں اس حالت میں جا رہا تھا کہ دریا کا پانی اس کے دامن کو تر کرتے ہوئے ساتھ ساتھ جا رہا تھا اور لوگ اپنی آستینوں کو پانی اور کچڑ میں ڈبو کر خوشی سے ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔ اس وقت سے اب تک مصر میں خوشی منانے کا یہ طریقہ رائج ہے اور اہل مصر اسے یوم نوروز یعنی دریائے نیل کی طغیانی کا دن کہتے ہیں۔ (الروض الفائق)

اے مسلمانو! دیکھا آپ نے! فرعون اللہ عز و جل کا دشمن تھا جو لمحہ بھر اس کے لئے مخلص ہوا تو اسے بارگاہِ الہی عز و جل سے طلب کے مطابق عطا کیا گیا، اس کی پردہ پوشی کی گئی اور قوم میں اس کو ذلیل و رسوا ہونے سے بچا لیا گیا۔ تو جو شخص ساری زندگی اخلاص سے اللہ عز و جل کی اطاعت و عبادت کرتا رہے تو وہ اسے کس قدر انعامات سے نوازے گا اور اسے آخرت میں کیا کچھ عطا نہ فرمائے گا۔ اسی طرح جب نافرمان بندہ اپنے گناہوں سے تائب ہو جائے اور اپنی خامیوں اور گناہوں کا اعتراف کر لے۔ بارگاہِ الہی عز و جل میں اونچی اور آہستہ آواز سے گڑ گڑائے تو اللہ عز و جل اس سے پاک ہے کہ بروز قیامت اسے عذاب دے یا سب کے سامنے ذلیل و رسوا کرے۔

تیرے فضل سے جسم و جاں کا عالم ہے پر نور
تیرے نام پہ رقص کناں ہیں گلشن میں طیور

تیرے لطف کی دولت سے ہے دل کی دنیا شاد
تیرے نغمے گائیں پتے ذکر کریں سب پھول

اللہ تعالیٰ زبردست قدرت و قوت والا ہے

المتین، متن اور متانہ سے ہے۔ اسم پاک ہونے میں متین کے معنی ہیں وہ ذات قوی جسے اپنے افعال میں مشقت و کلفت اور لقب لاحق نہ ہو۔ قوی اور متین میں فرق یہ ہے کہ قدرت میں بالغ و تام کو قوی اور قدرت میں مضبوط و شدید کو متین کہتے ہیں۔ ایک حدیث شریف میں ہے فقہار مہبتنا، حضور علیہ السلام نے پوری طاقت و استقامت کے ساتھ قیام فرمایا۔ قرآن مجید میں ایک ہی جگہ سورہ ذاریات میں یہ اسم پاک آیا ہے۔ ان اللہ هو الرزاق ذو القوة المتین۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ متین ہے جو ان تھک طاقتوں اور لا محمود قوتوں والا ہے۔ ہر ایک استحکام و پائیداری اور شدت و قوت کا انضباط اسی کے حکم سے ہے۔ اس بابرکت نام کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کو عقائد میں پختگی، اعمال میں ہمیشگی پیدا کرنی چاہیے اور باوجود ہر قسم کی طاقت و حکومت کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں خود کو عاجز رکھنا چاہیے۔ جس عورت کی چھاتی میں دودھ نہ آتا

ہو، کاغذ پہ لکھ کر دھو کر اسے پلائیں ان شاء اللہ خوب دودھ آئے گا۔ اسی طرح جس بچے کا دودھ چھڑانا ہو اور وہ صبر نہ کرتا ہو وہ پانی اس بچے کو پلایا جائے تو آسانی سے یہ عمل پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

حق دعا بندوں کی کرتا ہے قبول مان اس کو ہے یہ فرمانِ رسول
حاجتیں بندوں کی کرتا ہے روا فضل و رحمت اپنی کرتا ہے خدا

اللہ تعالیٰ سب کا حمایتی اور مددگار ہے

الولی ولا سے ہے جس کا معنی ہے محبت، صداقت قرب و قرابت اور ملک۔ بے شک اللہ تعالیٰ ولی ہے اور بندوں کے تمام کاموں کی تولیت اس کو حاصل ہے۔ اللہ کی ولایت بندے کو ایمان، تقویٰ اور عبودیت سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کی ولا و محبت کا ہی نتیجہ ہے کہ اس نے گمراہوں کی ہدایت کے لئے قرآن پاک نازل فرمایا۔ اس کی صداقت و محبت حاصل کرنے سے اللہ کے بندوں کو بھی اولیاء اللہ کا خطاب مل جاتا ہے اور یہ وہ برگزیدہ بندے ہوتے ہیں جو ایمان و تقویٰ میں بلند درجہ رکھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **الَا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون۔ الذین امنوا و کانوا یتقون (یونس: ۶۲-۶۳)**

وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر ہمیشگی کرتے ہیں اور جو دم غافل سودم کافر کے نظریے کو اپنائے ہوئے ہیں۔ یہی مطلب ہے و کانوا یتقون کا کہ ہر وقت خدا سے ڈرتے رہتے ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ فرائض کے ساتھ بھی ہاتھ کر جاتے ہیں کہ رمضان آیا تو نمازی بن گئے رمضان گیا تو سب کچھ گیا یعنی اصلی نمازی نہیں بلکہ فصلی نمازی ہونے پر اتراتے رہتے ہیں۔ رمضان شریف گزر جاتا ہے تو مساجد میں ہر طرف ویرانی ہی ویرانی ہوتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ایسے مجروح ہوا قلب و جگر عید کے بعد
جو نمازی تھے گئے اب وہ کدھر عید کے بعد
ہائے! چھوڑی ہی نہیں کوئی کسر عید کے بعد
کوئی بھی آتا نہیں نظر ہائے مگر عید کے بعد
ہم مسلمان ہیں ہمیں کیا ہوا عید کے بعد

جب گئی مسجد و منبر پہ نظر عید کے بعد
مسجد کے درودیوار نے کیا ہم سے سوال
جتنا رمضان میں کمایا تھا گنویا آخر
محکف تھے جو مساجد کے ستونوں کی طرح
وہ تو شیطان ہے آزاد ہوا ہے لیکن

ولی اللہ کی پہچان

ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قرب الہی حاصل کر لے اور اطاعت الہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نور جلال الہی کی معرفت میں مستغرق ہو جب دیکھے دلائل قدرت الہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب کی ثناء ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعت الہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے تو اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعہ قرب الہی ہو۔ اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے یہ صفت اولیاء کی ہے بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔ متکلمین کہتے ہیں ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمال صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قرب الہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا جب بندہ اس مقام پر

پہنچ جاتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ ابن زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں ہے۔ الذین امنوا وکانوا یتقون یعنی ایمان اور تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے محبت کریں اولیاء کی یہ صفت احادیث کثیرہ میں وارد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو اطاعت سے قرب الہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا رسازی ان کی کرامت سے فرماتا ہے اور جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی خلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے یہ معانی اور عبادات اگرچہ جدا گانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر عبارت میں ولی کی ایک صف بیان کر دی ہے جسے قرب الہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں۔ ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔ (خزان العرفان)

اللہ تعالیٰ ہمارا آقا و مولیٰ ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا نام مولیٰ بھی ہے (یہ بھی ولا سے ہے اور ولی کے معنی میں ہے اس لئے ننانوے اسماء میں اس کو شمار نہیں کیا گیا) ارشاد باری تعالیٰ ہے واللہ مولکم وهو العليم الحکیم (التحریم) اور اللہ تعالیٰ ہی تمہارا مولیٰ ہے جو علم و حکمت والا ہے۔ اسی میں ہے فان اللہ هو مولہ و جبریل و صالح المومنین۔ تو بے شک اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے۔ سورہ یونس و انعام میں فرمایا۔ مولہم الحق۔ ان کا سچا آقا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سورہ البقرہ کے آخر میں ہے۔ انت مولانا فانصرنا علی القوم الکفرین۔ تو ہی ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہماری مدد فرما۔ مقام غور ہے کہ ولی و مولیٰ کے علاوہ بھی کئی نام (سمیع و بصیر، رؤف، رحیم غنی و علی وغیرہ) بندوں پر بھی بولے جا رہے ہیں۔ جب یہ شرک نہیں ہے تو غریب نواز مشکل کشا، داتا گنج بخش وغیرہ کے الفاظ بندوں پر بولنا کس طرح شرک ہو سکتا ہے جو کہ نہ عربی الفاظ ہیں اور نہ ہی اللہ کے ناموں میں شامل ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ان صفات کا بالذات مالک ہیں۔ اس مسئلہ پر ہماری کتاب ”مسئلہ توحید و شرک“ کا مطالعہ فرمائیں۔

اللہ ہمارا مولیٰ ہے تمہارا کوئی مولیٰ نہیں

غزوہ احد میں جب جنگ بند ہو گئی اور دونوں لشکر الگ الگ ہو گئے تو ابوسفیان اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں آیا جہاں فرزند ان اسلام اکٹھے تھے اور بلند آواز سے پکارا افی القوم محمد (فداہ ابی دامی) ”کیا تم میں محمد ہیں؟“ یہ سوال اس نے تین بار دہرایا۔ نبی کریم نے جواب دینے سے منع فرما دیا۔ دوسرا سوال اس نے یہ پوچھا۔ افیکم ابن ابی قحافہ ”کیا تم میں ابو قحافہ کے بیٹے ابوبکر ہیں۔“ حضور ﷺ نے اس کا جواب دینے سے بھی روک دیا۔ تیسرا سوال اس نے یہ پوچھا ”افی القوم ابن الخطاب“ کیا قوم میں خطاب کے بیٹے عمر موجود ہیں۔ اس کا جواب دینے کی اجازت بھی نہ ملی۔ ابوسفیان کے صرف ان حضرات کے بارے میں سوال کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کے نزدیک بھی اسلام کی ترقی اور ملت اسلامیہ کی بقا کا تعلق ان تین حضرات کی بقا سے وابستہ تھا۔ جب ان تینوں سوالات کے جواب میں خاموشی اختیار کی گئی تو ابوسفیان خوشی خوشی اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا

اپنے لشکریوں کے پاس گیا اور انہیں جا کر یہ خوشخبری سنائی کہ یہ تینوں قتل ہو گئے ہیں۔ اس کی یہ بات سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یارائے ضبط نہ رہا۔ عرض کی ”یا رسول اللہ! الا اجیبہ“ کیا میں اس کو جواب نہ دوں۔ ”قال بلی“ فرمایا بیشک دو۔ حضرت عمر گرج کر بولے۔ اے اللہ کے دشمن! تم جھوٹ بک رہے ہو۔ تجھے ذلیل و رسوا کرنے کے لئے ہم تینوں کو اللہ تعالیٰ زندہ رکھے ہوئے ہے۔

ابوسفیان نے اپنی خفت مٹاتے ہوئے نعرہ لگایا۔ ”اعل هبل و اظهر دينك“ اے ہبل تیری شان اونچی ہو اپنے دین کو غالب کر۔ رحمت عالم نے حضرت عمر کو فرمایا نعرہ کا جواب نعرہ سے دو۔ آپ اٹھے اور نعرہ لگایا ”اللہ اعلى و اجل“ اللہ سب سے اعلیٰ اور بزرگ ہے۔

فقال ابو سفيان يوم بيوم بدر الا ان الايام دول وان الحرب سجال . فيوم علينا و يوم لنا . ويوم نساء و يوم نسر و حنظله بحنظله و فلاں بفلاں

”یہ دن بدر کے دن کے بدلہ میں ہے۔ ایام پھرتے رہتے ہیں اور جنگ کنوئیں کے ڈول کی طرح کبھی اوپر کبھی نیچے کسی روز ہمیں شکست ہوتی ہے اور کسی روز ہم فتح حاصل کرتے ہیں کسی روز ہمیں دکھ پہنچایا جاتا ہے اور کبھی ہمیں خوشی حاصل ہوتی ہے۔ حنظلہ کے بدلہ میں حنظلہ (ابوسفیان کے ایک بیٹے کا نام ہے جو بدر میں مارا گیا تھا) فلاں کے بدلے میں فلاں۔ معاملہ برابر۔“

حضور علیہ السلام نے حضرت عمر کو فرمایا کہ معاملہ برابر نہیں۔ ہمارے مقتول جنت میں اور تمہارے جہنم کا ایندھن برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

پھر ابوسفیان نے کہا ”لنا عزی ولا عزی لکم“ ہمارے پاس عزی جیسا خدا ہے تمہارے پاس کوئی عزی نہیں۔

حضور علیہ السلام کے حکم سے حضرت عمر نے جواب دیا اللہ مولانا ولا مولی لکم۔ اللہ ہی ہمارا مولیٰ (مددگار) ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔ (ضیاء النبی ص ۳ ج ۳، ۵۳۰ تا ۵۳۸ بحوالہ سبل الہدی ج ۴ ص ۳۳۳ تا ۳۳۵)

اس اسم پاک (الولی) سے تعلق پیدا کرنے والوں پہ لازم ہے کہ خود کو اللہ ہی کی ملکیت میں داخل کریں اور اس کو اپنا حقیقی کار ساز سمجھیں اور اس کی محبت کو کامل صداقت کے ساتھ دل میں قائم کریں اور یہ دعا کرتے رہیں یا ولی الاسلام و اہلہ ثبتنی حتی القاک۔ اے اسلام اور اہل اسلام کے مالک و مولیٰ مجھے اسلام پہ قائم رکھ یہاں تک کہ میں تیرے سامنے حاضر ہو جاؤں۔ جو شخص اپنی نبوی کی عادتوں سے خوش نہ ہو وہ جب اس کے سامنے جائے تو اس اسم پاک کو پڑھے ان شاء اللہ نیک خصلت ہو جائے گی اور جو اس اسم پاک کو کثرت کے ساتھ پڑھے گا مخلوق کے دل کی باتوں سے آگاہ ہوگا۔ انشاء اللہ

رو کرم پہ ہمیشہ یہ مشت خاک چلے
نوازشات کی یونہی جہاں میں ڈاک چلے
ترے جلال کی آندھی جو ہولناک چلے

جو صحن جاں میں ہوئے حریم پاک چلے
فرشتے رحمتیں لے کر تیری اترتے رہیں
مرے خدا مجھے اپنی پناہ میں رکھنا

یہ نفس جب بھی چلے چال خوفناک چلے
ترے شہید بٹھا کر جہاں پہ دھاک چلے
”جو سوئے عرشِ معلیٰ رسولِ پاک چلے“

کریم تیرے کرم کا مجھے سہارا ہے
ترے جلال کا تھا عکس ان کے لہجے میں
خدا کی رحمتیں بھی ہم رکاب تھیں شہزاد
اللہ تعالیٰ لائق تعریف اور تمام خوبیوں والا ہے

الحمد، حمد سے ہے اور فعلیل بمعنی فاعل ہے۔ حمد، مدح اور شکر متقارب المعنی ہیں ان میں سے مدح بہت ہی عام ہے کہ نباتات و جمادات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ مدح میں جو صفت بیان کی جاتی ہے اس کا مدوح میں فی الواقع ہونا ضروری بھی نہیں۔ اس لئے امراء و حکام کی تعریف میں شعراء زمانہ جو کچھ لکھتے ہیں اس کو مدح کہتے ہیں۔ پھر مدح قبل از نعمت ہو سکتی ہے مگر شکر بعد از نعمت ہی ہوگا۔ شکر مدح سے خاص ہے صرف محسن و منعم کے مقابلہ میں اس کا استعمال ہوا ہے۔ غیر ذوی العقول کے لئے نہیں ہوتا۔ حمد جامع ہے مدح اور شکر کے معانی کی بلکہ ان سے کچھ زائد معانی اپنے اندر رکھتی ہے۔ حدیث میں ہے سبحان اللہ سے میزان عمل آدھی بھر جاتی ہے اور الحمد للہ کہنے سے پوری بھر جاتی ہے۔ نبی کریم علیہ السلام کا ذاتی نام احمد و محمد ہے اور یہ دونوں حمد سے ہیں محمد کا معنی ہے جس کی تعریف تمام مخلوق سے بڑھ کر ہو اور احمد کا معنی ہے جس نے اپنے رب کی حمد و ثناء تمام مخلوق سے بڑھ کر اور افضل تر کی ہو۔

ترا محمد و احمد زمین خواند و زماں حمید باشد و محمود ذات سبحانی
فروں تراز تو کہے رانہ حمد گفت جہاں نہ برتر از تو کہے گفت حمد یزدانی
تو آفتابے و از حمد سر بر آوردہ
تو ماہ و بر فلک مجد نور افشانی

حضور علیہ السلام کے مقام شفاعت کا نام مقام محمود ہے اور قیامت کے دن آپ کے جھنڈے کا نام لواء الحمد ہے جس کے سائے میں حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی جملہ اولاد کرم ہوگی۔ آپ کی امت کو میدانِ محشر میں حمادوں کہہ کر پکارا جائے گا اور آپ کی نساء امت کو حمادیات کا لقب دیا گیا جو شرم و حیاء سے نگاہ نیچی رکھتی ہیں۔ قرآن پاک میں حمید کا لفظ مجید، حکیم ولی اور غنی کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ اسم حمید کے ساتھ تعلق کو مضبوط بنانے والوں کو محمود الافعال اور محمود الصفات بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جو شخص پینتالیس دن تک بتواتر ۹۳ بار تنہائی میں یا حمید پڑھے گا اس کی تمام بری خصلتیں انشاء اللہ دور ہو جائیں گی۔

وہ قادرِ مطلق ہے ہر اک چیز کا مختار
قہار ہے جبار ہے ستار ہے غفار
اور اس کو بناتا ہے وہی نخل ثمر بار
الحمد کے لائق ہے وہی حمد کا حق دار
یہ ارض و فلک صنعت باری کا ہیں شہکار

وہ صاحب کن، مالک کل، خالق انوار
رحمن و رحیم اور ہے سبحان و حمد بھی
پروان چڑھاتا ہے وہ دانے کو زمیں میں
تبہج میں مشغول ہیں اس کی مہ و ماہی
ہر عکس ہے آئینہ اوصافِ مصور

خلاقِ دو عالم کی تجلی کا ہیں پر تو مچھلی ہو سمندر میں کہ ہو مہر ضیا بار
ہے معجزہ حسن ہر اک منظر فطرت تفسیر ہیں جنت کی چمن، چشمہ و کہسار
نبی اکرم ﷺ کی تہجد کے وقت ایک دعا کے الفاظ یہ ہیں:

اللھم ربنا لك الحمد انت قيم السموات و الارض و من فيهن ولك الحمد انت نور السموات
والارض و من فيهن ولك الحمد انت ملك السموات و الارض و من فيهن ولك الحمد و انت
الحق و وعدك الحق۔

اے اللہ اے ہمارے رب! حمد تیرے ہی لئے ہے۔ آسمانوں اور زمین اور سب کا جو ان کے اندر ہیں قائم رکھنے والا تو
ہی ہے ہاں تیرے ہی لئے حمد ہے۔ آسمانوں اور زمین اور ان کی سب چیزوں کا نور تو ہی ہے ہاں تیرے ہی لئے حمد
ہے۔ آسمانوں اور زمین اور ان کے اندر کی سب اشیاء کا بادشاہ تو ہی ہے۔ حمد کا مالک تو ہی ہے تو ہی حق ہے اور تیرا
فرمودہ بھی ہے۔

اللہ کی ذاتِ مشیت سے پاک ہے

اللہ عزوجل نے عقل والوں پر پردے ڈال دیئے کہ وہ اس کا احاطہ کر سکیں تو وہ حیران و پریشان ہیں اور انہیں اپنی توحید کی
نشانیاں دکھائیں تو انہوں نے نہ مخالفت کی اور نہ ہی مثل ہونے کا دعویٰ کیا اور اللہ عزوجل نے اپنی بزرگی و عظمت کا ذکر ان کے دلوں
میں ڈالا تو وہ اس کی یاد میں مست ہو گئے اور کہنے لگے: ”اللہ عزوجل کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ
کریں۔“ اس نے اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر فضل و کرم کرتے ہوئے انہیں بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائیں اور اپنے دشمنوں کے
لئے دردناک عذاب تیار کیا اور اپنا ادراک کرنے سے لوگوں کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے لہذا وہ کسی کے متعلق اس کے مثل یا
مشابہ ہونے کا وہم تک نہیں کرتے۔ چنانچہ

اللہ عزوجل اپنی بے مثل و بے مثال شان یوں بیان فرماتا ہے:

(۱) سُبْحٰنَہٗ و تَعَالٰی عَمَّا یُشْرکُونَ (پ: ۱۱، یونس: ۱۸) اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے۔

(۲) لیس کمثلہ شیء ح (پ: ۲۵، الشوری: ۱۱) اس جیسا کوئی نہیں۔

اللہ عزوجل کی پھیلی ہوئی فضیلت سے بلند شے کوئی نہیں اور اس کی راہ پر چلنے والے کو کوئی گمراہی نہیں آسکتی۔ اسی کا فرمانِ
حقیقت نشان ہے:

(۳) یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمِیْتِ وَ یُخْرِجُ الْمِیْتِ مِنَ الْحَیِّ وَ یُحِیُّ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا ط وَ کَذٰلِکَ

تُخْرِجُہٗ جَوْن (پ: ۲۱، الروم: ۱۹)

وہ زندہ کو نکالتا ہے مردے سے اور مردے کو نکالتا ہے زندہ سے اور زمین کو جلاتا (یعنی زندہ کرتا) ہے۔ اس کے مرے
پہچھے اور یونہی تم نکالے جاؤ گے۔

میں اللہ عزوجل کی ایسی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے ذریعے مقربین اس کے مزید قرب کی لذت حاصل کرتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، یہ ایسی گواہی ہے جو گواہی دینے والے کو اس روز نفع بخشے گی جس دن مال نفع دے گا نہ اولاد اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد ﷺ عزوجل کے بندے اور رسول ہیں، جو عربی نبی ہیں اور امین و مامون ہیں۔ اللہ عزوجل آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی آل و اصحاب علیہم الرضوان، ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور پاک اولاد پر درود و سلام بھیجے جنہوں نے حق کے مطابق فیصلے کئے اور جو حق کے ساتھ حال و انصاف کرتے ہیں۔

حمد خدا کے جلوے

بے حد و حساب حمد و ثنا اس خداوند کریم جل و علا کو زیبا ہے جو ذات انسان ضعیف البیان کو بتوفیق عمل صالح مطلع انوار ایمان و ایقان فرما کر اپنی محبت کا مژدہ جانفرا سنا تا ہے اور سزاوار شکر و ثنائے بے انتہا وہ معبود یکتا ہے جو اس تختہ کن فکاں کو مرقع شان وحدانیت بنا کر ہر رنگ میں نیرنگی قدرت کا جلوہ دکھاتا ہے۔

با چشم یقین ہیں چو ہر سو نقشے ست ز کلب قدرت او
اس عز اسمہ کی ماہیت عز و جلال میں ما عرفناك حق معرفتك (ہم تیری پہچان کا حق نہیں ادا کر سکتے) اصدق مقال ہے۔ پھر دوسرے کو دم مارنے کی کیا مجال ہے۔

ذاتش بکمال ہے چگون است از وہم و خیال مابرون ست
ٹھوٹھو آئیہ کریمہ وان تعدوا نعمة اللہ لا تحصوها۔ انسان ناتواں باوجود چرب زبانی اس کی نعمتوں کے شمار سے ناکام ہے بمصد اق آئیہ کریمہ قلیل من عبادی الشکور۔ (میرے بندوں میں بہت تھوڑے ہیں شکر گزار) اس بات میں عجز و قصور بندگان کے مقدور کا تمام و کمال ذہن نشین خواص و عوام ہے۔ ہاں ایسی زبان ذائقہ بخش کام و دھان ہم ٹولیدہ بیان کہاں سے لائیں جس سے لیل و نہار بادائے شکر پروردگار حظ جاوداں اٹھائیں

دانا بخیاں تست ناداں عاقل بکمال تست حیراں
افسوس کہ ہم سیہ کار مضمون آئیہ کریمہ وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون (اور نہیں بنائے میں نے جن اور انسان مگر تاکہ میری عبادت کریں) سے خبردار باد صفا آگاہی غفلت شعار۔

الہی تو ستار و غفار ہے میرا نام عاصی گنہ گار ہے
اللہ تعالیٰ ہر شے کو اپنے علم اور شمار میں رکھنے والا ہے

الْمُحْصِي كَامَادَة "حصو" ہے اور احصاء کے معنی ہیں: شمار کرنا، دریافت کرنا، نگہداشت کرنا۔ قرآن مجید میں یہ لفظ بطور اسم نہیں آیا بلکہ فعل سے مشتق ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: احصاه اللہ ونسوه۔ (مجادلہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو شمار کر رکھا ہے اور وہ ان کو بھول گئے۔ سورہ جن میں ارشاد ہوتا ہے: واحصی کل شیء عددا۔ اور اس نے ہر شے کو شمار کر رکھا ہے۔ آسمان

کے ستارے ہوں یا زمین کے ذرے، سمندر کے قطرے ہوں یا درختوں کے پتے، نفوس اور ان کے انفاس، اشخاص اور ان کی حرکات و سکنات الغرض ہر شے جو شمار میں آنے والی ہے، اللہ تعالیٰ نے سب کو شمار کر رکھا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اعداد و شمار سے محضی کا وہی تعلق ہے جو معلومات سے علیم کا۔ اس اسم پاک سے تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے اعمال و افعال کا حساب رکھا جائے اور یوم الحساب میں اعمال نامے کے پیش ہونے کا ڈر رہے۔ ارشادِ باری ہے: اقرا کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسبا۔ (قیامت کے دن کہا جائے گا: تو اپنا نامہ اعمال پڑھا آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو کافی ہے۔ الاسراء: ۱۳) سورہ کہف میں فرمایا: ووصف الکتاب فتری المجرمین مشفقین مما فیہ ویقولون یویلنا مال هذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاها ووجدوا ما عملوا حاضرا ولا یظلم ربک احدا۔ (۴۹) اور (ہر شخص کا) اعمال نامہ (اس کے ہاتھ میں) مؤمن کا دانے میں کافر کا بائیں میں) رکھا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس کے لکھے سے ڈرتے ہوں گے اور (اس میں اپنی بدیاں لکھی دیکھ کر) کہیں گے: ہائے خرابی ہماری! اس نوشتہ کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو اور اپنا سب کیا انہوں نے سامنے پایا اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا (نہ کسی پر بے جرم عذاب کرے نہ کسی کی نیکیاں گھٹائے) جو شخص روٹی کے بیس ٹکڑوں پر روزانہ بیس مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر دم کرے اور کھائے تو ان شاء اللہ مخلوق اس کے لیے مسخر ہوگی۔ جو شخص جمعرات کو یہ اسم پاک ایک ہزار بار پڑھے وہ عذابِ قبر و قوفِ قیامت سے بچ جائے گا اور جو کوئی ہر روز دس بار پڑھے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے گا۔

اسرار و معارف کا دبستاں ہے چمن زار
وہ باعثِ کن منبع و سرچشمہ انوار
اور وجد کے عالم میں گل و غنچہ و اشجار
ہوں و اصفِ خلّاقِ جہاں ناعبِ سرکار

آباد ہر اک دشت میں حیرت کا جہاں ہے
اک واسطہ ہے بندہ و معبود کے مابین
ہیں نغمہ گرِ حمد و ثنا بحر کی موجیں
معراج ہے شہزادِ یہی میرے ہنر کی

اللہ تعالیٰ ہر شے کو بغیر سابقہ نمونہ کے پیدا فرمانے والا ہے

الْمُبْدِئُ کا مادہ بَدَأ ہے اور یہ اسم پاک بھی قرآن مجید میں نہیں آیا بلکہ افعال سے مشتق ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّهٗ یَبْدُءُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیدُہٗ۔ بے شک وہ پہلی بار بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا۔ (آیت: ۴) سورۃ الانبیاء (۱۰۴) میں فرمایا: کَمَا بَدَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نَّعِیْدُہٗ۔ جیسے پہلے اسے بنایا تھا ایسے ہی پھر کر دیں گے (یعنی ہم نے جس طرح پہلے عدم سے وجود عطا فرمایا تھا ویسے ہی پھر معدوم کر دینے کے بعد پیدا کریں گے) یا یہ معنی ہے کہ جیسے ماں کے پیٹ سے برہنہ غیر مختون پیدا کیا تھا ایسے ہی مرنے کے بعد بھی اٹھائیں گے (سورۃ عنکبوت میں فرمایا: فَانْظُرُوۡا کَیْفَ بَدَاۤءُ الْخَلْقِ۔ غور کرو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کا آغاز کیسے فرمایا۔ اس اسم پاک کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے لازم ہے کہ اپنے آغاز کو کبھی نہ بھولے کسی نے کیا خوب کہا:

تم شوق سے کالج میں پھلو پارک میں پھولو
جائز ہے غباروں میں اڑو عرش پہ جھولو
اک بات بندہ عاجز کی رہنے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

جو شخص سحری کے وقت اپنی حاملہ بیوی کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر نانوے مرتبہ یا مبدیٰ پڑھے گا ان شاء اللہ اس کا حمل ساقط نہ ہوگا اور نہ وقت سے پہلے بچہ پیدا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ بار و گر پیدا فرمانے والا ہے

الْمُعِيدُ . عَادَ عَوْدَةً سے ہے جس کا معنی ہے: واپس لوٹانا اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کو فنا کے بعد میدانِ قیامت میں لوٹائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قُلِ اللّٰهُ يَبْدِئُ الْخَلْقَ ثُمَّ يَعِيدُهُ (فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے ابتداء مخلوق کو پیدا فرمایا پھر اس کو لوٹائے گا)۔ سورۃ عنکبوت میں فرمایا: اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يَبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يَعِيدُهُ اِنْ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ . (۱۹) اور کیا انہوں نے نہ دیکھا اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کی ابتداء فرماتا ہے (کہ پہلے انہیں نطفہ بناتا ہے پھر خون بستہ کی صورت دیتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا) (آخرت میں بعثت کے وقت) بے شک یہ (کام) اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے (یعنی پہلی بار پیدا کرنا اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ بنانا) یہ اسم پاک بھی قرآن پاک میں بطور نام موجود نہیں بلکہ فعلوں سے مشتق ہے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کے لیے لازم ہے کہ موجودہ زندگی کی قدر کریں اور آخرت کی زندگی کے لیے سرمایہ جمع کریں۔ گم شدہ شخص کو واپس بلانے کے لیے جب گھر کے تمام افراد سو جائیں تو گھر کے چاروں کونوں میں ستر ستر مرتبہ یا معید پڑھا جائے ان شاء اللہ سات روز میں پتہ چل جائے گا یا واپس آجائے گا۔

”گنہگاروں کے ہونٹوں پر درود پاک جب آیا“
 قریب اس دل کے کوئی خطرہ ابلیس کب آیا
 زبانِ مصطفیٰ سے ہو کے ہی فرمانِ رب آیا
 لئے قرآن جگ میں اک نرالی تاب و تب آیا
 قسم فرمائی اس محبوب کی جو وقت شب آیا
 تیرا بندہ ترے در پر الہی جاں بلب آیا
 کہا احباب نے وہ دیکھے شہزاد اب آیا

گئے گزروں کو آخر بندگی کرنے کا ڈھب آیا
 حصارِ نور اسم ذات جس دل کو ہوا حاصل
 کوئی قرآن کی آیت ہو یا ارشادِ قدسی ہو
 قیامت تک ہے دنیا میں یہی اللہ کی رسی
 کہیں ”والنجم“ کی صورت کہیں ”والطّارق“ کہہ کر
 نہ خالی لوٹ کر جائے درِ الطاف سے تیرے
 سر بزمِ جنان حمد و ثنا کے لے کے نذرانے

اللہ تعالیٰ زندگی عطا فرمانے والا ہے

الْمُحْيِي: احياء سے ہے جس کا معنی زندگی دینا ہے۔ سورۃ روم میں ہے: فَاَنْظُرْ اِلٰى اٰثَارِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يَحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنْ ذٰلِكَ لَمَعَی الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ . (۵۰) تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اثر دیکھو (یعنی بارش کے اثر جو اس پر مرتب ہوتے ہیں کہ بارش زمین کو سیراب کرتی ہے اس سے سبزہ نکلتا ہے سبزے سے پھل پیدا ہوتے ہیں پھلوں میں غذائیت ہوتی ہے اور اس سے جانداروں کے اجسام کے قوام کو مدد پہنچتی ہے اور یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ یہ سبزے اور پھل پیدا کر کے) کیونکر زمین کو زندہ فرماتا ہے اس کے مرجانے کے بعد (اور خشک میدان کو سبزہ زار بنا دیتا ہے جس کی یہ قدرت ہے) بے شک وہ مردوں کو زندہ فرمائے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی مہی ہے جس نے حیات و روح کو پیدا فرمایا جس نے روح کو

اجسام کے ساتھ ملایا۔ وہی دلوں کو زندگی عطا فرماتا ہے وہی حیاتِ علمی، ایمانی اور عرفانی عطا کرتا ہے۔ اس اسم پاک کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے والوں کو موت و حیات کے نمونوں پہ غور کرنا اور ان سے عبرت حاصل کرنا لازم ہے کہ جس موسم میں زمین سے نباتات گم ہو جاتی ہیں، درخت و نما کی طاقتیں ختم ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مردہ زمین کو زندہ فرما دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَوَمِنْ كَسَانٍ مِثْلَ فَاحِشِيْنَهٗ ۔ (انعام: ۱۲۲) اور کیا وہ کہ مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کیا۔ مردہ سے کافر اور زندہ سے مؤمن مراد ہے کیونکہ کفر قلوب کے لیے موت ہے اور ایمان حیات ہے۔ جو شخص بیمار ہو وہ بکثرت المحی کا درد رکھے یا کسی دوسرے بیمار پر دم کرے تو ان شاء اللہ صحت یاب ہوگا جو شخص اٹھانے مرتبہ المحی پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے وہ ہر طرح کی قید و بند سے ان شاء اللہ محفوظ رہے گا جو کوئی در درنج اور کسی عضو کے ضائع ہونے سے خائف ہو وہ سات مرتبہ یا محی پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو بے خوف کر دے گا ہفت اندام کے درد کے لیے سات دن تک روزانہ سات مرتبہ پڑھ کر دم کرے ان شاء اللہ شفاء پائے گا اور اس پر ہمیشگی کرنے سے دل زندہ ہو جاتا ہے۔

کہاں کے یہ زبان و لب مرا رنگِ ثنا کیا ہے
یہ حسنِ صوت یہ طرزِ بیاں فکرِ رسا کیا ہے
جمالِ خالق یکتا کا مظہر ہیں سبھی منظر
”یہ کلیاں پھول غنچے رنگ و بو موجِ صبا کیا ہے“
زمین و آسمان یہ بحر و بر و مہر و ماہ و انجم
بس ان کو دیکھ لو اور جان لو شانِ خدا کیا ہے
عنایت ہے تری فیضان ہے جود و کرم تیرا
مرے دامن میں میرا اے مرے رب علا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ موت دینے والا ہے

الْمُیْت۔ موت سے ہے جس کے چند معانی ہیں: (۱) قبل از پیدائش یعنی حالت عدم کو موت کہا گیا۔ کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا۔ (البقرہ) (۲) حیات کے بعد زندوں پہ طاری ہونے والی حالت عدم کو موت کہا گیا فاحباکم ثم یمیتکم (ایضاً) (۳) ہلاکت رساں حالت کو موت کہا گیا۔ ویاتیہ الموت من کل مکان وما ہو بمیت۔ اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں۔ (ابراہیم: ۱۷) (۴) حدیث شریف میں موت کو زوال حرکت کی وجہ سے نیند سے تشبیہ دی گئی چنانچہ سو کر اٹھتے وقت کی دعا کے الفاظ یہ ہیں: الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مار دینے (نیند) کے بعد زندہ فرمایا اور اس کی طرف جمع ہونا ہے تو اللہ تعالیٰ میّت ہے کیونکہ وہی موت و حیات کا مالک و خالق ہے (خلق الموت والحیة) ملک الموت اسی کے احکام کی تعمیل کرنے والا ہے اللہ کا حکم ہی موت و حیات پہ نافذ ہوتا ہے موت کو اللہ تعالیٰ کے دامن جلال تک پہنچنے کا یارا نہیں۔ اس اسم پاک سے تعلق کو پکا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو موت و حیات کا اس طرح مالک سمجھیں جیسا اس نے خود فرمایا: قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین۔ فرما دو بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا (انعام: ۱۶۲) اللہ تعالیٰ کے لیے جینا مرنا ان لوگوں کا ہوتا ہے جو حرم و ہوا کی پیروی نہیں کرتے نہ وہ عبداللہ رحم ہوتے ہیں بلکہ اعلاء کلمۃ الحق کے لیے جیتے ہیں اور یا دالہی میں جان دے دیتے ہیں۔

خدا کے نام پر جس نے فدا کی زندگی اپنی
تَشْكُرْ اَنكَسَارِيْ عَاجِزِيْ غَرِيْبِيْ پشیمانی
یہ ابھرا مطلعِ باطن سے کس کے نام کا سورج
یہ میرے حجرۂ قلبِ حزیں میں کون رہتا ہے
کھلا اس بندۂ حق پر فنا کیا ہے بقا کیا ہے
نہیں ہے بندگی تو پھر مناجات و دعا کیا ہے
یہ کس کے فیضِ وحدت نے بھدایا ماسوا کیا ہے
دلِ شہزاد سے جو اٹھ رہی ہے یہ صدا کیا ہے
جس شخص کا نفس اس کے قابو میں نہ ہو وہ سوتے وقت سینے پہ ہاتھ رکھ کر المیہ پڑھتے پڑھتے سو جائے تو ان شاء اللہ اس کا
نفس مطیع ہو جائے گا اور جو شخص سات بار پڑھ کر دم کرے جادو اثر نہ کرے گا۔
اسے فضل کرتے نہیں لگتی بار
نہ ہو اس سے مایوس اُمید وار

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے

الْحَيُّ: حیات سے ہے اللہ تعالیٰ کا نام السَّحِي اس لیے ہے کہ وہ لوازمِ حیات، علم و قدرت، سمع و بصر، ارادہ و کلام والا ہے وہ
حیات ذاتیہ کا مالک ہے اس نے ان کمالات کے مظاہر عالمِ ظہور میں دکھائے ہیں وہ واجب الوجود عالم کا ایجاد کرنے والا اور تدبیر
فرمانے والا ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ
ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے: یا حی یا قیوم برحمتک استغیث۔ اے زندہ اے اوروں کو قائم رکھنے والے! تیری رحمت کے ساتھ
میں مدد چاہتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ایک مرتبہ یہ الفاظ پڑھنے کا حکم دیا: یا حی یا قیوم
برحمتک استغیث ولا تکلّی الی نفسی طرفۃ عین (ابوداؤد) اے زندہ رہنے والے! اے قائم رہنے والے! میں تیری
رحمت کا فریادی ہوں مجھے میرے نفس کے حوالے ایک چشمِ زدن کے لیے بھی نہ کر۔ جامع الاصول میں بحوالہ رزین حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور علیہ السلام یہ دعا پڑھا کرتے: یا حی یا قیوم یا حی حین لا حی یا محی یا
ممیت یا ذا الجلال والا کرام۔ اے زندہ و توانا! جب کوئی بھی زندہ نہ رہے گا اس وقت بھی تو ہی زندہ ہوگا اے زندگی و موت
دینے والے! اے عظمت و بزرگی والے! جو شخص روزانہ تین ہزار مرتبہ السَّحِي کا ورد رکھے گا وہ ان شاء اللہ کبھی بیمار نہ ہوگا۔ جو شخص
اس اسم پاک کو چینی کے برتن پر مشک و گلاب سے لکھ کر میٹھے پانی سے دھو کر پئے یا کسی دوسرے بیمار کو پلائے ان شاء اللہ شفاء کامل
نصیب ہوگی۔ جو شخص روزانہ ستر مرتبہ پڑھے گا اس کی عمر دراز ہوگی۔ ان شاء اللہ!

ہر وقت رہے دل میں تری یاد الہی
یہ شہر ہمیشہ رہے آباد الہی
مغلوب نہ ہو جاؤں کہیں نفس کے ہاتھوں
ہر حال میں درکار ہے امداد الہی
دل میں ہے ترے دین کی خدمت کی تمنا
متعود نہیں مسند ارشاد الہی
بس لاج سرِ حشر گنہگار کی رکھنا
ہو جائے نہ محنت کہیں برباد الہی

اللہ تعالیٰ سب کو قائم رکھنے والا ہے

الْقَيُّوم: قیام سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام قیوم اس لیے ہے کہ وہ بذاتِ خود قائم ہے اس کا قیام کسی دوسرے پہ منحصر نہیں

دیومیت ذات اسی کو حاصل ہے اور قیام ذات کی عزت کا وہی مالک ہے۔ الحی قرآن مجید میں صرف ایک جگہ سورہ مؤمن میں اکیلا آیا ہے: **هو الحی لا اله الا هو فادعوه مخلصین له الدین**۔ (۲۵) وہی زندہ ہے (جس کی فنا محال ہے) اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اسے پوجو پورے خلوص کے ساتھ۔

اور تین مقام ایسے ہیں جہاں الحی القیوم دونوں اکٹھے آئے ہیں۔ ایک آیت الکرسی میں دوسرا آل عمران کے آغاز میں اور تیسرا سورہ طہ آیت: **وَعَنْتَ الْوُجُوهُ لِلْحَى الْقِیُومِ**۔ اور جب چہرے جھک جائیں گے اس زندہ قائم رہنے والے کے حضور (یعنی ہر کوئی شانِ عجز و نیاز کے ساتھ حاضر ہوگا کسی میں سرکشی نہ رہے گی اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کا ظہور تام ہوگا) جس طرح الحی جب اللہ تعالیٰ علم ہو تو اس کا معنی باقی علی الابد دائم بلا زوال یعنی جو ہمیشہ سے موجود اور ہمیشہ سے صفت حیات سے موصوف ہے نہ کبھی عدم اس کے سابق حال ہو اور نہ کبھی موت اس کے لاحق حال ہوگی جبکہ مخلوق کے لیے کل من علیہا فان اور کل شیء هالک کا فرمان ہے اسی طرح القیوم کے معنی مجاہد نے ہر شیء پر قائم بتائے ہیں وہ قائم ہے دائم ہے موجود ہے لازوال و غیر متغیر ہے۔ جو شخص بکثرت القیوم کا ورد کرے گا ان شاء اللہ لوگوں میں اس کی عزت اور وقار زیادہ ہوگا اگر تنہائی میں بیٹھ کر پڑھے گا تو خوشحال ہوگا اور جو شخص صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک یہ دونوں اسم (یا حی یا قیوم) ملا کر پڑھے گا ان شاء اللہ اس کی سستی و کاہلی دور ہوگی۔

میرے کسی دشمن کو بھی تکلیف نہ پہنچے	میرے سبھی احباب رہیں شاد الہی
ہر شعر سے مطلوب فقط تیری رضا ہو	مٹ جائے دلوں سے ہوسِ داد الہی
آباء کو مرے بخش دے اے بخشے والے	قائم رہے دیں پر میری اولاد الہی
ہے خوار و زبوں سرور کونین کی امت	فریاد ہے فریاد ہے فریاد الہی
تو ارض و سموات کا خالق ہے خدایا	یہ دشت و جبل ہیں تری ایجاد الہی

اللہ تعالیٰ الواجد ہے

الْبَوَاجِدُ کا معنی ہے: پانا، لیکن اللہ تعالیٰ کا نام اس معنی سے نہیں ہو سکتا۔ قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی اس کے مصدر سے افعال آئے ہیں وہاں انسان فاعل ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ۔ صاحب قاموس نے کہا: **وَجَدَ اللَّهُ تَعَالَى** کہنا درست نہیں ہے ہاں **اَوْجَدَ اللَّهُ تَعَالَى** کہہ سکتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے مقصود تک پہنچایا۔ یہ لفظ وجود سے ہے تو اس کا معنی ہستی ہے اللہ تعالیٰ اس لیے واجد ہے کہ وجود حقیقی اور ہستی مطلق اسی کو حاصل و زیبا ہے جملہ موجودات پہ اسے احاطہ حاصل ہے جملہ مطلوبات و کمالات ذاتیہ کا وجود اسے ہمیشہ سے حاصل ہے۔ اگر واجد وجد سے واؤ کے ضمہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے: ذوا الوجود یعنی اللہ تعالیٰ مالک غنا اور تو نگری ہے اہل تصوف نے وجدان کے لحاظ سے طالب کی تین قسمیں بیان کی ہیں: سالک واصل واجد۔ **يَجِدُ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا**۔ **لَوْ جَدَّوْا اللَّهَ تَوَابًا رَحِيمًا**۔ (نساء) ان دونوں آیات میں اس گناہ گار مؤمن کا ذکر ہے جو گناہ کے بعد پچھتا تا پھر استغفار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرماتا ہے اور سورہ نور کی آیت: **وَوَجَدَ اللَّهُ عِنْدَهُ فُوفًا**

حسابہ۔ (النور) اور اس نے اللہ تعالیٰ کو اپنے قریب پایا اور اللہ نے بندے کا حساب پورا کر دیا۔ اس آیت میں اس کافر کا ذکر ہے جو اعمال سے خالی ہاتھ ہو کر مالک کے سامنے جاتا ہے یعنی وہ پیاسا شخص جو سراب کو پانی سمجھتا ہے اور جب سراب کے پاس پہنچتا ہے تو محرومی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور جب اللہ کے سامنے جاتا ہے تو وہ اس کا حساب پورا فرما دیتا ہے جو شخص کھانا کھاتے وقت یاد اجد کا ورد رکھے غذا اس کے قلب کی طاقت و قوت اور نورانیت کا باعث ہوگی ان شاء اللہ۔ جو کوئی خلوت میں اس کو بہت زیادہ پڑھے گا مالدار ہوگا اور اگر کسی کو پانی پہ دم کر کے پلائے تو وہ اس سے محبت کرے گا۔ انشاء اللہ!

تخلیق تو تو نے ہی کیسے ہیں یہ عناصر
تو نے ہی بنایا ہے اسے فی احسن تقویم
کھاتے ہیں ترا رزق بھی کافر و مسلم
حق تیری عبادت کا ادا ہو نہیں سکتا

وہ آب ہو یا خاک ہو یا باد الہی
انساں تو ہے مجموعہ اضداد الہی
تو مالک کل اجود اجواد الہی
جتنی بھی عبادت کرے شہزاد الہی

اللہ تعالیٰ بزرگی اور بڑائی والا ہے

الْمَاجِدُ: مجد سے ہے اسی سے مجید ہے جو کہ مبالغہ کا صیغہ ہے یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر نام بوجہ علمیت خود کمال نام ربانی پر دلالت کرتا ہے اقتضائے لفظی اس کے ساتھ شامل ہو یا نہ ہو لہذا الماجد اللہ تعالیٰ کی بزرگی و عظمت پر قوی دلالت رکھتا ہے اگرچہ مبالغہ کا صیغہ نہیں ہے یہ تینوں صفات ہے کہ کبھی فعل کی شکل میں اور کبھی فاعل کی شکل میں جلوہ آرائی ہوتی ہے اور ہر شکل میں دلربائی کی شان الگ الگ نظر آتی ہے۔ ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے:

سبحان الذی تعطف بالعز (وقال بہ) وسبحن الذی لبس المجد وتکرم بہ وسبحان الذی لا ینبغی التسبیح الا لہ سبحان ذی الفضل والنعم سبحان ذی المجد والکرم سبحن ذی الجلال والاکرام۔

پاک ہے وہ جو مہربانی فرماتا ہے اپنے عز و جلال کے ساتھ اور پاک ہے وہ جس نے بزرگی کا لباس پہنا اور اسی کے ساتھ کریم ہوا پاک ہے وہ کہ تسبیح نہیں لائق مگر اس کے لیے پاک ہے وہ ذات جو فضل اور نعمتوں والی ہے پاک ہے وہ ذات جو بزرگی اور کرم والی ہے پاک ہے وہ ذات جو جلال و کرم والی ہے۔

جو شخص تنہائی میں اس اسم مبارک کو اتنا پڑھے کہ بے خود ہو جائے تو ان شاء اللہ اس کے قلب پہ انوار الہیہ ظاہر ہونے لگیں گے اور اگر ہمیشہ پڑھتا رہے تو مخلوق کی آنکھوں میں بزرگ ہوگا اور اگر شربت پردس بار پڑھ کر بیمار کو پلائے گا تو شفاء یاب ہوگا۔

دل تیرہ کو چمکاؤں مجھے توفیق دے مولا
مری سانسیں ترے اسم گرامی سے مضطر ہوں
فساد و شر سے میں فرش زمیں کو صاف کر ڈالوں
مرے قول و عمل سے کوئی دل زخمی نہ ہو یا رب

تجھے میں یاد کر پاؤں مجھے توفیق دے مولا
مشام جاں کو مہکاؤں مجھے توفیق دے مولا
ہمیشہ امن پھیلاؤں مجھے توفیق دے مولا
سراپا خیر بن جاؤں مجھے توفیق دے مولا

اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں یکتا و یگانہ ہے

الْوَحْدُ کاللفظ قرآن مجید میں بطور اسم پاک اکیس مقامات پر آیا ہے پھر جہاں بھی آیا ہے لا الہ الا اللہ کے ساتھ یا پھر قہار کے ساتھ۔ گویا ترکیب میں بھی ایسے کلمہ یا اسم کے ساتھ مستعمل ہوا جو شرکت سے دور ہے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ سے پہلے کیا تھا؟ فرمایا: اگر تجھے گنتی آتی ہے تو گنو اس نے گنتی شروع کی اور ایک کہا تو فرمایا: ایک سے پہلے کیا تھا؟ اس نے کہا: کچھ نہیں فرمایا: اللہ واحد ہے اور واحد سے پہلے کچھ نہیں ہوتا۔ ایک دعا جس کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: جس نے یہ دعا صبح کے وقت پڑھ لی اس نے دن کا حق ادا کر دیا اور جس نے شام کو پڑھ لی اس نے رات کا حق ادا کر دیا اس دعا کے الفاظ یہ غور کرو کہ حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو کیسے خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے: اللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ لِي مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمَنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ (ابوداؤد) اے اللہ! جو نعمت آج مجھے حاصل ہے یا تیری مخلوق میں سے کسی کو حاصل ہے وہ تیری ہی طرف سے ہے تو واحد ہے تیرا کوئی شریک نہیں حمد بھی تیرے ہی لیے ہے اور شکر بھی تیرے لیے۔

سلیقہ دے مرے مالک مجھے حسن تکلم کا
کہوں حق بات میں دربار میں سلطانِ جابر کے
میرا دشمن بھی میری راہ میں کانٹے بچھائے تو
تعلق مستقل ہو جائے یوں ارضِ مدینہ سے
تری تائید کا ہر وقت ہو سر پر مرے سایہ
یہاں بھی لوگ پہچانیں مجھے تیرے حوالے سے
تیری حمد و ثنا شہزاد کے قلب و زباں پر ہو

زہاں سے پھول برساؤں مجھے توفیق دے مولا
میں ہر باطل سے ٹکراؤں مجھے توفیق دے مولا
میں اس پر پھول برساؤں مجھے توفیق دے مولا
ترے گھر بار بار آؤں مجھے توفیق دے مولا
میں مشکل میں نہ گھبراؤں مجھے توفیق دے مولا
وہاں بھی تیرا کہلاؤں مجھے توفیق دے مولا
میں تیرے گیت بس گاؤں مجھے توفیق دے مولا

اس اسم پاک کے ذکر سے ذاکر کا دل ایسا بے خوف اور مطمئن ہو جاتا ہے کہ بڑے بڑے خطرات اور لرزاؤں والے واقعات اس کو ہراساں نہیں کر سکتے اگر کوئی شخص سخت مہم یا بیماری میں مبتلا ہو خطرناک راستوں میں بوجہ تنہائی کسی مقام پہ خوف ہو تو ایک ہزار بار پڑھنے سے مہم آسان بیمار شفاء یاب اور خوف دور ہوگا۔ ان شاء اللہ! جس شخص کے ہاں اولادِ دیرینہ نہ ہوئی ہو وہ اس اسم پاک کو لکھ کر اپنے پاس رکھے انشاء اللہ اولادِ صالح نصیب ہوگی۔

دولتِ کونین جیسے بخش دی ساری مجھے
روح کی نادیدہ خوشبو سے معطر یہ جہاں
رکھ دیا انسان کی فطرت میں کیسا سوز و غم
جو ہے آنسو کسی کے غم میں سب تیری عطا
خاک کا پتلا ہوں مجھ میں کیا ہنر تھا کیا کمال

دل کو میرے عشقِ آلِ مصطفیٰ تو نے دیا
زندگی کے پھول کو رنگِ وفا تو نے دیا
دردِ دل کو آنکھ کو اشکِ عزا تو نے دیا
اس محبت کا مرے مالک صلہ تو نے دیا
جو ملی عزت ملا جو مرتبہ تو نے دیا

حمد لکھنے کی ہوئی توفیق مجھ کو اس لیے
تیرا حسنی تیرے بندوں کی محبت کا اسیر
حرف کی صورت میں جب رزقِ ثنا تو نے دیا
ایک یہ اعزاز بھی سب سے جدا تو نے دیا

(ندام حسن حسنی)

اللہ تعالیٰ ایک (الاحد) ہے

قرآن مجید میں لفظ احد بطور اسم پاک صرف ایک ہی مقام پر آیا ہے: قل هو الله احد۔ فرمادیتے: وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ (ربوبیت والوہیت میں صفاتِ عظمت و کمال کے ساتھ موصوف ہے، مثیل و نظیر و شبیہ سے پاک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے) ائمہ لغت کے نزدیک احد دراصل وحد تھا، واو کو ہمزہ سے بدل دیا گیا۔ معنی کے اعتبار سے واحد اور احد ایک ہی سمجھے جاتے ہیں جس میں راز یہ ہے کہ ہر دو اسماء تو حید خالص پہ دال ہیں۔ علماء معانی نے ہر دو اسماء کی کچھ خصوصیات بیان کی ہیں اور وہ یہ کہ واحد وہ ہے جو عدیم التجزی ہے یعنی جو تقسیم نہ ہو سکے جیسے جو ہر واحد (جزء لا یتجزی) اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ذات کا انقسام محال ہے مثلاً سورج ہے اگرچہ وہ جسم کے قبیل سے ہونے کے باعث وہاں منقسم ہو سکتا ہے لیکن اس کی نظیر نہیں مگر ممکن ہے کہ اس کی نظیر ہو، پس اگر کوئی ایسا موجود پایا جائے جو اپنے وجود کی خصوصیت میں اس طرح منفرد ہو کہ کسی اور کا اس میں شریک ہونا متصور ہی نہ ہو سکے تو وہ ازلا وابد واحد مطلق ہے۔ بندہ اس وقت واحد سمجھا جاتا ہے کہ اس کے ابنائے جنس میں کسی خاص پسندیدہ خصلت کے اندر کوئی اس کی نظیر نہ ہو اور یہ یکتائی بھی صرف اس کے ابنائے جنس کے لحاظ سے ہوگی اور خاص زمانے کے لحاظ سے کیونکہ ممکن ہے کسی دوسرے زمانے میں اس کی نظیر پیدا ہو جائے نیز یہ یکتائی بعض خصائل کی رو سے ہوگی پس پوری وحدت خاص اللہ ہی کے لیے ہے۔ احد وہ ہے جس کی نظیر کوئی نہیں لفظ واحد کا اطلاق محل اثبات میں دیگر اشیاء پر بھی ہو جاتا ہے جیسے رجل واحد، درهم واحد مگر لفظ احد کا اطلاق اثباتاً اللہ کے سوا کسی پر نہیں ہوتا ہاں لفظ احد کا استعمال نفی دیگر میں ہوتا ہے اور اس وقت نفی نہایت مکمل نفی ہوتی ہے جیسے ولم یکن له كفوا احد۔ کفو الہی کی نفی لفظ احد سے کی گئی اور یہ ایسی نفی ہے کہ اس کے بعد کوئی استثناء وغیرہ نہیں ہو سکتا۔ یعنی کوئی اس کا ہمتا و عدیل نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے التحیات کے تشہد میں دو انگلیوں سے اشارہ کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِتَّخِذْ اِتَّخِذْ ایک انگلی سے ایک انگلی سے یعنی جب مشار الیہ ایک ہے تو اس کے لیے دو انگلیوں سے اشارہ کرنا بھی مناسب نہیں۔

صبح دم جب کسی طائر کی صدا آتی ہے
پھر نے لگتے ہیں مری آنکھ میں میزاب و حطیم
لب پہ بے ساختہ بس حمدِ خدا آتی ہے
یاد جب صحنِ مقدس کی فضا آتی ہے
تیرے محبوب کی بس حمد و ثنا آتی ہے
دشگیری کو وہیں تیری عطا آتی ہے
مشکلیں جب کہیں آتی ہیں سرِ راہِ حیات
کوئی فن اور ہنر پاس نہیں ہے میرے

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے

الصَّمَدُ۔ اس اسم پاک کے بارے میں ائمہ دین کے مختلف اقوال ہیں حضرت حسن بھری فرماتے ہیں صمد وہ حی و قیوم ہے

جسے زوال نہیں۔ اعمش نے حضرت شفیق سے روایت کی ہے: صدوہ ہے جو سیادت میں کامل ہو مالک شرف ہو عظمت میں کامل ہو علم و علم اور حکمت میں کامل ہو جملہ انواع و شرف میں کامل ہو لہذا اللہ کے علاوہ کوئی بھی صد ہونے کی شان نہیں رکھتا۔ حکیم ابن ابان نے حضرت عکرمہ سے روایت کی ہے: صدوہ ہے جو کھانا نہ کھائے۔ شععی کہتے ہیں: صدوہ ہے جو نہ کھائے نہ پئے جس کی طرف حاجات میں رجوع کیا جائے اور ضروریات کے لیے جس کی بارگاہ کا قصد کیا جائے۔ اس اسم کا ذکر اہل اللہ میں سے ہوتا ہے اور بھوک پیاس سے محفوظ رہتا ہے۔ شیخ مغرب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص بنا صد کو ایک ہزار مرتبہ پڑھتا ہے تو اس کے رزق میں وسعت اور کاروبار میں برکت ہوگی (تنویر الاسماء)۔ مفتاح الجنان میں ہے: اگر جمعہ المبارک کی نصف شب کے بعد اس اسم پاک کو با وضو ایک ہزار مرتبہ حضور قلب سے پڑھا جائے تو پڑھنے والے پر عظیم اثرات مرتب ہوتے ہیں اگر کوئی فسق و فجور میں مبتلا ہو تو اس کے لیے تین روزے رکھے اور ہر روز ساعت مشتری میں ایک ہزار مرتبہ یہ اسم پڑھے اور دعا کرے تو فسق و فجور سے تائب ہوگا محبت کے لیے چینی کی پلیٹ پر لکھ کر پانی سے دھو کر پہلے طالب پئے پھر مطلوب کو پلایا جائے تو کامیابی ہوگی۔ جو شخص سحری کے وقت سجدے میں سر رکھ کر ایک سو پندرہ یا ایک سو پچیس مرتبہ پڑھے اس کو ظاہری و باطنی سچائی نصیب ہوگی اور جو شخص با وضو اس اسم کا ورد جاری رکھے ان شاء اللہ مخلوق سے بے نیاز ہوگا اکثر عالمین و کاملین نے با احد یا صد کو اسم اعظم بتایا ہے۔

میرا سرمایہ ہستی تری حمد و ثنا مولا	تری توفیق سے پایا یہ گنج بے بہا مولا
تو لا محدود میں محدود کیا تعریف ہو مجھ سے	نہ تیری ابتدا مولا نہ تیری انتہا مولا
دل بے تاب کی تسکین ہے تیری یاد میں یارب	ترے تذکار کی لذت ہے کتنی جاں فزا مولا
میں کیسے مان لوں رسوا کیا جائے گا محشر میں	ترے محبوب کا جو شخص ہو مدحت سرا مولا

اللہ تعالیٰ قدرت والا ہے

الْقَادِرُ: اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہے کیونکہ جملہ ممکنات کی ایجاد اس کی قدرت کا جلوہ ہے۔ تمام تغیرات ارضی و سماوی روحی مادی اس کی قدرت کا کرشمہ ہے اس کی قدرت کے سامنے سب کی طاقتیں ہچ اور دعاوی کی کوئی حیثیت نہیں۔ علامہ ابن الرضی یمانی المعروف بابن القدر (ولد فی شہر جب ۷۷۵ھ) نے اپنی کتاب ایثار الحق علی الخلق میں نعم القادر کو بھی اسم الہیہ میں شمار کیا ہے۔ اس اسم پاک کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام جہان کو زیر قدرت الہیہ یقین کریں معیشت میں تنگی و وسعت کو اللہ تعالیٰ کے قدر (اندازہ) صحیح کے تحت جان کر اسے عین حکمت و دانائی سمجھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ۔ (القر) بے شک ہم نے ہر چیز ایک صحیح اندازے سے پیدا فرمائی ہے۔ یہ آیہ مبارکہ قدریوں کے رذ میں نازل ہوئی جو کہ قدرت الہی کے منکر ہیں اور حوادث کو کواکب وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حدیث میں ان کو اس امت کے مجوس قرار دیا گیا ہے اور ان کے پاس بیٹھنے اور کلام کرنے بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کرنے مرجائیں تو ان کے جنازے میں شریک ہونے کی ممانعت فرمائی گئی ہے اور انہیں دجال کا ساتھی اور بدترین مخلوق قرار دیا گیا ہے۔ (خزائن العرفان) جو شخص دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد ایک سو مرتبہ القادر پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کو ذلیل فرمادے گا (اگر پڑھنے والا حق پر ہوگا تو) اگر کسی شخص

کو کوئی دشوار کام درپیش ہو تو اکتالیس بار یا قادر پڑھنے سے دشواری دور ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ!

جزا کے دن تو اس خوش بخت کو کتنا نوازے گا
تری خاطر خفا سارے جہاں سے جو رہا مولا
ازل سے کر رہے تھے جستجو تیری جہاں والے
بتایا ہے ترے محبوب نے تیرا پتا مولا
تری توحید پر اہل جہاں ایمان لے آئے
تری برہان بن کر آ گئے جب مصطفیٰ مولا

اللہ تعالیٰ قدرتِ تاملہ و کاملہ کا مالک ہے

الْمُقْتَدِرُ میں القادر کی بہ نسبت زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے۔ اسم قادر کا استعمال پیدائشِ احواء اور قدر و اندازہ کے افعال پر ہوا ہے اور مقتدر کا استعمال عزت و ملک و فرماں روائی کی شان کے ساتھ۔ یہی ان دونوں اسماء کے خصائص ہیں۔ علاوہ ازیں الْمُقْتَدِر لازم و متعدی ہر دو معانی میں آتا ہے۔ بندہ کو بھی کچھ نہ کچھ قدرت حاصل ہے لیکن وہ ناقص ہے کیونکہ وہ صرف بعض ممکنات کو حاوی ہوتی ہے اور کسی چیز کو پیدا کرنے کی اس میں صلاحیت نہیں بلکہ بندہ کے مقدور میں جو امور ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے پیدا کرتا ہے جبکہ اس کے مقدور کے تمام اسباب وجود مہیا ہو جاتے ہیں۔ یہ دونوں اسماء (قادر، مقتدر) ہر بڑے سے بڑے اہم سے اہم اور مشکل سے مشکل امور میں مشکل کشائی فرماتے ہیں جب اپنے اور بیگانے دوست احباب سب الگ ہو جائیں اور کوئی ہمدرد حامی و مددگار تو کیا کوئی پوچھنے والا بھی نہ ہو تو ایسے نفسی کے موقع پر ان اسماء میں سے کسی اسم کا بھی ذکر اس کی کشتی حیات کو ساحل مراد پر لگانے کے لیے کافی ہے۔ خصوصاً نجومی جس وقت وحشت انگیز خبریں دیں اور انسانوں کو مبتلائے وحشت کر دیں ان کے خود ساختہ دعووں کو جھٹلانے اور ستاروں کے اثراتِ بد سے محفوظ رہنے کے لیے ان اسماء سے کسی اسم کا ذکر بہتر ہے (شرح اسمائے باری) جو شخص سو کر اٹھنے کے بعد بکثرت الْمُقْتَدِر کا ورد کیا کرے یا کم از کم بیس مرتبہ پڑھے ان شاء اللہ اس کے تمام کام آسان اور درست ہو جائیں گے اس اسم پاک کے ساتھ تعلق کو مضبوط بنانے والوں کو رب العالمین کے سامنے کامل اطاعت اور فرماں برداری اختیار کرنا لازم ہے۔

تری صنعت کا ہیں شہکار یہ مہر و مہ و انجم
طواف کعبہ اقدس کی پھر توفیق دے مجھ کو
کرم شہزاد پر فرما بھی دے اے قادر مطلق
تری قدرت کے ہیں عکاس یہ ارض و سما مولا
حریم جاں میں بھی اک دلنشیں کعبہ بنا مولا
کھڑا ہے ہاتھ پھیلائے ترے در پر گدا مولا

اللہ تعالیٰ آگے کرنے والا ہے

الْمُقَدِّمُ: اللہ تعالیٰ مقدم ہے جو کہ اپنے دوستوں کو اپنی بارگاہِ عزت میں آگے کرنے والا ہے۔ اس نے علل کو معلومات پر اور مبادی و مقدمات کو مقاصد و مطالب پہ مقدم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء و اولیاء کو اپنا قرب عطا کرنے کے لیے اور راہِ راست پر گامزن رکھنے کے لیے مقدم کرتا ہے۔ اس نے انبیاء ملائکہ اولیاء اور علماء کو تقدیم بخشی۔ جو شخص علم و عَمَل میں سبقت لے جائیں، صرف اسی سے متقدم نہیں ہو سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو تقدیم بخشے تو وہ متقدم ہو سکتا ہے یہی حال متاخر کا ہے اور اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل فرمان اس امر کی تصدیق کے لیے کافی ہے: ان الذین سبقت لہم منا الحسنی اولئک عنہا مبعدون۔ (انبیاء، ۱۰۱) جن

لوگوں کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ اس میں اہل ایمان کے لیے بشارت ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا: میں انہیں میں سے ہوں اور ابو بکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم بھی انہیں میں سے ہیں۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ ایک روز کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے اس وقت قریش کے سردار حطیم میں موجود تھے اور کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ نصر بن حارث، سید عالم ﷺ کے سامنے آیا اور آپ سے کلام کرنے لگا، حضور ﷺ نے اس کو جواب دے کر ساکت کر دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی: انکم وما تعبدون من دون اللہ حسب جہنم۔ کہ تم اور جو کچھ اللہ کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہیں، یہ فرما کر حضور ﷺ تشریف لے آئے پھر عبداللہ زبیری سہمی آیا اور اس کو ولید بن مغیرہ نے اس گفتگو کی خبر دی، کہنے لگا: خدا کی قسم! میں ہوتا تو ان سے مباحثہ کرتا، اس پر لوگوں نے رسول کریم ﷺ کو بلایا، ابن زبیری یہ کہنے لگا کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! کہنے لگا کہ یہود تو حضرت عزیر علیہ السلام کو پوجتے ہیں اور نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو پوجتے ہیں اور بنی ملیح فرشتوں کو پوجتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بیان فرمادیا کہ حضرت عزیر اور مسیح علیہم السلام اور فرشتے وہ ہیں جن کے لیے بھلائی کا وعدہ ہو چکا اور وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اور حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ درحقیقت یہود و نصاریٰ وغیرہ شیطان کی پرستش کرتے ہیں، ان جوابوں کے بعد اس کو مجال دم زدن نہ رہی اور وہ ساکت رہ گیا اور درحقیقت اس کا اعتراض کمال عناد پر مبنی تھا کیونکہ جس آیت پر اس نے اعتراض کیا تھا اس میں ما تعبدون ہے اور ما زبان عربی میں غیر ذوی العقول کے لیے بولا جاتا ہے، یہ جانتے ہوئے بھی اس نے اندھا بن کر اعتراض کیا، یہ اعتراض تو اہل زبان کی نگاہوں میں کھلا ہوا باطل تھا مگر مزید بیان کے لیے اس آیت میں توضیح فرمادی گئی۔ (خزائن)

تیری قدرت ظاہر و باہر مالکِ روزِ جزا	ہر اک چیز میں ہر اک شے میں تیرا نورِ ظہور
کب ہے کوئی دعویٰ میرا کیا میری اوقات	کیا میری حیثیت مولیٰ کیا میرا مذکور
تیری رحمت میری دولت تیرے فضل پہ مان	ورنہ میں تو ہر پہلو سے پُر عصیاں مشہور
تیری مدحت میری عبادت تری ثناء ایمان	ورنہ میں اعمال کی دنیا سے ہوں کوسوں دور
تیرا ذکر مرا سرمایہ ورثہ تیری یاد	ورنہ میں زرا نکما غفلت سے معمور
تیرے بندوں کی خدمت کو سمجھا ہوں میں دین	رکھ اس کام پہ مولا مجھ کو جیتے جی مامور
کر دے عام معافی کا تو یا اللہ اعلان	طالب تیری بخشش کے ہیں مجھ جیسے مجبور

یا مُقَدِّم کی برکات

اس اسم پاک کی برکت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے طور پر ہمکلام ہوئے۔ امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو بوقت خواب اس اسم پاک کو پڑھے دشمن کے حملے چوری کے خوف، مکان کے گرنے، جہاز کے ڈوبنے سے محفوظ رہے گا۔ (عقود الاسماء) جو شخص جنگ کے وقت المقدم کثرت سے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے (پیش قدمی کی) قوت سے نوازے گا اور دشمن سے محفوظ رہے گا۔

رکھے گا اور جو ہر وقت یا مقدم کا ورد جاری رکھے گا وہ اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرماں بردار بن جائے گا۔ انشاء اللہ! اگر کسی شخص کو شیرینی پہ
نومرتبہ پڑھ کر دم کر کے کھلا دیا جائے تو اس کے دل میں کھلانے والے کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز!

میٹھی نیند سلا ہے تو	دن کو ہمیں جگاتا ہے تو
چیر کے سینہ ظلمتِ شب کا	نیا سویرا لاتا ہے تو
اپنی حمد کے نغمے مولا	خود ہی ہمیں سناتا ہے تو
اپنا ہر دم آپ تعارف	بندوں سے کرواتا ہے تو
پھر بھی تو بے رنگ ہے مولا	گو سب رنگ بناتا ہے تو
اپنی جانب آنے والے	رستے سب سمجھاتا ہے تو
کس حسن تدبیر سے یا رب	کائنات چلاتا ہے تو
گلشن گلشن پھول کھلا کر	روئے ارض سجاتا ہے تو

اللہ تعالیٰ پیچھے رکھنے والا ہے

الْمُؤَخَّرُ: اپنے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے پیچھے رکھنے والا ہے۔ اسی نے معلولات کو علل سے پیچھے رکھا، اشیاء و
افعال کے عواقب اور خواتیم کو اسی نے قدرتِ کاملہ اور حکمتِ شاملہ سے مؤخر کر دیا ہے اس کی بارگاہ میں اہل حسرت التماس کرتے
ہیں: لو لا اخرتني الى اجل قريب فاصدق واكن من الصالحين۔ (النافقون: ۱۰) تو نے مجھے تھوڑی مہلت کیوں نہ دی
کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہو جاتا۔ جواب ملتا ہے: ولن يؤخر الله نفسا اذا جاء اجلها اور اللہ ہرگز کسی جان کو مہلت
نہ دے گا جب اس کا وعدہ (جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے) آجائے۔ صحیحین میں ایک دعا کے اندر یہ دونوں نام (المقدم۔
المؤخر) آئے ہیں: اللّٰهُمَّ اغفر لي ما قدمت وما اخرت وما اعلنت وما اسررت وما اسرفت وما انت اعلم به
منى انت المقدم وانت المؤخر لا اله الا انت۔ قرآن مجید میں ہے: يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمْتَ
وَاخْسِر۔ (القيامة) اس روز (قیامت کے دن) انسان کو بتا دیا جائے گا جو اس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا۔ شیخ بوئی بریلوی
فرماتے ہیں: جب انسان کی عمر اختتام کے قریب ہو اور نیک اعمال کچھ بھی نہ ہوں گناہوں کی کثرت ہو، قبر و حشر کا خوف دامن گیر
ہو تو اس اسم کو کثرت سے پڑھے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرمائے گا اور عمر دراز کرے گا تا کہ نیک اعمال کر سکے۔ (تنویر) اسی لیے
عالیین اس اسم کو مایوس مریضوں کو کثرت سے پڑھنے کا کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے شفاء دیتا ہے۔ پس چاہیے کہ بعد شفاء
عبادت سے غافل نہ ہو۔ جو شخص روزانہ سو مرتبہ اس اسم کو پابندی سے پڑھا کرے اس کو حق تعالیٰ کا ایسا قرب نصیب ہوگا کہ جس کی
مثال نہیں ملتی اسی طرح کثرت سے اس اسم کو پڑھنے والے کو سچی توبہ نصیب ہوگی۔ انشاء اللہ! اور جو اکتالیس مرتبہ پڑھے تو اس کا
نفس مطیع و تابعدار ہو جائے گا۔

دامن شافع محشر ہے میرے ہاتھوں میں مغفرت کو مری کافی ہے یہی ایک جواز

”دل کے پردوں میں چلتی ہے تمنائے حجاز“
تیری تائید سے ہوتے ہیں عیاں ذات کے راز
کیسے جاتی ہے حقیقت کی طرف راہِ مجاز
بس اسی ایک نوازش پہ ہے شہزاد کو ناز

یہ بھی تیری ہی عنایات کا اک پہلو ہے
تیری توفیق سے اٹھتے ہیں خودی کے پردے
یہ سمجھنا ہو تو۔ پتوں کی لکیریں دیکھو
مجھ سے عاصی کو بھی محبوب سے نسبت بخشی

اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ہے

الْأَوَّلُ . الْآخِرُ . الظَّاهِرُ . الْبَاطِنُ . یہ چاروں اسماء مبارکہ سورۃ الحدید کی آیت: ۳ میں اکٹھے آتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ**۔ وہی اول ہے (قدیم ہرشی سے قبل اول بے ابتداء کہ وہ تھا اور کچھ نہ تھا) وہی آخر (ہرشی کے ہلاک و فنا ہونے کے بعد رہنے والا سب فنا ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا اس کے لیے انتہا نہیں) وہی ظاہر (دلائل و براہین سے یا یہ معنی کہ غالب ہرشی پر) وہی باطن (حواس اس کے ادراک سے عاجز) اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔ ہم یہاں ہر اسم پاک کو علیحدہ علیحدہ عنوان سے لکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ اول ہے کیونکہ تمام موجودات پر اس کی ہستی کو تقدم حاصل ہے اور جس قدر اوائل اضافیہ ہیں وہ سب اس سے بعد کے ہیں۔ بدایات کی ابتداء اسی کی اولیت سے ہے اور اس کی اولیت ہر ایک سے برتر اور بعید تر ہے۔ ذہنی و خارجی فرضی و عقلی موجودات کی ابتداء اسی کی اولیت سے ہے وہ اول ہے اور ماسویٰ کا ترتیب اسی کی وجہ سے ہے ہرشی کی اصل کار جو ع اسی کی جانب ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اول کسی شے کی نسبت سے اول ہوتا ہے اور آخر بھی کسی شے کی نسبت سے آخر ہوتا ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے متناقض ہیں پس ایک ہی چیز ایک ہی جہت سے اول و آخر نہیں ہو سکتی۔ (اس کے بعد تفصیل دیکھئے: امام غزالی رحمہ اللہ کی کتاب شرح اسماء الحسنیٰ میں) شیخ مغرب فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص طالبِ فرزند ہو یا دینیہ حاصل کرنا چاہتا ہو یا فتوحاتِ غیبی کا طالب ہو تو بعد نماز جمعہ یا اول کا ورد کثرت سے چالیس جمعے کرے ان شاء اللہ! مقصد حاصل ہوگا۔ شیخ بونی فرماتے ہیں کہ اس اسم کا ذکر اپنے تمام مقاصد میں سابق رہے گا اور اگر اس اسم کو اسمِ آخر کے ساتھ ذکر کرے تو مقامِ کشف حاصل ہوگا۔ (تنویر) جو شخص مسافر ہو وہ جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ الاول پڑھے ان شاء اللہ! اس اسم پاک کی برکت سے جلد بخیریت وطن واپس پہنچے گا۔

تو رحمن رحیم خدایا	مشکل میں کام آتا ہے تو
تو دیتا ہے سب کو روزی	سب منگتے ہیں داتا ہے تو
تیرے نام کا ورد رکھے جو	اس کی شان بڑھاتا ہے تو
جل تھل ہو جاتی ہے دھرتی	بارش جب برساتا ہے تو
ہوتی ہے جس وقت ضرورت	میرا رزق بڑھاتا ہے تو
پیاس لگے جب صحراؤں کو	پانی انہیں پلاتا ہے تو
تیرا در میں کیسے چھوڑوں	میرے من کو بھاتا ہے تو

تجھ سے ہے ایماں کی حرارت جذبوں کو گرمانا ہے تو
کسی کسی کو پاس بلا کر اپنا آپ دکھانا ہے تو
تو ہے ہفت افلاک کا خالق سورج شرق سے لاتا ہے تو
ہو شہزاد پہ فضل الہی ازخیم خود کہلاتا ہے تو

وہ جن کا سونا ہماری عبادت سے بہتر ہے

یہ قول امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے۔ دیکھئے: روض الفائق۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک دعا اس طرح منقول ہے:

یا رب العلمین عز وجل! میں تیری پاکیزگی و نور و عظمت اور تیرے جلال کی برکت سے پناہ مانگتا ہوں ہر آفت و مصیبت اور شریر جن و انس کے پیش آنے سے سوائے اس کے جو خیر لائے۔ اے اللہ عز وجل! تو ہی میری پناہ گاہ اور جائے قرار ہے لہذا میں تجھی سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے وہ ذات جس کے آگے بڑے بڑے جابروں کی گردنیں جھک جاتی ہیں اور بڑے بڑے سرکشوں کی گردنیں خم ہو جاتی ہیں۔ یا الہی عز وجل! میں تیرے سامنے رسوا ہونے، عیبوں کا پردہ چاک ہونے، تیری یاد بھول جانے اور تیرے شکر سے منہ موڑنے سے تیرے جلال و کرم کی پناہ میں آتا ہوں۔ میرے دن رات آرام و سکون اور سفر تیرے حفظ و امان میں ہیں۔ تیری حمد و ثناء میرا اوڑھنا بچھونا ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں ہر عیب سے تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیرے وجہ کریم کی تکریم کرتا ہوں۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! مجھے رسوائی اور شریر بندوں کے شر سے محفوظ فرما اور بُری خفیہ تدبیر سے محفوظ فرما۔ مجھ پر اپنی حفاظت کے خیمے اوڑھادے اور مجھے اپنی عنایت کی حفاظت میں داخل فرما۔ (آمین!)

(حلیۃ الاولیاء الامام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۰۲-۱۳۲۰۳ ج ۹ ص ۸۷)

اللہ تعالیٰ آخر ہے

یعنی ساری مخلوق کے فنا ہو جانے کے بعد بھی اس کی ذات باقی رہنے والی ہے اور جتنے بھی اعتباری او آخر ہیں ان سب کے بعد اسی کا قیام ہے وہی ابدی اور ادم بلا نہایت ہے ہر ایک نہایت کی انتہا اسی کی اخرویت کے تحت ہے اس کی ذات سب کی منتہا و مرجع ہے۔ اول و آخر دونوں اسماء مبارکہ اکٹھے ہی مستعمل ہوتے ہیں۔ جب وجود کی ترتیب پہ نظر کرو اور موجودات کے با ترتیب سلسلہ کو نور سے دیکھو تو اللہ تعالیٰ ان کے لحاظ سے اول ہے کیونکہ تمام موجودات نے اسی سے وجود حاصل کیا اور وہ خود موجود بذاتہ ہے یعنی اس نے کسی سے وجود حاصل نہیں کیا اور جب ترتیب سلوک پر نظر کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرنے والوں کو دیکھا جائے تو وہ آخر ہے کیونکہ اس کی بارگاہ عارفین کے مدارج کی سب سے آخری منزل ہے لہذا اولیاء کے سیر و سلوک کے لحاظ سے وہ آخر ہے اور موجودات کے وجود کے لحاظ سے اول ہے پس اول کا اسی کی طرف سے آغاز ہے اور آخر کی اسی کی طرف انجام و انتہا ہے۔ شیخ بوئی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یا آخر کا وظیفہ کرے اس کو بے اندازہ قوت نصرت حاصل ہوگی اور جو بھی اس سے دشمنی کرے گا ہلاک ہو گا جو شخص اس اسم کے اور دشمن کے نام کے اعداد شامل کر کے فتنش بنائے اور ہفتہ کی پہلی ساعت میں لوہے پر کندہ کرے اور اس

تعداد کے مطابق پڑھے اور اس نقش کو آگ میں دبا دے تو دشمن ہلاک ہوگا۔ (تنویر الاسماء) جو شخص روزانہ ایک ہزار مرتبہ الاخر پڑھا کرے اس کے دل سے غیر اللہ کی محبت دور ہوگی ساری عمر کی کوتاہیوں کا کفارہ ہو جائے گا اور خاتمہ بالخیر ہوگا۔ قریب المرگ شخص جو نیک اعمال رکھتا ہو اس اسم کا ورد کرے تو اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر فرمائے گا اور جو کسی جگہ جانے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اس اسم کا وظیفہ کرتا جائے تو عزت کو تو قیر پائے گا۔

خدایا رحم فرما سید کونین کا صدقہ
عطا ہو سائلوں کو بارگاہ پاک سے کچھ تو
رفیق غار یعنی ثانی اشین کا صدقہ
جلالت بخش دے فاروق اعظم کے وسیلے سے
سختات کر عطا عثمان ذوالنورین کا صدقہ
علوم حیدر گزار سے حصہ ملے ہم کو
علی کے نام سے پہلے ہے جو اس عین کا صدقہ

اللہ تعالیٰ ظاہر و آشکارا ہے

الظاہر: کا معنی ہے: اپنی قدرت کے لحاظ سے آشکارا۔ ظاہر و باطن یہ دونوں وصف بھی اضافی ہیں؛ کیونکہ ظاہر ایک شے کے لیے ظاہر اور دوسری شے کے لیے باطن ہوتا ہے نہ کہ ایک ہی جہت سے بلکہ ادراک کی طرف نسبت کریں تو ایک جہت سے ظاہر اور دوسری جہت سے باطن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظاہر ہے یعنی انسان اپنی معرفت بدیہہ سے اسے پاسکتا ہے اور ہر ایک موجود شے ہستی باری تعالیٰ پر بہترین دلیل فطرت انسانی بن سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی آیات سے ظاہر ہے اور سب پر محیط ہے ہدایت وجود اور شدت ظہور بذریعہ دلالت مصنوع برصانع اسی کے لیے ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ایک ایسی دعا سکھائی جس میں یہ چاروں اسماء (اول آخر ظاہر باطن) ذکر فرمائے:

اللھم رب السموات السبع ورب العرش العظیم ربنا ورب کل شیء منزل التوراة والانجیل والفرقان خالق الحب والنوی اعوذ بک من شر کل شیء انت اخذ بناصیئہ انت الاول فلیس قبلك شیء وانت الاخر فلیس بعدک شیء وانت الظاهر فلیس فوقک شیء وانت الباطن فلیس دونک شیء اقض عنی الدین واغننی من الفقر۔

یا اللہ! ساتوں آسمانوں کے رب اور عرش عظیم کے رب ہمارے پروردگار اور سب چیزوں کے پروردگار تورات اور انجیل اور قرآن اتارنے والے دانہ اور گٹھلی کو زمین سے اُگانے والے میں ہر ایک شے (جو تیرے قبضہ میں ہے) کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہ تھی تو آخر ہے تیرے بعد کوئی شے نہیں۔ تو ظاہر ہے تجھ سے اوپر کوئی شے نہیں تو باطن ہے تجھ سے پرے کوئی شے نہیں۔ میرا قرض اتار دے اور مجھے تنگ دستی سے نجات دے۔ ان دونوں اسماء کے خواص و فوائد الباطن کے بعد بیان ہوں گے۔ ان شاء اللہ

اس دنیا کی ہر شے کو بنانے والا میرا اللہ
پانی کے اندر سے پہاڑ اُگانے والا میرا اللہ
سب کو روزی دینے اور دلانے والا میرا اللہ
صحراؤں میں نخلستان بنانے والا میرا اللہ

اور ان سے کھیتوں کی پیاس بجھانے والا اللہ
تہا سب کو مارنے اور جلانے والا میرا اللہ
کیاری کیاری روش روش مہکانے والا میرا اللہ
ہاتھی، چوٹی، شیر اُڑبال بنانے والا میرا اللہ
تیرنا پانی میں مچھلی کو سکھانے والا میرا اللہ
ان کو اس دھرتی کی میخیں بنانے والا میرا اللہ
وقت یہ اس کو بھی روزی پہنچانے والا میرا اللہ
اک آئینے کے سو ہو عکس دکھانے والا میرا اللہ

(ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی)

ہر سو دریاؤں کا جال بجھانے والا میرا اللہ
سب کا آقا، سب کا مولا، سب کا والی، سب کا داتا
گلشن کا ہر یوتا اس کا، لالہ اُس کا گنبد اس کا
جنگل اُس کے، جنگل کے سب رہنے والے جانور اس کے
بڑے بڑے یہ سمندر اُس کے، موتی اُس کے، مونگے اُس کے
اونچے اونچے دور دور تک پھیلے ہوئے یہ پربت اُس کے
پتھر میں جو بند ہے کیڑا، کوئی نہیں ہے جس کا وسیلہ
یاس، امید، خوشی، حسرت، تسکین، احساس دیا ہے دل کو

اللہ تعالیٰ پوشیدہ و پنہاں ہے

الْبَاطِنُ - بطنانہ سے ہے جس کا معنی ہے: رازداری۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةَ مَنْ دُونَكُمْ۔ (آل عمران: ۱۱۸) اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ یعنی ان سے دوستی نہ کرو، محبت۔ کے تعلقات نہ رکھو، وہ قابل اعتبار نہیں، بعض مسلمان یہود سے قرابت، دوستی اور پڑوس وغیرہ تعلقات کی بناء پر میل جول رکھتے تھے، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دوستی و محبت کرنا اور انہیں اپنا رازدار بنانا ناجائز و ممنوع ہے، اللہ تعالیٰ باطن ہے، یعنی حقیقت عرفان کا مالک ہے، اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے لحاظ سے باطن ہے۔ اللہ تعالیٰ باطن ہے کہ کوئی ذات اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ باطن ہے کیونکہ اس کی کنہ ذات سے جنس ابصار و ادراک کوتاہ ہیں۔ ستر کبریائی اس کا حجاب ہے اور حجاب کمال اس کا بطون ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جو اپنے نور ہی کے باعث مخلوق کی نظروں سے پنہاں اور اپنے شدتِ ظہور کے سبب سے مخفی ہے، وہ ایسا ظاہر ہے کہ جس سے بڑھ کر کوئی شیء ظاہر نہیں اور وہ ایسا باطن ہے کہ جس سے زیادہ کوئی چیز باطن نہیں ہو سکتی۔ یہ دونوں۔ اسماء مبارکہ (الظاہر، الباطن) اصلاح اور نورانیت کے لیے خاص ہیں، یہ اسماء ظاہر و باطن کی اصلاح فرما کر ذاکر میں روحانیت پیدا کرتے ہیں، کشف قبور اور استخارہ کے لیے عالمین میں مشہور ہیں۔ شیخ مغرب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص نماز چاشت کے بعد پانچ سو مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ دل کی آنکھوں کو ظاہر و باطن میں روشن کر دے گا، خواب غفلت سے بیداری نصیب ہوگی اور دل کی تاریکی دور ہو جائے گی۔ (تنویر) جو شخص روزانہ تینتیس مرتبہ یا باطن پڑھے گا، انشاء اللہ اس پر باطنی اسرار ظاہر ہونے لگیں گے اور اس کے دل میں انس و محبت الہی پیدا ہوگی جو شخص دو رکعت نماز ادا کر کے ہو الاول والاخر والظاہر والباطن وهو بکل شیء علیم پڑھا کرے اس کی تمام حاجات پوری ہوں گی۔ انشاء اللہ!

خطا بخش میری کہ خاطی ہوں میں
نہ ہو قبر میں سخت مجھ پر حساب

معافی کا طالب ہوں عاصی ہوں میں
دم جاں کنی ہو نہ مجھ پر عذاب

میری دین و دنیا میں رکھ آبرو مجھے دونوں عالم میں کر سرخرو
شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یہ چار نام (الاول، الاخر، الظاهر، الباطن) جو سورۃ الحدید کی ایک آیت مبارکہ میں آتے ہیں (ہو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شیء علیم) یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پر بھی مشتمل ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مجید میں اپنی کبریائی کا خطبہ ان کلمات میں ارشاد فرمایا اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کی نعت اور وصف کا مضمون بھی اس میں شامل ہے کیونکہ اللہ سبحانہ نے اسماء و صفات سے ان کی توصیف فرمائی۔ یہ اسماء اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے وحی متلو (قرآن مجید) وغیر متلو (جس کی تلاوت نہ کی جائے مثلاً القاء، خواب، کلام الہی بلا واسطہ وغیرہ) میں اپنے حبیب ﷺ کو ان ناموں سے موسوم فرما کر آپ ﷺ کے حلیہ مبارک، جمال و حسن اور آپ ﷺ کے کمال و خصائل کو ظاہر فرمایا۔ باوجود اس امر کے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء حسنیٰ سے متخلق اور متصف ہیں ان میں سے بعض تو خصوصیت کے ساتھ نامزد اور مشہور ہو چکے ہیں مثلاً: نور، حق، علیم، حکیم، مؤمن، مہیمن، ولی، ہادی، رؤف، رحیم وغیرہ۔ یہ چاروں اسم اول، آخر، ظاہر، باطن بھی اسی قبیل سے ہیں۔

آپ ﷺ اول اس لیے ہیں کہ عالم وجود میں سب سے پہلی تخلیق آپ ﷺ ہیں۔ (حدیث میں آیا ہے: اول ما خلق اللہ نوری۔ ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا“۔ آپ ﷺ نبوت میں بھی سب سے اول ہیں) کیونکہ حدیث میں ہے: (كنت نبيا وان ادم لمنجدل في طينته۔ ترجمہ: ”میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے“۔ آپ اس لیے بھی اول ہیں کہ روزِ میثاق سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے سوال الست بربکم کے جواب میں آپ ﷺ نے ہی قالوا ہلٰی کہا تھا۔ آپ اول اس لیے بھی ہیں کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے آپ ﷺ ہیں۔ کیونکہ فرمایا گیا ہے: وانا اول المسلمين (الانعام) آپ کی اولیت اس لیے بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ لوگوں کے نکلنے کو جب زمین شق ہوگی تو سب سے پہلے میں باہر نکلوں گا اور قیامت کے روز سب سے پہلے سجدہ کرنے کی بھی مجھے ہی اجازت ہوگی اور شفاعت کا دروازہ سب سے پہلے مجھی پر کھلے گا اور سب سے پہلے میں ہی جنت میں داخل ہوں گا۔

باوجود سبقت و اولیت آپ آخِر بھی ہیں؛ بعثت در رسالت میں کیونکہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ ”لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں“۔ ان کی کتاب ”قرآن“ آخری کتاب ہے اور ان کا دین دینوں میں آخری ہے۔ چنانچہ فرمایا: نحن الاخرون السابقون۔ باوجود سب سبقتوں کے ہم آخری ہیں اور حقیقت میں بعثت کے لحاظ سے آخریت اور خاتمیت فضیلت میں اولیت و سابقیت ہے۔ کیونکہ تمام کتب اور ادیان کے آپ ﷺ ناسخ اور ماحی ہیں اور سب پر غالب اور قوی ہیں۔

سب جہاں سے برتر و بالا ہیں سرکارِ عرب
آپ کی چشمِ لوازش سے سراسر بن گیا
آپ سردارِ عجم ہیں آپ سردارِ عرب
وہ بیابانِ عرب دو دن میں گلزارِ عرب

آپ نے دنیا میں ہر جانب اجالا کر دیا چھا گئے دنیا کے ہر گوشے میں انوارِ عرب
اللہ تعالیٰ تمام امور کا متولی ہے

الْوَالِیُّ . ولایت (فتح الواو) سے بمعنی تولیت ملک و امر۔ قرآن پاک میں ہے: وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ
وَالٍ . (الرعد: ۱۱) اور اس کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں (جو ان سے اللہ کے عذاب کو روک سکے) اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے ہر قسم کے
امور کا مدبر و متولی ہے اور ولایت تدبیر قدرت اور فعل چاہتی ہے جب تک اس کے لیے یہ تمام اوصاف جمع نہ ہوں اس پر اسم والی
صادق نہیں آتا اور تمام امور کا والی خاص اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ پہلے وہ اکیلا تدبیر کرتا ہے پھر اکیلا ہی اس تدبیر کو جو رہی کرتا ہے اس
کے بعد خود ہی اس کو جاری رکھتا ہے۔ لفظ مولیٰ کا مادہ بھی ولایت ہی ہے جس کے معنی ہیں: آزاد شدہ غلام آزاد کنندہ حلیف اور ابن
العم ہمسائے کے لیے اور ایک کا کام جب دوسرا انجام دیتا ہے تو اس کو بھی مولیٰ کہتے ہیں۔ موالات بھی اسی مادہ سے ہے۔ اس اسم
پاک سے تعلق کو مضبوط کرنے والے پہ لازم ہے کہ خود کو مملوک اور اپنی اشیاء کو ملک رب العالمین سمجھتا رہے احسان و خیر کا موقع
غنیمت جانے اور قانونِ الہی کا پابند رہے۔ جو شخص کثرت سے الوالی کا ورد جاری رکھے گا وہ ناگہانی آفتوں سے انشاء اللہ محفوظ
رہے گا کورے آبخورہ میں یہ اسم پاک لکھ کر اس میں پانی بھر کر مکان میں چھڑکا جائے گا تو مکان بھی تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا
اگر کسی کو مسخر کرنا چاہے تو گیارہ مرتبہ یہ اسم پڑھے انشاء اللہ وہ فرماں بردار ہو جائے گا۔

رحم کن بر من و غری من دست ده بہر دستگیری من
کوئی میرا نہیں سوا تیرے میرے فریاد رس میری سن لے
نفس و شیطان کے ہاتھ سے ہوں ذلیل مخلص کی نہیں ہے کوئی سبیل

اللہ تعالیٰ سب سے بلند و برتر ہے

الْمُتَعَالِیُّ . یہ اسم مبارک عَلَا یَعْلُو سے ہے اور عَلِیُّ جو کہ عَلِیُّ یَعْلُو سے ہے اس کا ہم معنی ہے مگر متعالیٰ میں
عَلِیُّ سے مبالغہ ہے۔ قرآن میں سورہ رعد میں یہ اسم مبارک آیا ہے چنانچہ فرمایا: عِلْمُ الْغِیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْکَبِیْرُ
الْمُتَعَالِ . (آیت: ۹) اللہ تعالیٰ چھپے اور کھلے کا جاننے والا سب سے بڑا بلندی والا ہے (ہر نقص سے منزہ) ہے۔ اللہ تعالیٰ متعالیٰ
اس لیے ہے کہ وہ ہر ایک عالی سے برتر ہے ہر ایک مدعیِ علا کو پست کرنے والا ہے علو نے اس کی بلندی سے رفعت پائی ہے اور سو
ذاتی اسی مالک کے لیے ہے۔ فَعَلٰی اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ . پس وہ بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ۔ (النور: ۱۱۶) سورۃ جن میں
ارشاد ہوتا ہے: وَاِنَّهٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا . (۳) اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے
عورت اختیار کی اور نہ بچہ۔ مشرکین کے شرکیہ اوصاف سے اس کی شان برتر ہے اور واصفین کے اوصاف ناقصہ سے اس کی درگاہ عالی
تر ہے۔ سَبَّحْنٰہُ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرَکُوْنَ . (آیت: ۱) پاکی و برتری ہے اسے جو وہ شرک کرتے ہیں۔ سَبَّحْنٰ رَبَّکَ رَبَّ
الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ . (الصافات) اس اسم پاک سے تخلق پیدا کرنے والوں کو خشوع و خضوع جسمی و قلبی کا لزوم کرنا چاہیے اور اللہ
کی بارگاہ میں عاجز و درماندہ بر خاک افتادہ رہنا چاہیے۔ جو شخص کثرت سے اس بابرکت نام کا ورد رکھے گا انشاء اللہ اس کی تدر

مشکلات رفع ہوں گی اور جو عورت حالت حیض میں کثرت سے اس اسم کا ورد کرے اس کی تکلیف رفع ہوگی۔ انشاء اللہ!

ہو زباں پر ذکر دل میں ہو حضور
بے حضور دل نہ لوں میں تیرا نام
جسکے لوں میں ہو حضور دل تمام
بے جہت بے کیف ہم کو اے غفور
کون بر لائے گا میرا مدعا
بس یہی ہے مدعا پروردگار

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر احسان فرمانے والا ہے

اَللّٰهُمَّ اللّٰهُ تعالیٰ اپنے بندوں پر طرح طرح کے احسان فرماتا ہے دنیا و آخرت کی نعمتیں عطا کرتا ہے۔ روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تو آپ نے پایہ عرش کے سامنے ایک شخص کو کھڑے ہوئے دیکھا آپ اس شخص کی بلندی مرتبت پر متوجہ ہوئے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کی: یا اللہ! یہ شخص کس عمل کی بدولت اس درجہ تک پہنچا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ شخص میرے اس بندے کے حق میں میری دی ہوئی نعمتوں پر حسد نہیں کرتا تھا اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرتا تھا۔ (شرح اسماء الحسنیٰ للفرالی رحمہ اللہ) اللہ تعالیٰ البر الرحیم ہے جس نے اپنے عاجز بندوں کو ابرار کا خطاب دیا، انہیں نعیم کا عطیہ دیا، انہیں تخبِ رفعت پر بٹھایا اور معرفت ربانی سے ممتاز فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ عَلٰی الْاَرَاٰلِکَ یَنْظُرُوْنَ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِہُمْ نَضْرَۃُ النّٰعِیْمِ۔ بے شک نیکوکار ضرور نعمتوں میں ہوں گے، تختوں پہ جلوہ گر ہو کر سب کچھ دیکھ رہے ہوں گے۔ (اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام جو اس نے انہیں عطا فرمائے اور اپنے دشمنوں کو جو طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہوں گے) ان کے چہروں پہ ناز و نعمت کی تازگی ٹپک رہی ہوگی (خوشی سے چمکتے دکتے ہوں گے اور سرور قلب کے آثار ان چہروں پہ نمایاں ہوں گے) امام علی رضا رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مگر نابالغ بچے کو یہ نام یاد کرادیا جائے اور وہ اس کا ورد جاری رکھے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے تو تمام عمر آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا۔ شیخ مغرب فرماتے ہیں: اس اسم کا ذکر جس چیز کا طالب ہو حاصل ہوگی۔ شیخ ابوالعباس احمد بن علی فرماتے ہیں: جو شخص اس اسم کا ذکر کرے انعامات خداوندی کی فراوانی ہوگی۔ (تنویر الاسماء) جو شخص شراب نوشی، زنا کاری وغیرہ بدکاریوں میں گرفتار ہو روزانہ سات مرتبہ یہ اسم پڑھے انشاء اللہ ان گناہوں کی رغبت جاتی رہے گی جو شخص حب دنیا میں مبتلا ہو اس اسم کو بکثرت پڑھے ان شاء اللہ حب دنیا اس کے دل سے جاتی رہے گی۔

صدقے اس شانِ کریمی کے نہ کیوں ہو جاؤں
لپٹی جاتی ہے گنہ گار سے رحمت تیری

اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا ہے

توبہ سو بار کی لیکن نہ بھائی توبہ
ہم بھی کیا توبہ ممکن ہیں کہ الہی توبہ

جیتے جی گرچہ بھائی نہ بھائی توبہ
وقت مر جانے کے نکل جائے کہ الہی توبہ

التَّوْبَابُ۔ توبہ سے ہے جس کا معنی بازگشت یا رجوع کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ تواب ہے جو بندوں کے لیے ایسے اسباب مہیا

کرتا ہے کہ وہ اس کی نشانیاں دیکھ کر بار بار اس کی طرف رجوع اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ طرح طرح کی تنبیہات سے ان کو خبردار کرتا ہے اور ڈرا دھمکا کر اپنی راہ پر لاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کو پہچان کر اپنی تقصیرات اور گناہوں کا احساس کرتے ہیں تو خوف زدہ ہو کر توبہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ توبہ شرع میں اس کیفیت کو کہتے ہیں جس میں مندرجہ ذیل چار امور پائے جائیں: (۱) موجودہ بُری حالت کو ترک کر دینا (۲) گزشتہ حالت پر ندامت کا اظہار کرنا (۳) آئندہ وہ بُرا فعل جس سے توبہ کی جا رہی ہے نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا (۴) گزشتہ نقصان کے تدارک کی فکر کرنا۔ جو حاکم اپنی مجرم رعایا کی درخواست رحم کو منظور کرتا ہے اور جو دوست اپنے خطا کار ساتھی کا عذر قبول کرتا ہے وہ اس اسم پاک سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش عذر بدرگاہ خدا آورد

ورنہ مزوار خداوندیش کس نتواند کہ بجا آورد

جو شخص بہ سبب گناہوں کے تکلیف و مصیبت یا رزق کی تنگی میں مبتلا ہو اس اسم کی برکت سے اس کے گناہ مغفور ہوں گے۔ رحمت و کرم کی بارش ہوگی۔ ۴۰۹ بار روزانہ ورد میں رکھے اور بعد فراغت جو دعا کرے گا اس کی دعا قبول ہوگی جو شیر خوار بچہ بہت روتا ہو اس پر ستر مرتبہ پڑھ کر دم کرے۔ ہر مرض و آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا۔ (تویر) اس اسم کا ذکر جو اس کے معانی و صفات میں غرق ہو کر پڑھے اولیائے کاملین میں شمار ہوگا، گناہ و فواحش سے اس کا دل متنفر ہو جائے گا۔ (شرح اسماء) جو شخص نماز چاشت کے بعد ۳۶۰ مرتبہ اس اسم کو پڑھا کرے گا انشاء اللہ اس کے تمام کام آسان ہوں گے اگر کسی ظالم پر دس مرتبہ پڑھ کر دم کیا جائے تو انشاء اللہ اس سے خلاصی نصیب ہوگی۔

کئی گناہوں میں عمر ساری الہی توبہ الہی توبہ
گناہ کی کٹھڑی دھری ہے سر پر قدم زمیں سے اٹھائیں کیونکر
مسافرانِ سرائے فانی کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے
جہیں رگڑ کر زمیں پہ دائم میں اپنے فعلوں سے خود ہوں نادم
اجل کی سختی فشارِ مرقدِ خطر فرشتوں کا پہلی منزل
نہ جائے دل سے خیال تیرا بدن سے جب تک نہ روح نکلے
ڈھلے گی میرے گناہ کی وصلی گریں گے قرآن پہ جبکہ آنسو
سلیس ڈوبا ہوا ہے یا رب گناہ کے دریا میں سر سے پاتک

اللہ تعالیٰ نافرمانوں سے بدلہ لینے والا ہے

الْمُنْتَقِمُ: نقم سے ہے جس کا معنی ناپسندیدگی ہے کسی نے فعل کو دیکھ کر اس پر انکار کرنا خواہ زبان سے ہو یا سزا سے۔ اللہ منتقم ہے کیونکہ وہ سرکشوں کی گردنیں توڑتا ہے اور باغیوں کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور ان کے ساتھ یہ سلوک اس وقت کیا جاتا ہے جب اللہ کی طرف سے اتمامِ حجت ہو جاتا ہے اور نافرمان لوگ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مہلت سے فائدہ نہیں اٹھاتے ایسا کرنا فوری

عذاب کی بہ نسبت زیادہ سخت ہوتا ہے کیونکہ اگر فی الفور عذاب اتر آئے تو نافرمان پورے طور پر گناہ میں غرق نہ ہوگا اس وجہ سے وہ انتہائی عذاب کا مستحق قرار نہ پائے گا۔ قرآن پاک میں ہے: وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ۔ (التوبہ: ۷۴) اور انہیں کیا بُرا لگا یہی ناں کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ سورہ بروج میں ان کافروں کا ذکر فرمایا جو اہل ایمان کو جلتی آگ میں ڈالتے اور خود کنارے پہ بیٹھ کر تماشا دیکھتے: وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ۔ اہل ایمان کو انہوں نے یہ تکلیف اس لیے دی کہ یہ لوگ اللہ پر ایمان لے آئے۔ سورہ مائدہ میں فرمایا: قُلْ يَاهِلَ الْكِتَابِ هَلْ تَقْمُونَ..... (۵۹) فرمادیجئے: اے کتابیو! تمہیں ہمارا کیا بُرا لگا یہی ناں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اتر اور اس پر جو پہلے اتر اور یہ کہ تم میں سے اکثر نافرمان ہیں۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک جماعت نے سید عالم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ انبیاء میں سے کس کو مانتے ہیں؟ اس سوال سے ان کا یہ مطلب تھا کہ اگر آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ مانیں تو وہ آپ پر ایمان لے آئیں، لیکن حضور نے اس کے جواب میں فرمایا: میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور جو اس نے ہم پر نازل فرمایا اور جو حضرت ابراہیم واسمعیل واسحق ولعقوب واسباط علیہم السلام پر نازل فرمایا اور جو عیسیٰ وموسیٰ علیہما السلام کو دیا گیا یعنی توریت وانجیل اور جو انبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا سب کو مانتا ہوں، ہم انبیاء میں فرق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو بھی مانتے ہیں تو وہ آپ کی نبوت کے منکر ہو گئے اور کہنے لگے کہ جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خزائن)

کرم کر الہی کرم کر	رحم کر الہی رحم کر
تیرا باب رحمت چھوڑ کر	جا کے پکڑیں کس کا در
واسطہ خدایا محمد مصطفیٰ کا	پھر ہوں مایوس کیوں کر
مانگیں دعا ہم خدائے کریم سے	جو ہے سارے جہاں کا دلبر
مانگتے ہیں اور مانگے جائیں گے	مشکلیں ہوں حل زود تر
کہا تو نے مانگو مجھی سے	ہم کرم سے تیرے نہیں بے خبر
حمد تیری ہے ساری کی ساری	ہے تجھ سے دعا خدائے بحر و بر
نہ ہم ہی فقط تجھ کو سراہیں	کریں حمد تیری یہ شمس و قمر
بندہ ہے تیرا عاجز خدایا	ہے نام جس کا غلام سرور

(ملتی غلام سرور قادری)

بندے کا مبارک انتقام کیا ہے؟

بندے کا مبارک انتقام یہ ہے کہ اللہ کے دشمن سے انتقام لے اور تمام دشمنوں میں سے زیادہ سخت دشمن نفس ہے، لہذا جب وہ

کسی شخص کے قریب جائے یا کسی عبادت کے کام میں سستی کرے تو اس کو سزا دینی چاہیے حضرت زید سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میرے نفس نے بعض اپنے مقررہ اوراد و وظائف میں سستی کی تو میں نے اس کو یہ سزا دی کہ سال بھر اس کو پانی نہ پینے دیا اور پیاس سے مارا۔ (شرح اسماء الحسنیٰ للقرانی رحمہ اللہ)

فتح و کامیابی کے لیے بالخصوص جن لوگوں کے کاروبار کو بوجہ حسد اور سفلی علوم کے ذریعے باندھ دیا جاتا ہے یا جو لوگ بُرے دوستوں یا نفس کے قریب میں آ کر اپنی عزت و دولت کو قمار بازی، شہ یاریس میں برباد کر چکے ہوں اور اپنی کھوئی ہوئی دولت و عزت کو حاصل کرنا چاہتے ہوں تو سچے دل سے یا تو اب یا منتقم کا ورد کریں انشاء اللہ سارے معاملات بہتر ہو جائیں گے۔ (شرح اسماء) جو شخص حق پر ہو اور دشمن سے بدلہ لینے کی اس میں قدرت نہ ہو وہ تین جمعوں تک بکثرت یا منتقم پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے دشمن سے اس کا انتقام لے گا۔

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم
اگر فضل و کرم اک آن کر دے
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم
تمامی مشکلیں آسان کر دے

اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف فرمانے والا ہے

الْعَفْوُ: عفو سے ہے جس کا معنی چھوڑنا ہے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: **وَاعْفُوا لِلْحَمِي**۔ داڑھیوں کو بڑھنے کے لیے (شرعی حد ایک مشت تک) چھوڑ دو۔ اس کا معنی مٹا دینا بھی ہے جیسے کہا جاتا ہے: **عَفَتِ الرِّيحُ الدَّارَ**۔ ہوائے گھر کو مٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ عفو ہے جو گناہوں کو مٹا دیتا ہے، تقصیرات سے درگزر فرماتا ہے، غفور کی بہ نسبت عفو میں زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ غفران میں پردہ ڈالنے کے معنی شامل ہیں اور عفو میں مٹا دینا کے معنی پائے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں اسم عفو پانچ مقامات پر آیا ہے چار جگہ اسم غفور کے ساتھ اور ایک جگہ اسم قدیر کے ساتھ۔ ترمذی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! اگر مجھے شب قدر مل جائے تو اس وقت میں کون سی دعا کروں؟ تب حضور علیہ السلام نے مجھے یہ دعا سکھائی: **اللَّهُمَّ أَنْتَ عَفْوٌ تَحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي**۔ اے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا ہے تو معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس مجھے معاف فرما دے۔ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ**۔ (۱۱/مائدہ: ۱۹۹) اے پیارے! معاف کرنا اختیار کر دو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔ اس اسم پاک میں بندے کا حصہ یہ ہے کہ جو شخص اس پر ظلم کرے وہ اسے معاف کر دے بلکہ اس کے ساتھ نیکی و احسان کرے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ دنیا میں سرکشوں اور کافروں کے ساتھ بھی احسان کر رہا ہے کہ ان پر فوراً عذاب نہیں اتارتا بلکہ توبہ کی مہلت دیتا ہے اور سچی توبہ کرنے والوں کے گناہ نہ صرف معاف کر دیتا ہے بلکہ نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ **فَاُولَٰئِكَ يَبْدِلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ**۔ (الفرقان) اور گناہ معاف کرنے کا یہ انتہائی درجہ ہے۔ قرآن کریم میں معافی کی تعلیم بڑے دلچسپ پیرائے میں دی گئی ہے پوچھا گیا: **إِلَّا تَحِبُّوا أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ**۔ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے۔ اس کا جواب ظاہر ہے کہ ہاں ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرما دے! تو فرمایا: **وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا**۔ تب تم پر لازم ہے کہ لوگوں کو معاف کیا کرو اور ان سے درگزر کیا کرو۔

(النور: ۲۲) جو شخص کثرت سے العفو کا ورد کرے گا انشاء اللہ اس کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔

گناہوں کی عادت چھڑا میرے مولا
میری سابقہ ہو خطا میرے مولا
تو قدرت سے اپنی بدل نیکوں سے
جو تجھ کو جو تیرے نبی کو پسند ہے
تجھے واسطہ تیری رحمت کا یا رب
جو رحمت تیری شامل حال ہو تو
میری تا قیامت جو نسلیں ہوں یا رب
ہے اَدْعُوْنِیْ فرمانِ قرآن تیرا
مجھے بھی دکھا دے تو جلوہ نبی ﷺ کا
جنہوں نے کہا ہے دعاؤں کا مجھ سے
رُلا تو مجھے بس غمِ مصطفیٰ ﷺ میں
نہ محتاج کر تو جہاں میں کسی کا
عبیدِ رضا دیکھے نظروں سے کعبہ

مجھے نیک انساں بنا میرے مولا
تو رحمت سے اپنی مٹا میرے مولا
ہر اک میری لغزش خطا میرے مولا
مجھے ایسا بندہ بنا میرے مولا
جہنم سے مجھ کو بچا میرے مولا
ٹھکانہ ہے جنت میرا میرے مولا
ہوں سب عاشقِ مصطفیٰ ﷺ میرے مولا
تو سن لے میری التجا میرے مولا
یہی ہے میری التجا میرے مولا
تو کر دے کبھی کا بھلا میرے مولا
نہ دنیا کے غم میں رُلا میرے مولا
مجھے مفلسی سے بچا میرے مولا
ہو مقبول ہر اک دعا میرے مولا

دعاؤں کو قبول کرنے والے کی بارگاہ میں

یا اللہ! میں تیرا بندہ ہوں! یا رب! تیرا پالا ہوا ہوں! یا رزاق! تیرا رزق کھاتا ہوں! یا غفور! تیرا گناہ گار ہوں! یا غفار! تیرا عاصی ہوں! یا رحمان! اضعیف ہوں! یا عادل! لرزتا ہوں! یا قہار! بے جان ہوں! یا جبار! بے حواس ہوں! یا مالک! توبہ کرتا ہوں! یا ارحم الراحمین! رحم کر یا اکریم الاکریمین! کرم کر عاجزی لایا ہوں! قبول فرما! یا رب رحیم! جب قیامت کے دن تو ذرے ذرے کا حساب لے گا! اس وقت میں کیا کروں گا! میرا تو اعمال نامہ سیاہ ہے! قبر میں منکر نکیر سوال کریں گے تو میں کیا جواب دوں گا! میرے اعمال مجھے معلوم ہیں! جان کنی کی تلخی کا کیا علاج کروں گا! نیکی کی دولت سے مفلس ہوں! خداوند! میں بھکاری ہوں تیری بارگاہ سے بھیک مانگتا ہوں! خیر فرمان ہے: واما السائل فلا تنهر۔ مانگنے والے کو نہ جھڑک! اے اللہ! اگر تو جھڑک دے گا تو میں کہاں جاؤں گا۔ اے اللہ! گناہوں کو معاف کر دے! حرص و ہوا میں گرفتار بندے کو علم و عرفان اور قناعت کی دولت عطا فرما! مجھے اپنا ہی محتاج رکھ کسی محتاج محتاج نہ بنا۔ اپنی بندگی والی زندگی عطا فرما!! اپنے نبی کی اطاعت کا جذبہ پیدا کر۔

خدا گر نہ توفیق دے بندگی کی
وہ کیا آشنا ہو گا عرفانِ حق سے
کہا حق نے محبوب ہے بس وہ میرا
نہیں پھر ضرورت ہمیں زندگی کی
نہیں جس نے لذت چکھی بے خودی کی
کرنے کا اطاعت جو میرے نبی کی

الہی ہیں تصویر ہم بے بسی کی
نہیں کوئی حد اپنی بے رہروی کی
چلیں پھر ہوائیں یہاں آشتی کی
ہوں مقبول یا رب دعائیں سبھی کی
نہیں اس کو حاجت کسی رہبری کی

جہاں بھر میں ہے در بدر قوم مسلم
میسر ہو اب فتح باب ہدایت
کھلے پھر سے مولا چمن آرزو کا
سحر دم جو تجھ سے کریں التجائیں
خدا جس کا شہزاد ہو آپ ہادی

اللہ تعالیٰ بہت شفقت فرمانے والا ہے

الرَّءُوفُ: رافۃ سے ہے اور رافت اس مہربانی کو کہتے ہیں جس میں ازالہ ضرر اور دفع مکر و ہات ہو یعنی رافت حد درجہ کی مہربانی کو کہا جاتا ہے۔ رُؤف و رحیم کا ہم معنی ہے مگر اس میں کسی قدر مبالغہ بھی شامل ہے۔ بعض نے رافت کو اشد رحمت کے معنی میں لیا ہے اور بعض نے رحمت کو عام اور رافت کو خاص بتایا ہے کیونکہ رحمت کے معنی میں دفع ضرر کے علاوہ افضال و انعام بھی شامل ہیں۔ قرآن پاک میں اسمِ رؤف نو مقامات پہ آیا ہے دو مقامات میں رؤف بالعباد انفرادی حالت میں اور سات مقامات میں رحیم کے ساتھ مرکب حالت میں۔ لہذا رؤف و رحیم و رحمن کے معنی میں برابر ہو جاتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ رحمن و رحیم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں کہہ سکتے جبکہ ان ہر دو اسماء کا اطلاق مومنین کے تعلق سے نبی علیہ السلام کے لیے بھی فرمایا گیا ہے اور بے شک اس میں حضور ﷺ کی عظمت و شان آشکار ہے۔ اللہ تعالیٰ رؤف و رحیم ہے عنایت کے ساتھ اور حضور علیہ السلام رؤف و رحیم ہیں خصوصیت کے ساتھ۔ ہاں مگر اللہ تعالیٰ رؤف ہے اور اس کی شفقت و احسان تمام مخلوق پر بلا کسی سبب و استحقاق اور بلا کسی درخواست کے عام ہے ان حالات کے ساتھ احسان و نوازش انعام و پرورش فرمانا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ یہ اسم مبارک تسخیر و محبت اور دشمن کے پنجہ ظلم سے نجات کے لیے پڑھنا چاہیے۔ اس اسم کے عامل کو ہر کوئی محبت سے دیکھے گا اس کے عامل کے پاس اگر ایک پیسہ بھی نہ ہو اور وہ بڑے سے بڑا کاروبار کرنے چاہے تو لوگ اس کو بخوشی قرض دیں گے اور تقاضا بھی نہ کریں گے کیونکہ جس نے عامل کو قرض دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ سے برکت عطا فرمائے گا اگر کوئی بہ نیت خیانت اس عمل کو کرے گا تو ذلیل و رسوا ہوگا ورنہ عظمت و وقار اس کے قدم پر پڑے گی۔ (شرح اسماء) جو شخص دس مرتبہ درود شریف اور دس مرتبہ اس اسم کو پڑھے گا تو اس کا غصہ رفع ہو جائے گا دوسرے غضب ناک شخص پر دم کرے تو اس کا غصہ بھی ختم ہوگا۔ انشاء اللہ!

بخشش کی ہے امید اسی سے خطا کے بعد
ہو گا بُری عذاب سے لیکن سزا کے بعد
رحمت کا سلسلہ تھا کرم کی ہوا کے بعد
مدح نبی ہو لب پہ ثنائے خدا کے بعد
پہلے امام تو ہیں وہی مصطفیٰ کے بعد

تو اب ہے وہ ذات غفور و رحیم ہے
جائے گا اس کے پاس جو توبہ کیے بغیر
کعبہ کے ارد گرد فضائے مطاف میں
وقت اجل بھی حمد کی توفیق ہو مجھے
شہزاد کر وسیلہ صدیق اختیار

اللہ تعالیٰ ملکوں کا مالک ہے

مَالِكُ الْمُلْكِ: وہ ہے جو اپنے ملک میں جس طرح چاہتا ہے حکم جاری فرماتا ہے جسے چاہے مارے جسے چاہے زندہ کرے۔ اس اسم پاک میں ملک بمعنی مملکت ہے اور مالک کا معنی ہے: پوری قدرت والا تمام موجودات ایک مملکت ہیں جن کا وہ اکیلا مالک ہے اور سب پر قادر ہے موجودات اگرچہ ایک جہت سے بکثرت ہیں مگر دوسری جہت سے ان میں وحدت پائی جاتی ہے اس کی مثال بدن انسانی ہے جو انسان کی ایک مملکت ہے اور اس میں بہت سے اعضاء و اجزاء پائے جاتے ہیں لیکن وہ سب کے سب صرف ایک مدبر کی غرض پوری کرنے میں ایک دوسرے کی مدد و اعانت کرتے ہیں لہذا ان سب کا مجموعہ گویا ایک مملکت ہے اسی طرح تمام عالم گویا ایک ہی وجود ہے اور عالم کے اجزاء اس کے اعضاء ہیں جو ایک ہی مقصود پر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ وجود الہی کے موافق جس خیر کا حاصل ہونا ممکن ہو وہ حاصل ہو جائے اور وہ ایک ہی مملکت اس لیے ہے کہ اس کے تمام کاروبار ایک ہی نظم و نسق کے سلسلے میں مرتبط رہیں اور صرف اللہ تعالیٰ اس مملکت کا مالک ہے اور ہر بندہ کی مملکت اس کا وجود ہے اور چونکہ صفات قلب اور جوارح میں اس کا حکم جاری رہتا ہے اس لیے وہ اپنی قدرت حاصلہ کے موافق اس اپنی مملکت کا مالک ہے۔ جو شخص مَالِكُ الْمُلْكِ ہمیشہ پڑھتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو غنا عطا فرما کر لوگوں سے بے نیاز کر دے گا اور وہ کسی کا محتاج نہ رہے گا۔

یا رب! مجھے تو اپنی محبت نصیب کر	دائم طواف کعبہ کی ہمت نصیب کر
یا رب بجاہ قبر مبارک نبی پاک	ایمان کی دو جہان میں نعمت نصیب کر
برکت سے چار یار کی اے خالق جہاں	میرے گناہ بخش سعادت نصیب کر
حرمت سے چار یار کی اے شاہ با صفات	تو صدق و عدل و علم و شجاعت نصیب کر
یا رب بحق حضرت حسنین خوش خصال	علم و حیا و لطف و سخاوت نصیب کر

اللہ تعالیٰ بزرگی و عزت والا ہے

ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ: یہ وہ ذات ہے جو تمام جلال و کمال کی واحد سزاوار ہے اور تمام کرامات اسی سے صادر ہیں پس وہ جلال کی سزاوار فی ذاتہ ہے اور کرامت اس کی طرف سے مخلوق کو پہنچتی ہے مخلوق کے حق میں اس کی جو کرامت ہے وہ شمار نہیں کی جاسکتی اس کا یہ ارشاد اس کرامت پہ دلالت کرتا ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ..... (بنی اسرائیل: ۷۰) اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت عطا فرمائی (عقل و علم و گویائی پاکیزہ صورت معتدل قامت اور معاش و معاہد کی تدبیر اور تمام چیزوں پہ استیلا و تسخیر عطا فرما کر اور اس کے علاوہ اور بہت سی فضیلتیں دے کر)۔ سورہ الرحمن میں دو جگہ یہ اسم پاک آیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے (ہر جاندار ہلاک ہونے والا ہے) اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت و بزرگی والا (کہ وہ خلق کے فنا کے بعد انہیں زندہ کرے گا اور ابدی حیات عطا فرمائے گا اور ایمانداروں پر لطف و کرم فرمائے گا)۔ اسی سورت کی آخری آیت ہے: تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت و بزرگی والا۔ جو شخص کثرت سے ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو

عزت و عظمت اور مخلوق سے استغناء عطا فرمائے گا۔ جو شخص ذوالجلال والا کرام بیدک الخیر وهو علی کل شیء قدیر ایک سو مرتبہ پڑھ کر پانی پہ دم کر کے بیمار کو پلائے بیماری سے شفاء ہوگی اور غمگین دل خوش ہوگا۔ (از امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ) حدیث شریف میں آیا ہے: حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا: یا ذوالجلال والا کرام۔ تو آپ نے فرمایا: تیری دعا قبول کی جائے گی اب تو (جو چاہے) مانگ۔ گویا کہ اس کو اسم اعظم قرار دیا گیا۔ ہم اپنے رب سے اس اسم اعظم کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ

یا رب نبی کی اپنے زیارت نصیب کر
عشق مدینہ ہے جسے ہے عاشق رسول
روزِ جزا میں ان کی شفاعت نصیب کر
احمد کے عشق کی بھی لیاقت نصیب کر
حُب نبی میں ہے جو مریض اور ناتواں
اس عاشق نبی کو تو صحت نصیب کر

اللہ تعالیٰ عدل و انصاف قائم فرمانے والا ہے

الْمُقْسِطُ: وہ ذات ہے جو مظلوم کو ظالم سے انصاف دلائے اور اس کا کمال یہ ہے کہ مظلوم کی خوشنودی کے ساتھ ظالم کی خوشنودی بھی شامل کر دے اور یہ اعلیٰ درجہ کا عدل و انصاف ہے جس پر اللہ کے سوا کوئی قادر نہیں۔ اس کی مثال یہ روایت ہے کہ ایک بار حضور نبی کریم ﷺ بیٹھے بیٹھے ہنس پڑھے یہاں تک کہ آپ کے سامنے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں! آپ کس بات پر مسکرائے؟ فرمایا: میری امت میں سے دو آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے دوزانو بیٹھے ہوں گے۔ ایک کہے گا: یا رب! اس شخص سے میرا بدلہ دلا دے۔ اللہ (دوسرے کو) فرمائے گا: اپنے بھائی کو بدلہ دے۔ وہ عرض کرے گا: اے رب العزت! میری کوئی بھی نیکی نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ مدعی کو فرمائے گا: اب تو اپنے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتا ہے؟ اب تو اس کے پاس کوئی بھی نیکی نہ رہی۔ وہ عرض کرے گا: یا رب! میرے گناہ اس پر ڈال دے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ آج دیدہ ہو کر فرمانے لگے کہ یہ دن بڑا خطرناک ہوگا۔ جب کہ لوگ یہ بھی چاہنے لگیں گے کہ کوئی ان کے گناہ اٹھالے۔

آپ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یعنی مدعی سے: آنکھ اٹھا کر دیکھ! وہ کہے گا: اے پروردگار! میں چاندی کے شہر اور سونے کی عمارتیں دیکھ رہا ہوں جن پر موتیوں کے ہار پڑے ہیں۔ یہ کس نبی یا کس ولی یا کس شہید کے لیے ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جو اس کی قیمت ادا کرے۔ وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! اتنی قیمت کس کے پاس ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے پاس ہے وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں کس چیز کے عوض میں اس کو خرید سکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنے بھائی کو عفو کرنے کے عوض میں وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں نے معاف کیا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا: اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ اور اس کو جنت میں لے جا۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مومنوں کے درمیان صلح کرادے گا۔ انصاف و انصاف کا اصلی راستہ یہی ہے جس پر رب الارباب کے سوا کوئی قادر نہیں۔

ہو دل میں تیری یاد ہر دم الہی مٹا دے زمانے کے سب غم الہی

تیرے عشق و مستی کا جو آئینہ ہو
تیرے نور کے پاک جلوؤں میں ڈھل کے
یہ دریا سمندر یہ چشمے یہ جھرنے
کبھی ہیں بہاریں کبھی 'ہیں خزائیں
مٹے نامیوں کے نشاں ایک پل میں
انہی کا مقدر ہوئی سرفرازی
علاجِ دل صابری بس یہی ہے
تیری رحمتوں کا ہو مرہمِ الہی

عطا کر مجھے چشمِ پرہیزِ الہی
چمکتی ہے پھولوں پہ شبنمِ الہی
الابیں محبت کے سرگمِ الہی
بھرے حکمتوں سے ہیں موسمِ الہی
ہوئی ذاتِ تیری جو برہمِ الہی
ہوئے سر جو تیرے لیے خمِ الہی
تیری رحمتوں کا ہو مرہمِ الہی

اس اسمِ پاک میں سے بندے کا اعلیٰ حصہ یہ ہے کہ پہلے اپنے نفس سے انصاف دلائے پھر کسی دوسری شخص سے کسی اور شخص کو انصاف دلائے اور اپنے نفس کو کسی ذات سے انصاف نہ دلائے۔ (شرح اسماء الحسنیٰ للفرغی رحمہ اللہ) جو شخص روزانہ اس اسمِ پاک کا وظیفہ کرے وہ انشاء اللہ شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہے گا اور اگر کسی خاص اور جائز مقصد کے لیے سات سو مرتبہ پڑھے گا تو ان شاء اللہ وہ مقصد حاصل ہوگا۔

الہی جو ہیں پیروِ مصطفیٰ
مدد ان کی ہر کام میں کیجیو
الہی بحق شہِ انبیاء
پے آل و اصحاب ختمِ انبی
مرادِ دلی میری بر لائیو
تو ہو غیب سے ان کا حاجت روا
نظر ان کی ہر بات میں دیجو
جنابِ محمد رسولِ خدا
یہی التجا تجھ سے رب ہے مری
جو ہے راہِ حق مجھ کو دکھائیو

اللہ تعالیٰ سب کو جمع فرمانے والا ہے

الْجَامِعُ: جمع سے ہے جس کا معنی ہے: بعض کو بعض کے قریب ترکر دینا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمانے والا ہے۔ سورۃ آل عمران میں فرمایا: ربنا انک جامع الناس لیوم لا ریب فیہ۔ اے ہمارے پالنے والے اے شک تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے (حساب یا جزا کے لیے) اس دن کے لیے جس میں کوئی شبہ نہیں۔ سورۃ نساء میں ہے: ان اللہ جامع المنافقین و الکفرین فی جہنم جمیعاً۔ بے شک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔ سورۃ مائدہ میں ہے: یوم یجمع اللہ الرسل۔ جس دن اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ جامع ہے اس نے جمعۃ المبارک کو اپنے بندوں کے جمع ہونے کا دن بنایا اور جمعہ کو ہی تمام مخلوق میدانِ قیامت میں جمع ہوگی۔ اس اجزاء مادہ کو جمعیت عطا کی اربعہ عناصر کو باوجود مختلف مزاج ہونے کے جمع کیا نباتات و معدنیات میں مختلف اقسام کی تاثیریں جمع کیں۔ زمیں پہ کروڑوں اقسام کے نباتات و حیوانات کو جمع کیا سطحِ فلک پر کروڑوں اجرامِ سماوی کو ان کی باہمی کششِ اتصال سے جمع فرمایا۔ شرح اسماء الحسنیٰ للفرغی میں ہے: بندوں میں سے جامع وہ ہے جو شست و برخواست وغیرہ کے ظاہری آداب کے ساتھ قلب کے باطنی حقائق کو بھی جمع کرے۔

پس جس شخص کی معرفت کامل اور سیرت پسندیدہ ہو وہ جامع ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ کامل وہ ہے جس کا نور معرفت اس کے تقویٰ کے نور کو بجھانہ دے۔

سب تری روشتائیاں سارے اجالے تیرے عرش و کرسی کلمہ و حرف مقالے تیرے
میری سوچی ہوئی باتوں میں جھلک تیری میرے لکھے ہوئے حرفوں میں حوالے تیرے
تیرے ہی نام سے ہر ابتداء ہے تیرے ہی نام پر ہر انتہا ہے
تیری حمد و ثناء الحمد للہ کہ تو میرے نبی کا خدا ہے

اس اسم مبارک کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے لازم ہے کہ پہلے جمعیت خاطر کرے پھر کمالات کی طرف متوجہ ہو کر جامعیت کی شان پیدا کرے۔ جس شخص کے اعزہ یا احباب منتشر ہو گئے ہوں وہ چاشت کے وقت غسل کر کے اور آسمان کی طرف منہ کر کے دس مرتبہ یا جامع پڑھے اور ایک انگلی بند کرے اسی طرح ہر دس مرتبہ پر ایک ایک انگلی بند کرتا جائے آخر میں دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے انشاء اللہ جلد جمع ہو جائیں گے اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو اللہم یا جامع الناس لیوم لا یرب فیہ اجمع ضالسی پڑھا کرے وہ چیز اسے جلد مل جائے گی جائز محبت کے لیے بھی یہ دعا بے مثال ہے۔

نہ عبادت ہے نہ طاعت آہ ہے فقط تیری رحمتوں پہ نگاہ
کر مری جملہ مشکلیں آسان اپنے فضل و کرم سے یا رحمن
میرے اعمال پر نہ کر تو نظر یا رحیم اپنا رحم کر مجھ پر

اللہ تعالیٰ غنی ویے نیاز ہے

الْغَنِيُّ: غنی سے ہے اور غنی وہ ہوتا ہے جو کثرت مال و اسباب کی وجہ سے کسی کا دست نگر نہ ہو۔ غنی مطلق اللہ ہی کی ذات ہے ارشاد فرمایا گیا: فان الله غنی عن العالمین۔ (آل عمران: ۹۷) اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے مستغنی ہے۔ سورہ فاطر میں فرمایا: یا ایہا الناس انتم الفقراء الى الله واللہ هو الغنی الحمید۔ (آیت: ۱۵) اے لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا یعنی سب لوگ اس کے فضل و احسان کے حاجت مند ہیں اور تمام مخلوق اس کی محتاج ہے۔ حضرت ذوالنون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مخلوق ہر دم اور ہر لحظہ اللہ کی محتاج ہے اور کیوں نہ ہوگی کہ ان کی ہستی اور ان کی بقاء سب اس کے کرم سے ہے۔ قرآن مجید میں یہ اسم پاک حمید کریم اور حلیم کے ساتھ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تمام محامد و جلال و کمال کا مالک ہے اسے مخلوق سے کوئی احتیاج نہیں بلکہ وہ اپنے جو دو کرم اور فضل سے سب کو سب کچھ دینے والا ہے تمام سالکوں کے سوالات اور گدائوں کی درخواستیں سنتا ہے پوری کرتا ہے اور سب کی برداشت کرتا ہے۔ اہل دنیا کے پاس دولت دیکھ کر اگر کوئی ان کو غنی کہہ دیتا ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں اگر چشم بصیرت سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ غنی ترند محتاج ترند۔ جو جتنا غنی ہے اتنا ہی محتاج ہے۔ بھنگی، ماشکی، دھوبی، نائی وغیرہ کی کس کو احتیاج نہیں ان کے بغیر بڑے سے بڑا بادشاہ بھی ایک دن نہیں بسر کر سکتا بدن کو غذا کی ضرورت غذا کو باریک شریانوں میں پہنچانے کے لیے پانی کی احتیاج آفتاب کی حرارت اور روشنی و ہوا کی کس کو ضرورت نہیں۔

آب پاشی کے لیے پانی کتنا ضروری ہے پانی کو دور دور تک پہنچانے کے لیے ہواؤں اور بادلوں کی ضرورت کا کون انکار کر سکتا ہے؟ بہر حال اس اسم پاک کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لیے لازم ہے کہ اپنے آپ کو اس غنی مطلق کا فقیر سمجھے اور اہل دنیا کو محتاج و گدا سمجھ کر خیر و شر کا کسی کے ہاتھ میں ہونا کبھی یقین نہ کرے۔ پروردگارِ عالم کے سامنے گڑگڑائے اور اس سے مانگنے کا اپنے آپ کو عادی بنائے اور اسی کے آگے بندگی کے لیے اپنے سر تسلیم کو یہ کہہ کر خم کرے:

اک عہد بے مثال ہے ایاک نعبد	تجید ذوالجلال ہے ایاک نعبد
ایاک نستعین ہے مقصود اہل دل	منشور اہل حال ہے ایاک نعبد
دیباچہ کتاب الہی ہے فاتحہ	اور مرکزی خیال ہے ایاک نعبد
وحی الہ بھی ہے یہ قول ثقیل بھی	پیغام لازوال ہے ایاک نعبد
اس سے عیاں قرینہ اظہارِ بندگی	تکمیل حال و قال ہے ایاک نعبد
منزل بھی راستہ بھی عقیدہ بھی ذکر بھی	ہر طور نیک فال ہے ایاک نعبد
تقریب وصلِ عابد و معبود ہے نماز	کیفیت وصال ہے ایاک نعبد
دنیا و آخرت میں مسلمان کے لیے	تمہید ہر کمال ہے ایاک نعبد
پوشیدہ ان حروف میں ہے روحِ بندگی	قرآن کا جمال ہے ایاک نعبد
ہے سرمدی سرود یہ فرمانِ لم یزل	برتر ز ماہ و سال ہے ایاک نعبد
جاتا ہے جو صفات سے موصوف کی طرف	وہ جادۂ وصال ہے ایاک نعبد
وردِ زبانِ بوذر و سلمان و مرتضیٰ	ذوقِ دلِ بلال ہے ایاک نعبد
بندہ ہوا ہے فاجرِ معراجِ بندگی	کیا خوب اشتعال ہے ایاک نعبد
نسخہ یہ ہے حصولِ فیوض و فلاح کا	سرکوب ہر وبال ہے ایاک نعبد
دل سے نکالتا ہے غمِ روزگار کو	ہاں دفعِ ملال ہے ایاک نعبد
الحمد کے بیاں سے ولا الضالین تک	اک نقطۂ کمال ہے ایاک نعبد
شہزاد کو نصیب ہو مولا وہ بندگی	جس بندگی پہ دال ہے ایاک نعبد

جو شخص روزانہ ستر مرتبہ یا غنی پڑھا کرے اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت عطا فرمائے گا اور انشاء اللہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہوگا جو شخص کسی ظاہری یا باطنی مرض یا بلا میں گرفتار ہو وہ اپنے تمام اعضاء اور جسم پر یا غنی پڑھ کر دم کرے انشاء اللہ نجات پائے گا۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کو غنی بنانے والا ہے

المُغْنِی: وہ ذات ہے جس کو اپنی ذات و صفات میں کسی غیر سے تعلق نہیں ہے بلکہ اغیار کے ساتھ علاقہ رکھنے سے وہ پاک ہے۔ پس جس شے کی ذات یا صفات کسی ایسے امر سے متعلق ہوں جو اس کی ذات سے خارج ہے اس نئے کا وجود یا کمال اس خارجی

امر پر موقوف ہے پس وہ محتاج اور فقیر ہے جس کو طلب و کسب کی ضرورت ہے ایسی بے تعلقی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لیے ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی مغنی بھی ہے۔ یعنی غنی بھی کر دیتا ہے مگر جس کو وہ غنی بناتا ہے اس کا مطلق غنی بن جانا متصور نہیں ہو سکتا کم از کم وہ مغنی کا تو محتاج ہوا۔ پس غنی مطلق کہاں رہا بلکہ غیر اللہ سے بھی مستغنی ہوتا ہے تو اس لحاظ سے کہ اس کی تمام ضروریات اللہ تعالیٰ مہیا کر دیتا ہے۔ نہ بایں معنی کہ اس کو کوئی حاجت ہی نہیں رہتی اور غنی حقیقی تو وہ ہوتا ہے جس کو کسی کی حاجت قطعاً نہیں ہوتی اور جو شے محتاج ہے اور اپنی حاجت کی چیزیں حاصل کر رہی ہے وہ مجازاً غنی ہے۔ غیر اللہ کے حق میں زیادہ سے زیادہ جو صورت تسلیم کی جاسکتی ہے وہ صرف یہی ہے۔ تاہم جب اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی حاجت نہیں رہتی تو اس کو غنی کہا جاتا ہے۔ اگر یہ ہو سکتا کہ اصل حاجت بھی اس کے ساتھ لگی نہ رہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: **وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَانْتُمْ الْفُقَرَاءُ** (معاذ اللہ) درست نہ ہوگا اور اگر یہ تصور کرنا صحیح نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی تمام اشیاء سے مستغنی ہو سکتے ہیں تو اللہ کے لیے مغنی کا وصف (معاذ اللہ) درست نہ ہوتا۔ (شرح اسماء الحسنی) جو شخص اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر گیارہ سو گیارہ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر و باطنی غنا عطا فرمائے گا صبح یا عشاء کی نماز کے بعد پڑھے اس کے ساتھ سورہ منزل کی تلاوت بھی کرے۔

یا مالک اپنی خاص رحمت سے	دین و دنیا میں جاہ و ثروت دے
آب رحمت سے زنگ دل کا دھو	میرے قدوس پاک کر مجھ کو
کر عطا یا سلام یا شانی	صحت و تندرستی کافی
تو ہی مؤمن ہے میرا ایمان	کیوں نہ میں چاہوں تجھ سے امن و امان
الاماں الاماں یا منان	الاماں الاماں یا خاں
الاماں الاماں یا دیان	الاماں الاماں یا سجان

اللہ تعالیٰ منع فرمانے والا ہے

الْمَنَاعُ: منع سے ہے جو کہ عطا کی ضد ہے، بخیل شخص کو درجل مانع کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے مال کو راہِ خدا میں خرچ کرنے سے روک لیتا ہے اللہ تعالیٰ مانع ہے کیونکہ اس نے ممنوعاتِ شرعیہ سے اپنے بندوں کو روک دیا ہے۔ صحیح بخاری کتاب الدعوات کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: **اللّٰهُمَّ لَا مَنَعَ لِمَا عَطَيْتَ وَلَا مَعْطٰی لِمَا مَنَعْتَ**۔ اے اللہ! تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز تو روک لے وہ کوئی دینے والا نہیں۔ منع کے معنی حمایت بھی آتے ہیں چنانچہ وہ بلند مکان جو اپنے رہنے والوں کی حفاظت کرے اس کو عربی میں مکانِ منیع کہتے ہیں۔ سورہ حشر میں یہود کے بارے میں فرمایا گیا: **وَضَلُّوا اَنْهُمْ مَانِعَتُهُمْ حَصُونُهُمْ مِنَ اللّٰهِ** اور انہوں نے سمجھا کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے۔ منافقین کا قول اہل کفر سے سورہ نساء میں درج کیا: **قَالُوا اَلَمْ نَسْتَحِذْ عَلَیْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ**۔ (آیت: ۱۳۱) انہوں نے کہا: کیا ہمیں تم پر قابو نہ تھا (کہ ہم تمہیں قتل کرتے یا گرفتار کر لیتے مگر ہم نے ایسا نہ کیا) اور ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچایا (اور انہیں طرح طرح کے حیلوں سے روکا اور ان کے رازوں پر تمہیں مطلع کیا تو اب تم اس سلوک کی قدر کرو اور ہمیں بھی حصہ دو) بہر حال اللہ تعالیٰ

مانع ہے کہ وہ اپنے بندوں کی حمایت فرماتا ہے اور اہل باطل کے ہاتھوں سے اہل حق کو بچاتا ہے۔ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والوں پر لازم ہے کہ اہل ہوا و ہوس کی صحبت سے پرہیز کریں اور اپنے آپ کو بمنعون الماعون کے طبقے سے بچائیں۔ اعتماد و وثوق اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر قائم کریں۔

شرِ شیطان و ظلمِ سلطان سے فتنہ دھر و جورِ اخواں سے
اپنے امن و اماں میں دائم رکھ عزت و آبرو سے قائم رکھ
یا مہمبن بلطف یزدانی سب بلاؤں سے کر نگہبانی

اگر اپنی بیوی سے جھگڑایا ناچاقی ہو تو بستر پر لیٹتے وقت بیس مرتبہ یہ اسم پاک پڑھا کرے، جھگڑا اور ناچاقی دور ہو جائے گی اور باہمی محبت پیدا ہوگی اور جو شخص بکثرت اس اسم کا ورد کرتا رہے انشاء اللہ ہر شر سے محفوظ رہے گا اگر کسی خاص اور جائز مقصد کے لیے پڑھے تو وہ مقصد حاصل ہوگا۔ ان شاء اللہ! اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ جو شخص اس اسم کا ورد کرے تو لازم ہے کہ کسی فرد کو اذیت نہ پہنچائے تاکہ اللہ تعالیٰ ذاکر سے دنیا و آخرت کی بلائیں دور فرمادے۔ شیخ مغرب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اسم خوف زدہ کرنے کے لیے بہت بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ ضرر اور نفع والا ہے

الضَّارُّ، النَّافِعُ: یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام ہیں ضرر و نفع جو مخلوق کو پہنچتا ہے اس کا وجود مختلف اعتبارات سے ہے دو شخصوں نے ایک سودا کیا ہے تو ان میں سے ایک نقصان کی شکایت کرتا ہے تو دوسرا نفع کمانے پہ خوش ہے حالانکہ سودا ایک ہی ہے۔ یہ حالات اللہ ہی کے حکم کے ماتحت ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ. (الاعراف: ۱۸۸) فرمادو میں اپنے بھلے بُرے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے۔ (وہ مالک حقیقی ہے جو کچھ ہے اس کی عطا سے ہے)۔ ایسی کئی آیات مبارکہ قرآن پاک میں ہیں جہاں ذاتی نفع و نقصان کی نفی کی گئی ہے ورنہ تو دنیا کی کوئی شے بھی ایسی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے نفع یا نقصان نہ رکھا ہو۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ غزوہ بنی مصلط سے واپسی کے وقت راہ میں تیز ہوا چلی چوپائے بھاگے تو نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ مدینہ طیبہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میری ناقہ کہاں ہے؟ عبداللہ بن ابی منافق اپنی قوم سے کہنے لگا: ان کا کیسا عجیب حال ہے کہ مدینہ میں مرنے والے کی خبر تو دے رہے ہیں اور اپنی ناقہ معلوم ہی نہیں کہ کہاں ہے؟ سید عالم ﷺ پر اس کا یہ قول بھی مخفی نہ رہا، حضور علیہ السلام نے فرمایا: منافق لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں اور میری ناقہ اس گھاٹی میں ہے اس کی ٹکیل ایک درخت میں الجھ گئی ہے۔ چنانچہ جیسا فرمایا تھا اسی شان سے وہ ناقہ پائی گئی اس پر مندرجہ بالا آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر)

اے خالق و مالک رب علی سبحان اللہ سبحان اللہ
تو رب ہے مرا میں بندہ تیرا سبحان اللہ سبحان اللہ
ہم مگلتے ہیں تو معطی ہے ہم بندے ہیں تو مولیٰ ہے

محتاج تیرا ہر شاہ و گدا
ہم جرم کریں تو عفو کرے
سبحان اللہ سبحان اللہ
گھیرے ہے جہاں کو فضل تیرا
تو والی ہے ہر بے کس کا
سبحان اللہ سبحان اللہ
ہر اک کے لیے در تیرا کھلا
سبحان اللہ سبحان اللہ
رزاق ہے مور و نگس کا تو
سبحان اللہ سبحان اللہ
ہے سب پر تیرا جود و عطا
ہم عیبی ہیں ستار ہے تو
سبحان اللہ سبحان اللہ
بدکاروں پر بھی ایسی عطا
اور خالی جھولی لایا ہے
سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ سالک مجرم آیا ہے
دے صدقہ رحمت عالم کا

(حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)

الضَّارُّ اور النَّافِعُ کے فوائد

جو شخص شب جمعہ میں ایک سو مرتبہ الضَّارُّ پڑھا کرے وہ تمام ظاہری اور باطنی آفات سے محفوظ رہے گا، خواہ وہ عزت و مال یا اہل و عیال سے متعلق ہو۔ شیخ مغرب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص طالب عزت و مال و جاہ و بزرگی ہو تو ہر شب پڑھے اس کو قرب خداوندی بھی نصیب ہوگا۔ یہ اسماء الہیہ حصول دولت و غنا کے لیے مخصوص ہیں، برائے نفع تجارت و وسعت رزق حلال میں امتیازی شان رکھتے ہیں، بڑے بڑے وظائف و عملیات اور چلہ کشی اور محنت شاقہ کے بعد جو چیز حاصل نہیں ہوتی، وہ چیز دنوں میں ان اسماء میں سے کسی بھی اسم مبارک کی برکت سے حاصل ہو جاتی ہے۔ النَّافِعُ کے فوائد میں لکھا ہے کہ جو شخص کشتی یا اور سواری پہ سوار ہونے کے بعد یا نافع کثرت سے پڑھتا رہے تو انشاء اللہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا، جو شخص کسی بھی کام کو شروع کرنے سے پہلے اکتالیس مرتبہ یا نافع پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ کام حسب منشاء ہوگا، جو شخص بیوی سے جماع کے وقت (کپڑے اتارنے سے پہلے) یہ اسم پڑھے انشاء اللہ اولاد صالح نصیب ہوگی۔

عزت و آبرو میں فرق نہ آئے
در پئے آبرو ہو گر عالم
یا عزیز ہر ایک بلا ٹل جائے
جب کہ ہے تو عزیز پھر کیا غم
کون ہے جو دے سکے ذلت

اللہ تعالیٰ ”نور“ ہے

قرآن مجید میں مختلف چیزوں کو نور کہا گیا، مثلاً چاند کو نور فرمایا: هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نوراً۔

يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ . تَوْحِيدَ اِيْمَانٍ كَوْنُورِ كُهَا كُيَا اور كُفْر و شُرْك كُوتَار كُيَا . اِن كُيَزُوں كَا تَعْلُق بَصَارَت سَے نَہِيں بَصِيرَت سَے ہِے . يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ . دِيْن حَقِّہ كُونُور كُهَا . وَاتَّبِعُوا النُّورَ الَّذِي اَنْزَلَ مَعَهُ . قُرْآنِ پَاك كُونُور كُهَا كُيُونَكُہ اِس كَے دَلَالِ وَہِدَايَاتِ خُود اَفْرُوزِ ہِيں اور اُسكِي تَعْلِيْم رُوح كُورُوشَن اور قَلْب كُومُنُور كُرنَے والِي ہِے . قَدْ جَاءَ كَم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ . مِیں حَضُور عَلِيہِ السَّلَام كَے وَجُودِ بَا وَجُودِ كُونُورِ فَرَمَا يَا كُيَا . يَسْعٰى نُورُہُمْ بَيْنَ اَيْدِيہُمْ وَبَايْمَانِہُمْ . مِیں نُورِ اَعْمَالِ صِدَاقَتِ كُونُورِ فَرَمَا . رَبَّنَا اَتَمِّمْ لَنَا نُورَنَا مِیں اَفْضَالَ اللّٰہِي كُونُورِ فَرَمَا . اللّٰهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ . اِسی آيَتِ كِي وَجہ سَے اللّٰہ تَعَالٰی كَا نَامِ نُورِ ہِے . اللّٰہ تَعَالٰی كَے نُورِ ہُونَے سَے مَرَا كُيَا ہِے ؟ اِبْنِ عَبَّاسِ فَرَمَاتَے ہِيں : اللّٰهُ هَادِي السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ . لَعْنَى اللّٰہ تَعَالٰی آسْمَانُوں اور زَمِيْنِ كَا هَادِي ہِے تُو آسْمَانُوں اور زَمِيْنِ والَے اِسی سَے ہِدَايَتِ پَاتَے ہِيں . ضَحَاكُ فَرَمَاتَے ہِيں : اللّٰهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ . اللّٰہ تَعَالٰی آسْمَانُوں اور زَمِيْنِ كُورُوشَنِي دِيْنَے والا ہِے . اِبْنِ بِنِ كَعْبِ وَحْسَنِ وَابُو الْعَالِيہِ نَے فَرَمَا : مَزِيْنِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ . مَجَاهِدُ فَرَمَاتَے ہِيں : مَدَبَرُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ . اِن اَقْوَالِ مِیں سَے حَضْرَتِ اِبْنِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُمَا كِي تَفْسِيْر كِي تَايِيْدِ قُرْآنِ پَاK سَے ہُوتِي ہِے كُيُونَكُہ اِسی آيَتِ كَے بَعْدِ آ رَہَا ہِے : يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ . اللّٰہ تَعَالٰی اِپْنَے نُورِ سَے جِس كُو چَا ہِے ہِدَايَتِ عَطَا فَرَمَاتَا ہِے . صَحِيْحِيْنِ كِي حَدِيْثِ مِیں حَضْرَتِ اِبْنِ عَبَّاسِ سَے ہِے كَہ حَضُور عَلِيہِ السَّلَام كِي دُعَاے تَجَوْدِ مِیں (دُعَاے نُورِ كَے علاوہ) يَہِ الْفَاظِ بَہِي تَہِي : وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْہِنِ . تِيْرَے ہِي لِيَے حَمْدِ ہِے اور تُو ہِي آسْمَانُوں اور زَمِيْنِ اور جُوانِ كَے دَرْمِيَانِ ہِے سَب كَا نُورِ ہِے . اِيكِ حَدِيْثِ مِیں اَعْضَاءِ وَضُو كُودُو دُو بَارِ دُھُونا نُورِ عَلِيّ نُورِ فَرَمَا يَا كُيَا . نَمَازِ كُونُورِ اور صَدَقَہ كُوبرِہَانِ فَرَمَا يَا كُيَا . (صَحِيْحِ مُسْلِمِ عَنْ اِبْنِ مَالِكِ الْاَشْعَرِي) حُجَابِہِ نُورِ . (صَحِيْحِ مُسْلِمِ عَنْ اِبْنِ مَوْسٰی)

حمید رب ہے مصطفیٰ کی شان ہے قرآن میں
اس کو مولا نے کہا ہے آپ فرقان حمید
نور کا منبع ہے نبی حکمت کا بحر بے کنار
تزکیہ و صبر تسلیم و رضا کا درس ہے

دین کی تعلیم ہے ایمان ہے قرآن میں
اُس کی یکتائی کی ہر برہان ہے قرآن میں
روشنی ہے علم ہے عرفان ہے قرآن میں
اک نظامِ عدل ہے احسان ہے قرآن میں

اس اسم (النور) کی برکت سے قلب و قالب منور ہو جاتے ہیں انوار الہیہ کا نزول ہوتا ہے۔ امام علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دو سو چھپن مرتبہ روزانہ اس اسم کا ورد کرنے سے دل اور آنکھیں نور الہی سے بھر جاتے ہیں۔ ہر شخص اس کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئے گا۔ (تنویر الاسماء) جو شخص شب جمعہ میں سات مرتبہ سورۃ نور اور ایک ہزار مرتبہ اس اسم کو پڑھے گا اس کا دل نور الہی سے منور ہو جائے گا۔

حمد رب جلیل کرتے ہیں
 وہ خطا پوش بخش دے گا خطا
 مغفرت کی سبیل کرتے ہیں
 جو بھی رب کو کفیل کرتے ہیں
 مصطفیٰ کو وکیل کرتے ہیں
 جیسی چاہت علیل کرتے ہیں

خالق کائنات کی توصیف صاحبانِ عدیل کرتے ہیں
جو بھی غافل ہیں یا در ب سے حفیظ حشر اپنا رذیل کرتے ہیں

(محمد حفیظ نقشبندی مدظلہ)

اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمانے والا ہے

اَلْهَادِي: وہ ذات ہے جو اپنے خاص بندوں کو اپنی ذات کی شناخت کا راستہ بتائے تاکہ وہ اس کی ذات سے اشیاءِ مسمیہ قائم کریں اور عام بندوں کو مخلوقات کی طرف ہدایت دے تاکہ وہ مخلوقات سے اس کی ذات پر دلیل ٹھہرائیں اور ہر مخلوق کو ضروری حاجتوں کے پورا کرنے کی سمجھ عطا کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ بچے کو پیدا ہوتے ہی ماں کی چھاتی منہ میں لینے کا ذھن بتا دیتا ہے چوزے کو انڈے سے نکلنے ہی دانہ چگنے کا طریقہ بتا دیتا ہے شہد کی مکھی کو ایسے شش پہلو خانوں کے گھر بنانے کا طریقہ سکھاتا ہے جو اس کے جسم کے سما جانے کے لیے اسی طرح کا بن جاتا ہے کہ ارد گرد کچھ خالی نہیں رہتا۔ اس لحاظ سے ہدایت کے چار مراتب بیان کیے جاتے ہیں: (۱) وہ ہدایت جو جمادات نباتات و حیوانات کو حاصل ہے اور جس سے ہر ایک شے اپنی مقتضیات فطرت کو پورا کرتی ہے اس ہدایت کا ذکر اس آیت میں ہے: رَبَّنَا الَّذِي اَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى . (۲) وہ ہدایت جس کی تبلیغ انبیاء کرام علیہم السلام نے کی اور جس کی طرف مکلفین کو دعوت دی گئی اس کا ذکر اس آیت میں ہے: وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اُمَّةً يَهْدُونَ بِاَمْرِنَا . (۳) وہ ہدایت جس کے معنی توفیق ہیں جس سے بعض لوگوں کو خصوصیت حاصل ہوتی ہے اس ہدایت کا ذکر کئی آیات میں ہے ان میں سے ایک آیت یہ ہے: وَمَنْ يَزِدْهُ اللهُ هُدًى فَيُضِلْهُ لَيْسَ لَهُ سُلُوكٌ . قرآن مجید میں جہاں ظالموں کا فروں کو ہدایت نہ ملنے کی نفی ہے وہ یہی تیسری قسم کی ہدایت یعنی توفیق ہدایت مراد ہے۔ حضور علیہ السلام سے فرمایا گیا: اِنَّكَ لَا تَهْدِي ... آپ ہدایت نہیں دیتے یعنی توفیق ہدایت نہیں دے سکتے ورنہ آپ ﷺ ہی کے بارے میں یہ کیوں فرمایا جاتا: اِنَّكَ لَتَهْدِي السَّيِّئَاتِ صِرَاطَ مُسْتَقِيمٍ . بے شک آپ ضرور سیدھے راستے کی ہدایت دیتے ہیں (۴) وہ ہدایت جو آخرت میں اہل ایمان کو حاصل ہوگی جس سے وہ اپنے رب کو پہچانیں گے راہِ جنت سے واقف ہوں گے اس کا ذکر اس آیت میں ہے: نَسِيهِدِيْهِمْ وَيُصْلِحْ بِاَلِهِمْ . اللہ تعالیٰ ہمیں تبلیغ دین کے سلسلہ میں لوگوں کو راہِ راست سے بہکانے کی بجائے صراطِ مستقیم کی طرف بلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ ہمت دے رسول اللہ کی تعلیم کا صدقہ	کروں خدمت میں تیرے دین کی دن رات یا مولا
حمیت ہو عطا اس قوم کو حسین کا صدقہ	بفیض سیدہ زہرا حیا و شرم دے ہم کو
الہی اہل بیتِ مصطفیٰ سبطین کا صدقہ	مرا سینہ بھی نورِ حکمت و عرفان سے بھر دے
الہی غوثِ اعظم سیدِ ثقلین کا صدقہ	بچا راہِ صفا کی مشکلوں سے اور خطروں سے

فضل و کرم سے مجھ کو ہدایت نصیب کر

اللہ تعالیٰ ہادی ہے جو بندوں کو اصلاح و امورِ معاش کی ہدایت فرماتا ہے اپنے نبیوں کو حقائقِ اصلیہ اور حقِ محبت کی حقیقت سے آگاہ فرماتا ہے کشف و الہام سے مخلصین کی راہنمائی کرتا ہے عقل و حکمت سے اربابِ دانش کو ہدایت فرماتا ہے توفیقِ خیر سے

اہل طاعت کے قلوب کو معرفت کی ہدایت عطا کرتا ہے استعدادِ فطرت کی عطا سے ہر مخلوق کو ہدایت دیتا ہے مشکلات و مصائب میں جب عقل و ہوش کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اپنی طرف رجوع کرنے والوں کو ہدایت دیتا ہے رشد و رضوان کی طرف مومنین کو ہدایت دیتا ہے۔ اے اللہ! ہم گناہ گاروں کو حرمین شریفین کی حاضری اور حج و زیارت کی نعمت سے مالا مال فرما!

ہر سال حج اور زیارت کیا کروں
حجاج و زائرین کی فضیلت ہے بے شمار
سر سے تو کیا آنکھوں سے وہ راہ طے کروں
تھکتا نہیں ہے دل یہ سفر دل نشین ہے
مقبول اس مکان مقدس میں ہے دعا
ایسے نماز روزے زمیں پر کہیں نہیں
تکبیر پانچوں وقت مناروں پہ ہوتی ہے
ہوتی ہے یوں اذان کہ فرشتوں کو ہے سرور
ہر کام میں خلوص دے مقبول کر عمل
ہر روز التجا ہے تیری بارگاہ میں

فضل و کرم سے مجھ کو اعانت نصیب کر
لبیک حاجیوں میں شراکت نصیب کر
ایسا ہی شوق اور مجھے ہمت نصیب کر
ہر سال اس سفر کی مشقت نصیب کر
بیت الحرم میں مجھ کو عبادت نصیب کر
واں عالموں کے ساتھ جماعت نصیب کر
واں کے مؤذنوں کی فصاحت نصیب کر
ہر کور دل کو ان کی سماعت نصیب کر
صلی و متقی کی اطاعت نصیب کر
تو میرے والدین کو جنت نصیب کر

اس اسم پاک کو عالمین ہر کارہ کہتے ہیں یعنی اس کی برکت سے ہر کام ہو جاتا ہے شیر خوار بچے کا روننا، شریر نافرمان لڑکوں کا کج روادار بدکردار مردوں اور عورتوں کے سدھارنے کے لیے خاص طور پر اس کا عمل کیا جاتا ہے۔ جو شخص ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف منہ کر کے بکثرت یا ہادی پڑھے اور چہرے پہ ہاتھ پھیر لے اس کو ان شاء اللہ کامل ہدایت نصیب ہوگی اور اہل معرفت میں شامل ہو گا۔ اس اسم پاک کے ساتھ تعلق کو مضبوط بنانے کے لیے لازم ہے کہ پہلے ان عیوب کو ترک کریں جو ہدایت کے منافی ہیں اور پھر چشم و گوش اور عقل و ہوش کو احکام الہی پر لگا دیں تاکہ ہدایت اس کی رفیق راہ بن کر اسے منزل تک پہنچائے یہی وہ ہدایت ہے جس کا سوال ہر ازی رب العالمین سے کرتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔

اللہ تعالیٰ بے مثال چیزوں کو ایجاد فرمانے والا ہے

الْبَدِیْع: وہ ہے جو کسی سابقہ نمونہ اور مثال کے بغیر چیز کو بنانے والا ہے اسی سے بدعت ہے جس کی تعریف و اقسام ہم اپنی کتاب شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ میں تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ اسم پاک سورہ بقرہ اور آل عمران میں باضافت استعمال ہوا ہے۔ دونوں جگہ یہ الفاظ ہیں: بَدِیْع السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا جبکہ پہلے سے ان کا کوئی نمونہ اور مثال نہ تھی۔ یہ اسم پاک فاعل اور مفعول ہر دو معانی دیتا ہے اور ہر دو معانی اسماءِ حسنیٰ میں داخل ہیں۔ پھر اگر ذات و صفات اور افعال میں اور اس سے متعلقہ ہر امر میں اس کی کوئی مثل نہ گزری ہو تو وہ بدیع مطلق ہے جو کہ اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ بندوں میں سے جو شخص نبوت یا ولایت یا علم میں ایسی فوقیت حاصل کرے کہ اسکی نظیر سابق میں نہ گزری ہو یا

کے زمانہ میں اس کی نظیر موجود نہ ہو تو وہ اپنے مخصوص اوصاف میں خاص زمانے کے اندر بدلیج ہے۔ (شرح اسماء الحسنی)

جس شخص کو کوئی غم یا مشکل پیش آئے وہ ایک ہزار مرتبہ یا بدیع السموات والارض پڑھے انشاء اللہ مشکل حل ہوگی اور غم ہوگا۔ جو شخص اس اسم کو با وضو پڑھتے پڑھتے سو جائے تو جس کام کا ارادہ ہو وہ خواب میں نظر آ جائے گا جو شخص نماز عشاء کے بعد بدیع العجائب بالخیر یا بدیع بارہ سو مرتبہ بارہ دن پڑھے گا تو جس مقصد کے لیے پڑھے گا وہ پورا ہوگا اور ان شاء اللہ بارہ سے پہلے پورا ہوگا آزمودہ ہے۔ اگر اس اسم پاک کو بوقت دعا ستر مرتبہ پڑھے تو دعا قبول ہوگی جس شخص سے اس کی کوئی محبوب چھین لی گئی ہو یا کسی معاملہ میں پریشان ہو یا کوئی والی یا حاکم اپنے عہدے سے معزول کر دیا گیا ہو تو غسل کر کے پاک کپڑے پہنے اور رزق حلال سے صدقہ دے پھر دو رکعات ادا کرے اور ستر مرتبہ یا بدیع السموات والارض یا قاضی الحاجات اور ہزار مرتبہ یا بدیع پڑھے انشاء اللہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔ (تویر الاسماء)

آج کل مدینہ شریف کی تیاری میں مگن ہوں اس لیے اس سے بڑا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے کہ بارگاہ رب العالمین میں عرض کروں:

یا رب حرم کی مجھ کو زیارت نصیب کر	شرع نبی پہ مجھ کو سدا مستقیم رکھ
اس زندگی میں واں کی اقامت نصیب کر	ہوتی نہیں ہے سیری مجھے مکہ مدینہ سے
اپنے کرم سے مجھ کو شہادت نصیب کر	باقی رہے نہ کوئی تمنا میرے کریم
خاطر ہو جمع دل کو قناعت نصیب کر	کر حب دنیوی سے میرے دل کو پاک صاف
اور آخرت کی مجھ کو بضاعت نصیب کر	اکل حلال دے مجھے صدق مقال دے

اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے

الْباقِي: بَقِيَّ يَبْقَى بَقَاءً سے ہے جس کی ضد فنا ہے بقا کا معنی ہے: کسی شے کا حالت اولین پر پایا جانا اور فانی کا معنی ہے: تمام مخلوق اپنے وجود سے فنا کی طرف جارہی ہے فنا ہر ایک جسم میں ہر وقت اپنا کام کر رہی ہے بچہ پیدا ہوتا ہے بڑھتا ہے جوان ہوتا ہے پھر بوڑھا ہو جاتا ہے فنا ہر وقت اس کے ساتھ ساتھ چل رہی ہے اور باقی وہ موجود ہے جو لذتہ واجب الوجود ہے لیکن جب اس کو زمانہ مستقبل کی طرف نسبت دی جائے گی تو باقی کہلائے گا اور جب زمانہ ماضی کی طرف نسبت کریں گے تو قدیم کہا جائے گا باقی مطلق وہ ہے جس کے وجود کی تقدیر زمانہ مستقبل میں کسی آخری حد تک منتہی نہ ہو جس کے لیے ابدی کا لفظ ہے اور قدیم مطلق وہ ہے جس کے زمانے میں وجود کی درازی کا ماضی میں کوئی آغاز نہیں اس کے لیے ازلی کا لفظ بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں الباقی کا لفظ بطور اسم نہیں آیا بلکہ ویبقی وجہ ربك ذو الجلال والاكرام آیا ہے اور یہ اسم پاک اسی فعل سے مشتق ہے۔ اللہ تعالیٰ باقی ہے اور جو اعمال صالحہ اور افعال خیر بندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو بقاء عطا فرماتا ہے فرمایا: مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ۔ (النحل: ۹۶) جو تمہارے پاس ہے (سامان دنیا) ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے (خزانہ رحمت اور ثواب آخرت) وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ سورہ کہف میں فرمایا گیا: وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عَمَلًا۔ (آیت ۴۷) اور

باقی رہنے والا (نیک اعمال) کا ثواب تمہارے رب کے ہاں بہتر اور امید میں سب سے اچھا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے باقیات الصالحات کی کثرت کا حکم دیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا: وہ کیا ہیں؟ فرمایا: اللہ اکبر لا الہ الا اللہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ باقی ہے اور دوام ابدی کی ذات کے لیے ہے وہ موت کا خالق ہے اور کوئی مخلوق اپنے خالق پہ غالب نہیں آسکتی۔ اللہ ہی دراصل دائم الوجود اور قائم البقاء ہے باقی ہر شی کی بقاء عارضی ہے اور اسی کی عطا کردہ ہے۔ کل شیء ہالک الا وجہہ۔ ہر شی فنا ہونے والی ہے سو اللہ کی ذات کے۔ اسی لیے وہی عبادت کے لائق ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ لہذا جھوم جھوم کر پڑھا جائے:

قرآن کی زبان میں ہوں مجھ گفتگو ایٹاک نعبد حاضر ہوں دست بستہ تری بارگاہ میں لے لے پناہ میں سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر ہے تو رحیم اے قادر کریم تجھ کو ہے میرے باطنی احوال کی خبر اے خالق بصر درکار پھر ہے روح کو تطہیر کا عمل اے رب لم یزل دشت و چمن میں تیری ہی قدرت کے رنگ ہیں سب لوگ رنگ ہیں کیا یہ اسم ذات کے حرفوں میں نور ہے کیف و سرور ہے سجدے کو بے قرار تھی شہزاد کی جہیں اے اصل ہر حسیں جو شخص اس اسم پاک کو ایک ہزار مرتبہ جمعہ کی رات میں پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر طرح کے ضرر و نقصان سے محفوظ رکھے گا اور

اس کے تمام نیک اعمال قبول ہوں گے انشاء اللہ! شیخ مغرب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر ہر رات کو سو مرتبہ اور جمعرات کو ہزار مرتبہ پڑھے تو مستجاب الدعوات ہو جائے گا۔ شیخ بونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس اسم کا ذکر کبھی بیمار نہیں ہوتا اگر بادشاہ ذکر کرے تو ملک بے زوال نہ آئے گا۔ اس اسم پاک کی برکت سے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ پہلوانی میں کامیابی حاصل کرتے تھے اور کبھی کسی نے آپ کو چت نہیں کیا پھر اسی کی برکت سے منصب ولایت پہ سرفراز فرمائے گئے۔ (شرح اسماء الحسنی)

اللہ تعالیٰ موجودات کے فنا ہو جانے کے بعد بھی باقی رہنے والا ہے

الْوَارِثُ: وَرِثَ یَرِثُ سے ہے وراثت دراصل کسی کی موت کے بعد اس کی چیز کا دوسرے کی طرف منتقل ہونا ہے اللہ تعالیٰ کے لیے وارث کا اطلاق اس لیے ہے کہ ہر سلطنت کا قاعدہ ہے کہ جب کسی لا وارث کی کوئی جائیداد رہ جاتی ہے تو اس کی ملکیت سلطنت کی طرف منتقل ہوتی ہے تو جب کل عالم کے عارضی مالک اپنی ملکیت کو چھوڑ کر فنا ہو جائیں گے تو حکم ہوگا: لَمَّا مَلَكَ الْیَوْمَ۔ آج کس کی بادشاہی ہے؟ خود ہی فرمائے گا: لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ اللہ واحد و قہار کی بادشاہی ہے۔ سورۃ النجر میں فرمایا: وَاَنَا لَنَحْنُ نَحْنِیْ وَلَمْ یَت وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ۔ (آیت: ۲۳) اور بے شک ہم ہی ہلاکیں اور ہم ہی ماریں اور ہم ہی وارث ہیں یعنی تمام مخلوق فنا ہونے والی ہے اور ہم ہی باقی رہنے والے ہیں اور مدعی ملک کی ملک ضائع ہو جائے گی اور سب مالکوں کا مالک باقی رہے گا۔

رہے گا۔ سورہ قصص میں بہت ساری متکبر قوموں کی تباہی کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ۔ (آیت ۵۸) اور ہم ہی وارث ہیں، یعنی وہاں کے رہنے والے ایسے ہلاک ہوئے کہ ان کے بعد ان کا کوئی جانشین باقی نہ رہا، اب اللہ کے سوا ان کا کوئی وارث نہیں۔ خلق کی فنا کے بعد وہی سب کا وارث ہے۔ قرآن مجید میں جو فرمایا گیا ہے: وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ کہ سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے تو اس سے روحانی وراثت یعنی نبوت مراد ہے ورنہ تو بائبل کے مطابق داؤد علیہ السلام کے چھتیس بیٹے بیٹیاں تھے تو ان میں سے صرف ایک کو وارث بنانے کا کیا مطلب؟ ہاں یہ ہے کہ نبوت صرف سلیمان علیہ السلام کو ملی جس کا مطلب یہ ہوا کہ روحانی وراثت ہی مراد ہے۔ اسی طرح ذکرِ یا علیہ السلام کی بیٹے کے۔ لے دعا: بِرِثْنِي وَيُورِثْ مِنْ اَلْ يَعْقُوبَ۔ ایسا بیٹا جو میرا اور آلِ یعقوب کا وارث ہو۔ آلِ یعقوب تو اس وقت لاکھوں کی تعداد میں تھی، اکیلے شخص کا لاکھوں اشخاص کی املاک کا وارث بن جانا اور ان کی صلیبی اولاد کو محروم کر دینا کیسے ہو سکتا ہے؟ لہذا یہاں بھی نبوت ہی مراد ہے۔ اس اسم پاک کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کے لیے لازم ہے کہ مستحقین کے حقوق ادا کیے جائیں اور سب کچھ اللہ ہی کا سمجھے دیا بھی اسی نے ہے اور بعد میں سنبھالنا بھی اسی نے ہے۔ اس اسم کا ذکر اس کی برکت سے اپنی قوم میں معزز ہوگا، صاحبِ اولاد ہوگا، اس کے روزی فراخ ہوگی، جو شخص طلوعِ آفتاب کے بعد سو مرتبہ یا وارث پڑھے گا، انشاء اللہ ہر رنج و غم اور سختی و مصیبت سے محفوظ رہے گا، اس کا خاتمہ بالآخر ہو گا اور جو مغرب و عشاء کے درمیان ایک ہزار مرتبہ پڑھے، ہر طرح کی حیرانی و پریشانی سے محفوظ رہے گا۔ شیخ بونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وسعت رزق کے لیے اس اسم پاک کو پڑھنا بہت مفید ہے اور کوئی شخص اس اسم کے دریائے وسعت معانی میں غرق ہو کر یعنی صاحبِ حال ہو کر پڑھے تو قبیلہ کی سرداری اور مال و اولاد میں کثرت ہوگی۔ (تویر الاسماء)

تو ہی وارث مرا ہے یا وارث	کون تیرے سوا مرا وارث
مال و اولاد ہے تو رکھ خورسند	خلف الصدق دے سعادت مند
آؤں خوش خوش تیری جناب میں میں	رہوں یا رب نہ بچ و تاب میں میں
یا مجیب الدعاء طفیل رسول	ہو مناجات ہاتھی مقبول

اللہ تعالیٰ رشد و ہدایت والا ہے

الرَّشِيدُ: رُشد سے ہے جو ہدایت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا: وَلَقَدْ آتَيْنَا اِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ۔ (الانبیاء: ۵۱) اور بے شک ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ہی سے ہدایت عطا کر دی۔ نابالغ بچوں کے سن تمیز کے متعلق فرمایا: فَاِنْ اَنْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ۔ (النساء: ۶) تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال ان کے سپرد کر دو۔ اہل ایمان کی صفت میں فرمایا: اُولَئِكَ هُمُ الرُّشِدُونَ۔ (البقرات: ۱۷۷) ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ راشد اور رشید دونوں فاعلیت کا معنی دیتے ہیں۔ الرشید وہ ذات ہے جس کی تدابیر ٹھیک اپنے مقاصد پر فائز ہوں بغیر اس کے کہ کوئی اس کی اعانت و راہنمائی کرے اور وہ اللہ کی ذات ہے جو ستر شدین کی راہنمائی فرماتا ہے اسی کے افعال رشد و ہدایت پہ مبنی ہیں اسی نے ہر بندے کو جتنی جتنی دینی و دنیوی تدبیرات کی ہدایت بخشی ہے اتنی ہی تدبیرات

کی ٹھیک راہ پر چلنے اور ان سے صحیح مقاصد حاصل کرنے کی توفیق بھی دی ہے۔ اس اسم مبارک سے تعلق کو مضبوط بنانے والوں پر لاں ہے کہ دین حق کی تعلیم سے غافل نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے کے لیے استعانت کرتے رہیں۔ بقول شاعر

تو خالق عظیم ہے ایّا ک نُسْتَعین
ہم غرق معصیت ہیں مگر اے غفور تو
یا مبدی و معید ہے قیوم و ذوالجلال
فانی ہر ایک چیز ہے اس کائنات کی
فریاد رس ہے آدم و نوح و خلیل کا
تیرا ہمار غنچہ و گل سے ہے صوفشاں
انعام جن پہ تو نے کیا ان کا راستہ
شہزاد کو حضور کے صدقے میں ہونصیب
تو قادر و کریم ہے ایّا ک نُسْتَعین
ہر حال میں رحیم ہے ایّا ک نُسْتَعین
سبحان ہے علیم ہے ایّا ک نُسْتَعین
تو باقی و قدیم ہے ایّا ک نُسْتَعین
تو مرجع کلیم ہے ایّا ک نُسْتَعین
تو باری و کلیم ہے ایّا ک نُسْتَعین
بس راہ مستقیم ہے ایّا ک نُسْتَعین
جو جنت نعیم ہے ایّا ک نُسْتَعین

اس اسم پاک کا عامل کسی قوم کا لیڈر یا راہنما ہو تو وہ قوم سرفراز ہوگی اس کے مشورے و حکم کی تعمیل سے وہ قوم ترقی پائے گی حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: جو کوئی اس اسم کا ورد کرے گا اس کے تمام امور نہایت سہولت اور حسن و خوبی سے انجام پائیں گے اور شیخ احمد فرماتے ہیں کہ بعد نماز مغرب و فجر کھڑے ہو کر ایک ہزار مرتبہ پڑھنے سے مشکل امور میں بلا سستی کامیابی حاصل ہوگی اگر بہ نیت استخارہ پڑھے تو ہر کام کا انجام اور نفع و ضرر کا حال خواب یا بیداری میں معلوم ہوگا۔ (تویر الاسماء) واضح ہو کہ یہ اسم پاک بطور اسماء حسنی کے قرآن مجید میں نہیں آیا لیکن جب رشید بمعنی حامی ہے تو معنا اسم کا صحیح ہونا ثابت ہو گیا اور حدیث میں آ جانے کے بعد ضرور اسماء حسنی میں سے ہو گیا۔

یا رشید اے جہان کے مرشد
راہ وحدت کی رہنمائی کر
اپنا دے عشق اپنا رکھ مشتاق
اپنا دے ذوق شوق یا اللہ
اپنا غم دے غم محبت دے
روزِ دل میں جگر میں درد رہے
جان جائے نہ جائے تیری یاد
کر عطا صبر یا صبور اس پر
خوش رہوں عشق کی بلاؤں پر
اے مرے رہنما میرے مرشد
منزل عشق تک رسائی کر
دے مجھے لذت وصال و فراق
رہوں تیرے ہی دُہن میں خوار و تباہ
عشق دے عشق کی حلاوت دے
ہر گھڑی لب پہ آہ سرد رہے
موت آئے نہ آئے غیر کی یاد
ان بلاؤں سے تانہ ہوں مضطر
رہوں شاکر تیری رضاؤں پر

شا کروں میں اٹھا بروز جزا صابروں میں شمار کر میرا
جس بلا سے کہ نا صبور رہوں یا الہی میں اس سے دور رہوں
غم دنیا نہ پاس آ پھٹکے خوش و خرم جیوں میں بے کھٹکے
جیتے جی تیرے غم میں شاد رہوں جب یہاں سے چلوں تو شاد چلوں

اللہ تعالیٰ بڑے صبر و تحمل والا ہے

الصَّبُور: ابتداء میں ننانوے اسماء الحسنیٰ کی جو حدیث لکھی گئی ہے اس میں یہ اسم پاک آخری ہے اور الصبور صبر سے ہے لغت میں جس کا معنی جس و امساک ہے اور شرعاً عدم شکوہ اور عدم اضطراب کا نام صبر ہے۔ صبر کا ذکر قرآن مجید میں نوے مقامات پہ آیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہل صبر کی کئی طریقوں سے تعریف فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا نام صبور نہیں آیا۔ صبر وہ صفت مدوحہ ہے کہ اخلاق کریمہ کو صبر کے ساتھ خاص مناسبت ہے اور اختلاف مواقع سے اس کے نام بھی مختلف ہو گئے مثلاً مصیبت کے وقت اپنے آپ کو سنبھال لینے کا نام صبر ہے اور اس کی ضد جزع ہے جنگ میں قائم رہنے کا نام شجاعت ہے اور اس کی ضد جبن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے صبور ہونے کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جو صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: لا احد اصبر على اذى سمعه من الله عز وجل انه ليشرك به ويجعل له الولد ثم يعافيهم ويرزقهم۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اس برائی اور اذیت پہ جو سنی جائے صبر کرنے والا کوئی نہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا جاتا ہے اور اس کے لیے بیٹا مقرر کیا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی درگزر فرماتا ہے اور ان کو رزق عطا فرماتا ہے۔ اب صبور، حلیم کے معنی میں ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں کو دیکھتا برداشت کرتا اور مہلت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صبور ہے کہ جس کو کوئی تندی و تیزی کسی کام کو جلد اور قبل از وقت کرنے پر مجبور نہیں کرتی بلکہ وہ تمام امور کو خاص اندازے پر قائم کر کے محدود راہ پر چلاتا ہے بخلاف بندے کے صبر کے کہ اس کا معنی ہی یہ ہے کہ عقل و دین کی خواہش، شہوت و غضب کی خواہش کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے جب دو مخالف خواہشیں باہم کھینچا تانی کرتی ہیں اور جلد بازی کی خواہش دھیمی ہو کر تاخیر اختیار کرتی ہے تو اس خواہش والا صبر کرنے والا کہلاتا ہے کیونکہ اس نے جلد بازی کی خواہش کو پست کر لیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ میں جلد بازی کا کوئی باعث ہی نہیں۔ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والوں پر لازم ہے کہ خود بھی اعداء دین کے کلمات اذیت کو سن کر برداشت کی عادت پیدا کریں کیونکہ انبیاء کرام اور رسل عظام کی سنن ہدیٰ میں سے صبر کرنا ہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: واصبر وما صبرك الا باللہ فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل۔ (اے پیارے محبوب!) آپ صبر کریں جیسا کہ ہمت والے رسولوں نے صبر کیا (اپنی قوم کی ایذا پر)

”اک مصطفیٰ کا نام ہے نامِ خدا کے بعد“

ملتا ہے جو سرور خدا کی رضا کے بعد

عرضی جو بھیجتا ہوں نئی ہر دعا کے بعد

گو سبیل التجا ہے ہر اک التجا کے بعد

صلن علی کا ذکر ہے حمد و ثنا کے بعد

ہو گا نصیب خلد میں روز جزا کے بعد

کرتا ہے التفات وہ لطف مزید سے

سنتا ہے سب کی عرض سمیع و بصیر خود

تیرے نبی کی نعت کے ہمراہ اے جلیل
شہزاد کے لیے یہ اثاثہ ہے بے بہا
لکھتا رہوں میں حمد یہ عزمِ مصمم دے
حکمت کے مجھ کو لعل و گہراے حکیم دے

اس اسم پاک کے ذکر سے سختیوں پر صبر کرنا نصیب ہوتا ہے اور اس کا ذکر کوئی سخت کام کرنے سے عاجز نہیں ہوتا، اگر کسی عظیم
صدے اولاد یا کسی عزیز و محبوب کے انتقال کی وجہ سے خلل دماغ، حافظہ کی خرابی وغیرہ امور لاحق ہو جائیں تو اس اسم کے نقش کو دھو
کر پلائیں، اگر کسی رنج و غم اور درد و مشقت کے موقع پر خوف و ہشت کے وقت یا دشمنوں اور حاسدوں کی زبان اپنی بدگوئی سے بند کرنا
ہو تو ایک ہزار تیس بار پڑھیں۔ جو شخص طلوع آفتاب سے پہلے سو مرتبہ اس اسم کو پڑھے انشاء اللہ اس دن ہر مصیبت سے محفوظ رہے
گا۔

اے زبردست غالب و جبار
اے خدائے بزرگ جل و علا
میرے بگڑے ہوئے بناوے کار
متکبر و اکبر و اعلیٰ
کبریا کی ہے تو ہی لائق
کس نے دکھائے رنگ گونا گوں
صانع جن و انس و ارض و سما
کون ہے تیرے کون تو ہی خالق ہے کون تیرے سوا

اللہ تعالیٰ کے دیگر اسماء گرامی

ترمذی شریف کی حدیث جو بحوالہ مشکوٰۃ ابتداء میں لکھی گئی جس میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء مبارکہ ذکر کیے گئے اور ان کے
بارے میں خوشخبری سنائی گئی، من احصاها دخل الجنة۔ جس نے ان کو شمار کیا یا یاد کیا یا ان کے ذریعے اللہ سے دعا مانگی یا ان
اسماء کے حقوق پہ قیام اور ان کے مقتضی پہ عمل کیا (علاوہ ازیں احصاها کے جو معانی شروع میں لکھے گئے ہیں ان کے مطابق) وہ
جنت میں داخل ہوا۔ ان ننانوے ناموں کے علاوہ حدیث کی کتب میں کچھ اسماء مبارکہ کا ذکر ہے اب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان کو
اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے کیونکہ ان میں بھی شانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ (جل جلالہ ﷺ) ہے اس طرح اسماء باری تعالیٰ کے
حوالے سے کتاب کا پہلا باب مکمل ہو جائے گا۔ ترمذی شریف کی حدیث میں اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء مبارکہ سوائے دو کے مفرد تھے
اور وہ دو یہ ہیں: مالک المملک، ذو الجلال والاکرام۔ اس طرح کے مرکب نام قرآن پاک میں اور بھی ہیں جن کو تکمیل
موضوع کی خاطر آخر میں بیان کر دیا جائے گا تاہم احادیث میں جو اسماء آئے ہیں پہلے انہیں بیان کیا جاتا ہے کیونکہ ان میں سے
بھی بعض قرآن مجید میں آئے ہیں۔ اس دعا کے ساتھ ان ناموں کو شروع کر رہا ہوں کہ

ہوں میں نادم گناہوں پہ یا رب
جتنی گھڑیاں ہوں عمر کی باقی
مجھ پہ رحمت کی ہو نظر یا رب
عافیت سے وہ ہوں بسر یا رب
خوف آتا ہے کانپ اٹھتا ہوں
آہ بدکاریاں بڑھیں حد سے
یاد آتا ہے جب سفر یا رب
بن چکا قلب بھی حجر یا رب

تو گنہگار پر کرم فرما
بخشش دے مجھ کو بے سبب مولا
خاتمہ مصطفیٰ کے قدموں میں
روح نکلے گی جھوم کر میری
دے جوارِ نبی میں جا مجھ کو
حج کا ہر سال دے شرف مولا
مرشدی ساتھ لے چلیں طیبہ
سامنے سبز سبز گنبد ہو
عشق سرکار سے ہو دل روشن
جب کہیں بھی ہو ذکر طیبہ کا
دے بقیع میں عبید کو مدفن

بہر صدیق اور عمر یا رب
اور جنت میں دے دے گھریا رب
میرا ایمان پر تو کر یا رب
ہو گی دیدِ حضور گر یا رب
نہ پھرا مجھ کو در بدر یا رب
ساتھ مرشد کے ہو سفر یا رب
آرزو آئے میری بر یا رب
جب اٹھاؤں جدھر نظر یا رب
نہ ملے مجھ کو مال و زر یا رب
آنکھ ہو جائے میری تر یا رب
موت طیبہ میں بخش کر یا رب

(محمد اویس عبید رضا)

الْقَرِيبُ جَدِّهِ

یہ اسم مبارک سنن ابن ماجہ اور مستدرک للحاکم میں ہے، نیز ابوزید بغوی، امام سفیان بن عیینہ، امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر نے بھی بیان کیا ہے، قرآن مجید میں ہے: **اِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ**۔ بے شک وہ سننے والا قریب ہے۔ مزید فرمایا: **اِنَّ رَّبِّی قَرِیْبٌ مَّجِیْبٌ**۔ بے شک میرا پروردگار قریب ہے، دعا کو قبول فرماتا ہے۔ سورۃ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے: **وَ اِذَا سَاَلْتَ عِبَادِی عَنِی فَاْنِی قَرِیْبٌ اَجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا**۔ (آیت ۱۸۶) اور اے محبوب! جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو میں نزدیک ہوں، دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ اس میں طالبانِ حق کی طلب مولیٰ کا بیان ہے، جنہوں نے عشقِ الہی پر اپنی حوائج کو قربان کر دیا، وہ اسی کے طلبگار ہیں، انہیں قرب و وصال کے مژدہ سے شاد کام فرمایا۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے جذبہ عشقِ الہی میں حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ کیا قریب ہے؟ تاکہ آہستہ آہستہ اس سے مناجات کریں یا دور ہے تاکہ ہم اسے زور زور سے پکاریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہو وہ اس کے دور والے سے ضرور بعد رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے قریب ہے، مکانی کی یہ شان نہیں، منازل قرب میں رسائی بندے کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے:

دوست نزدیک تر از من بمن است
وین عجب تر کہ من از دے دورم

تفسیر خازن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا گیا ہے کہ مدینہ کے یہودیوں نے یہ سوال کیا تھا کہ خدا تو عرش پر ہے اور

عرش و فرش کے درمیان اتنے آسمانوں کا قافلہ ہے پھر خدا ہماری کیسے سن سکتا ہے؟ تو ان کے اس سوال پر اللہ تعالیٰ نے یہ آئیہ کریمہ نازل فرمائی۔ صحیحین کی ایک حدیث میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ غزوہ خیبر کو تشریف لے جا رہے تھے تو لوگوں نے ایک وادی میں جڑھتے ہوئے زور سے اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہا تب حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ایہا الناس الزموا انفسکم فانکم لا تدعون صما و غابا انکم تدعون سمیعاً بصیراً قریباً۔ اے لوگو! اپنی جانوں پہ نرمی کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے تم تو سننے والے دیکھنے والے نزدیک والے کو پکار رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ کا علم ذرہ ذرہ پہ حاوی ہے اس کی بھر شب تاریک میں سمندر کی سب سے زیادہ گہرائی کی تہہ میں پڑی ہوئی ادنیٰ شی کو بھی دیکھ رہی ہے اس کی سمع تحت الثریٰ کے نیچے پہاڑ کی غار کے اندر والے کیڑے کی (جو ابھی پتھر کے اندر پوشیدہ ہے کی) آواز کو سنتی ہے بے شک وہ ہم سے قریب ہے اور اس کی رحمت قریب من المحسنین ہے اور اس کی سب سے بڑی رحمت اس کے محبوب کی ذات بابرکات ہے تو پھر حضور علیہ السلام اہل ایمان کے کس قدر قریب ہوں گے۔ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم۔ حضور ہماری جانوں سے بھی زیادہ ہمارے قریب ہیں اور یہ بھی خدا کی ایک بڑی شان ہے جس کا انکار خدائی شان کا انکار ہے۔

جس کے ہیں یہ بحر و بر جن و بشر وہ کون ہے
ذرے ذرے میں ہوا ہے جلوہ گرد وہ کون ہے
اور بلبل کو دیا سوز جگر وہ کون ہے
جس کے تابع ہر گھڑی شام و سحر وہ کون ہے
کر دیا لیکن کسی کو در بدر وہ کون ہے
پھر بنایا بردہ خیر البشر وہ کون ہے

جس نے روشن کر دیئے شمس و قمر وہ کون ہے
آشکارا ہے جہان رنگ و بو میں کس کی شان
کس نے پھولوں کو دیئے رنگین نازک پیرہن
روشنی دن کو سیاہی کی ودیعت رات کو
کون ہے جس نے کسی کو بادشاہی کی عطا
دامن دل دولت ایمان سے انور بھرا

رتبہ جلالہ

یہ اسم مبارک ابن ماجہ ابو یزید بنغوی امام سفیان بن عیینہ امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمہ نے بیان فرمایا ہے یہ مصدر ہے اور فاعل کے معنی میں مستعمل ہے ربوبیت کے مفہوم میں داخل ہے ایک چیز یا شخص کو درجہ بدرجہ ترقی دیتے اور پرورش کرتے ہوئے اسے درجہ کمال تک پہنچا دینا یہ اللہ ہی کی صفت ہے کہ وہ ہر مخلوق کو پیدا کرتا اور اسے احکام تربیت و فطرت کے مطابق بڑھاتا پالتا اور شرف نوعی میں درجہ بدرجہ بلند کرتا اور انتہائے کمال تک پہنچا دیتا ہے۔ جمادات و نباتات و حیوانات ناسوت و لاہوت و جبروت کے عوالم میں کردار در کردار ایسی ایسی مخلوق ہے جس کی پرورش کی ضروریات ایک دوسرے سے مختلف ہیں ایک ہی درخت کے اندر جڑ، تن، پھل، شاخ اور پتوں کے اندر رنگ، چمک، دمک، تاثیر وغیرہ اور شکل و صورت کے لحاظ سے ہزاروں ایسی ضروریات ہیں جن کا علم بھی خدا ہی کو ہے وہی ہے جو ان سب کی تربیت فرماتا ہے سب کو قائم رکھتا ہے اور بڑھاتا رہتا ہے عالم ناسوت میں تو ایک ایک کی طبیعت و دماغ، قلب و روح کے احوال ایسے ہیں جن کا نہ حصر ہے نہ شمار لفظ بہ لفظ نئی دنیا نئی بستی

جلوہ گر ہے ان سب کی تربیت وہی رب العالمین فرمانے والا ہے۔ قرآن مجید میں یہ اسم پاک رب 'ربی' 'ربہ' 'ربنا' و 'ربک' ربکم وغیرہ آٹھ سو چھ مرتبہ آیا ہے اضافت کے وقت کہیں مضاف کی عزت افزائی مقصود ہوتی ہے اور کہیں اس کی خصوصیات پر جلوہ افگنی فرمائی گئی۔ رب هذا البيت، رب هذا البلد، رب الفلق، رب الشعری، رب الناس وغیرہ ربوبیت ہی ہے جو ایک ہی وقت میں ایک ہی انسان کے معدہ و جگر، قلب و دماغ، اعضاء و احشا اور اعصاب و عظام کو جداگانہ کیفیت سے پال رہی ہے روح کو الوہیت سے قلب کو ربوبیت سے غذا پہنارہی ہے۔ فتبارک الله احسن الخالقین۔

تیرے ہی حکم سے ہوئے ہیں ہرے	تو ہی باری تو ہی مصور ہے
تو نے پیدا کیے ہیں جنت و نار	تو غفار ہے تو ہی قہار
قہر تیرا غضب ہے بار خدا	اپنے قہر و غضب سے مجھ کو بچا
یا الہی! میں وہ ہوں بد کردار	کہ میرے نام سے ہے نار کو عار

مبین جلد اول

یہ اسم پاک مستدرک للحاکم ابوزید بغوی، امام سفیان بن عیینہ، امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمہ سے منقول ہے۔ بَنَی بَنَی کا معنی جدا ہوا یا پیوست ہوا لغات اضداد سے ہے اور بَنَی بِنَا کا معنی ہے: ظاہر و آشکار ہوا۔ مبین اسی سے ہے اور لازم و متعدی ہر دو معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبین ہے اس کی کنہ ذات تک رسائی محال ہے اس سے پیوستگی و تقرب کی راہیں کھلی ہیں، مصنوعات کی ہر چیز اور ہر چیز کے اجزاء اس کی قدرت و خالقیت کے مظہر ہیں، جملہ بینات کا ظہور اسی کی تبیین سے ہے آیات بینات کو ظہور میں لانیوالا ہے اللہ کی کتاب مبین ہے جس کو اس نے اس ذات پہ نازل فرمایا کہ اس ذات کو اس نے پتہ بنا کر اس دنیا میں بھیجا، قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ... حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ۔ (البینہ: ۱-۲) کوئی کتابی کافر (یہود و نصاریٰ) اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس کوئی روشن دلیل نہ آئے۔ (سید الانبیاء علیہ السلام جلوہ افروز ہوں کیونکہ حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے یہ تمام یہی کہتے تھے کہ ہم اپنا دین چھوڑنے والے نہیں، جب تک کہ وہ نبی موعود تشریف فرمانہ ہوں جن کا ذکر تورات و انجیل میں ہے) وہ کون؟ وہ اللہ کا رسول۔ اللہ تعالیٰ مبین ہے اسی نے انسان کو بیان سکھایا، اللہ تعالیٰ مبین ہے مگر عقل و فہم مخلوق کو اور اک ذات تک بون بعید حاکم ہے۔

اے ازلی الظہور اے ابدی الخفاء نورک فوق النظر حسنک فوق السماء

اس اسم پاک سے تخلق حاصل کرنے والوں کو لازم ہے کہ دیدہ و گوش و عقل و ہوش کو وا کریں، بینات الہیہ کو دیکھیں، رسول پاک

ﷺ کے نور بین پہ نظر ڈالیں، حق و باطل کے بون بعیدہ کا اندازہ کریں، کتاب مبین کو سرمہ چشم ایقان بنائیں۔

غرق بحر گناہ ہوں سرتاپا شرم سے منہ اٹھا نہیں سکتا

مغفرت کی کوئی امید نہیں تیری رحمت سے پر بعید نہیں

تو اگر بخش دے تو دور نہیں کیا تو غفار اور غفور نہیں

الْقَدِيرُ جلد دوم

القدير: قدر سے ہے جس کے معنی اندازہ اور طاقت و قدرت کے ہیں القادر اور المقتدر کا مادہ بھی یہی ہے اور ہر ایک اسم مبارک اپنی وضع میں ایک معنی پر اشارہ کرتا ہے۔ تقدیر کا مادہ بھی یہی ہے اور تقدیر الہی کی دو صورتیں ہیں پہلی عطا قدرت کہ بندے کو کسی فعل کے سرانجام دینے کی قدرت و طاقت عطا کی جائے جیسے کہا جاتا ہے: قد ربی اللہ علی کذا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام کے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ دوسری صورت وہ مقدار مخصوص اور طریق مخصوص جو باقتضائے حکمت ربانیہ صحیح و درست ہو مثلاً گندم کے دانے سے گندم اور جو کے دانے سے جو کا پیدا ہونا اور زمین میں فصل کا سرسبز ہونا تو قدر وہ ہے جو باقتضائے حکمت خود ہر ایک فعل کا فاعل ہو اس طرح پر کہ اس فعل سے بڑھ کر نہ زیادتی صحیح ہے نہ کمی۔ اس اسم پاک سے تخلق حاصل کرنے والوں کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرتوں پر یقین کامل رکھیں اور مقدرات الہیہ کو عین حکمت ربانیہ سمجھ کر تسلیم و رضا کو اپنا مسلک قرار دیں۔ یہ اسم پاک بھی امام حاکم نے مستدرک میں اور ابوزید بغوی، سفیان بن عیینہ، امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ نے بیان کیا ہے۔

تو ہی رزاق جسم و جاں کا ہے تو ہی روزی رساں جہاں کا ہے
یا الہی بشان فتاحی کھول دے غیب سے درِ روزی
کر مجھے غیر کا نہ دست نگر اپنی قدرت سے کر دے صاحب زر

الْحَافِظُ جلد دوم

یہ اسم گرامی سنن ابن ماجہ اور مستدرک للحاکم میں ہے اور حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے اس کو بیان کیا ہے یہ حفظ سے ہے جس کا معنی رعایت و نگہداشت ہے کہ کسی شے کو خرابی و تباہی سے بچایا جاسکے اور اسے قائم و بحال رکھا جائے تمام اشیائے عالم کا قیام اسی حفاظت الہی پر مبنی ہے کوئی ہمارا پیارا جب ہماری نگہداشت سے دور ہوتا ہے تو ہم بھی اسے اللہ ہی کی حفاظت میں دیتے ہوئے یوں کہتے ہیں: فاللہ خیر حافظا۔ فی امان اللہ تعالیٰ۔ ہزاروں کتب لکھنے والے جو ان کی حفاظت کا خوب خوب اہتمام کرتے ہیں مگر آج وہ دنیا سے ناپید ہو چکی ہیں سینکڑوں بادشاہ جنہوں نے قوانین کی کتب کو مدون کرایا اپنے ملکوں میں وہ قانون رائج کیا مگر نہ وہ بادشاہ رہے نہ ان کے قوانین۔ قرآن پاک کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وانا لہ لحافظون اور ساری دنیا دیکھ رہی ہے کہ آج تک قرآن منکروں کی ہزاروں سازشوں کے باوجود من و عن ہمارے ہاتھوں میں محفوظ ہے دیگر آسمانی کتابوں کی حفاظت کو اللہ نے خود چھوڑ دیا تو ان کی اصلی زبان اور لغت کو بھی دنیا نے ختم کر دیا مگر قرآن مجید سورۃ فاتحہ سے لے کر والناس تک نہ صرف اس کا ایک ایک حرف بلکہ حرکات و سکنات تک قائم و دائم ہیں قرآن کی زبان نہ صرف اس کے مستقر و مہبط میں قائم و دائم ہے بلکہ قریب والے ممالک بھی عربی زبان کا گہوارہ بن گئے۔ دیکھو مصر و شام کے باشندوں کی زبان عربی ہے ان ممالک کے رہنے والے خواہ عیسائی ہوں یا یہودی زبان سب کی عربی ہے۔ یہ قدرت کا وہ محکم انتظام ہے جو قدرت بشریہ سے ارفع و اعلیٰ ہے قرآن پاک چین کی انتہائے مشرق سے لے کر مغرب اقصیٰ کے انتہائی کناروں تک ایک ہی طرز تحریر ایک ہی رسم الخط میں حرف بحرف متفق و متحد

الفاظ میں پایا جاتا ہے، وہی قرآن قطب شمالی سے قطب جنوبی تک حفاظ و علماء کی زبان پر اسی طرح جاری ہے، جیسے خاص مکہ و مدینہ میں۔ یہ جملہ انتظامات اسی مالک کے ہیں، جس نے اعلان فرمایا: **وَأَنَّا لَهُ لِحَافِظُونَ**۔ تو اللہ ہی حافظ ہے جو کتاب حفظ کا مالک ہے، جس نے سقف مرفوع کو شیطان مار دیا، دسترس سے محفوظ بنایا، جو اہل ایمان کے مال و جان و ایمان کی حفاظت فرماتا ہے اور جس نے کرانا کا تین کو انسان کے اقوال و اعمال کا محافظ بنادیا۔

ہر روز باشی صائماً ہر لیل باشی قائماً
گر عیش خواہی جاوداں عزت بخواہی در جہاں
سودے نہ دارد خفتنت ناچار باید رفت
ہو ہو بذکرش ساز کن نام خدا آغاز کن
ہر دم خدا را یا دکن دلہائے غمگین شاد کن
مسکین احمد مرد شو و ز جملہ عالم فرد شو

در ذکر باشی دائماً مشغول شو در ذکر ہو
ایں ذکر ہو ہر آں بخواں مشغول شو در ذکر ہو
در گور تنہا ماندنت مشغول شودر ذکر ہو
قفلے ز سینہ باز کن مشغول شو در ذکر ہو
بلبل صفت فریاد کن مشغول شودر ذکر ہو
در راہ حق چوں گرد شو مشغول شودر ذکر ہو

الْكَفِيلُ جَدِ جَدِّهِ

الکفیل مستدرک للحاکم میں اور حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے اسماء حسنیٰ میں شمار کیا ہے۔ الکفیل: کفل سے ہے، جس کا معنی حصہ ہے، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كَفْلِينَ مِنْ رَحْمَةِ** **وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا**۔ (الحمدید: ۲۸) اے ایمان لانے والو! (حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام پر یہ خطاب اہل کتاب کو ہے) اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (حضرت محمد ﷺ) پر ایمان لاؤ، وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا (یعنی تمہیں دو گنا اجر دے گا کیونکہ تم پہلی کتاب اور پہلے نبی پر بھی ایمان لائے اور حضرت محمد ﷺ اور قرآن پاک پر بھی) اور تمہارے لیے (پل صراط پر) نور کر دے گا۔ قرآن مجید میں کفل کا معنی ذمہ داری لینا بھی ہے، جیسا کہ سورۃ آل عمران میں حضرت بی بی مریم کی پیدائش کے ذکر میں فرمایا: **فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَانْتَبَهَا نَسَبًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا**۔ تو اسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول فرمایا (اور نذر میں لڑکے کی جگہ حضرت مریم کو قبول فرمایا) اور اسے اچھا پروان چڑھایا (کہ حضرت مریم ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور بچے ایک سال میں) اور اسے ذکر یا علیہ السلام کی نگرانی میں دے دیا۔

تو کفیل وہ ہے جو دوسرے کی ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ کفیل ہے، وہی ہماری حاجات پوری فرماتا ہے، ہماری مرادوں کو بر لاتا ہے، ہماری ضروریات کو مہیا فرماتا ہے، ہمارے مقاصد کو مکمل فرماتا ہے، اسی پر ہمارا اعتماد و وثوق ہے، وہی ہمارا تجاوداویٰ ہے، ہمارے رزق ہماری عمر اسی کی کفالت میں ہیں، ہماری جان و مال کا وہی کفیل ہے، اس کی ضمانت سے بڑھ کر اور کس کی ضمانت ہو سکتی ہے، اس کی کفالت سے بڑھ کر اور کس کی کفالت ہو سکتی ہے، مبارک ہیں وہ لوگ جو دنیا کے مال کی کفالت کو ہیچ جانتے ہیں اور ہر موقع پہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا کفیل اور کارساز حقیقی سمجھتے ہیں۔

حامی و والی و کفیل ہے تو میرے ہر امر کا وکیل ہے تو

تجھ کو میں سوچتا ہوں اپنا کار جو تو چاہے کرے تو ہے مختار

الشَّاكِرُ جَدِيدٌ

یہ اسم پاک مستدرک للحاکم میں ہے اور اس کو ابو زید بغوی، سفیان بن عیینہ، امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے۔ شکر کا معنی قبولیت اور رضا مندی ہے جب کوئی شخص کسی کے فعل یا خدمت کو قبول کرتا ہے اور اس پر راضی ہو جاتا ہے تو وہاں شکر کا لفظ بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: وَمَنْ ارَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا۔ (بنی اسرائیل ۱۹) اور جو آخرت چاہے اور اس کے لیے (عمل صالح بجالا کے) کوشش کرے اور ہو ایمان والا تو انہیں کی کوشش ٹھکانے لگی، یعنی عمل کی قبولیت کے لیے تین چیزیں درکار ہیں ایک تو طالب آخرت ہونا، یعنی نیت نیک ہو دوسرا سعی یعنی عمل کو اس کے حقوق کے ساتھ ادا کرنا اور تیسرا جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔ سورۃ بقرہ میں فرمایا: فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ۔ پس اللہ تعالیٰ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے پس اللہ تعالیٰ شاکر ہے کہ وہ اپنے بندوں کی طاعات کو قبول فرماتا ہے ان کے اعمال حسہ سے رضا مند ہوتا ہے اپنے بندوں کی شکرگزاری کو شرفِ اجابت دیتا ہے اور نعمت مزید عطا فرماتا ہے۔ لَنْ شُكْرُكُمْ لَا يَزِيدُكُمْ۔ اگر تم شکرگزاری نہ کرو گے تو میں تمہیں اور دون گا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے شکر کی اصل یہ ہے کہ بندہ نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرے اور حقیقت شکر یہ ہے کہ منعم کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس کا خوگر بنائے یہاں ایک باریکی ہے اور وہ یہ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل و احسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ منعم کی محبت یہاں تک غالب ہو کہ قلب کی نعمتوں کی طرف التفات باقی نہ رہے یہ مقام صدیقیوں کا ہے شکر جب بندے کی طرف سے ہو تو وہ ارکانِ خمسہ پر مشتمل ہوتا ہے: (۱) شکرگزاری کا صاحب نعمت کے سامنے اظہار خشوع و خضوع (۲) شکرگزاری کا صاحب نعمت سے محبت کرنا (۳) اعتراف نعمت کرنا (۴) نعمت کے بعد مصروفِ ثناء رہنا (۵) نعمت کا استعمال صاحب نعمت کی مرضی کے خلاف نہ کرنا۔

بڑے تخلیق ساماں ہیں تیرے رنگ اور تیری خوشبو
عجب صورت پریشاں ہیں تیرے رنگ اور تیری خوشبو
بہر سو نور افشاں ہیں تیرے رنگ اور تیری خوشبو
فروغِ باغِ امکاں ہیں تیرے رنگ اور تیری خوشبو
جوازِ اصل ایماں ہیں تیرے رنگ اور تیری خوشبو
ازل سے زمزمہ خواں ہیں تیرے رنگ اور تیری خوشبو

ہر ایک امکاں کا عنوان ہیں تیرے رنگ اور تیری خوشبو
ہر اک صورت سے ظاہر ہو رہی ہیں صورتیں کیا کیا
کہاں ہے راز ہر اک آنکھ روشن کیسے ہوتی ہے
مسلل پھوٹی رہتی ہیں شاخیں زندگانی کی
وگرنہ کچھ ثبوت اپنے بھی ہونے کا نہیں ملتا
زمین و آسمان میں ہے ہر اک جشنِ موسیقی
نعمت کا شکر کس طرح ادا کیا جائے؟

حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: یا اللہ! میں تیرا شکر کیونکر ادا کر سکتا ہوں؟ شکر کی طاقت بھی تو ہی

عطا فرماتا ہے اور یہ نعمت مزید ہے اور شکر مزید کی خواہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! اب تو نے شکر ادا کر دیا۔ حضرت ابو عثمان کا قول ہے: شکر نعمت یہ ہے کہ تمہیں شکر نعمت کے ادا نہ کر سکنے کا عجز معلوم ہو جائے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شکر نعمت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو اس نعمت کے قابل نہ سمجھ۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شکر نعمت یہ ہے کہ نعمت دہندہ کو دیکھو اور نعمت کو نہ دیکھو۔ حدیث صحیح میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا: مجھے تم سے محبت ہے لہذا تم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا مت بھولنا: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔ اے اللہ! اپنے ذکر و شکر اور اچھی طرح عبادت کرنے پر میری مدد فرما!

تیری رحمت کا کل جہاں "مشکور"	عام ہے لطف تیرا رب شکور
تیری جانب سے رحمت و نعمت	دہمدم ہر زبان و ہر ساعت
کس زبان سے کروں میں شکر ادا	تیرے انعام و لطف بے حد کا
تو نے مجھ کو کیا بنی آدم	اشرف المخلوق اکرم العالم
نوع انساں میں بھی کیا ممتاز	کہ کیا امت رسول حجاز
دین و ایمان و علم و فہم دیا	رزق و روزی سے بہرہ مند کیا
تھی جو کچھ دل کی آرزو بخشی	ہم نشینوں میں آبرو بخشی
اے میرے پروردگار تیرا شکر	اے مرے کردگار تیرا شکر
شکر تیرے نعم کا یا منان	ایک شتمہ ادا ہو کیا امکان

الَا تُكْرَهُمْ جلد ۱

یہ اسم مبارک مستدرک للحاکم میں ہے اور اس کو ابن حجر علیہ الرحمہ نے بھی بیان فرمایا ہے کرم اس بزرگی اور شرف کو کہتے ہیں جو کسی شی کو اپنی جنس میں حاصل ہوتی ہے۔ قرآن مجید سے اس کی چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔ سورہ شعراء میں نباتات کے لیے ارشاد ہوتا ہے: اولم یروا الی الارض کم انتنا فیہا من کل زوج کریم۔ (آیت: ۶) کیا انہوں نے زمین کو نہ دیکھا ہم نے اس میں کتنے عزت والے جوڑے اگائے (یعنی قسم قسم کے بہترین اور نافع نباتات پیدا کیے) اور شعص نے کہا کہ آدمی زمین کی پیداوار ہیں جو جنتی ہے وہ عزت والا اور کریم اور جو جہنمی ہے وہ بد بخت و لئیم ہے۔ سورہ دخان میں مکانات کے لیے فرمایا: کم نرکوا من جنت و عیون و زروع و مقام کریم۔ (آیت: ۲۵-۲۶) کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور عمدہ مکانات۔ (یہ دونوں کی مثال ہے نباتات و مکانات کی) کلام کے لیے فرمایا: وقل لہما قولا کریم (والدین) سے تعظیم کی بات کہنا (یعنی حسن ادب کے ساتھ ان سے خطاب کرنا) مطلب یہ کہ ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے یہ خلاف ادب ہے اور اسمیں ان کی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے نہ ہوں تو ان کا ذکر نام لے کر کرنا جائز ہے۔ ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام و خادم اپنے آقا سے کرتا ہے۔ قرآن مجید کے لیے فرمایا: انہ لقرآن کریم۔ بے شک یہ عزت والا قرآن ہے۔ (جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہ

نازل کیا گیا کیونکہ یہ کلام الہی اور وحی ربانی ہے) اجر کے لیے فرمایا: فبشرہ بمغفرة واجور کریم۔ پس اسے بخشش اور عزت کی بشارت دے دیں (یعنی جنت کی)۔ فرشتوں کے لیے فرمایا: کراما کاتبین۔ معزز لکھنے والے (تمہارے اعمال کو)۔ حاملانِ وحی کے لیے فرمایا: بایدی سفرۃ کرام بودہ۔ (جس) ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے جو کرم والے کوئی والے (اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور وہ فرشتے ہیں جو اس کو لوح محفوظ سے نقل کرتے ہیں)۔ معلوم ہوا کہ اکرم کے معنی اللہ کی ذات میں وہ علو اور عظمت ہے جو اس کے شایانِ شان ہے اللہ اکرم ہے اور سارا جہان اسی کے جو دو کرم کا بزلہ خوار ہے ہر شی کو شرف و نجات اسی کی بارگاہ سے عطا ہوتی ہے اسی نے اپنے رسول کریم ﷺ کو شرف جاہ و کرم نفس سے ممتاز فرمایا ہے اسی کے جو دو نوال سے انسان کو صورت زیبا اور سیرت رضیہ حاصل ہوئی ہے اسی کا غنا و کرم سب کو ناز و نعم عطا فرماتا ہے اسی نے ہمیں کتابِ کریم عطا فرمائی۔

تیرا رتبہ خرد سے بالا ہے تو کبیر و علی و اعلیٰ ہے
یا علی اپنی برتری کے طفیل یا کبیر اپنی مہتری کے طفیل
سارے علم میں بول بالا کر دیں کے جھنڈے کو سب سے اعلیٰ کر

الْاَعْلٰی جلد دوم

حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے اس کو اسماء الحسنیٰ میں شمار کیا ہے یہ اسم پاک غلو سے ہے جس کا معنی بلندی ہے۔ فتعلی اللہ الملک الحق۔ (طہ: ۱۱۳ المؤمنون: ۱۱۶) پس سب سے بلند ہے اللہ سچا بادشاہ (جو اصل مالک ہے اور تمام بادشاہ اس کے محتاج ہیں)۔ ابوداؤد شریف کی حدیث ہے کہ جب یہ آیت سبح اسم ربک الاعلیٰ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس کو اپنے سجدے میں داخل کر دو یعنی سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ کہا کرو جس وقت ایماندار کا سر چہرہ اور ناک زمین پہ لگے ہوئے ہوتے ہیں اس وقت اور اس حالت سے بڑھ کر اور کوئی عاجزی کی حالت نہیں ہو سکتی۔ لہذا اس تسبیح کے معنی یہ ہوئے کہ بندہ ادنیٰ کو ربِ اعلیٰ کے حضور انتہائی عاجزی کی حالت میں ہونا چاہیے۔ یہی صورت ہماری بلندی درجہ کی موجب ہے۔ تو اعلیٰ وہ ہے کہ ملاءِ اعلیٰ بھی جس کی خشیت سے لرزاں و ترساں ہیں جو ہر ایک شریک سے برتر ہے جو اسی کام کو قبول فرماتا ہے جو خالصتا اس کی رضا کے لیے کیا جائے وہ اسی عبادت کو قبول کرتا ہے جو اس کو راضی کرنے کے لیے کی جائے اس کی شان اس سے برتر ہے کہ اس کی قدرت یا حکم یا ربوبیت میں کسی کو ذرا بھی شریک کیا جائے وہ ایسا اعلیٰ ہے جو عفو و فساد کو بندوں میں پسند نہیں فرماتا و اہل ایمان کو برتری بخشتا ہے اور امن و امان عطا فرماتا ہے اس کا اپنا ارشاد ہے: ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ (اس کا جو جنگ احد میں پیش آیا) تمہیں غالب آو گے اگر ایماندار ہو۔ اللہ تعالیٰ کے کتنے ہی ایسے بندے ہیں جو اس کی بارگاہ میں جھک کر ایسی بلندی پالیتے ہیں کہ دنیا کے بادشاہ بھی ان کو جھک کر سلام کرتے ہیں۔

یا حلیم اپنے علم کے صدقے عزت و آبرو میری رکھ لے
دین و دنیا میں نہ خوار و ذلیل اے عظیم اے میرے نصیر و کفیل
گرچہ ہوں یا غفور قابلِ نار اپنی رحمت سے کر دے بیڑا پار

الْخَلْقُ جَدِ جَدِ

الخالق کے تحت اس کی شرح لکھ دی گئی ہے خلاق خالق ہی سے مبالغہ کا صیغہ ہے اور قرآن مجید میں دو مرتبہ آیا ہے سورہ حجر آیت: ۸۶ میں ارشاد ہوتا ہے: اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَالِقُ الْعَلِيمُ۔ بے شک تمہارا رب ہی بہت پیدا کرنے والا جاننے والا ہے (اسی نے سب مخلوق کو پیدا فرمایا اور وہ اپنی مخلوق کے تمام حالات جانتا ہے)۔ سورہ یس آیت: ۸۱ میں فرمایا: وَهُوَ الْخَالِقُ الْعَلِيمُ اور وہی پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا ہے۔ دونوں آیات مبارکہ میں خلاق کا لفظ علیم کے ساتھ آیا ہے کیونکہ صفت خلق میں مکمل کمال اسی ذات کو حاصل ہے جو علم بھی تام رکھتا ہو قرآن مجید میں کتنی ہی آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو بیان فرمایا گیا ہے ان میں سورہ المؤمنون کی تین اکٹھی آیات ہیں۔ ان میں غور فرمائیں: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سَلَالَةٍ مِنْ طِينٍ۔ اور بے شک ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نَظْفَةً فِي قرارٍ مَكِينٍ۔ پھر اسے (یعنی اس کی نسل کو) پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ (رحم مادر) میں۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النَّظْفَةَ عِلْقَةً فَخَلَقْنَا الْعِلْقَةَ مَضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمَضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔ پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی، پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں، پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا، پھر اسے اور صورت میں اُٹھان دی (اس میں روح ڈالی اس بے جان کو جاندار کیا، نطق و سمع و بصر عطا فرمائی) پس بڑی برکت والا ہے اللہ اور سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بے شمار مخلوق کو نور سے بنایا، لا تعداد مخلوق کو نار سے بنایا، ان گنت مخلوق کو خاک سے بنایا، کوئی مخلوق ہوا میں اُڑ رہی ہے، کوئی پانی میں رہ رہی ہے، کوئی زمین کے اوپر ہے، کوئی زمین کے اندر ہے۔ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَى بَطْنِهِ۔ ان میں سے کوئی پیٹ پر چلتا ہے (سانپ، مچھلی اور بہت سے کیڑے مکوڑے) وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَى رِجْلَيْنِ۔ اور ان میں سے کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے (جیسے آدمی) وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَى أَرْبَعٍ۔ اور کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے (بہائم و درندے) يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ پیدا کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (النور: ۴۵) الْخَلْقُ کو ابو زید بغوی، امام سفیان بن عیینہ، امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمہ نے اسماء حسنیٰ میں شمار کیا ہے اور مستدرک للحاکم میں بھی ایسے ہی ہے۔

تو ہی اول ہے اور تو ہی آخر	تو ہی باطن ہے اور تو ہی ظاہر
پاک کر میرا باطن و ظاہر	آخرت کر بخیر یا آخر
اے مقدم مجھے مقدم کر	اپنی درگاہ میں معظم کر
یا مؤخر رہوں نہ میں پیچھے	مورد لطف سب سے ہوں پہلے
والی و کار ساز تو میرا	متعالیٰ ہے آسرا تیرا
اے نکو کار برائے تو اب	بخش توفیق مجھ کو تو یہ شتاب
عمل نا صواب کا میرے	مستقم مجھ سے انتقام نہ لے

النَّصِيرُ جلد دوم

مستدرک للحاکم میں یہ اسم پاک اسماء حسنیٰ میں شامل ہے اور سفیان بن عیینہ امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ نے بھی بیان فرمایا۔ یہ اسم پاک نصر اور نصرت سے ہے جس کا معنی ہے مدد کرنا۔ یہ اسم پاک قرآن مجید میں کئی مرتبہ آیا ہے پھر کبھی بندے کی طرف سے اللہ (کے دین) کی مدد ہوتی ہے جیسے فرمایا گیا: ان تنصروا اللہ ینصرکم۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں باہمی مدد و نصرت ہو جائے ایک دوسرے کا کام بنانے میں مدد کی جائے اللہ کے احکام کی حفاظت حدودِ الہی کی رعایت اس کے دین کی خدمت کرنا اس کو اپنی مدد قرار دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کا بندے کی مدد کرنا تو صاف اور واضح ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اذا جاء نصر اللہ والفتح ورايت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آئے (نبی اکرم ﷺ کے لیے دشمنوں کے مقابلہ میں اس سے یا عام فتوحات مراد ہیں یا خاص فتح مکہ) اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ فتح مکہ کے بعد ہوا کہ لوگ ہر طرف سے شوق غلامی میں چلے آتے تھے اور شرف اسلام سے مشرف ہوتے تھے۔ یہود میں سے عبد اللہ بن سلام کے علاوہ مندرجہ ذیل سردارانِ یہود بھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے: شمعون بن یزید عبد الرحمن بن زبیر کعب بن سلیم مازن بن عضویہ رضی اللہ عنہم نصاریٰ کو دیکھو عدی بن حاتم عروہ بن مسعود بن اوس عمر بن المسیح بن کعب قیس بن جدر حلب الطائی ابو مریم نذیر غسانی وغیرہ۔ انباء فارس میں فیروز دیلمی باذان سلمان رضی اللہ عنہم اہل روم میں سے صہیب رومی باقوم افریقی۔ اہل قبط سے جبیر بن عبد اللہ۔ اہل عک میں سے بشیر بن جابر۔ اہل نمیر میں سے قرہ بن دیموس نمر بن تولب العسکلی اہل حضرموت سے عبد الرحمن بن عائش مخرمہ بن شریح اہل نجد میں سے ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہم اجمعین علاوہ ازیں بہت سارے لوگوں کو اکناف و اطراف عالم میں سے دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر کر دیا یہ سب اللہ کی مدد کے جلوے ہیں۔ اس اسم پاک سے تخلق پیدا کرنے والے پر لازم ہے کہ اللہ کی بارگاہ سے اس کی مدد و نصرت کا ملتی رہے اور عرض گزار رہے:

کوئی میرا نہیں علیم ہے تو	تو ہی دے گا مجھے کریم ہے تو
تیرے قبضے میں انتظام جہاں	قابض باسط ہے تیری شان
تو شہنشاہ قاہر و عادل	خافض و رافع و معز و مدل
جس کو چاہے تو سر بلند کرے	اور جسے چاہے مستمند کرے

الْاِلَٰه جلد دوم

مستدرک للحاکم میں الالہ کو اسماء حسنیٰ میں شمار کیا گیا ہے اور امام سفیان بن عیینہ امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ نے بھی ایسے ہی بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اسم جلالت اللہ ہے لیکن الہ بھی اس کا ذاتی نام ہے بعض نے تو لفظ اللہ پہ بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسی پہ الف اور لام تعریف لگایا گیا ہے جو کثرت استعمال سے خود نفس کلمہ بن گیا ہے۔ کلمہ طیب اور دیگر مقامات پر اس اسم کا استعمال قرآن پاک میں بکثرت ہوا ہے جیسے والہکم الہ واحد۔ اس اسم پاک کے خصائص میں سے ہے کہ عبادت

دعوت اور وحدت کو اس سے خاص تعلق ہے جہاں کہیں بھی یہ اسم پاک ہوگا مندرجہ بالا کسی نہ کسی صفت کا ظہور اس جگہ ضرور ہوگا اس اسم پاک سے تخلق تو پیدا نہیں ہو سکتا، البتہ تعلق پیدا ہو سکتا ہے اس کے لیے اول اعتقاد وحدت ضروری ہے پھر دعوت ہو تو اسی نام کی ہو یہ اسم پاک تفرید و توحید میں ایک خاص شان رکھتا ہے شرک جلی تو کیا شرک خفی بھی اسکی بارگاہ میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ توحید خالص اور تفرید صادق جب کسی بندے کو حاصل ہو جاتی ہے تب اس اسم پاک کے وفور متجلی ہوتے ہیں بندے کی انانیت گم ہو جاتی ہے اور عبودیت وضوح تام کے ساتھ نمایاں ہو جاتی ہے پھر عرفان صحیح اور یقین کامل کا فیض شروع ہو جاتا ہے اور انہی دوشہ پروں کے ساتھ بندے کو ترقی و عروج ملتا ہے حتیٰ کہ عبد کامل امام الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ کی متابعت کا تاج اسے پہنا دیا جاتا ہے اور واجعلنا للمتقین اماما کے تحت پر متمکن کر دیا جاتا ہے مبارک ہے وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ ایسی کامیابی عطا فرما دیتا ہے۔ (شرح اسماء الحسنی)

بینواؤں کو دم میں کر دے شاہ	بادشاہوں کو کر دے پل میں تباہ
نہ کوئی تیرا روکنے والا	نہ کوئی تجھ کو ٹوکنے والا
تابع امر تیرے کون و مکان	احکم الحاکمین ہے تیری شان
اے خداوند تو سمیع و بصیر	حکم و عدل اور لطیف و خبیر
تو ہی پنہاں و آشکارا ہے	تیری ہی ذات کا سہارا ہے

الْعَلَامُ جلد ۱

اللہ تعالیٰ کا یہ اسم گرامی مستدرک للحاکم میں ہے اور قرآن مجید میں یہ نام تین جگہ آیا ہے اور ہر جگہ باضافت علام الغیوب فرمایا گیا ہے سورہ مائدہ میں ہے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوں گے: انک انت علام الغیوب۔ (آیت: ۱۱۶) بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا خوب جاننے والا۔ (اس میں علم کو اللہ کی طرف منسوب کرنا اور معاملہ اس کے سپرد کرنا اور عظمت الہی کے سامنے اپنی مسکینی کا اظہار کرنا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان ادب ہے۔ سورہ توبہ آیت: ۸ میں فرمایا: الم يعلموا ان اللہ يعلم سرهم ونجواهم وان اللہ علام الغیوب۔ کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل کی چھپی اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے یعنی اس پر کچھ بھی مخفی نہیں منافقین (جن کا سیاق و سباق میں ذکر ہو رہا ہے) کے دلوں کی بات بھی جانتا ہے جو آپس میں وہ ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرتے ہیں ان کو بھی سورہ سہا میں فرمایا: قل ان ربی یغذف بالحق علام الغیوب۔ (آیت: ۲۸) فرمادیجئے: بے شک میرا رب حق کا القا فرماتا ہے (اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف) بہت جاننے والا سب غیبوں کا۔ علام۔ علم سے مبالغہ کا صیغہ ہے اور علیم صفت مشبہ کا۔ صفت مشبہ کا تعلق مطلقاً ذات و وصف سے ہوتا ہے اور اس میں زمان و مکان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، عموماً ثلاثی مجرد سے آتی ہے ہاں اگر دلالت فعل کسی رنگ عیب یا حلیہ پر ہو تب اس میں دوام و استمرار ہوتا ہے، فعیل صفت مشبہ کے اوزان میں سے ہے۔

وزن افعل ہونا ضروری ہے جیسے اسود اعرج وغیرہ مبالغہ میں موصوف کا اس صفت سے بکثرت موصوف ہونا مراد ہے۔ اس اسم پاک سے تخلق پیدا کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ اپنے باطن کو علام الغیوب کے لیے کم از کم اتنا تو درست بنالیں جتنا کہ

اپنے ظاہر کو ہم جنسوں کی نظر ظاہرین کے سامنے درست بنالیا کرتے ہیں۔

کوئی میرا نہیں علیم ہے تو تو ہی دے گا مجھے کریم ہے تو
سب حوادث سے یا حفیظ بچا تو ہی حافظ ہے یا حفیظ مرا
زار ہوں یا مقیت قوت دے روح کو زور تن کو طاقت دے
خت ہے یا حسیب روز حساب بخش دے مجھ کو بے حساب و کتاب

الْقَاهِرُ جلد دوم

(سنن ابن ماجہ، مستدرک للحاکم، ابوزید بغوی، سفیان بن عیینہ، امام جعفر صادق، حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ) یہ فہر سے ہے جس کا معنی غلبہ ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً۔ (الانعام: ۶۱) اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔ حفظہ سے مراد فرشتے ہیں جن کو کرانا کاتبین کہتے ہیں وہ بنی آدم کی نیکی اور بدی لکھتے رہتے ہیں ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہیں ایک داہنے ایک بائیں نیکیاں داہنی طرف کا فرشتہ لکھتا ہے اور بدیاں بائیں طرف کا بندوں کو چاہیے کہ ہمیشہ ہوشیار رہیں اور بدیوں اور گناہوں سے بچیں کیونکہ ہر ایک عمل لکھا جاتا ہے اور روز قیامت وہ نامہ اعمال تمام خلق کے سامنے پڑھا جائے گا تو گناہ کتنی رسوائی کا سبب ہوں گے اللہ پناہ دے۔ آمین ثم آمین!

اللہ تعالیٰ قاہر ہے کیونکہ اسے تمام مخلوق پر غلبہ تام حاصل ہے اس کے سامنے سب کے سب سراقندہ و عاجز ہیں اس اسم پاک سے مخلوق پیدا کرنے والوں کو غلبہ و طاقت کے وقت کمزوروں پر رحم کرنا چاہیے۔ حضرت ابو درداء صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ حضور ﷺ پیچھے سے تشریف لے آئے آپ نے فرمایا: تیرا رب تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی تجھ کو اپنے غلام پر ہے۔ یہ سن کر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ زمین پر گر گئے اور غلام سے کہا: اپنا پاؤں جوتے سمیت میرے رخسار پر رکھ دے تب جاہلیت کی بو میرے دماغ سے نکلے گی۔

کر عطا یا جلیل جاہ و جلال اپنی رحمت سے کر دے مالا مال
یا کریم اے رقیب اے دیان یا مجیب الدعائے مضطربان
شر اعداء سے بے خطر کر دے جملہ آفات سے نڈر کر دے

الْغَافِرُ جلد دوم

ابوزید بغوی، سفیان بن عیینہ، امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ نے اس نام کو اسماء الحسنیٰ میں سے بیان فرمایا ہے۔ غَفَرَ کا لغوی معنی چھپانا اور ڈھانپنا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: اغفر ثوبک فی الوعاء۔ کپڑا صندوق میں رکھ (چھپا) دو۔ اصبع ثوبک فانہ مغفر۔ کپڑا رنگ لودہ میل کو چھپانے والا ہے۔ مغفر آہنی خود کو کہتے ہیں جو سر کو ڈھانپ لیتا ہے۔ غفار اس رومال کو کہتے ہیں جو عورتیں سر پر لیتی ہیں تاکہ اوڑھنی چکنی نہ ہونے پائے اللہ تعالیٰ بھی گناہوں پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ ستاری فرماتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے دنیا میں اقبال جرم کے بعد عدالت مجرم کو پکڑتی اور سزا دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ بندے کو اعتراف گناہ پر

معاف فرمادیتا ہے۔ ومن یغفر الذنوب الا اللہ اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو معاف کرے۔ سورہ زمر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ فرمادو: اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی (گناہوں اور معصیوں میں مبتلا ہو کر) اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوئے شک اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دیتا ہے (اس کے جو کفر سے باز آئے) مشرکین میں سے چند آدمی سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کا دین تو بے شک حق اور سچا ہے لیکن ہم نے بڑے بڑے گناہ کیے ہیں، بہت سی معصیوں میں مبتلا رہے ہیں، کیا کسی طرح ہمارے وہ گناہ معاف ہو سکتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

تو غفو ہے اور میں خاٹی	تو رؤف و رحیم میں عاصی
میں گناہ گار فاجر و بدکار	تو غفور اور سائر و ستر
عالم و غافر الذنوب توئی	ناظر و سائر العیوب توئی
درگزر کر میری خطاؤں سے	ڈھانپ لے ڈھانپ لے عیوب مرے
مالک الملک ہے تو اے سرور	در ترا چھوڑ کر میں جاؤں کدھر
کون ہے تیرے سوا ذوالانعام	اے میرے ذوالجلال والا کرام

الْفَاطِرُ جَدِیدٌ

(سنن ابن ماجہ، مستدرک للحاکم، ابوزید بغوی، سفیان بن عیینہ، امام جعفر صادق، حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ) الفاطر۔ فطر سے ہے جو ابداع یعنی پیدائش اولین کے معنی دیتا ہے۔ فاطر نام کی پوری سورت قرآن مجید کے بائیسویں پارے میں موجود ہے جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں: الحمد للہ فاطر السموات والارض۔ سب خوبیاں اس اللہ کو جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا۔ اللہ تعالیٰ فاطر ہے کیونکہ وہی خالق فطرت اور قانون نیچر کا بنانے والا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: فطرۃ اللہ الّٰہ الّٰہ فطر الناس علیہا۔ (الروم: ۳۰) اللہ تعالیٰ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا فرمایا (یہاں فطرت سے مراد دین اسلام ہے) معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو ایمان پر پیدا فرمایا جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، یعنی اس عہد پر جو "الست بربکم" فرما کر لیا گیا۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے: پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ اس آیت میں حکم دیا گیا کہ دین الہی پر قائم رہو جس پر اللہ نے خلق کو پیدا کیا۔ فطور اور انقطاع کے الفاظ بھی اسی سے ہیں۔ سورہ ملک میں ہے: (اللہ وہ ہے) جس نے سات آسمان بنائے ایک دوسرے کے اوپر تو رخن کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے (یعنی آسمانوں کی پیدائش سے قدرت الہی ظاہر ہے کہ اس نے کیسے مستحکم، استوار، مستقیم، مستور، متناسب بنائے) تو نگاہ اٹھا کر دیکھ (آسمانوں کی طرف) اهل تروی من فطور۔ تجھے کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فاطر ہے اور اس کی پیدائش میں ذرا سا بھی فطور نہیں دیکھا جاسکتا۔ انقطاع کا معنی کھودنا بھی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس دو بدوی آئے جو ایک کنویں کی ملکیت کے دعوے دار تھے ان میں سے ایک نے کہا: انا فطرتھا۔ میں نے اس کنویں کو کھودا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: اذا السماء

انفطرت ۔ جب آسمان پھٹ پڑے۔ اللہ تعالیٰ فاطر ہے اسی نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور اسی کے حکم سے ان میں انفطار پیدا ہوگا۔ الغرض اللہ ہی بنانے والا ہے اور وہی مٹانے والا ہے۔ مخلوق میں نہ تو کسی میں آسمان وزمین جیسی شے بنانے کی طاقت ہے اور نہ مٹانے کی قوت۔

تو نے بنایا سب جہاں تیرے سوا کوئی نہیں ہے تو ہی مونس بے کساں تیرے سوا کوئی نہیں سب میں ہے تو عیاں نہاں تیرے سوا کوئی نہیں کہتے ہیں سب یہ عارفان تیرے سوا کوئی نہیں کہتا ہوں میں یہ ہر زمان تیرے سوا کوئی نہیں کہتے تھے سب یہ بے گماں تیرے سوا کوئی نہیں سب کا تو ہی ہے مہرباں تیرے سوا کوئی نہیں کہتے ہیں رب یہ برزباں تیرے سوا کوئی نہیں سب سے بڑی یہ تیری شان تیرے سوا کوئی نہیں

تو ہے خدائے انس و جاں تیرے سوا کوئی نہیں سب کا تو ہی ہے کارساز نام تیرا ہے بے نیاز دیر و حرم کنشت میں باغ میں اور بہشت میں لے کے زمیں سے تا سما تیرا ہی سب ظہور ہے حمد کرے تیری ادا کیا ہے بشر کا حوصلہ جتنے ہوئے ہیں انبیاء تا بجناب مصطفیٰ ہیں جو غریب بیکس و عاجز و خستہ ناتواں حور و ملک اور انس و جاں تیرا ہی بھر رہے ہیں دم ہے تو ہی قادر و قدیر کہتا ہے بس یہی حقیر

(حافظ فتح محمد قادری دہلوی رحمہ اللہ)

اَلْمَلِیْکُ جَدِیْدٌ

(۲) امام سفیان بن عیینہ امام جعفر صادق (حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ) اَلْمَلِیْکُ مُلْک سے ہے پھر مالک ملک اور مُلْک دووں سے آتا ہے اور قرآن پاک میں مالک بغیر اضافت کے اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں آیا اور اس کے معنی بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی بیان فرما دیئے ہیں چنانچہ فرمایا: مَالِکُ یَوْمَ الدِّیْنِ ۔ اور اس کا معنی سورۃ انفطار کی آخری آیت میں یوں بیان فرمایا: یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْنًا وَّالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِلّٰہِ ۔ (یوم دین وہ ہے) جس دن کوئی جان کسی جان کا کچھ اختیار نہ رکھے گی (یعنی کوئی کسی کا فر کو نفع نہ پہنچا سکے گا۔ خازن) مُلْک کے معنی قرآن مجید نے خود بیان فرمائے ہیں سورۃ آل عمران کی آیت: ۲۶ میں فرمایا: قُلِ اللّٰہُمَّ مَالِکُ الْمَلِکِ تُؤْتِی الْمَلِکَ مِنْ تَشَآءُ ۔ (اے پیارے اپنے رب سے) یوں عرض کر: اے اللہ! ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے مالک بغیر اضافت کے داروغہ جہنم کا نام بتایا گیا ہے۔ و نَادُوا بِاِمْلِکِ لِبِقْضِ عَلٰیْنَا رَبِّکَ قَالِ اَنْکُمْ مَآکُثُوْنَ ۔ (آیت ۷۷) اور وہ پکاریں گے: ایک مالک تیرا رب ہمیں تمام کر چکے (یعنی موت دے دے مالک جہنم کے داروغہ کو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کی موت کی دعا کرے) وہ فرمائے گا: (ہزار برس بعد) تمہیں تو ٹھہرنا ہے (عذاب میں ہمیشہ کبھی اس سے رہائی نہ پاؤ گے نہ موت سے نہ اور کسی طرح) مَلِکُ کا لفظ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے لیے اضافت کے ساتھ مَلِکُ النَّاسِ بھی آیا ہے اور بغیر اضافت کے بھی الْمَلِکُ الْقُدُوسُ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کے لیے بھی وَقَالَ الْمَلِکُ اَنْتَ نَبِیُّہِ ۔ بارشاد نے کہا: اس (یوسف علیہ السلام) کو میرے پاس لاؤ۔ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوتَ مَلِکًا (اور ان سے ان کے نبی نے

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا دیا ہے۔

ملیک کا لفظ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے استعمال نہیں ہوا اللہ تعالیٰ ملیک ہے کیونکہ ملائکہ اور ملوک اسی کی ملک ہیں جسے چاہتا ہے چند روز کے لیے اپنا ملک عطا فرما دیتا ہے ہر شی کی ملکوت (جان) اسی کے قبضے میں ہے اس کی ملک داری میں کسی دوسرے کو شرکت حاصل نہیں۔ ولم یکن له شریک فی الملك۔ اس وزن (فعلیل) میں بمقابلہ فاعل و فعل یہ مزید خوبی ہے کہ اس صفت کا لزوم خود ذات موصوف سے ہوتا ہے۔ اس اسم مبارک سے تعلق تو نہیں تعلق پیدا ہو سکتا ہے اور وہ یوں کہ خود کو ادنیٰ غلام سمجھو ہر شی کا مالک حقیقی اللہ ہی کو سمجھو جس کی بادشاہی ازل وابد پر حاوی ہے جو گدا کو تاج شاہی پہنا دے اور تخت نشینوں کو دم بھر میں خاک پر بٹھا دے بلکہ سولی پر لٹکا دے۔ وتعز من تشاء وتذل من تشاء۔

ہے تو لاریب مقسط و منصف
پر ہوں میں عدل سے بہت خائف
رو برو تیرے عدل کے شاہا
غیر ممکن ہے اپنا چھٹکارا
ارحم الراحمین برحمت خویش
اکرم الاکرمین بعزت خویش
رحم رکن رحم یا غفور و رحیم
کرے کن بحال زار سقیم
جمع کر میرے دل کو یا جامع
فکر روزی سے مجھ کو کر قانع

الْحَفِیُّ جَدِید

حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے اس کا شمار اسماء حسنیٰ میں کیا اور ساتھ فرمایا: قل من نبہ علی ذلک کہ بہت کم لوگ ہیں جنہیں اس اسم کی آگاہی ملی۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۸۲) حفی بروزن غنی کا معنی بہت بڑا عالم بھی ہے اور بڑا مہربان بھی ہے یہ اسم پاکیزہ اور لطیف کا ہم معنی ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس اسم پاک کا اطلاق فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ یعنی چچا آزر کو سلام متارکت کہتے ہوئے فرمایا: ساستغفر لک ربی انہ کسان ہی حفی۔ قریب ہے کہ میں تیرے لیے اپنے رب سے معافی مانگوں گا (کہ وہ تجھے توبہ اور ایمان کی توفیق دے کر تیری مغفرت کرے) بے شک وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے۔ (مریم: ۴۷) تو اللہ تعالیٰ حفی ہے کہ وہ اپنے بندوں پر کمال مہربانی فرمانے والا ہے اپنے بندوں کی پریشانی احوال فرماتا ہے خود سائلوں کو بلاتا ہے درخواست کرنے والوں کو عرض و معروض کا موقع عطا فرماتا ہے اور ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے اور وہ اس لیے بھی حفی ہے کہ اس کے علم نے سب کو گھیر رکھا ہے اس کے لطف و احسان نے سب کو زیر بار کر دیا ہے وہ اپنے بندوں کو نیک اعمال پر آمادگی بخشتا ہے اور نافرمان بندوں کے تائب ہونے پر فرحت و سرور کا اظہار فرماتا ہے۔

تجھ کو کس بات کی شہا ہے کی
کر غنی مجھ کو بھی تو یا مغنی
دین و دنیا میں کچھ رہے نہ ہوں
اتنا دے اتنا دے کہ کہہ دوں بس
لاکھ دشمن ہوں مجھ کو کیا خطرہ
لاکھ ہوں دوست مجھ کو کیا پرواہ

الْمُحِيطُ بِجَدِّهِ

(مستدرک للحاکم، ابوزید بغوی، سفیان بن عیینہ، امام جعفر صادق، حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ) الْمُحِيطُ - احاطہ سے ہے جس کا استعمال اجسام کے لیے ہوتا ہے اسی لیے دیوار کو عربی میں حائط کہتے ہیں پھر اس کا استعمال حفاظت کے معنی میں بھی آتا ہے: ان اللہ بکل شیء مُحِيطٌ - یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت تمام جہات سے کر رکھی ہے اور اس کا استعمال علم کے لیے بھی ہوتا ہے فرمایا: ان اللہ بما تعملون مُحِيطٌ - اس وقت معنی یہ ہوں گے کہ اس شیء کے وجود و جنس اور کیفیت و غرض اور مقصود ایجاد اور نتیجہ و اثر کی کامل واقفیت ہو ظاہر بات ہے کہ مخلوق کے متعلق علم کی یہ وسعت صرف اللہ کو ہی حاصل ہے جو رب العالمین ہے اسی لیے ارشاد فرمایا گیا: بل کذبوا بما لم يحيطوا بعلمه ولما ياتهم تاويله - (یونس: ۳۹) بلکہ اسے جھٹلایا جس کے علم پر قابو نہ پایا (یعنی قرآن مجید کو سمجھنے اور جاننے کے بغیر انہوں نے اس کی تکذیب کی اور یہ کمال جہل ہے کہ کسی شیء کو جانے بغیر اس کا انکار کیا جائے۔ قرآن پاک کے ایسے علوم پر مشتمل ہونا جن کا مدعیان علم و خرد احاطہ نہ کر سکیں اس کتاب کی عظمت و جلالت ظاہر کرتا ہے تو ایسی اعلیٰ علوم والی کتاب ماننا چاہیے تھا نہ کہ اس کا انکار کرنا) اور ابھی انہوں نے اس کا انجام نہیں دیکھا (یعنی اس عذاب کو جس کی قرآن پاک میں وعیدیں ہیں) الغرض اللہ کے سوا اور کوئی اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ مُحِيطُ ہے کیونکہ وہ اپنی تمام مخلوق کی حفاظت فرماتا ہے تمام مخلوق پر اقتدار رکھتا ہے ہر مخلوق کی پیدائش، غرض پیدائش، انجام پیدائش اور فوائد پیدائش سے خبردار ہے احاطہ مکانی و زمانی سب اسی کے بنائے ہوئے ہیں اس کی قدرت کاملہ ان امور کو سرانجام فرماتی ہے جن پر انسان کو قدرت نہیں مسلمانوں کو ایسی ایسی فتوحات ملیں اور ملیں گی جن کے حصول کی ان کو قدرت نہیں۔ وَاخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهٖمَا - اس اسم پاک کے ساتھ تخلق پیدا کرنے والوں پر لازم ہے کہ اپنے اجسام و اعمال و ارواح پر اللہ تعالیٰ کو مُحِيطُ جانیں اور احاطت خطبتہ کی بدترین حالت سے اپنے آپ کو بچائیں جو اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان گناہوں پر دلیر ہو جاتا ہے گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے اور دل پر ظلمت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی ہر حالت گناہ میں گزرتی ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ -

خالق خیر و شر تو ہے یا رب	دوست دشمن برائے نام ہیں سب
ضرر و نفع کا تو ہے خلاق	زہر کیا چیز مان لیا تریلق
تیرے قبضے میں نفع اور نقصان	ضار و نافع ہے تیری شان
ظلمت جہل سے چھڑا یا نور	نور عرفاں سے دل کو کر پُر نور
ھر چہ غیر از تو زان نفورم کن	پائے تا فرق غرق نورم کن

الْمُسْتَعَانُ بِجَدِّهِ

حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے المستعان اور امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ نے المستعان کی جگہ المنعم بھی بیان کیا ہے یاد رہے کہ ننانوے اسماء حسنی جو ترمذی شریف کی حدیث سے بحوالہ مشکوٰۃ لکھے گئے ہیں ان کے بعد اسماء حسنی کے ساتھ جہاں بھی حافظ ابن

حجر لکھا گیا ہے اس سے مراد شیخ عبدالسلام حافظ احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد بن حجر الکتانی نسباً المستقلانی اصلاً المصری مولداً
 ﷺ ہیں اور فتح الباری سے مراد بھی انہی کی کتاب ہے نہ کہ امام قسطلانی کی فتح الباری۔ المستعان۔ عون سے ہے جس کا معنی مدد
 و حمایت ہے۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کے پاس جب ان کے بیٹے یوسف علیہ السلام کی خون آلود قمیص لے کر گئے اور عرض
 کیا کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے تب یعقوب علیہ السلام نے کہا: واللہ المستعان علی ما تصفون اور اللہ ہی سے مدد چاہتا
 ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو۔ (یوسف: ۱۸) چنانچہ اس اسم پاک کی برکت سے بالآخر باپ بیٹے کی ملاقات ہو گئی۔ نبی اکرم ﷺ
 نے کفار عرب کے مقابلہ میں یہ دعا پڑھی: **وَدَبْنَا الرَّحْمَنَ الْمُسْتَعَانَ عَلٰی مَا تَصِفُونَ**۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسی
 کامیابی عطا فرمائی جو کسی نبی علیہ السلام کو بھی نہ ملی جس طرح حضور علیہ السلام کی دعا میں یعقوب علیہ السلام کی دعا سے زیادہ الفاظ کی
 قوت ہے کامیابی میں بھی یہی فرق نظر آ رہا ہے وہاں بیٹا باپ کو ملتا ہے یہاں ہزاروں لوگ اسلام میں داخل ہو کر حضور ﷺ کے
 حلقہ غلامی میں آ جاتے ہیں۔

جب گرے کوئی نہ آیا تھا منے آبرورکھ لی نبی کے نام نے
 میری آنکھوں میں ستارے بھر دے شہر بطحا کی سہانی شام نے
 تشنگی سب کی مٹائی حشر میں ساقی کوثر کے شیریں جام نے
 ہم سورہ فاتحہ میں پڑھتے ہیں: **اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ**۔ ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ یہاں پر قاضی محمد
 سلیمان سلمان منصور پوری نے معارف الاسماء شرح اسماء الحسنی ص ۱۸۹ پہ استعانت اور معاونت میں فرق بیان کر کے استعانت کو
 رب العالمین کا خاصہ قرار دیا ہے اور ص ۱۹۰ پر غیر اللہ کی استعانت و مدد کو شرک جلی قرار دیا اور کہا کہ اکثر مسلمان شرک میں اس لیے
 آلودہ ہیں کہ **اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ** کے معنی نہیں سمجھتے اور سمجھنے پر مائل بھی نہیں ہوتے جبکہ تفسیر عثمانی میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر
 میں مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں: اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل
 ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندے کو محض واسطہ رحمت الہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے یہ جائز ہے کہ یہ
 استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

خدائے لوح و قلم کا کرم عطا ادراک
 حصول فیض الہی کا واسطہ ادراک
 اسی کا فضل ہیں علم آگہی نوا ادراک
 ہے اسکے لطف و نوازش کا سلسلہ ادراک

کتاب حکمت و دانش کی ابتدا ادراک
 میان عابد و معبود رابطے کی سبیل
 ہنر دیا ہے اسی نے قلم چلانے کا
 دل بشر پہ وہ کرتا ہے منکشف اسرار

الرَّفِیْعُ جَدِّ مَدَدِ

(مستدرک حاکم امام جعفر صادق حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ) رفیع بر وزن فعیل رفعت سے ہے اور یہ وزن فاعل و مفعول دونوں
 کے لیے آتا ہے اللہ تعالیٰ رفیع ہے یعنی بلندیوں کا مالک بھی ہے اور بلندیاں عطا فرمانے والا بھی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا

ہے: رفیع الدرجات ذوالعرش۔ (المومن: ۱۵) بلند درجے عطا فرمانے والا ہے۔ (انبیاء و اولیاء و علماء کو جنت میں) عرش کا مالک۔ سورہ مجادلہ آیت: ۱۱ میں فرمایا: یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا (اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے باعث) درجے بلند فرمائے گا تو اللہ تعالیٰ رفیع ہے جس نے ہمارے سروں پہ ایسے آسمان کو بلند فرمایا کہ بغیر عمدتوں نہا۔ (لقمان: ۱۰) بغیر ایسے ستون کے جو تمہیں نظر آئیں۔ الذی خلق سبع سموات طباقا ما تری فی خلق الرحمن من تفوت فارجع البصر هل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین بنقلب الیک البصر خاسئا وهو حسیر۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلناها رجوماً للشیطن۔ (الک) جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا تو رحمن کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے (یعنی آسمانوں کی پیدائش میں قدرت الہی ظاہر ہے کہ اس نے کیسے مستحکم، استوار، مستقیم، مستوی، متناسب بنائے) تو نگاہ اٹھا کر دیکھ (آسمان کی طرف بار دیکھو) تجھے کوئی رخسہ نظر آتا ہے پھر دوبارہ نگاہ اٹھا (اور بار بار دیکھ) نظر تیری طرف ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی (کہ بار بار کی جستجو سے بھی کوئی خلل نہ پاسکے گی) اور بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو (جو زمین کی طرف سب سے زیادہ قریب ہے یعنی آسمان دنیا) چراغوں سے آراستہ کیا یعنی ستاروں سے مزین فرمایا اور انہیں شیطانوں کے لیے مار کیا (کہ جب شیاطین آسمان کی طرف گفتگو سننے اور باتیں چرانے پہنچیں تو کواکب سے شعلے اور چنگاریاں نکلیں جن سے انہیں مارا جائے)۔

گو جدا ہاتھ سے قلم نہ ہوا	تیرا اک وصف بھی رقم نہ ہوا
کون سی شب تھی فضل سے خالی	کون سے دن ترا کرم نہ ہوا
یہ بھی تیری ہی مہربانی ہے	میں جو مشغول کیف و کم نہ ہوا
سروہ کس کام کا بھلا یا رب	تیری دہلیز پر جو خم نہ ہوا
جب سے بخش ہے بندگی تو نے	دل کبھی مائل حشم نہ ہوا
جب سے "لا تَقْنَطُوا" کہا تو نے	کوئی دکھ درد رنج غم نہ ہوا
میں مدینے میں مر تو سکتا ہوں	گو وہاں پر مرا جہنم نہ ہوا
اُس کو بھی اپنا گھر دکھا مولا	جو کبھی مائل حرم نہ ہوا
گو کہ ہوں لا الہ کا قائل	مجھ سے اک بت بھی منہدم نہ ہوا
اپنی خواہش کا میں پجاری ہوں	مجھ سے تسخیر یہ صنم نہ ہوا
درج شہزاد جو ہے قرآن میں	کوئی بھی امر کا عدم نہ ہوا

اللہ کے بندوں کے بلند درجات کا ذکر

اللہ تعالیٰ رفیع ہے جس نے اپنے بندوں کو درجات میں بعض بندوں پر رفعت عطا فرمائی۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند مقام پر رفعت عطا فرمائی۔ واذکر لی الکتب ادریس الہ کان صدیقاً نبیاً ورفعه مکاناً علیاً۔ (مریم: ۵۶-۵۷) اور کتاب

میں اور ایں علیہ السلام کو یاد کیجئے بے شک وہ صدیق نبی تھے غیب کی خبریں دینے والے اور ہم نے انہیں بلند مقام پر اٹھالیا۔ (دنیا میں انہیں علوم مرتبت عطا کیا یا یہ معنی ہیں کہ آسمان پر اٹھالیا اور یہی صحیح تر ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث معراج میں ہم لکھ چکے ہیں۔ حضرت اور ایں علیہ السلام کا اسم گرامی اخنوخ ہے آپ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کے دادا ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ ہی پہلے رسول ہیں۔ آپ کے والد حضرت شیث بن آدم علیہما السلام ہیں۔ سب سے پہلے جس شخص نے قلم سے لکھا وہ آپ ہی ہیں کپڑوں کے سینے اور سلے کپڑے پہننے کی ابتداء بھی آپ ہی سے ہوئی آپ سے پہلے لوگ کھالیں پہنتے تھے سب سے پہلے ہتھیار بنانے والے ترازو اور پیانے قائم کرنے والے اور علم نجوم و حساب میں نظر فرمانے والے بھی آپ ہی ہیں یہ سب کام آپ ہی سے شروع ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ پر تیس صحیفے نازل کیے اور کتب الہیہ کی کثرت درس کے باعث آپ کا نام اور ایں ہوا۔ (خزائن العرفان)

خدا کے سوا ہر چیز باطل ہے

أَلَا كُلُّ مَا خَلَا اللَّهُ بَاطِلٌ وَكُلُّ نَعِيمٍ لَا مُحَالَةَ زَائِلٌ

ہر چیز جو اللہ کے ماسوا ہے باطل ہے اور ہر نعمت یقیناً زائل ہونے والی ہے۔ اور محبت باری محبت کے دل سے ہر غیر کی محبت کو محو کر دیتی ہے۔

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن	محبت نہیں جس میں شدت نہیں
محبت کے انداز ہیں سب پرانے	خبردار ہو اس میں جدت نہیں
از محبت تلخیا شیریں شود	و ز محبت سیمہا زریں شود
از محبت درد ہا صافی شود	و ز محبت درد ہا شافی شود

حضرت شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سمیت المحبة لانها تمحو من القلب ما سوى المحبوب . محبت کو اسی لیے محبت کہتے ہیں کہ محبوب کے سوا ہر چیز کو دل سے محو کر دیتی ہے۔

استاذ ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: المحبة محو المحب لصفاته واثبات المحبوب بذاته . محبت محبت کو صفات کی وجہ سے مٹا دینا اور محبوب کو اس کی ذات کے ساتھ ثابت کرنا ہے۔

حضرت سمنون رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ذهب المحبوب لله بشرف الدنيا والاخرة لان النبي صلى الله عليه وسلم قال المرء مع من احب . اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے والے دنیا و آخرت کا شرف لے گئے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: بندہ جس سے محبت کرے گا اسی کے ساتھ ہوگا امام غزالی نے کسی کو درج ذیل اشعار پڑھتے سنا تو بے ہوش ہو گئے:

لَقَدْ لَسَعْتُ حَيَّةُ الْهَوَى كَبِدِي	فَلَا طَبِيبَ لَهَا وَلَهُ رَاقِي
إِلَّا الْحَيِّبُ الَّذِي شَفَعْتُ	فَعِنْدَهُ رَقِيتِي وَتَرْيَاقِي

محبت کے سانپ نے میرے جگر کو کاٹا تو اس کا نہ کوئی طبیب ہے اور نہ جھاڑ پھونک کرنے والا سوائے اس محبوب کے جس نے

میرادل بھر دیا اسی کے پاس میرادم اور میراعلاج ہے۔

رفعت ذکر و مقام مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ رفیع ہے جس نے نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام پہ بلند مقام عطا فرمایا: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ۔ (البقرہ: ۲۵۳) یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا (مراتب میں) ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا (یعنی بے واسطہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر اور حضور علیہ السلام کے ساتھ معراج کی رات) اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند فرمایا۔ وہ حضور پر نور سید انبیاء محمد ﷺ ہیں کہ آپ کو بدرجات کثیرہ تمام انبیاء علیہم السلام پر افضل کیا اس پر تمام اُمت کا اجماع ہے اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔ آیت میں حضور ﷺ کی اس رفعت مرتبت کا بیان فرمایا گیا اور نام مبارک کی تصریح نہ کی گئی اس سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علو شان کا اظہار مقصود ہے کہ ذات والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیاء پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذات اقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے کوئی اشتباہ راہ نہ پاسکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ خصائص و کمالات جن میں آپ تمام انبیاء پر فائق و افضل ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں بے شمار ہیں کہ قرآن کریم میں یہ ارشاد ہوا: درجوں بلند کیا ان درجوں کا کوئی شمار قرآن کریم میں ذکر نہیں فرمایا تو اب کون حد لگا سکتا ہے۔ ان بے شمار خصائص میں سے بعض کا اجمالی و مختصر بیان یہ ہے کہ آپ کی رسالت عامہ ہے تمام کائنات آپ کی امت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا۔ دوسری آیت میں فرمایا: لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا۔ مسلم شریف کی حدیث میں ارشاد ہوا: أَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلَائِقِ كَافَّةً اور آپ پر نبوت ختم کی گئی قرآن پاک میں آپ کو خاتم النبیین فرمایا گیا۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا: خَتَمَ بِي النَّبِيُّونَ۔ آیات بینات و معجزات باہرات میں آپ کو تمام انبیاء پر افضل فرمایا گیا آپ کی اُمت کو تمام اُمتوں پر افضل کیا گیا شفاعت کبریٰ آپ کو مرحمت ہوئی قرب خاص معراج آپ کو ملا علمی و عملی کمالات میں آپ کو سب سے اعلیٰ کیا اور اس کے علاوہ بے انتہا خصائص آپ کو عطا ہوئے۔ (مدارک جمل خازن بیضادی وغیرہ)

ہے مُلکِ جاں میں سکہ رواں تیرے نام کا
میں مدحِ سنج آپ ہوں اپنے کلام کا
دنیا ہے مدرسہ تیرے ارشاد عام کا
صاحب نہیں ہے اور کوئی اس غلام کا
کوڑ ہے نشہ تیری محبت کے جام کا

(مولانا اسماعیل میرٹھی)

ہاں تُو ہی تاجدار ہے دارالسلام کا
وردِ زباں جو نام ہے خیرِ الانام کا
بجی ہے بزمِ گاہ تیرے لطفِ خاص کی
جی چاہتا ہے آپ کے در پر پڑا رہوں
دوزخ تپش ہے تیری عداوت کے داغ کی

الکافی جلد ۱

(سنن ابن ماجہ مستدرک حاکم اور حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے کافی جبکہ ابوزید بغوی سفیان بن عیینہ اور امام جعفر صادق علیہ

الرحمہ نے کفایہ بیان فرمایا) الکافی کا معنی ہے: کفایت کرنے والا اور کفایت کے معنی ہیں: کمی کو پورا کر دینا جس سے حسبِ مراد کام بن جاتا ہے۔ اس اسمِ پاک کے بارے میں قرآن عزیز کی چند آیات مبارک ملاحظہ ہوں۔ سورۃ زمر میں ارشاد ہوتا ہے: الیس اللہ بکاف عبدہ۔ (آیت: ۳۶) کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کافی نہیں۔ یعنی حضور ﷺ کو۔ ایک قرأت میں عبدہ کی بجائے عبادہ ہے اس قرأت کے اعتبار سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام مراد ہوں گے جن کے ساتھ ان کی قوموں نے ایذا رسانی کے ارادے کیے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور ان کی کفایت فرمائی۔ (باقی رہا یہ کہ جب اللہ کافی ہے تو مدینے جانے کی کیا ضرورت ہے فلاں بزرگ کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے اس کی نفیس تحقیق ہماری کتاب مسئلہ توحید و شرک میں دیکھئے)۔

الف اللہ دل رتا میرا مینوں ”ب“ دی خبر نہ کائی
”ع“ تے ”غ“ دافرق نہ جاناں ایہہ گل الف نے سکھائی
”ب“ پڑھیاں کجھ سمجھ نہ آدے جہاں الف دی لذت پائی
بلہیا قول الف دے پورے جہڑے دل دی کرن صفائی
تیرے ناز اٹھائے اللہ نے

اس اسم کے حوالے سے اپنے آقا علیہ السلام کی عظمت و شان مندرجہ ذیل اشعار کے بعد ملاحظہ فرمائیں:

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے ترے دل شاد رہے
سید السادات سالار عجم
تا غزالی درس ”اللہ ہو“ گرفت
تجھ پہ سب گھر بار لٹا دوں خانہ دل آباد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
دست او معمار تقدیر اُمم
ذکر و فکر از دودِ مان او گرفت
داد علم و صنعت و تہذیب و دیں
با ہنر ہائے عجیب و دل پذیر
محرم اسرار شاہان بودہ ای
مرشد معنی نگاہاں بودہ ای

(علامہ اقبال رضی اللہ عنہ)

انا کفینک المستہزاء بن۔ (الحجر: ۹۵) بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم آپ کو کفایت کرتے ہیں۔ کفارِ قریش کے پانچ سردار عاص بن وائل سہمی اور اسود بن مطلب اور اسود بن عبد یغوث اور حارث بن قیس اور ان سب کا افسر ولید بن مغیرہ مخزومی یہ لوگ نبی کریم ﷺ کو بہت ایذا دیتے اور آپ کے ساتھ تمسخر و استہزاء کرتے تھے۔ اسود بن مطلب کے لیے سید عالم ﷺ نے دعا کی تھی کہ یارب! اس کو اندھا کر دے۔ ایک روز سید عالم ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے یہ پانچوں آئے اور انہوں نے حسبِ دستور طعن و تمسخر کے کلمات کہے اور طواف میں مشغول ہو گئے اسی حال میں حضرت جبریل علیہ السلام سرکارِ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف اور عاص کے کفِ پا کی طرف اور اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اور اسود بن عبد یغوث کے پیٹ کی طرف اور حارث بن قیس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ میں ان کا شر دفع کروں گا چنانچہ

تھوڑے ہی عرصے میں یہ ہلاک ہو گئے۔ ولید بن مغیرہ تیر فروش کی دوکان کے پاس سے گزرا، تہہ بند میں ایک پیکان چبھا مگر اس نے تکبر سے اس کو نکالنے کے لیے سر نیچا نہ کیا، اس سے اس کی پنڈلی میں زخم آیا اور اسی میں مر گیا۔ عاص بن وائل کے پاؤں میں کانٹا چبھا اور نظر نہ آیا، اس سے پاؤں میں ورم ہو گیا اور یہ شخص بھی مر گیا۔ اسود بن مطلب کی آنکھوں میں ایسا درد ہوا کہ دیوار میں سر مارتا تھا اور اسی میں مر گیا اور یہ کہتا مرا کہ مجھے محمد (ﷺ) نے قتل کیا (ﷺ) اور اسود بن عبد یغوث کو استقاء ہوا اور کلبی کی روایت میں ہے کہ اس کو لوگی اور اس کا منہ اس قدر کالا ہو گیا کہ گھر والوں نے نہ پہچانا اور نکال دیا، اسی حال میں یہ کہتا مر گیا کہ مجھے محمد (ﷺ) کے رب نے قتل کیا اور حارث بن قیس کی ناک سے خون اور پیپ جاری ہوئی، اسی میں ہلاک ہو گیا۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(خان)

تیرے ہی لیے اے محبوبا کو نین سجائے اللہ نے
وہ دل جس میں تم بستے ہو ہیں کعبے بنائے اللہ نے
مہمان بنایا اور اپنے ہی جلوے دکھائے اللہ نے
تیرے ہی وسیلے کے صدقے ہیں ڈوبے ترائے اللہ نے
جو تم نے بنائے ہیں اپنے وہ اپنے بنائے اللہ نے
در بار جنت پر اے آقا تیرے نام لکھائے اللہ نے
نبیوں کو تمہاری عظمت کے ہیں شان بتائے اللہ نے

صلی اللہ صلی اللہ یا محمد تیرے ناز اٹھائے اللہ نے
ایمان تمہاری الفت ہے قرآن تمہارا چہرہ ہے
معراج کی شب کے دولہا ہو یہ شرف کسی کو مل نہ سکا
ہم جیسے گنہگاروں کے لیے اب تیرا سہارا کافی ہے
جو آپ سے آقا دور ہوئے وہ قرب الہی پا نہ سکے
ہے مہک پسینے سے آئی اور جسم ہے آپ کا بے سایہ
آدم سے سج تک نبیوں نے جو پایا تمہیں سے پایا ہے

اللہ تعالیٰ کافی ہے

و کفی اللہ المؤمنین القتال . (الاحزاب: ۲۵) اور اللہ نے اہل ایمان کو لڑائی کی کفایت فرمادی کہ غزوہ احزاب میں دشمن فرشتوں کی تکبیروں اور ہوا کی سختیوں سے بھاگ گئے۔ قل کفی باللہ بینی و بینکم شہیدا . اللہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔ (العنکبوت: ۵۲) میرے صدق رسالت اور تمہاری تکذیب کا معجزات سے میری تائید فرما کر قل کفی باللہ شہیدا بیسی و بینکم و من عندہ علم الکتاب . (ابراہیم: ۴۳) فرمادیں: اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں (جس نے میرے ہاتھوں میں معجزات باہرہ و آیات قاہرہ ظاہر فرما کر میرے نبی مرسل ہونے کی شہادت دی) اور وہ جسے کتاب کا علم ہے (خواہ وہ علماء یہود میں سے تورات کا جاننے والا ہو یا نصاریٰ میں سے انجیل کا عالم وہ سید عالم ﷺ کی رسالت کو اپنی کتابوں میں دیکھ کر جانتا ہے) ان علماء میں سے اکثر آپ کی رسالت کی شہادت دیتے ہیں) و کفی بنا حاسبین . (الانبیاء: ۴۷) اور ہم کافی ہیں حساب کو۔ فسیکفیکہم اللہ و هو السميع العليم . (البقرہ: ۱۴۷) تو اے محبوب اعتریب اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے تمہاری کفایت کرے گا اور وہی ہے منتا جانتا۔ (یہ اللہ کی طرف سے ذمہ ہے کہ وہ اپنے محبوب ﷺ کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اس میں غیب کی خبر ہے کہ آئندہ حاصل ہونے والی فتح و ظفر کا پہلے سے اظہار فرمایا اس میں نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ذمہ پورا ہوا اور یہ غیبی خبر صادق ہو کر رہی کفار کے حسد و عناد اور ان کے مکائد سے حضور علیہ السلام کو ضرر نہ پہنچا حضور علیہ السلام کو فتح نصیب ہوئی اور

بنی قریظہ قتل ہوئے، بنی نضیر جلاوطن کیے گئے، یہود و نصاریٰ پر جزیہ مقرر ہوا (ترمذی میں روایت ہے کہ ایک مکاتب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس آیا اور زرفندیہ میں امداد کا طلب گار ہوا، آپ نے اس کو فرمایا: میں تجھے چند ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں جو مجھے حضور ﷺ نے سکھائے ہیں، اگر تجھ پر فلاں پہاڑ (یعنی کے کوہ صیر کا نام لیا) کے برابر بھی قرض ہوگا تو اتر جائے گا، وہ کلمات یہ ہیں: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ ۔

ذات تیری غنی ہے تو واحد	تجھ کو زیبا ہے مجد یا ماجد
ایک ہے تو احد ہے تیرا نام	تو ہے واحد اے خدائے انام
تو نے پیدا کیے زمان و زمیں	کوئی ساتھی کوئی شریک نہیں
اے صمد سب سے بے نیاز ہے تو	صادق القول پاکباز ہے تو
تو ہی یارب ہے صاحب قدرت	قادر و مقتدر ہے ذو القوت

غالبُ مجدِ جلد

غالب ۔ غلبہ سے ہے اور غلبہ لغت میں گردن پکڑ لینے کو کہا جاتا ہے، اسی معنی کے اعتبار سے رجل اغلب ۔ دراز گردن مرد اور امراة اغلباء ۔ دراز گردن عورت کہا جاتا ہے اور چونکہ گردن پکڑنے والا دوسرے پر قابو پالیتا ہے اور جس کی گردن پکڑ لی گئی ہو وہ مغلوب و قابو زدہ ہوتا ہے، لہذا قوت و طاقت کے معنی میں غلبہ کا استعمال ہونے لگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: غلبت الروم فی ادنی الارض و هم من بعد غلبهم سیغلبون ۔ (الروم: ۲-۳) رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں (یعنی شام کی اس سرزمین میں جو فارس کے قریب تھی) اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے (اہل فارس پر)۔

ان آیات بینات کا شان نزول یہ ہے کہ فارس اور روم کے درمیان جنگ تھی اور چونکہ اہل فارس مجوسی تھے اس لیے مشرکین عرب کا غلبہ انہیں پسند تھا، رومی اہل کتاب تھے اس لیے مسلمانوں کا غلبہ انہیں اچھا معلوم ہوتا تھا، خسرو پرویز بادشاہ فارس نے رومیوں پر لشکر بھیجا اور قیصر روم نے بھی لشکر بھیجا، یہ لشکر سرزمین شام کے قریب مقابل ہوئے، اہل فارس غالب ہوئے، مسلمانوں پہ یہ خبر گراں گزری، کفار مکہ اس سے خوش ہو کر مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم بھی اہل کتاب اور نصاریٰ بھی اہل کتاب اور ہم بھی اتنی اور اہل فارس بھی اتنی، ہمارے بھائی اہل فارس تمہارے بھائیوں رومیوں پر غالب ہوئے۔ ہماری تمہاری جنگ ہوئی تو ہم بھی تم پر غالب ہوں گے، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور ان میں خبر دی گئی کہ چند سال میں پھر رومی اہل فارس پر غالب آ جائیں گے، یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کفار مکہ میں جا کر یہ اعلان کر دیا: خدا کی قسم! رومی ضرور اہل فارس پر غلبہ پائیں گے، اے اہل مکہ! تم اس وقت کے نتیجہ جنگ سے خوش مت ہو کیوں کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے خبر دی ہے۔ ابی بن خلف کافر آپ کے مقابل کھڑا ہو گیا، آپ کے اور اس کے درمیان سوساونٹ کی شرط ہو گئی، اگر نو سال میں اہل فارس غالب آ جائیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ابی کو سواونٹ دیں گے اور اگر رومی غالب آ جائیں تو ابی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو سواونٹ دے گا، اس وقت تک قمار کی حرمت نازل نہ ہوئی تھی۔ یاد رہے حضرت امام ابوحنیفہ و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک حربی کفار کے ساتھ عقد و فاسدہ ربا و غیرہ جائز ہیں اور یہی

واقعہ ان کی دلیل ہے۔ القصہ سات سال کے بعد اس خبر کا صدق ظاہر ہوا اور جنگ حدیبیہ یا بدر کے دن رومی اہل فارس پر غالب آئے اور رومیوں نے مدائن میں اپنے گھوڑے باندھے اور عراق میں رومیہ نامی ایک شہر کی بنیاد رکھی اور حضرت ابو بکر صدیق نے شرط کے اونٹ اُبی کی اولاد سے وصول کیے کیونکہ وہ اس درمیان میں مر چکا تھا۔ سید عالم ﷺ نے حضرت ابو بکر کو حکم دیا کہ وہ شرط کے مال کو صدقہ کر دیں۔ یہ غیبی خبر حضور ﷺ کی صحت نبوت اور قرآن کریم کے کلام الہی ہونے کی روشن دلیل ہے۔

(غازن و مدارک)

ہیچ کو ہست بود کو نابود	نیست کو پھر کرے گا تو موجود
ہے یہ تیری ہی شان یا مبدی	مجھ کو کر دے سعید و نیک ابھی
میں نہیں طول عمر کا خواہاں	اور نہ میں خوف مرگ سے ترساں
مرگ کا غم نہ زندگی کی خوشی	یا الہی تری خوشی کی خوشی
زندگی دے جو ہو حیات میں خیر	موت دے ہو اگر ممات میں خیر
ہے تو ہی وہ کہ جو نہ ہو معدوم	تو ہی ہی ہے اور تو ہی قیوم

اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے

سورہ یوسف آیت: ۲۱ میں ارشاد ہوتا ہے: **وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهِ وَلٰكِنۡ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ** اور اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں۔ اسی آیت سے یہ نام مبارک لیا گیا ہے جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کیا اور کنویں میں ڈال کر بزمِ خود ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے حسد کو ان کے لیے گھر کی چار دیواری سے باہر نکلنے کا سبب بنایا، حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکال کر عزیز مصر کے گھر پہنچا دیا، پھر اس یوسف علیہ السلام کو وقت آنے پر تخت مصر بھی عطا فرمایا۔ **كَتَبَ اللّٰهُ لَآ غَلِبْنَ اَنَا وَّرَسُلٰی اِنَ اللّٰهُ قَوٰی عَزِیْزٌ** (البقرہ: ۲۱) اللہ تعالیٰ (لوح محفوظ میں) لکھ چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول (حجت کے ساتھ یا تلوار کے ساتھ) بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا عزت والا ہے۔ کہاں یوسف اور کہاں مصر کہاں ان کے بکریاں چرانے والے بھائی اور کہاں یوسف علیہ السلام کی تخت مصر پر جلوہ فرمائی۔ **وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهِ وَلٰكِنۡ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ**۔

نہیں میں کہتا کہ مولا سکندری دے دے	دو رسول کی بس مجھ کو نوکری دے دے
تمام عمر گزاروں گا ان کے قدموں میں	مدینے پاک میں چھوٹی سی جھونپڑی دے دے
چمک اٹھوں گا زمانے میں چاند کی مانند	نبی کے عشق کی تھوڑی سی روشنی دے دے
بہاری دوں لگا مدینے میں اپنی پلکوں سے	نبی کے شہر کی گلیوں کی چاکری دے دے
غلام شاہ مدینہ کے قدموں کو چوموں	جھکا رہوں میں یونہی ایسی عاجزی دے دے
نبی کے عشق میں مر کر امر ہو جاؤں	میرے خدا تو مجھے ایسی زندگی دے دے

میرے نصیب میں اک ایسی بھی گھڑی دے دے
سختیوں کی مجھے ایسی سروری دے دے
بس اپنے پیارے محمد کی دلبری دے دے
میری زبان میں مولا وہ چاشنی دے دے
میرے سخن میں تو کچھ اور بہتری دے دے

دیکھائیں جلوہ تو گر جاؤں گا ان کے قدموں میں
نبی کے پیار کی دولت کو ہر طرف بانٹوں
نکال دے میرے دل سے زمانے کی چاہت
رسول پاک کی مدحت سناؤں روز و شب
شیرازی کہتا ہے آل نبی کے صدقے سے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت جب انتہائی عروج پر تھی تو ایک دن وادی مکہ میں سے گزر رہے تھے فرمایا: بچپن میں یہاں اپنے باپ کے اونٹ چرایا کرتا تھا تب وہ ایک درشت خوانسان تھا بات بات میں سختی کیا کرتا آج اسلام کی برکت سے عمر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا حق و صداقت کا مقابلہ کرنے والے ایمان باللہ سے عداوت رکھنے والے ظاہری شان و شوکت پہ بھروسہ کر کے تکبر و غرور کے لہجے میں کہنے لگے: لا غالب لکم الیوم۔ آج تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں دراصل یہ شیطانی آواز تھی جس پر وہ بھروسہ کر بیٹھے اور ہر قدسی آواز سے فوراً جواب ملتا ہے: ان جندنا لہم الغالبون۔ بے شک ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا۔ افسوس کہ مسلمان حزب اللہ کے معنی بھول گئے اللہ کے اس بابرکت نام کے تحت انہوں نے غلبہ و برتری کے حصول کی تمنا کو بھی چھوڑ دیا ورنہ مسلمان دنیا میں کبھی اتنے خوار و زبوں حال تو نہ دیکھے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کو اپنے ہر اسم پاک کے ساتھ تخلق و تعلق پیدا کرنے کی توفیق بخشے۔

وسعت رزق و فارغ البالی
عشق دے یا ودود الفت دے
اپنا کر لے تو اے خدا مجھ کو
ہمسروں میں بلند کر رتبہ
بہتری کا میرے اٹھا باعث
ہو مرا کلمہ شہادت پر
سب سے بے داغ قادر مطلق

واسعاً دے خوشی و خوشحالی
علم دے یا علیم حکمت دے
دوستی اپنی کر عطا مجھ کو
دے مجھے یا مجید مجد و علا
روز بعث و نشور یا باعث
دار دنیا سے یا شہید سفر
حق حقیقت میں ہے تو ہی الحق

الْمَنَانُ جَدِید

(مستدرک للحاکم ابوزید بغوی سفیان بن عیینہ امام جعفر صادق علیہم الرحمۃ) المنان مَنْ سے جس کے معنی احسان ہے۔ (مجمع البحار) یا منت (احسان جتنا) سے ہے۔ (الفرد) پھر منت کی دو قسمیں ہیں فعلی اور قولی۔ فعلی وہ ہے جو اللہ کی طرف سے بندوں پر ہے یعنی اس کا جو د و عطا اور فضل و احسان۔ قولی وہ ہے جو گھٹیا قسم کے لوگ جتاتے ہیں جس طرح قرآن مجید سورہ حجرات میں ان اعراب کا ذکر ہے جو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آ کر اپنی قدر و منزلت بڑھانے کے لیے کہتے ہم ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا ولما يدخل الایمان فی قلوبکم۔ فرمادیتے: تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم

(ظاہری طور پر) مطیع ہوئے ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا (محض زبانی اقرار جس کے ساتھ قلبی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں) اس سے بندہ مؤمن نہیں ہوتا، اطاعت و فرمانبرداری اسلام کے لغوی معنی ہیں اور شرعی معنی میں: اسلام اور ایمان ایک ہیں کوئی فرق نہیں) یہ آیت بنی اسد بن خزیمہ کے بارے میں نازل ہوئی جو خشک سالی کے زمانے میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور حقیقت میں وہ ایمان نہیں رکھتے تھے ان لوگوں نے مدینہ کے راستہ میں گندگیاں رکھیں اور وہاں کے بھاؤ گراں کر دیئے صبح و شام حضور علیہ السلام کے پاس آ کر اپنے اسلام لانے کا احسان جتلاتے اور کہتے: ہمیں کچھ دیجئے! چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اسی بات کو آگے بیان فرمایا: یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان ان کنتم صدقین۔ اے محبوب! وہ آپ پر احسان جتاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے آپ فرمادیں: اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو (اپنے دعوے میں)۔

تیری حمد رہا میں کی کر سکدا جووی چاہویں تو کر کے دکھا دینا ایں
کرنا چاہویں تو جھڑوی وی چیز پیدا لفظ ”سکن“ تو بس فرما دینا ایں
جہڑا دریا پار کلیم کردا اوہدے دج فرعون رہڑا دینا ایں
موسیٰ واسطے ”کن تدرانی“ آکھیں سوہنے لئی حجاب اٹھا دینا ایں
رتبہ پاک خلیل دا دسنے لئی چھری پتر دے گلے رکھوا دینا ایں
اپنے نبی نوں پانی پلان بدلے زم زم پتھراں وچوں چلا دینا ایں
پیاسے رکھ کے کر بل وچ شہزادے حیرت وچ کائنات نوں پا دینا ایں
جانے تیریاں توئیوں ای یا مولا عقل ہوش نوں وخت توں پا دینا ایں
جے تو چاویں شہاب جئے آسیاں نوں نعت لکھن دے گر سمجھا دینا ایں

فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تو ہمارے ہاں پلا ہے اور آج تو ہم پر اپنی فوقیت جتاتا ہے اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: وتلك نعمة تمنها علی ان عبت بنی اسرائیل۔ (الشعراء: ۲۲) اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتاتا ہے جبکہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے یعنی اس میں تیرا کیا احسان ہے کہ تو نے میری تربیت کی اور بچپن میں مجھے رکھا کھلایا پہنایا کیونکہ میرے تجھ تک پہنچنے کا سبب تو یہی ہوا کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا ان کی اولادوں کو قتل کیا یہ تیرا ظلم عظیم اس کا باعث ہوا کہ میرے والدین مجھے پرورش نہ کر سکے اور مجھے دریا میں ڈالنے پر مجبور ہوئے تو ایسا نہ کرتا تو میں اپنے والدین کے پاس رہتا اس لیے یہ بات کیا اس قابل ہے کہ اس کا احسان جتایا جائے فرعون موسیٰ علیہ السلام کی اس تقریر سے لاجواب ہوا اور اس اسلوب کلام بدل کر یہ گفتگو چھوڑ کر دوسری بات شروع کی۔

تو اللہ تعالیٰ منان ہے کہ اس کے عظیم احسانات مخلوق پر ہیں اور اس قدر زیادہ ہیں کہ مخلوق اس کے احسانات کے بوجھ تلے دبی

ہوئی ہے اس نے اپنے محبوب کریم علیہ السلام کو اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے بھیج کر احسانِ عظیم فرمایا۔ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا (آل عمران)

سلام اُس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اُس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اُس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اُس پر کہ جو ٹوٹے ہوئے حجرہ میں رہتا تھا
سلام اُس پر کہ جو سچائی کی خاطر دُکھ اٹھاتا تھا
سلام اُس پر کہ جس نے شرک کے پُرزے اڑا ڈالے
سلام اُس پر کہ بتوں کا زور جس نے ختم کر ڈالا

الْمُنْعِمُ بِدَوْلِهِ

المنعم۔ نعمت سے ہے لغت میں نعمت استلزام کو کہتے ہیں جو کسی شے سے حاصل ہو پھر ہر اس شے کو نعمت کہا جانے لگا جو انسان کی صحت و قوت و فرحت کی زیادتی کا باعث ہو، نون کے کسرہ کے ساتھ نعمت حالت کو ظاہر کرتی ہے جیسا کہ جلسہ و رکبہ نشست و سواری کی ایک حالت کو ظاہر کرتے ہیں اور نون کے فتح کے ساتھ ہو تو فعل کے وقوع کو جو ایک ہی دفعہ واقع ہوا ہو ظاہر کرتا ہے۔ قرآن پاک میں نعمت کا لفظ قلیل و کثیر مادی و روحانی نعمت کی تمام اقسام پر وارد ہوا ہے۔ انعام کا معنی دوسرے پر احسان کرنا ہے بشرطیکہ جس پر انعام کیا جا رہا ہے (منعم علیہ) وہ ذوالعقول میں سے ہو یعنی یوں نہیں کہہ سکتے کہ فلاں شخص نے فلاں مکان یا فلاں جانور پر انعام کیا۔ سورہ فاتحہ میں ہم پڑھتے ہیں: صراط الذین انعمت علیہم۔ ہمیں ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا۔ پھر خود ہی اس کی تفسیر بھی فرمادی: جو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت کرے گا اسے انعام یافتہ لوگوں کی سنگت نصیب ہوگی اور انعام یافتہ لوگ کون ہیں؟ انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشهداء والصلحین۔ اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا انبیاء پر (تو انبیاء کے مخلص فرمانبردار جنت میں ان کی صحبت و دیدار سے محروم نہ ہوں گے) اور صدیقیوں پر (صدیق انبیاء کرام علیہم السلام کے سچے متبعین کو کہتے ہیں جو اخلاص کے ساتھ ان کی راہ پر قائم رہیں لیکن اس آیت میں حضور ﷺ کے افاضل اصحاب مراد ہیں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور شہیدوں پر (جنہوں نے راہِ خدا میں جانیں دیں) اور نیک لوگوں پر (وہ دیندار جو حق العباد اور حق اللہ دونوں ادا کریں اور ان کے احوال و اعمال اور ظاہر و باطن اچھے اور پاک ہوں) اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے ساتھ کمال محبت رکھتے تھے جدائی کی تاب نہ تھی ایک دن اس قدر غمگین اور رنجیدہ خاطر ہوئے کہ چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا حضور علیہ السلام نے اس کا سبب پوچھا تو عرض گزار ہوئے کہ نہ مجھے کوئی بیماری ہے نہ دردِ بات صرف یہ ہے کہ جب آپ میرے سامنے نہیں ہوتے تو انتہا درجہ کی وحشت ہوتی ہے اور جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں کس طرح آپ کا دیدار پاسکوں گا؟ کیونکہ آپ تو اعلیٰ ترین مقام میں ہوں گے اور مجھے اگر جنت مل بھی گئی تو اس

مقام تک رسائی کہاں؟ اس پر یہ آئیہ کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسلی دی گئی کہ باوجود فرق منازل و مراتب کے فرمانبرداروں کو باریابی اور معیت کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ (خزائن العرفان) اسم منعم کا استخراج امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اور اس کو بھی اسماء حسنیٰ میں شمار کیا۔ (فتح الباری) تو اللہ تعالیٰ منعم ہے اور اس کی نعمتیں بے شمار ہیں اس نے ہمیں دین اسلام کی نعمت عطا فرمائی، بندے کو چاہیے کہ اس منعم حقیقی سے اس نعمت کا سوال کرے جو بندگان خاص کو عطا ہوتی رہی ہے، فانی نعمتوں کا سوال بے خبری ہے اور شہنشاہ سے کوڑیوں کا سوال سراسر حماقت ہے۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التي انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضه واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین۔

راہ دکھلا مجھے شریعت کی تو ہی ہادی مرا ہو یا ہادی
ملک لاهوت کی کرا دے سیر یا بدیع العجائب بالخیر
مجھ پہ کر لطف ایسا یا باقی کہ جہاں میں رہوں سدا باقی

الشَّافِیْ جَدِید

اللہ تعالیٰ کے اس اسم مبارک کا استخراج مندرجہ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے ہو سکتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی صفت میں ارشاد فرمایا، جس کو قرآن مجید کی سورہ شعراء میں یوں بیان فرمایا گیا: واذا مرضت فهو يشفين۔ (آیت: ۸۰) اور جب میں بیمار ہوں تو وہ مجھے شفاء دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی بابرکت دعاؤں میں سے دو دعائیں اس طرح ہیں: بسم اللہ ارقیک من کل شیء یؤذیک اللہ یشفیک۔ اللہ کا نام ہر ایذا دینے والی شے سے بچاتا ہے، اللہ تجھے شفاء دے گا۔ اللہم اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما۔ اے اللہ! انسانوں کے پالنے والے خوف و خطرہ دور فرما دے اور صحت و شفاء بخش دے تو ہی شفاء دینے والا ہے، تیری ہی شفاء ایسی شفاء ہے جو کوئی بیماری نہ رہنے دے۔ اللہ تعالیٰ نے شہد کے بارے میں فرمایا: فیہ شفاء للناس۔ اس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے۔ جب اس قدر معمولی مخلوق میں اس نے شفا رکھ دی ہے تو اپنے بابرکت ناموں میں کس قدر شفا رکھی ہوگی؟

تدیر و خالق خلقت الہی شان ہے تیری بہر لحظہ نرالی شان یا رحمان ہے تیری
تو رازق خلّاق ہے سبھی کو پالنے والا خطاؤں پر ہماری ہے تو پردہ ڈالنے والا
خزائن بے بہا تیرے ہیں یہ ارض و سما تیرے تو لا محدود ہے مولا ہیں جلوے جا بجا تیرے
نہیں ہرگز کوئی تجھ سے زیادہ زور رکھتا ہے تیرے آگے بھلا مولا کوئی دم مار سکتا ہے
ہے دی تو نے کسی کو عزت و شاہی و دانائی کسی کو دی ہے ناداری، مصائب، بھوک و رسوائی
کوئی فرماں روا، فاقہ کشی میں مبتلا کوئی کوئی دولت میں ڈوبا ہے گدائے بے نوا کوئی
تو جو چاہے کرے تجھ کو سبھی زیبا ہے یا مولا خضر شکوہ کرے تیرا میری توبہ یا مولا

قرآن پاک کے بارے میں کئی آیات کے اندر فرمایا کہ یہ شفاء ہے: وننزل من القرآن ما هو شفاء۔ قل هو للذین امنوا

ہدی وشفاء۔ قرآن پاک میں جسمانی وروحانی امراض کی شفاء ہے جس طرح جسمانی امراض بے شمار ہیں اسی طرح قرآن پاک نے صرف وہ روحانی امراض جن کا تعلق دل کے ساتھ ہے ان کو مختلف مقامات پہ بیان فرمایا جو کہ یہ ہیں: ریب قلب، نفاق قلب، غمزہ قلب، ران قلب، بہائے قلب، انصراف قلب، اغلال قلب، اکنان قلب، انطباع قلب، ختام قلب، اقبال قلب، زلیغ قلب، قساوت قلب، عمیان قلب، ان امراض کے ساتھ ان کی علامات و طریقہ تشخیص و علاج بھی اسی کتاب (قرآن مجید) میں موجود ہے کسی نسخے کے استعمال کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ طب کی کتاب کا ورق پانی میں گھول کر پی لیا جائے بلکہ ان دواؤں کا استعمال ضروری ہے جن کو کتاب نے تجویز کیا ہے۔ (معارف الاسماء شرح اسماء الحسنی) اللہ تعالیٰ ہمیں روحانی و جسمانی تمام بیماریوں سے شفاء کاملہ و عاجلہ نصیب فرمائے۔

تو قوی الٰہتین میں بے بس
تو ولی و قدیر میں بے کس
کب بڑا وصف ہو بشر سے ادا
تیرے وصف و ثنا میں یا مخلصی
حق ہے تو ہی حمید ہے اپنا
خود نبی کہہ گئے ہیں لا اھسی

اصدق من اللہ حدیثاً۔ (النساء: ۸۶) اور اللہ سے زیادہ سچی کس کی بات ہے؟ یعنی اس سے زیادہ سچا کوئی نہیں اس کا کذب ناممکن و محال ہے اور ہر عیب اللہ پر محال ہے وہ جملہ عیوب سے پاک ہے۔ ومن اصدق من اللہ قیلاً۔ (النساء: ۱۲۲) اور اللہ سے سچا قول کس کا ہے؟ جب یہ اسم بندے کے لیے ہوتا ہے تو صدق سے تین اسم بنتے ہیں: صادق، صدوق، صدیق۔

☆ جَمِیل بھی خدا تعالیٰ کا نام پاک ہے۔ (ابن ماجہ) ان اللہ جمیل و یحب الجمال۔ اللہ کے لیے یہ لفظ بولا جائے تو اس کا معنی ہوگا: جس سے خیر کثیر دوسروں کو حاصل ہو کیونکہ حسن و جمال کا اطلاق جسم و بدن پر بھی ہوتا ہے اور اقوال و افعال پر بھی اور اللہ تعالیٰ جمیل ہے کا معنی ہے کہ وہ محاسن کثیر والا ہے اور اپنے بندوں کو بھی خیر کثیر سے نوازتا ہے۔

☆ اَلْبَادِی کا معنی ہے: کسی چیز کو دوسری پہ مقدم کرنا اس اسم گرامی کا استخراج قرآن مجید کی ان آیات سے کیا گیا ہے: بدء خلق الانسان من طین..... کما بدء کم تعودون۔ اللہ تعالیٰ ہی بادی ہے اور اسی کی تقدیم سے ہر شی کو تقدیم ملتی ہے اور اس کی ظہور بخشی سے ہر شی ظہور میں آئی ہے۔

☆ اَلْوَفِی: وفا کا معنی پورا کرنا، تمام کرنا، وعدہ وفا کرنا، اللہ تعالیٰ ہی نعمت کو پورا کرنے والا ہے اور دنیا و آخرت کے وعدوں کو مکمل اور تمام کرنے والا ہے۔ (ابن ماجہ)

☆ بُرْهَان: روشن اور واضح دلیل جو ابداً مقتضی صدق ہو۔ (ابن ماجہ)

☆ اَلْبَار: بھلائی کرنے والا اس کی شرح اَلْبَرّ میں دیکھ لی جائے۔

☆ اَلشَّدِید: شدید العقاب۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پہ آیا ہے اور سورہ رعد میں شدید الحال بھی آیا ہے "شد" لغت میں گرہ دینے کو کہتے ہیں پھر اس کا استعمال جسم قوی اور عذاب کے استعمال میں کیا گیا۔ (ابن ماجہ)

☆ اَلْقَائِم: قیام سے ہے جس کے معنی حفاظت بھی ہے اَلْمَن ہو قائم علی کل نفس بما کسبت۔ اسی آیت سے یہ اسم لیا گیا ہے قرآن پاک میں القیوم اور حدیث میں قیَم کا مادہ بھی قیام ہے اللہ تعالیٰ ہر شی کی حفاظت اس کے احوال کے ساتھ فرماتا ہے ہر شی کو برقرار رکھتا ہے اس لیے وہ قائم بھی ہے قیوم اور قیَم بھی۔ (ابن ماجہ)

☆ اَلدَّائِم: دَوم کا معنی سکون اور ٹھہراؤ ہے کہا جاتا ہے: دام السماء۔ پانی ٹھہر گیا۔ اللہ ہی کی ذات ہے جس کو دوام و استمرار حاصل ہے کُل شی ہالک الا وجہہ۔ اَلْأَبَد بھی اللہ کا نام ہے۔ (ایضاً)

☆ اَلْوَاقِی: اس کا مصدر و قایہ ہے جس کا معنی ہے: کسی کو ضرر رساں اور ایذا دہ چیز سے بچانا۔ ہم دعا میں یوں عرض کرتے ہیں: وقنا عذاب النار۔ ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ (ابن ماجہ)

☆ اَلْمُنِیر: روشنی عطا کرنے والا۔

☆ اَلْقَدِیم: ہمیشہ رہنے والی ذات۔

☆ اَلسَّامِع: سننے والا۔ (ابن ماجہ)

☆ اَلْمُعْطِی: عطاء فرمانے والا۔ حدیث میں آتا ہے: واللہ معطی وانا قاسم۔ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم

کرنے والا ہوں۔ خدا کی عطا کا حال یہ ہے کہ عطا غیر مجذوذ۔ وہ نہ ختم ہونے والی ہے اور ادھر مصطفیٰ ﷺ کی تقسیم بھی نہ ختم ہونے والی ہے۔ (ابن ماجہ)

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
اما اعطینک الکوثر

رزق اس کا ہے دلاتے یہ ہیں
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

اللہ تعالیٰ کو اس کے ناموں سے پکارو

☆ اَللّٰمُ: وہ جو اپنی ذات میں مکمل ہو قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے: واللّٰہ متّٰم نورہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کرنے وال ہے۔ (ابن ماجہ)

☆ اَلْعَالَمُ: ان اللہ عالم غیب السموات والارض۔ (انعام سجدہ سباقا طر) درحقیقت عالم اللہ ہی ہے مخلوق کا عالم ہونا محض اضافی ہے کیونکہ علم الہی کے مقابلہ میں مخلوق کا علم وہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو سمندر کے مقابلے میں ایک قطرے کی ہے اس لیے کہ اللہ کا علم غیر محدود ہے اور مخلوق کا محدود۔ (ابن ماجہ)

☆ **الْوُتْرُ:** یگانہ ایک وحدت حقیقی من کل الوجوه اللہ کو ہی حاصل ہے۔ ان اللہ وتر یحب الوتر۔ (ایضاً)

☆ النَّاطِرُ: دیکھنے والا۔ اے سمیع البصیر۔ (ایضاً)

☆ **الْحَنَانُ:** حدیث شریف میں یہ نام متان کے ساتھ مل کر آیا ہے۔ حق سے ہے بمعنی شفقت۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے قرآن پاک میں فرمایا گیا: **وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَا وَزَكَاةً**۔ (مریم)

يا سيّدی عبدك المسكين فی بابك یرجو رضاك فجد بالعفو اولى بك

حاشاك تسدل حجابك دون طلابك او تبتلى بعداك قلب احبابك

ترجمہ: اے میرے مولیٰ! تیرا مسکین بندہ تیری رضا کی اُمید لگائے تیرے در پر حاضر ہے! پس معافی کے ساتھ ساتھ جو د و کرم سے نوازنا تیرے شایان شان ہے۔ تیری پناہ کہ تو اپنے طلبگاروں پر اپنے وصال سے پردہ ڈالنے یا اپنے دوستوں کے دلوں کو عذاب میں مبتلا کر دے۔ (الروض الغائق)۔

عطاء ذو العرش خیر من عطائکم وفضلہ واسع یرجی وینتظر

تَكْدُرُونَ الْعَطَا مِنْكُمْ بِمَنْتَكُمْ وَاللّٰهُ يَعْطِي فَلَامِنْ وَلَا كَدْر

ترجمہ: عرش والے (رب) کی عطا تمہاری عطا سے بہتر ہے اور اس کا فضل وسیع ہے جس کی امید کی جاتی ہے اور انتظار کی جاتی ہے۔

تم اپنی عطا کو احسان جتا کر گنہگار کر لیتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے، تو نہ احسان جتا رہے اور نہ ہی اس کی عطا مکدر ہوتی ہے۔

روح میں تو ہے دل میں تو میری آب و گل میں تو
اصل میں تو ہے غل میں تو حق حق حق حق حق

اول تو ہے آخر تو ہے باطن تو ہے ظاہر تو قادر قادر قادر تو اللہ اللہ اللہ ہو

تو میرا آقا میں تیرا بندہ بندہ بھی کیسا گھنونا بندہ
لوٹ معاصی سے آگندہ کر اپنے کرم سے غفور غفو
تحریر ہے آب زر سے ورق ہے دل میں لکھا حامد کے سبق
انت الہادی انت الحق لیس الہادی الا هو

لا معبود الا اللہ
لا موجود الا اللہ
حسبى ربى جل اللہ
نور محمد صلى اللہ
لا اله الا هو
لا مشعور الا اللہ
لا مقصود الا اللہ
ما فى قلبى غير اللہ
اللہ اللہ اللہ هو
يا من لیس الا هو

(مولانا حامد رضا خان بریلوی)

مانگتا ہوں ترے دربار سے مولا میں بھی

الْفَاتِيحُ: فتح سے ہے بمعنی فیصلہ مدد علوم و معارف وغیرہ اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق جملہ اعتبارات سے صحیح ہے۔

(حاکم از فتح الباری)

☆ اَلْمُثِيبُ: ثواب دینے والا۔ ثواب کسی شی کا عمل کے بعد اس حالت پہ پہنچ جانا جو ابتدائی سوچ میں مقصود تھی کپڑے کو بھی اس لیے ثوب کہتے ہیں کہ روئی دھاگہ اور پٹنے سے یہی مقصود ہوتا ہے اس کا اطلاق اگرچہ خیر و شر کی جزاء پر ہوتا ہے لیکن استعمال زیادہ تر جزائے خیر کے لیے ہے۔ ثوابا من عند اللہ واللہ عنده حسن الثواب۔ اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ کا ثواب احسن عطا فرمائے گا اور اعمال سیدہ کا ثواب (بدلہ) ان اعمال کے مطابق ملے گا۔ ان دونوں وجوہ سے اللہ تعالیٰ مٹیب ہے۔ (اینا)
☆ اَلْمُدَبِّرُ: يدبر الامر۔ (الرعد: ۲) يدبر الامر من السماء۔ (جمہ) کاموں کی تدبیر کرنے والا۔ (اینا)
☆ فَرْدٌ: اللہ تعالیٰ کو اس کی شان احدیت و وحدیت کی وجہ سے فرد کہا گیا، کیونکہ اللہ کی ذات اس شان میں منفرد ہے اور فرد اسی کو کہتے ہیں جس میں کوئی دوسری شی شامل نہ ہو سکے۔ (اینا)

☆ اَلْعَادِلُ: ان اللہ یا امر بالعدل والاحسان۔ اللہ تعالیٰ عادل ہے کیونکہ اسی نے عدل و احسان کا حکم دیا ہے۔ عدل بالفتح وہ مساوات جو اشیاء و حقوق غیر محسوسہ میں ہو اور بالکسر وہ مساوات جو اشیاء محسوسہ میں ہو۔

☆ اَلْقَابِلُ: قرآن مجید میں قابل التوب اللہ کی صفت ہے کہ وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے اس کو مخفف کر کے القابل بنایا گیا ہے۔ (ابوزید از فتح الباری) جس طرح کہ سریع الحساب اور سریع العقاب کو مخفف کر کے السریع بنایا گیا ورنہ یہ دونوں کسی جگہ منفرد حالت میں بطور اسم استعمال نہیں ہوتے۔ السریع کو امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ نے اسماء حسنیٰ میں شمار فرمایا ہے۔ اسی طرح اَلْمُتَفَضِّلُ کو ذو الفضل العظیم سے بنایا گیا جو کہ معنا صحیح ہے۔

☆ مُعِينٌ: عون سے ہے بمعنی مددگار مستعان کے تحت اس کی شرح گزر چکی۔ اس کو میم کے فتح کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے جو کہ بطور اسم یا ظرف بمعنی چشمہ آب یا نگاہ کے سامنے ہے اور یہ سورہ ملک کا آخری لفظ ہے۔ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے

حَاكِمُ بھی اسماءِ حسنیٰ میں شمار کیا ہے۔ اِن الْحَكَمِ اِلَّا لِلّٰہِ۔ فَاللّٰہُ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ هُوَ الْحَكَمُ الْحَاكِمِیْنَ۔ وَهُوَ خَیْرُ الْحَاكِمِیْنَ۔

بخش مولا مرے دل کو بھی وہی سوز و گداز
جس کی ہر ضرب میں ہوتا ہے نہاں نعمتِ حق
ذوقِ سجدہ بھی عطا ہو مری پیشانی کو
مانگتا ہوں ترے دربار سے مولا میں بھی
جس خشیت سے مشرف تھے کبھی اہلِ حجاز
اسی مضرب کا طالب ہے مری روح کا ساز
تیری محراب میں خم ہو یہ مرے بندہ نواز
جو دمکتا ہے جبینوں میں وہی عجز و نیاز

اللہ تعالیٰ کے مرکب اسماء مبارکہ

جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ بعض نام قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی ہیں جو کہ مرکب ہیں، بعض واضح طور پر اور بعض مغہبہ کے اعتبار سے، تو تکمیل موضوع کے لیے ان کو بھی لکھا جا رہا ہے:

- (۱) رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ تمام جہانوں کا پالنے والا۔ (الفاتحہ) (۲) رَبُّ الْعِزَّةِ۔ عزت کا مالک۔ (سافات) (۳) رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ۔ عزت والے عرش کا مالک۔ (المؤمنون) (۴) وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ۔ مغفرت کو وسعت دینے والا۔ (النجم) (۵) اَهْلُ التَّقْوٰی وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ۔ تقویٰ و مغفرت کا مالک۔ (الدثر) (۶) خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ۔ سب سے بہتر بخشنے والا۔ (الاعراف) (۷) اَحْكَمُ الْحَاكِمِیْنَ۔ سب سے بڑھ کر حکم والا۔ (مؤتھن) (۸) خَیْرُ الْحَاكِمِیْنَ۔ سب سے بہتر حکم دینے والا۔ (الاعراف) (۹) خَیْرُ الرَّاٰزِقِیْنَ۔ سب سے بہتر رزق دینے والا۔ (المائدہ) (۱۰) خَیْرُ النَّاصِرِیْنَ۔ سب سے بہتر مدد فرمانے والا۔ (آل عمران) (۱۱) اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔ سب سے بہتر صورت بنانے والا۔ (المؤمنون) (۱۲) خَیْرُ الْحَافِظِیْنَ۔ سب سے بہتر حفاظت فرمانے والا۔ (۱۳) غَافِرُ الذَّنْبِ۔ گناہوں کو معاف فرمانے والا۔ (۱۴) قَابِلُ التَّوْبِ۔ توبہ قبول فرمانے والا۔ (۱۵) ذُو الطَّوْلِ۔ جو دو سٹخا والا۔ (۱۶) ذُو الْمَعَارِجِ۔ بلندیوں کا مالک۔ (۱۷) ذُو الْقُوَّةِ۔ قوت والا۔ (۱۸) نَعَمُ الْمَوْلٰی۔ بہترین آقا۔ (۱۹) نَعَمُ النَّصِیْرِ۔ بہترین مددگار۔ (۲۰) خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔ بہترین وارث۔ (۲۱) فَالِقُ الْاَصْبَاحِ۔ صبحوں کا پیدا کرنے والا۔ (۲۲) فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی۔ دانہ اور گٹھلی کو اگانے والا۔ (۲۳) رَبُّ الْفَلَقِ۔ نور صبح کا پروردگار۔ (۲۴) رَبُّ النَّاسِ۔ نوع بشر کا پروردگار۔ (۲۵) مَالِكُ النَّاسِ۔ نوع بشر کا بادشاہ۔ (۲۶) اِلٰہُ النَّاسِ۔ نوع بشر کا معبود۔ (۲۷) نَعَمُ الْوَكِیْلِ۔ بہترین وکیل۔ (۲۸) رَفِیْعُ الدَّرَجَتِ۔ بلند ترین درجات والا۔ (۲۹) كَاشِفُ الضُّرِّ۔ نقصان کو دور کرنے والا۔ (۳۰) خَیْرُ الْفَاصِلِیْنَ۔ بہترین فیصلہ کرنے والا۔ (۳۱) اَسْرَعُ الْحَاسِبِیْنَ۔ سب سے جلد تر حساب کرنے والا۔ (۳۲) خَیْرُ الْمَنْزِلِیْنَ۔ سب سے بہترین جگہ دینے والا۔ (۳۳) ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ فضلِ عظیم کا مالک۔ (۳۴) ذُو الْاِنْتِقَامِ۔ سزا دینے والا۔ (۳۵) مَتَمُّ النِّعْمَةِ۔ نعمت کو مکمل کرنے والا۔ (۳۶) كَاتِبُ الرَّحْمَةِ عَلٰی نَفْسِهِ۔ اپنی ذات پر رحمت کو لکھ دینے والا۔ (۳۷) الْمَجِیْر۔ پناہ دہندہ۔ (۳۸) الْمَرْهُوْبُ۔ ہیبت والا۔ (۳۹) الْمِسْتَجَارُ۔ جس سے پناہ مانگی جائے۔ (۴۰) الْمُسْتَعَارُ۔ جس سے استعارہ کیا جائے۔ (۴۱) الْمَعَاذُ۔ پناہ۔ (۴۲) الْمَلْجَاؤُ۔ ٹھکانا۔

(۴۳) المنجی . نجات دہندہ۔ (۴۴) المستغاث . فریاد سننے والا۔ (۴۵) قدیم الاحسان . ہمیشہ سے احسان کرنے والا۔ (۴۶) دائم المعروف . ہمیشہ سے بخشش و بخشائش والا۔ (۴۷) قاضی الامور . معاملات کا فیصلہ کرنے والا۔ (۴۸) مقلب القلوب . دلوں کو بدل دینے والا۔

خواہش نفس کا شہزاد چھٹے دل سے غبار تب کہیں جا کے سمجھ شانِ خدا آتی ہے

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ سلبیہ کے بیان میں

یا الہی حمد ہے زیبا تجھے
حکم تیرے سے سچ ارض و سما
رزق دیتا ہے توئی در حجر بھی
تو نے انساں کو دیا علم القرآن
یا الہی قادر مطلق ہے تو
حمد کرنے میں محمد بے مثال
سب محامد کے ہے لائق تیری ذات
یا الہی علم دے نافع مجھے
کر عطا توفیق مدحت کی مجھے
سب مناظر خوب بلکہ ہیں سوا
گیت عظمت کے تری گائیں سبھی
تاکہ پائے وہ حیات جاوداں
ہو رہا ہے ذکر تیرا چار سو
ان سے بڑھ کر حمد کرنا ہے محال
ہر کس و یکس کی سنتا ہے تو بات
التجا ساجد کی یا رب ہے تجھے

چونکہ اللہ تعالیٰ کی تزیینہ و تقدیس کا علم بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے اور جملہ عیوب و نقائص سے ہے اللہ کی ذات کو مبرہ و اعلیٰ یقین کرنا بھی ضروری ہے لہذا جو کلمات بطور ممدوح سلبیہ وارد ہوئے ہیں اب ان کو ذکر کیا جاتا ہے تاکہ تسبیح و تحمید کی جامعیت پیدا ہو جائے اور موضوع کی تکمیل بھی ہوتی جائے یہ کل بیالیس نام ہیں جو ترجمہ اور سورت کے حوالہ کے ساتھ پیش کیے جا رہے ہیں:

انعام	حواس انسانی اس کا ادراک نہیں کر سکتے	۱ لا تدركه الابصار
بقرہ	اونگھ یا نیند کا اس پر اثر نہیں	۲ لا تاخذه سنة ولا نوم
بقرہ	زمین و آسمان کی حفاظت اُسے نہیں تھکا سکتی	۳ لا يؤده حفظهما
بقرہ	وہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا	۴ ليس بظلام للعبيد
بقرہ	کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتا	۵ لا يكلف الله نفسا الا وسعها
الحج	دین میں کوئی حرج نہیں رکھا	۶ ما جعل عليكم في الدين من حرج
زمر	اپنے بندوں کے لیے کفر پر خوش نہیں	۷ لا يرضى بعباده الكفر
بقرہ	وہ فساد کو پسند نہیں کرتا	۸ لا يحب الفساد
ق	اس کے سامنے بات نہیں بدل سکتی	۹ لا يبدل القول
المؤمنون	اُس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا	۱۰ لا يجار عليه

انعام	وہ کسی کے رزق کا محتاج نہیں	۱۱ لا یطعم
انعام	ملک میں اس کا کوئی شریک نہیں	۱۲ لا شریک له فی الملک
اسرائیل	کوئی بیچارگی کا یاری دہندہ وہاں نہیں	۱۳ ولم یکن له ولی من الذل
شوری	اس کی مثال جیسی بھی کوئی شے نہیں	۱۴ لیس کمثله شیء
اخلاص	وہ کسی کا فرزند نہیں	۱۵ لم یلد
اخلاص	اس کا کوئی فرزند نہیں	۱۶ ولم یولد
اخلاص	کوئی بھی اس کی کفو کا نہیں	۱۷ ولم یکن له کفو احد
آل عمران	وہ وعدہ کا خلاف نہیں کرتا	۱۸ لا یخلف المیعاد
سبا	اس سے ذرہ برابر چیز دور نہیں	۱۹ لا یعزب عنه مثقال ذرة
جن	اس نے جو رو بچہ نہیں بنایا	۲۰ ما اتخذ صاحبة ولا ولدا
مؤمنون	اس نے کسی کو بیٹا نہیں ٹھہرایا	۲۱ ما اتخذ الله من ولد
طہ	میرا رب نہ بھٹکتا ہے نہ بھولتا ہے	۲۲ لا یضل ربی ولا ینسی
ہود	وہ نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا	۲۳ لا یضیع اجر المحسنین
نساء	بدی اور برائی کی اشاعت کو پسند نہیں کرتا	۲۴ لا یحب الله الجهر بالسوء
بقرہ	حد توڑنے والوں کو پسند نہیں کرتا	۲۵ لا یحب المعتدین
نساء	وہ فخر کرنے والے متکبر کو پسند نہیں کرتا	۲۶ لا یحب من کان مختالا فخورا
انفال	خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا	۲۷ لا یحب الخائنین
الحج	خائن ناشکرے کو پسند نہیں کرتا	۲۸ لا یحب کل خوان کفور
القصص	اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا	۲۹ لا یحب الفرحین
المائدہ	فسادیوں کو پسند نہیں کرتا	۳۰ لا یحب المفسدین
آل عمران	کافروں کو پسند نہیں کرتا	۳۱ لا یحب الکفرین
الانعام	فضول خرچ والوں کو پسند نہیں کرتا	۳۲ لا یحب المسرفین
النحل	تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا	۳۳ لا یحب المستکبرین
آل عمران	ظالموں کو پسند نہیں کرتا	۳۴ لا یحب الظلمین
بقرہ	ناشکر گزاروں گنہگاروں کو پسند نہیں کرتا	۳۵ لا یحب کل کفار اتیم
آل عمران	کوئی شے بھی اللہ سے پوشیدہ نہیں	۳۶ لا ینفی علیہ شیء

۳۷ لا یرضی عن القوم الفاسقین

فاسق قوم سے رضا مند نہیں

۳۸ لا یسنل عما یفعل

اُس کے فعل کی بابت کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا

۳۹ لا یستحی من الحق

سچ کہنے میں کسی کا دباؤ نہیں مانتا

۴۰ لا یغفر ان یشرک به

معاف نہ کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے

۴۱ ما یمسکھن الا الرحمن

اللہ کے سوا کوئی اس کو نہیں تھامتا

۴۲ لا یھدی کید الخائنین

خیانت والوں کی چالوں کو نہیں چلنے دیتا

التجائے عاجزانہ

اے بادشاہوں کو بادشاہت عطا فرمانے والے عربوں کی غریبی پر ترس کھانے والے امیروں کو ثروت و امارت بخشنے والے اور بے آسہ دھیروں کی پکار کو سننے والے۔ اے واحد و قدوس خدا ایک خاطر اور عاصی بندہ پکارنے کی تمنا رکھتا ہے۔ اس کو توفیق رفیق عطا فرما کہ وہ تجھے دل کی اس گہرائی سے جو اخلاص و للہیت کا مسکن اور روح کے اس عمق سے جو تیرے خوف و خشیت کا مخزن ہے۔ پکارے تو وہ داتا ہے جو ہر پکارنے والے کی پکار کو سن کر ہمیشہ اس کے استحقاق سے زیادہ اس کے دامن مراد کو بھرتا ہے۔

اس سائل کی روح کانپ رہی ہے اور خطا کار دل کا ایک ایک ریشہ لرز رہا ہے کہ زندگی کا کوئی نیک عمل اور عمر بھر کا کوئی مستحسن کارنامہ نہیں جس کی امید پر ایسی عظیم و جلیل دولت کی شمع لے کر تیری بارگاہِ فضل و عطا میں کچھ لب کشائی کر سکے۔ مگر یاس و قنوط کی افسردگیوں میں صرف ارشادِ لا تَقْنَطُوا کی ڈھارس ہی جرأت کراتی ہے کہ آس کا دامن پھیلا اور غنی و کریم آقا سے مانگ وہ ذرہ نواز ہے۔ نعم کے خزانے بے منت و بے استحقاق جس پر چاہتا ہے کھول دیتا ہے۔

پس اسی رحمت لامتناہی کے صدفے اس ذرہ ناچیز کو اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک سائرِ افلاک کے بیانِ رفعِ ذکر کی وہ وسعت و پاکیزگی عطا فرما جس کو سب دوام کے ساتھ قبولیت نام بھی حاصل ہو اور اس تذکرہ حبیب میں وہ تاثیر و اثر دے کہ اس کے ہر قاری و ناظر کا قلب تیرے اور تیرے محبوب ﷺ کے عشق و محبت سے معمور ہو جائے۔

تمام حمدیں ہر حامد سے ہر زمانہ میں اسی ذاتِ معبود و محمود جل و علا شانہ کے لئے ہیں جو چشمِ جہاں میں شاہد و مشہود اور قبلہ جاں میں موجود و مسجود بے گوش و زبان اور بے ظن و نشان معبود و مقصود ہے۔ اُسی کی بارگاہِ کریمی میں التفاتِ دلِ عشاق اور اسی کی نظرِ رحیمی کی اسیرِ جانِ مشتاق ہے۔ وَهُوَ اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا شَرِيكَ لَهُ شَهَادَةُ أَشْهَدُ بِهَا مَعَ الشَّاهِدِينَ

اسمِ اعظم کے بارے میں امام سیوطی کی تحقیق

آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے اسمِ اعظم اور اس سے متعلقہ احادیث کے بارے میں سوال کیا گیا تو میں نے ان احادیثِ آثار و اقوال کو تلاش کیا جو اسمِ اعظم کے متعلق تھے چنانچہ آپ نے اس بارے میں بیس اقوال پیش فرمائے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں (اس کے ساتھ ہی اسماءِ حسنی کی بحث مکمل ہو جائے گا اور نیا موضوع شروع ہو جائے گا) (انشاء اللہ العزیز!)

(۱) پہلا قول یہ ہے کہ اسمِ اعظم کا وجود ہی نہیں بایں معنی کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی نام ہیں وہ تمام کے تمام عظیم تر اور برتر ہیں اور ان

میں بعض اسماء کو بعض پر فضیلت دینا جائز نہیں۔ یہ ابو جعفر طبری، ابوالحسن الاشعری، ابوحاتم ابن حبان اور القاضی ابوبکر باقلانی کی رائے ہے اور اسی طرح حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا قول بھی ہے کہ بعض اسماء الہی کو بعض پر ترجیح دینا جائز نہیں۔

ان حضرات کے یہاں احادیث میں جہاں اسم اعظم کے الفاظ وارد ہوئے ہیں وہ عظیم اور برتری کے معنی پر محمول ہیں اور مفسر طبری رحمہ اللہ کی جو عبارت ہے وہاں اسم اعظم کی تعیین کے سلسلہ میں احادیث اور آثار میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور میرے (امام سیوطی رحمہ اللہ) نزدیک تمام اقوال صحیح ہیں کیونکہ کوئی ایسی خبر نہیں ملی جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ اسم اعظم ہے اور نہ ہی کوئی ایسی چیز ملی جو اس سے یعنی اسم اعظم سے بڑھ کر ہو۔

اور ابن حبان رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ احادیث میں اسم اعظم کے بارے میں جو کچھ ارشاد ہوا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جب پکارنے والا ان ناموں سے پکارتا ہے تو اس پکارنے کی وجہ سے پکارنے والے کے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اس چیز کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہی ہے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ اسم اعظم کا شمار ان چیزوں میں ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علمی خزانہ میں پوشیدہ رکھا ہے جس پر مخلوق میں کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اس قسم کا قول لیلۃ القدر، صلوة الوسطیٰ اور قبولیت کی گھڑی کے متعلق کیا گیا ہے۔

(۳) ھُو۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے بعض اہل کشف لوگوں سے اس بات کو نقل کیا ہے اور دلیل کے طور پر یہ کہا ہے کہ اسم اعظم دراصل لفظ ”ھُو“ ہے اس کی دلیل میں فرماتے ہیں کہ دنیا میں جب کوئی صاحب کسی کی موجودگی میں اس شخصیت کا تعارف عظیم اور عمدہ کلام سے کرنے کا خواہاں ہو تو وہ قطعاً ”اَنْتَ“ (یعنی تو) نہ کہے بلکہ وہ ”ھُو“ (وہ عظیم الشان) کہے اس کا ادب کرتے ہوئے۔

(۴) لفظ ”اللہ“ ایک ایسا اسم ہے جس پر کسی دوسرے کا اطلاق نہیں کیا جاتا کیونکہ اسماء حسنیٰ میں یہ اصل ہے اس وجہ سے اسماء حسنیٰ کو اس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: اسم اعظم ”اللہ“ ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا؟ اللہ جل شانہ کا قول ہے:

ھُو اللہ الذی لا الہ الا ھُو عالم الغیب والشہادۃ ھُو الرحمن الرحیم ہے۔

اور اس کے راوی یہ ہیں: حسن بن محمد بن الصباح۔ اسماعیل بن علیہ نے ابی رجا سے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب ”الدعاء“ میں یہ بات تحریر کی ہے: اسم اعظم ”یا اللہ“ ہے اس کے راوی اسحق بن اسماعیل ہیں جنہوں نے سفیان بن عیینہ اور انہوں نے مسعر سے روایت کیا ہے۔ اور امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم لفظ ”یا اللہ“ ہے۔

(۵) اسم اعظم ”الرحمن الرحیم“ ہے۔ الحافظ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری شرح بخاری میں اس کو نقل کیا ہے اور یہی مستند قول ہے جس کو ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے اسم اعظم کے بارے میں سوال کیا کہ مجھے اسم اعظم سکھایا جائے۔ آپ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نماز میں مشغول ہو گئیں اور نماز کی فراغت کے بعد ان الفاظ سے دعا مانگنے لگیں:

”اے اللہ! میں تجھے پکارتی ہوں، اے رحمن! میں تجھ سے دعا کرتی ہوں! اے رحیم! میں تجھ سے دعا کرتی ہوں اور میں تجھے تمام ناموں سے پکارتی ہوں، جو میرے علم میں ہیں اور جو میرے علم میں نہیں ہیں۔“

اس کی سند ضعیف ہے اور دلیل پر بھی اعتراض ہے لیکن میں (جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ) کہتا ہوں: اس سے بڑھ کر استدلال کیا ہو سکتا ہے جس کو حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو صحیح قرار دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کے متعلق پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کے ناموں میں سے ایسا نام ہے آنکھ کی سفیدی اور آنکھ کی سیاہی میں جتنا قرب ہے اسی طرح اس کے اور اللہ کے اسم اکبر (اعظم) کے درمیان بھی بڑا قرب ہے۔

مسند الفردوس جو کہ دیلمی کی کتاب ہے اس میں مرفوعاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: اسم اعظم ”سورة حشر“ کی آخری چھ آیات میں ہے۔

(۶) الرحمن الرحیم - الحی القيوم ہے۔

امام ترمذی وغیرہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسم اعظم ان دو آیات میں ہے: والہکم اللہ واحد لا الہ الا هو الرحمن الرحیم اور ”سورة آل عمران“ کا آغاز یعنی: اللہ لا الہ الا هو الحی القيوم

(۷) ابن ماجہ اور حضرت حاکم ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں: اسم اعظم تین سورتوں میں ہے: البقرہ، آل عمران اور طہ میں۔

حضرت قاسم ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اسم اعظم کی تلاش کی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ”الحی القيوم“ ہے۔

اور امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اس کو مضبوط بنا دیا ہے اور یہ دلیل دی ہے کہ یہ دونوں لفظ عظیم صفات پر دلالت کرتے ہیں جن پر دوسرے الفاظ ان کی طرح دلالت نہیں کرتے۔

(۸) الحنان المنان بديع السموات والارض يا ذا الجلال والاكرام کے متعلق ہے جس کے ثبوت میں احمد ابوداؤد و ابن حبان اور حاکم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور اس وقت ایک شخص نماز ادا کر رہا تھا، پھر اس نے یہ دعا کی:

اللهم انی اسئلك بان لك الحمد لا الہ الا انت الحنان المنان بديع السموات والارض يا ذا الجلال والاكرام يا حی یا قيوم ۔

تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے اللہ کے عظیم یعنی اسمِ اعظم کے ساتھ دعا کی ہے اور جو اس کے ساتھ دعا کرتا ہے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور جو بھی اس کے صدقے مانگے اسے عطا کیا جاتا ہے۔

(۹) بدیع السموات والارض یا ذا الجلال والاكرام کے متعلق منقول ہے کہ ابو یعلیٰ نے السری بن یحییٰ کی سند سے اس کی تخریج کی ہے اور السری بن یحییٰ قبیلہ طی کے کسی آدمی سے روایت کی ہے کہ اس کی اس پر تعریف کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ وہ مجھے اسمِ اعظم دکھا دے تو اس کے بعد میں نے آسمان کے ستاروں میں لکھا ہوا دیکھا: بدیع السموات والارض یا ذا الجلال والاكرام۔

(۱۰) ذا الجلال والاكرام کے متعلق امام ترمذی حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے ”یا ذا الجلال والاكرام“ کہتے ہوئے سنا تو آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ تیری دعا قبول کی گئی پس جو مانگنا ہے مانگو۔ اور اسی طرح علامہ ابن جریر ”سورہ نمل“ کی تفسیر میں حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں: ایسا اسم جس کے ساتھ دعا کی جائے وہ قبول کر لی جاتی ہے وہ یہ اسم ہے: یا ذا الجلال والاكرام۔

(۱۱) اللهم انی اسئلك بانی اشهد انک انت الله لا اله الا هو الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احد۔ اس عبارت کے متعلق ابوداؤد ترمذی ابن حبان اور حاکم حضرت بریدہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا: تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے عظیم نام کے صدقے سے سوال کیا ہے جب بھی کوئی اس نام سے سوال کرتا ہے تو اسے عطا کیا جاتا ہے۔

اور ابوداؤد کے نزدیک اس میں جو یہ الفاظ مذکور ہیں: لقد سالت الله باسم الاعظم۔

اس سے اسمِ اعظم کا ثبوت ہے اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ سند کے اعتبار سے تمام سے زیادہ رائج ہے جو اس کے بارے میں آئی ہیں۔

(۱۲) لفظ رب، رب کے متعلق حاکم نے حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے یہ دونوں صحابی کہتے ہیں: اسمِ اعظم ”رب رب“ یعنی اللہ کا نام ”رب“ ہے۔

ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے اور موقوفاً نقل کرتے ہیں کہ جب بندہ کہے: ”یارب یارب“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”لیک عبدی“ اے میرے بندے! تو جو کچھ مانگتا ہے مانگ تجھے عطا کیا جائے گا۔

(۱۳) مالک الملک اسمِ اعظم ہے طبرانی کبیر میں سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسمِ اعظم وہ اسم ہے جس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ وہ ”سورۃ آل عمران“ میں ہے۔

قل اللهم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدک الخير انک علی کل شیء قدير۔ تولج الیل فی النهار وتولج النهار فی الیل وتخرج الحی من

المیت وتخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغير حساب تک۔

اس قول کے بارے میں مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ اس کا قائل کون ہے۔

(۱۴) ذوالنون (یعنی حضرت یونس علیہ السلام) کی دعا کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ اسم اعظم ہے اس پر ناسی کی حدیث دلیل ہے اور حاکم نے فضالہ بن عبید اللہ سے اس کو مرفوعاً نقل کیا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا جب مچھلی کے پیٹ میں تھے: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۔

جو بھی مسلمان اس کے ساتھ دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے اور علامہ ابن جریر نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ والی حدیث کو مرفوعاً نقل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اسم وہی ہے جب اس کے ساتھ پکارا جائے تو اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے جب اس کے صدقے سے مانگا جائے تو اللہ تعالیٰ عطا بھی کرتا ہے۔ وہ حضرت یونس بن متی علیہ السلام کی دعا ہے اور حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے: ”کیا میں تمہیں حضرت یونس علیہ السلام کی دعا سے آگاہ نہ کروں“۔ تو کسی شخص نے پوچھا: کیا یہ حضرت یونس علیہ السلام کے لیے خاص تھی؟ تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تو نے یہ نہیں سنا:

ونجيه من الغم وكذلك تنجي المومنين ۔

ترجمہ: ہم نے اس کو غم سے نجات دی اور اسی طرح ایمان والوں کو بھی نجات دیتے ہیں۔

ابن ابی حاتم نے کثیر بن معبد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت حسن مجتبیٰ سے اسم اعظم کے بارے میں سوال کیا تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کیا تو قرآن نہیں پڑھتا؟ یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا قول ”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ“ (اسم اعظم ہے)۔

(۱۵) کلمہ توحید اسم اعظم ہے یعنی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ اس کو قاضی عیاض رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

(۱۶) امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اللہ جل شانہ سے اسم اعظم کو جاننے کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خواب میں دکھایا:

هو الله الله الذي لا اله الا هو رب العرش العظيم

۱۷۔ یہ اسماء حسنی میں پوشیدہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مبارکہ اس کی تائید کرتی ہے جو پہلے گزر چکی ہے جس میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب بعض اسماء الحسنی کے ذریعہ سے دعا کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جن ناموں سے تم نے سوال کیا ہے ان کا شمار اسم اعظم میں ہے۔

۱۸۔ بیشک اسم اعظم اللہ تعالیٰ کے تمام ناموں میں سے ہر نام ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اس لحاظ سے کہ اس کا ذہن کسی اور طرف نہیں ہوتا بلکہ حالت استغراق میں دعا مانگے تو اس حالت میں جو بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے وہ دعا قبولیت کے قریب ہوتی ہے۔

امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے کہ کسی شخص نے آپ ﷺ سے اسم اعظم کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: اس کی کوئی حد نہیں، اس کی وحدانیت کو اپنے دل میں جگہ دینا یہ اسم اعظم ہے اگر تو کسی نام کو پناہ گاہ بنانا چاہے تو اسی کو لے کر مشرق و مغرب میں جا یعنی (خدا کی وحدانیت کو دل میں پیدا کر)۔

اسی طرح ابو نعیم نے ابوسلیمان الدارانی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے بعض مشائخ سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب میں کہا: کیا تو اپنے قلب کو جانتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: جب تو نے اس کو دیکھ لیا تو اللہ سے سوال کر پس یہی اسم اعظم ہے۔

اور اسی طرح ابو نعیم نے ابن ربیع الساعی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا: مجھے اسم اعظم سکھائیں تو آپ نے فرمایا: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ تو اللہ کی اطاعت کر پھر ہر چیز تیری اطاعت کرے گی۔

۱۹۔ لفظ ”اللہم“ اسم اعظم ہے زرکشی نے ”جمع الجوامع“ کی شرح میں اس کو بیان کیا ہے اور اس سے استدلال کیا ہے۔ بے شک لفظ ”اللہ“ ذات باری تعالیٰ پر دلالت کرتا ہے جبکہ ”اللہم“ میں ”م“ تانوی صفت پر دلالت کرتا ہے، اس کو ابن مظفر نے روایت کیا ہے اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے اسی کے بارے میں کہا ہے: ”اللہم“ دعا کا خزانہ ہے اور نصر بن شمیل نے کہا ہے جو کہے ”اللہم“ تو اس نے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء سے دعا کی ہے۔

۲۰۔ لفظ ”الم“ اسم اعظم ہے۔ علامہ حضرت ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ”الم“ یہی اسم اعظم ہے اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: ”الم“ اسماء اعظم میں سے ایک اسم ہے اور ابن جریر رضی اللہ عنہما اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: ”الم“ ایک قسم ہے۔ اللہ نے اس کے ساتھ قسم اٹھائی ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم اعظم ہے۔

(الدرر المنظم فی الاسماء الاعظم للامام السیوطی علیہ الرحمۃ فحزاه اللہ احسن الحزاء)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان قصیدہ

جس میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے ساتھ استغاثہ کیا گیا ہے۔

شَسْرَعْتُ بِتَوْحِيدِ اِلَالِهِ مُبْسِمًا ۱ سَاخِتُمْ بِسَالِدِ كُرٍ مُنْحَمِدٍ مُحَمَّلًا
آغاز کیا میں نے توحید الہی کے ساتھ بسم اللہ پڑھ کر عنقریب اختتام کروں گا تعریف والے ذکر کے ساتھ خوبصورتی سے
وَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ ۲ تَنْزَرُهُ عَنْ حُضْرِ الْعُقُولِ تَكْمَلًا
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پروردگار نہیں عقلوں کے احاطے سے وہ مکمل طور پر پاک ہے۔
وَأَرْسَلْنَا فِيْنَا أَحْمَدَ الْحَقِّ قَيِّدًا ۳ نَبِيًّا بِهِ قَامَ الْوُحُودُ قَدْ خَلَا
اور بھیجا ہم میں احمد مجتبیٰ علیہ السلام کو حق کے ساتھ مرتبہ نبوت عطا کر کے جن کے سبب وجود کائنات قائم ہے اور وہ تشریف لے گئے۔
فَعَلَّمَنَا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ مُؤَيِّدٍ ۴ وَأَظْهَرَ فِيْنَا الْحِلْمَ وَالْعِلْمَ وَالْوَلَا

پس ہمیں ہر بھلائی سکھلائی جو تائید کی ہوئی ہے اور ہم میں بردباری، علم اور محبت کو ظاہر فرمایا،

فَيَا طَالِبًا عِزًّا وَكَثْرًا وَرَفْعَةً ۵ مِّنَ اللَّهِ فَادْعُوهُ بِأَسْمَائِهِ الْعَلَا

پس اللہ سے عزت، خزانے اور بلندی کے طالب اس کے بلند ناموں کے وسیلے سے دعا کر

فَقُلْ بِإِنكِسَارٍ بَعْدَ طَهْرٍ وَقُرْبَةٍ ۶ فَاسْتَلِكْ أَلْتُهُمْ نَصْرًا مُّعْجَلًا

پس تو کہہ عاجزی کے ساتھ پاکیزگی اور عبادت کے بعد کہ اے اللہ میں تجھ سے جلد مدد کا سوال کرتا ہوں۔

بِحَقِّكَ يَا رَحْمَنُ بِالرَّحْمَةِ الَّتِي ۷ أَحَاطَتْ فَكُنْ لِّي يَا رَحِيمٌ مُّجِئًا

بوسیلہ اپنے حق کے اے رحمن اس رحمت کے ساتھ جو احاطہ کیے ہوئے ہے اے رحیم مجھے اچھا کر دے

وَيَا مَلِيكَ قُدُّوسٌ قَدِيسٌ سَرِيرَتِي ۸ وَسَلِّمْ وَجُودِي يَا سَلَامٌ مِّنَ الْبَلَا

اور اے بادشاہ نہایت پاک میرے باطن کو پاک کر دے اور اے سلامتی دینے والے میرے وجود کو بلاؤں سے سلامت رکھ

وَيَا مُؤْمِنُ هَبْ لِي أَمَانًا مُّحَقَّقًا ۹ وَبِشَرِّ جَمِيلًا يَا مُهَيِّمٌ مُّسْبِلًا

اور اے امان دینے والے مجھے سچی امان عطا فرما اور اچھا دراز پردہ اے نگہبان

عَزِيزٌ أَرِلْ عَن نَّفْسِي الدُّلَّ وَآخِمينِي ۱۰ بِعِزِّكَ يَا جَبَّارُ مِنْ كُلِّ مُغْضِلَا

اے عزت والے میری ذات سے ذلت کو زائل کر دے اور اے عظمت والے بوسیلہ اپنی عزت کے ہر مشکل میں میری حمایت کر

وَضَعْ جُمْلَةَ الْأَعْدَاءِ يَا مُتَكَبِّرُ ۱۱ وَيَا خَالِقُ خُذْ لِي عَنِ الشَّرِّ مَعْرِضًا

اے بڑائی والے میرے تمام دشمنوں کو نیچا دکھا اور اے خالق مجھے ہر شر سے بچا،

وَيَا بَارِي النِّعَمَاءِ زِدْ قَبِيضَ نِعْمَةٍ ۱۲ أَفْضَتْ عَلَيْنَا يَا مُصَوِّرُ أَوَّلًا

اے نعمتوں کے پیدا کرنے والے نعمتوں کا فیض زیادہ کر۔ اے صورت بنانے والے ہم پر پہلے اضافہ فرما

رَجُوتُكَ يَا غَفَّارُ لِقَابِلِ لِنُورِي ۱۳ بِقَهْرِكَ يَا قَهَّارُ شَيْطَانِي اخْذَلَا

اے مغفرت فرمانے والے میں نے تجھ سے امید رکھی پس میری توجہ قبول فرما اور اے غلبے والے اپنے قہر سے میرے شیطان کو ذلیل کر

بِحَقِّكَ يَا وَهَّابُ عِلْمًا وَحِكْمَةً ۱۴ وَلِلرِّزْقِ يَا رَزَّاقُ كُنْ لِي مُسَهِّلًا

اے دینے والے بوسیلہ اپنے حق کے علم و حکمت عطا فرما اور اے روزی دینے والے میرے لیے روزی آسان فرما

وَبِالْفَتْحِ يَا فَتَّاحُ نَوِّرْ بَصِيرَتِي ۱۵ وَبِالْعِلْمِ نِلْنِي يَا عَلِيمُ تَفَضَّلَا

اے کھولنے والے کاموں کے فتح کے ساتھ میری بصیرت کو روشن کر اور اے علم والے مجھے اپنے فضل سے علم عطا کر

وَيَا قَابِضُ اقْبِضْ قَلْبَ كُلِّ مَعَانِدٍ ۱۶ وَيَا بَاسِطُ ابْسُطْ بَاسِطِي بِأَسْرَارِكَ الْعَلَا

اور اے بند کرنے والے ہر دشمن کے دل کو بند کر دے اور اے کھولنے والے اپنے بلند بھیدوں کے ساتھ میرے سینے کو کھول دے

وَبِالْخَالِصِ اخْلِصْ لَدْرَ كُلِّ مُتَالِفٍ ۱۷ وَيَا رَافِعُ ارْفَعْ لِي بِرُوحِكَ الْفَلَاحَا

اور اے پست کر نیوالے ہر منافق کی قدر پست کر دے اور اے بلند کرنے والے اپنی بھاری روح کے ساتھ مجھے بلند کر دے۔

مَأْتِكَ عِزًّا يَا مُعِزُّ لَا هِلْبَهُ ۱۸ مُذِلُّ قَذِلُّ الظَّالِمِينَ مُنْكَ لَا

اے عزت دینے والے اپنوں کو میں تجھ سے عزت کا طالب ہوں اے ذلت دینے والے ظالموں کو عبرتناک طور پر ذلیل کر

فَعِلْمُكَ كَافٍ يَا سَمِيعُ فَكُنْ إِذَا ۱۹ بَصِيرًا بِحَالِي مُصْلِحًا مُتَقَبِّلًا

اے سننے والے تیرا علم کافی ہے جب تو میرے حال کا دیکھنے والا ہے پس ہو جا اس کو قبول کرنے والا سنوارنے والا

فَيَا حَكَمٌ عَدْلٌ لَطِيفٌ بِخَلْقِهِ ۲۰ خَيْرٌ بِمَا يَخْفَى وَمَا هُوَ مُجْتَلَا

پس اے فیصلہ کرنے والے انصاف کرنے والے اپنی مخلوق پر مہربان خبر رکھنے والا ہر پوشیدہ اور ظاہر کی،

فَحِلْمُكَ قَصْدِي يَا حَلِيمٌ وَعُمْدَتِي ۲۱ وَأَنْتَ عَظِيمٌ عَظْمُ جُودِكَ قَدْ عَلَا

اے بردبار پس تیری بردباری میرا قصد و ارادہ ہے اور تو عظیم ہے تیری جود و عطا کی عظمت بلند ہو گئی۔

غَفُورٌ وَسَّارٌ عَلَيَّ كُلِّ مُذْنِبٍ ۲۲ شَكُورٌ عَلَيَّ أَحْبَابِهِ وَمَوْضِلٌ

بخشنے والا پردہ پوش ہر گنہگار کا صلہ دینے والا اپنے دوستوں کا اور ملانے والا،

عَلَيَّ وَقَدْ أَعْلَى مَقَامَ حَبِيبِهِ ۲۳ كَثِيرٌ كَثِيرُ الْخَيْرِ وَالْجُودِ مُجْزِلٌ

بلند ہے اور اپنے حبیب کا مقام بلند کر دیا بڑا ہے بہت ہی خیر و بخشش والا بہت دینے والا ہے

حَفِيفٌ فَلَا شَيْءَ يَفُوتُ لِعِلْمِهِ ۲۴ مُقِيبٌ نَقِيبُ الْخَلْقِ أَعْلَى وَأَسْفَلَا

حفاظت فرمانی والا ہے پس کوئی شے اس کے علم سے باہر نہیں قوت دینے والا نگہبان ہے بلند و پست مخلوق کا

فَعُكْمُكَ حَسْبِي يَا حَسِيبُ تَوَلَّيْنِي ۲۵ وَأَنْتَ جَلِيلٌ كُنْ لِفَتْنِي مُنْجِلَا

اے کفایت کرنے والے پس تیرا فیصلہ میرے لیے کافی ہے میری مدد فرما اور بزرگ۔ ہے تو ہو جا میرے غم کا مٹانے والا

إِلَهِي كَسْرِي أَنْتَ فَأَكْرِمْ مَوَاهِبِي ۲۶ وَكُنْ لِعَدْوِي بِسَارٍ قَيْبٌ مُجْنِدِلَا

الہی تو کریم ہے پس مجھے عطیات بخش اور اے نگہبان میرے دشمن کو چھاڑنے والا ہو جا

دَعْوَتِكَ يَا مَوْلَى مُجِيبًا لِمَنْ دَعَا ۲۷ قَدِيمَ الْعَطَايَا وَاسِعَ الْجُودِ فِي الْمَلَا

اے مالک قبول کرنے والے جو کوئی پکارے میں نے تجھے پکارا ہے اے قدیم عطاؤں والے کھلی بخشش والے عطاؤں میں،

إِلَهِي حَكِيمٌ أَنْتَ فَأَحْكُمْ مَشَاهِدِي ۲۸ فَوَدَّكَ عِنْدِي يَا وَدُودٌ تَنْزِلَا

الہی تو حکمت والا ہے میری حاضری کی جگہوں کا فیصلہ فرما اے دوست تیری محبت میرے پاس نازل ہو گئی،

مَجِيدٌ فَهَبْ لِي الْمَجْدَ وَالسَّعْدَ وَالْوَلَا ۲۹ وَيَا بَاعِثُ ابْعَثْ نَصْرَ جَيْشِي مُهْرٌ وَلَا

بزرگی والے پس مجھے بزرگی و سعادت اور محبت عطا فرما اور اے بھیجنے والے میرے بھاگتے لشکر کی مدد بھیج،

شَهِيدٌ عَلَيَّ الْأَشْيَاءِ طَيِّبٌ مَشَاهِدِي ۳۰ وَحَقِّقْ لِي حَقَّ الْمَوَارِدِ مِنْهَا لَا

تو چیزوں پر گواہ ہے میرے حاضر ہونے کی جگہوں کو پاک کر دے اور میرے لیے پینے کے گھاتوں کا حق ثابت کر دے
 إِلَهِي وَكَيْلٌ أَنْتَ فَأَقْضِ حَوَائِجِي ۳۱ وَيَكْفِي إِذَا كَانَ الْقَوِيُّ مُوَكَّلًا
 الہی تو کارساز ہے پس میری حاجات کو پوری فرما اور وکیل جب قوی ہو تو کافی ہوتا ہے،

مَتِينٌ فَمَتْنٌ ضَعْفَ حَوْلِي وَقُوَّتِي ۳۲ اِغِثْ يَا وَلِيَّ عَبْدًا دَعَاكَ تَبَلًا
 تو مضبوط ہے میری طاقت و قوت کے ضعف کو مضبوط کر دے اے دوست اپنے بندے کی مدد فرما اس نے تجھے پکارا ہے دنیا سے منقطع ہو کر
 حَمْدُكَ يَا مَوْلَى حَمِيدًا مُوَحَّدًا ۳۳ وَمُخَصَّصِي زَلَّاتِ الْوَرَى وَمَعْدِلًا
 اے مالک ہر اے ہوئے وحدانیت کا معتقد ہوتے ہوئے تیرے تعریف کرتا ہوں اور مخلوق کی لغزشوں کو گھیرنے والے درست کر نیوالے

إِلَهِي مُبْدِي الْفَتْحِ لِي أَنْتَ وَالْهُدَى ۳۴ مُعِيدٌ لِمَا فِي الْكَوْنِ إِنْ بَادَ أَوْ خَلَا
 الہی میرے لیے فتح اور ہدایت کے ظاہر فرمانے والے کائنات کی ہر موجود اور گزری چیز کے دوبارہ پیدا کرنے والے
 سَأَلْتُكَ يَا مُخْصِي حَيَاةً هَبْنَةً ۳۵ أَمِثْ يَا مُمِيتُ أَعْدَاءَ دِينِي مُعْجَلًا
 اے زندگی دینے والے میں تجھ سے خوشگوار زندگی مانگتا ہوں اے موت دینے والے میرے دینی دشمنوں کو جلد موت دے

يَا حَيُّ أَخِي مَيِّتْ قَلْبِي بِذِكْرِكَ ۳۶ الْقَدِيمُ فَكُنْ قِيَوْمَ سِرِّي مُوَصَّلًا
 اے زندہ میرے مردہ دل کو اپنے ذکر قدیم سے زندہ کر دے پس میرے بھید کو قائم کرنے والا ملائے والا ہو جا
 وَيَا وَاحِدَ الْأَنْوَارِ أَوْجِدْ مَسْرَتِي ۳۷ وَيَا مَاجِدَ الْأَنْوَارِ كُنْ لِي مُعْوَلًا
 اے انوار کے موجود کرنے والے میری خوشی کو موجود کر اور اے انوار کی بزرگی والے میرا مددگار ہو جا،

وَيَا وَاحِدَ مَائِمٍ إِلَّا وَجُودُهُ ۳۸ وَيَا صَمَدَ قَامِ الْوُجُودِ بِهِ عِلَا
 اور اے ایک یکتا جس کے سوا یہاں کوئی موجود نہیں اور اے بے نیاز جس سے تمام موجودات کو قیام ہے وہ بلند ہے

وَيَا قَادِرُ ذَا الْبَطْشِ أَهْلِكَ عَدُوَّنَا ۳۹ وَمُقْتَدِرُ قَلْبِ لِحُسَادِنَا الْبَلَا
 اور اے تو انا گرفت فرمانے والے ہمارے دشمن کو ہلاک کر دے اور اے قدرت والے ہمارے حاسدوں کیلئے بلا مقدر کر دے
 وَقَدِيمُ لِسِرِّي بِمَا مُقَدِّمُ عَالِيَنِي ۴۰ مِنَ الضَّرِّ فَضْلًا يَا مُوَيَّحِرُ ذَا الْعَلَا
 اے آگے کرنے والے میرے بھید کو بڑھادے اور اے پیچھے کرنے والے بلندی والے اپنے فضل سے مجھے تکلیف سے بچا
 وَأَسْبَقُ لَنَا الْخَيْرَاتِ أَوَّلَ أَوَّلَا ۴۱ وَيَا آخِرَ أَخْتِمِ لِي أَمُوتُ مُهْلِلًا
 اور اے اول پہلے ہماری نیکیوں کو سبقت دے اور اے آخر میرا خاتمہ کر کہ میں مروتوں جلیل کرتے ہوئے،

وَيَا ظَاهِرُ أَظْهَرْ لِي مَعَارِفَكَ الْإِنْسَى ۴۲ بِسَاطِنِ غَيْبِ الْغَيْبِ يَا بَاطِنًا وَلَا
 اور اے ظاہر اپنی معرفت کے مقامات ظاہر کر جو غیب الغیب کے باطن میں ہیں اور اے پوشیدہ دوستی والے
 وَيَا وَالِيَّ أَوَّلِ أَمْرِنَا كُلِّ نَاصِحٍ ۴۳ وَيَا مُتَعَالِ ارْشِدْ وَأَصْلِحْ لَهُ الْوَلَا
 اے ولی اے اول امرنا کے ناصح ..

اے کام بنانے والے ہر نصیحت کرنے والے کا ہمارا کام بنادے اور اے بلند و برتر اس کے لیے دوستی سیدھی و درست کر دے

وَيَا بَرُّ يَا رَبَّ الْبَرَّايَا وَمُوهَبَ ۴۴ الْعَطَايَا وَيَا تَوَّابُ تَبِّ وَتَقْتَلَا

اور اے نیک کار اے پروردگار مخلوق کے اور عطائیں بخشنے والے اور اے توبہ قبول کرنے والے رجوع فرما، ورجوع کر

وَمُسْتَقِيمٌ مِّنْ ظَالِمِي نَفْسِيهِمْ ۴۵ كَذَاكَ عَفُوٌّ أَنْتَ فَسَاعِطِفْ تَفْصَلَا

اور انتقام لینے والے میرے ظالموں کی جانوں سے تو اسی طرح معاف فرما نیوالا ہے پس اپنے فضل سے مجھے معاف فرما،

عَطُوفٌ رَّوْفٌ بِالْعِبَادِ وَمُسْعِفٌ ۴۶ لِمَنْ قَدْ دَعَا يَا مَالِكَ الْمُلْكِ مَعْقِلَا

بندوں کے ساتھ شفقت و مہربان اور پورا کرنے والا اس کے لیے جس نے پکارا اے ملک کے، لک جائے پناہ

فَالْبَنَسُ لَنَا يَا ذَا الْجَلَالِ جَلَالَةً ۴۷ فَجُودُكَ وَالْأَكْرَامُ مَا زَالَ مُهْطِلَا

اے بزرگی، اے ہمیں بزرگی کا لباس پہنا پس تیرا کرم موسلا دھار بارش کی طرح برسنے والا ہے

وَيَا مُقْسِطُ تَبِّ عَلَى الْحَقِّ مُهْجَتِي ۴۸ وَيَا جَامِعُ اجْمَعْ لِي الْكَمَالَاتِ فِي لَهْلَا

اور اے انصاف کرنے والے میری جان کو حق پر ثابت رکھ اور اے جمع فرمانے والے میرے لیے امدانیہ کمالات کو جمع فرما،

إِلَهِي غَنِيٌّ أَنْتَ فَادْهَبْ لِفَاقَتِي ۴۹ وَ مُغْنِي فَاغْنِ فَقَرَّ نَفْسِي لِمَا حَلَا

الہی تو بے پرواہ ہے میرے افلاس کو دور کر دے اور تو بے پرواہ کر نیوالا ہے میرے نفس کو برخواستگی کی احتیاج سے بے پرواہ کر دے

وَيَا مَانِعُ امْنَعْنِي مِنَ الذَّنْبِ فَاشْفِينِي ۵۰ عَنِ الشُّوْءِ وَمَا قَدْ جَنَيْتُ تَعْمَلَا

اور اے روکنے والے مجھے برگناہ سے روک لے پھر مجھے بچا برائی سے جو میں نے عمدا کی ہے۔

وَيَا ضَارٌّ كُنْ لِلْحَاسِدِينَ مُوَبِّخَا ۵۱ وَيَا نَافِعُ انْفَعْنِي بِرُوحٍ مُّحْصَلَا

اور اے نقصان پہنچانے والے حسد کرنے والوں کو جزو توبخ کرتے ہوئے اور اے نفع پہنچانے والے تائید کی ہوئی روح کے ساتھ مجھے نفع پہنچا

وَيَا نُورُ أَنْتَ النُّورُ فِي كُلِّ مَابَدَا ۵۲ وَيَا هَادٍ كُنْ لِلنُّورِ فِي الْقَلْبِ مُشْعَلَا

اور اے نور تمام موجودات میں تیرا ہی نور ہے اور اے ہدایت دینے والے ہو جانور قلب کا چمکانے والا

بَدِيعَ الْبَرَّايَا أَرْجُوا مِنْ قَيْضِ لُطْفِهِ ۵۳ وَلَسْمَ يَبْقَى إِلَّا أَنْتَ بَسَاقِي لَهْلَا

انوکھا پیدا کرنے والا مخلوق کا میں اس کے فیضِ لطف سے امید رکھتا ہوں اور تیرے سوا کوئی باقی نہیں اسی کے لیے ہے دوستی

وَيَا وَارِثُ اجْعَلْنِي لِعِلْمِكَ وَارِثَا ۵۴ وَرُشْدًا اِنْسَلْنِي يَا رَشِيدُ تَحْمَلَا

اور اے وارث مجھے اپنے علم کا وارث بنا اور اے راست تدبیر والے مجھے اچھی شان و شوکت عطا فرما،

صَبُورٌ وَسَّارٌ فَوْقَ عَزِيمَتِي ۵۵ عَلَى الصَّبْرِ وَاجْعَلْ لِي إِحْتِيَارَ مُرْتَلَا

تو تحمل والا اور پردہ پوش ہے پس توفیق دے میرے عزم کو صبر کی اور مجھے اختیار دے کھولنے اور بند کرنے والا

بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنَى دَعْوَتِكَ سَيِّدِي ۵۶ وَ آيَاتِكَ الْعُظْمَى انْتَهَلْتُ تَوْسَلَا

میرے مالک میں نے تیرے پیارے ناموں کے ساتھ تجھ کو پکارا ہے اور میں نے تیری بہت بڑی نشانیوں کا وسیلہ پکڑا ہے
 فَاسْئَلُكَ اللَّهُمَّ رَبِّي بِفَضْلِكَ ۵۷ فَهَبْنِي لَنَا مِنْكَ الْكَمَالَ مُكْتَمَلًا
 پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ میرے رب انکی فضیلت سے اپنی طرف سے ہمیں مکمل کمال عطا فرما،
 وَقَابِلْ رَجَائِي بِالرِّضَا عَنْكَ وَانْكُفْنِي ۵۸ صُرُوفَ زَمَانٍ صِرْتُ فِيهِ مُخَوَّلًا
 اور میری امید کے مقابل اپنی رضا کو لا اور میری زمانے کے حوادث سے کفایت کر کہ میں ان میں گھرا ہوا ہوں
 آغِثْ وَاشْفِنِي مِنْ دَاءِ نَفْسِي وَاهْدِنِي ۵۹ إِلَى الْخَيْرِ وَأَصْلِحْ مَا بَقِيْلِي تَخْلَلًا
 میری مدد فرما اور مجھے میرے نفس کی بیماری سے شفا دے اور مجھے نیکی کی راہ دکھا اور میری عقل میں جو خلل پڑ گیا ہے اس کی اصلاح کر
 إِلَهِي فَأَرْحَمَ وَالِدَيَّ وَأَخَوَاتِي ۶۰ وَمِنْ هَذَا الْأَسْمَاءِ يَدْعُوا مُرْتَلًا
 الہی رحم فرما میرے والدین اور بھائیوں اور اس پر جو ان ناموں کو عمدہ طریقے سے پڑھ کر دعا کرے،
 أَنَا قَادِرِي الْحَسَنِي عَبْدُ الْقَادِرِ ۶۱ دُعِيتُ بِمُحْيِي الدِّينِ فِي دَوْحَةِ الْعَلَا
 میں قادری حسنی عبد القادر ہوں اور میں شجرہ عالیہ میں محی الدین کے لقب سے پکارا جاتا ہوں۔
 وَصَلَّى عَلَيَّ جَدِّي الْحَبِيبُ مُحَمَّدٌ ۶۲ بِأَخْلَى سَلَامٍ فِي الْوُجُودِ وَأَكْمَلًا
 اور رحمت نازل فرما میرے پیارے نانا محمد ﷺ پر کائنات میں شیریں ترین اور کامل ترین سلام کے ساتھ
 مَعَ الْأَلِ وَالْأَصْحَابِ جَمْعًا مُؤَيَّدًا ۶۳ وَبَعْدُ فَحَمْدُ اللَّهِ خَتْمًا وَأَوَّلًا
 اور آپ کے آل و اصحاب پر جو تائید شدہ جماعت ہے اور پھر تعریف اللہ کے لیے ہے انتہا ابتدا میں،

مناجات با اسمائے باری تعالیٰ

اے خالق جہاں متعالیٰ ہے تیری ذات
 يَا بَرُّ هَمْ بِبَارِئِ احْسَانِ مَدَامْ كَر
 دے ہم کو برتری کے ہمہ عالیہ صفات
 تَوْفِيقُ تَوْبَةٍ خَالِقِ وَتَوَابِ كَرِهِي
 اظہار التفات و کرم صبح و شام کر
 يَا مُنْتَقِمُ هَمَارِي نِفَاسِنِ، سَلَامِ لِي
 رکھ توبہ نصوح پر عامل سدا ہمیں
 هُوَ بَارِعُ رَحْمَتِ وَرَافَتِ كِيَاكُ نَظَرِ
 دنیا کے ظلم و جور کا جلد انتقام لے
 مَالِكُ! هِي تِيرِي مُلْكُ، تِيرِي مُلْكُتِ مِي هَمْ
 معدوم کر جہاں سے بنائے فساد و شر
 يَا ذَا الْجَلَالِ صَاحِبِ اِكْرَامِ لِي خَيْرِ
 بے یار و بے دیار، اسیر ملال و غم
 يَا رُبَّ بَلَطَفٍ خَاصٍ كُحْمَايَا هُوَ اِنْتِظَامِ
 غارت گروں کو قہر سے اپنے تباہ کر
 يَا مُقْسِطُ سَكَّاهِي آئِيْنِ مَعْدَلَتِ
 تیرے غریب بندوں کی ہو پرورش مدام
 يَا جَامِعُ جَمِيعَتِ خَاطِرِ هُوَ رَحْمَتِ
 ہو عدل و رحم شیوہ اعیان سلطنت
 مسلم سے انتشار فنا کر ہمہ جہت

دے مال و زر ہمیں، کرم خاص سے نواز
 دائمِ امین دولت بیدار رکھ ہمیں
 رکھ دورِ فعلِ زشت سے آفات سے بچا
 نقصانِ مال و زر سے رہے قوم بے خطر
 دنیا و دیں میں ہم کو منافع ہوں بیشمار
 ہو بدعتوں کا دورِ زمانے سے ناپدید
 ہر سینہ ہو مرقعِ انوارِ مستقل!
 بے راہ روکو راہِ شریعت نصیب کر
 راحت برائے زندگیِ مستعار دے
 پھیلے ہر اک سلسلہٴ نسل تا ابد
 گم کردہ راہ قوم کو راہِ صفاء دکھا
 آئین ضبطِ نفس سکھا خستہ جان کو
 صدقہ رسولِ تاجور کائنات کا
 اخلاق و انقیاد کا، خوگر بنا ہمیں
 کر ذوقِ نعتِ رحمتِ عالم عطا ہمیں
 ہم کو ابھار حوصلے اعداء کے پست کر
 بندے ترے مٹا سکیں دنیا سے شور و شر
 ہر رات شبِ برات ہو ہر دن ہو روزِ عید
 آجائے جس سے دین میں ایماں میں تازگی
 بربادیوں کا ورنہ مسلمان کو ہے یقین
 مخلوق کے قلوب میں سچی پریت دے
 جور و جفائے اہل جفا سے نجات دے
 قائمِ نبی کا دین رہے تاحدِ قیام
 کر قیدِ بندگیِ عدو سے رہا ہمیں
 جلووں سے اپنے وجد میں ہر روز لا ہمیں
 دے شانِ احدیت کا سبق ہم کو ٹھیک ٹھیک

کر یا غنی ہمیں غمِ پیہم سے بے نیاز
 یا مغمی تو نگر و زردار رکھ ہمیں!
 یا مانع گناہ منہیات سے بچا
 یا ضار نہ پہنچے ہمیں کچھ بھی ضرر
 یا نافع عطا ہو مفادِ ابد قرار
 ہوں یا بدیع پیدا وہ ہم میں ولی جدید
 یا نور رکھ مدام متور و ماغ و دل
 یا ہادی پھر جہاں کو ہدایت نصیب کر
 یا باقی پھر بقائے ابد اقتدار دے
 یا وارث نہ رکھ کسی انساں کو تو لا ولد
 کر یا رشید پھر درِ ارشاد و رشد و
 دے یا صبور صبر و تحملِ جہان کو
 اللہ واسطہ تیری ذات و صفات کا
 اپنی صفاتِ خاص کا مظہر بنا ہمیں
 رکھ یا حمید مائلِ حمد و ثناء ہمیں
 یا محصی حصارِ حریفانِ شکست کر
 یا مبدی قلوب میں پیدا وہ جوش کر
 کر پھر سے عیش و امن کی تخلیق یا معید
 دے یا محی روحِ مسلمان میں تازگی
 مضبوط بے کسوں کو بنا جلد یا متین
 ہیں مردہ دل، حیات ہمیں یا ممیت دے
 یا حی نیم جاں ہیں مسلمان، حیات دے
 قیوم تیری ذات ہے اے خالقِ انام
 یا واجد غنی و تو نگر بنا ہمیں
 یا ماجد ہو مجدد و بزرگی عطا ہمیں
 یا واحد تو ہے خالق و یکتا و لا شریک

دے جیتے جی ہی عفو خطا کی سند، ہمیں!
 دُنیا میں قدرِ ملتِ اسلام کی بڑھا
 افزوں ہو روزِ مقتدرتِ عزت و وقار
 فتحِ قدیم جیسی ہمیں نصرت نصیب کر
 ذلت نصیب ہو دمِ آخر سپاہِ غیر
 روزِ جزا معاف ہو پہلے مری خطا
 تیرے حضور کثرتِ عصیاں سے شرمسار
 عشاق کا قبولِ سلام و درود کر
 طور نگاہ کر مرے انوارِ باطنی
 کر قوم کو ولایتِ محمد ﷺ سے سرفراز
 اپنے جمالِ ذات کا عاشق بنا ہمیں
 پھر بادۂ الست کا ایک جام دے ہمیں
 باہم دگر فریفتہ اتحاد رکھ
 دنیا میں کامیاب رہیں کامراں رہیں
 ہوشور و شر کا دور تو ہم کو پناہ دے
 دربارِ تاجدارِ مدینہ دکھا ہمیں
 یا رب ضیاء فقیر کا ہو خاتمہ بخیر

رکھ بے نیاز اہل جہاں سے صمد ہمیں
 یا قادرُ تجلی قدرتِ نما دکھا
 یا مقتدر ہمیں ہو عطا جاہ و اقتدار
 کر یا مقدم اہل عرب کی طرف نظر
 مسلم کا یا مسوخر کر خاتمہ بخیر
 یا اول ہو اولیت کا شرف عطا
 یا آخر نہ ہو دمِ آخر گناہگار
 یا ظاہر مظاہرہ الطاف و جود کر
 یا باطن ہوں منکشف اسرارِ باطنی
 یا ولی ہو امتِ مسلم کا کارساز
 سلطان کائنات کا عاشق بنا ہمیں
 جوش و خروشِ اُلفتِ اسلام دے ہمیں
 دُنیا کی نعمتوں سے مسلمان کو شاد رکھ
 عاشق ترے حبیب کے سب شاداں رہیں
 مسلم کو اے خدا! شرفِ عز و جاہ دے
 یا ربِ حریمِ قدس کا زینہ دکھا ہمیں
 آئے دم وصال نہ دل میں خیالِ غیر

اسماءِ حسنیٰ سے توسل کرنا

اس باب کے حرفِ آخر کے طور پر یہ مسئلہ بھی یاد رہے کہ دعا کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ذاتی و صفاتی ناموں کے وسیلہ سے دعا کی جائے (و ان یسئال اللہ تعالیٰ باسمائہ الحسنیٰ و صفاتہ العلیٰ حسن) (یعنی) توسل کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ و صفاتِ جلیلہ کے وسیلہ سے دعا کی جائے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے و للہ الاسماء الحسنیٰ فادعوه بها (اعراف آیت ۱۸۰)

اللہ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں تم ان کے وسیلہ سے اللہ سے دعا مانگو

اور یہ وہ مخصوص نام ہیں جن کا اسماءِ الہی ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے یہ اسماءِ حسنیٰ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کمال کے حامل ہیں۔ ان میں سے خدا تعالیٰ کی ذاتِ مبارک ہے اسی طرح اس کے اسماء بھی مبارک ہیں اس لیے اس کے ناموں کی برکات سے بھی

دعائیں قبول ہوتی ہیں، اس کو جب ان اسماءِ حسنی کے وسیلہ سے پکارا جاتا ہے تو وہ اس پکار کو شرفِ اجابت سے نوازتا ہے۔
حدیث ۱: حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئی سنا۔

اللهم انی اشهد انک انت الله لا اله الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفو احد

تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے خدا تعالیٰ کا وہ نام لے کر پکارا ہے کہ جب اس نام کے ساتھ اس سے سوال کیا جاتا ہے تو ضرور جواب دیتا ہے۔ اس حدیث کو اصحابِ سنن نے روایت کیا ہے:
حدیث ۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے۔ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا نماز سے فارغ ہو کر اس نے یہ دعا کی۔

اللهم انی اسئلك بان لك الحمد لا اله الا انت المنان بدیع السموت والارض یا ذا الجلال والا کرام یا حی یا قیوم۔

تو آپ نے فرمایا: اس نے اللہ کا وہ نام لے کر دعا کی ہے کہ جب وہ اس نام کے ساتھ پکارا جاتا ہے تو جواب دیتا ہے اور جب اس سے مانگا جاتا ہے تو ضرور عطا کرتا ہے اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

(مشکوٰۃ کتاب اسماء اللہ تعالیٰ)

حدیث ۳: حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ذوالنون (یونس علیہ السلام) نے جب اپنے پروردگار کو مچھلی کے پیٹ میں پکارا تھا، تو یوں پکارا تھا: لا اله الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین۔ کوئی مسلمان کسی حاجت میں خدا تعالیٰ کو ان کلمات سے یاد نہیں کرتا مگر وہ ضرور اس کی سنتا ہے جو مسلمان اپنی حاجت براری کے لیے حق تعالیٰ کو ان کلمات مبارکہ سے یاد کرتا ہے تو حق تعالیٰ ضرور اس دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔

ایں دعا ازمن.....

(اللہ تبارک و تعالیٰ کے لطف و کرم، فضل و احسان اور اس کی عنایت و مہربانی سے اسماءِ الحسنی کا باب اختتام پذیر ہوا اور اس کی پروف ریڈنگ آج ۱۱ اپریل ۲۰۱۲ء بروز اتوار کو بیت اللہ شریف کے سامنے بیٹھ کے کر رہا ہوں اور اس وقت میرے ساتھ عزیز القدر برخوردار محمد راشد سلیم بھی بیٹھے ہیں جو کہ دامام سے تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان عنایات پر اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس کے بعد شانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ کا دوسرا باب جو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے ارشادات پر مشتمل ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناشتہ باب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمائے اور آئندہ باب کو بخیر و خوبی پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

نذر من درد و جہاں با عزت و تمکین باد ایں دعا ازمن و از جملہ جہاں آمین باد

ہم اللہ عز و جل سے حسن خاتمہ کا سوال کرتے ہیں اور اس کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے ہیں، بے شک حد سے بڑھنے والے ہی اس

کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہتے ہیں۔ یا اللہ عزوجل! ہم تیری بارگاہ میں تیرے محبوب ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ تیرے محبوب ﷺ تیری بارگاہ میں ہم عاصیوں اور گناہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ یا اللہ عزوجل! ہمیں خوف سے امن عطا فرمادے، ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرما اور ہمارے گناہ معاف فرمادے۔ یا اللہ عزوجل! اگر تو بھی صرف انہیں ہی اپنے بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے گا جو تیرے نیک بندے ہیں تو پھر ہمیں بتا کہ ہم جیسے گناہگاروں کو کون قبول کرے گا؟ یا اللہ عزوجل! اگر تو اطاعت گزار بندوں پر ہی رحم و کرم کی بارش نازل فرمائے گا تو کوتاہی کرنے والوں اور عاصیوں پر کون کرم کرے گا؟ یا اللہ عزوجل! ہم اپنے نفسوں کی برائی کو اچھی طرح جان چکے لہذا ہم پر نظر کرم فرما اور ہماری توبہ قبول فرما۔ یا اللہ عزوجل! ہم پر ایسا افضل و کرم فرما جو ہمیں تیری ذات کے سوا ہر چیز سے بے پرواہ کر دے، ہمیں اطاعت کی توفیق، معصیت سے نفرت اور خلوص نیت کی دولت سے نواز دے، ہمیں اپنی ایسی رحمت سے نواز کر جو ہماری کمی اور کوتاہی کو پورا کر دے اور ہمارے فقر کو غنا سے بدل دے، ہمارے گناہوں کو مٹا دے اور ہماری قدرو منزلت میں اضافہ فرمادے ہمیں اپنے اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کے ارشادات عالیہ سن کر ان سے نفع حاصل کرنے کی سعادت نصیب فرما اور ہم گناہگاروں کے حق میں اپنے پیارے محبوب ﷺ کی شفاعت قبول فرما اس دن کے جس دن نہ مال کام آئے گناہ اولاد، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے ہم پر اپنی حاصل رحمت نازل فرما۔ آمین

ثم آمین۔ بجاء النبی الکریم الامین۔ اللهم صل وسلم علی سیدنا محمد نبیک العظیم ورسولک الکریم والداعی الی الصراط المستقیم۔ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجه وذریاتہ الفضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم۔

شاء و حمد بے پایاں خدا را	کہ منعمش در وجود آورد مارا
الہا قادرا پروردگارا	کریم منعم آفرزگارا
خداوند! تو ایمان و شہادت	عطا کر دی بہ فضل خویش مارا
ز احسان خداوندی عجب نیست	اگر خط در کشی جرم و خطارا
بہ حق پار سایان کز در خویش	غیند ازی من تا پارسا را
خدایا! گر تو سعدی را برانی	شفیع آرد روان مصطفیٰ ﷺ را
محمد ﷺ، سید سادات عالم	چراغ و چشم جملہ انبیاء را

دوسرا باب:

رحمتِ خداوندی و عذابِ ارشاداتِ مصطفیٰ (ﷺ)

حمد باری تعالیٰ عز اسمہ

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لیے جو ایسا ”رحیم“ ہے کہ اپنے رحمدل بندوں پر بے انتہاء رحم فرماتا ہے۔ وہ ایسا ”کریم“ ہے جو نافرمانوں پر بھی جو دو کرم کی بارش برساتا ہے۔ وہ ایسا ”علیم“ ہے کہ جب کسی گناہ گار کو اپنی لغزش و نافرمانی پر حسرت و ندامت کرتے ہوئے ملاحظہ فرماتا ہے تو اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ وہ ایسا ”علیم“ ہے کہ دلوں کے بھید جانتا ہے، نیتوں پر مطلع ہے اور زمین و آسمان کی کوئی شے بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ایسا ”عظیم“ ہے کہ کسی بھی گناہ کو معاف کرنا اس کے لیے دشوار و مشکل نہیں۔ وہ کسی عیب کو دیکھتا ہے تو محض اپنے فضل و نعمت سے چھپا دیتا ہے کیونکہ اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ اس نے مؤمنین کو گناہ اور گمراہی سے نکالنے کے لیے ارشاد فرمایا: ”و رحمتی وسعت کل شیء ط (پ ۹، الاعراف: ۱۵۶) اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔“ پس وہ لغزشوں اور گناہوں کو بخش دیتا ہے اور جس شخص نے اللہ عزوجل کے حرام کردہ کام کو مجبور ہو کر اختیار کیا وہ گناہ گار نہ ہوگا۔ جس نے اس کی بارگاہ میں توبہ کر لی وہ اسے نجات عطا فرمائے گا اور جس نے اس پر توکل و بھروسہ کیا وہ ہر معاملہ میں اسے کافی ہو جائے گا۔

اے توبہ کرنے والو! تمہیں عذاب سے بچنے کی خوشخبری ہو۔ تم اس نعمت پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرو کیونکہ تمہارے رب عزوجل نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا اور تمہارے لیے سعادت مندی لکھ دی ہے۔ اس نے اپنی معرفت کا ارادہ کرنے والے عارفین کے لیے علم کو ظاہر فرما دیا۔ جنت میں اپنے محبوب بندوں کو اپنے دیدار کی اجازت عطا فرمادی اور انہیں اپنی انسیت و محبت کے جاموں سے سیراب کیا تو وہ اس کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گئے.....، ڈروالوں نے اللہ عزوجل کے لیے تابعداری اور عاجزی کو لازم کر لیا اور اپنی گزشتہ خطاؤں پر آنسو بہائے تو اس نے ان کے لیے یہ فیصلہ فرما دیا: ”قل یعبادی الہدین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ط ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً ط (پ ۲۳، الزمر: ۵۳) تم فرماؤ اے میرے وہ بند و جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔“..... پس اس نے مغفرت کے ذریعے امان کا تاج ان کے سر پر سجایا جس سے پہچانے جاتے ہیں۔

اے اپنی زندگی کے ایام غفلت میں ضائع کرنے والے! اے اپنے نامہ اعمال کو گناہوں سے بھرنے والے! اپنے مولیٰ عزوجل کی طرف خلوص دل اور فرمانبرداری نفس کے ساتھ متوجہ ہو جا کیونکہ اس نے عام شفاعت کے مالک، اپنے محبوب نبی ﷺ سے

ارشاد فرمادیا ہے: ”فان كذبوك فقل ربكم ذو رحمة واسعة“ (پ ۸، الانعام: ۱۳۷) پھر اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم فرماؤ کہ تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے۔ تو اس نے کتنے ہی گناہ معاف فرمادیے کتنے ہی دل خوش کر دیے اور کتنے ہی پشیمانوں کو سند قبولیت جاری فرمادی۔

اے خداوند جہاں تیرا بڑا دربار ہے فضل تیرا ہر گھڑی مولا ہمیں درکار ہے
ہم تیرے بندے ہیں یا رب تو ہمارا ہے خدا ہم خطا کاروں کو تیرا فضل ہی درکار ہے

چہل ربنا

قرآن مجید کے چالیس مقامات جن میں ربنا لفظ آیا ہے ملاحظہ فرمائیں بلکہ ان کا ورد کریں پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی رحمت کے دروازے کھولتا ہے۔

- (۱) ربنا تقبل منا ۞ انك انت السميع العليم ۝ (بقرہ: ۱۲۷/۲)
- (۲) ربنا واجعلنا مسلمين لك ومن ذريتنا امة مسلمة لك وارنا منا سكنا وتب علينا انك انت التواب الرحيم ۝ (۱۲۸/۲)
- (۳) ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار ۝ (۲۱۰/۲)
- (۴) ربنا افرغ علينا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين ۝ (۲۵۰/۲)
- (۵) ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطانا ۝ (۲۸۶/۲)
- (۶) ربنا ولا تحمل علينا اصرا كما حملته على الذين من قبلنا ۝
- (۷) ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به ۝ واعف عنا ۝ و اغفر لنا ۝ و وارحمنا ۝ انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين ۝ (۲۸۶/۲)
- (۸) ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة ۝ انك انت الوهاب ۝ (آل عمران ۸/۳)
- (۹) ربنا انك جامع الناس ليوم لا رب فيه ۝ ان الله لا يخلف الميعاد ۝ (۹/۳)
- (۱۰) ربنا اننا امانا فاغفر لنا ذنوبنا وقنا عذاب النار ۝ (۱۶/۳)
- (۱۱) ربنا امانا بما انزلت واتبعنا الرسول فاكتبنا مع الشاهدين ۝ (۵۳/۳)
- (۱۲) ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرانا في امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين ۝ (۱۲۷/۳)
- (۱۳) ربنا ما خلقت هذا باطلا ۝ سبحنك لقنا عذاب النار ۝ (۱۹۱/۳)
- (۱۴) ربنا انك من تدخل النار فقد اخزيته وما للظلمين من انصار ۝ (۱۹۲/۳)
- (۱۵) ربنا اننا سمعنا مناديا ينادي للايمان ان امنوا ببركم فانما ۝ (۱۹۳/۳)
- (۱۶) ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وكفر عنا سيئاتنا وتوفنا مع الابرار ۝ (۱۹۳/۳)

(۱۷) ربنا واتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا يوم القيامة ۞ انك لا تخلف الميعاد ○ (۱۹۴/۳)

(۱۸) ربنا امنا فاكبتنا مع الشهدين ○ (۸۳/۵)

(۱۹) ربنا انزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيد الاولنا و اخرنا و اية منك و ارزقنا و انت خير

الرازقين ○ (۱۱۴/۵)

(۲۰) ربنا ظلمنا انفسنا ۞ و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنكونن من الخسرين ○ (اعراف ۲۳/۷)

(۲۱) ربنا لا تجعلنا مع القوم الظلمين ○ (۴۷/۷)

(۲۲) ربنا افتح بيننا و بين قومنا بالحق و انت خير الفاتحين ○ (۸۹/۷)

(۲۳) ربنا افرغ علينا صبراً و توفنا مسلمين ○ (۱۲۶/۷)

(۲۴) ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظلمين ○ ۞ و نجنا برحمتك من القوم الكافرين ○ (يونس ۸۵/۱۰)

(۲۵) ربنا انك تعلم ما نخفي و ما نعلن ۞ و ما يخفى على الله من شيء في الارض و لا في السماء ○

(سوره ابراهيم ۳۸/۱۳)

(۲۶) ربنا و تقبل دعاء ○ (۴۰/۱۴)

(۲۷) ربنا اغفر لي و لوالدي و للمؤمنين يوم يقوم الحساب ○ (۳۱/۱۴)

(۲۸) ربنا اتنا من لدنك رحمةً و هينى لنا من امرنا و رشدا ○ (الكهف ۱۰/۱۸)

(۲۹) ربنا اتنا نخاف ان يفرط علينا او ان يطغى ○ (سوره طه ۴۵/۲۰)

(۳۰) ربنا الذى اعطى كل شيء خلقه ثم هدى ○ (۵۰/۲۰)

(۳۱) ربنا امنا فاغفر لنا و ارحمنا و انت خير الراحمين ○ (سوره مومنون ۱۰۹/۲۳)

(۳۲) ربنا اصرف عنا عذاب جهنم ۞ لعلنا ان عذابها كان غراما ○ انها ساءت مستقراً و مقاماً ○

(فرقان ۲۵، ۲۶/۳۵)

(۳۳) ربنا هب لنا من ازواجنا و ذريتنا قررة اعين و اجعلنا للمتقين اماماً ○ (۷۴/۲۹)

(۳۴) ربنا لغفور شكور ○ (فاطر ۳۴/۳۵)

(۳۵) ربنا و سعت كل شيء رحمة و علما فاغفر للذين تابوا و اتبعوا سبيلك و قهم عذاب الجحيم ○

(سوره مومن ۷/۴۰)

(۳۶) ربنا و ادخلهم جنت عدن ۞ التى وعدتهم و من صلح من ابائهم و ازواجهم و ذريتهم ۞ انك انت

العزيز الحكيم ○ و قهم السيات ۞ و من تق السيات يومئذ فقد رحمته ۞ و ذلك هو الفوز العظيم ○

(سوره مومن ۸۰/۴۰)

(۳۷) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلَا خَوَانًا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا ۚ رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ (سورہ حشر ۱۰/۵۹)

(۳۸) رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (سورہ ممتحنہ ۴/۶۰)

(۳۹) رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَافْغُرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (یونس ۵/۶۰)

(۴۰) رَبَّنَا اتِّمِّمْ لَنَا نُورَنَا وَافْغُرْ لَنَا ۚ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (تحریم ۸/۶۶)

گر آنکھ سب بھی جائے تو کرتا ہے اپنا کام
تبیح خواں ہیں اس کے سمک تا سبھی
قمری کے زمزے میں ہے تجید کردگار
مبجود خشک وتر ہے وہی ذات لا شریک
دیتا ہے اس کو آئیے لا تقنطوا سے مات
درپیش آدمی کو ہے لغزش قدم قدم
مبدا ہر ابتداء کا وہی ذات لا یزال
شہزاد جس کا حامی و ناصر ہو خود خدا
دل کو ہے اسم ذات سے کچھ ایسا التزام
ہر دل میں اس کی یاد ہے ہر لب پہ اس کا نام
کونل کے لب پہ اس کا ترانہ ہے صبح و شام
ہے بحر و بر میں اس کی عبادت کا اہتمام
جب بھی مجھے ستائے ہے میرا خیال خام
آتا ہے تھامنے کو کرم اس کا گام گام
ہر انتہا کا اس کی مشیت پہ اختتام
رہتا نہیں وہ شخص زمانے میں بے مرام

(شہزاد مہدی)

اللہ تعالیٰ پر ایمان کے متعلق عقیدہ

۱- صانع عالم جل مجدہ واجب الوجود ازلی وابدی ہے اس کا کوئی مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات میں تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل و پر تو ہیں۔

۲- وجوب وجود استحقاق عبادت خالقیت با اختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

۳- حیات قدرت علم کلام سمع بصر ارادہ صفات ذاتیہ حق سبحانہ کی ہیں ان سب سے ازل لا متصف ہے باقی صفات فصلیہ سلبیہ اضافیہ ہیں۔

۴- کائنات کو خلقت وجود بخشے سے بیشتر دیباہی کامل تھا جیسا بعد میں (آلان کما کان)

۵- شفاے مرض عطاءے رزق ازالہ تکالیف مصائب بطور استقلال وخلق اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔

۶- جوہر عرض جسم مکان زمان جہت حرکت انتقال تبدیل ذاتی و صفاتی جہل کذب ممکنات سے مختص ہیں ذات حق پر یہ سب محال بالذات ہیں۔

۷- اللہ تعالیٰ بندوں کے فعال و اعمال کا خالق ہے لیکن کفر و معصیت پر راضی نہیں ہے۔

۸- تمام خیر و شر خالق الکل جل شانہ کے ارادہ وخلق و تقدیر سے ہے جو ازل میں مقرر ہو چکا ہے وہی ظاہر ہوتا ہے لیکن راضی صرف

خیر پر ہے۔

- ۹۔ بے نیاز ہے کسی کا اس پر حق نہیں ہے مگر جو اپنے فضل سے وعدہ فرمائے وہ ضرور وفا فرماتا ہے۔
- ۱۰۔ مومن کو دین حق پر انشراح عطا فرمانا اور اسے قبول کرنا اور اس کے موافق اعمال و احسان کی توفیق عطا فرمانا اس کا فضل ہے اور کافر کو صرف عقل و حواس عطا فرما کر تبلیغ انبیاء علیہم السلام کا اس کے ذہن پر واضح فرمانا اور توفیق سے محروم رکھنا جناب رب العزت کا عدل ہے۔

۱۱۔ صفت عدل و فضل کی چھ صورتیں ہیں جن کا اعتقاد کرنا مومن پر فرض ہے۔

- ۱۔ حق سبحانہ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں فرماتا۔
 - ۲۔ کسی کے اعمالِ حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا۔
 - ۳۔ کسی کو بغیر گناہ عذاب نہیں فرماتا۔
 - ۴۔ اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجے اس میں بھی ان کے لیے اجر رکھتا ہے۔
 - ۵۔ کسی کو طاعت یا معصیت پر جبر نہیں فرماتا۔
 - ۶۔ فوق الطاقات کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔
- ۱۲۔ اہل سنت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں تنقیص الوہیت ہو اس کا ذات حق پر بولنا کفر ہے۔

عقیدۃ اہل السنۃ فی توحید اللہ تعالیٰ

- (۱) ان الله واحد لا شريك له (۲) ولا شيء مثله (۳) ولا شيء يعجزه (۴) ولا اله غيره (۵) قدیم بلا ابتدا، دائم بلا انتہا (۶) لا یفنی ولا یبید (۷) ولا یكون الا ما یرید (۸) لا تبلغه الا وہام، ولا تدركه الا فہام (۹) ولا یشبه الا نام (۱۰) حی لا یموت، قیوم لا ینام (۱۱) خالق بلا حاجۃ، رازق بلا مؤنۃ (۱۲) ممیت بلا مخافۃ، باعث بلا مشقۃ (۱۳) ما زال بصفاته، قدیم قبل خلقه، لم یزد بكونهم شیئا لم یکن قبلهم من صفة، وکما کان بصفاته ازلیا، كذلك لا یزال علیہا ابدیا (۱۴) لیس بعد خلق الخلق استفاد اسم (الخالق) ولا باحداث البریۃ استفاد اسم (الباری) (۱۵) له معنی الربوبیۃ ولا مربوب، معنی الخالق ولا مخلوق (۱۶) وکما انه محی الموتی بعد ما احیا، استحق هذا لاسم قبل احیائهم، كذلك استحق اسم الخالق قبل انشائهم (۱۷) ذلك بانه علی کل شيء قدیر وکل شيء الیه فقیر، وکل امر علیہ یسیر، لا یحتاج الی شيء (لیس کمثله شيء وهو السميع البصیر (۱۸) خلق الخلق بعمله (۱۹) وقدر لهم اقدارا (۲۰) وضرب لهم اجالا (۲۱) ولم یخف علیہ شيء قبل ان یخلقهم، وعلم ما هم عاملون قبل ان یخلقهم (۲۲) وامرهم بطاعته، ونهاهم عن معصيته (۲۳) وکل شيء یجری بتقدیره و مشیتہ، و مشیئۃ تنفذ، لا مشیئۃ للعباد الا ما شاء لهم، فما شاء لهم کان، ولم یسال لم یکن (۲۴) یهدی من یشاء، ویعصم ویعافی، فضلا، ویضل من

یشاء ویخذل ویتلی 'عدلا (۲۵) وکلهم یتقبلون فی مشیتہ 'بین فضلہ وعدلہ (۲۶) وهو متعال عن الاضداد والانداد (۲۷) لا راد لقضائہ 'ولا معقب لحکمہ 'ولا غالب لامرہ (۲۸) امنا بذلك کله 'وايقنا ان کلامن عنده (قال العلامة حجة الاسلام ابو جعفر الوراق الطحاوی بمصر علیه الرحمة هذا بیان عقيدة اهل السنة والجماعة علی مذهب فقهاء الملة ابی حنیفة و ابی یوسف و ابی عبد الله محمد بن الحسن الشیبانی رضوان الله علیهم اجمعین وما یعتقدون من اصول الدین و یدینون یا رب العالمین . (العقيدة الطحاویہ)

رحمت خداوندی کا بیان

مومنو وقت رحمت رب ہے اب وہ مانگو جو دل کا مطلب ہے
سب کو رب غفور دیتا ہے ہے وہ داتا ضرور دیتا ہے
ارشاد خداوندی ہے:

(۱) قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعاً
انه هو الغفور الرحیم ○ (پ ۲۲، الزمر: ۵۳)

تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے اپنے گنہگار، نافرمان، فاسق و فاجر اور سرکش بندوں کو مخاطب فرمایا جنہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ان کی مغفرت نہ ہوگی اور وہ رحمت الہی عزوجل سے مایوس ہو گئے تو اللہ عزوجل نے مندرجہ بالا ارشاد فرمایا:
یعنی وہ اس کے گناہ بخشتا ہے جو توبہ کرے، ظلم سے باز آ جائے اور برے افعال سے معافی طلب کر لے اور فرمایا: ”انہ هو الغفور الرحیم ○ ترجمہ: بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔“ یعنی اس کے لیے غفور ہے جو توبہ کرے اور اپنے گناہوں پر ندامت کا اظہار کرے اور اس کے لیے رحیم ہے جو برے افعال ترک کر کے نیک اعمال کی طرف راغب ہو جائے۔
حضرت سیدنا ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا: ”قرآن کریم میں کوئی آیت (رحمت کے اعتبار سے) مذکورہ آیت سے بڑھ کر وسعت والی نہیں۔“

(الموسوٰۃ لابن ابی الدنیا، کتاب حسن الظن باللہ، الحدیث ۶۸، ج ۱، ص ۸۴)

حضرت سیدنا اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت مبارکہ کی تلاوت کرتے ہوئے سنا:

قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعاً

(پ ۲۲، الزمر: ۵۳)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور اسے کوئی پرواہ نہیں (یعنی سب کے گناہ بخش دے تو بھی اسے کوئی پرواہ نہیں)۔ (جامع

الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب من سورة الزمر، الحديث ۳۲۳۷، ص ۱۹۸۲)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں ہے: ”ان الله يغفر الذنوب جميعا لمن يشاء ترجمہ۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے جس کے چاہتا ہے۔“ (اس میں لمن يشاء زائد ہے)

(تفسیر القرطبی، سورة الزمر، تحت الآية ۵۳، ج ۸، الجزء الثانی، ص ۱۹۶)

حضرت سیدنا ابونکود علیہ الرحمۃ اللہ الودود بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک واعظ کو دیکھا جو لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہا تھا اور آگ اور بیڑیوں کا ذکر کر رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ”اے وعظ کرنے والے! لوگوں کو اللہ عزوجل کی رحمت سے کیوں مایوس کرتے ہو؟ پھر یہی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

(شعب الایمان للبیہقی باب فی الرجاء من اللہ الحديث ۱۰۵۳، ج ۲، ص ۲۱)

اے خدا کیا پاک ہے تو شان میں لاشریک وحدہ بے مثل ہے تو شان میں تیری طاقت ہے بڑی اور تیری قدرت ہے بڑی تو رحیم بھی تو کریم بھی ہے تو عدیم المثل بھی تیری قدرتوں کی تو حد نہیں نہ ہی طاقتوں کا حساب ہے تو خالق مخلوق ہے، تو لائق مسجود ہے اک گدا سے شاہ کر کے حکمران کرنا اسے وصف عالمی ہے تیرا اے مالک کون و مکان فضل و رحمت کے بھروسہ پر ہے یہ عاجز کھڑا حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”پہلی امتوں میں ایک شخص کثرت عبادت سے اپنے نفس پر سختی کرتا اور لوگوں کو رحمت الہی عزوجل سے مایوس کرتا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہے اور عرض کر رہا ہے: ”اے میرے رب عزوجل! میرے لیے تیری بارگاہ میں کیا (اجر) ہے؟“ تو بارگاہ خداوندی عزوجل سے جواب ملا: ”آگ“ عرض کی: ”میری عبادت و ریاضت کہاں گئی؟“ ارشاد فرمایا: ”تو دنیا میں لوگوں کو میری رحمت سے مایوس کرتا تھا، آج میں تجھے اپنے رحمت سے مایوس کر دوں گا۔“

(جامع معمر بن راشد مع مصنف عبد الرزاق، کتاب الجامع، باب الاقناظ، الحديث ۲۰۷۲۸، ج ۱۰، ص ۲۶۱)

اے انسان! اگر اللہ عزوجل تجھے اپنی بارگاہ میں معافی سے مایوس کرنے کا ارادہ فرمائے تو کون ہے جو تیرے گناہ بخشے گا؟ اللہ عزوجل نے خود ارشاد فرمایا:

(۲) و من يغفر الذنوب الا الله (پ ۴، ال عمران: ۱۳۵)

اور پھر اپنے وسیع عفو و کرم کے پیش نظر فرمایا:

ان یغفر الذنوب جمیعاً (ب ۲۲، الزمر: ۵۳)

بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

کیا میرے لیے کوئی رخصت ہے؟

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، اللہ کے محبوب ﷺ نے وحشی کی طرف ایک قاصد بھیجا جو اس کو اسلام کی دعوت دے۔ جب وحشی کو پیغام ملا تو اس نے عرض کی: ”اے محمد (ﷺ)! آپ کیسے مجھے دعوتِ اسلام دے رہے ہیں؟ حالانکہ آپ تو فرماتے ہیں کہ ”جس نے کسی جان کو قتل کیا یا شریک ٹھہرایا یا زنا کیا قیامت کے دن اس کے لیے عذابِ دُگنا کر دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔“ میں نے تو یہ سب کام کئے ہیں، کیا میرے لیے کوئی رخصت ہے؟“ تو اللہ تعالیٰ عز و جل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ”الا من تاب وامن وعمل عملاً صالحاً (پ ۱۹، الفرقان: ۷۰) مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے۔“

حضور نبی پاک ﷺ نے بذریعہ قاصد یہ آیت مبارکہ وحشی اور اس کے دوستوں کی طرف بھیجی تو اس نے عرض کی: ”یہ شرط تو بہت سخت ہے، ممکن ہے میں اس پر عمل نہ کر سکوں، کیا اس کے علاوہ (کوئی رخصت) ہے؟“ تو اللہ عز و جل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ”ان الله لا یغفر ان یشرك به ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء (پ ۵، النساء: ۴۸) بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔“

صدرالافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”معنی یہ ہیں کہ جو کفر پر مرے اس کی بخشش نہیں، اس کے لیے ہمیشگی کا عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو وہ خواہ کتنا ہی گنہگار، مرتکبِ کبائر ہو اور بے توبہ بھی مر جائے تو اُس کے لیے غلہ نہیں، اس کی مغفرت اللہ کی مشیت میں ہے، چاہے معاف فرمائے یا اُس کے گناہوں پر عذاب کرے۔ پھر اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے۔ اس آیت میں یہود کو ایمان کی ترغیب ہے اور اس پر بھی دلالت ہے کہ یہود پر غرورِ شرک میں مشرک کا اطلاق درست ہے۔“

یہ آیت مبارکہ جب وحشی کی جانب بھیجی گئی تو اس نے پھر کہا: ”ابھی یہ شبہ باقی ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ میری مغفرت بھی ہوگی یا نہیں؟ کیا اس کے علاوہ (کوئی رخصت) ہے؟“ تو اللہ عز و جل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ”قل یعبادی الذین اسرہوا علی انفسہم لا تفتنوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً ۝ انہ هو الغفور الرحیم ۝“

یہ آیت وحشی اور اس کے دوستوں کی طرف بھیجی گئی تو وحشی نے کہا: ”ہاں! یہ (ہماری بخشش کی گارنٹی) ہے۔“ چنانچہ وہ اور اس کے دوست حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عز و جل ﷺ! کیا یہ حکم خاص ان لوگوں کے لیے ہے یا تمام مسلمانوں کے لیے؟“ ارشاد فرمایا: ”یہ تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔“

(المجم الکبیر، الحدیث ۱۱۴۸۰، ج ۱۱، ص ۱۵۷)

ہے ذکر میرے لب پہ رب اناں تیرا افضل ہے ذات حیری اعلیٰ مقام تیرا

مفلس ہو یا تو نگر پاتے ہیں فیض تجھ سے سب پہ کرم ہے یکساں ہر صبح و شام تیرا
میدان کربلا ہو یا کوئی معرکہ ہو تسکین جان و دل ہے مشکل میں نام تیرا
ہر شے میں دیکھتا ہوں جلوہ نما تجھی کو ہے باعث تسلی دل میں قیام تیرا
ہیں لاکھ ازم یوں تو دنیا میں اب بھی جاری ہر قوم کے لیے ہے کامل نظام تیرا
ہو عالم نزع میں جس دم حفیظ خستہ جاری ہو اس کے لب پر اس وقت نام تیرا

(محمد حفیظ نقشبندی مجددی)

اللہ تعالیٰ ضرور توبہ قبول فرماتا ہے

اہل معرفت کا فرمان ہے: اے اہل ایمان! اگر اللہ عز و جل نے مومن کو جہنم کا عذاب دینے اور ہمیشہ اس میں ٹھہرانے کا ارادہ فرمایا ہوتا تو اپنی معرفت و توحید کبھی اس کے دل میں نہ ڈالتا، کیونکہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے:

لا یصلھا الا الاشقی ○ الذی کذب و تولی ○ (پ ۳۰، الیل: ۱۵، ۱۶)

نہ جائے گا اس (آگ) میں مگر بڑا بد بخت جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ہمیں بتایا گیا ہے کہ کچھ لوگوں نے زمانہ جاہلیت میں بہت گناہ کئے تھے۔ جب اسلام آیا تو ان کو یہ خوف تھا کہ ان کی توبہ قبول نہ ہوگی۔“ چنانچہ، اللہ عز و جل نے اس آیت مبارکہ میں اُن کو مخاطب فرمایا:

قل بعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمة اللہ ۞ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً ۞ انه

هو الغفور الرحیم ○ (پ ۲۳، الزمر: ۵۳)

(تفسیر طبری، سورۃ الزمر، تحت الایۃ ۵۳، الحدیث ۳۰۱۷۸، ج ۱۱، ص ۱۵)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے: ”اگر تم اتنی خطائیں کرو کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر توبہ کرو تو اللہ عز و جل ضروری تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔“

(من ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب ذکر التوبۃ، الحدیث ۴۲۲۸، ص ۲۷۳۵)

سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے: ”اے میرے بندو! تم رات دن گناہوں میں بسر کرتے ہو اور میں گناہوں کو بخشا رہتا ہوں اور مجھے کوئی پروا نہیں۔ پس تم مجھ سے بخشش طلب کرتے رہو میں تمہیں بخشا رہوں گا۔“ (صحیح مسلم،

کتاب البر والصلة، باب بحریم الظلم، الحدیث ۲۵۷۷، ص ۱۱۲۹)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ کا ارشاد ہے: ”بے شک اللہ عز و جل رات کے وقت اپنا دستِ قدرت پھیلا دیتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرمائے اور دن میں اپنا دستِ قدرت پھیلا دیتا ہے تاکہ رات کے وقت گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرمائے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔“ (صحیح مسلم، کتاب

التوبۃ، باب قبول التوبۃ..... الخ، الحدیث ۲۷۵۹، ص ۱۱۵۶)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا فرمان ہے: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو اور بخشش کا سوال نہ کرو تو اللہ عزوجل ضرور تمہاری جگہ ایسی قوم لے آئے گا جو گناہ کر کے بخشش کا سوال کریں گے تو اللہ عزوجل ان کی مغفرت فرمادے گا۔“

(صحیح مسلم کتاب التوبہ، باب مقوط الذنوب..... الخ، الحدیث ۲۷۴۹، ص ۱۱۵۳)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے: ”میری امت رحم کی ہوئی امت ہے، اس کا عذاب دنیا میں ہی زلزلوں اور فتنوں کے ذریعے ہو جائے گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو میرے ہر امتی کو ایک کتابی (یعنی عیسائی یا یہودی) دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ تیری طرف سے جہنم میں جائے گا۔“

(سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، باب ما یرجی فی القتل، الحدیث ۴۲۷۸، ص ۱۵۳۴ - المسند للإمام احمد بن حنبل، حدیث

ابی موسیٰ الاشعری، الحدیث ۱۹۶۷۸، ج ۷، ص ۱۵۶، بتغیر)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بروز قیامت اللہ عزوجل ہمارے سامنے خوش ہو کر تجلی فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا: ”خوش ہو جاؤ، اے مسلمانوں کے گروہ! تم میں سے ہر ایک کی جگہ جہنم میں یہودی یا نصرانی کو ڈالا جائے گا۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعده، الشطر الثانی، سعة رحمة الله على سبيل التفاضل بذلك، ج ۵، ص ۳۱۲)

دنیا کی اس سرا کا مالک تو ہی ہے یارب جو آئے اس سرا میں وہ مہمان تیرا
آنکھیں تیری جہاں کی ہر شے کو دیکھتی ہیں دنیا میں سب کی باتیں سنتا ہے ”کان“ تیرا
جو تجھ سے ڈر رہے ہیں کیوں تجھ سے ڈر رہے ہیں چہرا ہے تیرا پیارا، دل مہمان تیرا

اللہ تعالیٰ نے معاہدہ لکھا

حضرت سیدنا اہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ عزوجل نے کائنات کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل امید کے ایک کاغذ پر ایک معاہدہ لکھا پھر اس کو عرش پر رکھا اور ندا دی: ”اے امت محمدیہ! بے شک میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی، میں تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی تمہیں عطا کر دوں گا اور مغفرت کا سوال کرنے سے قبل ہی تمہیں بخش دوں گا، تم میں جو مجھ سے ملے اور یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) میرے بندے اور رسول ہیں تو میں اسے جنت میں داخل کر دوں گا۔“

(مردوس الاخبار للديلمي، باب الواو، فصل فی تفسیر القرآن، الحدیث ۷۴۰۲، ج ۲، ص ۳۰۳)

حضور ﷺ کا فرمان پاک ہے: ”جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش کے نیچے سے ایک منادی ندا کرے گا: ”اے امت محمدیہ! سن! میرا جو حق تیرے ذمہ تھا وہ میں نے معاف کر دیا، اب ایک دوسرے کو معاف کر کے میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعده، الشطر الثانی، سعة رحمة الله... الخ، ج ۵، ص ۱۳)

بندے کو بھی حیا آنی چاہیے

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کو روتا ہوا دیکھ کر عرض گزار ہوئے: ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ کیوں رورہے ہیں؟“ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: ”میرے پاس جبرائیل آئے اور مجھے کہا: ”اللہ عزوجل کو حیا آتی ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو عذاب دے جو اسلام میں بوڑھا ہوا ہو، پھر اسلام میں بوڑھے ہونے والے کو حیا کیوں نہیں آتی کہ وہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے۔“

(کشف الخفاء، حرف الهمزة مع النون، الحديث ۷۴۱، ج ۱، ص ۲۱۷، مختصراً)

☆ حضرت سیدنا احمد بن سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت سیدنا یحییٰ بن اکثم رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پوچھا: ”اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بلا کر ارشاد فرمایا: ”اے بوڑھے! میں نے عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! (اور بس بات ختم)

ہمیں حضرت سیدنا عمر عبدالرزاق نے حضرت سیدنا معمر علیہ الرحمہ کے حوالے سے انہوں نے حضرت سیدنا زہری علیہ الرحمہ کے حوالے سے، انہوں نے حضرت سیدنا عروہ علیہ الرحمہ کے حوالے سے اور انہوں نے اُم المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات بتائی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا: ”حضرت جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے بتایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”مجھے حیا آتی ہے کہ میں کسی سفید بالوں والے کو عذاب دوں جو اسلام میں بوڑھا ہوا ہو۔“ اور میں تو بہت عمر رسیدہ ہوں۔“ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”عبدالرزاق نے سچ کہا، معمر نے سچ کہا، زہری نے سچ کہا، عروہ بھی سچا ہے، عائشہ نے بھی ٹھیک کہا، میرے نبی کریم ﷺ نے بھی سچ فرمایا، جبرائیل نے بھی سچ بتایا اور میں نے بھی سچ فرمایا ہے۔ پھر اللہ عزوجل نے مجھے دائیں طرف جنت میں جانے کا حکم فرمایا۔“ (تاریخ بغداد، الرقم ۷۴۸۹، یحییٰ بن اکثم، ج ۱۲، ص ۲۰۶، بدون عائشہ رضی اللہ عنہا۔ کشف الخفاء، حرف الهمزة مع النون، تحت الحديث ۷۴۱، ج ۱، ص ۲۱۷)

جو نظر آتی ہے رسولِ دو سرا کی مرضی
حق تعالیٰ کی بھی آخر وہی ٹھہری مرضی
کر دیا کعبے کو قبلہ اسی لمحے فی الفور
جوں ہی اللہ نے محبوب کی دیکھی مرضی
جیسے چاہیں شہ کونین سر آنکھوں پر
ہم ہیں کیا چیز بھلا کیا ہے ہماری مرضی
تاب پیائش و تحمین و احاطہ کس کو
قربتیں یار کی ہو یار سے جتنی مرضی
یا وجود اس قدر عظمت کے ہیں راضی برضا
کبھی ٹھوکی نہیں سرکار نے اپنی مرضی
وہی مولیٰ کی مشیت وہی آقا کی رضا
ہستیاں دو ہیں مگر دونوں کی سانجھی مرضی
خالق نور نے فیضان اسے چمکایا
جس نے سرکار پر انوار کی مانی مرضی

(فیض رسول فیضان)

بدکھی، چورسہی، مجرم و ناکارہ سہی

جس حدیث پاک میں قیامت اور پل صراط کا بیان ہے اس کے آخر میں اللہ کے پیارے حبیب ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ

عزوجل فرشتوں کو حکم فرمائے گا: ”جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی نیکی پاؤ اسے جہنم سے نکال دو۔“ فرشتے بہت سے لوگوں کو نکال کر عرض کریں گے: ”اے ہمارے رب عزوجل! جن کے متعلق تو نے حکم دیا اب ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔“ تو اللہ عزوجل فرمائے گا: رحمتی وسعت کل شیء ط (پ ۹، الاعراف: ۱۵۶)

میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔

☆ حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”اگر تم اس حدیث پاک کے متعلق میری تصدیق نہیں کرتے تو چاہو تو قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ پڑھ لو:

ان الله لا يظلم مثقال ذرة وان تك حسنة يضاعفها ويؤت من لدنه اجرا عظيما ○ (پ ۵، النساء: ۴۰)

”اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دہائی کرنا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔“

پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: ”فرشتوں نے شفاعت کر لی، اہل بیت نے شفاعت کر لی، اب صرف ارحم الراحمین کی ذات باقی ہے۔“ پس وہ (اپنی شان کے مطابق) جہنم سے ایک مٹھی بھر کر ایسے لوگوں کو نکالے گا جن کا توحید پر ایمان کے علاوہ کوئی نیک عمل نہ ہوگا، ان کا جسم کوئلہ بن چکا ہوگا۔ اللہ عزوجل ان کو جنت کے دروازے پر اب حیات کی نہر میں ڈالے گا تو وہ ایسے لکڑیوں کے جیسے سیلاب کے کچھڑے دانہ اُگتا ہے، وہ موتیوں کی صورت میں نکالیں جائیں گے ان کی گردنوں میں سونے کے پٹے (یا ہار) ہون گے۔ اہل جنت ان کو پہچان کر کہیں گے: ”یہ اللہ عزوجل کے آزاد کردہ بندے ہیں، جن کو وہ بغیر کسی عمل اور نیکی کے جنت میں داخل کرے گا۔“ ان سے کہا جائے گا: ”جنت میں داخل ہو جاؤ، جو کچھ تم دیکھو گے وہ تمہارے لیے ہے۔“ وہ عرض کریں گے: ”اے ہمارے رب عزوجل! تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا جو مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا۔“ اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ”تمہارے لیے میرے پاس اس سے بھی افضل چیز ہے۔“ وہ عرض کریں گے: ”اس سے افضل شے کون سی ہے؟“ تو ارشاد ہوگا: ”میں تم سے راضی ہو گیا، اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔“ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب معرفة طريق الروبة، الحديث ۱۸۳، ص ۷۱۱)

☆ مروی ہے، اللہ عزوجل اولادِ آدم میں سے ایک کروڑ دس لاکھ (1,10,00,000) کے حق میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ (المعجم الاوسط، الحديث ۶۸۴۰، ج ۵، ص ۱۳۸، ”الف الف“ بدلہ ”مائة الف الف“)

☆ حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پاک ہے: ”میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لیے ہے۔“ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جنہوں نے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہیں کیا انہیں شفاعت کی کیا حاجت؟ یعنی وہ شفاعت کے محتاج نہیں۔“

(جامع الترمذی، ابواب صفة القيامة، باب منه حديث شفاعتي لاهل الكبار من امتي، الحديث ۲۳۳۶، ص ۱۸۹۷)

شانِ خدا نہ ان کے علو کی ہے کوئی حد یکتا خدا کی ذات محمد بھی منفرد
ان کے مقام انکی حقیقت کو پاسکے ممکن نہیں ہزار کرے کوشش خرد
ان کے وسیلہ سے جو نہ کی جائے گی دعا ہو گی وہ ہارگاہ خدا میں ہمیشہ رد

ہو کر وہ کلمہ گو کرے توہین مصطفیٰ اس سے زیادہ اور نہیں کوئی کام بد
جو بات آپ نے کہی ہر عہد میں ہے خوب فرمان مصطفیٰ ہے بہ ہر دور مستند
دنیا میں بھی نواز رہے ہیں علی الدوام امت کی حشر میں بھی وہ فرمائیں گے مدد
طارق ہے طالب کرم خاص مصطفیٰ ”مجھ“ جیسا کل جہان میں کوئی نہیں ہے بد

(طارق سلطانپوری)

اللہ تعالیٰ سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہے

ایک روایت میں ہے، ایک اعرابی نے عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ! مخلوق کا حساب کون لے گا؟“ ارشاد فرمایا: ”اللہ تبارک و تعالیٰ۔“ اس نے عرض کی: ”کیا وہ خود لے گا؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہاں۔“ تو وہ اعرابی مسکرا دیا۔ آپ ﷺ نے اس سے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو اس نے عرض کی: ”کریم جب کسی پر قدرت پاتا ہے تو معاف کر دیتا ہے، جب حساب لیتا ہے تو درگزر فرماتا ہے۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اعرابی نے سچ کہا، جان لو! اللہ عز و جل سے بڑا کریم کوئی نہیں، وہ سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہے۔“

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی حشر الناس بعد ما..... الخ، الحدیث ۲۶۲، ج ۱، ص ۲۴۶)

پھر اس اعرابی نے عربی میں چند اشعار کہے، جن کا مفہوم کچھ یوں ہے:

(۱)..... کریم کا حق جب کسی شخص کے نزدیک متعین ہو جائے تو وہ اپنی عزت کی وجہ سے اسے معاف فرما دیتا ہے۔

(۲)..... وہ نافرمان سے درگزر کر کے اس کے گناہ بخش دیتا ہے حالانکہ اس کا گناہ گار اور مجرم ہونا ثابت ہے۔

☆ مشہور حدیث پاک ہے، ”اللہ عز و جل نے کائنات کی تخلیق سے قبل یہ طے کر لیا تھا کہ میری رحمت میرے غضب پر

غالب ہوگی۔“ (احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء بیان دواء الرجاء..... الخ، ج ۴، ص ۱۸۴)

☆ روایت میں ہے، ”جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عز و جل عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالے گا جس میں لکھا ہوگا، میری

رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی اور میں ارحم الراحمین (یعنی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا) ہوں پھر وہ اہل جنت کے برابر

(جہیموں کو) دوزخ سے نکال دے گا۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکر والموت وما بعدھا، سعة رحمة الله على سبيل التفاؤل بذلك، ج ۵، ص ۳۱۲)

☆ مروی ہے: ”ایک اعرابی نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس آیت مبارکہ:

وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها (پ ۴، ال عمران: ۱۰۳)

اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔

کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو عرض کی: ”اللہ عز و جل کی قسم! اگر رحمن و رحیم عز و جل انہیں جہنم میں گرانے کا ارادہ فرما لیتا تو پھر

انہیں اس میں گرنے سے کوئی نہ بچاتا۔“ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: ”اعرابی کی اس بات کو بچے باندھ لو حالانکہ یہ

فقہیہ نہیں۔“ (احیاء علوم الدین، کتاب الذکر والموت وما بعدہا، سعة رحمة الله على سبيل التفاؤل بذلك، ج ۵، ص ۳۱۳)

اللہ تعالیٰ کس طرح بندے کی پردہ پوشی فرمائے گا

منقول ہے: ”قیامت کے دن جب اللہ عزوجل اپنے بندے کی پردہ پوشی چاہے گا اور اسے سب کے سامنے رسوا نہ کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو اس کا گناہوں بھرا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں عطا فرمائے گا۔ وہ بندہ اس کی وجہ سے خوف زدہ ہوگا جو اس کے نامہ اعمال میں ہوگا کیونکہ اسے معلوم ہوگا کہ اس کے گناہ بہت زیادہ ہیں۔ چنانچہ، نامہ اعمال میں جہاں گناہ لکھے ہوں گے وہاں وہ آواز آہستہ کر لے گا اور اپنے دل میں کہے گا: ”سبحان اللہ عزوجل! میری تو ایک نیکی بھی نہیں۔“ جبکہ لوگ کہیں گے: ”سبحان اللہ عزوجل! اس بندے کے نامہ اعمال میں تو ایک گناہ بھی نہیں۔“ جب وہ آہستہ آواز میں پڑھ کر فارغ ہوگا تو اللہ عزوجل فرمائے گا: ”اے میرے بندے! تیری نیکیوں کو میں نے اپنی مخلوق پر ظاہر کیا اور تیری برائیوں کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی فرمائی، اے میرے فرشتو! اس کو میرے عفو و کرم سے جنت میں لے جاؤ۔“

☆ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی مکرم ﷺ نے بارگاہ الہی عزوجل میں اپنی امت کے گناہوں کے متعلق دعا کی اور عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! تو ان کا حساب میرے حوالے کر دے تاکہ ان کی برائیوں پر میرے علاوہ کوئی اور آگاہ نہ ہو۔“ اللہ عزوجل نے وحی فرمائی: ”یہ تیری امت ہے، میں اس پر تجھ سے زیادہ رحم فرمانے والا ہوں، میں ان کا حساب کسی کے حوالے نہیں کروں گا تاکہ میرے علاوہ کوئی ان کی برائیاں نہ دیکھے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان دواء الرجاء..... الخ، ج ۴، ص ۱۸۱)

خدا ہے مالک و مولیٰ سبھی روحوں کا جانوں کا نظام ایسا بتایا ہے عوالم کے لیے رب نے خدائے پاک نے بھیجا ہے دنیا میں رسولوں کو سہارا بے سہاروں کا فقط خلاق عالم ہے جہاں دردِ درودِ پاک سرور ہوتا رہتا ہے شبِ اسرا خدا و مصطفیٰ کا قرب کیا کہنے! اصول اس کے کبھی تبدیل ہو سکتے نہیں اصلاً یقیناً بہشت جنت کا ہر اک گلشن مقدر ہے محافظ ساری مستورات کا، اطفال کا ناصر یہ حفظ حرمت سرور کی خاطر جان دیتے ہیں کبھی محمود کی مانند تم مکہ میں جا دیکھو وہ رازق ساری مخلوقات کا خالق جہانوں کا توازن جس سے قائم ہے زمیں کا، آسمانوں کا وہی محور ہے سارے انبیاء کی داستانوں کا وہی امداد گر ہے بے کسوں کا، ناتوانوں کا خدا ناصر ہے ایسے سب مکینوں کا مکانوں کا ہوا وہ فاصلہ بھی ختم، جو تھا دو مکانوں کا تغیر اور تبدل جس سے ہے سارے جہانوں کا نعوت سرور و تحمید رب میں تر زبانوں کا خدائے لم یزل مولا ہے پیروں کا جوانوں کا ہے مقبول خدا جذبہ یہی اپنے جوانوں کا بہت رکھتا ہے مالک خیال اپنے مہمانوں کا

(راجا رشید محمود)

سبحان اللہ! میں ان سطور کو بیت اللہ شریف کے سامنے بیٹھ کر پڑھ رہا ہوں اور اپنی گناہگار آنکھوں سے بیت اللہ شریف کے دیدار کے ساتھ ساتھ مقطع کی صداقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ خدا کے بندے! اپنے اللہ کے مہمانوں کی کس طرح خدمت کر رہے ہیں۔ ایک بار پھر سبحان اللہ!

سورہ نساء کی چار آیات دنیا و مافیہا سے بہتر

حضرت سیدنا معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”سورۃ النساء کی یہ چار آیات اس امت کے لیے دنیا و مافیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہیں:

(۱) ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء (پ ۵، النساء: ۴۸)

بے شک اللہ اسے نہیں بخشا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

(۲) و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا

رحيماً (پ ۵، النساء: ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(۳) ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم وندخلكم مدخلا كريماً

(پ ۵، النساء: ۳۱)

اگر بچے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

(۴) و من يعمل سوءاً او يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفوراً رحيماً (پ ۵، النساء: ۱۱۰)

اور جو کوئی بُرائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

(شعب الایمان للبيهقي، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، الحديث ۷۱۴، ج ۵، ص ۴۲۵، بتغير . المعجم الكبير،

الحديث ۹۰۶۹، ج ۹، ص ۲۴۰)

☆ حضرت سیدنا ابو غالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام کے وقت جایا کرتا تھا۔ ایک دن ان کے پڑوس میں ایک مریض کے پاس گیا تو وہ مریض کو جھڑک رہے تھے اور فرما رہے تھے: ”افسوس ہے تجھ پر، اے اپنی جان پر ظلم کرنے والے! کیا میں نے تجھے بھلائی کا حکم نہ دیا اور برائی سے نہ روکا تھا؟ تو وہ نوجوان بولا: ”اے میرے محترم! اگر اللہ عز و جل مجھے میری ماں کے سپرد کر دے اور میرا معاملہ اسی کے حوالے فرما دے تو میری ماں میرے ساتھ کیسا معاملہ فرمائے گی؟“ تو انہوں نے جواب دیا: ”وہ تجھے جنت میں داخل کر دے گی۔“ تو اس نے عرض کی: ”اللہ عز و جل مجھ پر میری والدہ سے بھی زیادہ مہربان ہے۔“ پھر اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ چنانچہ، جب اس کے چچا نے اس کے ساتھ قبر میں اتر کر اُسے دفن کیا اور قبر کو برابر کر دیا تو اس

نے گھبرا کر چیخ ماری۔ میں نے پوچھا: ”کیا ہوا؟“ تو کہنے لگا: ”اس کی قبر وسیع کر دی گئی اور نور سے بھر دی گئی ہے۔“ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی معالجات کل ذنب بالتوبۃ، الحدیث ۷۱۱۵، ج ۵، ص ۳۱۷)

اے مسلمانو! جب اللہ عزوجل اپنے بندوں پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے تو پھر بندہ اس کی اطاعت کی طرف آگے کیوں نہیں بڑھتا اور اس کی نافرمانی سے منہ کیوں نہیں موڑتا اور اپنے آگے ایسی چیز کیوں نہیں بھیجتا جس کا نفع اسی کی طرف لوٹے گا۔ اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے: **وَمَا تَقْدُمُوا لَنَا فَتَنْفُسُكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ** (پ ۱، البقرہ: ۱۱۰) اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے۔

☆ حضرت سیدنا ابوبکر بن سلیم صوف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ہم حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے پاس اس شام حاضر ہوئے جس شام ان کا انتقال ہوا تھا۔ ہم نے عرض کی: ”اے ابو عبد اللہ! آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟“ ارشاد فرمایا: ”میں نہیں جانتا کہ تمہیں کیا کہوں، ہاں! تم اللہ عزوجل کا عفو و کرم دیکھتے رہو گے جب تک تمہارا حساب نہیں ہوگا۔“ ہم ان کی روح قبض ہونے تک وہیں ان کے پاس رہے۔“ (الموسوعة للإمام ابن امی الدنیا، کتاب حسن الظن باللہ، الحدیث ۸۵، ج ۱، ص ۹۵)

بشر کی تاب کیا دعویٰ کرے جو حمد یزداں کا
وہی ہر شے پہ قادر ہے نہیں اس کوئی ہسر
جہاں سے کر دیا نمرود کو تا بود اک دم میں
شفیع روز محشر کا بنایا امتی ہم کو
نکیرین آ کے سائل ہوں گے جس دم مجھ سے مرقد میں
رہ حمد خدا طے ہو سکے کس طرح انساں سے
کہ ہے وہ حق و قیوم اور خالق جن و انسان کا
وہ جو چاہے کرے مضمون ہے یہ آیات قرآن کا
مثایا یک قلم نام و نشان فرعون و ہامان کا
کیا ہے مستحق ہم کو اسی نے باغ رضواں کا
کہوں گا امت محمد ہوں میں بندہ ہوں رحمان کا
کہ اس جا ماعرفنا قول ہے شاہ رسولاں کا

قبر میں رحمت الہی کا جلوہ

منقول ہے: ”اللہ عزوجل کا لطف و کرم بندے پر اس وقت بہت زیادہ ہوتا ہے جب اس کو قبر میں اتارا جاتا ہے اور سخت مٹی اس کے نرم و نازک رخسار پر رکھ دی جاتی ہے اور اس کے قرب میں رہنے والے، محبت کرنے والے جب بے وفائی کر جاتے ہیں۔ جب میت کو اولائتختہ غسل پر رکھ کر اس کا لباس اتار دیا جاتا ہے تو وہ اپنے احباب سے مایوس ہو کر پکارتا ہے: ”ہائے بربادی و رسولی!“ اس کی نند اسوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں سنتا۔ اللہ عزوجل اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ”میرے بندے! میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی آخرت میں بھی پردہ پوشی کروں گا۔“ جب میت کو چار پائی پر رکھ کر گھر سے سوئے قبرستان چل پڑتے ہیں تو وہ چلاتا ہے: ”ہائے تنہائی!“ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”اے میرے بندے! اگر تو آج تنہا ہے تو میں ہمیشہ تیرے قریب ہوں۔ خوف نہ رکھ میں تیرے گناہ مٹا دوں گا، قبر میں تیری تنہائی پر رحم کروں گا، میں تیری تنہائی میں تیرا سونس ہوں۔“ جب لوگ اس کو لحد میں اتار کر اس کے نرم و نازک رخسار کو سخت مٹی پر رکھ کر پلٹ جاتے ہیں تو وہ چیختا ہے: ”ہائے تنہائی!“ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”اے میرے بندے! کیا تجھے وحشت ہوتی ہے جبکہ میں تیرا انیس ہوں، کیا تو اکیلے پن کی شکایت کرتا ہے جبکہ میں تیرے قریب ہوں۔ اے

میرے بندے! کیا میں تیرا رب نہیں ہوں؟“ عرض کرے گا: ”کیوں نہیں۔ اے میرے رب عزوجل!“ اللہ عزوجل فرمائے گا: ”اے میرے بندے! کسے تو نے اس چیز کو چھوڑ دیا جس کا میں نے تجھے حکم دیا تھا؟ اور کیسے اس کا مرتکب ہوا جس سے میں نے تجھے منع کیا تھا؟ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ تجھے میری طرف پلٹنا ہے؟ تیرے اعمال میرے سامنے پیش ہوں گے؟ کیا تو نے میرے عہد کو بھلا دیا تھا؟ یا تو میرے وعدے اور وعید کا منکر تھا؟ اب تیرے دوستوں نے تجھے تنہا چھوڑ دیا، مال تیرے ہاتھ سے چھوٹ گیا، مال نے تیرے مقصد میں تجھے کوئی نفع نہ دیا، نہ دوستوں نے تجھے تیرے برے اعمال سے بچایا۔ اب تیرے پاس کیا عذر ہے؟“

بندہ عرض کرے گا: ”اے میرے پروردگار عزوجل! میرا دل مال و دولت کی محبت میں گرفتار ہوا، ان دونوں نے مجھے گناہوں پر آمادہ کیا، اب میں تیرے جوار رحمت میں ہوں اور تیرا اس رات مہمان ہوں تو مجھے اپنی آگ سے عذاب نہ دینا، اگر تو ہی مجھ پر رحم نہیں فرمائے گا تو پھر کون رحم کرے گا؟“ اللہ عزوجل فرمائے گا: ”اے میرے بندے! لوگوں نے تجھے چھوڑ دیا اور اگر وہ تیرے پاس رہتے تو بھی تجھے اسی سے نفع نہ ہوتا، انہوں نے تجھے میرے دروازے کی طرف متوجہ کر دیا اور میرے رحم و کرم پر چھوڑ کر گئے ہیں۔ اے میرے بندے! ٹھنڈا سانس لے اور آنکھوں کو بھی ٹھنڈا کر لے کہ تو آج رات میرا مہمان ہے اور کریم اپنے مہمان کو محروم نہیں چھوڑتا۔ اے فرشتو! احسن طریقے سے اس کی مہمان نوازی کرو اور اس پر اس کے گھر والوں اور قرابت داروں سے زیادہ مہربان ہو جاؤ۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ کا فرمان ہے: ”اگر تمہاری خطائیں آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو ضرور اللہ عزوجل تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔“ (سنن ابن ماجہ، ابواب التوبہ، الحدیث ۴۲۲۸، ص ۲۷۳۵)

لبیک یا موسیٰ (علیہ السلام)

منقول ہے، حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں عرض کیا: ”یا رب عزوجل!“ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”لبیک یا موسیٰ!“ آپ علیہ السلام نے عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! تو تو مالک ہے، میری کیا حیثیت کہ تو مجھے لبیک کہہ کر جواب دے۔“ تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”مجھے یہ پسند ہے کہ کوئی بندہ مجھے ”یا رب“ پکارے تو میں اسے ”لبیک“ کہہ کر جواب دوں۔“ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”یا رب عزوجل! کیا یہ ہر مطیع بندے کے لیے ہے؟“ ارشاد ہوا: ”ہاں! بلکہ ہر گنہگار بندے کے لیے بھی ہے۔“ تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”فرمانبردار کے لیے تو اس کی اطاعت کے سبب ہے اور گنہگار پر یہ کرم کس وجہ سے؟“ تو جواب ارشاد ہوا: ”اے موسیٰ! اگر میں بھلائی کرنے والے کو اس کی بھلائی کا بدلہ دوں اور برائی کرنے والے پر اس کی برائی کی وجہ سے احسان نہ کروں تو میرا جود و کرم کہاں جائے گا۔“ (الروض الفائق)

جاری ہے جو دنیا میں اجازت ہے اسی کی ہر سانس عطا کی ہوئی مہلت ہے اسی کی کم ظرف کو بھی رزق کی کثرت سے نوازے یہ اس کا تحمل ہے یہ شفقت ہے اسی کی ہر رنگ میں سو رنگ ہیں ہر روپ میں سو روپ وہ خالق فطرت ہے یہ فطرت ہے اسی کی وہ حسن کے جلوے ہوں کہ پر کیف نظارے ندرت ہے اسی ذات کی قدرت ہے اسی کی

چڑیا بھی لڑے سانپ سے بچوں کو بچا لے یہ ہاتھ اسی کا ہے یہ قوت ہے اسی کی
خود وقت ہے مصروفِ ثباتِ روزِ ازل سے ہر آن جو بخشی ہے وہ نوبت ہے اسی کی
منصور میں جاں ہار چکا دار پہ لیکن زندہ ہوں جو اب تک یہ مشیت ہے اسی کی

پانچ کلمات جو اللہ کو بہت پسند ہیں

منقول ہے: ”اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں زمین میں میرے ایک ولی کا انتقال ہو گیا ہے تم وہاں جا کر اس کو غسل و کفن دو اور اس کی نماز جنازہ ادا کرو اور مٹی میں اس کو دفن کر دو کہ وہ جنت میں تیرا پڑوسی ہے۔“ چنانچہ، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے۔ اس کو بیابان میں مردہ پایا۔ اس کے پاس کوئی نہ تھا اور نہ ہی دنیا میں اس کی ملکیت میں کوئی چیز تھی۔ لوگ اس کی برائی بیان کرتے اور ہر قسم کے گناہ کا مرتکب قرار دیتے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے غسل و کفن دے کر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔ پھر عرض کی: ”یارب عزوجل! میں نے اس میت کے متعلق تیرے حکم پر عمل کیا لیکن لوگ تو اس کی برائی بیان کرتے ہیں اور ہر قسم کے گناہ کا مرتکب قرار دیتے ہیں۔“ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”اے موسیٰ! میرے بندے سچ کہتے ہیں، لیکن میں ان سے زیادہ وہ کچھ جانتا ہوں جو وہ نہیں جانتے۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے پانچ کلمات سے مجھ سے مناجات کی، جس کے سبب میں نے اس کے مغفرت فرمادی۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: ”وہ پانچ کلمات کون سے ہیں؟“ ارشاد ہوا: ”اے موسیٰ! وہ پانچ کلمات یہ ہیں:

(۱)..... اے میرے رب عزوجل! تو جانتا ہے کہ میں نیکوں سے محبت کرتا ہوں اگرچہ خود نیک نہیں ہوں۔

(۲)..... یارب عزوجل! تو جانتا ہے کہ میں فاسقوں سے بغض رکھتا ہوں اگرچہ میں خود فاسق ہوں۔

(۳)..... یارب عزوجل! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے جنت میں داخل ہونے سے تیری ملکیت میں کوئی کمی آئے گی تو

میں تجھ سے جنت کا سوال نہ کروں۔

(۴)..... یارب عزوجل! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے جہنم میں داخل ہونے سے تیری ملکیت میں اضافہ ہوگا تو میں جہنم

سے تیری پناہ نہ مانگوں۔

(۵)..... یارب عزوجل! اگر تو مجھ پر رحم نہ کرے گا تو پھر کون کرے گا؟

اے موسیٰ علیہ السلام! میں نے اس پر رحم کیا اور کیا میرے کرم کے لائق تھا کہ میں اس کو خائب و خاسر لوٹا دیتا؟ جب اس نے یہ

کلمات کہے تو میں نے اس سے درگزر فرمایا اور اس کی مغفرت فرمادی اور میں ہی بخشنے والا مہربان ہوں۔“ (الروض الفائق)

یا اللہ عزوجل! ہمیں دین کی سمجھ عطا فرما، مشکل امور کی تشریح کرنا سکھا اور ہمیں ذلت و رسوائی سے محفوظ فرما۔ اے ہمارے

مالک و مولیٰ عزوجل! اے حق و مبین ذات! ہمیں اپنی رحمت سے اپنا کامیاب بندہ بنا دے۔ یا ارحم الراحمین! ہم پر اپنا خاص رحم و کرم

فرما۔ (امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

رحمتِ خدا ہر شاداتِ مصطفیٰ کے باب میں احادیثِ مبارکہ کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے، پوری توجہ سے پڑھیے اور اللہ کی رحمت

کے طلب گار ہو جائیے۔

لکھ چکا وعظ بھی حکایت بھی تھیں یہ میرے نصیب کی باتیں
اب مدینہ کی یاد آتی ہے لکھ رہا ہوں حبیب کی باتیں
یہاں سے چونکہ کثرت کے ساتھ حدیث کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے اس لیے حدیث کی اصلاحات اور اس کے بارے میں
ضروری باتیں جاننا ضروری ہیں۔

اصلاحاتِ حدیث

حدیث:

حدیث کا لفظی معنی نئی بات، نئی چیز، گفتگو، بات، ذکر، بیان۔
علم حدیث کی اصلاح میں نبی کریم ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے۔

خبر:

اس بارے میں میں تین قول ہیں۔
(۱) حدیث اور خبر ایک ہی چیز ہے، ان میں کوئی فرق نہیں۔
(۲) خبر حدیث کے مخالف ہے۔ حدیث وہ ہے جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہو اور خبر وہ ہے جو غیر سے منقول ہو۔
(۳) خبر حدیث سے عام ہے۔ یعنی حدیث وہ ہے جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہو اور خبر وہ جو آپ ﷺ سے منقول ہو یا آپ
ﷺ کے علاوہ کسی اور سے ایک حدیث خبر ہو سکتی ہے لیکن خبر کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ حدیث ہو۔

اثر:

اس کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کا باقی رہنے والا نشان یا اثر۔
اثر کی تعریف میں علماء کا یہ اختلاف ہے۔
(۱) بعض علماء کا کہنا ہے کہ اثر اور حدیث ایک ہی چیز ہے ان میں کوئی فرق نہیں۔
(۲) بعض کا کہنا ہے کہ حدیث سے مراد حضور ﷺ کے ارشادات ہیں اور اثر سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا بعین رحمۃ اللہ علیہم
کے ارشادات ہیں۔

عام طور پر حدیث کی تین اقسام ہیں۔

- (۱) قولی حدیث: یعنی آپ ﷺ کے ارشادات
- (۲) فعلی حدیث: یعنی آپ ﷺ کے افعال
- (۳) تقریری حدیث: یعنی آپ ﷺ کے سامنے کوئی کام ہوا لیکن نہ تو آپ نے اس کام سے منع فرمایا اور نہ کرنے کا حکم

دیا۔

حدیث قدسی:

ایسی حدیث جو ذاتِ قدسیہ یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف منسوب ہو یعنی حدیث کا معنی و مفہوم اللہ کی طرف سے ہو اور نبی کریم ﷺ اسے اپنے الفاظ میں بیان فرمائیں۔

سند: حدیث کے دو حصے ہوتے ہیں پہلے حصے کو سند کہتے ہیں اور دوسرے حصے کو متن۔ سند سے مراد راویوں کا وہ سلسلہ جو متن تک پہنچاتا ہے۔

متن: جہاں راویوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اس سے آگے کا حصہ متن کہلاتا ہے۔ مثلاً

۱۔ حدثنا ابو بکر بن ابی شیبہ قال حدثنا شریک عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما امرتکم بہ فخذوہ وما نہیتکم عنہ فانتهوا

اس حدیث میں حدثنا سے لے کر ابی ہریرۃ تک سند ہے اور اس کے بعد سے آخر تک کے حصہ کو متن کہیں گے۔
راوی: ایسا شخص جو حدیث بیان کرتا ہے یا حدیث نقل کرتا ہے۔

روایت کرنا: حدیث بیان کرنا یا حدیث نقل کرنا

درایت: درایت کے لفظی معنی ہیں، عقل، دانش، سمجھ کسی حدیث کو منطقی اصولوں، عقل، قرآن یا تاریخ اور دوسری شہادتوں کے ذریعے پرکھنا کہ وہ ان کے خلاف نہ جاتی ہو حدیث کی تحقیق کا یہ طریقہ درایت کہلاتا ہے۔

محدث: ایسا شخص جو حدیث بیان کرنے اور اس میں غور و فکر کے ساتھ مشغول ہو نیز بہت سی احادیث اور ان کے راویوں کے حالات جانتا ہو۔

حافظ حدیث: اس سے مراد ایسا عالم ہے جو ہر وہ حدیث روایت کرے جو اس تک پہنچے اور جن احادیث کی اسے ضرورت ہو وہ انہیں یاد کرے یعنی وہ ایسی کثیر احادیث اور راویوں سے واقف ہو جن سے دیگر علماء ناواقف ہوتے ہیں اور بعض علماء حدیث کہتے ہیں کہ حافظ حدیث سے مراد ایسا شخص نے جس کو ایک لاکھ احادیث کے علم کا احاطہ کیا ہو۔

حاکم فی الحدیث: اس سے مراد ایسا عالم حدیث ہے جس کا علم روایت شدہ تمام احادیث کو محیط ہو یعنی وہ ان کے متن و سند سے آگاہ ہو۔ راویوں کی جرح و تعدیل اور تاریخ سے واقف ہو۔ احادیث کی عدالت و غرابت اور نسخ و منسوخ ہونے پر مطلع ہو۔

صحابی: ایسا شخص جس نے ایمان کی حالت میں حضور ﷺ سے (ظاہری حیات میں) ملاقات کا شرف حاصل کیا ہو اور ایمان ہی کی حالت میں فوت ہوا ہو۔

تابعی: تابعی وہ شخص ہوتا ہے جس نے اسلام کی حالت میں کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور پھر ایمان ہی کی حالت میں وفات پائی ہو۔

تابع تابعی: ایسا شخص جس نے ایمان کی حالت میں کسی تابعی سے ملاقات کی ہو اور ایمان ہی پر فوت ہوا ہو۔

روایت لفظی: کسی حدیث کو لفظ بہ لفظ بیان کرنا روایت لفظی کہلاتا ہے۔

روایت معنوی: اگر کسی حدیث کو راوی اپنے لفظوں میں بیان کرے تو اسے روایت معنوی یا روایت بالمعنی کہتے ہیں۔

مروی: جو حدیث بیان کی جائے اسے ”مروی“ کہتے ہیں۔ مروی کی جمع مرویات ہے۔

واسطہ: درمیانے راوی کو ”واسطہ“ کہتے ہیں۔

ضبط: کسی حدیث کو صحیح طور پر یاد رکھنے یا اس کا مفہوم صحیح طور پر ادا کرنے کو ”ضبط“ کہتے ہیں۔

عدالت: کسی راوی کے اندر نیک اوصاف کا پایا جانا اور اس کا برائیوں سے دور رہنا اور نیک اور مستقل صفات کا حامل ہونا

”عدالت“ کہلاتا ہے۔ صاحب عدالت راوی کو ”عادل“ یا ”عدول“ کہتے ہیں۔

ثقاہت: جس راوی میں یہ دونوں صفات یعنی عدل اور ضبط مکمل طور پر موجود ہوں اسے ثقہ کہتے ہیں۔ ثقہ راویوں کی روایت کو مضبوط تسلیم کیا جاتا ہے۔

تعدیل: کسی راوی کو مکمل تحقیق کے بعد عادل ٹھہرائے جانے کا عمل تعدیل کہلاتا ہے۔

تضعیف: کسی حدیث کو تحقیق کے بعد ضعیف قرار دینے کا عمل ”تضعیف“ کہلاتا ہے۔

جرح یا طعن: راوی پر ناقدانہ نظر ڈالنا جرح یا طعن کہلاتا ہے۔

الفاظ ادائے حدیث:

مختلف احادیث مختلف الفاظ سے شروع کی گئی ہیں۔ احادیث جن مختلف الفاظ سے شروع ہوتی ہیں انہیں ”الفاظ ادائے

حدیث“ کہتے ہیں۔ الفاظ ادائے حدیث درج ذیل ہیں (۱) سمعت، حدثنی (۲) اخبرنی، قرات علیہ (۳) قرأ علیہ

وانا اسمع (۴) انبانی (۵) ناوونی (۶) شافہنی، بالاجازۃ (۷) کتب الی بالاجازۃ (۸) عن قال روی

کثیر الروایت صحابہ کرام:

جن صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی کریم ﷺ سے بہت زیادہ احادیث روایت کی ہیں انہیں کثیر الروایت صحابہ کرام کہا جاتا

ہے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ نے پانچ ہزار تین سو چوبتر (۵۳۷۳) احادیث روایت کی ہیں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ نے دو ہزار چھ سو تیس (۲۶۳۰) احادیث روایت کی ہیں۔

(۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما آپ نے دو ہزار دو سو چھیاسی (۲۲۸۶) احادیث روایت کی ہیں۔

(۴) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کی مرویات کی تعداد دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) ہے۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار چھ سو ساٹھ (۱۶۶۰) ہے۔

(۶) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰) ہے۔

(۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار ایک سو ستر (۱۱۷۰) ہے۔

حدیث کی اقسام

متواتر: وہ حدیث جسے اتنے کثیر راوی روایت کریں جن کے جھوٹ پر اتفاق کرنے کو عقل انسانی محال قرار دے، پھر یہ کثرت سند کی ابتداء سے انتہا تک مسلسل برقرار رہے۔

مشہور: جسے ہر طبقے میں تین یا تین سے زیادہ روایت کریں اور راویوں کی تعداد حد تو اتار تک نہ پہنچے یعنی اس میں خبر متواتر کی مکمل شرائط نہ پائی جائیں۔ چونکہ یہ انتہائی واضح اور ظاہر ہوتی ہے اس لیے اس کا نام مشہور رکھا گیا۔

عزیز: وہ حدیث جس کی سند کے ایک طبقہ میں صرف دو راوی ہوں اور اس کے علاوہ تمام مراحل میں دو یا دو سے زائد راوی موجود ہوں۔

غریب: وہ حدیث جسے روایت کرنے والا راوی سند کے تمام طبقات میں یا بعض میں ایک ہو۔ غریب حدیث کو ”فرد“ بھی کہتے ہیں۔

صحیح لذاتہ: صحیح لذاتہ سے مراد وہ حدیث مسند ہے جس کی سند متصل ہو، ابتدا سے انتہا تک عادل ضابط راوی عادل ضابط سے روایت کرے اور وہ حدیث شاذ اور معطل نہ ہو۔

صحیح لغيرہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام خوبیاں ہوں اور ضبط کی کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

حسن لذاتہ: جس حدیث کے راوی میں صرف ضبط کی صفت نہ ہو اور صحیح لذاتہ کی تمام شرائط موجود ہوں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہو۔

مرفوع: جس حدیث کی روایت کا سلسلہ نبی کریم ﷺ تک پہنچتا ہے اسے حدیث مرفوع کہتے ہیں۔

موقوف: جس حدیث کی روایت کا سلسلہ کسی صحابی پر پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے اسے حدیث موقوف کہتے ہیں۔

مقطوع: جس حدیث کی روایت کا سلسلہ کسی تابعی تک پہنچ کر ختم ہو جائے اسے حدیث مقطوع کہتے ہیں۔

حدیث متصل: اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کے راوی شروع سے آخر تک پورے ہوں اور درمیان میں سے کوئی راوی چھوٹ نہ گیا ہو۔

حدیث منقطع: ایسی حدیث جس کی سند سے ایک یا کئی راوی مختلف مقام سے ساقط ہو گئے ہوں۔

حدیث معطل: اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند سے دو یا دو سے زیادہ راوی ایک ہی مقام سے بتصرف یا بلا تصرف مصنف ساقط ہوں۔

حدیث معلق: جس حدیث کی سند کے شروع سے روایت کو حذف کر دیا جائے خواہ یہ حذف بعض کا ہو یا کل کا۔

حدیث مرسل: جس حدیث کی سند کے آخر سے راوی چھوڑ دیا جائے مثلاً تابعی نبی کریم ﷺ سے روایت کرے اور صحابی کو

چھوڑ دے۔

حسن لغیرہ: وہ ضعیف حدیث جس کی سندیں زیادہ ہوں اور اس کے ضعیف ہونے کا سبب راوی کا فاسق یا جھوٹا ہونا نہ ہو۔
الغرض ضعیف حدیث دو امور کی وجہ سے حسن کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔

اول: وہ حدیث ایک یا زیادہ سندوں سے مروی ہو اور وہ سندیں پہلی سند جیسی یا اس سے قوی ہوں۔

دوم: اس حدیث کے ضعف کا سبب راوی کے حافظے کی کمزوری ہو یا سند میں انقطاع ہو یا کوئی راوی مجہول ہو۔
حسن لغیرہ حدیث حسن لذاتہ سے نچلے درجے پر ہوتی ہے۔

ضعیف: حدیث صحیح اور حدیث حسن کی مذکورہ بالا شرائط میں سے ایک یا زیادہ شرائط اگر راوی میں نہ ہوں مثلاً حدیث کا راوی صاحب عدالت نہیں ہے یا صاحب ضبط نہیں ہے تو اس کی روایت کردہ حدیث ”ضعیف“ کہلائے گی۔

شاذ: اس سے مراد وہ حدیث نہیں جسے ثقہ راوی روایت کرے اور اس کے سوا کوئی دوسرا اسے روایت نہ کرے بلکہ شاذ وہ حدیث ہوتی ہے جسے ثقہ راوی حفاظ ثقہ راویوں کی مخالفت کرتے ہوئے روایت کرے۔

محفوظ: ارجح اور ثقہ تر راوی کی روایت کردہ حدیث محفوظ کہلاتی ہے۔

منکر: وہ حدیث جس کا راوی ضعیف ہو اور وہ ایسے راوی کی حدیث کے خلاف ہو جو قوی راوی ہے۔

معروف: وہ حدیث جس کا راوی قوی ہو اور وہ ایسے راوی کی حدیث کے خلاف ہو جو ضعیف ہے۔

متروک: وہ حدیث جس کی سند میں ایسا راوی ہو جس پر جھوٹ کی تہمت ہو۔

موضوع: وہ بنایا اور گھڑا ہوا جھوٹ جس کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہو۔

چونکہ یہ روایت رتبہ میں حد درجہ کمزور اور گری ہوئی ہوتی ہے اس لیے اس کا نام موضوع رکھا گیا ہے۔

کتب حدیث کی اقسام

صحیح: جس کتاب کے مصنف نے صرف صحیح احادیث کا اہتمام کیا ہو جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور صحیح ابن حبان وغیرہ۔

جامع: جس کتاب میں آٹھ عنوانات کے تحت احادیث لائی جائیں اور وہ یہ ہیں:

(سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، شرائط، مناقب، جیسے صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ)

سنن: جس کتاب میں احکام سے متعلقہ احادیث ہوں جیسے سنن ابوداؤد اور سنن نسائی۔

مسند: جس کتاب میں صحابہ کی ترتیب سے احادیث لائی جائیں، جیسے مسند احمد بن حنبل

معجم: جس کتاب میں شیوخ کی ترتیب سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی

مستخرج: ایسی کتاب جس میں کسی اور مجموعہ احادیث کی مرویات کو علیحدہ اسناد کے ساتھ پہلے مؤلف کے واسطہ کے بغیر

روایت کیا جائے۔ جیسے مستخرج لابن نعیم علی البخاری

مستدرک: جس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت ان احادیث کو لایا جائے جو ان ابواب میں کسی اور مصنف سے رہ گئی ہوں جیسے حاکم کی مستدرک علی الصحیحین

اربعین: جس کتاب میں چالیس احادیث ہوں جیسے اربعین نووی

صحاح ستہ: حدیث کی وہ چھ کتب جن میں بیان کردہ احادیث محققین کی تحقیق کے مطابق سب سے اعلیٰ اور صحیح مرتبہ کی ثابت ہوئی ہیں صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں: صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ (تو پھر اب انتظار کس بات کی)

گلشنِ قدس کی بہاروں سے باغِ جنت کے پھول لایا ہوں
عاشقوا! بھر لو دامنِ دل کو میں ”حدیثِ رسول“ لایا ہوں
(صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پہ غالب ہے

☆ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لما خلق الله الخلق كتب في كتابه وهو يكتب على نفسه وهو وضع عنده على العرش "ان رحمتي تغلب غضبي" (متفق عليه . بخاری ۶/۲۶۶۹ - کتاب التوحید باب قول الله تعالى ويحذرکم الله نفسه . مسلم شریف کتاب التوبہ باب فی سعة رحمة الله تعالى وانها سبقت غضبه ۳/۲۱۰۷ - ترمذی . ابن ماجہ . نسائی)

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس نے اپنی کتاب میں لکھا اور وہ اپنی ذات کے متعلق لکھتا ہے جو اس کے پاس عرش پہ رکھی ہوئی ہے ”میرے غضب پہ میری رحمت غالب ہے۔“

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان الله لما قضی الخلق كتب عنده فوق عرشه ان رحمتي سبقت غضبي . (اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: التوحید، باب: وكان عرشه على الماء وهو رب العرش العظيم، ۶/۲۷۰۰، الرقم: ۶۹۸۶)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو عرش کے اوپر اپنے پاس لکھ کر رکھ لیا: بے شک میری رحمت میرے غضب سے بڑھ گئی ہے۔“

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان الله حين خلق الخلق كتب بيده على نفسه ان رحمتي تغلب غضبي . (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب الدعوات عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم باب: خلق الله مائة رحمة، ۵/۵۳۹، الرقم: ۳۵۴۳)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو اپنے

دست قدرت سے اپنی ذات کے لیے لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔“

ہے تو ہی تو اگر تجھے پہچان جائیں ہم پھر یاں سے کیوں بہ حسرت و ارمان جائیں ہم
وہ علم دے ہمیں کہ تجھے جان جائیں ہم بندے ہیں تیرے اور کو کیوں مان جائیں ہم
ہر شان میں ہے جلوہ نما تو ہی اے خدا آنکھیں عطا ہوں کاش کہ پہچن جائیں ہم
یا رب ہمارے ساتی کوثر ہوں میزبان جب حشر میں بصورت مہمان جائیں ہم
شان جناب احمد مرسل حبیب حق گر حق نما نظر ہو عطا جان جائیں ہم
برق اٹھائیے رخ روشن سے یا نبی اللہ کے حبیب ہو قربان جائیں ہم
لا تقنطوا ہے سامعہ افروز جاں حکیم واعظ کے قیل و قال کو کیوں مان جائیں ہم
(مولانا محمد عبدالحکیم صدیقی جوش و حکیم قدس سرہ)

اے میرے بندو

☆ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے یہ روایت فرمائی ہے کہ اللہ نے فرمایا:
یا عبادی، الی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا تظالموا یا عبادی، کلکم ضال الا من ہدیتہ فاستہدونی اہدکم . یا عبادی، کلکم جانع الا من اطعمتہ فاستطعمونی اطعمکم یا عبادی کلکم عار الا من کسوتہ فاستکسونی اکسکم . یا عبادی، انکم تخطون باللیل والنہار وانا اغفر الذنوب جمیعا فاستغفرونی اغفر لکم . یا عبادی، انکم لن تبلفوا ضری فتضرونی ولن تبلفوا نفعی فتفعونی . یا عبادی، لو ان اولکم و آخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم ما زاد ذلك فی ملکي شینا . یا عبادی، لو ان اولکم و آخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد ما نقص ذلك من ملکي شینا . یا عبادی، لو ان اولکم و آخرکم وانسکم وجنکم قاموا فی صعید واحد فسالونی فاعطیت کل انسان مسالته ما نقص ذلك مما عندی الا کما ینقص المخیط اذا ادخل البحر . یا عبادی، انما ہی اعمالکم احصیہا لکم ثم اوفیکم ایاہا فمن وجد خیرا فلیحمد اللہ ومن وجد غیر ذلك فلا یلو من الا نفسه . (احرجہ مسلم فی الصحیح، کتاب: البر والصلة والآداب، باب: تحریم الظلم، ۱۹۹۳/۳، الرقم: ۲۵۷۷، والترمذی فی السنن، کتاب: صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: منه، ۲۵۶/۳، الرقم: ۲۳۹۵)

”اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کر دیا، لہذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو، سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں، سو تم مجھ سے

ہدایت طلب کرو، میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھانا کھلاؤں، پس تم مجھ سے کھانا طلب کرو، میں تمہیں کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب سے بے لباس ہو سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں، لہذا تم مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو بخشا ہوں، تم مجھ سے بخشش طلب کرو، میں تمہیں بخش دوں گا، اے میرے بندو! تم کسی نقصان کے مالک نہیں ہو کہ مجھے نقصان پہنچا سکو اور تم کسی نفع کے مالک بھی نہیں کہ مجھے نفع پہنچا سکو، اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر اور تمہارے انسان اور جن تم میں سے سب سے زیادہ متقی شخص کی طرح ہو جائیں تو میری بادشاہت میں کچھ اضافہ نہیں کر سکتے اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر اور تمہارے انسان اور جن تم میں سے سب سے زیادہ بدکار شخص کی طرح ہو جائیں تو میری بادشاہت سے کوئی چیز کم نہیں کر سکتے اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر اور تمہارے انسان اور جن کسی ایک جگہ کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر ایک کا سوال پورا کر دوں تو جو کچھ میرے پاس ہے اس سے صرف اتنا کم ہو گا جس طرح سوئی کو سمندر میں ڈال کر (نکالنے سے) اس میں کمی ہوتی ہے، اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لیے جمع کر رہا ہوں، پھر میں تمہیں ان کی پوری پوری جزا دوں گا، پس جو شخص خیر کو پائے وہ اللہ کی حمد کرے اور جسے خیر کے سوا کوئی چیز (مثلاً آفت یا مصیبت) پہنچے وہ اپنے نفس کے سوا اور کسی کو ملامت نہ کرے۔“

عطا کی زندگی ہر چیز کو رب علیٰ نے
تیرے جلوں سے نور افشاں ہے اس عالم کا ہر ذرہ
تیری قدرت کے مظہر ہیں مناظر کو ہزاروں کے
نگاہ شوق کو احساس ہو کیوں نارسائی کا
عطا کی سنگریزوں کو بھی تو نے باب گویائی
کرم تیرا کہ ہم کو خیر امت تو نے فرمایا
بنائے دو جہاں اے خالق ارض و سما تو نے
مہ و خورشید و انجم کو عطا کی ہے ضیاء تو نے
چمن زاروں کو بخشی ہے بہار دلکشا تو نے
کہ دی ہے نحن اقرب کی نوید جانفزا تو نے
کیا ہے بے زبانوں کو تکلم آشنا تو نے
عطا تیری دیا ہم کو رسول مجتبیٰ تو نے

گا ہے گا ہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

اس حدیث کے تحت اس سے پہلے اپنی کتاب الباقیات الصالحات میں جو کچھ لکھ چکا ہوں وہ قارئین کی نذر کر رہا ہوں تاکہ بھولا ہوا سبق یاد ہو جائے۔

قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ۛ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً ۛ انہ
هو الغفور الرحیم ○ (الزمر: ۵۳)

(اے پیارے حبیب آپ) فرمادیتے ہیں اے میرے وہ بندو جنہوں نے (گناہوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو کر) اپنی

جانوں پہ زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دے گا، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیہ کریمہ کے شان نزول میں مفسرین نے لکھا ہے کہ چند آدمیوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ کا دین تو بے شک حق اور سچ ہے لیکن ہم (ڈرتے ہیں کہ ہم) نے بڑے بڑے جو گناہ کئے ہیں ان کا کیا بنے گا، کیا وہ معاف ہو جائیں گے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس آیت کے ابتدائی الفاظ کتنے پیارے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یا ایہا الناس کہہ کر بھی خطاب فرما سکتا تھا۔ یا ایہا الذین امنوا بھی فرمایا جاسکتا تھا لیکن نہیں، ہی ضمیر کے بغیر ”اے بندو“ بھی کہا جاسکتا تھا مگر نہیں، پھر عبادی کہنے میں حکمت کیا ہے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ کی اپنے گناہ گار بندوں کے ساتھ پیار کی انتہا ہے کہ فرما رہا ہے اے میرے بندو!

بلا تشبیہ و تمثیل یوں سمجھیں کہ ایک شخص کے کئی بیٹے ہوں کچھ تابعدار ہوں اور کچھ نافرمان اور بڑا عرصہ نافرمانی کرتے رہے ہوں اور بڑی بڑی نافرمانیاں کر کے باپ کے پیار کے بارے میں مایوس ہو چکے ہوں کہ اب ہم اپنے باپ کا پیار کہاں سے حاصل کر سکتے ہیں، بس اب کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہمیں اپنے باپ کا پیار مل سکے کیونکہ جس نے اس کو تنگ ہی اتنا کیا ہے اور باپ جانتا ہو کہ یہ میرے بارے میں کیسا ذہن بنائے بیٹھے ہیں اس پر باپ کو ترس آئے اور وہ محبت پدری کے جذبات سے سرشار ہو کر کہے! اے میرے پیارے بیٹو! تمہیں اندازہ ہی نہیں ہے کہ میرے دل میں تمہاری کس قدر محبت ہے۔ اگرچہ تم نے مجھے بہت ستایا ہے لیکن مایوس کیوں ہوتے ہو مجھے باپ کہہ کر تو دیکھو پھر دیکھنا محبت پدرانہ کا نظارہ کہ تمہاری نافرمانیاں کس طرح معاف ہوتی ہیں اور پھر یہ ایک فطرتی بات ہے کہ باپ کو ایسی اولاد پر زیادہ ترس آتا ہے۔

ان کا ضمیر سوچ کی کالی چٹان ہے جن کی نظر میں عشق بھی وہم و گمان ہے اللہ تعالیٰ لم یلد ولم یولد ہے مثال صرف سمجھانے کے لیے دی ہے کچھ یہی انداز اس آیت میں بھی دکھائی دیتا ہے کہ جن بندوں نے خدا کی نافرمانیاں کر کر کے اپنے آپ کو رب کی رحمت سے مایوس کر لیا ہے ان کو کہا جا رہا ہے اے میرے پیارے بندو! تمہیں کیا پتہ تمہارا رب تم سے کتنی محبت کرتا ہے۔ ماں اپنے اکلوتے بیٹے سے کیا محبت کرے گی جتنی محبت تمہارا رب تمہارے ساتھ فرماتا ہے۔ تم ایک بار اللہم لبیک کہہ کر تو دیکھو اس کی بارگاہ سے دس بار یا عبدی کی ندا آئے گی اور یہ خطاب نیکو کاروں، پرہیز گاروں سے نہیں وہ تو اپنی نیکی و تقویٰ کی وجہ سے پہلے ہی خدا کے پیارے ہیں یہاں تو خطاب ان سے ہے الذین اسرفوا علی انفسہم۔ (وہ جو اپنی جانوں پہ ظلم کر بیٹھے ہیں) یعنی بڑے بڑے گناہگار۔ حضور علیہ السلام کا بھی ارشاد ہے: شصاعی لاهل الکبائر من امتی۔ میری شفاعت بڑے بڑے گناہگاروں کے لیے ہے۔

میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم دو کریموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے پھر یہاں پہ ایک اور بڑی عجیب بات سمجھنے والی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود نہیں فرمایا: عبادی، بلکہ اپنے محبوب علیہ السلام کو فرمایا: قل عبادی اے پیارے تو کہہ دے: اے میرے پیارے بندو!

ہم وہ بندے ہیں جو دن رات گناہ کرتے ہیں

اس کو بھی ایک مثال سے سمجھئے کہ ایک غلام کا آقا پیار بھی کرتا ہو اور غصے بھی ہوتا ہو، اس میں جلال بھی ہو اور جمال بھی، سزا بھی دیتا ہو اور معاف بھی کرتا ہو تو اس غلام سے اگر کوئی نافرمانی ہو جائے اور آقا درگزر کر دے۔ تو درگزر کرنے کے باوجود بھی غلام کے دل میں یہ خیال ضرور آتا رہے گا کہ خدا جانے کب جلال میں آجائے اور اگلے پچھلے حساب لینا شروع کر دے۔ لیکن اس آقا کا کوئی پیارا جس میں جمال ہی جمال ہے جلال نہیں، جس میں پیار ہی پیار ہے مار نہیں۔ جس میں معاف کرنے ہی کی صفت ہے سزا دینے کی نہیں، جو سراپا رحم و کرم ہو اپنے غلام کو تسلی دینے کے لیے اپنے اس پیارے کو کہتا ہے کہ تو اس کو کہہ دے کہ سزا کا خطرہ محسوس نہ کرے تیرے آقا نے تجھے معاف کر دیا ہے تو جب آقا کا پیار ایسی بات کہے گا تو اس کو ضرور حوصلہ ہوگا کہ اگر خود کہتا تو بات اور تھی اب تو کسی صورت میں بھی سزا کی توقع نہیں ہے۔ بلا تشبیہ و تمثیل یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ اگر چہ لا ینخلف الہامیہ کی شان والا ہے رحیم و کریم، غفار و رحمان ہے مگر ساتھ قہار و جبار بھی ہے وہ اگر خود فرمائے کہ میں معاف کرنے والا ہوں تو دل میں یہ کھٹک تو رہے گی کہ کل قیامت کے دن جب اس کے جلال کی انتہا ہوگی اور ہر کوئی نفسی نفسی پکار رہا ہوگا اگر اس نے ہمارا حساب لے لیا تو اس کو کون پوچھنے والا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے گناہگار بندوں کے دل سے یہ خوف نکالنے کے لیے اپنے پیارے کو جو سراپا رحمت ہی رحمت ہے، جس میں انتقام کا جذبہ نہیں صرف معاف کرنے سے ہی محبت کرتا ہے۔ اس کو فرمایا: قل یعبادی۔ اے پیارے میرے گناہگاروں کو تو کہہ دے کہ رب کی رحمت سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

یا رسول اللہ! ہم اس لیے ڈرتے ہیں کہ گناہ بہت ہیں۔ فرمایا: اپنے گناہوں کے پہاڑ دیکھنے والو اللہ کی رحمت کے انبار بھی دیکھو۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ اللہ تمہارے تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا۔

ہم وہ بندے ہیں جو دن رات گناہ کرتے ہیں یہ وہ آقا ہیں جو سب بخش دیا کرتے ہیں

ہم ہیں عبد مصطفیٰ پھر تجھ کو کیا؟

یاد رہے! اس آیت کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام فرما رہے ہیں اے میرے بندو! اس صورت میں بندہ بندگی کرنے والا کے معنی میں نہیں ہوگا بلکہ نوکر چاکر اور خدمت گزار کے معنی میں ہوگا اور یہ قرآن مجید میں بہت جگہ آیا ہے۔

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم میں یہی معنی مراد ہے۔

اور فقہی اصطلاح میں عبد کا لفظ چاہے وہ عبد ابق ہو، رقیق ہو، ماذون ہو، برہم مکاتب ہو انہی معنوں میں بولا جاتا ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے ہی عبد المصطفیٰ، عبد الرسول نام رکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے لہذا یہ شرک نہ ہوا علیٰ حضرت ﷺ اس عقیدے کو شرک قرار دینے والوں کی اپنے ایک شعر میں یوں حجامت فرماتے ہیں:

یعبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کہا
تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں غلہ میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کہا

خدا معاف کرتا ہے مگر رسول کریم ﷺ کی سفارش سے معاف کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ... اندازہ لگاؤ کہ گناہگار تو ہم خدا کے ہیں مگر خدا تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کی بارگاہ کا راستہ دکھا رہا ہے کہ اگر معافی چاہتے ہو تو درمحبوب سے ہوتے ہوئے آؤ۔

رب اپنے گناہگاراں نوں بھیجے اوہدے درتے
سرکار بناں معاف خطا کون کرے گا امت لئی رو رو کے دعا کون کرے گا
اگر الذنوب کی جگہ الذنب آجاتا تو الف لام عہد جنسی یا استغراقی کے ذریعے تمام گناہ مراد لیے جاسکتے تھے۔ یا ”ذنباً“ نکرہ فرمایا جاتا تو پھر بھی ہر گناہ مراد ہو سکتا تھا مگر قربان جائیں اللہ نے الذنوب بھی فرمایا اور پھر ساتھ جمعاً بھی فرمادیا کہ کوئی گناہ معاف ہونے سے بچ نہیں سکے گا۔

کارِ ما بدکاری و شرمندگی کار تو برما ہمہ بخشدگی

مزید آیات قرآنیہ

مندرجہ بالا آیت کے علاوہ بھی قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ”اے میرے بندو“ کہہ کر یاد فرمایا ہے اگرچہ بعض جگہ وہاں ضمیر متکلم (ی) نہیں ہے۔ مگر ترجمہ یہی ہوگا۔ ”اے میرے بندو“ کیونکہ وہاں ”ی“ محذوف ہے اور المحذوف کا لمذکور اور دال کا کسرہ یا کے حذف ہونے پر دلالت کرتا رہے گا اور اللہ کی محبت و مغفرت کی طرف گناہگار بندوں کو بلاتا رہے گا۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

۱- وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَانِّ قَرِيبٌ اجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا فليستجيبوا لى وليؤمنوا به لعلهم يرشدون۔ (البقرہ: ۱۸۶)

ترجمہ: اور اے پیارے! جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب وہ مجھے پکارے تو انہیں چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔
دوست نزدیک تر از من بمن است ویں عجب ترکہ من ازوے دورم

2- قُلْ يٰعِبَادِىَ الذِّينَ اٰمَنُوا يقيموا الصلوة وینفقوا مما رزقنہم سرا وعلانية من قبل ان یاتى یوم لا یتبع فیہ ولا خلل۔ (ابراہیم: ۳۱)

ترجمہ: اے محبوب! میرے بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم کریں اور ہمارے دیے ہوئے میں سے کچھ ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ سوداگری ہوگی نہ یارانہ (یعنی وہ سوداگری و یارانہ جو محبت الہی کی وجہ سے نہ ہو)۔

3- ان عبادى لیس لك علیہم بسلطن۔ (الحجر: ۴۲، الاسراء: ۶۵)

ترجمہ: (شیطان سے اللہ نے فرمایا) بیشک میرے (ایماندار) بندوں پہ تیرا کچھ قابو نہیں۔

4- نبی عبادی انی انا الغفور الرحیم - (الحجر: ۴۹)

ترجمہ: اے محبوب! میرے بندوں کو بتادے کہ بیشک میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان۔

5- و قل لعبادی يقول التی هی احسن (بنی اسرائیل: ۵۳)

ترجمہ: اے پیارے! میرے (ایماندار) بندوں سے فرمادو کہ ایسی بات کہیں جو سب سے اچھی ہو۔

6- افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء - (الکھف: ۱۰۲)

ترجمہ: تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا (اپنا) حمایتی بنالیں گے۔

7- و لقد او حینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی - (طہ: ۷۷)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی میرے بندوں کو راتوں رات لے چل۔ (الشعراء: ۵۲، الدخان: ۲۳)

8- و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون - (الانبیاء: ۱۰۵)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہی ہوں گے۔

9- انه کان فریق من عبادی یقولون ربنا امننا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الراحمین - (المومنون: ۱۰۹)

ترجمہ: بیشک میرے بندوں کا ایک گروہ یوں دعا کرتا تھا اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

10- یعبادی الذین امنوا ان ازسی واسعة فابای فاعبدون - (العنکبوت: ۵۶)

ترجمہ: اے میرے ایماندار بندو! بیشک میری زمین وسیع ہے پس میری ہی بندگی کرو۔

11- قل یعباد الذین امنوا اتقوا ربکم - (الزمر: ۱۰)

ترجمہ: فرمادو! اے میرے ایماندار بندو اپنے رب سے ڈرو۔

12- یعباد فاتقون - (الزمر: ۱۶)

(یہ وہ عذاب ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تو) اے میرے بندو! تم مجھ سے ڈرو۔ (یہاں پہ دونوں جگہ

”ی“ محذوف ہے یعنی اصل میں عبارت یوں تھی یعبادی فاتقونی) اس کے بعد والی آیت میں فرمایا گیا۔

13- فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئک الذین ھداهم اللہ واولئک ہم اولو

الالباب -

ترجمہ: میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیں جو کان لگا کر سنیں پھر اس کے بہتر پہ چلیں یہ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت سے

نوازا اور یہی عقل مند ہیں۔

14- یعباد لا خوف علیکم الیوم ولا انتم تحزنون - (الزمر: ۶۸)

ترجمہ: اے میرے بندو! آج تم پر نہ خوف ہے نہ ہی تمہیں غم ہوگا۔

۱۵۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ (الفجر: ۲۹/۳۰)

حصول برکت کے لیے آیات بمعہ ترجمہ وحوالہ لکھ دی گئیں دراصل میں اس موضوع پر ایک حدیث قدسی لکھنا چاہتا ہوں جس میں دس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اسی پیارے خطاب سے مخاطب کیا ہے یعنی یعبادی کے مقدس لفظ سے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے صحیح مسلم میں باب تحریم الظلم کا عنوان دیا ہے جبکہ صاحب مشکوٰۃ اس کو باب الاستغفار میں لائے ہیں اور اس حدیث میں جہاں اللہ تعالیٰ کی صفات بے شمار ہیں وہاں ان صفات کا اپنے بندوں پہ اظہار بھی موسلا دھار ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت، رحمت و حکومت و بے نیازی کا ذکر بھی ہے اور بندے کی محتاجی کا بیان بھی ہے۔

اس میں نعمت ملنے پر شکر ادا کرنے کا بیان بھی ہے اور تکلیف کو اپنی شامت اعمال کی طرف منسوب کرنے کا بھی تذکرہ ہے۔ پہلے عربی میں مکمل حدیث ترجمہ کے ساتھ لکھی جا چکی ہے اب دس نکاتی خطاب خداوندی (مضامین حدیث) کا علیحدہ علیحدہ بیان ہو گا۔ آج کی تقریر میں یہی حدیث بیان کرنا مقصود ہے۔

مضامین حدیث:

۱۔ یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرما فلا تظالموا۔

اس جملہ میں ظلم کی حرمت کا بیان ہے یاد رہے! بعض امور ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہیں مگر مخلوق کے لیے عیب ہیں جیسا کہ تکبر کے لائق اللہ ہی کی ذات ہے اور اس کا صفتی نام التکبر ہے جبکہ بندوں کے لیے تکبر عیب ہے۔ یعنی اللہ تکبر کرے تو اس کی شان ہے اور بندہ تکبر کرے تو اس کے لیے عیب ہے لیکن ظلم ایسا عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی نہیں کرتا (وما انا بظلام للعبید) تو بندوں کو ظلم کرنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟ اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: الظلم ظلمات یوم القیمة۔

(متن علیہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۴)

ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہیں (یعنی نیک اعمال مومن کے لیے روشنی کا سامان ہوں گے جو مومن کے آگے آگے ہوگی اور ظلم ظالم کے لیے اندھیرے کا سبب ہوگا) العمل الصالح سبب لنور یسمی بین ایدی المومنین كذلك الظلم سبب للظلمة۔

☆ فرمایا: المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ۔ (مسلم شریف)

ترجمہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو (کسی کے سپرد کر کے) تباہ کرتا ہے۔

☆ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ان الله عز وجل یملی للظالم فاذا اخذه لم یقتله ثم قرء و كذلك اخذ ربك اذا اخذ لقریٰ وھی ظالمة ان اخذه الیم شدید۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے اور جب اس کو پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ (ترجمہ)

اور اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو اپنی گرفت میں لیتا ہے بیشک اس کی پکڑ بڑی سخت دروناک ہے۔

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: فقال اور بے رائے نہ بنو کہ یوں کہو اگر لوگ بھلائی کریں گے تو ہم بھی بھلائی کریں گے اور اگر لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ اپنے نفسوں کو قرار دو کہ لوگ بھلائی کریں تو بھلائی کرو اور اگر لوگ ظلم کریں تو تم ظلم نہ کرو۔ (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۶۷۵)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پہ کیے جانے والے ظلم کا ضرور بدلہ لے گا، اللہ تعالیٰ اپنے اور بندے کے درمیانی معاملات چاہے گا چاہے تو معاف کر دے گا چاہے گا تو عذاب دے گا۔ (مشکوٰۃ: خلاصہ)

ایک روایت میں جانوروں پر دنیا میں کئے گئے ظلم کا بدلہ لینے کا بھی ذکر ہے۔

☆ حتی يقاد للشاه الجلعاء من الشاة القرناء .

ترجمہ: یہاں تک کہ منڈی (بے سینگھ) بکری کا بدلہ سینگھ والی بکری سے لیا جائے گا۔ (ایضاً)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اياك ودعوة المظلوم فانما يسال الله تعالى حقه وان الله لا يمنع ذا حق حقه

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: مظلوم کی بددعا سے بچو وہ تو اللہ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی حق والے کا حق نہیں روکتا۔

☆ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

من مشى مع ظالم ليقويه وهو يعلمه انه ظالم فقه، خرج من الاسلام . (مشکوٰۃ)

ترجمہ: جو کسی ظالم کو قوت دینے کے لیے اس کے ساتھ چلے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو (یہ ظالم کا ساتھ دینے والا) اسلام سے نکل گیا۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم صرف اپنا ہی نقصان کرتا ہے (اس کا مطلب یہ تھا کہ

اس کے ظلم کی وجہ سے دوسروں کو کیا نقصان ہو سکتا ہے) اس پر آپ نے فرمایا:

والله حتى الحبارى لتموت فى وكرها هز لا لظلم الظالم .

ترجمہ: کیوں نہیں اللہ کی قسم اس کے ظلم کا اثر گھونسلوں کے رہنے والے بیروں (پرندوں) پر بھی پڑتا ہے (کہ اس کے

ظلم کی وجہ سے بارش نہ ہو اور وہ) اپنے گھونسلوں میں بھوک سے مر جائیں تو یہ ظالم کے ظلم کا اثر ہے۔ (مشکوٰۃ)

”اللہ تعالیٰ نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے“ کا معنی کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے کیونکہ ظلم یہ ہے کہ مقررہ حدود سے تجاوز کیا جائے اور اللہ کے اوپر تو کوئی ہے نہیں کہ جو اس کے لیے حدود متعین کرے کہ اللہ حدود سے تجاوز کرے اور نعوذ باللہ ظالم قرار پائے۔ پھر ظلم نقص و عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر نقص و عیب سے

پاک ہے لہذا حرمت سے مراد یہاں شرعی حرمت نہیں اس لیے کہ شرعی احکام تو بندوں کے لیے ہیں اور نہ ہی اللہ پر کوئی حاکم ہے کہ اس پر حکم نافذ کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی شیء ظلم ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ ظلم کا معنی ہے کسی دوسرے کی ملک میں زیادتی کرنا یا وضع الشیء فی غیر محلہ۔ کسی شیء کو بے محل استعمال کرنا، اللہ تعالیٰ کی ذات ان دونوں باتوں سے پاک ہے کیونکہ ہر شیء اسی کی ملکیت میں ہے اور جس چیز کے استعمال کے لیے جو جگہ مقرر فرمادے وہی اس کا صحیح مصرف و محل ہے۔ اس کے افعال یا عدل پہ مبنی ہیں یا فضل پہ لہذا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے نہ وہ کسی بے قصور کو سزا دیتا ہے۔

ان الله لا يظلم مثقال ذرة .

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

وما ظلمونا ولكن كانوا انفسهم يظلمون .

ترجمہ: اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا لیکن خود اپنی جانوں پہ ظلم کرتے تھے۔

فمنهم ظالم لنفسه .

ترجمہ: ان میں سے بعض اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہیں۔

فكلا اخذنا بذنبه .

ترجمہ: ہم نے سب کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑا ہے۔

ان میں سے بعض پہ پتھراؤ کیا (قوم لوط) بعض کو چیخنے آ لیا (قوم ثمود) بعض کو زمین میں دھنسا دیا گیا (قارون وغیرہ) بعض کو غرق کر دیا (قوم نوح علیہ السلام اور فرعون اور اس کے لشکر کو)۔

وما كان الله ليضلمهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون . (العنکبوت)

ترجمہ: اللہ کی شان یہ نہیں کہ وہ ان پر ظلم کرے ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پہ ظلم کرتے تھے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ خود ظلم نہیں کرتا لہذا فرمایا کہ تم بھی کسی پر جانی، مالی یا آبروریزی کا ظلم نہ کرو کیونکہ یہ تمام جرموں سے بڑا جرم ہے اس لیے کہ یہ حق العباد ہے کہ جو صرف توبہ سے بھی معاف نہیں ہوگا جب تک حق دار خود معاف نہ کرے گا۔

حدیث کا دوسرا جملہ

يا عبادي كلکم ضا الامن هدیته.....

یہ جملہ اس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ تمام انسان اصل فطرت میں گمراہی پر تھے حالانکہ ایک حدیث میں ہے کل مولود یولد علی الفطرہ ہر پیدا ہونے والا فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے اس کا جواب قاضی عیاض رحمہ اللہ نے یہ دیا ہے کہ اس گمراہی سے مراد وہ گمراہی ہے جو فطرت کے بعد رسولوں کے آنے سے پہلے تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

كان الناس امة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين ومنذرين . (البقرہ: ۲۱۳)

ترجمہ: تمام لوگ ایک طریقہ (یعنی گمراہی) پر تھے تو اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دینے والے اور (گمراہی کے عذاب سے)

ڈرنے والے نبی بھیجے۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ رسولوں کو نہ بھیجتا اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا تو لوگ عیش پرستی اور دلائلِ توحید میں تدبر نہ کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہماری پیدائش تاریکی میں ہوئی پھر ہم پر نور کا چھینٹا دیا گیا۔ اگر ہمیں ہمارے نفوس پر چھوڑ دیا جائے تو ہم عقیدۂ اور عملاً بد عملی ہی کریں گے اور اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے تو ہم نیکی کی راہ پر چلیں گے ہم بول کے درخت کی طرح کانٹوں سے بھرپور ہیں، ہمارے پلے گناہوں کے کانٹوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے ہماری ہی صفت ظلو ما جھولا ہے یعنی کل مولود۔ میں ہمارا دنیا میں آنا بیان ہوا اور اس حدیث میں ہماری اصل پیدائش کا تذکرہ ہے۔ پھر یاد رکھو! اگرچہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے ہی ہدایت یافتہ ہیں مگر وہ ہمارے لیے ہدایت کا مرکز ہیں کیونکہ ہمیں ہدایت انہی کے ذریعے سے ملتی ہے جس طرح کہ سورج کو نور تو اللہ نے ہی دیا ہے مگر چاند تارے اور زمین سورج سے نور لیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و انک لتھدی الی صراط مستقیم ۔

ترجمہ: اور بیشک (اے محبوب)! آپ سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

۳- یا عبادی کلکم جائع الامن اطعمته.....

ہم اپنی روحانی و جسمانی غذاؤں میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، ہر جاندار غذا کا محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ سب کا محتاج الیہ ہے۔ وہ خود نہیں کھاتا مگر سارے جہانوں کو کھلاتا ہے۔ اس کی اتنی بڑی کائنات میں کوئی ایک کیڑا مکوڑا بھی ایسا نہیں جو بھوک سے مر جائے۔ اس کا فرمان ہے: وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔ ہر جاندار کا رزق اس نے اپنے ذمہ کرم پہ لے رکھا ہے۔ وہو یطعم ولا یطعم۔ وہ سارے جہان کو کھلاتا ہے مگر خود نہیں کھاتا۔

۴- یا عبادی کلکم عار الامن کسوته.....

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے ظاہری جسم کو ڈھانپنے کا بھی انتظام فرمایا اور ستار العیوب ہونے کے ناطے ان کے باطنی عیوب کی پردہ پوشی بھی فرمائی۔ اس جہان میں جو شخص اپنے عیوب کو چھپائے گا اس جہان میں اللہ تعالیٰ خود اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و جعل لکم سرا بیل تقیکم الحر و سرا بیل تقیکم باسکم ۔ (النحل: ۸۱)

ترجمہ: اور اللہ نے ہی تمہارے لیے لباس بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور لڑائی میں تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔

۵- یا عباد انکم تخطون بالیل والنهار.....

خطا سے مراد مطلق گناہ ہے چاہے بھول کر ہو یا عمد اور ظاہر ہے اس سے عام بندوں کے گناہ ہی مراد ہو سکتے ہیں کیونکہ انبیاء کرام اور ملائکہ تو ویسے ہی معصوم ہیں اور ان کے علاوہ اللہ کے خاص بندے گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں ان پر شیطان کا بس چل ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: الا عبادک منهم المخلصین۔

دیے سے دیے کو جلاتے چلو

اس بارے میں ایک اور ایمان افروز حدیث قدسی ملاحظہ ہو جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ سے اور حضور ﷺ نے اپنے رب سے روایت کی ہے:

”ان الله كتب الحسنات والسيئات، ثم بين ذلك، فمن هم بحسنة فلم يعملها كتبها الله عنده حسنة كاملة، وان هم بها فعملها كتبها الله عنده عشر حسنات الى سبعمائة ضعف الى اضعاف كثيرة، وان هم بسيئة فلم يعملها كتبها الله عنده حسنة كاملة، وان هم بها فعملها كتبها الله سيئة واحدة“، (رواه البخاري ومسلم في صحيحهما بهذه الحروف)

(قال النووي) فانظر يا اخي وفقنا الله واياك الى عظيم لطف الله تعالى وتامل هذه الالفاظ، وقوله ”عنده“ اشارة الى الاعتناء بها وقوله ”كاملة“ لتأكيد وشدة الاعتناء بها، وقال في السيئة التي هم بها ثم تركها: ”كتبها الله عنده حسنة كاملة“ فاكدها بكاملة، ”وان عملها كتبها سيئة واحدة“ فاكدها بتقليلها بواحدة ولم يوكدها بكاملة، والله الحمد والمنة سبحانه لا نحصى ثناء عليه، وبالله التوفيق۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ”بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں پھر اسے بیان فرمایا کہ جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کیا اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں ایک کامل نیکی لکھتا ہے اور اگر اس کا ارادہ کر کے عمل بھی کیا تو اللہ تعالیٰ دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا بلکہ کئی گنا زیادہ لکھتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کرے لیکن اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے نزدیک ایک نیکی لکھتا ہے اور اگر ارادہ کرنے کے بعد اس پر عمل بھی کرے تو اس کے لیے ایک ہی گناہ لکھتا ہے۔

اس حدیث پہ حضرت امام نووی رحمہ اللہ اور بعین نووی میں فرماتے ہیں:

اے بھائی! دیکھ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تجھے اپنے عظیم لطف و کرم کی توفیق عطا فرمائے ان الفاظ میں غور و فکر کر، آپ کا ارشاد ”عنده“ اس کے خاص اہتمام کی طرف اور ”کاملة“ کے الفاظ تاکید اور نہایت اہتمام کی طرف اشارہ ہے جس نے برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا اس کے بارے میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے کامل نیکی لکھتا ہے اسے ”کاملة“ کے لفظ سے مؤکد کیا اور اگر عمل بھی کرے تو ایک برائی لکھتا ہے؟ تو ”واحدة“ کے لفظ سے قلت کی طرف اشارہ کیا اور کامل سے مؤکد نہ کیا۔ اللہ ہی کے لیے حمد ہے اور اس پاک ذات کا احسان ہے ہم اس کی تعریف نہیں کر سکتے۔

حدیث شریف کے باقی جملے

یا عبادي انکم لن تبلغوا ضری فتضرني.....

مطلب یہ ہے کہ ہماری عبادتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں ہے اور ہماری نافرمانیوں سے اس کا کوئی نقصان نہیں ہے ہم عبادت بھی اپنے فائدے کے لیے کرتے ہیں اور اس کی نافرمانی کر کے خود اپنا ہی نقصان بھی کرتے ہیں وہ ذات بے نیاز ہے اور ہر قسم کی ضرورت سے پاک ہے۔ اگلے تمام جملے اس کی مزید وضاحت کر رہے ہیں۔

۸، ۷۔ یا عبادی لو ان اولکم و آخرکم.....

لہذا کوئی شخص یہ سمجھ کر عبادت نہ کرے کہ وہ عبادت کر کے اللہ کا کچھ فائدہ کر رہا ہے اور جس طرح بادشاہوں کی رعایا بگڑ جائے تو ان کا نقصان ہو جاتا ہے۔ آمدنی میں کمی آ جاتی ہے، خزانہ خالی ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسا کبھی گمان نہ کرنا۔

۹۔ یا عبادی لو ان.....

اس جملہ میں سوئی کی مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کیونکہ سوئی کو سمندر میں ڈبو کر نکالنے سے سمندر میں تو پھر بھی کچھ نہ کچھ کی آتی ہے جبکہ اللہ کی عطا اس کے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں کرتی وہاں کی کا سوال ہی نہیں ہے، سمندر پھر بھی متناہی ہے اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ غیر متناہی وہاں کی کا کیا تعلق؟ دیکھو سورج ہزار ہا سال سے سارے جہاں کو روشنی دے رہا ہے مگر اس کی روشنی بدستور اتنی ہی ہے، ذرہ بھر بھی کمی نہیں آئی۔ جب خدا کی تجلیوں کا یہ حال ہے تو اس کے خزانوں کا حال کیا ہوگا؟ لینے والے بھی محدود جو کچھ لے رہے ہیں وہ بھی محدود اور دینے والا بھی غیر محدود اور اس کے خزانے بھی غیر محدود۔ محدود کو غیر محدود سے کیا نسبت؟

۱۰۔ یا عبادی انما ہی اعمالکم.....

اعمال کا پورا پورا بدلہ دینے کا مطلب یہ نہیں کہ نیکوں کو ان کی نیکیوں سے زیادہ نہیں دے گا کیونکہ یہاں عدل کا ذکر ہے جو فضل کے خلاف نہیں۔ نیکوں کو ان کے اعمال سے زیادہ دینا اور بروں کو معاف کرنا یہ اس کا فضل ہے لیکن یہ ہر کسی کو نہیں ملتا بلکہ یونہی من بشاء۔ بندے کو چاہیے کہ نیکیوں کو رب کی توفیق سے سمجھے اس میں اپنا کمال نہ جانے اور گناہوں کو اپنی شامت نفس سمجھے دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے کہا: واذا مرضت فهو يشفين۔ بیمار میں ہوتا ہوں شفا اللہ دیتا ہے۔ اسی طرح آدم علیہ السلام کا حال ہے کہ زمین پہ خلیفہ بنانا تھا تو زمین پہ آنے کا کوئی سبب تو بننا تھا مگر عرض کیا: ربنا ظلمنا انفسنا..... اور شیطان نے اپنی گمراہی کو بھی اللہ کی طرف منسوب کر دیا۔ رب بما اغويتني۔ ادب کرنے والوں کی خطائیں بھی دوسروں کی نیکیوں سے آگے بڑھ جاتی ہیں کیونکہ ان کی خطائیں ان کی شان کے لائق ہیں مگر ہماری عبادتوں سے افضل ہیں، سارے جہاں کا ظہور حضرت آدم علیہ السلام کی ایک خطا کی برکت سے ہوا ہے۔ (مرآۃ)

بے ادبی اور تکبر سے عبادت کے کام بھی وبال و گناہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ ریا کاری کی نماز کو شرک فرمایا گیا اور نیک نیتی، خلوص اور ادب سے بظاہر معمولی کام بھی عبادت ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں جہاد کے گھوڑے کی پھاوڑے سے لید صاف کرنا بھی نیکی و عبادت قرار دیا گیا۔ اس بارے میں ایک حدیث ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کس طرح بعض معمولی کاموں پہ بھی صدقہ کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: انسان کے ہر جوڑ پہ صدقہ ہے ہر اس دن جس میں سورج

طلوع ہوتا ہے۔ (اب بعض لوگوں نے سمجھا ہوگا کہ صدقہ تو کچھ خرچ کرنے سے ہی ہوگا تو فرمایا):

تعدل بین اثنین صدقہ وتعين الرجل في دابته فتحمله عليها او ترفع له عليها متاعه صدقة
والكلمة الطيبة صدقة وبكل خطوة تمشيها الى الصلوة صدقة وتميط الاذى عن الطريق
صدقہ . (متفق عليه)

ترجمہ: دو آدمیوں کے درمیان انصاف کا فیصلہ کرنا صدقہ ہے۔ بندے کی اس کی سواری کے سلسلہ میں مدد کرنا یعنی اس
کو سواری پہ بٹھانا صدقہ ہے اس کا سامان سواری پہ رکھنا صدقہ ہے، اچھی بات صدقہ ہے، ہر وہ قدم جو نماز کی طرف
اٹھے صدقہ ہے، راستہ سے تکلیف دہ چیز دور کرنا صدقہ ہے۔

یہ انعام بھی اسی امت کو ملا ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ان اللہ تعالیٰ قال : من
عادى لى ولما فقد اذنته بالحرب ، وما تقرب الى عبدی بشئٍ احب الى مما افترضته عليه ، ولا
يزال عبدی يتقرب الى بالنوافل حتى احبه ، فاذا احبته كنت سمعه الذى يسمع به وبصره الذى
يبصر به ويدها التى يبطش بها ورجله التى يمشى بها ولن سألنى لا عطينه ، ولن استعاذنى لا
عيلته (رواه البخارى)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میرے کسی دوست سے دشمنی کرے میں اسے
لڑائی کا اعلان سناتا ہوں اور میری پسندیدہ چیزوں میں سے کسی بھی چیز کے ذریعہ میرا بندہ مجھ سے اس قدر قریب نہیں
ہوتا جس قدر ان چیزوں کی (ادائیگی) کے ذریعے قریب ہوتا ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہیں اور میرا بندہ نوافل کے
ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ مجھے محبوب ہو جاتا ہے۔ سو جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں
اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا
ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اس کی محبوبیت اور نزدیکی اس کو اس
قدر بلند کر دیتی ہے کہ وہ مجھ سے سوال کرے تو اس کا سوال پورا کر دوں اور جو مانگے اسے دیدوں اور اگر مجھ سے پناہ
طلب کرے تو اسے (آفات و مہلکات سے) پناہ دیدوں۔

اس حدیث کے بارے میں ایک وضاحت

بعض شارحین اور مدعیان علم و دانش حدیث مذکور کی یہ تشریح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بندے کے کان اور آنکھیں ہو جانے کا
مطلب یہ ہے کہ وہ بندہ اس مقام محبوبیت پر پہنچ کر اپنی آنکھوں سے وہی دیکھتا ہے جس کے دیکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہی کچھ
سنتا، پکڑتا اور اس کی طرف چلتا ہے جن امور کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یعنی غلط، ناجائز اور گناہ والی چیزیں دیکھنے، سننے اور پکڑنے
سے اجتناب کرتا ہے۔ یہ توجیہ بہ درست نہیں کیونکہ کوئی بندہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا محبوب نہیں بنتا جب تک اس کا دیکھنا، اس کا

سنا، اس کا پکڑنا اور اس کا چلنا احکام خداوندی کے مطابق نہ ہو جائے..... اگر محبوب خدا بن جانے کے بعد بھی وہ صرف غلط اور ناجائز امور سے احتراز کرتا ہے تو یہ تحصیلِ حاصل ہے، جو کہ محال ہے..... بقول امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ حدیث مذکورہ کا یہ معنی بالکل غلط بلکہ حدیث پاک میں تحریف کے مترادف ہے..... کیونکہ اس معنی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا بندہ، محبوب ہونے کے بعد اپنے کسی عضو یا حصہ سے گناہ نہیں کرتا، اور وہ اپنے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں سے جو کام کرتا ہے وہ سب جائز اور شرع کے مطابق ہوتے ہیں لیکن محبوب ہونے کی حالت میں مسلسل گناہ کرتا رہتا ہے۔ (معاذ اللہ)

حالانکہ اس معنی کو جب الفاظ حدیث پر پیش کیا جاتا ہے تو حدیث شریف کا کوئی بھی لفظ اس کی تائید نہیں کرتا، کیونکہ ایک معمولی سمجھ رکھنے والا انسان بھی جانتا ہے کہ گناہوں سے بچنے کی وجہ سے تو وہ محبوب بنا ہے..... اگر گناہوں میں مبتلا ہونے کے باوجود بھی محبوبیت کا مقام حاصل ہوتا ہے تو تقویٰ و پرہیزگاری کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے؟ (ماخوذ از مقامات کاظمی حصہ سوم)

حدیث مذکور کی تصحیح تو جیہہ یہ ہے کہ بندہ تقویٰ و پرہیزگاری اور اتباعِ سنت سے مقامِ محبوبیت پر فائز ہو جاتا ہے..... جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: ۳۱)**

فرمادیتے: اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو تو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔

یعنی بندہ پہلے برے کام ترک کرتا ہے، سچی توبہ کرنے کے بعد فرائض اور نوافل پر پابندی اختیار کرتا ہے تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس کا معبود حقیقی اور محبوب ازلی، خداوند قدوس اپنی نوازشوں، غنائتوں اور کرم نوازیوں کے ساتھ اس کا استقبال فرماتا ہے، پہلے بندہ اسے اپنا محبوب بنانا چاہتا تھا اب وہ اس خاکی انسان کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے، بندہ مقامِ محبوبیت پر فائز ہو جاتا ہے، اس پر انوار الہی کی برسات ہونے لگتی ہے، انوارِ قدسیہ اس کے حواس، اعضاء و جوارح اور آلاتِ بن جاتے ہیں، نور خداوندی اس کے رگ وریشہ میں اثر انداز ہوتا ہے، اس طرح یہ مقرب بندہ صفاتِ الہیہ کا مرکز و مظہر بن جاتا ہے۔ وہ اللہ کے نور سے سنا، اسی کے نور سے دیکھتا، اسی کے نور سے چلتا، اسی کے نور سے پکڑتا، اسی کے نور سے سوچتا، اسی کے نور سے بولتا اور اسی کے نور سے تصرف کرتا ہے اس کی طاقت اور تصرف کے سامنے مسافت کا قرب و بعد حائل نہیں ہوتا ایک مقام پر بیٹھ کر وہ پوری دنیا میں تصرف کر سکتا ہے..... کیونکہ وہ انوارِ قدسیہ کا مہبط اور صفاتِ الہیہ کا مظہر بن جاتا ہے۔

علماء و اولیاء کی تصریحات

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یعنی ایسے ہی بندہ جب اطاعت فرمانبرداری پر ہمیشگی اختیار کرے تو وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں پس جب جلال خداوندی کا نور بندہ محبوب کے کان ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور دور کی آوازیں سنتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا نور جلال اس کی آنکھ بن جاتا ہے تو وہ قریب اور دور کو دیکھ لیتا ہے اور جب جلال الہی کا نور اس کے ہاتھ بند جاتا ہے تو وہ مشکلات اور آسانیوں میں، دور اور نزدیک میں تصرف (قبضہ و اختیار) پر قادر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۲)

☆ علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں:

اور اولیاء کرام (اللہ ان کی وجہ سے ہمیں نفع دے) کے لیے اس علم غیب سے بہت وافر حصہ ہے اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ غیب (کا علم) اللہ کے نور والی آنکھ سے ہر چیز کا مشاہدہ کر لینے کا نام ہے کیونکہ کبھی بندے کو نوافل کی وجہ سے خدا کا قرب عطا کیا جاتا ہے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کی آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے کان بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اور کبھی اس سے ترقی کر کے فرائض کے قرب پر رسائی حاصل کرتا ہے تو سراپا نور بن جاتا ہے تو اس مقام پر پہنچ کر اس کے لیے غیب (چھپی چیزیں) شہود (ظاہر) ہو جاتا ہے اور جو چیزیں ہم سے مفقود (نامعلوم) ہوتی ہیں وہ اس کے لیے موجود (حاضر اور معلوم) ہوتی ہیں۔ (تفسیر روح المعانی، جلد ۱)

جب روح مقدس منور ہو جاتی ہے اور اس کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے، عالم محسوسات کی تاریکی سے روگردانی اور دل کے آئینہ کی طبیعت کے زنگ سے دور کرنے کی وجہ سے اور علم و عمل پر ہمیشگی اور انوار الہیہ کے فیضان کے طفیل جب وہ نور قوی ہو جاتا ہے اور قلب کی فضا میں پھیل جاتا ہے تب اس پر لوح محفوظ میں لکھے ہوئے نقوش کا عکس پڑنے لگتا ہے اور وہ امور غیبیہ پر مطلع ہو جاتا ہے اور عالم اجسام (نچلے جہان) میں تصرف کرتا ہے بلکہ خود فیاض اقدس، اللہ رب العزت اپنی معرفت تامہ کاملہ کے ساتھ اس پر جلوہ گر ہوتا ہے جو کہ تمام انعامات اور عطیات سے بلند مرتبت ہے تو دوسری نوازشات اور انعامات کا کیا کہنا؟

قاضی عیاض مالکی اور ملا علی قاری حنفی کا فیصلہ

حضرت ملا علی قاری مزدی فرماتے ہیں:

قال الشيخ الكبير ابو عبد الله في معتقده "ونعتقد ان العبد يستقل في الاحوال حتى يصير الى نعت

الروحانية فيعلم الغيب وتطوى له الارض ويمشي على الماء وبغيب عن الابصار" (مرقاۃ ۱/۶۲)

شیخ کبیر امام ابو عبد اللہ اپنی عقائد کی کتاب میں فرماتے ہیں:

ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بندہ روحانی کیفیت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے تو اسے غیب کا علم ہو جاتا ہے اور اس کے لیے زمین سمٹ جاتی ہے اور وہ پانی پر چلتا ہے اور نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

☆ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

وذلك ان النفوس الذكية القدسية اذ تجردت عن العلاق البدنية عرجت واتصلت بالملاء

الاعلى ولم يبق لها حجاب فتري لكل كالمشاهد بنفسها او باخبار الملكة وفيه سريطلع عليه

من تيسر له ذلك (مرقاۃ)

اور یہ اس لیے ہے کہ پاکیزہ اور مقدس نفوس جب بدنی آلائشوں سے پاک ہو جاتے ہیں تو ملاء اعلیٰ کی طرف عروج کرتے ہیں اور ان سے جا ملتے ہیں، ان کے لیے کوئی حجاب نہیں رہتا، وہ ہر چیز کو اس طرح دیکھتے ہیں جیسے اپنی ذات کا مشاہدہ کرنے والا دیکھتا ہے یا فرشتوں کی خبر دینے سے (معلوم کرتے ہیں) اور اس میں ایک راز ہے جس پر وہی مطلع ہو سکتا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ اس تک رسائی کا سامان کرے۔

☆ ملا علی قاری فرماتے ہیں:

ان التضييق والانحصار لا يتصور في الروح وانما يكون في الجسد، والروح اذا كانت لطيفة يتبعها الجسد في اللطافة فتصير بجسدها حيث شاءت وتمتع بما شاءت وتاوى الى ما شاء الله لها كما وقع لنبينا عليه الصلوة والسلام في المعراج والاتباعه من الاولياء حيث طويت لهم الارض وحصل لهم الابدان المكتسبة المتعددة وجدوها في اماكن مختلفة في ان واحد والله على كل شيء قدير وهذا في العالم المبنى على الامر العادي غالباً فكيف وامر الروح والاخرة كلها مبنية على خوارق العادات (مرقاۃ ۳۱/۴)

محل اور مقام میں قید روح کے لحاظ سے تصور نہیں کی جاسکتی۔ یہ قید فقط جسم میں ہوتی ہے بلکہ روح جب لطیف اور پاکیزہ تر ہو جائے تو بدن بھی نورانیت اور لطافت میں اس کے تابع ہو جاتا ہے اور وہ جسم کو جہاں چاہتی ہے لے جاتی ہے اور جہاں سے چاہتی ہے فائدہ اٹھاتی ہے اور جہاں تک اللہ تعالیٰ اسے پہنچانا چاہے پہنچاتا ہے جیسے نبی مکرم ﷺ کو شب مغراج یہ مقام اعلیٰ نصیب ہوا اور آپ کے پیروکار اولیاء کرام کے لیے بھی کہ زمین ان کے لیے سمیٹ دی جاتی ہے اور انہیں بہت سارے مثالی بدن حاصل ہو جاتے ہیں جنہیں وہ آن واحد میں مختلف مکانوں میں موجود پاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چاہت پر قادر ہے اور روح کے لیے یہ لطافت اور نورانیت اس عالم میں سے جو غالباً امور عادیہ (عالم اسباب یعنی دنیا) پر مبنی ہے اور جب یہاں ان امور میں کوئی رکاوٹ نہیں تو عالم آخرت میں (مرنے کے بعد) کون سی رکاوٹ ہوگی؟ کیونکہ روح اور آخرت کے تمام معاملات خرق عادت پر مبنی ہیں۔

حضرت غوث جیلانی اور امام ربانی کا فیصلہ

جب تو کثرت عبادت و ریاضت کے ذریعے روحانیوں کے زمرے میں داخل ہو جائے گا۔

فحينئذ تؤمن على الاسرار والعلوم اللدنية وغرائبها ويرد عليك التكوين وخرق العادات التي هي من قبيل القدرة التي تكون للمؤمنين في الجنة فتكون في هذه الحالة كانك احييت بعد الموت في الاخرة فتكون كليتك قدره تسمع بالله وتبصر بالله وتنطق بالله وتبسط بالله وتسمى بالله وتعقل بالله وتطمئن وتسكن بالله . (فتوح الغيب مقالہ نمبر ۴۰)

تو پھر اس وقت تجھے اسرارِ علوم لدنیہ اور ان کے عجائبات پر امین بنایا جائے گا اور تجھ پر تکوین (کہ تو جو کہے وہ ہو جائے) اور خوارق عادات و کرامات کو لوٹایا جائے گا جو کہ اس قدرت کے قبیل سے ہیں جو مومنین کو جنت میں حاصل ہوگی، پس تو اس حالت میں اس طرح ہوگا کہ گویا تجھے مرنے کے بعد عالم آخرت میں دوبارہ زندہ کر دیا گیا ہے، پس تو کلی طور پر مجسمہ قدرت اور سراپا قوت بن جائے گا پھر تو نے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ، دیکھے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلام کرے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ پکڑے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ، چلے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ، سونچے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور تجھے سکون اور اطمینان بھی حاصل ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔

حضرت امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب جنوں کو قدرت الہی سے یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں متشکل ہو کر عجیب و غریب کام سرانجام دیتے ہیں تو اگر اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو یہ طاقت عنایت فرمادے تو کون سی تعجب کی بات ہے اور ان کو دوسرے مثالی بدنوں کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح بعض اولیاء اللہ سے منقول ہے کہ وہ آن واحد میں متعدد مقامات پر حاضر ہوتے ہیں اور ان سے مختلف اقسام کے کام وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ (دفتر دوم مکتوب نمبر ۸)

مندرجہ بالا گفتگو سے واضح ہو گیا کہ نور خداوندی جب بندے کے اعضاء و جوارح میں اثر انداز ہوتا ہے تو:

☆..... وہ قریب اور دور سے دیکھ لیتا ہے، لوح محفوظ کے نقوش بھی اس کے لیے عیاں ہو جاتے ہیں، چھپی چیزیں ملاحظہ کرتا ہے اور اسے غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔

☆..... وہ دور و نزدیک کی آوازوں کو سنتا ہے۔

☆..... اس کے ہاتھ اور پاؤں میں یہ طاقت آ جاتی ہے کہ وہ مشکل، آسانی، قریب اور دوری میں تصرف کرتا ہے، سب اس کے قبضہ و اختیار میں ہوتے ہیں۔

☆..... اس کی روح اتنی لطیف اور پاکیزہ ہو جاتی ہے کہ جسم بھی روح کے تابع ہو جاتا ہے، پھر وہ جہاں چاہتی ہے اسے لے جاتی ہے..... وہ عروج کرتی ہوئی فرشتوں سے جا ملتی ہے، اس کے لیے کوئی حجاب نہیں رہتا پھر صاحب روح تمام اشیاء کو سامنے موجود چیزوں کی طرح دیکھتا ہے۔

☆..... اس کے لیے زمین سٹ جاتی ہے اور بندہ پانی پہ خشک راستے کی طرح چلتا ہے اور نظروں سے اوجھل بھی ہو جاتا ہے۔

☆..... اسے مثالی بلجسام مل جاتے ہیں وہ آن واحد میں مختلف مقام پر جا سکتا ہے۔

☆..... اسے قدرت و قوت کا مجسمہ بنا دیا جاتا ہے اور عجائبات و کرامات کے علاوہ اشیاء کو بنانے اور مٹانے پر امین بھی بنا دیا جاتا ہے..... پھر جو وہ کہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ غرق ہو عشق رسولی میں دل کا سفینہ لے کے حقیقت کے یم میں چل

طے ہوں گی خود ہی فقر و قناعت کی منزلیں مولائے کائنات کے نقش قدم پہ چل

گو میں کیسا ہی سہی ہوں تو کریماتیرا

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان رجلین ممن دخل

النار اشد صياحهما فقال الرب عز وجل: اخر جو هما فلما اخرجا قال لهما: لای شیئ اشد

صياحكما؟ قالوا: فعلنا ذلك لترحمننا قال: ان رحمتی لکما ان تنطلقا فتلقيا انفسكما حیث

کنتما من النار فینطلقان فیلقی احدهما نفسه فیجعلها علیہ بردا وسلاما ویقوم الآخر فلا یلقى

نفسه فیقول له الرب عز وجل: ما منعک ان تلقی نفسك کما القی صاحبک؟ فیقول: یا رب انی

لا رجو ان لا تعیدنی فیہا بعدما اخرجتنی فیقول له الرب: لك رجاؤك فیدخلان جمیعا الجنة

برحمة الله - (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: صفة جهنم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: منه، ۷۱۳/۳، الرقم: ۲۵۹۹، وابن المبارك فی المسند، ۶۸/۱، الرقم: ۱۱۱)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم میں داخل ہونے والوں میں سے دو آدمی زور زور سے چلانے لگیں گے۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ ان دونوں کو نکالو۔ انہیں نکالا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھے گا: تم لوگ اتنا کیوں چیخ رہے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تو ہم پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری تم لوگوں پر رحمت یہی ہے کہ جاؤ اور دوبارہ خود کو دوزخ میں ڈال دو۔ وہ دونوں جائیں گے اور (ان میں سے) ایک اپنے آپ کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو سرد اور سلامتی والی بنادے گا۔ دوسرا وہیں کھڑا رہے گا اور اپنے آپ کو جہنم میں نہیں ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا: تجھے کس چیز نے روکا کہ تو بھی اپنے آپ کو اسی طرح ڈالتا جس طرح تیرے ساتھی نے ڈالا۔ وہ کہے گا: اے رب! مجھے اُمید ہے کہ تو ایک مرتبہ دوزخ سے نکالنے کے بعد دوبارہ نہیں لوٹائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا: تیرے ساتھ تیری اُمید کے مطابق معاملہ ہوگا۔ پس دونوں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔“

اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول الله تعالى: يا عبادي كلکم ضال الا من هديته فسلوني الهدى اهدکم . وکلکم فقير الا من اغنيت فسلوني ارزقکم وکلکم مذنب الا من عافيت فمن علم منکم انی ذو قدرة علی المغفرة فاستغفرونی غفرت له ولا ابالی ولو ان اولکم و آخرکم و حیکم و میتکم و رطبکم و یابسکم اجتمعوا علی اتقی قلب عبد من عبادي ما زاد ذلك فی ملکي جناح بعوضة ولو ان اولکم و آخرکم و حیکم و میتکم و رطبکم و یابسکم اجتمعوا علی اشقی قلب عبد من عبادي ما نقص ذلك من ملکي جناح بعوضة ولو ان اولکم و آخرکم و حیکم و میتکم و رطبکم و یابسکم اجتمعوا فی صعيد واحد فسال کل انسان منکم ما بلغت امنيته فاعطيت کل سائل منکم ما سال ما نقص ذلك من ملکي الا کما لو ان احدکم مر بالبحر فغمس فيه ابرة ثم رفعها اليه . ذلك بانی جواد ماجد الفعل ما ارید عطائي کلام و عذابی کلام انما امری لشیء اذا اردته ان اقول له کن فیکون . (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: صفة القيامة والرفاق والودع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: منه، ۶۵۶/۳، الرقم: ۲۳۹۵، وابن ماجه فی السنن، کتاب: الزهد، باب: ذکر التوبة، ۱۳۲۲/۲، الرقم: ۳۲۵۷)

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! تم سب بھٹکے ہوئے ہو مگر جسے میں ہدایت دوں (وہ ہی ہدایت یافتہ ہے) پس مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہاری راہ نمائی کروں

گا، تم سب محتاج ہو مگر جسے میں نے مالدار کیا (وہ ہی امیر ہے) پس مجھ سے اپنا رزق مانگو میں تمہیں رزق دوں گا۔ تم سب گنہگار ہو مگر جسے میں معافی دوں پس جسے معلوم ہے کہ میں بخشے پر قادر ہوں وہ مجھ سے بخشش مانگے میں بخش دوں گا اور مجھے اس کی پرواہ نہیں اور اگر تمہارے پہلے، پچھلے، زندہ، مردہ اور تر و خشک سب کے سب میرے بندوں میں سے بڑے پرہیزگار بندے کے دل پر جمع ہو جائیں تو میری حکومت میں چھڑکے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں کر سکیں گے۔ اگر تمہارے اول، آخر، جن، انسان، زندہ، مردہ اور تر و خشک سب بڑے بد بخت کے دل پر جمع ہو جائیں تو میری حکومت میں چھڑکے ایک پر کے برابر بھی کمی نہیں ہو سکے گی اور اگر تمہارے پہلے پچھلے جن و انسان، زندہ و مردہ، خشک و تر ایک زمین میں پھر ہر انسان اپنی آرزو کے مطابق سوال کرے اور میں ہر سائل کو اس کی خواہش کے مطابق دوں تو بھی میری حکومت و سلطنت میں کچھ کم نہ ہوگا مگر اتنا کہ اگر تم میں سے کوئی سمندر کے پاس سے گزرے اور اس میں سوئی ڈال کر پھرا ہے اپنی طرف اٹھالے۔ یہ اس لیے کہ میں بخئی ہوں، بزرگی والا ہوں، جو چاہتا ہوں کرتا ہوں، میرا عطا کرنا بھی (محض) کہنا (حکم دینا) ہے اور میرا عذاب بھی ایک کلام (حکم) ہی ہے۔ میرا حکم کسی چیز کے لیے یہ ہے کہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے کہتا ہوں: ”ہو جا“ پس وہ ہو جاتا ہے۔“ اس سے پہلے یا عبادی والی حدیث میں اس حدیث کا کچھ حصہ شرح کے ساتھ گزر چکا ہے۔ تاہم کچھ الفاظ نئے تھے جس سے شانِ خدا کا بزبانِ مصطفیٰ ﷺ ظہور ہو رہا تھا اس لیے لکھ دی۔

اے فرشتو! ایک نیکی کا ثواب سات سو گنا تک لکھو

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ (فرشتوں کو) فرماتا ہے: اِذَا ارَادَ عَبْدِي اَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوْهُا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا، فَاِنْ عَمِلَهَا فَارْتَبُوْهُا بِمِثْلِهَا، وَاِنْ تَرَكَهَا مِنْ اَجَلِيْ فَارْتَبُوْهُا لَهُ حَسَنَةً، وَاِذَا ارَادَ اَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً، فَلَمْ يَعْمَلَهَا فَارْتَبُوْهُا لَهُ حَسَنَةً، فَاِنْ عَمِلَهَا فَارْتَبُوْهُا لَهُ بِعَشْرِ امْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ. (متفق علیہ و هذا لفظ البخاری)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتا ہے: جب میرا بندہ بُرے کام کا ارادہ کرے تو اس کی کوئی برائی نہ لکھو جب تک کہ وہ اس برائی کا ارتکاب نہ کر لے، اور جب وہ برائی کر لے تو اس کے برابر ہی (گناہ) لکھو، اور اگر میری وجہ سے ترک کر دے تو اس (ترک گناہ) کو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو اور جب اس نے نیکی کا ارادہ کیا مگر نیکی نہ کر سکا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو اور اگر وہ اسے کر لے تو اس نیکی کو اس کے لیے دس گنا سے سات سو گنا تک لکھو۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب، التوحید، باب، قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یدلوا کلام اللہ (الفتح: ۱۵) ۶/۲۳۲، الرقم ۷۰۶۰ وفی کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة او سنية، ۵/۲۳۸۰، الرقم ۶۱۲۶)

تمہارا نام لبوں پر ہے دل کو راحت ہے اسی کے صدقے میری زندگی سلامت ہے

اگر یہ نام ضمانت ہے نہ رحمت کی تو سانس لینا بھی میرے لیے قیامت ہے
کچھ اور میری تمنا نہیں سوائے کرم کرم کی بھیک دو مجھ کو میں ہوں گدائے کرم
تمہاری ذات ہے سرِ چشمہ کرم آقا خدا نے خلق کیا ہے تمہیں برائے کرم

بندہ نیازمند ہے تو بے نیاز ہے

☆ عن انس بن مالك رضى الله عنه قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : قال الله تبارك وتعالى : يا ابن آدم ، انك ما دعوتني ورجوتني غفرت لك على ما كان فيك ولا ابالي يا ابن آدم ، لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتني غفرت لك ولا ابالي يا ابن آدم ، انك لو اتيتني بقراب الارض خطايا ثم لقيتني لا تشرك بي شيئا لا اتيتك بقرابها مغفرة . (اخرجه الترمذی فی

السنن، کتاب: الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: فی فضل التوبة والاستغفار، ۵/۵۳۸، الرقم: ۳۵۴۰)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے انسان! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا اور اُمید رکھتا رہے گا، میں تیرے گناہ بخشا رہوں گا چاہے تجھ سے کتنے ہی گناہ ہوں مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے انسان! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تو بخشش مانگے تو میں بخش دوں گا مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے انسان! اگر تو زمین بھر گناہ بھی لے کر میرے پاس آئے لیکن تو نے شرک نہ کیا ہو تو میں تجھے اس کے برابر بخشش عطا کروں گا۔“

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا
شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے حجاب
لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
غش آ گیا کلیم سے مشتاق دید کو
برشے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
افلاک وارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
اس بیکسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
مانند شمع تیری طرف لو لگی رہے
تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
بندے پہ تیرے نفس لعین ہو گیا محیط
کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن

کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا
کیا کام اس جگہ خرد ہر زہ تاز کا
اللہ رے جگر ترے آگاہ راز کا
جلوہ بھی بے نیاز ہے اس بے نیاز کا
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا
شہرہ سنا جو رحمت بیکس نواز کا
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہ حجاز کا
اللہ کر علاج میری حرص و آرز کا
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

(حضرت حسن رضا خان صن بریلوی رحمہ اللہ)

یہ رحمت رب ہے کس کے سبب؟

☆ عن حذیفة رضى الله عنه قال: انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ان مع الدجال اذا خرج ماء ونارا فاما الذى يرى الناس انها النار فماء بارد واما الذى يرى الناس انه ماء بارد فنار تحرق فمن ادرك منكم فليقع فى الذى يرى انها نار فانه عذب بارد قال حذیفة: وسمعتہ يقول: ان رجلا كان فيمن كان قبلكم اتاه الملك ليقبض روحه فقيل له: هل عملت من خير قال: ما اعلم قيل له: انظر قال: ما اعلم شيئا غير انى كنت اباع الناس فى الدنيا واجازيهم فانظر المورس واتجاوز عن المعسر فادخله الله الجنة فقال: وسمعتہ يقول: ان رجلا حضره الموت فلما يش من الحياة اوصى اهله: اذا انا مت فاجمعوا لى حطباً كثيراً واولقوا فيه نارا حتى اذا اكلت لحمى وخلصت الى عظمى فامتحنشت فخذوها فاطحنوها ثم انظروا يوما راحا فاذروه فى اليم، ففعلوا، فجمعه الله فقال له: لم فعلت ذلك قال: من خشيتك فغفر الله له قال عقبه بن عمرو: وانا سمعتہ يقول ذلك وكان نباشا - (اخرجه البخارى فى الصحيح، كتاب: احاديث الانبياء، باب ما

ذكر عن بنى اسرائيل، ۱۶۷۲/۳، الرقم: ۳۲۶۶، وايضا فى كتاب: البيوع، باب: من انظر مورس، ۷۳۱/۲، الرقم: ۱۹۷۱)

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: دجال کے ساتھ پانی ہوگا اور آگ بھی۔ پس جسے لوگ دیکھیں گے کہ یہ آگ ہے وہ حقیقت میں ٹھنڈا پانی ہوگا اور جسے لوگ ٹھنڈا پانی سمجھیں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی۔ پس جو کوئی تم میں سے اس کے ہتھے چڑھ جائے تو وہ اُس کی آگ میں چلا جائے کیونکہ وہ بیٹھا اور ٹھنڈا پانی ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: گزشتہ زمانوں کے کسی آدمی کے پاس ملک الموت اُس کی روح قبض کرنے آیا تو اس سے پوچھا: کیا تجھے اپنی کوئی نیکی معلوم ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میرے علم میں تو کوئی نہیں۔ اس سے کہا گیا، ذرا اور توجہ سے دیکھ۔ وہ کہنے لگا کہ میرے علم میں تو کوئی چیز نہیں سوائے اس کے کہ میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کرتا تھا تو مالدار کو مہلت دے دیا کرتا اور غریب آدمی سے درگزر کرتا رہتا تھا۔ اس نیک عمل کے سبب اللہ تعالیٰ نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔ انہوں نے یہ بھی روایت کی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: ایک آدمی کی جب موت قریب آئی اور اُسے زندگی سے مایوسی ہو گئی تو اس نے اپنے اہل و عیال کو وصیت کی: جب میں مرجاؤں تو میرے لیے بہت سا ایندھن لے کر اس میں آگ لگا دینا۔ جب وہ میرے گوشت کے ساتھ ہڈیوں کو بھی جلا دے تو انہیں جمع کر کے پس لینا اور جس روز تیز ہوا چلے اس روز وہ راکھ کسی دریا میں ڈال دینا۔ اس کے خویش و اقارب نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام اجزاء اکٹھے کر کے پوچھا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ جواب دیا: تیرے ڈر سے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔ حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے اور وہ آدمی مردے دفنانے کا کام کرتا

تھا۔

بھول چوک کی معافی

☆ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان اللہ تجاوز لی عن

امتی الخطا والنسیان وما استکر ہوا علیہ“ حدیث حسن (رواہ ابن ماجہ والبیہقی وغیرہما)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے میرے لیے (یعنی میری وجہ

سے) درگزر فرمادیا ہے میری امت سے خطا کو اور بھول کو اور ان چیزوں کو جو ان سے زبردستی کرائی جائیں۔“

خطا اس کو کہتے ہیں کہ بغیر قصد و ارادہ کے کوئی ایسا کام ہو جائے جو نہ کرنا تھا مثلاً روزہ رکھ کر وضو کے لیے بیٹھا اور جب کلی کرنے لگا تو بغیر ارادہ کے پانی حلق میں چلا گیا بھول اور زبردستی کا مطلب تو سب ہی جانتے ہیں۔ اللہ پاک کا یہ خاص کرم ہے کہ خطا، بھول اور زبردستی سے کرائے ہوئے کام پر گرفت نہیں فرماتا ہے، جس کی تصریح اس حدیث مبارک میں موجود ہے۔

یہ امر ذہن نشین فرمالیجئے کہ احکام اور اعمال دو قسم کے ہیں۔ بعض حقوق العباد سے متعلق ہیں اور بعض اللہ رب العزت کے حقوق سے متعلق ہیں جن کو حقوق اللہ کہتے ہیں۔ اگر خطا کسی کو قتل کر دے تو حسب تصریح قرآن مجید جان کا بدلہ (فدیہ) دینا ہوگا اور کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ اسی طرح اگر بھول کر یا خطا کسی کا مالی نقصان کر دے تو اس کا تاوان دینا ہوگا جس کی وجہ یہ ہے کہ خطا اور نسیان (بھول) سے حقوق اللہ کے بارے میں گرفت نہ ہونے کا وعدہ ہے لیکن بندوں کا جانی یا مالی نقصان کر دیا ہو تو اس کی تلافی لازم ہے اور حقوق اللہ میں گرفت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا بلکہ بعض مرتبہ عمل بھی باطل نہ ہوگا۔

مثلاً کسی نے روزہ میں بھول کر کھاپی لیا تو اس سے نہ روزہ ٹوٹے گا نہ اس کا گناہ ہوگا لیکن اگر نماز میں بھول کر بول پڑا تو نماز تو ٹوٹ جائے گی۔ مگر نماز توڑنے کا گناہ نہ ہوگا۔ اگر کوئی مسلمان جانور ذبح کرنے لگا اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا یاد نہ رہا اور یونہی ذبح کر دیا تو وہ جانور حرام نہ ہوگا۔ اگر نماز کا وقت گزر گیا اور نماز پڑھنا یاد نہ رہا تو نماز چھوڑنے کا گناہ نہ ہوگا لیکن ایسا نہ کرے۔

اگر کوئی شخص زبردستی کر کے کسی مسلمان کو اسلام سے پھیرنا چاہے تو اس کے متعلق قرآن شریف میں ارشاد ہے کہ

من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکره وقلبه مطمئن بالايمان ولكن من شرح بالكفر صدرا

فعلیہم غضب من اللہ ولہم عذاب عظیم (سورۃ نحل پ ۱۴)

جو شخص کفر کرے اللہ کے ساتھ ایمان کے بعد مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی اور (اس نے زبردستی کی وجہ سے ظاہراً

صرف زبان سے کفر کا کلمہ کہہ دیا) مگر اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن رہا لیکن جو کوئی دل کھول کر کافر ہوا سو ایسے

لوگوں پر غضب ہے اللہ کا اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

یعنی صدق دل سے قلبی اطمینان کے ساتھ ہمیشہ ایمان پر قائم رہنا فرض ہے۔ دل اسلام سے پھر جائے تو یہ سب سے بڑا گناہ

ہے جس کی بخشش کسی طرح نہ ہوگی الا یہ کہ کوئی مجبور کر دے یا ارتداد کے بعد پھر سے اسلام لے آئے یعنی پھر اسلام قبول کرے۔

سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر آن ہے لب پہ حمد خدا سبحان اللہ سبحان اللہ
تو ارفع ہے تو اعلیٰ ہے تو روح کو پالنے والا ہے
ہر چیز میں دیکھی تیری جھلک اور تیری جھلک ہے تابفلک
یہ شمس و قمر یہ ارض و سما
ہر رنگ میں ہے جلوہ تیرا
میں در در تجھ کو ڈھونڈا پھرا
شہ رگ سے بھی تو پاس ملا
جلوے تیرے گلشن گلشن
رحمت تیری دریا دریا
تو مولیٰ میں محتاج تیرا
تو مالک میں بندہ تیرا
سبحان اللہ سبحان اللہ
سبحان اللہ سبحان اللہ
لیکن بے کار ہوا پھرنا
سبحان اللہ سبحان اللہ
سطوت تیری صحرا صحرا
سبحان اللہ سبحان اللہ
تو حاکم میں محکم تیرا
سبحان اللہ سبحان اللہ

ساری خوبیوں کا مالک

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جس نے کائنات اور اس کی ہر چیز کو مضبوط بنایا اور اس کی اکٹھی اور جدا جدا اشیاء کو پختہ بنایا۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں جس کے مجھ پر بہت احسانات ہیں اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں اس کے احسانات کا شکر ادا کرنے سے قاصر رہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی بادشاہ اور بہت زیادہ احسان فرمانے والا ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان کو سراپا ہدایت بنا کر بھیجا اور آپ ﷺ نے معجزہ قرآنی کے ذریعے کفر کے اندھیروں میں حیرت زدہ لوگوں کو ہدایت عطا فرمائی اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جس نے دین اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ عطا فرمایا اور آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر اور صحابہ کرام علیہم الرضوان پر ہر گھڑی اور ہر وقت اللہ عزوجل کی دائمی رحمت کا نزول ہو۔

خدا دے واسطے حمدیں تمامی
او ہر ذرے دا اے مالک تے خالق
ہے اسدی شان ستار العیوبی
ہے ازلوں ابد تیکر اسدی شاہی
شریک اودھا کوئی شی جو بناوے
کرے تعریف بندہ کی خدا دی
نبی مرسل تے بھاویں اولیاء نبی
خدا دا سب تو اچا نام نامی
میں کی دساں اودھی ارفع مقامی
چھپا لیندا اے او بندیاں دی خای
قدیمی شان ہے اودھی دوامی
او ہے بد بخت تے مشرک حرامی
جنہوں دیندے نے کل عالم سلامی
خدا ولوں نبی ایہہ سارے پیامی

کرم اوحدے تھیں پڑھدے پئے نیں پنچھی تے پھلاں تے کرن نازک خرامی
قلم ہودن جے زکھ سیاہی سمندر ختم نہ ہو سکے شان گرامی
ایہ ہے فرمان یوسف میرے رب دا کر اوس رے محمد (ﷺ) دی غلامی

(حاجی محمد یوسف علی گینہ)

اگر مسلمان اور کافر جان لیتے

الطاف تیرے خلق پہ ہیں عام اے کریم
معبود و کار ساز تجھے مانتا ہوں میں
امت ترے حبیب کی ہے مشکلات میں
اخلاص کی مہک سے ہوں الفاظ مشکبار
تیرے سپرد ہیں مرے سب کام اے کریم
مجھ پر ہیں سدا ترے انعام اے کریم
وا اس پہ کر دے پھر در انعام اے کریم
پھیلاؤں یوں رسوک کا پیغام اے کریم
دیکھوں طلوع فجر کا منظر مدینے میں
مکہ کی وادیوں میں ہو گر شام اے کریم
تن سے نکل کر روح ثار حضور ہو
تائب کا ہو شہید سا انجام اے کریم

(جناب حنیف تائب رحمہ اللہ)

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لو يعلم المؤمن ما عند اللہ من العقوبة ما طمع بجنۃ احد ولو يعلم الکافر ما عندہ اللہ من الرحمة ما قنط من جنۃ احد (اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب: التوبۃ، باب: فی سعة رحمة اللہ تعالیٰ وانہا سبقت غضبه، ۲/۱۰۹، الرقم: ۲۷۵۵، والترمذی فی السنن، کتاب: الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: خلق اللہ مائة رحمة، ۵/۵۳۹، الرقم: ۳۵۴۲)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر مسلمان کو معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کس قدر سزا ہے تو کوئی بھی اُس کی جنت کی اُمید نہ رکھتا اور اگر کافر کو معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کس قدر رحمت ہے تو کوئی (کافر) بھی اُس کی جنت سے نا اُمید نہ ہوتا۔“

میرے معبود مجھے اپنا بنائے رکھنا اپنے آگے ہی میرے سر کو جھکائے رکھنا
خواب غفلت میں نہ سو جاؤں بھلا کر تجھ کو اپنے محبوب کے صدقے میں جگائے رکھنا

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوحے

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول: جعل اللہ الرحمة مائة جزء فامسک عنده تسعة وتسعين جزءا، وانزل فی الارض جزءا واحدا فمن ذلك الجزء يتراحم الخلق حتی ترفع الفرس حافرها عن ولدها خشية ان تصيبه (اخرجه البخاری فی

الصحيح، كتاب: الادب، باب: جعل الله الرحمة مائة جزء، ۲۲۳۶/۵، الرقم: ۵۶۵۳، ومسلم في الصحيح، كتاب:

التوبة، باب: في سعة رحمة الله تعالى وانها سبقت غضبه، ۲۱۰۸/۳، الرقم: ۲۷۵۲

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے ہیں جن میں سے اُس نے ننانوے حصے اپنے پاس رکھ لیے اور ایک حصہ زمین پر نازل کیا۔ ساری مخلوق جو ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہ اُسی ایک حصہ کی وجہ سے ہے، یہاں تک کہ گھوڑا جو اپنے بچے کے اوپر سے اپنا پاؤں اٹھاتا ہے کہ کہیں اُسے تکلیف نہ پہنچے وہ بھی اسی ایک حصے کے باعث ہے۔“

بنائے اپنی حکمت سے زمین و آسمان تو نے دکھائے اپنی رحمت کے ہمیں کیا کیا نشان تو نے
دلوں کو معرفت کے نور سے روشن کیا تو نے سمویا اپنی قدرت سے مزاج انس و جاں تو نے
ہم اب سمجھے کہ شہنشاہ ملک و لامکاں ہے تو بنایا اک بشر کو سرور کون و مکاں تو نے

الہی حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا

سب تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جس نے عقلوں کی اپنی توحید کی طرف رہنمائی فرمائی اور انہیں ہدایت دی اور اپنی توحید کو سلامتی کے سفینے میں نجات کا سبب بنایا پس اللہ تعالیٰ کو یکتا ماننے والا کہتا ہے: ”اس (سلامتی کی) کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ عزوجل کے نام سے ہے۔“ پس وہ اپنے محبوب تک پہنچ گئی اور مقصود کو پانے میں کامیاب ہو گئی اور اس ذاتِ الہی عزوجل کے مشاہدوں کے سمندر میں تیرنے لگی پس جب اس ذات نے اسے ندادی تو وہ اس کی لذت میں منہمک ہو گئی۔

پاک ہے وہ ذات جس نے کعبہ شرفہ کو شان و شوکت عطا فرمائی (الحمد للہ! جو اس وقت میری نگاہوں کے سامنے ہے) اور اسے اپنے عظمت اور جلال کے ساتھ خاص کیا اور اسے داخل ہونے والوں کے لیے امن والا گھر بنادیا اور یہ وہی مبارک گھر ہے جس سے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ہجرت فرمائی مگر آپ ﷺ نے اسے چھوڑا نہ اس سے تعلق توڑا اور نہ ہی آپ ﷺ کا دل اس سے ہٹ کر دوسرے قبلے کی طرف متوجہ ہوا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ پر یہ آیات مبارکہ نازل فرمائیں جنہیں آپ ﷺ نے سنا اور تلاوت فرمایا: قد نری قلب وجہک فی السماء ج فلنو لینک قبلۃ ترضھا ص (پ ۲، البقرہ ۱۴۴) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

الہی حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا جہاں والوں سے کیونکر ہو سکے ذکر و بیاں تیرا
زمین و آسمان کے ذرے ذرے میں تیرے جلوے نگاہوں نے جدھر دیکھا نظر آیا نشان تیرا
ٹھکانہ ہر جگہ تیرا سمجھتے ہیں جہاں والے سمجھ میں آ نہیں سکتا ٹھکانا ہے کہاں تیرا
جہاں رنگ و بو کی وسعتوں کا راز داں تو ہے نہ کوئی ہم سفر تیرا نہ کوئی راز داں تیرا
اس حدیث کے مختلف حوالہ جات کے ساتھ اس کو کئی بار لکھ رہے ہیں تاکہ خدا کی رحمت کا ہمیں بھی حصہ نصیب ہو جائے۔

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان للہ مائۃ رحمۃ انزل منها

رحمة واحدة بين الجن والانس والبهائم والهوام، فيها يتعاطفون وبها يتراحمون وبها تعطف الوحش على ولدها، وآخر الله تسعا وتسعين رحمة يرحم بها عباده يوم القيامة . (اخرجه مسلم في الصحيح ، كتاب: التوبة، باب: في سعة رحمة الله تعالى وانها سبقت غضبه، ٨/٢١٠، الرقم: ٢٤٥٢، والترمذي في السنن ، كتاب: الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، باب: خلق الله مائة رحمة، ٥/٥٣٩، الرقم: ٣٥٣١، وابن ماجة في السنن، كتاب: الزهد، باب: ما يرجي من رحمة الله يوم القيامة، ١٣٣٥/٢، الرقم: ٣٢٩٣)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی پاس سورتیں ہیں اُس نے اُن میں سے ایک رحمت جن، انس، حیوانات اور حشرات الارض کے درمیان نازل کی ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر شفقت و رحم کرتے ہیں، اور اُسی سے وحشی جانور اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں (اپنے پاس) محفوظ رکھی ہیں، جن کے سبب قیامت کے دن وہ اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔“

اے اعرابی! تو نے اللہ کی رحمت کو محدود کر دیا

تو ہے ہر بالا سے بالا یا اللہ العالمین
ہر طرف ہے کار فرما تیری قدرت دہر میں
تیرے اوصاف حمیدہ سمجھ سے ہیں بالاتر
ہے زمانے پہ تیری رحمت کا ہر دم نزول
تیری بخشش عاصیوں کی جستجو میں ہے سدا
آب رحمت سے اسے بھی روشنائی کر عطا
میرے مولا تیری رحمت نے ہمیشہ ہی مجھے
ڈگمایا جب قدم تو نے اے مولیٰ کریم
کاش مجھ کو بھی دکھائے حسن رخ آ کر کبھی
اپنے قاسم کو عطا کر روشنی عرفان کی

تو ہے اونچی شان والا یا الہ العالمین
ہے تیرا ہر سو اُجالا یا الہ العالمین
ہے تیرا ہر کام نرالا یا الہ العالمین
تو ہے بے حد لطف والا یا الہ العالمین
تو ہے بخشش کرنے والا یا الہ العالمین
ہے مرا دفتر جو کالا یا الہ العالمین
ہر مصیبت سے نکالا یا الہ العالمین
ہر قدم پہ ہے سنبھالا یا الہ العالمین
شہنشاہ وہ طیبہ والا یا الہ العالمین
کر اسے عرفان والا یا الہ العالمین

(ابوالکرم قاسم المحیدری)

☆ عن جندب رضى الله عنه قال: جاء اعرابي فاناخ راحلته ثم عقّلها، ثم صلى خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلما صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتى راحلته فاطلق عقالها، ثم ركبها، ثم نادى: اللهم ارحمنى ومحمدًا ولا تشرك فى رحمتنا أحدًا. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اتقولون هذا اضل ام بعير؟ ألم تسمعوا ما قال؟ قالوا: بلى، قال: لقد حظرت، رحمة الله واسعة، ان الله خلق مائة رحمة فانزل الله رحمة واحدة، يتعاطف بها الخلائق جنبها

وانسها وبهاء مها وعنده تسع وتسعون . اتقولون: هو اضل ام بعير؟ (اخرجه ابو داؤد فی السنن، کتاب الادب، باب من لیست له غیة، ۲/۲۷۱، الرقم: ۴۸۸۵، واحمد بن حنبل فی المسند، ۳/۳۱۲، الرقم: ۱۸۸۲۱، والروایانی فی المسند، ۲/۱۴۰، الرقم: ۹۵۷، والحاکم فی المستدرک، ۱/۱۲۳، الرقم: ۱۸۷، وایضاً فی المستدرک، ۳/۲۷۶، الرقم: ۷۶۳۰، والطبرانی فی المعجم الکبیر، ۲/۲۶۱، الرقم: ۱۶۶۷، والهیثمی فی مجمع الزوائد، ۱۰/۲۱۳)

حضرت جناب ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے (سفر سے) آ کر اپنے اونٹ کو بٹھایا پھر اُسے ٹانگ سے باندھ کر حضور نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے چلا گیا، جب حضور نبی اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اُس نے اپنے اونٹ کے پاس آ کر اس کی رسی کو کھولا۔ پھر اُس پر سوار ہو کر دعا کرنے لگا: یا اللہ! تو مجھ پر اور محمد (ﷺ) پر رحم فرما اور ہماری رحمت میں کسی اور کو شریک نہ کر۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے (یہ سن کر صحابہ سے) فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ زیادہ بھٹکا ہوا ہے یا اُس کا اونٹ؟ کیا تم نے سنا نہیں کہ اُس نے کیا کہا؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ یا رسول اللہ! ہم نے سنا ہے) آپ ﷺ نے (اُس اعرابی سے) فرمایا: تُو نے (اللہ تعالیٰ کی رحمت کو) محدود کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے، اللہ تعالیٰ نے کل سو رحمتوں کو تخلیق کیا جن میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک رحمت (زمین پر) اُتاری، مخلوقات میں سے جن و انس اور بہائم (درندے) اُسی کی وجہ سے باہم شفقت و مہربانی کرتے ہیں جبکہ ننانوے رحمتیں اُس کے پاس ہیں۔ اب تم کیا کہتے ہو کہ یہ زیادہ بھٹکا ہوا ہے (جسے رحمت الہی کی وسعت کا علم نہیں) یا اُس کا اونٹ (جو اس کے ماتحت ہے)۔“

میری نگاہ سے دور میرے وہم و گماں سے دور
میری خرد سے دور میری این و آں سے دور
راحت سے پاک رنج سے پاک ابتلاء سے پاک
ہر بیش و کم سے پاک ہر سو دو زباں سے دور
حسرت سے پاک غم سے پاک آرزو سے پاک
حاجت سے پاک عجز سے پاک امتحان سے دور
کون و مکاں میں صرف وہی ایک ذات ہے
جو ہے ہر اک بشر کی چون و چرا سے دور
اعظم وہ ایک ایسی حقیقت ہے بے نشان
ظاہر ہے ہر نشان سے مگر ہر نشان سے دور

ننانوے رحمتوں کا ظہور قیامت کے دن ہوگا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ان الله تعالى حق مائة رحمة، فمنها رحمة يتراحم بها الخلق، فبها تعطف الوحوش على اولادها، واخر تسعة وتسعين الى يوم القيامة . (اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، ۵/۴۳۹، الرقم: ۲۳۷۷۱،

والطبرانی فی المعجم الکبیر، ۶/۲۵۰، الرقم: ۶۱۲۶، والبیہقی فی شعب الایمان، ۲/۱۵، الرقم: ۱۰۳۸)

”اللہ تعالیٰ نے سو رحمتوں کو پیدا کیا، اُن میں سے ایک رحمت کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، اُسی کی وجہ

سے وحشی جانور اپنی اولاد پر شفقت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں قیامت کے دن تک کے لیے مؤخر کر رکھی ہیں۔“

☆ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ان اللہ عزوجل خلق مائة رحمة، رحمة منها قسمها بين الخلاق، وتسعة وتسعون الى يوم القيامة . (اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير، ۱۱/۳۷۴، الرقم: ۱۲۰۴۷، والہیثمی فی مجمع الزوائد، ۱۰/۲۱۴، ۳۸۵)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سو رحمتوں کو پیدا کیا جن میں سے ایک رحمت کو اُس نے ساری مخلوق کے درمیان تقسیم کر دیا اور ننانوے کو قیامت کے دن تک کے لیے محفوظ کر لیا۔“

(اسے امام طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ نیز امام بیہقی نے فرمایا کہ اسے امام طبرانی اور بزار نے روایت کیا ہے، ان دونوں کی اسناد حسن ہے۔)

نام بھی تیرا عقیدت سے لیے جاتا ہوں ہر قدم پر تجھے سجدے بھی کیے جاتا ہوں
کوئی دنیا میں میرا مونس و غمخوار نہیں تیری رحمت کے سہارے پہ جئے جاتا ہوں
آزمائش کا محل ہو یا مسرت کا مقام سجدۂ شکر بہر حال کیے جاتا ہوں
تیرے اوصاف میں اک وصف خطا پوشی ہے اس بھروسے پہ خطائیں بھی کیے جاتا ہوں
”صبر“ کرنا تیری شانِ کریمی کو عزیز بس یہی سوچ کے آنسو بھی پئے جاتا ہوں

قیامت کے دن اولیاء اللہ پر سو رحمتیں ہوں گی

☆ عن محمد بن سيرين وخلاس كلاهما عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ان الله عزوجل مائة رحمة، قسم منها رحمة بين اهل الدنيا فوسعتهم الى آجالهم، واخر تسعة وتسعين لاوليائه، وان الله تعالى قابض تلك الرحمة التي قسمها بين اهل الدنيا الى تسع وتسعين فكملها مائة رحمة لاوليائه يوم القيامة . (اخرجه الحاكم في المستدرک، ۱/۱۲۳، الرقم: ۱۸۵، واحمد بن حنبل في المسند، ۲/۵۱۳، الرقم: ۱۰۶۸۱، والہیثمی فی مجمع الزوائد، ۱۰/۳۸۵، والالبانی فی سلسلة الاحادیث الصحيحة، ۳/۱۷۶، الرقم: ۱۶۳۳)

”امام محمد بن سیرین و خلاص رحمۃ اللہ علیہما دونوں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی سو رحمتیں ہیں جن میں سے اس نے ایک رحمت کو اہل دنیا کے درمیان تقسیم کر دیا پس وہ اُن کی اموات تک انہیں اپنے احاطہ میں لئے رہے گی جبکہ ننانوے رحمتوں کو اس نے اپنے اولیاء کے لیے محفوظ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل دنیا پر تقسیم کی جانے والی رحمت اور باقی ننانوے کو اپنے قبضہ میں لینے والا ہے۔ پھر قیامت کے دن وہ اُن سو

رحمتوں کی اپنے اولیاء پر تکمیل کرے گا۔“

(اس حدیث کو امام احمد اور حاکم نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، نیز امام حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کی مثل اور روایت بھی بیان کی ہے جس کی امام احمد نے تخریج کی ہے۔ اس کے تمام رجال صحیح ہیں۔ البانی نے بھی کہا کہ یہ تمام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متصل صحیح آسانید ہیں۔)

☆ عن معاوية بن حيدة رضى الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ان الله تعالى خلق مائة رحمة، فرحمة بين خلقه يتراحمون بها، وادخر لا وليائه تسعة وتسعين . (اخرجه الطبرانی في المعجم الكبير، ۱۹/۴۱۷، الرقم: ۱۰۰۶، وتمام الرازی فی الفوائد، ۱/۲۳۸، الرقم: ۶۰۶، وابن عساکر فی تاریخ مدینة دمشق، ۸/۲۵۹، والہینمی فی مجمع الزوائد، ۱۰/۳۸۵)

”حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سو رحمتوں کو تخلیق کیا، پس ایک رحمت مخلوق کے درمیان تقسیم کر دی جس کے باعث وہ باہم رحم کرتے ہیں جبکہ ننانوے رحمتوں کو اپنے اولیاء (کی شفاعت) کے لیے محفوظ کر لیا۔“

نوع انسان پہ ہے کس درجہ عنایت تیری ہر زمانے میں نبی لائے ہدایت تیری
پتے پتے میں نظر آتی ہے ”رحمت“ تیری ذرے ذرے نے ہمیں دی ہے شہادت تیری
ننگی ملہ میں پنہاں ہے تیرا عکس جمال تابش مہر میں ظاہر ہے جلالت تیری
کتنا جاں بخش ہے یہ تیرے نبی کا فرمان تیری مخلوق کرے صرف عبادت تیری

دنیا میں ایک فی صد رحمت

☆ عن ابی ہریرۃ رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: خلق الله مائة رحمة فوضع رحمة واحدة بين خلقه يتراحمون بها وعند الله تسع وتسعون رحمة (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: خلق الله مائة رحمة، ۵/۵۳۹، الرقم: ۳۵۴۱، واحمد بن حنبل نحوه فی المسند، ۲/۴۸۴، الرقم: ۱۰۲۸۵، وابن کثیر فی تفسیر القرآن العظیم، ۲/۲۰۱)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا کیں ایک رحمت اپنی مخلوق کے درمیان رکھی جس سے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں جبکہ ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔“
(اس حدیث کو امام ترمذی اور احمد نے روایت کیا ہے۔ نیز امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

فکر اسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا
طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

ہر جگہ ذکر ہے اے واحد دیکتا تیرا
 پھر نمایاں جو سرطور ہو جلوہ تیرا
 خیرہ کرتا ہے نگاہوں کو اجالا تیرا
 سات پردوں میں نظر اور نظر میں عالم
 طور کا ڈھیر ہوا غش میں پڑے ہیں موسیٰ
 سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے
 ہیں ترے نام سے آبادی و صحرا آباد
 برق دیدار ہی نے تو یہ قیامت توڑی
 طور پر جلوہ دکھایا ہے تمنائی کو
 میکدہ میں ترانہ تو ازاں مسجد میں
 بے نوا مفلس و محتاج و گدا کون کہ میں
 اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے
 انگلیاں کانوں میں دے دے کے سنا کرتے ہیں
 اب جماتا ہے حسن اس کی گلی میں بستر
 کون سی بزم میں روشن نہیں اکا تیرا
 آگ لینے کو چلے عاشق شیدا تیرا
 کیجئے کونسی آنکھوں سے نظارا تیرا
 کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ معنا تیرا
 کیوں نہ ہو یار کہ جلوہ ہے یہ جلوہ تیرا
 آب کو کھو کے تجھے پائے گا جو یا تیرا
 شہر میں ذکر ترا دشت میں چرچا تیرا
 سب سے ہے اور کسی سے نہیں پردہ تیرا
 کون کہتا ہے کہ اپنوں سے ہے پردہ تیرا
 وصف ہوتا ہے نئے رنگ سے ہر جا تیرا
 صاحب جود و کرم وصف ہے کس کا تیرا
 تو مرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا
 خلوت دل میں عجب شور ہے برپا تیرا
 خوبرو یوں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

☆ عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قسم ربنا
 رحمته مائة جزء، فأنزل منها جزءا في الارض فهو الذي يتراحم به الناس والطير والبهائم،
 وبقيت عنده مائة رحمة الا رحمة واحدة لعباده يوم القيامة (أخرج الهيثمي في مجمع الزوائد،
 ۳۸۵/۱۰، والهندي في كنز العمال، ۳۳۹/۳، الرقم: ۱۰۴۰۶)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمارے رب نے اپنی رحمت کو
 سو اجزاء میں تقسیم کیا پھر ان میں سے ایک جزو کو زمین پر اتارا۔ یہی وہ جزو رحمت ہے جس کی وجہ سے انسان، پرندے
 اور درندے باہم شفقت و رحمت کرتے ہیں، باقی ننانوے رحمتیں اس کے پاس قیامت کے دن اپنے بندوں کے لیے
 محفوظ ہیں۔“

پایا نہ جب سہارا اے دو جہاں کے مالک
 مغموم ہوں بدل دے اب تو مسرتوں سے
 میں نے تجھے پکارا اے دو جہاں کے مالک
 تقدیر کا ستارا اے دو جہاں کے مالک

اللہ کی رحمت سے جنت میں بے حساب و کتاب داخلہ

☆ عن سهل بن سعد رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ليدخلن الجنة من

امتی سبعون الفا او سبع مائة الف، شك في احدهما، متما سكين آخذ بعضهم ببعض، حتى يدخل اولهم و آخرهم الجنة، ووجوههم على ضوء القمر ليلة البدر . (اخرجه البخاری فی الصحيح، كتاب: الرقاق، باب: يدخل الجنة سبعون الفا بغير حساب، ۲۳۹۶/۵، الرقم: ۶۱۷۷، وايضا في كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وانها مخلوقة، ۱۱۸۶/۳، الرقم: ۳۰۷۵، وايضا في كتاب: الرقاق، باب صفة الجنة والنبأ، ۲۳۹۹/۵، الرقم: ۶۱۸۷، ومسلم في الصحيح، كتاب: الايمان، باب: الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ۱۹۸/۱، الرقم: ۲۱۹)

”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے ستر ہزار یا سات لاکھ افراد (بغیر حساب و عذاب کے) جنت میں داخل ہوں گے، (راوی کو عدد میں سے کسی ایک کا شک ہے) یہ ایک دوسرے کو (نسبت کی وجہ سے باہم) تھامے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ اُن کا پہلا (قیادت کرنے والا) اور آخری شخص جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اُن کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔“

خدا یا تو مکین لا مکاں ہے	تجلی تیری ہر شے سے عیاں ہے
تیری خلافت کی کچھ حد نہیں	تو ہی تو خالق ہر این و آں ہے
تو ہی مالک الملک حی و قیوم	تیری ہی بادشاہت جاوداں ہے
کوئی انکار کر سکتا ہے کیسے	وہ ظاہر از زمیں تا آسمان ہے
اسی کے نام ہیں ستار و غفار	خطا کاروں پہ وہ رحمت فشاں ہے
سب اس کے خوانِ نعمت پر ہیں پلتے	وہی ہر ایک کا روزی رساں ہے
الہی عابد خستہ کی سُن لے	مدینہ آرزوئے قلب و جاں ہے

(عابد برہانپوری)

یاد رہے: گزشتہ حدیث اور آنے والی احادیث میں ستر ہزار کا عدد اہل عرب کثرت یعنی بہت زیادہ تعداد کو بیان کرنے کے لیے بولا کرتے تھے لہذا ستر ہزار سے مراد صرف ستر ہزار ہی نہیں ستر لاکھ، ستر کروڑ اور اربوں کھربوں بھی ہو سکتا ہے اور یہ اہل ایمان کلمہ گو صحیح العقیدہ لوگوں کے لیے خوشخبری ہے۔

حبیب حق کی صدا لا الہ الا اللہ ہے رب ہی سب سے بڑا لا الہ الا اللہ
تمام بگڑے ہوئے کام خود سنورنے لگے جو ہم نے دل سے کہا لا الہ الا اللہ

چاند کی طرح چمکدار چہرے والوں کے لیے رحمت کی خوشخبری

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: يدخل الجنة من امتي زمرة هم سبعون الفا، تضىء

وجوہہم اضاءة القمر ليلة البدر، وقال ابو هريرة رضى الله عنه : فقام عكاشة بن محصن الاسدي يرفع نمرة عليه، فقال: يا رسول الله، ادع الله ان يجعلني منهم؟ قال: اللهم اجعله منهم، ثم قام رجل من الانصار، فقال: يا رسول الله، ادع الله ان يجعلني منهم؟ فقال: سبقك بها عكاشة . (اخرجه البخارى فى الصحيح، كتاب: الرقاق، باب: يدخل الجنة سبعون الفا بغير حساب، ۲۳۹۶/۵، الرقم: ۶۱۷۶، وايضا فى كتاب: اللباس، باب: البرود والحبرة والشملة، ۲۱۸۹/۵، الرقم: ۵۴۷۳، ومسلم فى الصحيح، كتاب: الايمان، باب: الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ۱۹۷/۱، الرقم: ۲۱۶)

میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری اُمت کے ستر ہزار افراد کا گروہ (بغیر حساب کے) جنت میں داخل ہوگا جن کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عکاشہ بن محصن نے اپنی اُون کی چادر کو بلند کرتے ہوئے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی اُن میں شامل فرمائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کو اُن میں شامل فرمائے، پھر ایک انصاری شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی اُن میں شامل کر لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا ہے۔“

دل میں ہے یاد تیری لب پر ہے نام تیرا آ سودہ جہاں ہے اب یہ غلام تیرا
رہتا ہے جس کے لب پر ہر وقت نام تیرا اس پر بڑا کرم ہے رب انام تیرا
کیا تیری ذات تک ہو ادراک کی رسائی آئے نہ جو سمجھ میں وہ ہے مقام تیرا
گلشن کے رنگ و بو نے تیرا پتہ بتایا غنچے کی مسکراہٹ لائی پیام تیرا
تیری تجلیوں تک کرتا ہے رہنمائی نہر میں تیرا ماہ تمام تیرا

بے حساب جنت میں داخل ہونے والے کون لوگ ہوں گے

☆ عن ابن عباس رضى الله عنهما قال : قال النبی صلی الله عليه وسلم : عرضت على الامم، فاخذ النبی یمر معه الامة، والنبی یمر معه النفر، والنبی یمر معه العشرة، والنبی یمر معه الخمسة، والنبی یمر وحده، فنظرت فاذا سواد كثير، قلت: يا جبريل عليه السلام، هؤلاء امتي؟ قال: لا ولكن انظر الى الافق، فنظرت فاذا سواد كثير، قال: هؤلاء امتك، وهؤلاء سبعون الفا قد امهم، لا حساب عليهم ولا عذاب، قلت: ولم؟ قال: كانوا لا يكترون ولا يسترقون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون، فقام اليه عكاشة بن محصن، فقال: ادع الله ان يجعلني منهم؟ قال: اللهم، اجعله منهم، ثم قام اليه رجل آخر، قال: ادع الله ان يجعلني منهم؟ قال: سبقك بها

عکاشۃ - (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الرقاق، باب: يدخل الجنة سبعون الفا بغير حساب، ۲۳۹۶/۵،

الرقم: ۶۱۷۵)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر سابقہ امتیں پیش کی گئیں تو ایک نبی گزرنے لگے جن کے ساتھ کثیر تعداد تھی، کسی نبی کے ساتھ گروہ تھا، کسی نبی کے ساتھ دس افراد تھے، اور کسی نبی کے ساتھ پانچ افراد تھے، اور کوئی نبی اکیلا ہی تھا، اسی دوران میں نے ایک جم غفیر دیکھا تو پوچھا: جبریل! یہ میری امت ہے؟ اُس نے کہا: نہیں! بلکہ آپ آسمان کے کنارے کی طرف دیکھیں تو میں نے عظیم جم غفیر دیکھا۔ اس نے کہا: یہ آپ کی امت ہے؟ ان میں سے پہلے ستر ہزار افراد بغير حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے کہا: کیوں؟ اس نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ داغ لگوا کر علاج کراتے تھے، نہ غیر شرعی جہاز پھونک کراتے تھے، نہ بد شکونی لیتے تھے اور اپنے رب پر کاملاً توکل کرتے تھے۔ پس عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے اُن میں شامل فرمائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسے اُن میں شامل فرمائے، پھر ایک دوسرے شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی اُن میں شامل فرمائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عکاشہ اس پر تجھ سے پہلے لے گیا ہے۔“

کوئی تو ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے وہی خدا ہے
تلاش اس کو نہ کرتوں میں وہ ہے بدلتی ہوئی رُتوں میں
نظر بھی رکھے سماعتیں بھی وہ جان لیتا ہے نیتیں بھی
کسی کو تاج وقار بخشے کسی کو ذلت کے غار بخشے
کسی کو سوچوں نے کب سراپا وہی ہوا جو خدا نے چاہا
سفید اس کا سیاہ اس کا نفس نفس ہے گواہ اس کا
دکھائی بھی جو نہ دے نظر بھی جو کہ آ رہا ہے وہی خدا ہے
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے وہی خدا ہے
جو خاتمہ لا شعور میں جگمگا رہا ہے وہی خدا ہے
جو سب کے ماتھے پہ مہر قدرت لگا رہا ہے وہی خدا ہے
جو اختیار بشر پہ پہرے بٹھا رہا ہے وہی خدا ہے
جو شعلہ جاں جلا رہا ہے بجھا رہا ہے وہی خدا ہے

☆ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما (فی رواية طويلة) قال: ثم ينجو المومنون، فتنجو اول زمرة، وجوہہم كالقمر ليلة البدر سبعون الفا لا يحاسبون، ثم الذين يلونہم كاضوا نجم فی السماء ثم كذلك..... الحديث (اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: الايمان، باب: ادنى اهل الجنة منزلة فیہا،

۱/۱۷۷، الرقم: ۱۹۱، واحمد بن حنبل فی المسند، ۳/۳۳۵، الرقم: ۱۳۷۲۱، ورواه مرفوعاً)

”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما (سے طویل حدیث روایت ہے) فرماتے ہیں: پھر قیامت کے دن مومنین نجات پائیں گے تو سب سے پہلے ایسی جماعت نجات پائے گی جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے، وہ ستر ہزار افراد ہوں گے جن سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ پھر (وہ مومن نجات پائیں گے) جو ان سے متصل ہوں گے (اور جن کے چہرے) آسمان کے ستاروں کی مانند چمکتے ہوں گے پھر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔“

سر تا بقدم بندہ خطا کار ہے یا رب
 ہر چند کہ تو باطن و پوشیدہ ہے پھر بھی
 تو نور ازل بھی ہے تو ہی نور ابد بھی
 کونین کی ہر شے تیری دیتی ہے گواہی
 ظاہر ہیں ہر اک شے سے ترے حسن کے جلوے
 ہر ذرہ یہاں طور ہے ہر شے میں کشش ہے
 عابد کے لیے باعث تسکین ہے یہ بات
 لیکن تو ہی ستار ہے غفار ہے یا رب
 ہر شے سے ترے حسن کا اظہار ہے یا رب
 کونین بھی یوں مطلع انوار ہے یا رب
 پاگل ہے وہ جس کو ترا انکار ہے یا رب
 تاروں میں چمک پھولوں میں مہکا ہے یا رب
 دنیا یہ یا مصر کا بازار ہے یا رب
 اب خد ہی بس مرکز افکار ہے یا رب

(عابد برحانپوری)

یہ تعداد کیسے پوری ہوگی

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال: سالت ربی عزوجل فوعدنی ان یدخل من امتی سبعین الفا علی صورة القمر لیلة البدر، فاستزدت فزادنی مع کل الف سبعین الفا۔ فقلت: ای رب، ان لم یکن ہو لاء مہاجری امتی؟ قال: اذن اکملہم لک من الاعراب۔ (اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، ۳۵۹/۲، الرقم: ۸۷۰۷، وابن مندہ فی الایمان، ۸۹۵/۲، الرقم: ۹۷۶، هذا اسناد صحیح علی رسم مسلم، والہیثمی فی مجمع الزوائد، ۴۰۳/۱۰، وقال: رجالہ رجال الصحیح، واورده العسقلانی فتح الباری، ۴۱۰/۱۱، وقال: سندہ جید)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا تو اُس نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت سے ستر ہزار افراد جنت میں داخل فرمائے گا جن کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ میں نے زیادہ چاہا تو اس نے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر (۷۰) ہزار اضافہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا: اے میرے رب! اگر وہ میری امت کے مہاجر (گناہوں کو ترک کرنے والوں سے پورے) نہ ہوئے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تب میں اُن کو تیرے لئے دیہات کے رہنے والوں میں سے مکمل کروں گا۔“

کرم بن کے سوہنا بے آیا نہ ہوندا غریباں دا دل مسکرایا نہ ہوندا

اسانوں گناہواں دی دھپ ساڑ دیندی بے آقا دی رحمت دا سایہ نہ ہوندا

اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو امت کے بارے غمگین نہ فرمائے گا

☆ عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ قال: غاب عنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما، فلم یخرج حتی ظننا انہ لن یموت، فلما خرج سجد سجدة، فظننا ان نفسہ قد قبضت فیہا، فلما رفع راسہ قال: ان ربی تبارک وتعالیٰ استشارنی فی امتی ماذا الفعل بہم؟ فقلت: ما شئت ای

رب، هم خلقتك وعبادك، فاستشارني الثانية، فقلت له كذلك، فقال: لا احزنك في امتك يا محمد، وبشرني ان اول من يدخل الجنة من امتي سبعون الفا مع كل الف سبعون الف ليس عليهم حساب.... الحديث (اخرجه احمد بن حنبل في المسند، ۳۹۳/۵، الرقم: ۲۳۳۳۶، واهل كثير في تفسير القرآن العظيم، ۱۲۲/۲، والهيتمي في مجمع الزوائد، ۶۸/۱۰)

”حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک دن ہماری نظروں سے اوجھل رہے، پس آپ تشریف نہ لائے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ ﷺ آج حجرہ مبارک سے باہر نہ نکلیں گے۔ جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو اتنا طویل سجدہ کیا کہ ہم نے سمجھا کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے ہیں، پھر آپ ﷺ نے اپنا سر انور اٹھا کر ارشاد فرمایا: میرے رب تبارک و تعالیٰ نے مجھ سے میری امت کے بارے میں مشورہ طلب کیا کہ میں اُن سے کیا معاملہ کروں؟ میں نے عرض کیا: میرے رب! جیسا تو چاہے، وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ طلب کیا تو میں نے اسی طرح عرض کیا۔ پس اللہ عزوجل نے فرمایا: یا محمد (ﷺ)! میں تجھے تیری امت کے بارے میں غمگین نہیں کروں گا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خوشخبری سنائی کہ میرے ستر ہزار امتی جن میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر (۷۰) ہزار ہوں گے بغیر حساب کے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔“

(اسے امام احمد بن حنبل، ابن کثیر اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ اس کی اسناد حسن ہے)

وہی ایمان کا دنیا میں تقاضا سمجھے	جو خدا کو بھی شہ دیں کو بھی یکتا سمجھے
مراۓ توحید کو سمجھے ہیں اگر زاہد خشک	ان کی عظمت کو نہیں سمجھے تو پھر کیا سمجھے
رشتہ روح پہ موقوف نہیں نخل حیات	وہی زندہ ہے جو سرکار کو زندہ سمجھے
مان لیتا ہے وہ سو جان سے مختار جہاں	میرے آقا کو جو محبوب خدا کا سمجھے
اس کو مانا بھی تو کیا مانا، کہا خود سا بشر	شان سرکار کے منکر! تجھے ”مولا“ سمجھے
جو سمجھتے ہیں گھٹا دیں گے نبی کی رفعت	کیا رفعتا تک ذکرک کا وہ معنی سمجھے
رب اعلیٰ کی قسم اس کا مقدر اعلیٰ	جو انہیں اولیٰ کہے افضل و اعلیٰ سمجھے
وہ نہ ہوتے تو کہاں ہوتا جہان ہستی	یہ حقیقت ہے جسے لوگ فسانہ سمجھے
سب نظر والے اسے کہتے رہے شان کلیم	سب سمجھنے والے انہیں جان مسیحا سمجھے
شیخ کامل نے سکھایا ہے یہی درس وفا	ہم وفا والے غلام ان کے ہیں دُنیا سمجھے

(غلام مصطفیٰ مجددی)

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی (ﷺ)

☆ عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: وعدی

ربی ان یدخل الجنة من امتی سبعین الفاً، لا حساب علیہم ولا عذاب مع کل الف سبعون الفاً وثلاث حثیات من حثیاته۔ (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: صفة القيامة والرقائق والورع، باب: فی الشفاعة، ۶۲۶/۲، الرقم: ۲۲۳۷، وابن ماجہ فی السنن، کتاب: الزہد، باب: صفة محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۳۳۳/۲، الرقم: ۴۲۸۶)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ اُن میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر (۷۰) ہزار کو داخل کرے گا نیز اللہ تعالیٰ اپنے چلوؤں میں سے تین چلو (لمیں)، اپنی حسبِ شان جہنیوں سے بھر کر (بھی جنت میں ڈالے گا۔“

(اس حدیث کو امام ترمذی، ابن ماجہ، احمد، ابن ابی شیبہ، ابن ابی عاصم اور ابن کثیر نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔)

دامنِ مصطفیٰ تھام لو عاصیو آئیں گی رحمتیں جوش پر آج بھی
لوٹ سکتے ہو گر لوٹ لو بے خطر ان کا جاری ہے فیضِ نظر آج بھی

اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب سے وعدہ جو بہر حال وفا ہونا ہے

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان اللہ عزوجل وعدنی ان یدخل من امتی الجنة سبعین الفاً بغیر حساب، فقال یزید بن الاخن السلمي: واللہ، ما اولئک فی امتک الا کالذباب الا صہب فی الذبان۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کان ربی عزوجل قد وعدنی سبعین الفاً مع کل الف سبعون الفاً، وزادنی ثلاث حثیات۔ (اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، ۲۵۰/۵، الرقم: ۲۲۱۵۶، والطبرانی فی المعجم الکبیر، ۱۵۹/۸، الرقم: ۷۲۷۶، وابن ابی عاصم فی السنۃ، ۲۶۱/۱، الرقم: ۵۸۸، وقال الالبانی: اسنادہ صحیح ورجالہ کلہم ثقات، والشیانی ایضاً فی الآحاد والمثنائی، ۴۴۵/۲، الرقم: ۱۲۴۷، والمنذری فی الترغیب والترہیب، ۲۲۵/۳، الرقم: ۵۴۷۳)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ حضرت یزید بن اخن سلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ رب العزت کی قسم! یہ تو آپ کی امت میں شہد کی مکھوں میں سے (ایک قسم) سفید سرخی مائل مکھوں کی تعداد تک ہے۔ (یعنی بہت کم ہے) حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے رب عزوجل نے مجھ سے ستر (۷۰) ہزار میں سے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر (۷۰) ہزار کو داخل کرنے کا وعدہ کیا ہے (یعنی اُن ہزار خوش بختوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھ معیت اختیار کرنے والوں میں سے ستر (۷۰) افراد کو لے کر جنت میں جائے گا) اور میرے لیے اللہ تعالیٰ

نے مزید تین چلوؤں کا اضافہ فرمایا ہے (اپنی حسبِ شان تین چلو میری اُمت کے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا)۔“

(اسے امام احمد، طبرانی، ابن ابی عاصم اور ابن کثیر نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد قوی اور اس کے رجال صحیح حدیث کے رجال ہیں۔)

تیری رحمت ہی سب کے کام آئے

اے خدا اے جمالِ زیبائی خوب ہے تیری عالمِ آرائی
تو کہاں ہے کہاں نہیں ہے تو محو حیرت ہے تابِ گویائی
سب میں موجود اور سب سے جدا کون سمجھے یہ رازِ تنہائی
پارہ پارہ قبائے استدلال ریزہ ریزہ ہے دامِ جویائی
یاس میں غم میں اور مشکل میں تیری رحمت ہی سب کے کام آئی
اعظم اس نام ہی سے گلشن میں زندگی تازگی و رعنائی

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو کبھی مفلس و محتاج نہیں ہوتا، وہ کرم فرمانے والا، قدیم اور یکتا ہے، باپ بیٹے سے مزرہ ہے، حصہ دار اور مددگار سے پاک ہے، کسی حاکم، مماثل (یعنی مشابہ)، ہٹ دھرم اور سرکش سے بہت بلند ہے، تمام اچھی نعمتوں پر تمام تعریفوں کے ساتھ اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے، وہ نافرمان پر اپنا پردہ ڈال دیتا ہے حالانکہ وہ اسے نافرمانی کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوتا اور ملاحظہ کر رہا ہوتا ہے اور وہ اپنے عاجز بندے پر اپنے بے پایاں احسانات فرماتا ہے اور اس کے تمام مقاصد پورے فرماتا ہے۔ پاک ہے وہ جو مضبوط چٹانوں اور پتھریلی زمین سے نہریں نکالتا ہے، خشک بے جان لکڑی سے درخت اور خوشنما کلیاں اُگاتا ہے اور ایک ہی پانی سے سیراب ہونے والی باہم ملی ہوئی یا جدا جدا سیدھی شاخوں سے مختلف ذائقوں اور رنگوں کے تروتازہ پھل پیدا فرماتا ہے۔ یہ اس کی قدرت کی بعض نشانیاں اور اس کی حکمت و کاریگری کے بعض عجائبات ہیں۔ انسان کو اس کا مشاہدہ کرنا چاہیے۔

بزمِ افلاک میں ہر سو ہے اجالا تیرا چشمِ بینا ہو تو ہر شے میں ہے جلوہ تیرا
دونوں عالم میں فقط راج ہے مولیٰ تیرا کوئی ثانی ہے نہ ہمسر ہے نہ ہمسایہ تیرا
کوئی مالک نہیں دنیا کا سوائے تیرے ہر گلستان تیرا، صحرا تیرا، دریا تیرا
کوئی بھی چیز نہیں حکم سے باہر تیری مالک الملک، ہر اک جاں پہ ہے قبضہ تیرا
ہم کسی اور کے دروازے پہ جائیں کیونکر آسرا ہم کو اگر ہے تو خدایا تیرا

حضرت عمر نے نعرہ بلند کیا

☆ عن عتبة بن عبد السلمي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان ربي وعدني ان يدخل من امتي الجنة سبعين الفا بغير حساب ثم يتبع كل الف بسبعين الفا (وفی

روایۃ الطبرانی قال: ثم یشفع کل الف لسیعین الفاء، ثم یحشی بکفه ثلاث حثیات، فکبر عمر .

فقال: ان السبعین الف الاول یشفعهم اللہ فی آباءہم وامہاتہم وعشائرہم، وارجو ان یجعل امتی .

ادنی الحثوات الاواخر - (اخرجه ابن حبان فی الصحیح، ۲۳۲/۱۶، الرقم: ۷۲۳۷، والطبرانی فی المعجم

الکبر، ۱۲۷/۱۷، الرقم: ۳۱۲)

”حضرت عتبہ بن عبد اللہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھ سے میری امت کے ستر (۷۰) ہزار افراد کو بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ پھر ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر (۷۰) ہزار کو داخل فرمائے گا (طبرانی کی روایت کے الفاظ ہیں: پھر ہر ہزار ستر (۷۰) ہزار کی شفاعت کرے گا)، پھر اپنی ہتھیلی سے تین لپ بھر کر مزید ڈالے گا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا: اُن کے پہلے ستر ہزار افراد کی شفاعت کو اللہ تعالیٰ اُن کے آباء و اجداد، امہات اور قبائل کے حق میں قبول فرمائے گا اور مجھے اُمید ہے کہ میری امت کو دوسری ہتھیلیوں سے قریب ترین رکھے گا۔“

(اسے امام ابن حبان، طبرانی اور ابن کثیر نے روایت کیا ہے۔ امام ابن کثیر نے کہا ہے کہ حافظ ضیاء الدین ابو عبد اللہ المقدسی

نے اپنی کتاب ”صفة الجنة“ میں لکھا ہے: میں اس اسناد میں کوئی علت نہیں جانتا۔)

مرا مالک رؤف و ہادی و مقسط رحمان ہے
خدا خالق ہے اور توجیہ خلقت حرف قرآن ہے
نبی سے جس کو الفت ہے، خدا پر جس کا ایمان ہے
ہے خلقت اس سے ہر شے کی، وجود اس سے بقا اس سے
خدائے لم یزل کے دست قدرت کے اشارے پر
وہ ہر شے کی کفالت کرنے والا مرتبہ والا
الٹ پھیر اس سے ہے دن رات کا قائم زمانے میں
یہ ہریالی، یہ پانی، یہ دھنک، یہ رنگ، یہ خوشبو
وہ القدوس ہے، وہ قادر مطلق ہے، الحق ہے
تنوع اور بولمونیایں دنیا میں ہیں اس سے
کرم کی اک نظر محمود پر اے میرے رب! کر دے

اسے جو مانتا ہے وہ سلیم العقل انسان ہے
عبادت کے لیے پیدائش ہر جن و انس ہے
شنا سائے ادب ہے وہ، وہی بندہ سخن داں ہے
کسی شے کا بھی عرفاں اصل میں خالق کا عرفاں ہے
حیات و موت کی ہر ایک صورت گرم جولان ہے
ہر اک عظمت، ہر اک خوبی، میرے خالق کے شایاں ہے
بدلتی صورتیں ساری، یہ ہم پہ رب کا احسان ہے
یہ جو کچھ بھی نظر آتا ہے، رب کے زیر فرماں ہے
میرے دل میں اسی کے گھر پہنچ جانے کا ارمان ہے
کوئی گریہ کناں ہے اور کوئی شاداں و فرحاں ہے
یہ خاٹی تو ہے لیکن اب خطاؤں پر پشیمان ہے
(راجا رشید محمود)

رازدار نبوت نے مسئلہ سمجھا دیا

۱۶ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت (ای اللہ تبارک

وتعالى الشفاعة لا متى، فقال: لك سبعون الفا يدخلون الجنة بغير حساب - قلت: زذنى، قال: لك مع كل الف سبعون الفاء، قلت: ذذنى، قال: فان لك هكذا وهكذا، فقال ابوبكر: حسبنا، فقال عمر: يا ابا بكر، دع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال ابوبكر: يا عمر، انما نحن حفنة من حففات الله (اخرجه ابن ابى شيبة فى المصنف، ۳۱۸/۶، الرقم: ۳۱۷۹، والهناد بن السرى فى الزهد،

۱۳۵/۱، الرقم: ۱۷۸، والدیلمی فى مسند الفردوس، ۳۱۱/۲، الرقم: ۳۲۰۷)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے اپنی اُمت کے لیے شفاعت کا سوال کیا تو اُس نے فرمایا: آپ کی خاطر (آپ کی اُمت میں سے) ستر (۷۰) ہزار بغير حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: میرے لیے اضافہ فرما، فرمایا: آپ کی خاطر اُن میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر (۷۰) ہزار داخل ہوں گے، میں نے عرض کیا: میرے لیے مزید اضافہ فرما، فرمایا: پس آپ کی خاطر اتنے اتنے اور بھی (بغير حساب چلو بھر کر جنت میں داخل کروں گا)۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہمارے لیے اتنا کافی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوبکر! رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا: عمر! (تمہیں معلوم تو ہے کہ) ہم سارے اللہ تعالیٰ کے چلوؤں میں سے ایک چلو ہیں (وہ چاہے تو ہتھیلی کی ایک لپ سے ہم سب کو جنت میں داخل کر دے)۔“

چھپائے رکھ میرے عیبوں کو یا ستار یا اللہ معاصی سے بچا لے مجھ کو یا غفار یا اللہ
انہی آنکھوں سے ہو جائے اگر دیدار یا اللہ میرا وجدان بن جائے تیرا اقرار یا اللہ

اللہ کی رحمت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا

☆ عن ابى بكر الصديق رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اعطيت سبعين الفا يدخلون الجنة بغير حساب، وجوههم كالقمر ليلة البدر وقلوبهم على قلب رجل واحد، فاستزدت ربي عز وجل، فزادنى مع كل واحد سبعين الفا - قال ابوبكر: فرايت ان ذلك آت على اهل القرى ومصيب من حافات البوادي - (اخرجه احمد بن حنبل فى المسند، ۶/۱، الرقم: ۲۲، ابويعلیٰ فى المسند، ۱۰۴/۱، الرقم: ۱۱۲، والهيثمى فى مجمع الزوائد، ۳۱۰/۱۰، وابن كثير فى تفسير القرآن العظيم، ۳۹۳/۱)

”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے ستر (۷۰) ہزار افراد ایسے عطا کیے گئے جو بغير حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، اُن کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور اُن کے دل ایک شخص کے دل کے مطابق ہوں گے۔ میں نے اپنے رب عز وجل سے زیادہ چاہا تو اُس نے (اپنے ان مقربان خاص کی سگت اختیار کرنے والوں کا خیال رکھتے ہوئے اُن میں سے) ہر ایک کے ساتھ مزید ستر (۷۰) ہزار

کا میرے لیے اضافہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ (مقام) دیہات کے رہنے والوں کو حاصل ہوگا اور ننگے پاؤں چلنے والے صحرائی باشندے اس پر فائز ہوں گے۔“

تجھ سے علم کا گھر روشن ہے تجھ سے لوح و قلم روشن
ظلمت ظلمت سورج تیرا ذہن ودل میں نور بھرے
کنکر پتھر پیڑ شجر پھل پھول فلک اور یہ دھرتی
مٹی کی کچی کا گر ہے، بحر جہاں میں طغیانی
کوئی نہیں غمخوار و مونس، مجبوروں، لاچاروں کا
بے سایہ، بے مایہ خلقت آگ کا دریا پار کرے
جسموں کی دیوار شکستہ روح میں گہرا سناٹا
خود مختاری کا دعویٰ کرنے والا پل میں مٹ جائے
نصر کہاں بیٹھے ہو تم بھی، حمد قلم سے لکھنے کو

سادہ کاغذ کالی سیاہی لفظوں کا ہر پرچم روشن
رات کے طاق میں چاند ہے روشن تجھ سے صبح غم روشن
تیری حکومت عالم عالم بام و در پہ علم روشن
کشتی پار لگے گی تجھ سے سب میں دم روشن
بیماروں مہجوروں پر ہے تیرا دستِ کرم روشن
لشکر کا لشکر ڈوبے ہے شعلوں میں شبنم روشن
تیری صدا سے دُنیا جاگے راہ کے بیچ و خم روشن
تیرے قہر سے پتہ لرزے رہا نہ جور و ستم روشن
حرفِ سخن، گویائی مانگو بابِ دعا پیہم روشن

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

عن عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان ربی اعطانی سبعین الفاً من امتی یدخلون الجنة بغیر حساب . فقال عمر: یا رسول اللہ، فہلا استزدتہ؟ قال: قد استزدتہ فاعطانی مع کل رجل سبعین الفاً، قال عمر: فہلا استزدتہ؟ قال: قد استزدتہ فاعطانی ہکذا (اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، ۱۹۷/۱، الرقم: ۱۷۰۶، والبخاری فی المسند، ۲۳۳/۶، الرقم: ۲۲۶۸، والہیثمی فی مجمع الزوائد، ۴۱۰/۱۰، وابن کثیر فی تفسیر القرآن العظیم، ۳۹۳/۱)

”حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے پروردگار عزوجل نے مجھے ایسے ستر (۷۰) ہزار امتی عطا فرمائے ہیں جو بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ نے اس سے زیادہ نہیں چاہا؟ فرمایا: میں نے اس سے زیادہ چاہا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر فرد کے ساتھ ستر، ستر ہزار عطا فرمائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا: کیا آپ نے اس سے زیادہ نہیں چاہا؟ فرمایا: میں نے اس سے زیادہ چاہا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا اور عطا فرمایا۔ (آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر ڈالی)۔“

کیا کیا نہ دیا کیا کیا نہ ملا ڈرتے کو گوہر کر ڈالا یہ آپ کی موج ہے جب چاہا قطرے کو سمندر کر ڈالا
اس کے بعد بھلا کون دوزخ میں جائے گا؟

☆ عن انس رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: یدخل الجنة من امتی سبعون الفاً . قالوا: زدنا یا رسول اللہ، قال: لکل رجل سبعون الفاً . قالوا: زدنا یا رسول اللہ، وکان علی

کثیب، فحشا بیدہ، قالوا: زدنا یا رسول اللہ، فقال: هذا وحثا بیدہ، قالوا: یا نبی اللہ، ابعذ اللہ من
دخل النار بعد هذا

(اخرجه ابو یعلیٰ فی المسند، ۴/۱، الرقم: ۳۷۸۳، والمقدسی فی الاحادیث المختارة، ۵۳/۶، الرقم: ۲۰۲۸،
وابن کثیر فی تفسیر القرآن العظیم، ۳۹۵/۱، وقال: هذا اسناد جيد ورجاله کلهم ثقات، ما عدا عبد القاهر بن السری
وقد منل عنه ابن معین فقال: صالح، والهیثمی فی مجمع الزوائد، ۴۰۲/۱۰، وقال: اسناده حسن)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے
جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمارے لیے اضافہ فرمائیں، آپ ﷺ
نے فرمایا: ہر شخص کے ساتھ مزید ستر (۷۰) ہزار افراد ہوں گے۔ انہوں نے (دوبارہ) عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ
ہمارے لیے اضافہ فرمائیں۔ آپ ﷺ ریت کے ٹیلہ پر تھے، آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے لپ بھری (اور اس
میں اضافہ کر دیا)۔ انہوں نے (پھر) عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمارے لیے اضافہ فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا:
یہ لو اور اپنے ہاتھوں سے پھر لپ بھری۔ انہوں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! اللہ اے اپنی رحمت سے دور فرمائے جو اس کے
بعد بھی جہنم میں داخل ہو۔“

خدا یا حاکم مطلق ہے تو ہر ایک عالم کا
گدائے بارگاہ پاک ہوں، مارا ہوا غم کا
شب اسرئی تیری قدرت کے سب نے معجزے دیکھے
زمین و آسمان کا نور ہے تو خالق اکبر!
شرف ہر عہد کا ہے بندگی مولائے کل! تیری
قضا و قدر کی بنیاد ہے تیرے ارادوں پر
کھڑا ہے خیمہ افلاک حرف ”کن“ کی قوت سے
مدار زندگی ہے اک تیرے ذکر مسلسل پر
مجھے شہزاد اس کے لطف کی امید رہتی ہے

(شہزاد مجددی)

کیا میری امت اس قدر ہوگی؟

عن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه تغیب عنهم ثلاثا لا ینخرج الا
لصلاة مكتوبة، فقیل له فی ذالك، قال: ان ربی وعدنی ان یدخل من امتی الجنة سبعون الفا لا
حساب علیہم، وانی سألت ربی فی هذه الثلاثة الايام، المزید، فوجدت ربی واجدا، ماجدا،
کریمًا۔ فاعطانی مع کل واحد من السبعین الفاً، سبعین الفاً، قال قلت: یا رب وتبلغ امتی هذا؟

قال: اكمل لك العدد من الاعراب (اخرجه البيهقي في شعب الايمان ۱/۲۵۲ الرقم: ۲۶۸)

”حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تین دن تک صرف فرض نمازوں کے علاوہ تشریف فرمانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں عرض کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پروردگار عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے ستر (۷۰) ہزار امتی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے اُن تین دنوں میں اپنے رب سے مزید کا سوال کیا تو میں نے اُسے عطا فرمانے والا، عظمت و بزرگی والا اور بہت کرم کرنے والا پایا۔ پس اُس نے مجھے اس ستر ہزار کے ہر فرد کے ساتھ ستر، ستر ہزار عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! کیا میری امت اس عدد تک پہنچ جائے گی؟ اُس نے فرمایا: میں تیری خاطر اس عدد کی گنواروں سے تکمیل کروں گا۔“

☆ عن ابی امامة رضی اللہ عنہ انه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لیدخلن الجنة بشفاعۃ رجل لیس بنبی، مثل الحیین او مثل احد الحیین: ربیعة ومضر، فقال رجل: یا رسول اللہ، او ما ربیعة من مضر؟ فقال: انما اقول ما اقول . (اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، ۵/۲۵۷، الرقم: ۲۲۲۱۵، والطبرانی فی المعجم الکبیر، ۸/۱۲۳، الرقم: ۷۶۳۸، وایضا فی مسند الشامیین، ۲/۱۳۷، الرقم: ۱۰۷۹، والہیثمی فی مجمع الزوائد، ۱۰/۳۸۱، وابن کثیر فی تفسیر القرآن العظیم، ۳/۲۳۸)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ایک شخص، جو کہ نبی نہیں ہوگا، کی شفاعت کے سبب دو قبیلوں ربیعہ اور مضر یا اُن دونوں میں سے ایک کے برابر لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ربیعہ مضر کی طرح ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہی کہتا ہوں جس کا مجھے حکم دیا جاتا ہے۔“

(اسے امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ امام بیہقی نے کہا ہے: امام احمد کے رجال اور طبرانی کی اسانید میں سے ایک کے رجال صحیح حدیث کے (بلند درجہ) رجال ہیں سوائے عبدالرحمن بن میسرہ کے، وہ ثقہ ہے۔)

تو ہے میرا خدا تو ہے سب کا خدا لفظ کن سے کیے پیدا ارض و سما
ذرے ذرے سے ملتا ہے تیرا پتا تیرا ہمسر نہیں ہے کوئی دوسرا
تو ہے میرا خدا تو ہے سب کا خدا
سارے عالم پہ مولا ہے تیری نظر تو ہمارے ہر اک کام سے باخبر
ذات تیری گمان سے بھی ہے ماورا تیرا ہمسر نہیں ہے کوئی دوسرا
تو ہے میرا خدا تو ہے سب کا خدا
تو ہے رحمن بھی اور قہار بھی تو ہے جبار بھی اور ستار بھی

بے سہاروں کو ہے بس تیرا آسرا تیرا ہمسر نہیں ہے کوئی دوسرا
تو ہے میرا خدا تو ہے سب کا خدا
یا الہی ہمیں سیدھا رستہ دکھا میں ہوں بندہ تیرا تو ہے مولیٰ میرا
حمد لکھنے کا حق کس طرح ہو ادا تیرا ہمسر نہیں ہے کوئی دوسرا
تو ہے میرا خدا تو ہے سب کا خدا

(محمود کاوش)

ایک امتی کی شفاعت پہ اللہ کی اس قدر رحمت ہوگی

☆ عن عبد الله بن قيس قال : كنت عند ابي بردة ذات ليلة، فدخل علينا الحارث بن اقيش، فحدثنا الحارث ليلته، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان من امتي من يدخل الجنة بشفاعته اكثر من مضر، وان من امتي من يعظم للنار حتى يكون احد زواياها . (اخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب: الزهد، باب: صفة النار، ۱۳۴۶/۲، الرقم: ۴۳۲۳، واحمد بن حنبل في المسند، ۳۱۲/۵)

”حضرت عبد اللہ بن قیس فرماتے ہیں: میں ایک رات حضرت ابو بردہ کے پاس تھا کہ ہمارے پاس حضرت حارث بن اقیش رضی اللہ عنہ آئے۔ حضرت حارث نے اسی رات ہمیں بیان کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ایک امتی کی شفاعت کے سبب قبیلہ مضر سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور بے شک ایک ایسا امتی بھی ہوگا (جو اپنے گناہوں کے سبب) دوزخ کے لیے اتنا بڑا ہو جائے گا کہ اُس کا ایک کونہ محسوس ہوگا۔“

(اسے امام ابن ماجہ، احمد، ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے کہا ہے: یہ حدیث امام مسلم کی شرائط پر صحیح الاسناد ہے۔)

دہر کی مشکلوں کو ٹالا ہے پستیوں سے ہمیں نکالا ہے
صرف میں کیا ہوں ساری دنیا کو رحمت مصطفیٰ نے پالا ہے

نیکی کے اجر اور گناہ سے درگزر میں رحمت خداوندی

☆ عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم فيما يروى عن ربه عز وجل قال: قال: ان الله كتب الحسنات والسيئات ثم بين ذلك، فمن هم بحسنة فلم يعملها كتبها الله له عنده حسنة كاملة، فان هو هم بها فعملها كتبها الله له عنده عشر حسنات الى سبع مائة ضعف الى اضعاف كثيرة، ومن هم بسيئة فلم يعملها كتبها الله له عنده حسنة كاملة فان هو هم بها فعملها كتبها الله له سيئة واحدة (اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الرقاق، باب: من هم بحسنة او بسيئة، ۲۳۸۰/۵، الرقم: ۶۱۲۶، ومسلم في الصحيح، كتاب: الايمان، باب: اذا هم العبد بحسنة كتبت واذا هم

بسیۃ لم تکتب، ۱/۱۱۸، الرقم: ۱۳۱

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور بدیاں لکھ دیں اور انہیں واضح فرمادیا ہے۔ پس جس نے نیک کام کا ارادہ کیا اور اُسے نہ سکا تب بھی اللہ تعالیٰ اُس کے لیے پوری نیکی کا ثواب لکھ دیتا ہے اور اگر اُس نے ارادہ کیا اور پھر اُسے کر بھی لیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے دس نیکیوں سے سات سو تک اور اُس سے بھی کئی گنا زیادہ کر کے لکھ دیتا ہے اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور پھر اُسے نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ایک کامل نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر اُس گناہ کے کرنے کا ارادہ کیا اور اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے نامہ اعمال میں صرف ایک برائی لکھتا ہے۔“

سارے جہاں کے مالک، سارے جہاں کے والی تیری ہے ذات افضل تیری ہے شان عالی
تو نے اگائے سارے، پھل پھول اور پودے دنیا کے باغ کا ہے، تو ابتدا سے مالی
تو دو جہاں کا آقا، تو دو جہاں کا مولا کوئی بھی تیرے در سے آتا نہیں ہے خالی
تو نے بنایا عالم، تو نے بسایا عالم کرتی ہے ذکر تیرا، گلشن کی ڈالی ڈالی
یا رب! ہماری تجھ سے اتنی ہی آرزو ہے جائیں نہ تیرے در سے خالی تیرے سوا

نیکی کا صرف ارادہ کرنے پہ ثواب مل جاتا ہے

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: یقول اللہ: اذا اراد عبدی ان یعمل سینۃ فلا تکتبوا علیہ حتی یعملها فان عملها فاکتبوا بمثلها وان ترکها من اجلی فاکتبوا لہ حسنة واذا اراد ان یعمل حسنة فلم یعملها فاکتبوا لہ حسنة فان عملها فاکتبوا لہ بعشر امثالها الی سبع مائة ضعف۔ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: التوحید، باب: قول اللہ تعالیٰ: یریدون ان یدلوا کلام اللہ، ۶/۲۷۳، الرقم: ۷۰۶۲، وابن حبان فی الصحيح، ۲/۱۰۵، الرقم: ۳۸۲)۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ بُرے کام کا ارادہ کرے تو اُس کی برائی نہ لکھو جب تک کہ وہ اُس پر عمل نہ کر لے اور جب اُس پر عمل کر لے تو اُس کے برابر ہی لکھو اور اگر میری وجہ سے اُسے ترک کر دے تو اُس کے لیے ایک نیکی لکھ دو اور جب وہ نیکی کرنے کا ارادہ کرے اور ابھی اس پر عمل بھی نہ کیا تو تب بھی اُس کے لیے ایک نیکی لکھ دو اور اگر وہ اس پر عمل کر لے تو اُس کے لیے دس گنا ہے۔ سات سو گنا تک لکھو۔“

اللہ اللہ اللہ اللہ

پوچھا گل سے یہ میں نے کہ اے خوبرو تجھ میں آئی کہاں سے نزاکت کی بو
یاد میں کس کی ہنستا مہکتا ہے تو؟ نس کر بولا اے طالب رنگ و بو

اللہ اللہ اللہ اللہ

عرض کی میں نے سنبل سے اے مشک بو صبح کو کر کے شبنم سے تازہ وضو
جھوم کر کون سا ذکر کرتا ہے تو؟ سن کے کرنے لگا دم بدم ذکر ہو

اللہ اللہ اللہ اللہ

جب کہا میں نے بلبل سے اے خوش گلو کیوں چمن میں چمکتا ہے تو چار سو؟
دیکھ کر گل کسے یاد کرتا ہی تو؟ وجد میں بول اٹھا ”وحدہ“ ”وحدہ“

اللہ اللہ اللہ اللہ

جب پیسے سے پوچھا کہ اے نیم جاں یاد میں کس کی کہتا ہے تو ”پی کہاں“؟
کون ہے ”پی جرا“ کیا ہے نام و نشان بول اٹھا بس وہی جس پہ شیدا ہے تو

اللہ اللہ اللہ اللہ

اعظمیٰ گرچہ بے حد گنہگار ہے مجرم و بد عمل ہے خطا کار ہے
حق تعالیٰ مگر ایسا غفار ہے اس کی رحمت کا نعرہ ہے لا تقنطوا

اللہ اللہ اللہ اللہ

(علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی)

ایک نیکی پہ دس کا ثواب

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : قال اللہ عزوجل : اذا هم
عبدی بسینۃ فلا تکتبوا علیہ فان عملها فاکتبوا سینۃ واذا هم بحسنۃ فلم یعملها فاکتبوا
حسنۃ فان عملها فاکتبوا عسرا . (اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب: الایمان، باب: اذا هم العبد بحسنۃ
کتبت واذا هم بسینۃ لم تکتب، ۱/۱۱۷، الرقم: ۱۲۸)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتا ہے: جب
میرا بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اُس کے نامہ اعمال میں مت لکھو۔ پھر اگر وہ اس پر عمل کرے تو ایک گناہ لکھ دو اور
اگر وہ نیکی کا ارادہ کرے اور اسی نیکی کو نہ کرے تو اس کی ایک نیکی لکھ دو اور اگر اس کے مطابق عمل کرے تو دس نیکیاں لکھ
دو۔“

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : قال اللہ عزوجل : اذا
هم عبدی بحسنۃ ولم یعملها کتبتھا لہ حسنۃ فان عملها کتبتھا عشر حسنات الی سبع مائۃ
ضعف واذا هم بسینۃ لم یعملھا لم اکتبھا علیہ فان عملھا کتبتھا سینۃ واحده (اخرجه مسلم فی

الصحيح، كتاب: الايمان، باب: اذا هم العبد بحسنة كتب واذا هم بسينة لم يكتب، ۱/۱۱۷، الرقم: ۱۲۸)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میرا بندہ کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے اور اُس پر عمل نہیں کرتا تو میں اُس کی ایک نیکی لکھ دیتا ہوں اور اگر وہ اس کے مطابق عمل کر لیتا ہے تو میں اُس کے لیے دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھ دیتا ہوں۔ جب وہ گناہ کا ارادہ کرے اور اُس پر عمل نہ کرے تو میں اُسے نہیں لکھتا اور اگر اس گناہ پر عمل کرے تو صرف ایک گناہ ہی لکھتا ہوں۔“

ذره ذره جہانوں دا دیوے صدا
پتہ پتہ چمن دا پکارے پیا
گذر دی جتھوں وی جاوے باد صبا
آ کے مستی دے وچہ کہندی اے برہما
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

اللہ ہو دی اے مستی جہانوں دے وچ
کھک اسدی اے سب گلستاں دے وچ
کیف ایسے دا سارے مکانات دے وچ
ذکر اس دا اے سیناں زباناں دے وچ
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

اسدے ذاکر نوں راہ ہدی وی ملے
نفس نوں موت روح نوں غذا وی ملے
بعد لطف فنا دے بقا وی ملے
ایہہ خدائی تے کی اے خدا وی ملے
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

ذکر ایہو ای کردے نے سب انبیاء
غوث، ابدال، اوتاد تے اصفیاء
ملک، حوراں، صحابی تے سب اولیاء
ذکر ایہو ای کردا اے مستی عطا
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

ذکر سب ذکراں تو نرالا دی اے
توڑ دا ماسوا والا تالا دی اے
سب توں اچا وی اے سب تو بالا وی اے
اسم اعظم وی اے، اسم اعلیٰ وی اے
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

یوسف اس ذکر دی عجب ہی شان ہے
ایہو اسلام تے دین دایمان ہے
ذکر ایسے دے وچ نور عرفان ہے
ایہو پیر طریقت دا فرمان ہے
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

(حاجی یوسف علی گینہ)

ایک نیکی کا ثواب سات سو گنا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: قال اللہ عزوجل:
اذا تحدث عبدي بان يعمل حسنة فانا اكتبها له حسنة ما لم يعمل فاذا عملها فانا اكتبها بعشر

امثالها واذا تحدث بان يعمل سيلة فانا اغفرها له ما لم يعملها فاذا عملها فانا اكتبها له بمثلها وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قالت الملائكة: رب، ذاك عبدك يريد ان يعمل سينة وهو ابصر به فقال: ارقبوه فان عملها فاكتبوها له بمثلها وان تركها فاكتبوها له حسنة انما تركها من جرای . وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا احسن احدكم اسلامه فكل حسنة يعملها تكتب بعشر امثالها الى سبع مائة ضعف وكل سينة يعملها تكتب بمثلها حتى يلقي الله . (اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الايمان، باب: اذا هم العبد بحسنة كتب واذا هم بسينة لم تكتب، ۱/ ۱۱۷، الرقم: ۱۲۹، واحمد بن حنبل في المسند، ۲/ ۳۱۵، الرقم: ۸۱۵۱)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میرا بندہ کسی نیکی کے لیے دل میں سوچتا ہے تو وہ اس نیکی کو ابھی کرتا نہیں کہ میں اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہوں اور جب وہ اس نیکی کو کر لیتا ہے تو میں اس کی دس نیکیاں لکھ دیتا ہوں اور جب وہ کسی گناہ کے لیے سوچتا ہے تو جب تک وہ اس پر عمل نہ کرے میں بخش دیتا ہوں اور جب وہ گناہ کر لیتا ہے تو میں اس کا ایک گناہ ہی لکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: اے رب! تیرا فلاں بندہ گناہ کا ارادہ رکھتا ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ کو اس بات کا خوب علم ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: انتظار کرو اگر وہ گناہ کرے تو ایک گناہ لکھ دو اور اگر گناہ نہ کرے تو اس کے بدلہ میں ایک نیکی لکھ دو کیونکہ اس نے گناہ کو صرف میرے خوف کی وجہ سے چھوڑا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص صدقہ دل سے اسلام قبول کرتا ہے تو اس کی ایک نیکی کو دس سے لے کر سات سو گنا تک لکھا جاتا ہے اور اس کا گناہ صرف ایک ہی لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے آملتا ہے۔“

خدا نے سنواری، ہماری تمہاری	یہ تقدیر ساری، ہماری تمہاری
نبی نے اسے نوری آ کے بنایا	یہ فطرت تھی ناری، ہماری تمہاری
خدا کا کرم ہے، نبی کی نظر سے	ہدایت ہے جاری، ہماری تمہاری
یہ سران پہ قرباں، یہ دل ان پہ شیدا	یہ جاں ان پہ واری ہماری تمہاری
خدا سے ہوئے قائم الفت کے رشتے	نبی سے ہے یاری ہماری تمہاری
کھلے حشر میں ان کے گیسوئے رحمت	ہوئی غمگساری ہماری تمہاری
خدا ان کے دامن کو آباد رکھے	وہی پردہ داری ہماری تمہاری
ارے ان کے دشمن جہنم میں جائیں	ہے جنت تو پیاری ہماری تمہاری
نبی کے تصور سے مہکی ہوئی ہے	امیدوں کی کیاری ہماری تمہاری

(غلام مصطفیٰ مجددی)

روئے زمیں برابر گناہوں کی بخشش

☆ عن ابي ذر رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول الله عز وجل: من جاء بالحسنة فله عشر امثالها وازيد ومن جاء بالسيئة فجزاؤه سيئة مثلها او اغفر ومن تقرب منى شبرا تقربت منه ذراعا ومن تقرب منى ذراعا تقربت منه باعا ومن اتانى يمشى اتيته هرولة ومن لقينى بقراب الارض خطيئة لا يشرك بى شيئا لقيته بمثلها مغفورة . (اخرجه مسلم فى الصحيح، كتاب: الذكر والدعا والتوبة والاستغفار، باب: فضل الذكر والدعا والتقرب الى الله تعالى، ٢٠٦٨/٣، الرقم:

٢٦٨٤، وابن ماجه فى السنن، كتاب: الادب، باب: فضل العمل، ١٢٥٥/٢، الرقم: ٣٨٢١

”حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اُسے اُس کی مثل دس گنا اجر ملتا ہے اور میں مزید اجر دیتا ہوں۔ جو شخص ایک برائی کرتا ہے اُسے صرف ایک برائی کی سزا ملتی ہے، یا میں اُسے بھی معاف کر دیتا ہوں اور جو بقدر ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں اُس سے بقدر ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو مجھ سے بقدر ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اُس سے بقدر چار ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو شخص میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے میں اُس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں اور جو شخص تمام روئے زمین کے برابر گناہ کر کے مجھ سے ملے اور اس نے شرک نہ کیا ہو تو میں اُس سے اتنی ہی مغفرت کے ساتھ ملوں گا۔“

نہ دولت نہ جاہ و چشم چاہتے ہیں گدائی تیرے در کی ہم چاہتے ہیں

لگا ہوں میں اپنی حرم چاہتے ہیں تجھے دل سے تیری قسم چاہتے ہیں

ندائے رحمت و مغفرت

عن ابي هريرة رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يتنزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر يقول: من يدعوني فاستجيب له من يسألني فاعطيه من يستغفرني فاغفر له . (اخرجه البخارى فى الصحيح، كتاب: الدعوات، باب: الدعاء نصف الليل، ٢٣٣٠/٥، الرقم: ٥٩٦٢، وايضا فى كتاب: التوحيد، باب: قول الله تعالى: يريدون ان يبدلوا كلام الله، ٢٤٢٣/٦، الرقم: ٤٠٥٦)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر رات اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو وہ فرماتا ہے: کون ہے مجھ سے دعا کرنے والا تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے مجھ سے سوال کرنے والا کہ میں اسے عطا کروں؟ کون ہے مجھ سے استغفار کرنے والا تاکہ میں اس کی مغفرت کروں۔“

پوشیدہ ہے پر جلوہ ہر اک شے سے عیاں ہے
جنگل میں پہاڑوں پہ بیابانوں میں ڈھونڈا
اللہ جمیل کی صدا آتی ہے اکثر
سنتا ہوں کہ ہے نفس و آفاق میں تو ہی
ہر نیکی و مجبور کا ہے آسرا تو ہی
یہ تیرا کرم ہے کہ میں اب حمد سرا ہوں
وابستہ ہے عابد کی جبین تیرے ہی در سے
یا رب تو ہی بتلا تو عیاں ہے کہ نہاں ہے
معلوم کسی کو نہیں تو ملتا کہاں ہے
پر میری نظر لائق دیدار کہاں ہے
اور یہ بھی ہے مشہور قریب رگ جاں ہے
ہر اک کا مددگار ہے تو فیض رساں ہے
ورنہ مجھے یا رب بھلا کب تاب بیاں ہے
اس در کے سوا اور کہاں جائے اماں ہے

(پروفیسر سید عابد میر قادری سلطانی)

کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے عطا کروں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : ينزل ربنا عز وجل كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر يقول : من يدعوني فاستجيب له من يسألني فاعطيه من يستغفرني فاغفر له . (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب : الجمعة، باب : الدعاء فی الصلاة من آخر الليل، ۳۸۴/۱، الرقم : ۱۰۹۲، والترمذی فی السنن، کتاب : الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب : منه، ۵۲۶/۵، الرقم : ۳۴۹۸، وقال ابو عیسیٰ : هذا حديث حسن صحيح)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات (اپنی شان کے مطابق) آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے۔ رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو پکارتا ہے: کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے کہ میں اسے عطا کروں؟ کوئی ہے جو مجھ سے معافی چاہے کہ میں اسے بخش دوں؟“

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : ينزل الله الى السماء الدنيا كل ليلة حين يمضي ثلث الليل الاول فيقول : انا الملك انا الملك من ذا الذي يدعوني فاستجيب له من ذا الذي يسألني فاعطيه من ذا الذي يستغفرني فاغفر له فلا يزال كذلك حتى يضيء الفجر . (اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب : صلاة المسافرين وقصرها، باب : الترغيب فی الدعاء والذكر فی آخر الليل والاجابة فيه، ۵۲۲/۱، الرقم : ۷۵۸)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب رات کا نصف یا اس کے دو تہائی حصے گزر جاتے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ (اپنی شان کے لائق) آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں۔ کوئی ہے مانگنے والا کہ جسے میں عطا کروں، کوئی ہے دعا کرنے والا کہ جس کی دعا میں قبول کروں، کوئی ہے

بخش طلب کرنے والا کہ جسے میں بخش دوں حتیٰ کہ اسی طرح صبح ہو جاتی ہے۔“

پشیمان ہے ازل سے لوح گماں میری
بنام مصطفیٰ آسودگی دے میرے بچوں کو
غبارِ مفلسی میں ہے میرے آنگن کی رعنائی
پس زنداں گرفتار بلا ہوں ایک مدت سے
گداز و سوز کی مشعل جلے گی ہر درتپے میں
ہوائے عجز کو حکم سکونت دے میرے مالک
ریاض بے نوا کی التجا ہے بزم ہستی سے
نہیں ہے توصیف کے قابل قلم میرا زباں میری
اگر اشکوں سے بھی لکھی گئی ہے داستاں میری
گمنا برے کہ تشنہ ہے ابھی تک ارضِ جاں میری
مسلل کرب کی حالت میں ہے عمر رواں میری
ذرا عرش بریں سے لوٹ آنے دو فغاں میری
اتا کی گرہ میں لپٹی ہوئی بستیاں میری
نشانِ راہ بن جائے یہ ہستی بے نشان میری

(ریاضِ حسین چودھری)

ہے کوئی بخشش مانگنے والا؟ میں اس کو بخش دوں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا مضی شطر اللیل او ثلثاء ينزل اللہ تبارک وتعالیٰ الی السماء الدنيا فيقول: هل من سائل يعطی هل من داع يستجاب له هل من مستغفر يغفر له حتی ینفجر الصبح۔ (اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: صلاة المسافرين وقصرها، باب: الترغیب فی الدعاء والذكر، ۵۲۲/۱، الرقم: ۷۵۸)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب رات کا نصف یا اُس کے دو تہائی حصے گزر جاتے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے: کوئی مانگنے والا ہے جسے میں عطا کروں۔ کوئی دعا کرنے والا ہے کہ جس کی دعا میں قبول کروں، کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے کہ جسے میں بخش دوں حتیٰ کہ اسی طرح صبح ہو جاتی ہے۔“

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ یقول: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ینزل اللہ فی السماء الدنيا لشطّر اللیل او ثلث اللیل الآخر فیقول: من یدعونی فاستجب له او یسألنی فاعطیہ ثم یقول: من یقرض غیر عدیّم ولا ظلوم۔ (اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: صلاة المسافرين وقصرها، باب: الترغیب فی الدعاء والذكر، ۵۲۲/۱، الرقم: ۷۵۸)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نصف یا تہائی رات گزر جانے کے بعد آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے: ہے کوئی جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اُس کی دعا قبول کروں یا مجھ سے سوال کرے اور میں اُسے عطا کروں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُس ذات کو کون قرض دے گا جو نہ کبھی فنا ہوگی نہ کسی پر ظلم کرے گی۔“

☆ عن سعيد بن سعيد بهذا الاسناد وزاد ثم يسقط يديه تبارك وتعالى يقول: من يقرض غير
عدوم ولا ظلوم . (رواه مسلم . اخرجہ مسلم فی الصحيح، کتاب: صلاة المسافرين وقصرها، باب: الترغيب فی
الدعاء والذكر، ۵۲۲/۱، الرقم: ۷۵۸)

”ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) اپنے ہاتھ پھیلا
کر فرماتا ہے اُس کو کون قرض دے گا جو نہ کبھی فنا ہوگا اور نہ کبھی ظلم کرے گا۔“

تیری ذات پاک ہے اے خدا تیری شان جل جلالہ تیرا نام مالک دوسرا تیری شان جل جلالہ
جسے چاہے مُردہ بنائے تو جسے چاہے زندہ اٹھائے تو تیرے ہاتھ میں ہے فنا بقا تیری شان جل جلالہ
کوئی شاہ کوئی امیر ہے کوئی بے نوا و فقیر ہے جسے چاہے جیسا بنا دیا تیری شان جل جلالہ
تو خدا امیر و غریب کا تو سہارا شاہ و فقیر کا تو ہے ساری دنیا کا آسرا تیری شان جل جلالہ
ہے ہر اک چمن میں تو رنگ و بو ہے زباں پہ طوطی کی تو ہی تو پڑھے کیوں نہ بلبل خوش نوا تیری شان جل جلالہ
ہے کوئی توبہ کرنے والا

عن ابی سعید و ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قالا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ یمهل
حتى اذا ذهب ثلث الليل الاول نزل الى السماء الدنيا فيقول: هل من مستغفر؟ هل من تائب؟
هل من سائل؟ هل من داع؟ حتى ينفجر الفجر . (اخرجہ مسلم فی الصحيح، کتاب: صلاة المسافرين
وقصرها، بلب: الترغيب فی الدعاء والذكر، ۵۲۲/۱، الرقم: ۷۵۸)

”حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مہلت دیتا
رہتا ہے حتیٰ کہ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے:
کوئی ہے بخشش طلب کرنے والا! کوئی ہے توبہ کرنے والا! کوئی ہے سوال کرنے والا! کوئی ہے دعا کرنے والا! حتیٰ کہ
فجر کی پو پھوٹ پڑتی ہے۔“

مرے خالق تو ہے سب کا سہارا ترے در پر ہے خلقت کا گذارا
اگر ہوں یہ دیکھنے والی آنکھیں تو ہر اک شے میں ہے تیرا نظارا
تری نظر کرم ہو جائے تو پھر چمک اٹھے مقدر کا ستارا
جرے محبوب کا جو نام لے لے تو طوفاں میں ملے اس کو کنارہ
ہر اک مشکل ہوئی حل اس کی فوراً تجھے جس نے بھی مشکل میں پکارا
بروزِ حشر قائد کی طرف بھی جری رحمت کا ہو جائے اشارہ

(ابوالارشد قائد شرقپوری)

کون ہے بخشش مانگنے والا؟

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ينزل اللہ الى السماء الدنيا كل ليلة حين يمضي ثلث الليل الاول فيقول: انا الملك من ذا الذي يدعوني فاستجيب له من ذا الذي يسالني فاعطيه من ذا الذي يستغفرني فاغفر له فلا يزال كذلك حتى يضيء الفجر .
(اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: الصلاة، باب: ما جاء فی نزول الرب عزوجل الى السماء الدنيا كل ليلة، ۳۰۷/۲، الرقم: ۴۴۶)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر رات اللہ تعالیٰ کی (خاص) رحمت، رات کی پہلی تہائی کے آخر تک اترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں، کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اُسے قبول کروں؟ کون ہے جو مانگے میں اُسے عطا کروں، کون ہے جو بخشش مانگے میں اُسے بخش دوں؟ اور صبح صادق تک یہی کیفیت رہتی ہے۔“

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی دوسرے طرق سے بھی یہ حدیث مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب رات کا آخری تہائی باقی رہتا ہے اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے۔“ اور یہ روایت صحیح تر ہے۔

نصف شعبان کی رات رحمت الہی جو بن پر

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: فقدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ليلة فخرجت فاذا هو بالبقيع فقال: اكنت تخافين ان يحيف الله عليك ورسوله؟ قلت: يا رسول الله، اني ظننت انك اتيت بعض نسائك . فقال: ان الله عزوجل ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لا كثر من عدد شعر غنم كلب . (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: الصوم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: ما جاء فی ليلة النصف من شعبان، ۱۱۶/۳، الرقم: ۷۳۹، وابن ماجہ فی السنن، کتاب: القامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی ليلة النصف من شعبان، ۴۴۳/۱، الرقم: ۱۳۸۹)

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک رات میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو نہ پایا تو میں آپ کی تلاش میں نکلی کیا دیکھتی ہوں کہ آپ جنت البقیع میں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے ڈر ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کرے گا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے سوچا شاید آپ کسی دوسری زوجہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر (جیسا کہ اُس کے شایانِ شان ہے) اترتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کو بخشتا ہے۔“

عمیاں ہے ذرے ذرے سے خدا کی عالم آرائی وہ لا محدود ہے ادراک کی حدوں سے باہر ہے وہ ہے موجود ہر جاں میں جدا بھی ہر کسی سے ہے جہان ماسوا اس کی نگاہوں میں نہیں چٹا ہے گھیرا یاس کا توڑا اسی کے لطف رحمت نے اسی کا نور ہے سب یوسفی صحن گلستان میں اسی کا عکس انور ہے جمال و حسن و زیبائی ابد تک محو حیرت ہی رہے گا ذوق جویائی ہے ہر محفل میں رہ کر بھی مسلم اس کی تنہائی ہے دیکھی جس نے ہر جلوے میں اس کی شان یکتائی مصیبت کی گھڑی میں ذات بس اس کی ہی کام آئی اسی نے دی ہے غنچوں کو چمک پھولوں کو رعنائی

کون ہے جو مجھ سے رزق و عافیت مانگے

☆ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا كانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلہا وصوموا نهارہا فان اللہ ينزل فیہا لغروب الشمس الی سماء الدنیا فیقول: الا من مستغفر لی فاغفر له الا مسترزق فارزقه الا مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر۔ (اخرجه ابن ماجہ فی السنن، کتاب: اقامة الصلاة والسنة فیہا، باب: ما جاء فی لیلة النصف من شعبان، ۴۴۴/۱، الرقم: ۱۳۸۸، والبیہقی فی شعب الایمان، ۳/۳۷۸، الرقم: ۳۸۲۲، وابضا فی فضائل الاوقات، ۱/۲۲، الرقم: ۲۳)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات میں سورج غروب ہوتے ہی آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اُس کی مغفرت کروں، کون مجھ سے رزق طلب کرتا ہے کہ میں اُسے رزق دوں، کون مبتلائے مصیبت ہے کہ میں اُسے عافیت دوں۔ اسی طرح صبح تک ندامت مند ہوتی رہتی ہے۔“

بد بخت ہی ہوگا جو نہ بخشا جائے

☆ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: فقدت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلة فخر جت اطلبہ فاذا هو بالبقیع رافع راسہ الی السماء فقال: یا عائشة، اکت تخافین ان یحیف اللہ علیک ورسولہ قالت: قد قلت: وما بی ذلک ولکنی ظننت انک اتیت بعض نسائك۔ فقال: ان اللہ تعالیٰ ينزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لا کثر من عدد شعر غنم کلب (اخرجه ابن ماجہ فی السنن، کتاب: اقامة الصلاة والسنة فیہا، باب: ما جاء فی لیلة النصف من شعبان، ۴۴۴/۱، الرقم: ۱۳۸۹)

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے ایک رات حضور نبی اکرم ﷺ کو (بستر مبارک پر موجود) نہ پایا، میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی، دیکھا تو آپ ﷺ جنت البقیع میں تھے۔ آپ ﷺ کا سر آسمان کی جانب اٹھا ہوا تھا۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تو اس بات کا خوف کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ تجھ پر ظلم کریں گے۔ میں نے عرض کیا: یہ بات نہیں بلکہ مجھے خیال ہوا تھا کہ آپ دوسری ازواج میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو آسمان دنیا کی جانت نزول فرما ہوتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کے گناہوں کی بخشش فرماتا ہے۔“

کون ہے خاک سے سبزے کو اگانے والا	ارض کو دامن گلزار بنانے والا
سطح دریا پہ سفینوں کو بہانے والا	آسمان کو مہ و انجم سے سجانے والا
ہم سے پوچھو تو بتائیں اسے کیا کہتے ہیں	اسی ہستی کو زمانے میں خدا کہتے ہیں
وہی اس وقت بھی تھا جب کوئی موجود نہ تھا	صیغہ رفت نہ تھا مسئلہ بود نہ تھا
رواقِ ہستی کونین کی ہے کان وہی	جلوہ محفل ”یومِ ہو فی شان“ وہی
اک ہمیں اس راہ تحقیق میں کیا حیراں ہیں	جملہ اقوام و مل کے عقل حیراں ہیں
اہل بینش متحیر، علماء حیراں ہیں	فلسفی سر بگریباں، حکماء حیراں ہیں
صمدیت کا تقاضا ہے کہ وہ راز رہے	اور بندوں کی جبین وقف درِ ناز رہے

یہ ہیں بد بخت

عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان اللہ لیطلع فی لیلة النصف من شعبان فیغفر لجميع خلقه الا لمشرك او مشاحن۔ (اخرجه ابن ماجہ فی السنن، کتاب: القامة الصلاة والسنة فیہا، باب: ما جاء فی لیلة النصف من شعبان، ۴۲۵/۱، الرقم: ۱۳۹۰)

”حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو (آسمان دنیا پر) ظہور فرماتا ہے اور مشرک اور چغل خور (یا کینہ پرور) کے علاوہ سب کی بخشش فرمادیتا ہے۔“

گناہگاروں کے لیے رب کی رحمت کا بیان

ان کی رحمت کا آسرا مانگو	مانگو مانگو یہی دعا مانگو
جو بھی مانگو اے مانگنے والو	صدق نام مصطفیٰ مانگو

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن بن علی رضی اللہ عنہ وعنده الاقرع بن حابس التميمی جالسا، فقال الاقرع: ان لی عشرة من الولد ما قبلت منهم احدا فنظر الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ثم قال: من لا یرحم لا یرحم۔ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الادب، باب: رحمة الولد وتقبلہ ومعانقہ، ۲۲۳۵/۵، الرقم: ۵۶۵۱)

و مسلم فی الصحيح، کتاب: الفضائل، باب: رحمة والعیال وتواضع هو فضل لك، ۱۸۰۸/۳، الرقم: ۲۳۱۵

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما تو آپ ﷺ کے پاس اُس وقت اقرع بن حابس تمیمی بھی بیٹھے ہوئے تھے (یہ دیکھ کر) وہ بولے: (یا رسول اللہ!) میرے دس بیٹے ہیں میں نے تو کبھی اُن میں سے کسی کو نہیں چوما۔ اِس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔“

تو ہی خالق تو ہی . ازق تو ہی رب	دوسرا تجھ بن ہے میرا کوئی کب
الغرض ہر کام کا میرے کفیل	ظاہر دباطن تو ہی ہے بے دلیل
لیک صد حسرت بایں لطف و عطا	میں کروں ہر دم ترے جرم و خطا
پر کروں کیا آہ تیرے حلم و خیر	کرتے ہیں مجھ کو گناہوں پر دلیر
ہے یقین گر عمر بھر عصیاں ہو اب	پیش خورشید کرم ہوں محو سب
گر تیری بخشش کا نکلے آفتاب	ہو شب جرم و خطا روز ثواب
ہو طلوع تیرا اگر ماہ نجات	ظلمت عصیاں ہو نور صالحات
کر ترا دریا رحمت جوش کہا	مثل خس دے سب گناہوں کو بہا
لطف و احساں کیا کروں تیرا رقم	کرتا ہے جو جو کہ تو مجھ پر کرم
قطرہ ناپاک سے مجھ کو بفضل	کر دیا پاک و لطیف و خوب شکل

(حاجی امداد اللہ مہاجر کی مجلس)

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان الاقرع بن حابس ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو یقبل حسینا، فقال: ان لی عشرة من الولد ما فعلت هذا بواحد منهم، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من لا یرحم لا یرحم . (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الادب، باب: رحمة الولد وتقبیلہ ومعانقہ، ۲۲۳۵/۵، الرقم: ۵۶۵۱)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو حضرت حسین علیہ السلام کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا، تو عرض کیا: میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے آج تک اُن میں سے کسی کے ساتھ بھی ایسا (پیار بھرا برتاؤ) نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔“

چلے پھر ہوئے کرم یا الہی مٹا دل سے رنج و الم یا الہی
یہی ہے دعا دم بدم یا الہی کرم ہو کرم ہو کرم یا الہی
سکون دے ہمارے دل مضطرب کو فنا کر دے افکار و غم یا الہی

عطا کر ہمیں دین و دنیا کی دولت طفیل شفیع ام یا الہی
یہ مانا کہ بے حد گناہ ہیں ہمارے مگر تیری رحمت سے کم یا الہی
چلا ان بزرگوں کے نقش قدم پر ہوا جن پہ تیرا کرم یا الہی
مٹا ہر بیماری جسم اور روح کی رہے پھر نہ کوئی سقم یا الہی
جولوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ بھی رحم نہ فرمائے گا

☆ حضرت جرید بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس

جولوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرمائے گا۔ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: التوحید، باب:

قول اللہ تبارک وتعالیٰ: قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن، ۲۶۸۶/۶، الرقم: ۶۹۴۱، وایضا فی الادب المفرد، ۴۸/۱، الرقم: ۹۶) صحیح مسلم کی روایت میں انہی سے روایت ہے مگر الفاظ یہ ہیں

من لا یرحم الناس لا یرحمہ اللہ

جولوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرمائے گا۔ (اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: الفضائل، باب:

رحمة الصبيان والعیال، ۱۸۰۹/۳، الرقم: ۲۳۱۹، والبخاری فی الادب المفرد، ۴۸/۱، الرقم: ۹۶)

کھلاتی پلاتی ہے رحمت خدا کی دوامی ثباتی ہے رحمت خدا کی
بھلوں کو بھلائی کی توفیق دی ہے بروں سے نبھاتی ہے رحمت خدا کی
نگاہ طلب کو کئی صورتوں میں تجلی دکھاتی ہے رحمت خدا کی
سنو پار ساؤ! نہ اتراؤ خود پر گنہ سے بچاتی ہے رحمت خدا کی
مصائب سے ہم یوں ہی گھبرا رہے ہیں ہمیں آزماتی ہے رحمت خدا کی
جو روں تو اس کا کرم چپ کرائے گروں تو اٹھاتی ہے رحمت خدا کی
بچا کر سفینوں کو طوفان غم سے کنارے لگاتی ہے رحمت خدا کی
بناتی ہے بگڑے ہوئے کام میرے مقدار جگاتی ہے رحمت خدا کی
دیں چلنے لگتی ہے باد بہشتی جہاں یاد آتی ہے رحمت خدا کی
ابھرتا ہے فیضان جب خوف دل میں تو ہمت بڑھاتی ہے رحمت خدا کی

(پروفیسر فیض رسول فیضان)

اللہ تعالیٰ تمام کاموں میں نرمی کو پسند فرماتا ہے

☆ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ یحب الرفق

فی الامر کله .

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ ہر ایک معاملہ میں نرمی

برتنے کو پسند فرماتا ہے۔“ (خرجہ البخاری فی الصحيح، کتاب: الادب، باب: الرفق فی الامر کله، ۲۲۴۲/۵، الرقم

۵۶۷۸، وایضا فی کتاب: الاستئذان، باب: کیف الرد علی اهل الذمۃ بالسلام، ۲۳۰۸/۵، الرقم: ۵۹۰۱، وایضا فی

کتاب: الدعوات، باب: الدعا علی المشرکین، ۲۳۴۹/۵، الرقم: ۶۰۳۲، ومسلم فی الصحيح، کتاب: السلام.

باب: النهی عن ابتداء اهل الکتاب بالسلام وکیف یرد علیہم، ۱۷۰۶/۴، الرقم: ۲۱۶۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے الفاظ اس طرح بھی مروی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

یا عائشة ان الله رفيق يحب الرفق فی الامر کله

اے عائشہ بے شک اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والا ہے، ہر معاملہ میں نرمی کو ہی پسند فرمایا ہے۔ (خرجہ البخاری فی

الصحيح، کتاب: استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب: اذا عرض الذمی وغیره بسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ولم یصرح نحو قوله: السام علیکم، ۲۵۳۹/۶، الرقم: ۶۵۲۸، ومسلم فی الصحيح، کتاب: البر والصلة والآداب،

باب: فضل الرفق، ۲۰۰۳/۴، الرقم: ۲۵۹۳)

ایک روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی یہ الفاظ بھی ہیں:

ان الله رفيق ويعطي الرفق على الرفق مالا يعطى على العنف .

بے شک اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پہ وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو کہ سختی پہ عطا نہیں فرماتا۔

☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: من یحرم الرفق یحرم الخیر .

جو نرمی سے محروم ہو وہ (ہر) بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔

(خرجہ مسلم فی الصحيح، کتاب: البر والصلة والآداب، باب: فضل الرفق، ۲۰۰۳/۴، الرقم: ۲۵۹۲)

حمد بے حد ہے سزاوار خدائے دو جہاں جس کا ذکر پاک ہے وجہ قرار قلب و جاں

انضباط کائنات اک حرف کن سے کر دیا انبساط و غم کا خالق کون ہے تیرے سوا

آگ کو حدت عطا کی ہے، روانی آب کو پھول کو رنگت تو نزہت گلشن شاداب کو

ابن آدم کے لیے کر دی مسخر کائنات سب علوم اس کو سکھائے از پے عرفان ذات

شکر اس کی نعمتوں کا کیا ہو بندوں سے ادا بیکراں رحمت ہے اس کی، لطف ہے بے انتہا

اس کی عظمت کو پہنچ سکتے نہیں فکر و خیال اس کا ہے ذکر مقدس ماورائے قیل و قال

جس طرح بے مثل ہے محمود رب ذوالجلال ہے خبیب اس کا جہاں میں بے نظیر و بے مثال

(راجا شید محمود)

صلہ رحمی اور قطع رحمی

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الراحمون يرحمهم الرحمن ارحموا من في الارض يرحمكم من في السماء. الرحم شجنة من الرحمن فمن وصلها وصله الله ومن قطعها قطعته الله

”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحم بھی فرماتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا (یعنی اللہ تعالیٰ) تم پر رحم فرمائے گا۔ رحم، رحمن سے مشتق ہے۔ جو اس کو ملائے گا اللہ تعالیٰ اُسے ملائے گا اور جو اُسے قطع کرے گا اللہ تعالیٰ سے اُس کا رشتہ ٹوٹ جائے گا۔“

(اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ما جاء في رحمة الناس،

۳/۳۲۳، الرقم: ۱۹۲۳)

☆ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الراحمون يرحمهم الرحمن ارحموا اهل الارض يرحمكم من في السماء
رحم کرنے والوں پر رحم بھی فرماتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔

(اخرجه ابو داؤد فی السنن، کتاب: الادب، باب: في الرحمة ۲/۲۸۵، الرقم: ۴۹۴۱)

کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہربان ہو گا عرش بریں پر

اے علام الغیوب.....

اے علام الغیوب عزوجل! درگزر فرما کہ ہم تیری رحمت سے اچھا گمان رکھتے ہیں۔ یا اللہ عزوجل! میری حسرت کتنی عظیم ہے کہ میں دوسروں کو نصیحت کرتا ہوں اور خود غافل ہوں۔ یا اللہ عزوجل! مجھ پر کتنی سخت مصیبت ہے کہ میں دوسروں کو جگاتا ہوں اور خود سویا ہوا ہوں، اے میرے مالک عزوجل! میرا معاملہ کتنا عجیب ہے کہ میں دوسروں کی رہنمائی کرتا ہوں اور خود حیرت زدہ ہوں۔ یا الہی عزوجل! نصیحت کرنے والے اور بیکار باتوں میں پڑنے والے سے درگزر فرما۔ یا الہی عزوجل! اگر میرا کلام خالص تیری رضا کے لیے نہیں تو میرے اجتماع میں کوئی تو ایسا شخص ہو گا جو خالص تیری رضا کے لیے حاضر ہوا ہو گا لہذا اپنے وجہ کریم کے صدقے میری کوتاہی کے معاملے میں اس کی شفاعت قبول فرما اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے اہم سب پر اپنی خاص رحمت فرما۔

کچھ نہ تھا جب بھی تھا تو ہی موجود جب کچھ نہ ہو گا، ہو گا تیرا وجود
مالک الملک لا شریک ہے تو ہی خالق ہے اور تو ہی معبود
تیری ہی جستجو میں سب گم ہیں جز تیرے اور کوئی نہیں مقصود
تو ہی ہر شے سے ہو گیا ظاہر تو ہی شاہد ہے اور خود ہی مشہود

شکر تیرا خدائے عزوجل عابد ہے تیرے در پہ سر بسجود

پروفیسر سید عابد میر قادری سلطان برحانی پوری / بشکریہ ماہنامہ آستانہ کراچی، ماہ اکتوبر ۲۰۱۰ء

پیا سے کتے کو پانی پلانے والی بدکارہ بخشی گئی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

بینما کلب یطیف برکبة کاد یقتله العطش اذ راتہ بغی من بغایا بنی اسرائیل فنزعت موقھا فسقته فغفر لها بہ .

”کتا کسی کنوئیں کے گرد گھوم رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ عنقریب پیاس سے مر جائے گا۔ اسی اثنا میں بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کا اُدھر سے گزر ہوا۔ اُس نے اپنا موزہ اُتار کر اُس سے پانی نکال کر کتے کو پلا دیا۔ اُس کے اس عمل کی وجہ

سے اُس کی مغفرت فرمادی گئی۔“ (اخرجہ البخاری فی الصحيح، کتاب: احادیث الانبیاء، باب: حدیث الغار،

۱۲۷۹/۳، الرقم: ۳۲۸۰، ومسلم فی الصحيح، کتاب: السلام، باب: فضل منی البہائم المحترمة واطعامها،

۱۷۶۱/۳، الرقم: ۲۲۳۵)

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: بینا رجل یمشی

فاشتد علیہ العطش فنزل بنرا فشرب منها ثم خرج فاذا هو بکلب یلہث یا کل الثری من العطش

فقال: لقد بلغ هذا مثل الذی بلغ نبی فملا خفہ ثم امسکہ بفیہ ثم رقی فسقی الکلب فشکر اللہ

لہ فغفر لہ۔ قالوا: یا رسول اللہ، وان لنا فی البہائم اجرا؟ قال: فی کل کبد رطبة اجر

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی جا رہا تھا کہ اُسے سخت پیاس لگی۔

وہ ایک کنوئیں میں اُتر اور اُس سے پانی پیاجب باہر نکلا تو ایک کتے کو ہانپتے دیکھا جو پیاس کی وجہ سے مٹی چاٹ رہا

تھا۔ اُس نے دل میں کہا: اُسے بھی اُسی طرح پیاس لگی ہوگی جیسے مجھے پیاس لگی تھی۔ اُس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا اور

منہ میں لے کر نکلا اور کتے کو پانی پلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی یہ نیکی قبول کی اور اُسے بخش دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض

گزار ہوئے: یا رسول اللہ! کیا جانوروں کی وجہ سے بھی ہمیں ثواب ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر جاندار پر ثواب

ملتا ہے۔“ (اخرجہ البخاری فی الصحيح، کتاب: المساقاة، باب: فضل منی الماء، ۸۳۳/۲، الرقم: ۲۲۳۳، وایضا

فی کتاب: المظالم والغصب، باب: الآبار علی الطرق اذا لم یتاذبھا، ۸۷۰/۲، الرقم: ۲۳۳۳)

لوگوں سے درگزر کرنے والے سے اللہ نے درگزر فرمایا

عن حذیفہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تلقت الملائکة روح رجل

ممن کان قبلکم فقالوا: اعملت من الخیر شینا قال: لا قالوا: تذاکر قال: کنت اداین الناس فامر

فتیانہ ان ینظروا المعسر ویتجاوزوا عن الموسر۔ قال: قال اللہ عزوجل: تجاوزوا عنہ .

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلی اُمتوں کے ایک شخص کا واقعہ ہے کہ (مرنے کے بعد) فرشتے اُس کی روح سے ملے اور پوچھا: کیا تم نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ اُس نے کہا: نہیں۔ فرشتوں نے کہا: یاد کرو، اُس نے کہا: میں لوگوں کو قرض دیتا تھا اور اپنے نوکروں سے کہتا تھا کہ مفلس کو مہلت دینا اور مالدار سے درگزر کرنا، اللہ عزوجل نے فرمایا: (اے فرشتو!) تم بھی اس سے درگزر کرو۔“ (اخرجه مسلم فی الصحيح،

کتاب: المساقاة، باب: فضل انظار المعسر، ۱۱۹۴/۳، الرقم: ۱۵۶۰)

☆ عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: دخلت امرأة النار في هرة ربطتها فلم تطعمها ولم تدعها تاكل من خشاش الارض .

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک عورت بلی کی وجہ سے دوزخ میں ڈالی گئی۔ اُس نے اُسے باندھ رکھا تھا لیکن نہ اُسے کھانے کو دیتی تھی اور نہ ہی چھوڑتی تھی کہ وہ کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: بدء الخلق، باب: خمس من الدواب فواسق يقتلن فی الحرم،

۱۲۰۵/۳، الرقم: ۳۱۴۰)

☆ عن ابي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: دخلت امرأة النار في هرة ربطتها فلا هي اطعمتها ولا هي ارسلتها تاكل من خشاش الارض حتى ماتت هزلا .

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک عورت بلی کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہو گئی، اُس نے ایک بلی کو باندھ کر رکھا، اُس کو نہ کھلایا، نہ پلایا اور نہ ہی اُس کو آزاد کیا کہ وہ حشرات الارض کو کھا لیتی حتیٰ کہ وہ بلی کمزوری کی وجہ سے مر گئی۔“ (اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: البر والصلة والآداب، اباب تحريم تعذيب

الهرة ونحوها من الحيوان الذي لا يؤذى، ۲۱۱۰/۳)

تو رؤف ورحیم وخالق ہے	تو ولی وحمید ورازق ہے
تو ودود وحفیظ وصادق ہے	ذات تیری ثنا کے لائق ہے
جھولیاں سب کی تو ہی بھرتا ہے	تو دعائیں قبول کرتا ہے
فرحت جادواں ہے جس کا نام	جس کو کہتے ہیں انبیاء کا امام
لطف سے تیری اے خدائے انام	جس کو حاصل ہوئی بقائے دوام
تیرا محبوب تیرا محرم ہے	ذات جس کی رسول اکرم ہے
ایک ہم ہیں کہ غرقِ ذلت ہیں	قائلِ سحر، جبر و نخواست ہیں
گو زمانے میں ہم بکثرت ہیں	زیرِ دامِ نفاق و نفرت ہیں
قافلے اپنے بے جیل ہوئے	چھوڑ کر تجھ کو ہم ذلیل ہوئے

بت شکن بت پرست ہو بیٹھے اپنی غیرت سے ہاتھ دھو بیٹھے
 رونا رسوائیوں کا رو بیٹھے بیچ نفرت کے آپ بو بیٹھے
 دلوں سرد ہو گئے اپنے قافلے گرد ہو گئے اپنے
 واسطے تجھ کو تیری عظمت کا پھیر دے رخ ہماری قسمت کا
 واسطے اس شہ نبوت کا جو ہے سر چشمہ تیری رحمت کا
 ہم زمانے میں ایک ہو جائیں اپنے اعمال نیک ہو جائیں
 (شکِ تری)

چڑیا کسی بھی جانور پہ رحم کرنے والے کے لیے خوشخبری

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من رحم ولو ذبیحة عصفور رحمه الله يوم القيامة

جس شخص نے ایک چڑیا کو ذبح کرتے وقت بھی رحم کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بخش دے گا۔

اس حدیث کو امام طبرانی، بیہقی اور بخاری نے ”الادب المفرد“ میں روایت کیا ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ اسے امام طبرانی نے

ثقة رجال کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر، ۲۳۳/۸، الرقم: ۷۹۱۵، والبیہقی فی شعب الایمان، ۴۸۲/۷، الرقم: ۱۱۰۷۰،

والبخاری فی الادب المفرد، ۱۳۸/۱، الرقم: ۱۸۱)

☆ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مثل بالحيوان .

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اُس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو جانور کے ناک

کان وغیرہ کاٹے۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الذبائح والصيد، باب: ما یکرہ من المثلثة والمصورة

والمجتمعة، ۲۱۰۰/۵، الرقم: ۵۱۹۶)

☆ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انه مر علی قوم وقد نصبوا دجاجة حية یرمونہا فقال: ان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن من مثل بالبہائم .

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جنہوں نے ایک زندہ مرغی کو زمین میں گاڑ رکھا تھا اور

اُس پر نشانہ بازی کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کے مثلہ کرنے

والے پر لعنت فرمائی ہے۔“ (اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، ۱۳/۲، الرقم: ۳۶۲۲)

☆ عن سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ یقول خرجت مع ابن عمر رضی اللہ عنہما فی طریق من

طرق المدينة فاذا غلما یرمون دجاجة فقال ابن عمر: من فعل هذا؟ فتفرقوا فقال: ان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم لعن من یمثل بالحيوان .

”حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ساتھ مدینہ کی ایک راہ پر جا رہا تھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ لڑکے ایک مرغی کو باندھے اُس پر نشانہ بازی کر رہے ہیں۔ پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ کس نے کیا ہے؟ (یہ سن کر) لڑکے بھاگ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کے مثلہ کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔“

(اس حدیث کو امام دارمی، حاکم اور ابونعیم نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث امام بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔)

(اخرجه الدارمی فی السنن، ۱۱۳/۲، الرقم: ۱۹۷۳، والحاکم فی المستدرک، ۲۶۱/۲، الرقم: ۷۵۷۵، وابونعیم فی

حلیۃ الاولیاء، ۲۹۶/۳، والمنای فی فیض القلیور، ۳۸۸/۶)

اک ذرۂ نا چیز کیا حمد خدا کرے
سب کو نوازنا تری رحمت کی ریت ہے
آنکھیں جلیں مثل چراغِ شبِ فراق
طاعت، ادب، رضا و عطا میں ہیں دونوں ایک
میں ہر گھڑی گناہ میں گھرتا چلا گیا
جاں سے قریب ہے مگر ادراک سے دوری
ہم کیا ہمارے لفظ کیا اپنی بساط کیا
کیا بحر بے کنار میں نا آشنا کرے
کوئی تمام عمر نہ چاہے وفا کرے
سجدے تیرے حضور یہ دل جا بجا کرے
کافر ہے جو حبیب و محبت کو جدا کرے
رحمت تری معاف میری ہر خطا کرے
یاں شہ سوار عقل کرے گر تو کیا کرے
ہوتا ہے کون نورِ حواس کی ثنا کرے

(نور احمد نور)

جانوروں کو ستانے والا

عن هشام بن زید قال: دخلت مع انس رضی اللہ عنہ علی الحکم بن ایوب فرای غلماناً او فتياناً نصبوا دجاجة يرمونها فقال انس رضی اللہ عنہ: نهى النبي صلى الله عليه وسلم ان تصبر البهائم.

”حضرت هشام بن زیاد کا بیان ہے کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حکم بن ایوب کی خدمت میں حاضر ہوا پس انہوں نے چند لڑکوں یا نوجوانوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو باندھ کر اُس پر تیر چلا رہے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب:

الدبائح والصید، باب: ما يكره من المثلة والمصورة والمجنمة، ۲۱۰۰/۵، الرقم: ۵۱۹۳)

☆ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ دخل علی یحیی بن سعید و غلام من بنی یحیی رابط دجاجة يرميها فمشى اليها ابن عمر حتى حلها ثم اقبل بها وبالغلام معه فقال: ازجروا غلامكم

عن ان يصبر هذا الطير للقتل فاني سمعت النبي صلى الله عليه وسلم نهى ان تصبر بهيمة او غيرها للقتل .

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت یحییٰ بن سعید کے پاس گئے تو حضرت یحییٰ کی اولاد میں سے ایک لڑکے کو دیکھا کہ مرغی کو باندھ کر اُسے پتھر مار رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُس کے پاس جا کر اُسے آزاد کیا۔ پھر مرغی اور اُس لڑکے کو ساتھ لے کر حضرت یحییٰ بن سعید کے پاس گئے اور فرمایا: اپنے لڑکے کو تنبیہ کریں کہ پرندے کو اس طرح بے بس نہ کیا کرے کیونکہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے موسیٰ وغیرہ کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔“ (اخرجه البحاری فی الصحيح، کتاب: الذبائح والصيد، باب: ما يكره من المثلة والمصورة والمجسمة،

۵/۲۱۰۰، الرقم: ۵۱۹۵)

نالہ کرتے ہیں آہ کرتے ہیں	یہ بھی کوئی گناہ کرتے ہیں
پاؤں زخمی ہوئے تو ہونے دو	سر کو ہم وقفِ راہ کرتے ہیں
آپ کے ہجر میں اسیر الم	گریہ اے بادشاہ کرتے ہیں
دور دُوری کا دور ہو جائے	یہ دعا صبح گاہ کرتے ہیں
دل لگانا کسی سے لا حاصل	وہ کسی سے نباہ کرتے ہیں
گرچہ عاصی ہیں تیری رحمت کے	ہم امید اے الہ کرتے ہیں
۔ ناامیدی ہے کام کافر کا	یاس وہ رو سیاہ کرتے ہیں
آپ کے غم میں جان دی ہم نے	آپ کو ہم گواہ کرتے ہیں
ان کے حسن جمیل کی توصیف	انجم و مہر و ماہ کرتے ہیں
حالِ دل ان سے کیا کہے کوئی	سن کے وہ واہ واہ کرتے ہیں
حسنِ ناپائیدار پر یہ غرور	بت ستم بے پناہ کرتے ہیں
حسنِ فانی بھی حسن ہے کوئی	عمر کو کیوں تباہ کرتے ہیں
حسنِ باطل پہ ناز اور غمزہ	کیوں یہ نامہ سیاہ کرتے ہیں
آنکھ رکھتے ہیں جو نعیم الدین	دل سے عشقِ الہ کرتے ہیں

(مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی)

ایسے شخص پہ خدا کی لعنت ہے

☆ عن سعيد بن جبیر رضي الله عنه قال: كنت عند ابن عمر رضي الله عنهما فمرروا بفتية او بنصر نصوا دجاجة يرمونها فلما راوا ابن عمر رضي الله عنهما تفرقوا عنها وقال ابن عمر: من

فعل هذا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن من فعل هذا ۔

”حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ آپ کا گزر چند لڑکوں یا آدمیوں کے پاس سے ہوا جو ایک مرغی کو باندھ کر نشانہ بازی کر رہے تھے۔ جب انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو منتشر ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت فرمایا: یہ کام کس نے کیا ہے؟ بیشک حضور نبی اکرم ﷺ نے اُس پر لعنت فرمائی ہے جو ایسا کام کرے۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الذبائح والصيد، باب:

ما يكره من المثلة والمصورة والمجتمعة، ۵/۲۱۰۰، الرقم: ۵۱۹۶)

☆ عن سعيد بن جبیر رضی اللہ عنہ قال مرا ابن عمر رضی اللہ عنہما بفتیان من قریش قد نصبوا طیرا وهم یرمونہ وقد جعلوا لصاحب الطیر کل خاطنة من نبلهم فلما راوا ابن عمر رضی اللہ عنہما تفرقا، فقال ابن عمر: من فعل هذا لعن اللہ من فعل هذا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن من اتخذ شینا فیہ الروح غرضا ۔

”حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قریش کے چند جوانوں پر گزر ہوا جو ایک پرندے کو باندھ کر اُس پر تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے اور انہوں نے پرندے والے سے یہ طے کر لیا تھا کہ جس کا تیر نشانہ پر نہیں لگے گا وہ اُس کو کچھ دے گا، جب انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو ادھر ادھر ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو شخص اس طرح کرے اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، جو شخص کسی جاندار کو ہدف بنائے بلاشبہ اُس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے۔“ (اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: الصيد، والذبائح وما

یوکل من الحيوان، باب: النهی عن صبر البهائم، ۳/۱۵۵۰، الرقم: ۱۹۵۸)

تیری قید سے جب رہا ہو گئے ہم	اسیر کنند ہوا ہو گئے ہم
جفاؤں نے چکر وفا کا بنایا	وفاؤں سے اہل رضا ہو گئے ہم
وہ معراج پائی کہ خود ہی نہ سمجھے	تیرے عشق میں کیا سے کیا ہو گئے ہم
مرض تیری الفت کا لے کر جگر میں	زمانے کے حق میں شفا ہو گئے ہم
لایا جو جاں پہ نقدِ بقا کو	تو سلطانِ ملک بقا ہو گئے ہم
تیرے عشق کی مشکلیں سہتے سہتے	زمانے کے مشکل کشا ہو گئے ہم
نہیں شائبہ شرک کا اس میں بالکل	کہ الا ہوئے جب کہ لا ہو گئے ہم

(حضرت خاکی محدث امردہوی)

راستے سے ٹہنی ہٹانے والا بخشتا گیا

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه قال نزع رجل لم يعمل

خير اقط غصن شوك عن الطريق اما كان في شجرة فقطعه والقاء واما كان موضوعا فاماطه
فشكر الله له بها فادخله الجنة .

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی نے قطعاً کوئی نیکی نہیں کی تھی سوائے ایک کانٹے دار ٹہنی کو راستے سے ہٹانے کے۔ شاید اُسے کسی نے درخت سے کاٹ کر پھینک دیا تھا یا کسی اور وجہ سے گری پڑی تھی۔ اُس کا اُسے (لوگوں کی) تکلیف کے باعث راہ سے ہٹانا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور اُس کی وجہ سے اُسے جنت میں داخل فرما دیا۔“ (اخرجه ابو داؤد فی السنن، کتاب: الادب، باب: فی اماطة الادی عن الطريق، ۳۶۲/۳، الرقم: ۵۲۳۵، واحمد بن حنبل فی المسند، ۲/۲۸۶)

مالک کون	ومکاں پروردگار	رب عالم خالق لیل و نهار
قادر و قیوم	رب ذوالجلال	بے عدیل و بے نظیر و بے مثال
چشم ظاہر سے	پنہاں رہتا ہے تو	دل کے اندر بے گماں رہتا ہے تو
تو نے ہی کون	ومکاں پیدا کیے	یہ زمین و آسماں پیدا کیے
تو نے ہی پیدا کیے	ہیں مہر و ماہ	ہیں ستارے تیری قدرت کے گواہ
بزم موجودات کا	خالق ہے تو	جملہ محسوسات کا خالق ہے تو
پاک تیری ذات ہے	ہر عیب سے	رزق تو دیتا ہے سب کو غیب سے
لاج رکھ اسلام کی	اے ذوالجلال	دے مسلمانوں کو پہلا سا کمال
دے مسلمانوں کو	ہر جاہ و وقار	خاتمہ بالخیر کر پروردگار

(مولانا ضیاء القادری)

جانوروں کے ساتھ زیادتی بھی برداشت نہیں

عن عبد الله بن يزيد رضى الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه نهى عن النهبة والمثلة .
”حضرت عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے لوٹ مار کرنے اور ناک کان وغیرہ اعضاء کاٹنے سے منع فرمایا۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الذبائح والصيد، باب: ما يكره من المثلة والمصورة والمجثمة، ۲۱۰۰/۵، الرقم: ۵۱۹۷)

☆ عن عبد الله رضى الله عنه قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فانطلق لحاجته فرأينا حمرة معها فرخان فاخذنا فرخيها فجاءت الحمرة فجعلت تفرش فجاء النبي صلى الله عليه وسلم فقال: من فجع هذه بولدها ردوا ولدها اليها وراى قرية نمل قد حرقناها فقال: من حرق هذه؟ قلنا: نحن قال: انه لا ينبغي ان يعذب بالنار الا رب النار .

”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ ہم نے اُس کے بچے پکڑ لیے تو چڑیا پر بچھانے لگی۔ پس حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کس نے اسے اس کے بچوں کی وجہ سے تڑپایا ہے؟ اس کے بچے اسے لوٹا دو۔ آپ ﷺ نے چیونٹیوں کا ایک بل دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کس نے جلایا ہے؟ ہم عرض گزار ہوئے: (یا رسول اللہ!) ہم نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آگ کے ساتھ عذاب دینا، آگ (کو پیدا کرنے والے اس) کے رب کے سوا کسی کے لیے مناسب نہیں ہے۔“

(اخرجه ابو داؤد فی السنن، کتاب: الجہاد، باب: فی کراہیۃ حرق العدو بالنار، ۵۵/۳، الرقم: ۲۶۷۵، وایضاً فی

کتاب: الادب، باب: فی قتل الذر، ۳۶۷/۴، الرقم: ۵۲۶۸)

تو ہی تو سب کا ہے معبود یا رب بہر سو ہے تو ہی موجود یا رب
ہر اک سے ہے تیرا حسن ظاہر تو ہی شاہد تو ہی مشہود یا رب
کرم تیرا سمک سے تا سما ہے تری رحمت نہیں محدود یا رب
تری ہی آرزو میں جی رہا ہوں تو ہی تو ہے میرا مقصود یا رب
حطیم و ملتزم اور حجرِ سود ”ہیں“ پھر پیش نظر موجود یا رب
مسلمانوں پہ اعداء کے مظالم تو ہی کر سکتا ہی مسدود یا رب
جبین عابد ہے تیرے ہی در پر یہ ساجد اور تو معبود یا رب

(پروفیسر سید عابد میر قادری سلطانی برہانپوری)

بچوں کو ان کی ماں کے پاس پہنچا دو

عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر ومردنا بشجرة فیہا فرخا حمرة، فاخذناهما۔ قال: فجاءت الحمرة الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہی نصیح، فقال: من فجع هذه بفرخیہا؟ قال: قلنا: نحن۔ قال ردوہما۔

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے، ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے جس میں چند دل (ایک خوش آواز چڑیا) کے دو بچے تھے، ہم نے وہ بچے اٹھا لیے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ چند دل حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں شکایت کرتے ہوئے حاضر ہوئی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: کس نے اس چند دل کو اس کے بچوں کی وجہ سے تکلیف دی ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کیا: ہم نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بچے اسے لوٹا دو۔“

(اس حدیث کو امام حاکم اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔)

(اخرجه الحاكم في المستدرک على الصحيحين، ۲/۲۶۷، الرقم: ۷۵۹۹، والبيهقي في دلائل النبوة، ۱/۳۲۱)

☆ عن عبد الله رضي الله عنه انه قال نزل النبي صلى الله عليه وسلم منزله فانطلق لحاجته فجاء وقد اوقد رجل على قرية نمل اما في الارض واما في شجرة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ايكم فعل هذا؟ فقال رجل من القوم: انا يا رسول الله. قال: اطفئها اطفئها.

”حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، پس آپ ﷺ اپنی کسی حاجت کے لیے تشریف لے گئے، دیکھا کہ کسی شخص نے زمین پر یا ایک درخت پر چیونٹیوں کے بل میں آگ لگا رکھی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کس نے یہ کیا ہے؟ لوگوں میں سے ایک آدمی بولا: یا رسول اللہ! میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بجھاؤ، اسے بجھاؤ۔“

(اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ اسے امام احمد نے صحیح رجال کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

(اخرجه احمد بن حنبل في المسند، ۱/۳۹۶، الرقم: ۷۶۳)

خدا کی رحمت کی انتہا ہی نہیں

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں: ”بروز قیامت جب عدن کے سمندر کی گہرائی سے آگ نکلے گی تو تمام لوگ میدان محشر کی طرف ہانکے جائیں گے۔ میدان قیامت کی ہولناکیوں سے لوگ متحیر، پیاسے، مدہوش اور کانپتے ہوں گے کہ اسی دوران اللہ عزوجل تجلی فرمائے گا تو اس کے نور سے زمین روشن ہو جائے گی اور مخلوق ایک دوسرے کو دیکھ لے گی اور ماں اپنے بیٹے کو دیکھے گی جس سے دنیا میں وہ بہت محبت کرتی تھی۔ وہ اسے پہچان کر کہے گی: ”اے میرے بیٹے! کیا میرا پیٹ تیری پناہ گاہ نہ تھا؟ کیا میری گود تیرے لیے نرم بستر نہ تھی؟ کیا میرا دودھ تیرے لیے سیرابی کا باعث نہ تھا؟“ تو بیٹا پوچھے گا: ”اے میری ماں! تو کیا چاہتی ہے؟“ وہ کہے گی: ”میرے گناہ مجھ پر بھاری ہو گئے ہیں تو ان میں سے صرف ایک گناہ اٹھالے۔“ تو وہ کہے گا: ”یہ بات ناممکن ہے! آج ہر جان اپنے عملوں میں گرو دی (رہن) ہے۔ اے میری ماں! اگر میں تیرا بوجھ اٹھا لوں تو میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟“ اسی دوران اللہ عزوجل کی جانب سے ایک منادی اعلان کرے گا: ”اے فلاں بن فلاں! آؤ، اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہو جاؤ۔“ یہ اعلان سنتے ہی اس شخص کا رنگ متغیر ہو جائے گا اور اللہ عزوجل سے حیاء کے سبب اس کے اعضاء بے چین ہو جائیں گے۔ جب ماں اپنے بیٹے کی گھبراہٹ ملاحظہ کرے گی تو پوچھے گی: ”اے میرے بیٹے! کیا ہوا؟“ وہ جواب میں کہے گا: ”اے میری ماں! مجھے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لیے بلایا گیا ہے، اب میں اس سے بھاگ کر کہاں چھپوں یا میرا چھٹکارا کیسے ہو؟“ اسی دوران دو فرشتے اس کی طرف بڑھیں گے اور اسے پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیں گے۔ جب اس کی ماں دیکھے گی تو اسے سینے کی طرف کھینچے گی اور اپنے بالوں سے چھپائے گی اور اپنی پوری طاقت سے فرشتوں کو اس سے دور کرنے کی کوشش کرے گی لیکن دور نہ کر سکے گی۔ جب دیے کی کہ وہ ان سے اپنا بیٹا نہیں لے سکتی تو روتے ہوئے فرشتوں سے کہے گی: ”اس ذات کی قسم جس نے مجھے میری قبر سے اٹھایا ہے! اگر میرے بس میں ہوتا تو میں تم دونوں کو اپنا بیٹا نہ لے جانے دیتی۔“ پھر وہ اسے روتے ہوئے الوداع کرے گی اور کہے گی: ”اے میرے بیٹے! میں تجھے

اس ذات کی قسم دیتی ہوں جس نے اپنی بارگاہ میں پیشی اور حساب و کتاب کے لیے تجھے بلایا! اگر تجھے نجات ملے تو مجھے مت بھولنا۔ میں بہت دیر سے کھڑی ہوں، بہت حسرت زدہ ہوں اور میری تکلیف اور پیاس بہت شدت اختیار کر گئی ہے۔“

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”پھر دو فرشتے اس کے بیٹے کو ”سدرۃ المنتہی“ پر مقرر فرشتے کے سپرد کر دیں گے۔“ وہ پوچھے گا: ”تمہارا تعلق کس امت سے ہے؟“ تو لڑکا جواب میں کہے گا: ”میں حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا امتی ہوں۔“ فرشتہ کہے گا: ”خوشخبری ہے تیرے لیے اور اس محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے۔“ پھر وہ فرشتہ اسے نور میں داخل کر دے گا۔ کوئی اندازے سے نہیں جان سکتا کہ وہ کہاں جائے گا، دائیں یا بائیں، آگے یا پیچھے۔ (واللہ اعلم بالصواب) اچانک اسے اللہ عزوجل کی طرف سے ایک آواز سنائی دے گی: ”ٹھہر جا! میں تیرا رب ہوں، اپنے اعضاء کو پرسکون رہنے دے اور اپنے دل کو اطمینان دے۔ میرے عزت و جلال کی قسم! تجھے تیری ماں اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور اپنے سینے سے چمٹا رہی تھی تو میں تجھ پر اسے بھی بڑھ کر شفیق ہوں۔“ پھر ارشاد ہوگا: ”اے میرے بندے! اپنا نامہ اعمال پڑھ۔“ تو وہ اسے پڑھے گا لیکن جب کوئی گناہ پائے گا تو آواز آہستہ کر لے گا اور جب کوئی نیکی پائے گا تو آواز بلند کر لے گا۔ تو اللہ عزوجل فرمائے گا: ”اے میرے بندے! اپنی نیکی کو بلند آواز سے اور برائی کو پست آواز سے کیوں پڑھتا ہے؟“ تو وہ روتے ہوئے عرض کرے گا: ”یا اللہ عزوجل! مجھے معلوم ہے کہ تو اچھائی کو ظاہر کرتا ہے اور برائی کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔“

پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: ”اے میرے بندے! میں نے تیرے گناہوں اور عیبوں کو مخلوق سے کیسے پوشیدہ رکھا جبکہ تو نے ان کے ذریعے میرا مقابلہ کیا۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میں تجھ سے باخبر تھا اور تجھے دیکھ رہا تھا؟“ وہ عرض کرے گا: ”اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! مجھ میں تیری ڈانٹ ڈپٹ سننے کی طاقت نہیں تو مجھے جہنم میں جانے کا حکم دے دے۔“ اللہ عزوجل فرمائے گا: ”اگر میں تجھے جہنم میں جانے کا حکم دے دوں تو میرا جود و کرم اور غفور و درگزر کس کے لیے ہوگا؟ (پھر اللہ عزوجل فرمائے گا) اے فرشتو! میرے بندے کو میرے فضل و رحمت سے جنت میں لے جاؤ۔“ وہ پھر عرض کرے گا: ”اے میری معبود و مالک عزوجل! میری والدہ دنیا میں مجھے بہت چاہتی تھی اور مجھ پر بہت شفقت کرتی تھی اور آج اس نے مجھے دیکھا تو مجھ سے مدد مانگی اور چاہا کہ میں اس کی مدد کروں۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! اگر تو نے مجھے معاف کر دیا ہے تو میرا ٹھکانا میری بجائے میری والدہ کو بخش دے، اب وہ جس عذاب میں ہے اس سے برداشت نہیں ہو رہا۔“ تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ”میرے عزت و جلال کی قسم میں تم دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کرتا بلکہ میں تم پر رحم کر چکا ہوں (پھر فرمائے گا) اے فرشتو! ان دونوں کو میری جنت میں لے جاؤ اور میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔“ (الروض الفائق)

اے خدا اے مہربان مولائے من اے انیس خلوے شبہائے من
اے کریم و کار ساز و بے نیاز دائم الاحسان ہمہ بندہ نواز
اے کہ نامت راحت جاں و دلم اے کہ فضل تو کفیل مشکلم
ماخطا آ ریم تو بخشش کنی نعرۃ انی غفور می زنی

حضرت ماعز بن مالکؓ کا واقعہ

☆ عن سليمان بن بريدة رضى الله عنه عن ابيه، قال : جاء ماعز بن مالك الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال : يا رسول الله، طهرنى . فقال : ويحك ارجع فاستغفر الله وتب اليه، قال : فرجع غير بعيد ثم جاء فقال : يا رسول الله، طهرنى ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ويحك ارجع فاستغفر الله وتب اليه، قال : فرجع غير بعيد ثم جاء فقال : يا رسول الله : طهرنى فقال النبي صلى الله عليه وسلم مثل ذلك حتى اذا كانت الرابعة قال له رسول الله : فيم اطهرك فقال : من الزنى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ابه جنون فاخبر انه ليس بمجنون . فقال : اشرب خمرا فقام رجل فاستنكهه فلم يجد منه ريح خمر . قال : فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ازيت؟ فقال : نعم فامر به فرجم فكان الناس فيه فرقتين قائل يقول : لقد هلك لقد احاطت به خطيئته وقائل يقول : ما توبة افضل من توبة ماعز انه جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فوضع يده فى يده ثم قال : اقتلنى بالحجارة . قال : فلبثوا بذلك يومين او ثلاثة ثم جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم جلوس فسلم ثم جلس فقال : استغفروا لماعز بن مالك . قال : فقالوا : غفر الله لماعز بن مالك . قال : فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لقد تاب توبة لو قسمت بين امة لو سعتهم . قال : ثم جاءته امرأة من غامد من الازد فقالت : يا رسول الله طهرنى فقال : ويحك ارجعى فاستغفرى الله وتوبى اليه . فقالت : اراك تريد ان ترددنى كما رددت ماعز بن مالك . قال : وما ذاك؟ قالت : انها حبلى من الزنى . فقال : انت؟ قالت : نعم فقال لها : حتى تضعى ما فى بطنك . قال : فكفلها رجل من الانصار حتى وضعت قال : فاتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال : قد وضعت الغامدية . فقال : اذا لا نرجمها وندع ولدها صغيرا ليس له من يرضعه فقام رجل من الانصار فقال الى رضاعه يا نبى الله . قال فرجمها .

”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے پاک کر دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تیری خرابی ہو، جاؤ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، اور توبہ کرو، انہوں نے پھر تھوڑی دیر بعد واپس آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے پاک کر دیجئے، حضور نبی اکرم ﷺ نے پھر اسی طرح فرمایا: حتیٰ کہ چوتھی بار ان کے کہنے پر آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں؟ انہوں نے عرض کیا: زنا سے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق پوچھا: کیا ان کا دماغ خراب ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں وہ پاگل نہیں ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا اس نے شراب پی ہے؟ ایک شخص نے کھڑے ہو کر ان کا منہ سونگھا تو شراب کی بدبو محسوس نہیں کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے ان

کو رجم کرنے کا حکم دیا، بعد میں حضرت ماعز کے متعلق لوگوں کی دورائیں ہو گئیں، بعض کہتے تھے کہ حضرت ماعز ہلاک ہو گئے اور اس گناہ نے انہیں گھیر لیا اور بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ حضرت ماعز کی توبہ سے کسی کی توبہ افضل نہیں ہے کیونکہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا: مجھے پتھروں سے مار ڈالو، حضرت بریدہ کہتے ہیں کہ دو، تین دن صحابہ میں یہی اختلاف رہا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور درآں حالیکہ وہ بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ سلام کرنے کے بعد بیٹھ گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ماعز بن مالک کے لیے استغفار کرو، صحابہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کی مغفرت کرے، پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے اگر اس کو تمام امت پر تقسیم کر دیا جائے تو اسے کافی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ کے پاس قبیلہ غامد سے جواز کی شاخ ہے ایک عورت آئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری خرابی ہو، جاؤ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اور توبہ کرو، وہ کہنے لگی میرا خیال ہے کہ آپ مجھے بھی اسی طرح واپس کر رہے ہیں جس طرح آپ نے ماعز بن مالک کو واپس کر دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: وہ زنا سے حاملہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم خود؟ اس نے عرض کیا: جی، آپ ﷺ نے فرمایا: تم وضع حمل تک رک جاؤ۔ حضرت بریدہ کہتے ہیں پھر ایک انصاری شخص نے اس کی خبر گیری اپنے ذمہ لے لی حتیٰ کہ اس کا وضع حمل ہو گیا، حضرت بریدہ کہتے ہیں کہ پھر وہ (انصاری) حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ غامد یہ کا وضع حمل ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہم اس حال میں اس کو رجم نہیں کریں گے کہ اس کا بچہ چھوٹا ہو اور اسے دودھ پلانے والا کوئی نہ ہو، پھر ایک انصاری نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اسے دودھ پلوانا میرے ذمہ ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے اس عورت کو رجم کر دیا۔“

(اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: الحدود، باب: من اعترف علی نفسه بالنزلی، ۳/۱۳۲۱، الوقف: ۱۶۹۵)

لایا گر گلشن میں خارستان سے	دور مت کچو اب اس بستان سے
گر چہ میں تالائق در بار ہوں	پر اسی گلشن سے ہوں گو خار ہوں
ہوں پڑا گرچہ برا ہوں یا بھلا	چھوڑ اس در کو کہاں جاؤں بھلا
منہ میر اس در کے گر قابل نہیں	پر کروں کیا دوسرا بھی در نہیں
گر بھگایا تو نے اے سناہ جہاں	پھر بتا میرا ٹھکانہ ہے کہاں
اس سے زیادہ اب تمنا کچھ نہیں	آستان تیرا ہو اور میری جبین
یوں ہوں ہے اب تو اے پروردگار	یہ تیرا کوچہ ہو اور میرا غبار
کچھ نہ دو عالم سے خواہش ہے مجھے	جو تری خواہش ہے خواہش ہے مجھے

(حاجی احمد اللہ)

بے مثال توبہ کا واقعہ

☆ عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ان امرأۃ من جہینۃ اتت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی حبلی من الزنی فقالت: یا نبی اللہ، اصبت حدا فاقمه علی فدعا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیہا فقال: احسن الیہا فاذا وضعت فاتنی بہا ففعل فامر بہا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشکت علیہا ثیابہا ثم امر بہا فرجمت ثم صلی علیہا فقال لہ عمر: تصلی علیہا یا نبی اللہ وقد زنت فقال: لقد تابت توبۃ لو قسمت بین سبعین من اهل المدينۃ لو سعتہم وهل وجدت توبۃ افضل من ان جادت بنفسہا للہ تعالیٰ .

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی درآں حالیکہ وہ زنا سے حاملہ تھی، اس نے عرض کیا: یا نبی اللہ! میں نے لائق حد جرم کیا ہے، آپ مجھ پر حد قائم کیجئے، حضور نبی اکرم ﷺ نے اس کے سر پرست کو بلایا اور فرمایا: اس کی اچھی طرح نگہداشت کرنا اور جب اس کا وضع حمل ہو جائے تو اسے میرے پاس لے کر آنا، اس نے ایسا ہی کیا، پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے اس کے کپڑے کس کر باندھنے کا حکم دیا (تاکہ اس کی بے پردگی نہ ہو) پھر آپ ﷺ کے حکم سے اسے رجم کر دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں حالانکہ یہ زانیہ ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کیا جائے تو انہیں کافی ہوگی اور کیا تم تے اس سے افضل کوئی توبہ دیکھنی ہے کہ اس (توبہ کرنے والے) نے اللہ کے لیے اپنی جان دے دی ہو!“

(اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب: الحدود، باب: من اعترف علی نفسه بالزنی، ۱۳۲۳/۳، الرقم: ۱۶۹۶،

والدارمی فی السنن، ۲۳۵/۲، الرقم: ۲۳۲۵)



تیسرا باب

شانِ خدا جل و علا با دعیہ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء)

حمد لکھنے کا سلیقہ مجھے مولیٰ دے دے میرے اللہ مجھے اپنی تمنا دے دے
میں زرو مال کا طالب نہیں اے رب کریم دائمی حاضری گنبد خضریٰ دے دے

تمام تعریفیں اس اللہ عزوجل کے لیے جس نے اپنے بندوں میں سے ان کو پختا جو عبادت کے قابل تھے اور ان کو خدمت گار بنایا، ان کے کئی گروہ بنائے، انہیں اپنی خاص نظر عنایت سے نوازا، ان سے پختہ عہد لیا، ان کو صاف کیا اور انہیں چن لیا، ان کو بلا کر قریب کیا اور ان کو وصل اور لقاء کے ساتھ زندگی بخشی، ان کو نفس کی پستی سے بارگاہ انیسیت میں بلند کیا، تسبیح و تقدیس کے جام میں شراب طہور (پاکیزہ شراب) سے انہیں سیراب کیا تو ان میں سے ہر ایک اس شراب کے سرور میں خوش اور اس کا خطاب سننے میں مد ہوش ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے حلقہ احباب میں بلند رتبہ ہوا اور اس نے اپنے پیاروں کے لیے سحری کے وقت تجلی فرمائی پس محبت نے زندگی کا مزا اٹھایا اور دیدار کرنے میں کامیاب ہو گیا جبکہ ان میں سے وجد کا زخمی کیا ہوا کانپ کر زمین پر تشریف لے آیا، اللہ عزوجل نے ان کے ظاہری وجود کو فنا کیا اور ہمیشہ کی بقا سے نوازا، اور انہوں نے آخری سانس کو بھی اس کے نام پر قربان کر دیا، اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کو اپنی محبت کے راز عطا کئے تو انہوں نے اس کی غیرت سے خوف کھاتے ہوئے اپنے اوپر غیر کے دروازے بند کر دیئے، پس اس کی مشک دلوں کے مشام کی طرف سے مہکی تو دلوں نے اپنے محبوب کی طرف سے اس مشک کو سونگھ لیا، اور ایک خفی راز اور اس کی پاکیزہ مہک حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے راز کی طرف سے گزر گئی تو وہ اس کے آثار پر سیدھے چلتے گئے اور حضرت سیدنا شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے گزری تو وہ محبت کی دہنوں کی طرح آراستہ ہو کر رات گزارنے لگے، حضرت سیدنا ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے گزری تو انہوں نے مزید کی صدا لگائی اور ان کی حرارت بڑھ گئی اور حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے گزری تو وہ محبت الہی کی قید میں مزید پختہ ہو گئے اور حضرت سیدنا فضیل رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے گزری تو پوری رات ڈاکہ زنی کے بعد توفیق کے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور انہوں نے اپنی تمام تر کوشش عبادت الہی میں لگا دی، اور حضرت سیدنا خواص رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے گزری تو وہ اخلاص کے سمندروں میں غوطہ زن ہو کر خالص جواہر چھنے لگے، حضرت سیدنا سمنون رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے گزری تو ان پر محبت اور وجد کے طریقے ظاہر ہو گئے اور وہ پہاڑ میں دیوانوں کی طرح پھرنے لگے اور محبت الہی عزوجل میں آوازیں لگانے اور سسکیاں لے کر مسلسل آنسو بہانے لگے۔ (شاعر اللہ عزوجل کے سچے محبین کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔)

اطعمتمونی فی الوصال ولی اللقا و ہجرتمونی فالتبت بحرفا

یا مالکی رقی وغایه مطلبی
حاشا کموان تظردونی سادتی
یا سادتی لم یهن لی من بعدکم
ان مت من وجدی وفرط صبابتی
یا نفس قد زال العنا فتمتعی
وجلا الحیب جماله فلا جل ذا
هاکم فزادی فتشوه فان تروا
فتحکموا فیہ بما یرضیکمو
واذا فنیتم بحکم فیحق لی

رفقا فقد ذاب الفواد تشوقا
وبحکم قلبی غدا متعلقا
عیش ولا عاینست شینا مونقا
شوقا الی رؤیاکم لکم البقا
بوصال من تهوی فقد زال الشقا
اصبحت من وجدی به متمزقا
فیہ لغیر کمو هوئی وتشوقا
یا منیتی ان خان یوما موثقا
ان الفناء بحکم عین البقا

ترجمہ: (۱)..... تم نے مجھے وصال اور ملاقات کا شرف بخشا پھر مجھے چھوڑ دیا تو میں محبت کی آگ میں جلنے لگا۔

(۲)..... اے میرے مالک! اور میرے مقصد کی انتہا! مہربانی فرماؤ کیونکہ میرا دل شوق دیدار سے پکھل رہا ہے۔

(۳)..... اے میرے سردار! میں اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ تم مجھے دھتکار دو کیونکہ میرے دل کو تم سے محبت ہو چکی ہے۔

(۴)..... اے میرے سردار! تمہارے بعد میرے لیے کوئی مزا نہیں اور نہ ہی مجھے کوئی چیز دلکش لگی۔

(۵)..... اگر میں تیرے دیدار کی شدید محبت اور اپنے وجد سے مر جاؤں تو یہ تیرے لیے بقاء ہے۔

(۶)..... اے نفس! اب مشقت اور شقاوت زائل ہو چکی ہے اس لیے تو اپنے محبوب کے وصال سے لطف اٹھالے۔

(۷)..... حبیب نے اپنا جمال ظاہر کیا تو اس جمال کو دیکھ کر میں اس کی محبت کی وجہ سے تارتار ہو گیا۔

(۸)..... (اے محبوبو!) یہ میرا دل حاضر ہے، اگر اس میں اپنے غیر کی محبت پاؤ تو جلاؤ الو۔

(۹)..... اور اگر اس میں کسی اور کی محبت پاؤ تو اپنی مرضی کے مطابق جو چاہو سزا دو۔ ہائے کاش! میں مر جاؤں اگر میرا دل کسی دن

(محبت کے) پختہ وعدے میں خیانت کرے۔

(۱۰)..... اگر میں تمہاری محبت میں فنا ہو جاؤں تو میں اس کا سزاوار ہوں کیونکہ تمہاری محبت میں فنا ہونا حقیقت میں بقاء ہے۔

مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی ایک منظوم دعاء

فارحم عیدا الیک ملجاء

اپنے ناچیز بندہ پر رحم فرما تو ہی اس کی جائے پناہ ہے

طوبی لمن کنت انت مولاه

اس کو خوشخبری جس کا تو مالک ہو

یشکو الی ذی الجلال بلواہ

لیک لیک انت مولاه

حاضر ہوں حاضر ہوں تو ہی میرا مولاه ہے

یا ذا المعالی علیک معتمدی

اے صاحب بزرگی و بلندی تجھی پر میرا بھروسہ ہے

طوبی لمن کان نادما رقا

اس شخص کو خوشخبری ہو جو شرمندہ اور بیدار ہو

مأبىه علة ولا مقم

اس کو کوئی شکایت کوئی بیماری

إذا خلا فى الظلام مبتهلا

جب وہ رات کی تاریکی میں تنہا گڑگڑاتا ہے

سالت عبدى وانت فى كفى

میرے بندے تو نے مجھ سے سوال کیا اور تو میری پناہ میں ہے

صوتك تشاقيه ملئكتى

تیری آواز کے میرے فرشتے مشتاق ہیں

فى جنة البخلد ما تمناه

بہشت دائمی میں اس کی تمام آرزوئیں پوری ہوں گی

سلنى بلا حشمة ولا رهب

مجھ سے بلا شرم اور خوف کے مانگ

قريح القلب من وجع الذنوب

گناہوں کے درد کی وجہ سے زخمی دل

اضر بجسمه سهر الليالى

راتوں کی بیداری نے اس کے جسم کو اس قدر نقصان پہنچایا ہے

و غير لونه خوف شديد

خوف شدید نے اس کے رنگ کو متغیر کر دیا ہے

ينادى بالتضرع يا الهى

وہ تضرع کے ساتھ پکارتا ہے کہ یا خدا یا

فزعت الى الخلانق مستغيثا

میں نے مخلوقات کی طرف فریاد کر کے گھبرا کر پناہ لی

وانت نجيب من يدعوك ربى

تجھ کو جو بھی پکارتے تو جواب دیتا ہے اے میرے رب

و دأنى باطن ولديك طب

اپنی مصیبت کی خدا صاحب جلال کی درگاہ میں شکایت پیش کرے

اکثر من حبه لمولاه

اپنے مالک کی محبت سے زیادہ نہیں ہے

اجاب به الله ثم لباه

تو خدا پاک اس کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اسے لبیک کہتا ہے

و كل ما قلت قد سمعناه

اور جو کچھ تو نے کہا میں نے سنا

فلذنبك الان قد غفرناه

پس اس وقت میں نے تیرے گناہ کو بخش دیا

طوباه طوباه ثم طوباه

اس کے لیے خوشخبری پر خوشخبری ہے

ولا تخف اننى انى الله

اور مجھ سے نہ ڈر کہ میں تیرا معبود ہوں

نحيل الجسم يشفق بالحب

اور لاغر جسم والا گریہ زاری کرتا ہے

فصار الجسم منه كالقضب

کہ وہ جسم مثل ٹہنی کے ہو گیا ہے

لما يلقاه من طول الكروب

اور وہ خوف اس مصیبت کا ہے جو اسے پیش آنے والی ہے

اقلنى عشرتى وامر عوبى

میری لغزش سے درگزر کر میرے عیوب کو چھپا

ولم ار فى الخلانق من مجيب

مگر ان میں ایک شخص کو بھی فریاد رسی کرنے والا نہ پایا

وتكشف ضر عبدك يا حبيبى

اور اپنے بندے کی تکلیف کو زائل کر دیتا ہے اے میرے مطلوب

ومن لى مثل طبعك يا طيبى

میری بیماری پوشیدہ ہے مگر تیرے پاس علاج ہے اے میرے طیب میرے لیے تیرے برابر کس کا علاج ہوگا (دیوان علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ)

دعا انسانی فطرت کا تقاضا ہے

دُعا کرنا عین انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ جب انسان مبتلائے مصائب ہوتا ہے اور چاروں طرف سے آفات و بلیات میں گھر جاتا ہے تو بے اختیار اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔ قرآن مجید میں رب کائنات کا ارشاد ہے۔

”وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضَرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ“ (الزمر: ۸)

”جب انسان کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اپنے پروردگار کے حضور ہمہ تن رجوع کے ساتھ متوجہ ہو کر دعا کرتا ہے۔“
بارگاہ الہی میں دعا کرنے کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ خود انسان قدیم ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس درخت سے کچھ کھالیا، جس سے منع کئے گئے تھے تو رب کائنات نے فرمایا اے آدم علیہ السلام تم نے یہ کیا کیا ہے؟ تو حضرت آدم علیہ السلام نے معافی مانگتے ہوئے بارگاہ الہی میں عرض کیا۔

”رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ“ (الاعراف: ۲۳)

”اے ہمارے رب ہم نے اپنا برا کیا، اور اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوں گے“
رب کریم نے فرمایا ہے جب دُعا کرنے والا دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول فرماتا ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے دعا کو عبادت کا مغز فرمایا ہے۔ دعا انسانی عزائم اور ارادوں کو کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار کرنے میں مدد دیتی ہے۔ دعا اطمینان قلب کے لیے ایک بہترین ذریعہ ہے۔ دعائیں ہماری آرزوؤں، تمناؤں اور خواہشات کا اظہار ہوتی ہیں اور تمناؤں کا نکھار بھی ہوتی ہیں۔ تضرع اور گڑگڑا کر دعا کرنے سے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے بندو! دعا کرو میں تمہاری دعا سنتا ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ نے خود ہی ایمان والوں کو ہر موقع اور ہر ضرورت کی دعائیں سکھائی ہیں۔ جو قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں مذکور ہیں۔

رب رحمن ورحیم کی یہ شان ہے کہ اپنے بندے کے، دُعا کے لیے پھیلے ہوئے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے حیا فرماتا ہے۔ جب بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو بے نیاز اور اپنے آپ کو محتاج جانتے ہوئے اس کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے کہ اے رب غفور ورحیم تو مالک و مولیٰ ہے میں تیرا بندہ ہوں، تو آقا ہے میں غلام ہوں، تو حقیقی داتا ہے میں تیرے در کا بھکاری ہوں، تو میرا حقیقی پرسان حال ہے، تو خالق کائنات ہے، تو اللہ رب العزت اپنی رحمتوں سے مانگنے والے کی جھولی بھر دیتا ہے۔

مالک و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے	حیدر و صفدر علی المرتضیٰ کے واسطے
جملہ پیرانِ طریقت کا تصدیق اے کریم	اے خدا سب اولیاء سب اصفیاء کے واسطے
خاتمہ بالخیر فرمانا بزا ایمان پر	معفرت کرنا بری خیر الوریٰ کے واسطے
ہوں مسلمانانِ عالم کامیاب و کامران	رحم فرما اولیاء و اصفیاء کے واسطے

تابش اسلام ضو افشاں ہو یا رب دہر میں نور ایماں ہو عطا جان ضیاء کے واسطے

(مولانا محمد یعقوب ضیاء القادری بدایونی)

دعاء، اللہ جل مجدہ الکریم کو بڑی پیاری ہے اسی لیے قرآن مجید فرقان حمید میں جگہ جگہ اپنے پیغمبروں علیہم السلام کی دعاؤں کا ذکر بھی فرمایا ہے اور دعا کے لیے حکم بھی۔ دعا مانگنا ہمارا کام ہے قبول کرنا ہمارے رب کا کام ہے۔

پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ دعا حکم الہی بھی ہے اور سنت انبیاء کرام علیہم السلام بھی۔ دعا سے دلوں میں محبت الہی حاصل ہوتی ہے اور جذبہ اطاعت الہی پیدا ہوتا ہے۔ نصیب کھلتے ہیں، رحمتیں قریب ہوتی ہیں اور مصیبتیں ٹلتی ہیں۔ اظہار بندگی کے لیے دین اسلام نے دعا کی رغبت دی ہے۔ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے دعائیں مانگنے کی شان ہی نرالی ہے۔ جب ایمان دار رب ذوالجلال کے پیارے محبوب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگتا ہے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ مہربانی فرماتے ہوئے دعا قبول فرماتا ہے اور مانگنے والے کو مانگنے سے زیادہ دیتا ہے۔ کیوں کہ خود ہی تو اس نے فرمایا ہے کہ گنہگارو! میرے محبوب ﷺ کے در پر جاؤ، ان سے سفارش کے لیے عرض کرو، ان کی سفارش کرنے پر تمہیں نوازدوں گا۔

یا رب جھلک رہا ہے ہر سوتر اہی نور
خالق کون و مکاں کوئی نہیں ترا شریک
رازق ہے تو مخلوق کا خلقت کو ہے یقین
ظاہر و باطن کی ہے تجھ کو خبر رب علیم
لا تقنطوا فرمان ہے رب کریم کا
جانتے ہیں آپ کے احسان ہم پر بے شمار
کون پوچھے گا تجھے گر بخش دے ساجد کو تو
میں تو عصیاں کار لیکن تُو تو ہے رب غفور

دعاؤں کا مجموعہ، نماز، دعا، قرآن مجید کا آغاز، مسلمان آپس میں پیار و محبت بڑھانے کے لیے ایک دوسرے سے ملتے وقت دعائیہ کلمات بولتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ جل شانہ اپنے بندوں کی دعا کو سنتا ہے۔ زندگی کے ہر مراحل میں غم جو بندے پر چھائے ہوتے ہیں وہ اشک بن کر برس جاتے ہیں۔ اس طرح دکھ، درد و غم کی تلخی ختم بھی ہو جاتی ہے اور کبھی کم بھی۔ اگر انسان کے لئے دعا کا سہارا نہ ہوتا تو آج دنیا ایک وسیع پاگل خانہ ہوتی۔

یا رب ان عظمت ذنوبی کثیرہ ولقد علمت بان عفوک اعظم

ان کان لا یرجواک الا محسن فیمن یلو ذو یستجیر المجرم

(روح المعانی پ ۹ ص ۷۰)

دعا اطمینانِ قلب کا سب سے بڑا وسیلہ ہے

انسان دنیاوی خوشحالی اور مادی ترقی کی بناء پر خواہ اپنے رب سے کتنا ہی دور چلا جائے اور غفلت و نسیان کے کتنے ہی دہیز

پردے اس کے دل پر پڑ جائیں۔ بہر حال مصائب کے ہجوم اور مبتلا آلام ہونے کے وقت بے اختیار بے ساختہ فریاد اور دعا کے لیے اس کے ہاتھ اٹھ ہی جاتے ہیں۔ دل مضطرب سے معالفاظ پکار بن کر نکلتے ہیں۔ بے ساختگی کے عالم میں نکلی ہوئی یہ آواز دعا کہلاتی ہے۔

مصیبت میں پکارنے کی جبلت ایک مسلمہ حقیقت ہے انسان اپنے اس جبلی ادراک کے تحت ایک برتر ہستی کے سامنے اپنے عجز کا اعتراف کرتا ہے اور اسے فریاد رس سمجھ کر امداد و اعانت کا طالب ہوتا ہے قرآن حکیم نے اس فطری تقاضے کو کئی جگہ بیان کیا ہے۔ فرمایا۔

۱- اذا مس الانسان ضر دعا ربه منيبا اليه (الزمر آیت ۸)

”جب انسان کو کوئی نقصان پہنچے تو اپنے پالنے والے کو پکارتا ہے اور ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔“

۲- و اذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه او قاعدًا او قائما فلما كشفنا عنه ضره مر كان لم

يدعنا الى ضره (سورہ یونس - آیت ۱۳)

”اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ کروٹ پر یا بیٹھے یا کھڑے (بہر حال میں) ہم کو پکارے چلا جاتا ہے۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف کو دور کر دیتے ہیں تو ایسا (بے پرواہ بن کر) چل دیتا ہے گویا اس تکلیف کو دور کرنے کے لیے جو اس کو پہنچ رہی تھی ہم کو (کبھی) اس نے پکارا ہی نہ تھا۔“

بہر حال دعا بیچارگی اور در ماندگی کی حالتِ اضطراب میں لطف و رحم کی وہ پکار ہے جو اطمینان قلب کا سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ جب کوئی خطرہ خوفناک شکل میں اس کی طرف پیش قدمی کرتا ہے۔ یا جب کسی امید کے چراغ کی لومد ہم ہونے لگتی ہے تو وہ بے اختیار اس پاک ذات کی طرف لوٹتا ہے جو ارض و سموت کی خالق اور کائنات کی مدبر ہے جس کے قبضہ قدرت میں ہر وجود کی تقدیر ہے۔

۳- اذا منكم الضر فاليه تجثرون (النحل - آیت ۵۳)

”جب تم کو کوئی دکھ پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے آگے روتے اور گڑگڑاتے ہو۔“

دعا عبادت کی جان ہے

دعا اللہ جل جلالہ سے مناجات کرنے، اس کی قربت حاصل کرنے، اس کے فضل و انعام کے مستحق ہونے اور بخشش و مغفرت کا پروانہ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ادعونی استجب لکم ان الذین يستكبرون عن عبادتي سيدخلون جهنم داخرين (المومن: ۶۰) مجھ سے دعاء مانگو میں قبول فرماؤں گا۔ بیشک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر جائیں گے۔ سورۃ البقرۃ میں ارشاد خداوندی ہے: اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبوا لى (پ ۲ سورۃ البقرۃ ۱۸۶) میں دعاء مانگنے والے کی دعاء قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں یعنی وہ جیسا گمان مجھ سے رکھتا ہے میں اس سے ویسا ہی سلوک کرتا ہوں

(و انا معہ اذا دعانی) اور میں اس کے ساتھ ہوں جب مجھ سے دعا کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دُعاء سے زیادہ بزرگ تر نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دے اور تمہارے رزق کو وسیع کر دے رات دن اللہ تعالیٰ سے دُعاء مانگتے رہو کیونکہ دُعاء مومن کا ہتھیار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ سے دُعاء نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

اے مرے دل کی تڑپ کچھ کام کر، فریاد کر
عرض کر، ناچیز بندے کی ترے فریاد ہوں
واسطہ دے میری جانب سے شہ لولاک کا
ہاں بنا بھی لے وسیلہ میری معروضات کا
دے دہائی فاطمہ کے لاڈلوں کے نام کی
عرض کر اک بندہ ناچیز کی فریاد ہے
عرض کرنا یہ کہ اے مالک مرے داتا مرے
اے خدا پوشیدہ تجھ سے کوئی ہے بات بن
زندگی کی سختیاں ہیں اور ان کی ذات ہے
دیکھنے والا نہیں کوئی محبت سے انہیں
رخ ہوا کا پھیر دے رحمت سے اپنی اے خدا
زندگی کی سختیاں، دشواریاں سب دور کر
آرزو ان کی اگر پوری نہ کی تو دیکھنا

عرش کا پایہ ادب سے تھام کر، فریاد کر
سر بسر میں سرگزشت ہستی برباد ہوں
واسطہ دے نسبت سرکار حیدر پاک کا
حضرت صدیق اکبر کی مبارک ذات کا
عرض کر دے سب کہانی سختی ایام کی
خود زبان حال جس کی حسرت روداد ہے
رحم فرما حال تو ٹوٹے دلوں کا دیکھ لے
تیرے بندے ہیں مسلمان اُن کی معروضات سن
غم سراپا دن ہے اُن کا اور حسرت رات ہے
دوست رکھتے ہیں تو سب اپنی ضرورت سے انہیں
جوڑ دے ٹوٹے ہوئے دل رحمت سے اپنی اے خدا
اور اس اندوہگیں ماحول کو سرور کر
قبہ زن دہریت مذہب پہ ہو گی دیکھنا

(فیاء القادری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دُعاء بندے کی تین باتوں سے خالی نہیں ہوتی۔

☆ یا اس کا گناہ بخشا جاتا ہے (دعا کے ذریعے سے)

☆ یا دنیا میں اسے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

☆ یا اس کے لیے آخرت میں بھلائی جمع کر دی جاتی ہے کہ جب بندہ اپنی دعاؤں کا ثواب دیکھے گا، جو دنیا میں مستجاب (یعنی قبول) نہ ہوئی تھیں تو تمنا کرے گا کہ اے کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی اور یہیں کے واسطے جمع رہتیں۔

ایک دعا سے آدمی کو کم از کم چار فائدے حاصل ہوتے ہیں:

اول: عابدوں کے گرد ہوں میں داخل ہوتا ہے کہ دعا بذاتِ خود عبادت بلکہ عبادت کا مغز ہے۔

دوم: اس دعا کے ذریعے سے اپنے عجز و انکساری ظاہر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم کا اعتراف کرتا ہے۔
 سوم: شریعت کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے کیونکہ جو شخص دعا نہیں مانگتا اس پر اللہ ناراض ہوتا ہے۔
 چہارم: اتباع سنت۔ اس لیے کہ رسول اکرم ﷺ کثرت سے دعا کرتے اور دوسروں کو بھی دعاء کی تلقین کرتے۔

دعا کی حقیقت کیا ہے؟

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۳ ج ۵ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ صاحب فرماتے ہیں۔
 وهو طلب الادنى بالقول من الاعلى شيئا على جهة الاستكانة
 کم تر شخصیت کا برتر ہستی سے عاجزانہ انداز میں کسی چیز کے طلب کرنے کو دعاء کہتے ہیں۔
 تفسیر کبیر ص ۱۰۶ ج ۵ میں امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
 و حقيقة الدعاء استدعاء العبد ربه جل جلاله العناية واستمداده اياه المعونة .

دعا کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار سے عنایت و مدد کا طلبگار ہو۔ (انجلی)
 حدیث شریف میں یہاں تک آیا ہے کہ اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو اور جتنی عبادتیں ہیں اگر دنیا کے لیے ہوں تو عبادت نہیں رہتیں، مگر دعا ایک ایسی عبادت ہے کہ اگر دنیا کے لیے بھی ہو تب بھی عبادت ہے اور ثواب ملتا ہے۔ مثلاً مال مانگے یا اور کوئی دنیوی حاجت مانگے۔ جب بھی ثواب کا مستحق بنے گا۔ حدیث شریف میں ہے: من لم يسئل الله يغضب عليه کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے جو برابر مانگتا رہے اس سے خوش ہوتا ہے۔
 ہر تدبیر میں انسان اپنے جیسے کے سامنے احتیاج کو ظاہر کرتا ہے۔ خواہ قالا ہو یا حالاً اور دعا میں ایسے سے مانگتا ہے جو سب سے زیادہ کامل القدرة ہے اور جس کے سبب محتاج ہیں اور عقل بھی یہی کہے گی کہ جو سب سے زیادہ قادر تر ہے۔ اسی سے مانگنا اکمل و انفع ہے۔

پس یقیناً یہ تدبیر (دعا) ہر تدبیر سے بڑھ کر ہے، کیونکہ اور تدبیر بھی حق تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ ہی سے کامیاب ہو سکتی ہے تو جو شخص حق تعالیٰ سے مانگے گا وہ ضرور کامیاب ہوگا۔ دعا صرف امور غیر اختیار یہ کے ساتھ خاص نہیں جیسا کہ عام خیال ہے کہ جو امر اپنے اختیار سے خارج ہوتا ہے وہاں مجبور ہو کر دعا کرتے ہیں ورنہ تدبیر پر اعتماد ہوتا ہے بلکہ امور اختیار یہ میں بھی دعا کی سخت ضرورت ہے۔ اصل کام تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے یہ اسباب و علامات محض بندوں کی تسلی و دیگر حکمتوں کے لیے مقرر فرمائے ہیں۔ (شریعت اور طریقت ص ۱۳۶، ۱۳۷)

اس سبب در نظر پر دہاست در حقیقت فاعل ہر شے خداست
 رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ تو ہر انسان کی ہر ڈھکی چھپی چیز سے واقف ہے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ انسان کو کیا حاجت درپیش ہے اور اس کے دل میں کنسی خواہش پیدا ہو رہی ہے؟ پھر دعا کے ذریعے اسے اپنی حاجت یا خواہش ظاہر کرنے کا کیا فائدہ؟
 تو اس کا جواب یہ ہے کہ دعا کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی حاجت اور خواہش سے واقف کرایا جائے بلکہ اس کا

مقصد یہ ہے کہ بندہ اپنی حاجت کو حاصل کرنے کے لیے اپنے پروردگار کے سامنے عبودیت اور مسکنت کا اظہار کرے اور اپنے عمل سے یہ واضح کر دے کہ وہ ہر معاملہ میں اپنے آپ کو خدا کا محتاج سمجھتا ہے اور اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی تمام حاجتوں کو پورا کرنے پر قادر ہے اور وہی اس لائق ہے کہ اپنی ہر ضرورت کے لیے اس کی طرف رجوع کیا جائے اور دعا کے ساتھ کیا جائے کیونکہ اس کے محبوب علیہ السلام کا فرمان ہے: لیس شیء اکرم علی اللہ تعالیٰ من الدعاء۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا سے بڑھ کر کوئی شیء اکرم و محترم نہیں۔

(رواہ الترمذی وابن ماجہ وقال الترمذی هذا حدیث حسن وقال الحاكم هذا حدیث صحیح الاسناد)

اور دعا نہ مانگنا تکبر کی علامت قرار دیا گیا ہے چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ”الدعاء هو العبادة۔ دعائیں عبادت ہے“ پھر آپ نے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی ”وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین (عافر) اس میں فرمایا گیا کہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں (یعنی دعائیں نہیں کرتے) وہ عنقریب ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہونگے“ (اخرجه الترمذی فی السنن کتاب التفسیر باب ومن سورة المؤمن ۵/۳۷۴، الرقم: ۳۲۳۷ وابو داؤد فی السنن کتاب الصلوة باب الدعاء ۶/۷۶ الرقم: ۱۴۷۹)

دعا کی ضرورت کیا ہے؟

کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس کی صلاح و فلاح کی ضرورت نہ ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے دارین کی صلاح و فلاح کے واسطے اسباب و ابواب موضوع فرمادیئے کہ اہل حاجت ان سے مدد لیں اور عقبات و مہالک سے نجات پائیں۔ ان ارباب میں سے بجز دعا کے جتنے اسباب ہیں ان کے سبب خاص خاص امور ہیں، چنانچہ اسباب طبعیہ کا (مثل زراعت و تجارت و طبابت کے) اصلی مقصود فلاح دنیوی بنایا گیا ہے۔ گو بواسطہ معین دین بھی ہو اور اسباب شرعیہ کا (مثل صوم و صلوة و حج کے) مقصود بالذات فلاح دینی ٹھہرایا گیا گو بالعرض نافع دنیا بھی ہو۔ مگر صرف دعا ایک ایسی چیز ہے کہ فلاح دین و دنیا دونوں کے لیے بالمساوات ایک مرتبہ میں مشروع و موضوع ہے جس سے بوجہ اس جامعیت کے اس کی وقعت و عظمت ظاہر ہے اس لیے قرآن و حدیث میں نہایت درجہ اس کی ترغیب و فضیلت و تاکید جا بجا وارد ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس شخص کو دعا کی توفیق دی گئی اس کے لیے قبولیت کے دروازے کھل گئے۔ ایک روایت میں ہے جنت کے دروازے کھل گئے اور ارشاد فرمایا کہ قضاء کو صرف دعا ہٹا دیتی ہے احتیاط اور تدبیر سے نہیں ملتی اور دعا نازل شدہ بلا کے لیے بھی نافع ہے اور اس بلا کے لیے بھی جواب بھی نازل نہیں ہوئی اور کبھی بلا نازل ہوتی ہے اور ادھر سے دعا پہنچ کر اس سے ملتی ہے اور دونوں میں قیامت تک کشتی ہوتی رہتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبل مصیبت بھی دعا کرتا رہے۔ اس کی برکت سے مصیبت نہیں آتی اور کبھی اس کی وجہ سے مصیبت ٹل جاتی ہے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز قدر و منزلت کی نہیں اور جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ سختیوں کے وقت اس کی دعا قبول فرمالیا کرے، اس کو چاہیے کہ خوشی اور عیش کے وقت کثرت سے دعا مانگا کرے اور ارشاد فرمایا کہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے اور آسمان کا نور ہے۔ دعا میں یہ بھی خاصیت ہے کہ اس سے تدبیر ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے۔

اے خدا صدقہ محمد مصطفیٰ کی ذات کا
ہر مسلمان کو محبت دے شہِ لولاک کی
دین پر، اسلام پر، ایمان پہ قائم رکھ ہمیں
ظلمتِ لا دینیت کر قلبِ مسلم سے فنا
کمتری کا دور کر احساس ہم سے ذوالجلال
زیرِ مشق اہل باطل سب ہیں اسلامی بلاد
واسطہ اے خالقِ کلِ خواجگانِ پست کا
دشمنانِ ملتِ اسلام کو ناشاد رکھ
واسطہ مولا علی مولائے موجودات کا
مرحمت فرما عقیدتِ خواجگانِ پاک کی
پیروی صاحبِ قرآن پہ قائم رکھ ہمیں
ہر مسلمان کو فریبِ مغربیت سے بچا
کر غرورِ کفر و شرک و دہریت کو پائمال
مژدہ فتح میں دے ہم کو اے رب العباد
توڑ دے بزمِ جہاں سے زورِ اہلِ زشت کا
امتِ خیرِ الوریٰ کو شاد رکھ آباد رکھ

دعا کرنے کا فائدہ کیا ہے؟

دعا کرنے سے بندہ کو حق تعالیٰ سے خاص تعلق ہوتا ہے جس وقت آدمی دعا کرتا ہے۔ اس وقت غور کر کے ہر شخص دیکھ لے
کیوں کہ اس کو اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق محسوس ہوگا بغیر اس کے خاص تعلق نہیں ہوتا۔

دعا میں ایک نفع یہ ہے کہ یہ حق تعالیٰ کے یہاں معذور سمجھا جائے گا کیونکہ جب اس سے سوال ہوگا کہ تم نے حق کا اتباع کیوں
نہیں کیا تو یہ کہہ دے گا کہ میں نے طلبِ حق کے لیے بہت سعی کی اور تجھ سے بھی عرض کر دیا کہ مجھ پر حق واضح ہو جائے، بعض دفعہ
اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و عنایت سے نیک بندوں کی عاجزی اور دعا و زاری پر نظر فرما کر محض اپنی قد زت سے تھوڑے سے ناتمام اسباب
سے یا بلا اسباب بھی اثر مرتب فرما دیتا ہے۔

گر گریزی با امید راجت ہم ازاں جا پشت آید آفتے

ہج کنبے بے دود بے دام نیست جز مخلوت گاہ حق آرام نیست

دعا اگر بارگاہِ الہی میں قبول ہو جائے تو اس سے بڑھ کر سعادت اور خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے؟ یہ تو بڑا ہی اعلیٰ مقام ہے دعا
بظاہر اگر قبول بھی نہ ہو تب بھی اپنے رب سے اس بہانے مناجات اور سرگوشی کی جو نعمت حاصل ہو جاتی ہے وہ کیا کچھ کم سعادت
ہے۔

دعا کے فوائد جلیلہ میں سے ایک فائدہ تو یہ ہے کہ قلبِ انسانی کو اپنے مالک و خالق سے نسبت صحیح حاصل ہو جاتی ہے۔ اسے
پتہ لگ جاتا ہے کہ ارض و سماء میں مددِ برامور کون ہے۔

وہ جان جاتا ہے کہ اس کی جان کس کے قبضہ میں ہے۔ اس کا ایمانِ خدائی و قیوم پر کامل ہو جاتا ہے۔ اس کا اعتمادِ قریب و مجیب
کی ہستی پر مکمل ہو جاتا ہے۔ رب العالمین کے سمع، بصر اور علم و قدرت کی صفات پر اس کو وثوق مستحکم ہو جاتا ہے۔ بندہ کو اپنی بیکسی بلکہ
کل عالم کی درماندگی آشکارا ہو جاتی ہے۔ یہی وہ عرفان ہے جس سے بندہ خود اپنی قدر و قیمت سے آگاہ ہو جاتا ہے اور یہی وہ
معرفت ہے جس سے اس کے سامنے کچھ کچھ شانِ الوہیت جلوہ گر ہوتی ہے۔ یہ ہزار منفعتوں کی ایک منفعت ہے اور یہی وہ چیز ہے

جس کے لیے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے۔ انبیاء اور فرشتے شب و روز ذکر اور دعا اور تسبیح و استغفار کو اپنا ورد بنائے رکھتے ہیں مبارک ہے وہ انسان جسے دعا مانگنے والوں کے زمرہ میں جگہ مل جائے۔ دعا کی منفعت خود لذت دعا ہے اور یہ وہ فائدے ہیں جو آغاز کار میں عطا فرمائے جاتے ہیں

اے خدا اپنی محبت اپنا عرقاں دے مجھے
ہر مسلمان کو عطا کر جذبہ شوق ”دعا“
دین و دنیا کی عطا کر نعمتیں یا رب مجھے
اے خدا ان جملہ پیران طریقت کے طفیل
رزق و روزی، امن و راحت، علم و عرقاں کر عطا
عشق اصحاب رسول پاک دے یا رب مجھے
عالم اسلام کو دکھلا صراطِ مستقیم
مصطفیٰ کے روضہ اقدس کی عظمت کر سوا
خاتمہ بالخیر فرمانا دم رحلت مرا

رحمت عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
مرتضیٰ خیر شکن شیر خدا کے واسطے
خواجگانِ چشت کے جود و سخا کے واسطے
تیرے محبوب معظم مصطفیٰ کے واسطے
وقف رکھ دل کو مرے صدق و صفا کے واسطے
حب اہل بیت دے دل کی جلا کے واسطے
عزتمیں دے اُمّت خیر الوریٰ کے واسطے
رکھ ہمیں مائل فقط اپنی رضا کے واسطے
میرے مولا شافع روز جزا کے واسطے

(مولانا محمد یعقوب ضیاء القادری)

دعا کرنے سے تسکین روح اور اطمینان قلب ملتا ہے

دعا کے نتیجے میں مومن بندے کو تسکین روح اور اطمینان قلب کی جو دولت حاصل ہوتی ہے اس کی برکتوں کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: **اَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ**
سنو! اللہ کے ذکر ہی سے دل اطمینان و سکون سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

اور سکون قلب کی وہ دولت ہے جس کے لیے بھرپور خزانوں والے سرمایہ دار اور وسیع اختیار رکھنے والے ارباب اقتدار بھی ترستے ہیں، لیکن یہ نعمت ملتی اسی کو ہے جو ایمان باللہ۔ ایمان بالآخرۃ اور حب رسول ﷺ کی دولت سے مالا مال ہو۔ **اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ** نیز دعا مانگنے کا ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرتا ہے، کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ مانگتا ہے (ان اللہ یحب الملحین فی الدعاء)
دعا کے لطف سے صحیح معنی میں انسان اسی وقت آشاء ہو سکتا ہے جب کہ وہ اپنے اوپر وہی کیفیت طاری کرے جسے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔

و روح الدعاء ان یری کل حول و قوۃ من اللہ و یصیر کالمیت فی ید الغسال و کالتمثال فی ید

معرك التماثل و یجد لذة المناجاة (نجمۃ اللہ ج ۵ ص ۲۵۱)

دعا کی روح یہ ہے کہ دعا کرنے والا ہر قوت و حرکت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھے اور اس کی قدرت و عظمت کے مقابلہ

میں اپنے آپ کو اس طرح بے کس اور بے بس سمجھے جیسے مردہ غسل کے ہاتھوں میں یا بے جان صورتیں حرکت دینے والے کے قبضے میں ہوتی ہیں پھر اس کیفیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مناجات اور سرگوشی کی لذت و حلاوت اسے حاصل ہوگی۔

اے اللہ ہم کو اپنے در کا سوالی بنا دے اے رب کریم ہم کو مانگنا سکھلا دے

دعا اور مسئلہ تقدیر

بعض عقل پرست یہ سوال کرتے ہیں کہ جو بات دعا میں طلب کی جا رہی ہے تقدیر میں اس کا واقعہ ہونا لکھا جا چکا ہے یا واقعہ نہ ہونا مسطور ہے۔ اگر تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ ضرور واقع ہوگی تو دعا کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ اس کو واقع ہونا ہی ہے اور اگر نوشتہ تقدیر یوں ہے کہ وہ واقع نہیں ہوگی تو انسان خواہ کتنی ہی دعا کیوں نہ کرے وہ ہرگز واقع نہیں ہو سکتی۔ اس صورت میں بھی دعاء سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس شبہ کے جوابات دو طریقوں سے دیئے جاتے ہیں الزامی اور تحقیقی الزامی:

والجواب عن الشبهة الاولى انها متناقضة . لان اقدام الانسان على الدعاء ان كان معلوم الوقوع فلا فائدة في اشتغالكم بابطال الدعاء . وان كان معلوم العدم لم يكن الى انكاركم حاجة . ثم نقول كيفية علم الله وكيفية قضائه وقدره غائبة عن العقول والحكمة الالهية تقتضي ان يكون العبد معلقا بين الرجاء وبين الخوف اللذين بهما تتم العبودية . وبهذا الباقى صححنا القول بالتكاليف مع الاعتراف باحاطة علم الله بالكل وجريان قضائه وقدره في الكل .

الزامی جواب تو یہ ہے کہ یہ شبہ خود ہی متناقض اور باطل ہے اگر علم ازلی میں بندہ کا اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دعا کرنا مقدر ہے (تو وہ ضرور دعا کر کے رہے گا) پھر اس کے سامنے آپ کا دعا کے بیکار ہونے کے دلائل پیش کرنا بے سود ہے اور اگر نوشتہ تقدیر یوں ہے کہ بندہ اپنی مقصد برآری کے لیے دعا نہیں کرے گا (تو وہ پہلے ہی دعا نہیں کر رہا) تو پھر اس کے سامنے دعا کے خلاف دلائل پیش کرنے کیا ضرورت؟ (تحقیقی جواب) پھر ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کے قضاء و قدر کی کیفیت انسانی عقول سے مخفی و پوشیدہ ہے اور حکمت الہیہ اس بات کی متقاضی ہے کہ بندہ امید اور خوف کے درمیان رہے، کیونکہ ان ہی (دو ملے جلے جذبات) سے عبودیت کی تکمیل ہوتی ہے اور تکالیف شرعیہ (بندے کے مکلف ہونے) کی بات بھی تو مسلمہ ہے باوجود اس اعتراف کے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تمام اشیاء کو محیط ہے اور اس کی قضاء و قدر تمام اشیاء میں جاری و ساری ہے، چنانچہ صحابہ کرام نے بھی اس اشکال کے متعلق نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ یا رسول اللہ! ہم دنیا میں جو عمل کرتے ہیں کیا ان کا فیصلہ پہلی ہی ہو چکا ہے یا ہمارے عمل کرنے کے بعد ہوتا ہے آپ نے فرمایا تمام اعمال کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا پھر عمل سے کیا فائدہ؟ آپ نے فرمایا کہ عمل کرتے رہو۔ ہر شخص کے لیے وہ کام آسان کر دیا جاتا ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوتا ہے (یعنی جس کے مقدر میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس کو اسی راہ پر لگا دیا جاتا ہے) اس حدیث کے لطائف پر غور کیجئے کہ آنحضرت ﷺ

نے ان کو قضاء و قدر سے بھی آگاہ کر دیا (یعنی تمام اعمال کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے) اور ساتھ ساتھ عمل کی بھی تاکید فرمادی، جو اظہارِ بندگی کا ایک ذریعہ ہے۔ (تفسیر کبیر، پارہ ۲۵، ص ۱۰۹)

ریگ زاروں میں تو کوہساروں میں تو آسمانوں میں تو آبشاروں میں تو
کھکشاں تیری لوح و قلم بھی ترے شمس میں اور قمر میں ستاروں میں تو
ہیں ندی نالے اور دریا ترے بحر و بر میں تو اور سبزہ زاروں میں تو
تیرے بادل بھی ہیں پھول بھی ہیں ترے ان خزاؤں میں تو اور بہاروں میں تو
قہقہے بھی ترے آہیں بھی ہیں تری شادی و غم میں تو ہے پکاروں میں تو
کرنیں سورج کی اور چاندنی بھی تری سارے چشموں میں تو آبشاروں میں تو
ذرے ذرے میں ہے جلوہ تیرا فقط خوب روؤں میں تو ماہ پاروں میں تو
صبح بھی ہے تری ذات بھی ہے تری ان پہاڑوں میں تو اور غاروں میں تو
تنگ دستی میری بادشاہی تری مشکوں میں ہے تو اور سہاروں میں تو
یہ ہوائیں تری یہ فضائیں تری سب مناظر ترے ہیں نظاروں میں تو
تو ہی دیتا ہے اپنے پرائے کو بھی غیروں میں بھی تو ہماروں میں تو
تیرے ہی حکم کا سکھ چلتا ہے تو بیابانوں میں مرغزاروں میں تو
ہیں نبی تیرے اور اولیاء ترے تیرا بابر بھی ہے دین داروں میں تو

فرمانِ نبوت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

لا یرد القضاء الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر

”قضاء نہیں ٹلتی مگر دعا سے ٹل جاتی ہے اور نیک سلوک کے سوا کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھاتی۔“

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں: لا یرد القدر الا الدعاء ”تقدیر نہیں بدلتی مگر دعا سے“۔ کے الفاظ ہیں۔ (ابن

ماجد حدیث ۳۰۳۲، مشکوٰۃ حدیث ۲۲۳۳، ترمذی حدیث ۲۱۳۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الدعاء ینفع مما نزل و مما لم ینزل فلیکم عباد اللہ بالدعاء (مشکوٰۃ ص ۱۹۵، ترمذی ج ۲،

ص ۱۹۵)

”دعا نازل شدہ آفت میں بھی نفع دیتی ہے اور اس بلا میں بھی جو نہ اتری ہو۔ تو اے اللہ (جل جلالک) کے بندو! دعاء

کو مضبوطی سے پکڑو۔“

بندے رب دے دُعا کر کے تقدیر بدل دیندے ایہہ لوح و قلم والی تحریر بدل دیندے
کیا دعا کرنا راضی برضاءِ الہی رہنے کے خلاف ہے؟

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ بندگی کا اعلیٰ مقام تو یہ ہے کہ انسان راضی برضاء ہو جائے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ اس کے بارے میں فیصلہ فرمادے اسے ہنسی خوشی قبول کرے۔ اس کے برعکس دعا سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بندہ خدا کے فیصلوں پر راضی ہونے کے بجائے اپنی خواہشات کی تکمیل چاہتا ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ بندہ ابتداء دعا و مناجات اور الحاج و زاری کے ذریعہ خدا کے سامنے اپنی احتیاج ظاہر کرے اپنے عمل سے بے چارگی کو تسلیم کر لے اور یہ واضح کر دے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کی رحمت سے بے نیاز نہیں سمجھتا۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے لیے جو فیصلہ فرمادے اس پر راضی ہو جائے۔ تو یہ بندگی کا زیادہ بلند مقام ہے اس کے برخلاف اگر شروع سے ہی دعا نہ کرے تو اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ بندہ اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے، چنانچہ امام رازی فرماتے ہیں:

و عن الرابعة انه اذا كان مقصوده من الدعاء اظهار الذلة والمسكنة ثم رضى بما قدره الله وقضاه .
فذلك من اعظم المقامات . (تفسیر کبیر ص ۱۰۹، ج ۵)

بعض لوگ دُعا پر اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے پر بہت مہربان ہے لہذا جس چیز کو بندہ طلب کر رہا ہے۔ اگر اس میں بندے کی مصلحت ہے تب تو اللہ دعا کے بغیر ہی اپنی مہربانی سے اسے عطا فرمادے گا اور اگر بندے کے لیے خلاف مصلحت ہے تو اسے طلب کرنا فضول ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ بھی دیا جاسکتا ہے کہ یہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کے ذریعہ ایک خلاف مصلحت چیز کو بندے کے لیے مصلحت بنادے۔ اس لیے دعا فائدہ سے خالی نہیں چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و الجواب عن الثالثة انه يجوز ان يصير ما ليس بمصلحته مصلحة بحسب سبق الدعاء

(تفسیر کبیر ص ۱۰۹، ج ۵)

یا حتی یا قیوم یا حتی یا قیوم یا حتی یا قیوم یا حتی یا قیوم
تو خالق ہے ہم مخلوق تو رازق ہے ہم مرزوق تیری ذات ہے قائم دائم باقی سب ہے معدوم

یا حتی یا قیوم یا حتی یا قیوم

تو ہے داتا تو رحمان تیری مولا اونچی شان تو نے لوح پہ لکھے مولا سب جگ کے مقوم

یا حتی یا قیوم یا حتی یا قیوم

تو والی ہے تو مختار کرتا ہے مخلوق سے پیار تو ظاہر ہے تو باطن ہے تو عالم معلوم

یا حتی یا قیوم یا حتی یا قیوم

جھولی کر دینا بھرپور مشکل کر مقصود کی دور میرے مولا چلی ہوئی ہے پھر بادِ مسموم

یا حتیٰ یا قیوم یا حتیٰ یا قیوم

یا حتیٰ یا قیوم یا حتیٰ یا قیوم

اکثر دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟

دعا کے بارے میں ایک بڑا ہی اہم سوال اور اس کا جواب ذہن نشین فرمائیں تاکہ زندگی کے کسی موڑ پہ آپ بہک نہ سکیں یہ سوال و جواب بہت پرانا ہے اور عربی کتب میں بھی سلف صالحین نے لکھا ہے ہم سوال و جواب عربی عبارت کے ساتھ بمعہ ترجمہ لکھ رہے ہیں۔

فان قيل قوله تعالى (فاني قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان) يدل على انه يجيب دعا الداعين .

ونحن نرى كثيرا من الداعين لا يستجاب لهم .

پس اگر یہ شبہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر دعا کرنے والوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

اس کے جوابات شیخ زادہ نے حاشیہ بیضاوی ص ۴۹۰-ج ۱- میں اور امام قرطبی نے تفسیر قرطبی میں امام رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر ص ۱۰۹، ج ۵ میں لکھے ہیں۔ امام رازی رحمہ اللہ نے ایک جواب تو یہ دیا کہ آیت مذکورہ بالا میں اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کا وعدہ علی الاطلاق ذکر فرمایا ہے مگر دوسری جگہ اس وعدے کے ساتھ ایک قید لگی ہوئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فيكشف ما تدعون اليه ان شاء (سورة انعام)

اگر وہ چاہتا ہے تو اس چیز کو کھول دیتا ہے جس کی تم دعا کرتے ہو۔

لہذا اصول فقہ کے قاعدے کی زد سے مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا اور امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اسی مقام پر اس شبہ کے متعدد جوابات دیئے ہیں بخوف طوالت اسی پر اتفاق کیا جاتا ہے۔ طالب تفصیل حضرات اصل کتاب کی طرف مراجعت فرما سکتے ہیں۔

البتہ محمد بن ابی بکر بن عبد القادر رازی کی کتاب (مسائل الرازی واجوبہا ص ۱۳) سے جامع اور مختصر جوابات پیش کیے جا رہے ہیں۔

قلنا روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ما من مسلم دعا الله بدعوة ليس فيها قطيعة رحم

ولا اثم الا اعطاه الله بها احدى ثلاث خصال اما ان يجعل دعوته . واما ان يدخرها له في

الآخرة . واما ان يدفع عنه من السوء مثلها . ولان قبول الدعاء شرطه الطاعة لله تعالى واكل

الحلال وحضور القلب وقت الدعاء فمتى اجتمعت هذه الشروط حصلت الاجابة ولان

الداعي قد يعتقد مصلحته في الاجابة . والله تعالى يعلم ان مصلحته في تأخير ما سال اولي منه

فجيبه الى مقصوده الا صلى وهو طلب المصلحة فيكون قد اجيب وهو يعتقد انه منع عنه .
(انتہی)

ہم جواب دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے مروی ہے جب کوئی مسلمان کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں گناہ اور صلہ رحمی کا منقطع کرنا نہ ہو تو یقیناً اسے ان تین چیزوں میں سے ایک عطا کی جاتی ہے بالعجلت اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے یا آخرت کے لیے ذخیرہ بنالی جاتی ہے یا اس سے اس حیثیت کی برائی دفع کر دی جاتی ہے (تو آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد اس سوال کا پورا پورا جواب ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ میں تمہاری دعا قبول کروں گا یہ تو نہیں فرمایا کہ فوراً قبول کروں گا اگر اس کی دعا کا دنیا کی بجائے آخرت میں فائدہ پہنچے تب بھی وعدہ بالکل سچا ہے) نیز قبولیت دعا کے لیے طاعت خداوندی اور اکل حلال اور حضور قلب بوقت دعا شرط ہیں پس جب یہ شرائط متحقق ہوں گی تو قبولیت دعا بھی متحقق ہوگی نیز دعا کرنے والا اپنی مصلحت قبولیت دعا ہی سمجھتا ہے حالانکہ علم باری تعالیٰ میں اس کے لیے بہتری قبولیت دعا کی تاخیر یا رد میں ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بندہ کے مقصود اصلی یعنی اس کی مصلحت کے مطابق اجابت فرماتا ہے پس مصلحت اسے مل جاتی ہے دعا قبول ہو چکتی ہے اور وہ سمجھتا رہتا ہے کہ جو مانگا تھا نہیں ملا۔

میرا دامن خالی بھر دے یا اللہ

علامہ محمود نسفی رحمہ اللہ تفسیر مدارک جلد اول میں اجیب دعوة الداع اذا دعان کے تحت ایک اور جواب لکھتے ہیں۔
اجابة الدعاء وعد صدق من الله لا خلف فيه غير ان اجابة الدعوة تخالف قضاء الحاجة فاجابة الدعوة ان يقول العبد يا رب فيقول الله لبيك عبدى وهذا امر موعود موجود لكل مومن وقضاء الحاجة واعطاء المراد وذاك قد يكون ناجزا وقد يكون بعد مدة وقد يكون فى الآخرة وتكون الخير له فى غيره .

اجابت دعا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سچا وعدہ ہے جس میں تخلف کو کچھ دخل نہیں البتہ اجابت دعا حاجت کو پورا کر دینے کا نام نہیں، کیونکہ اجابت دعا کے تو یہ معنی ہیں کہ بندہ یا رب کہہ کر پکارے تو اللہ تعالیٰ اس کے پکارنے پر لبیک کہے اور یہ امر ہر حالت میں، ہر مومن کے لیے موعود ہے اور حاجت پورا کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ دعا کرنے والے کو اس کا مطلوب دیا جائے اور مطلوب کا دیا جانا کبھی تو فی الفور وقوع میں آتا ہے اور کبھی کچھ مدت کے بعد اور کبھی آخرت کے ثواب میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

مجھ پر اپنی رحمت کر دے یا اللہ میرا خالی دامن بھر دے یا اللہ
پلک جھپکتے پل سے پار اتر جاؤں اپنی رحمت کے دو پردے یا اللہ
محشر کی زلت سے کاش میں بچ جاؤں مجھ کو بس اس قابل کر دے یا اللہ
تو اپنے محبوب کے صدقے رکھ لینا عاصیوں کے محشر میں پردے یا اللہ

چھوڑ کے تیرا یہ در اور کہاں جائیں تیرے بندے تیرے برے یا اللہ
جب تڑپوں طیبہ سے بلاوا آ جائے آہوں میں اتنا تو اثر دے یا اللہ
پوری کر دے یہ خواہش بھی زاہد کی طیبہ میں چھوٹا سا گھر دے یا اللہ

الہی نغمہ، مغموم سن لے

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مطلوب کے علاوہ کوئی اور شئی مناسب اس کو دی جاتی ہے اور الا کلیل علی مدارک التزیل ص ۱۱۰، ج ۲ میں مولانا شیخ الدلائل عبدالحق مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے تحت رقمطراز ہیں۔

فنقول انما يؤخر استجابته لانه ربما يحبه فيؤخر اعطاء مراده ليدعوه فيسمع صوته كما روى عن يحيى بن سعيد رحمة الله عليه انه قال رايت رب العزة في المنام يا رب كم ادعوك فلم تستجب دعائي فقال يا يحيى اني احب اسمع صوتك . وربما يكون بفقد شرائط القبول وهي اكل الحلال وصدق المقال وغير ذلك من الشرائط المعتبرة المذكورة في الاخبار والاثار اولانه فضل والفضل مقيد بالمشية على ما قيل ان الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء . او لانه انما يدعوا ما هو خير له ويجوز ان يكون خيرته عند الله تعالى في عدم استجابة دعائه . اولان استجابة الدعاء قد يكون بقبول ذلك الدعاء بعينه وقد يكون بردليلته كانت عليه في الدعاء عوضه وقد يكون برفع درجته في الآخرة عوضه كما جاء في الخبر الصحيح :

ہم جواب دیتے ہیں کہ کبھی قبولیت دعا میں دیر اس لیے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس بندے سے پیار و محبت ہوتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ بندہ مانگتا رہے اور اس کا مولیٰ اس کی آواز سنتا رہے جیسا کہ حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مجھے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی۔ تو میں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں کتنی بار تجھ سے دعا مانگ چکا ہوں مگر تو نے میری دعا قبول نہیں فرمائی۔ ارشاد ہوا کہ میں تیری آواز کو سنتا پسند کرتا ہوں اور کبھی قبولیت میں دیر اس لیے ہوتی ہے کہ قبولیت دعا کی معتبر شرائط مثلاً رزق حلال اور صدق مقال وغیرہ جو احادیث و آثار میں مذکور ہیں مفقود ہوتی ہیں اور یا اس لیے کہ دعا کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا محض فضل و احسان ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بندہ اپنی نادانی سے کسی چیز کو اپنے حق میں بہتر سمجھ کر مانگتا ہے لیکن واقعہ میں وہ چیز بندہ کے حق میں بہتر نہیں ہوتی۔ اس لیے اللہ اس بندے کو وہ چیز دینا بہتر نہیں سمجھتا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بندہ جس چیز کی دعا کرتا ہے وہی بعینہ اس کو مل جاتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کی بجائے کوئی آنے والی بلا اور مصیبت نال دی جاتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کو بندہ کے لیے آخرت کا ذخیرہ بنا دیتا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے (یعنی بندہ جس مقصد کے لیے دعا کرتا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اس کو نہیں دیتا۔ لیکن اس کی دعا کے بدلے آخرت کا بہت بڑا ثواب اس کے لیے لکھ دیا جاتا ہے۔

الہی نغمہ مغوم سن لے فغان بندہ مغوم سن لے
پرستار وفا خو کی دعا ہے یہ اک ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہے
ترے احسان ہیں اک اک قدم پر بھروسہ ہے فقط تیرے کرم پر
حبیب پاک کے صدقے میں یارب مصائب زندگی کے دور کر سب
مسلمانوں کو راحت دے خوشی دے فراغت کر عطا آسودگی دے
لگے منجدھار کی کشتی کنارے سنبھل جائیں یہ سب آفت کے مارے
جو بیچارے ہیں اُن کا چارہ فرما مرادیں سب مسلمانوں کی بر لا
انہیں اخلاص کی اکسیر دے دے انہیں پھر عزت و توقیر دے دے
کر ایسی اُن کے اوپر مہربانی یہ امن و عافیت ہو زندگانی
یہ بے حسی کی کیفیت بدل دے مذاقِ علم دے ذوقِ عمل دے
وہی آ جائے کرداروں میں نیکی کریں باہم مدد اک دوسرے کی
دلِ نائی کی ہیں پُر درد آپیں رسائی کی عطا کر اُن کو راہیں

(منظور حسین نائی)

بیہقی، وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تحقیق

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر مظہری جلد اول ص ۲۰۲ میں فرماتے ہیں:

والتحقیق فی الباب عندی ان ما ذکرنا من الاقوال کلها صحیحة وانہ لیس کل دعاء مستجاب
ومدلول الایۃ ان مقتضی الدعاء الاجابة فانه تعالیٰ جواد کریم قادر علیٰ کل شیء ومن کان هذا
صفته لا یمنع مسؤله عقلاً ونقلًا روى الترمذی وابو داؤد عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حی کریم یمسحی من عبده اذا رفع یدیه ان یردھما
صفراً . وانما یظہر تخلف الاستجابة عن الدعاء او تاخره عنہ اما لحکمة اولما نفع من الاستجابة
او فقد شرط عقوبة للداعی واللہ اعلم .

میری تحقیق در بارہ دعا یہ ہے کہ ہم نے جتنے اقوال او پر ذکر کیے ہیں وہ سب صحیح، درست ہیں اور یہ بات بھی محقق ہے کہ
ہر دعا مستجاب نہیں ہوتی اور آیت کا مدلول تو یہ ہے کہ دعا کا مقتضی قبولیت ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جواد اور فضل و کرم
والا اور ہر چیز پر قادر ہے اور جس ذات پاک کی یہ صفات ہوں اس ذات سے مطلوبہ چیز کا حاصل نہ ہونا عقلاً و نقلًا بعید
ہے، چنانچہ ترمذی اور ابو داؤد نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حیاء اور فضل و کرم والا ہے۔
جب بندہ اس کی جناب میں دستِ سوال پھیلاتا ہے تو اسے خالی ہاتھ لوٹانے میں شرم آتی، البتہ بسا اوقات دعا کا

مستجاب نہ ہونا یا اس کی قبولیت میں تاخیر کا رونما ہونا یا تو کسی حکمت کے ماتحت ہوتا ہے یا قبولیت دعا کے کسی مانع کی وجہ سے ہوتا ہے یا دعا کرنے والے کی عقوبت کے لیے ہوتا ہے جب کہ شرائط دعا مفقود ہوں۔ کسی صاحب دل نے کیا خواب کہا:

کیوں نہیں ہوتی دعا میری قبول ہے تیرا یہ اعتراض از بس فضول
بخشتا ہے شے وہی جو ہو مفید چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو اپنی اُمید

دعا کی اہمیت و افادیت

وللدعوات تائیر بلیغ وقد ینفیہ اصحاب الضلال

(قصیدہ بدو لا مالی)

لا تسئلن بنی ادم حاجة و سل الذی ابوابہ لا تحجب
اللہ یغضب ان ترکت سؤالہ و بنی ادم حین یسائل یغضب

(فیض القدر ص ۵۵۶ ج ۱)

دعاؤں کا اثر ضرور پہنچتا ہے گمراہ لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ اپنے جیسے انسان سے اپنی حاجت نہ مانگ بلکہ اس سے مانگ جس کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں۔ اگر تو اللہ سے نہ مانگے گا تو وہ ناراض ہو جائے گا اور انسانوں سے مانگا جائے تو ناراض ہو جاتے ہیں۔

☆ عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء هو
العبادة ثم قرأ وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یتکبرون عن عبادتی سید خلون
جہنم داخرین (احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دعا عین عبادت ہے۔ اس کے بعد آپ نے
سند کے طور پر یہ آیت پڑھی۔ "وقال ربکم دعونی" تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو اور مانگو میں
قبول کروں گا اور تم کو دوں گا جو لوگ میری عبادت سے متکبرانہ روگردانی کریں گے ان کو ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں جانا
ہوگا۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء مع العبادة (ترمذی)
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے۔

☆ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فتح له منکم باب
الدعاء فتحت له ابواب الرحمة۔ وما سئل اللہ شئنا یعنی احب الیہ من ان یسئل العافیہ۔ (وفی
روایہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدعاء ینفع ممانزل و ممالم ینزل فعلیکم عبادا اللہ

بالدعاء) (رواہ الترمذی والحاکم وقال هذا حدیث صحیح الاسناد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ تعالیٰ کو سوالوں اور دعاؤں میں سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ بندے اس سے عافیت کی دعا کریں (یعنی کوئی دعا اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ محبوب نہیں)۔
(حضور ﷺ نے فرمایا: دعا اس مصیبت کے لیے بھی کافی ہے جو اتر چکی اور اس کے بھی جواب بھی تک نہ اتری، اے خدا کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو)۔

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ من لم یسئال اللہ یغضب علیہ

(رواہ الترمذی وابو یعلی والحاکم والبخاری فی الادب وقال الحاکم هذا حدیث صحیح الاسناد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ سے نہ مانگے اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

☆ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلوا اللہ من فضله

فان اللہ یحب ان یسئال وافضل العبادۃ انتظار الفرج (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات محبوب ہے کہ اس کے بندے اس سے دعا کریں اور مانگیں اور فرمایا کہ اس بات کا انتظار کرنا کہ وہ بلا اور پریشانی کو اپنے کرم سے دور فرمائے گا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔

گناہوں کی عادت چھڑا میرے مولا	مجھے نیک انسان بنا میرے مولا
میری سابقہ ہر خطا میرے مولا	تو رحمت سے اپنی مٹا میرے مولا
تو قدرت سے اپنی بدل نیکیوں سے	ہر اک میری لغزش خطا میرے مولا
ہو قدموں میں سرکار کے جب مرا سر	تو ایماں پہ اُس دم اٹھا میرے مولا
تجھے تو خبر ہے میں کتنا بُرا ہوں	تو عیبوں کو میرے چھپا میرے مولا
تو لے گا اگر عدل سے کام اپنے	میں ہوں مستحق نار کا میرے مولا
تجھے واسطہ تیری رحمت کا یا رب	جہنم سے مجھ کو بچا میرے مولا
جو رحمت تیری شامل حال ہو تو	ٹھکانہ ہے جنت مرا میرے مولا
تو مسجد میرا میں ساجد ہوں تیرا	تو مالک میں بندہ ترا میرے مولا
تو مطلوب میرا میں ساجد ہوں تیرا	مجھے دے دے اپنی ولا میرے مولا
نہ محتاج کر تو جہاں میں کسی کا	مجھے مفلسی سے بچا میرے مولا

مجھے بھی دکھا دے تو جلوہ نبی کا یہی ہے میری التجا میرے مولا
ہے کعبے پہ نظریں عبید رضا کی ہوں مقبول ہر اک دعا میرے مولا

(محمد اویس عبید رضا)

تقدیر کو دعا ہی بڑھاتی ہے

عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ادلکم علی ما ینجیکم من
عدوکم ویدرلکم ارزاقکم تدعون اللہ فی لیلکم ونهارکم فان الدعاء سلاح المؤمن (اخرجه
ابویعلی فی المسند، ۳/۱، الرقم: ۳۳۹ وایضاً، ۳/۳۶۶ الرقم: ۱۸۱۲ والحاکم فی المستدرک، ۱/۶۶۹ الرقم:

(۱۸۱۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے دشمنوں سے
تمہارا بچاؤ کرے اور تمہیں بھرپور روزی دلائے؟ وہ یہ ہے کہ اپنے اللہ سے دعا کیا کرو رات میں اور دن میں کیونکہ دعا
مومن کا خاص ہتھیار یعنی اس کی خاص طاقت ہے۔

☆ وعن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرد القضاء
الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر (ترمذی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تقدیر کو دعا کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بدلتی اور عمر کو نیکی
کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بڑھاتی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی صلیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ انداز بیان اس چیز کو ظاہر کر رہا ہے کہ بلاء اور مصیبت کے دفع کرنے
میں دعا کو خاص تاثیر حاصل ہے جو کسی اور چیز کو حاصل نہیں مگر آدمی پر کسی مصیبت کے آنے کا اندیشہ ہو اور اس کو دعا کی توفیق ہو
جائے تو پھر اس ذریعہ سے وہ مصیبت دور اور دفع ہو جائے گی اور اس سے وہ نجات پا جائے گا۔

☆ الدعاء مفتاح الرحمة . والوضوء مفتاح الصلوة . والصلوة مفتاح الجنة .

دعا رحمت کی کنجی ہے اور وضوء نماز کی کنجی ہے اور نماز جنت کی کنجی ہے۔ (جامع الصغیر للسیوطی)

دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ، سبحانہ و تعالیٰ ہم سب کو اپنی بارگاہ بے کس پناہ سے خشوع و خضوع، ہچکیوں، سسکیوں، ندامت کے
آنسوؤں کی جھڑیوں میں دعائیں کرنے کا سلیقہ و طریقہ عطا فرمائے اور اپنے خصوصی فضل و کرم اور حضور ﷺ کی شانِ رحمت کا
صدقہ ہم خطا کاروں کو اپنی رحمت و مغفرت میں ڈھانپ کر شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے۔

حافظا و طیفہ دعا گفتن است و بس در بند آں مباحث کو نشید یا شنید

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ان العبد لیدعو اللہ وهو علیہ غضبان فیمرض عنہ ثم یدعوه فبقول اللہ تعالیٰ

لملائکتہ ابی عبدی ان یدعو غیری یدعونی فعرض عنه اشہد کم انی قد استحیت لہ
قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بندہ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہونے
کی وجہ سے اس سے اعراض فرماتا ہے وہ بندہ پھر اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے میرے
بندے نے میرے علاوہ کسی اور کے سامنے دعا کرنے سے انکار کر دیا ہے حالانکہ میں نے اس سے اعراض فرمایا ہے،
اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ میں نے اس کی دعا کو قبول کر لیا ہے۔ (اخرجہ الطبرانی فی الدعاء، ۲۸/۱، الرقم ۲۱، وابو

نعیم فی حلیۃ الاولیاء، ۲۰۸/۶، والدیلمی فی مسند الفردوس، ۳۷۵/۳، الرقم ۷۰۸۸)

☆ حضرت عمر الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انی لا احمل ہم الاجابة ولكن هم الدعاء فاذا اتممت الدعاء علمت ان الاجابة معه
مجھے قبولیت کی فکر نہیں ہوتی بلکہ دعا کی فکر ہوتی ہے، جب میں دعا پوری کر لیتا ہوں تو جان لیتا ہوں کہ قبولیت تو اس کے
ساتھ ہی ہے (اخرجہ الامام القسطلانی فی المواہب اللدنیۃ بالمنع المحمدیہ، ۳۵۰/۳)

☆ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الدعاء لظہر الغیب افضل من الزیارة واللقاء لانہما قد یعرض فیہما التزین والریاء
غائبانہ دعا زیارت و ملاقات سے افضل ہے کیونکہ ان دونوں میں تکلف و ریا کا خطرہ ہوتا ہے (اخرجہ الشعرائی فی
الطبقات الکبریٰ ۴۴)

☆ استاذ ابو علی دقاق فرماتے ہیں:

اذا بکی المذنب فقد ارسل اللہ

جب گناہ گار روتا ہے تو سمجھ لو کہ اس نے اللہ تعالیٰ تک اپنا پیغام پہنچا دیا (اخرجہ القشیری فی الرسالة ۲۷۰)

مرا خالق مرا رازق جہاں سارے کا والی ہے اسی کی ذات اعلیٰ ہے اسی کی ذات عالی ہے
اسی نے مصطفیٰ کو نور کے سانچے میں ڈھالا ہے اسی نے انکی میرت صورت قرآن میں ڈھالی ہے
اسی نے چاند و سورج آسمان تارے بنائے ہیں اسی کے پاک در کا یہ جہاں سارا سوالی ہے
اسی خالق نے ہر مخلوق کو ہے پیدا فرمایا اسی نے کی عطا ہر چیز کو صورت نرالی ہے
وہی داتا ہے دیتا دو جہاں کو نعمتیں ساری اسی نے اولیاء کو کی عطا شان کمالی ہے
وہی معبود ہے میرا وہی مقصود ہے میرا اسی نے دل میں میرے نعت کی ہر بات ڈالی ہے

دعا کے آداب

معمولی دنیوی بادشاہوں بلکہ ان کے ماتحت حاکموں کے سامنے درخواست پیش کرنے کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں غلط
طریقے پر مانگنے کا نتیجہ نہ صرف محرومی ہوتی ہے، بلکہ بعض اوقات سائل حاکم کے عتاب کا شکار ہو جاتا ہے۔

مدارج السالکین ص ۳۹۱ ج ۲ پر علامہ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں:

و ادب المرء عنوان سعادته و فلاحه و قلة ادب عنوان شقاوته و بوارہ و ما استجلب خیر الدنیا
والآخرة بمثل الادب ولا استجلب حرمانها بمثل قلة الادب ۔

آدمی کا باادب ہونا اس کی سعادت اور کامیابی کی علامت ہے اور بے ادب ہونا اس کی شقاوت اور ہلاکت کی دلیل ہے
اور دین و دنیا کی بھلائی کا حاصل ہونا ادب پر ہی موقوف ہے اور ان سے محرومی قلت ادب کے باعث ہی ہوتی ہے۔

ادب تاحیث از فضل الہی بہ برسر بروہر جاکہ خواہی

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں سے

اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ احکم الحاکمین کے دربار عالیہ میں درخواست پیش کرنے کے آداب نہ ہوں؟ چنانچہ علامہ ابن القیم
مدارج السالکین ص ۳۷۸ ج ۲ پہ لکھتے ہیں:

و تأمل احوال الرسل صلوات اللہ وسلامہ علیہم مع اللہ و خطابہم و سؤالہم کیف کانت تجدہا
کلہا مشحونۃ بالادب قائمۃ بہ ۔

اگر تو انبیاء علیہم السلام کے حالات اور ان کی مناجات اور معروضات میں غور و فکر کرے گا کہ وہ جناب باری سبحانہ و تعالیٰ
کے حضور میں کس انداز کے تھے تو سب کو انتہائی ادب سے متصف پائے گا۔

اور المجالس السنیہ شرح اربعین نوویہ ص ۵۷ میں علامہ شیخ احمد الفشتی فرماتے ہیں:

قال ابو علی الروزباری رحمة اللہ علیہ العبد یصل بآدبہ الی ربہ و بطاعنتہ الی الجنة ۔

ابو علی روزباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ادب کی وجہ سے بندہ خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور بندگی و طاعت کی بدولت جنت
تک۔

اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات کو نماز سے فراغت کے بعد میں نے اپنے پاؤں کو محراب میں دراز کر دیا،
تو غیب سے آواز آئی، کیا بادشاہوں کی مجالس میں بیٹھنے کا یہی طریقہ ہے، تو میں نے عرض کیا کہ اس طرح ہرگز نہیں، چنانچہ اس کے
بعد میں نے ساری زندگی پھر کبھی پاؤں اس طرح دراز نہیں کیا۔

ایک عارف سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے ایک بار حرم شریف میں اپنے پاؤں کو دراز کیا تو ایک خاتون نے مجھے
ٹوکا اور کہا کہ ادب کے ساتھ بیٹھو، ورنہ تمہارا نام مقربین کی فہرست سے کاٹ دیا جائے گا۔ (شرح اربعین ص ۵۲، ۵۳ للفشتی)

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

بہر حال اس شہنشاہ حقیقی کے دربار عالیہ کے بھی آداب ہیں جو قرآن مجید و احادیث شریفہ میں بیان فرما دیے گئے ہیں۔

رسالہ کشمیریہ ص ۲۶۷ پہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گزرے جو رو کر دعا کر رہا تھا، حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی۔

الہی لو کانت حاجتہ بیدی قضیتھا۔ اے اللہ اگر اس کی حاجت کا پورا کرنا میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں اب تک ضرور پوری کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

انا ارحم بہ منک ولكنہ یدعونی وقلبہ عند غنمہ وانی لا استجیب لعلہ یدعونی وقلبہ عند غیری اے موسیٰ! میں تجھ سے زیادہ اس پر رحم کرنے والا ہوں بات یہ ہے کہ یہ پکار تو مجھے رہا ہے اور اس کا دل اپنی بکریوں کے پاس ہے اور میں اس بندے کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل میرے سوا کسی اور کے پاس ہو۔ یہ بات موسیٰ علیہ السلام نے اس بندے کو بتائی فسانقطع الی اللہ تعالیٰ بقلبہ فقضیت حاجتہ۔ اس نے پوری توجہ کے ساتھ دعا کی تو اس کی دعا قبول کر لی گئی۔

☆ حضرت شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الدعاء مفتاح الحاجة ومستروح اصحاب الفاقة وملجأ المضطرين ومتنفس ذوی المارب۔
دعا حاجت کی چابی، فاقہ مسنون کے لیے راحت، مجبوروں کے لیے جائے پناہ اور حاجت مندوں کے لیے آرام گاہ ہے۔ (ایضاً)

☆ حضرت سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے فرمایا:

ناجوانی فان لم تفعلوا فانظروا الی فان لم تفعلوا فاسمعونی فان لم تفعلوا فکونوا ببابی فان لم تفعلوا فانزلوا حاجتکم ہی۔

مجھ سے باتیں کیا کرو اگر یہ نہ ہو سکے تو میری طرف دیکھا کرو، یہ بھی نہ ہو سکے تو میری باتیں سنا کر دیکھو یہ بھی نہ کر سکو تو میرے دربار میں حاضر ہو اور یہ بھی نہ کر سکو تو دعا کی صورت میں میرے پاس اپنی ضرورتوں کو لاؤ (ایضاً)
امام قرطبی تفسیر قرطبی ج ۲ ص ۳۱۱ پر قبطرازی ہیں:

قال ابن عطاء ان للدعاء ارکانا واجنحة واسبابا و اوقاتا فان وافق ارکانہ قوی وان وافق اجنحتہ طار فی السماء وان وافق مواقبتہ فازوان وافق اسبابہ انجح۔

ابن عطاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں دعا کرنے والے کو چاہیے کہ دعا کے ارکان، بازو، اسباب اور اس کے خاص اوقات کو ملحوظ رکھے تاکہ اس کی دعا میں طاقت پرواز پیدا ہو اور اللہ کے دربار اقدس میں پہنچ کر مشرودہ اجابت لاسکے۔ اب ہم دعا کے آداب کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں سے۔

دعا سے محرومی

☆ حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لان احرم الدعاء اشد علی من ان احرم الاجابة۔

اگر میں دعا سے محروم کر دیا جاؤں تو یہ میرے لیے زیادہ ناگوار ہوگا بہ نسبت اس کے کہ میں قبولیت دعا سے محروم کر دیا جاؤں۔ (رسالہ قشیریہ ۲۶۵)

☆ اسی میں ہے کہ بیان کیا گیا ہے حضرت یحییٰ بن سعید قطان نے خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور عرض کی: کم ادعوك ولا تعجبنی؟ یا اللہ میں تجھے کتنا ہی پکاروں مگر تو میری پکار کا جواب ہی نہیں عطا فرماتا۔ جواب ملا: یا یحییٰ لانی احب ان اسمع صوتك س لیے کہ میں تیری آواز سننا پسند فرماتا ہوں۔

☆ حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی الہی: الہی کیف ادعوك وانا عاص۔ یا اللہ میں تجھے کیسے پکاروں، میں تو گناہ گار ہوں۔ وکیف لا ادعوك وانت کریم اور تجھے کیوں نہ پکاروں جبکہ تو کریم ہے

(اخرج القشیری فی الرسالة ۲۶۷)

گر بظاہر ہے ہر اک کا یار اور پر ہے باطن میں وہی کیجئے جو غور
اس کا جو یا ہے ہر اپنے طور پر ایک سے ہے دوسرا بس بے خبر
ہے جمال حق سے ہر دل آشنا ہر لقب میں کرتا ہے اس کی ثنا
ہے ہر اک کا ذکر اور تسبیحات اور ڈھونڈتا ہے اس کو ہر ایک اپنے طور
سارے عالم کا وہی معبود ہے سب کو ہر شے سے وہی مقصود ہے
ہے ہر اک کو مستی دل شوق اور رکھتی ہے ہوں جان اس کا ذوق اور

(حاجی احمد اللہ مہاکی رحمۃ اللہ علیہ)

استقبال قبلہ

عین العلم میں ہے وحقہ ان یستقبل القبلة۔ دعا کے ادب میں سے یہ ہے کہ قبلہ کی طرف رخ کر کے دعا مانگے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ انوار القدسیہ ص ۵۱۱ پہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد و حیث ما کنتم فویلوا وجوہکم شطرہ کے متعلق فرماتے ہیں اس کے عموم یہ عمل کرتے ہوئے اپنی ہر مجلس میں قبلہ رو ہو کر بیٹھنا چاہیے ہاں اگر مجلسوں میں دوسرے لوگ بھی موجود ہیں تو پھر ان کے حقوق کا خیال رکھیں اور ان کی طرف رخ کر کے بیٹھیں۔

طبرانی میں باسناد حسن مروی ہے ان لكل شیء سیدان سید المجالس قبال القبلة۔ (حضور ﷺ کا ارشاد ہے) ہر شے کا ایک سردار ہوتا ہے اور نشستوں میں سب کا سردار یہ ہے کہ انسان قبلہ رخ ہو کر بیٹھے۔

طبرانی میں ہی ایک روایت اس طرح ہے: ان لكل شیء شرفا وان شرف المجالس ما استقبال بہ القبلة۔ ہر چیز کا ایک شرف ہے اور مجالس کا شرف قبلہ رو ہونے میں ہے۔

زین الحکم شرح عین العلم ج ۱ ص ۱۰۲ پہ ملا علی قاری لکھتے ہیں: امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی

انه عليه السلام اتى الموقف بعرفة واستقبل القبلة ولم يزل يدعوا حتى غربت الشمس

حضور ﷺ میدان عرفات میں تشریف لائے اور قبلہ رو ہو کر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

حاشیہ مراقی الفلاح میں نماز استسقاء کے سلسلہ میں علامہ طحاوی لکھتے ہیں:

و يقوم الامام مستقبل القبلة حل دعائه لانه افضل واقرب الاجابة - (ص ۳۰۱)
 امام بوقت دعا قبلہ رو کھڑا ہو کیونکہ قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہونا افضل بھی ہے اور دعا کے زیادہ قبول ہونے کا باعث بھی۔
 مجالس السنیہ شرح اربعین نوویہ شیخ احمد لفشنی ص ۵۸ پہ لکھتے ہیں:

وقال بعضهم ما فتح الله على ولي الا وهو مستقبل القبلة -
 بعض علماء نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ جب بھی کسی ولی پہ معرفت کا دروازہ کھولتا ہے تو اس ولی اللہ کا منہ قبلہ ہی کی طرف ہوتا ہے۔

حكي ان رجلا علم ولدين القرآن على السواء فكان احارهما يقرأ وهو مستقبل القبلة فحفظ القرآن قبل صاحبه بسنة

حکایت میں ہے ایک شخص نے اپنے دو بیٹوں کو حفظ قرآن پاک کے لیے بیک وقت بٹھایا تو ان میں سے ایک قبلہ رخ ہو کر یاد کرتا تھا چنانچہ اس نے اپنے بھائی سے ایک سال پہلے حفظ کر لیا۔ مزید تفصیل کے لیے تفسیر قرطبی ج ۷ ص ۲۲۲ سورۃ اعراف کا مطالعہ کریں۔

پھر بھی ہے خلق حیراں، مسکن کہاں ہے تیرا
 سجدہ جہاں روا ہے وہ آستاں ہے تیرا
 ہے دور جو نظر سے وہ آساں ہے تیرا
 پھولوں سے جو لدا ہے وہ گلستان ہے تیرا
 سورج کا ہے جو مسکن وہ آساں ہے تیرا
 اور بہتی ندیوں میں پانی رواں ہے تیرا
 جس دن سے نام ہوا ہے وردِ زباں ہے تیرا
 جو ذکر جاوداں ہے وہ بے گماں ہے تیرا

ہر شے سے اس جہاں کی جلوہ عیاں ہے تیرا
 ہے لائق عبادت بس ایک ذات تیری
 بستی ہے جس پہ خلقت وہ سب زمیں ہے تیری
 تیرا ہے یہ لبتِ ودق تپتا ہوا بیاباں
 ذرے کا ہے جو مخزن وہ ہے زمین تیری
 ساکن سمندروں میں موتی تمام تیرے
 اس دن سے کام میرا بگڑا نہیں ہے کوئی
 اس بزمِ آب و گل میں ہر تذکرہ ہے فانی

(ڈاکٹر خواجہ بد نظاکی)

جہت کا تعین کیوں ضروری ہے؟

نماز میں قبلہ کا تعین اور وہ بھی کعبۃ اللہ کے ضروری ہونے پہ ایک تحقیق ملاحظہ ہو، اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو قوتیں ودیعت فرمائی ہیں۔ (۱) قوت عقلیہ، جو مجردات و معقولات کا ادراک کرتی ہے۔ (۲) قوت خیالیہ، جو عالم اجسام میں تصرف کرتی ہے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ قوت خیالیہ قوت عقلیہ کی مقارنت و مصاحبت سے باز رہتی ہو اسی لیے جب انسان کسی ایسے امر کا تصور کرنا چاہتا ہے جو محض عقلی ہو تو وہ اس بات پر مجبور ہوتا ہے کہ اپنے ذہن میں اس امر عقلی کے لیے ایک صورت خیالیہ وضع کرے، تاکہ وہ صورت خیالیہ مدد کہ اس معنی عقلی کے ادراک کے لیے معین و مددگار ثابت ہو۔ خداوند تعالیٰ نے انسان کی اس فطرت کا لحاظ فرماتے

ہوئے اپنی عبادت کے لیے قبلہ متعین فرمایا اور اسے بمنزلہ دربار شاہی کے قرار دیا۔ پس نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا گویا دربار خداوندی میں ظاہر ہونا ہے اور قرأت و تسبیحات بمنزلہ مدح و ثناء شاہی ہیں اور رکوع و سجود و قیام و قعود خدمت شاہی میں مشغول ہونے کی مانند ہیں۔ ۲۔ شریعت الہیہ کا منشاء یہ ہے کہ مسلمانوں میں باہمی کامل اتحاد و اتفاق اور الفت و موافقت ہو اور اس غرض کے لیے تمام مسلمانوں کے لیے ایک مرکز کا تعین ناگزیر تھا اور قدرتی طور پر مسلمانوں کے لیے یہ مرکز بیت اللہ الحرام ہی قرار دیا جاسکتا تھا کیونکہ مکہ مکرمہ آنحضرت ﷺ کی ولادت گاہ ہے خانہ کعبہ دنیا کی سب سے پہلی مسجد اور اولین عبادت خانہ ہے جس کو حضرت آدم اور پھر حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام نے اسی مقصد کے لیے تعمیر کیا تھا پس یہ بالکل مناسب ہے کہ امت محمدیہ کے افراد اور ملت حنیفہ کے پیروؤں کے لیے اسی کو قبلہ قرار دیا گیا۔ (از افادات امام رازی) ماخوذ از قاموس القرآن ص ۳۹۵ نیز تعین قبلہ کے فلسفہ کو علامہ رشید رضا مصری نے اپنی تفسیر المنار ص ۴۶۲، ۴۶۳ ج اول میں اپنے مخصوص انداز میں بیان کیا ہے طالب تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

بوقت دعا ہتھیلیوں کا رخ کس طرف ہو؟

دعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے ہوئے ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی طرف ہونا چاہیے اور ایک روایت میں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ جب دعا مانگتے تھے تو دونوں ہتھیلیاں ملا لیتے تھے اور ان کا رخ اپنے منہ کی طرف رکھتے تھے۔ (زین العلم ص ۱۰۲ ج ۱)

اس کے متعلق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح اربعین نوویہ ص ۸۶، ۸۷ پر لکھتے ہیں:

جاء ايضا انه رفع يديه وجعل ظهورهما الى جهة القبلة وجعل بطونهما مما يليه لعله لبيان الجواز .
یعنی آپ نے اس طرح بیان جواز کے لیے کیا ہے۔

دعا کے وقت آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانے میں کیا حکمت ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ جہت سے منزہ ہیں۔

جواب ۱: یہ امر تعبدی ہے یعنی سرکاری حکم کی تعمیل ہے۔ جس طرح نماز کے اندر قبلہ رخ ہونا اور سجدہ کی حالت میں ناک اور پیشانی کا زمین پر رکھنا امر تعبدی ہے اور آسمان دعا کے لیے بمنزلہ قبلہ ہے۔

جواب ۲: جہت سماوی کو کئی وجوہ سے فضیلت حاصل ہے آسمان ہی مہبط رزق رحمت و برکت یعنی مہبط نزول باران ہے اور اسی سے وحی نازل ہوتی رہی اور وہی ملائکہ الاعلیٰ کا مسکن ہے اور وہاں ہی بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی میں جنت ہے جو مومن کی انتہائی مراد ہے اور دعا کے لیے بمنزلہ قبلہ کے ہے۔ (تعلیق الصبح ملخص ص ۵۲ ج ۲)

اللہ رے کعبہ میں منکوں کا ہے کیا عالم
دیوار اجابت پر کہتا ہے کوئی یا رب
کچھ رکن عراقی پر ہیں عرق جبیں لیکر
ہے گوشہ شامی پر سجدے میں پڑا کوئی
ہے شور و فعال ہر دم ہے آہ و بکا ہر دم
عقبی کا بھلا کر دے دنیا بھی نہ ہو برہم
کچھ رکن یمانی پر روتے ہیں کھڑے پیہم
کہتا ہے نہ اب آئے تا حشر بھی شام غم

تو علم عطا کر دے تو رزق عطا کر دے ہر گھونٹ پہ کہتا ہے پی پی کے کوئی زمزم

دوسرا ادب

و یرفع یدیدہ حتی یری ما تحت ابطیہ ضاماً کفیہ جاعلاً بطنہما نحو السماء فہو مروی (عبر

العلم)

آداب دعا میں سے ایک ادب یہ ہے کہ دعا کے وقت ہاتھوں کو باہم ملا کر ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف اس قدر اونچ کر یں کہ بغلوں کے نیچے کا حصہ دکھائی دینے لگے۔ یہی (احادیث میں) مروی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ میدانِ عرفات میں تشریف لائے اور قبلہ رخ ہو کر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا (مسلم)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ دعا میں اس قدر ہاتھ بلند کرتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی (متفق سیہ) اور تعلق الصبح ص ۵۲ ج ۳ میں ہے کہ دعا کے اندر ہاتھ اٹھانے کی سنت اولین اور آخرین سے جاری چلی آ رہی ہے اور اس کا فلسفہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی عجز و ابہتال اور تضرع کا مظاہرہ کرنا دعا کے آداب میں سے ہے تو پسندیدہ بات یہی ہے کہ اخلاص کے ساتھ قولاً و فعلاً اپنے عجز و انکسار کا اظہار کیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا اور ساتھ ساتھ اپنی احتیاج و مسکنت کا اعتراف کرنا تضرع قوی ہے اور اس کے ساتھ اللہ کی جناب میں دست سوال دراز کرنا تضرع فعلی ہے اور ان دونوں کے جمع ہونے سے اجابت دعا کی اُمید زیادہ قوی ہو جاتی ہے (اتہی)

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح اربعین ص ۸۶ پر بیان فرماتے ہیں کہ بندے کا دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے سے بندہ کی ذلت و عاجزی اور انکسار و انقمار کا عجیب مظاہرہ ہوتا ہے۔

دعا کی چار قسمیں

مبسوط سرخی میں امام محمد بن حنفیہ علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ دعا کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) دعائے رغبت: اس میں ہتھیلیوں کے پیٹ آسمان کی طرف ہوں۔

(۲) دعائے رہبت: اس میں ہاتھوں کی پشت اپنے چہرے کی طرف ہو۔

(۳) دعا تضرع: اس میں حصر، بنصر (چھوٹی اور اس کے ساتھ والی انگلی) کو بند کرے اور وسطی (درمیانی) اور ابهام

(انگوٹھے) کا حلقہ بنائے اور مسجہ (شہادت والی انگلی) سے اشارہ کرے۔

(۴) دعائے خفیہ: بندہ صرف دل ہی دل میں دعا کرے اور زبان سے کچھ نہ کہے۔ (مرقی مع الخطاوی ص ۲۰۶)

جو دل ہے تیری یاد میں بیدار اے خدا وہ دل ہے رحمتوں کا سزاوار اے خدا

دینا ہے تیرے نور سے صنوبر اے خدا عقیقی ہے تیرے فیض کا گلزار اے خدا

مجھ کو بچا رہا ہے زمانے کی دھوپ سے
تیرے نبی کا سایہ دیوار اے خدا
تو نے حسیں جہاں میں بنائے حسیں بہت
تیرا نبی ہے حسن کا شہکار اے خدا
جو ہے تیرے نبی کی محبت سے شاد کام
وہ ہے تیرے جمال سے سرشار اے خدا
مشکل میرے وجود سے مشکل میں پڑ گئی
وہ ہے کریم اور تو غمخوار اے خدا
جذبے نظر نظر کے کہاں رہ میں کھو چکے
یوسف تو ہے کدھر ہیں خریدار اے خدا
دھرتی ہی بانجھ ہو گئی روح و ضمیر کی
تیرا کرم تو دیکھا گہر بار اے خدا
جلوؤں کا آج چاہنے والا کوئی نہیں
جانے کہاں گئے وہ طلبگار اے خدا
مجھ پر بھی معرفت کا در شوق کھول دے
میں بھی بنوں تیرے پیار کا بیمار اے خدا
مجرم ہے پھر بھی تیری عنایت کا حشر میں
ہو گا غلام زار بھی حقدار اے خدا

دعا میں ہاتھ کس قدر بلند کئے جائیں؟

دونوں ہاتھوں کو اس قدر اونچا کیا جائے کہ سینے یا کندھوں کے مقابل ہو جائیں اور سینے کے قریب نہ ہوں، بلکہ سامنے کی سمت میں بڑھے ہوئے ہوں اور ہاتھوں کو اٹھانے کا یہی اوسط درجہ ہے اور آنحضرت ﷺ دعا کے وقت اکثر اپنے ہاتھوں کو اتنا ہی اٹھاتے تھے۔ باقی جن احادیث سے ہاتھوں کو زیادہ اوپر اٹھانا معلوم ہوتا ہے۔ تو یہ صورت بعض اوقات پر محمول ہے۔ یعنی جب دعا میں بہت ہی زیادہ استغراق، مبالغہ اور محویت منظور ہوتی تھی۔ مثلاً استسقاء یا سخت آفات و مصائب کے وقت تو اس وقت اپنے ہاتھوں کو اتنا اٹھاتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔ چنانچہ علامہ طحاوی حاشیہ مراقی ۳۷۱ پر فرماتے ہیں:

و فی الحصن الحصین و شرحہ ان یرفعہما حداء منکیہ باسطا کفیہ نحو السماء لا نہا قبلۃ الدعاء
و اما ماروحی انہ کان یرفع یدینہ حتی یری بیاض ابطیہ فمحمول علی بیان الجواز او علی حالۃ
الاستسقاء ونحوہا من شدۃ البلاء والمبالغۃ فی الدعاء۔

اور اسی مقام پر علامہ طحاوی بعض افاضل سے نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ ہاتھوں کو خواہ سینے تک اٹھایا جائے یا کندھوں تک دونوں صورتیں جائز ہیں اور ان میں معمولی تفاوت ہے، باقی علما نے لکھا ہے کہ جس مقصد و مراد کے لیے دعا مانگی جا رہی ہو وہ مقصد جتنا زیادہ اہم ہو دعا کے وقت دونوں ہاتھ بھی اتنے ہی زیادہ اوپر اٹھانے چاہئیں۔ (تعلیق الصبح ج ۳ ص ۵۲)

اے کہ ترے وجود سے برگ و ثمر ہیں پُر بہار
اے کہ تیری ہی شان میں نغمہ سرا ہے جو بہار
اے کہ تمام خلق کا تو ہی فقط ہے نمکسار
اے کہ تیری بلندیوں کے ہیں گواہ کوہسار
اے کہ ترے وجود سے شہود سے شمس و قمر ہیں تابدار
اے کہ تیری بلندیوں کے ہیں گواہ کوہسار
اے کہ تمام خلق کا تو ہی فقط ہے نمکسار
اے کہ ہر ایک شخص کو تو ہی نے دی ہے زندگی
اے کہ ترے ہی لطف سے زندہ ہے ساری کائنات
اے کہ ترے ہی حسن سے سارے جہاں پہ ہے نکھار
اے کہ تیری بلندیوں کے ہیں گواہ کوہسار

اے کہ ترے سوا کوئی قابلِ بندگی نہیں! اے کہ ترے گدا ہیں سب بخت نشین و تاجدار
 اے کہ ترے غلام کو کوئی بھی خوف و غم نہیں اے کہ ترے غلام پر شاہوں کے تاج ہیں ثار
 اے کہ ترا کمال ہے فکر و نظر سے بھی بلند اے کہ ترے عروج سے اوج فلک بھی شرمسار
 تیرے سوا اگر کوئی قابلِ فخر و قدر ہے تو وہ ترا حبیب ہی رشک ہلال و بدر ہے

دعا میں ہاتھوں کے بارے چند مسائل

(۱) پہلا مسئلہ یہ ہے کہ دعا میں ہاتھوں کو باہم ملایا جائے یا کشادہ رکھا جائے، اس کے بارے علامہ طحطاوی۔ نہر الفائق کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وفي النهر من كفيته المستحبة ان يكون بين الكفين فرجة وان قلت
 یعنی ہاتھ اٹھانے کی مستحب کیفیت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کے درمیان کشادگی کسی قدر ہونے چاہئے خواہ قلیل ہی کیوں
 نہ ہو۔

اور اس کے آگے علامہ موصوف حصین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ دعا کے آداب سے ایک یہ بھی ہے کہ دونوں ہاتھوں کو
 باہم ملایا جائے اور انگلیوں کا رخ بجانب قبلہ ہونا چاہیے۔ وفي شرح الحصن والظاهر ان من الادب ايضا ضم اليدين
 وتوجيه اصابعهما نحو القبلة۔

اور آگے فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کو باہم ملانا افضل اور بہتر ہے اور اگر معمولی کشادگی رکھی جائے تو بھی جائز ہے اور امام شعرانی
 لوائح الانوار ۲۹ پر فرماتے ہیں آسمان کی طرف دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے میں حکمت یہ ہے کہ دربار خداوندی سے معنوی عطیات
 حاصل کرنے کے لیے ہاتھ ایک ذریعہ ہیں۔ پس دونوں ہاتھوں کو باہم اس قدر ضم کیا جائے جس طرح پانی پینے والا اپنے دونوں
 ہاتھوں کو باہم ملاتا ہے۔

اشجار کے پتوں نے کہا اللہ ہو اللہ
 پربت کی قطاروں کی ندا اللہ ہو اللہ
 قرآن کے لفظوں کی صدا اللہ ہو اللہ
 دریا بھی ہے مصروفِ ثناء اللہ ہو اللہ
 واصل ہیں تیرے ارض و سما اللہ ہو اللہ
 بلبل نے دیکھ کر یہ کہا اللہ ہو اللہ
 وردِ زباں ہو ذکر تیرا اللہ ہو اللہ

کہتی ہے یہ پھولوں کی ردا اللہ ہو اللہ
 بادل نے آسمان پہ لکھا اللہ ہو اللہ
 ہو سورۃ یسین کہ ہو سورۃ رحمن
 کرتا ہے ثناء تیری برستا ہوا پانی
 خوشبو، کرن، اجالے، دھنک اور کہکشاں
 شبنم گری جو پھولوں پہ پڑھتی ہوئی ثناء
 جب نزع کے عالم میں ہو مولیٰ یہ اجاگر

(شارحی اجاگر)

(۲) یہ ہے کہ کیا سیدھے ہاتھوں سے دعا کرنی چاہیے یا اُبلے ہاتھوں سے بھی کر سکتے ہیں؟ تو اس کے بارے میں گزارش

ہے کہ دعا مانگتے وقت جب ہاتھوں کو اٹھاؤ تو ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی طرف کرو جیسا کہ دعا کے وقت کا معمول ہے۔ ہاتھوں کو الٹ کر دُعا نہ مانگو۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوه بظہور ہما فاذا فرغتم فامسحوا بہا وجوہکم واما ما ورد فی صحیح المسلم انہ علیہ السلام جعل ظہور ہما الی السماء فلعلہ من خصوصیۃ دعاء الاستسقاء لما فیہ من الایماء الی انقلاب الاحوال کما ذکر فی تغلیب الرداء فالاول لحصول مطلوب من النعماء والثانی لدفع ما وقع من البلاء (شرح اربعین للقاری ص ۸۶-۸۷)

جس وقت تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو اُس سے اپنے سیدھے ہاتھوں کے ذریعے مانگو اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو اپنے ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیر لو اور وہ حدیث جو مسلم شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب دعا مانگی تو ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کر لی تو ہو سکتا ہے کہ یہ طلب بارش کی دعا کی خصوصیات سے ہو۔ کیونکہ یہ بھی ایک اچھا شگون ہے اور فال لینے کے درجہ میں ہے اور اس میں تبدیلی حالات کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ چادر پلٹ کر اچھا شگون لیا جاتا ہے۔ پس اگر کسی نعمت کی طلب کے لیے دعا کی جائے تو ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کرنا چاہیے اور اگر کسی بلاء (قحط وغیرہ) کے دور کرنے کے لیے دعا مانگی جائے تو ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کرنا چاہیے۔

(۳) تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ کیا دعا کے بعد دونوں ہاتھوں کا چہرے پہ پھیر لینا بھی مسنون ہے؟

اس بارے میں حضرت سائب ابن یزید اپنے والد مکرم سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب دعا مانگتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تو اپنے منہ پر دونوں ہاتھوں کو پھیرتے تھے۔ (بیہقی)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا ﷺ جب دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تو انہیں اس وقت تک نہ رکھتے تھے

جب تک اپنے منہ مبارک پر نہ پھیر لیتے تھے (ترمذی)

اور تعلیق الصبح ص ۵۲ ج ۳ پر اس کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وام مسح الوجه بہما فی خاتمة الدعاء فنراہ من طریق التیمن والتفاؤل وکانہ یشیرا الی ان کفیہ ملتئا من البرکات السماویۃ والانوار الالہیۃ فہو یفیض منها علی وجہہ الذی ہو اولی الاعضاء بالکرامة

دعا کے خاتمہ پر اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا بطور تیمن اور نیک فالی کے ہے اور گویا وہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ میری ہتھیلیاں برکات سماویہ اور انوار الہیہ سے مملو ہو چکی ہیں اور وہ اشرف الاعضاء یعنی اپنے چہرے کو ان سے مستفیض کر رہا ہے۔ (بکذا فی تحفہ الاغوی ص ۲۹ ج ۹)

(۴) چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ ولا یمسح بید واحدة لانہ فعل المتکبرین (طحاوی)

ایک ہاتھ کو چہرے پہ نہ پھیرا جائے کیونکہ یہ متکبرین کا عمل ہے۔

تفسیر روح البیان ص ۳۲۶ ج ۴ میں علامہ اسماعیل حق افندی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات کو میں نے سخت سردی کی وجہ سے ایک ہی ہاتھ کو نکال کر دعا مانگی۔ دعا سے فراغت کے تھوڑی دیر بعد مجھ پر اونگھ طاری ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرا وہ ہاتھ جو دعا کے لیے نکالا تھا، نور سے بھرا ہوا ہے اور دوسرا بالکل خالی۔ تو میں نے کہا اب میرے پروردگار! اس کی کیا وجہ ہے؟ غیب سے آواز آئی کہ جس ہاتھ کو تو نے دعا کے لیے نکالا تھا وہ تو نور سے بھر دیا گیا ہے اور جس ہاتھ کو تو نے مستور رکھا وہ محروم کر دیا گیا۔ (میں اور آپ کس کھیت کی مولیٰ ہیں یہ تو اس مولیٰ کا کرم ہے)

لکھاں حمد اس رب کریم تائیں جنہیں میرے تے کرم کمایا اے میری برساں دی کیتی امنگ پوری ستے بخت نوں میرے جگایا اے مینوں در حبیب دی حاضری دا اوے سوہنے نے مژدہ سنایا اے میری آس امید دے کھیت اُتے اپنی رحمت دا ابر برسایا اے

احادیث مبارکہ

اب دعا میں خاص ہاتھوں کی کیفیت کے بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

☆ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه

(الجامع الترمذی باب ماجاء فی رفع الایدی عند الدعاء ۲/ ۷۷۴، السلسلة الصحيح للالبانی ۵۹۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو اس وقت تک نیچے نہ فرماتے تھے جب تک چہرے پر نہ پھیریتے۔

☆ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا دعا فرفع يديه ومسح وجهه بيديه

(السنن لابن داؤد باب الدعاء ۱/ ۲۰۹، المسند لاحمد بن حنبل ۲/ ۲۲۱، كمر العمال للمنفی ۸۰۱۳، ۷۲۷۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور پھر چہرہ انور پہ پھر لیتے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا رفعتم ايديكم الى الله تعالى ودعوتهم وسالتموه حوائجكم فامسحوا ايديكم على وجوهكم

فان الله تعالى حبي كريم يستحي من عبده اذا رفع يديه وسأل ان يردهما خائبين فامسحوا هذا

الخبر على وجوهكم

جب تم اپنے رب کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرو تو پھر انہیں اپنے چہرے پہ پھیر لو کیونکہ اللہ تعالیٰ حیا والا ہے کرم

فرمانے والا ہے جب بندہ اپنے ہاتھ اٹھا کر سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے ہاتھ خالی پھیرنے سے حیا آتی ہے،

پس خیر کو اپنے چہروں پہ لے لو۔

یعنی اللہ تعالیٰ ہاتھ خالی نہیں پھیلتا، کسی طرح کی بھلائی اور خیر و خوبی خواہ وہی خیر جس کے لیے دعا کی یا دوسری نعمت ضرور

مرحمت فرماتا ہے بنظر اس نعمت و برکت کے دعا کے بعد منہ پہ ہاتھ پھیرنا مقرر ہو۔ (ذیل الدعاء ص ۳۱-۳۲ ازاہل حضرت بریلوی علیہ رحمۃ)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: (اس سے پہلے بھی یہ حدیث شرح اربعین لعلی قاری کے حوالے سے گزر چکی)

سلوا اللہ ببطون اکفلم ولا تسئلوه بظہور ہما فاذا فرغتم فامسحوا بہما وجوہکم

(السنن لابن داؤد باب الدعاء ۲۰۹/۱، مشکوٰۃ المصابیح ۲۲۳۳)

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے وقت ہتھیلیاں اوپر رکھو، ہتھیلیوں کی پشت آسمان کی طرف نہ ہو اور جب (دعا سے) فارغ ہو جاؤ تو چہروں پر ہاتھ پھیر لو۔

مالک ہر کمال تیری ذات دامنِ لازوال تیری ذات
تو ہے قہار تو ہی ہے غفار سراپا جلال و جمال تیری ذات
دنیوی و اخروی ہر مرحلے میں لے گی مجھ کو سنبھال تیری ذات
حدِ ادراک سے ہے تو آگے ماورائے خیال تیری ذات
ہر زمانے کا تو ہی خالق ہے استقبال و حال تیری ذات
تو ہے نزدیک تر بگ جاں سے سختی ہے ہر سوال تیری ذات
عالم غیب داں، خبیر و علیم آشنائے کمال تیری ذات
تو مکان و جہت سے یکسر پاک اے کہ بے خد و خال تیری ذات
عقل نیر میں تو سمائے کہاں بیروں از قیل و قال تیری ذات

تیسرا ادب

دون العین فہو منہی عنہ . دعا کے وقت اپنی نگاہ آسمان کی طرف نہ اٹھانا کیونکہ اس سے منع کیا گیا ہے۔ (میں اعلم)
زین المحکم شرح عین العلم ص ۱۰۲ ج ۱ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ اس قول کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

لینتھین اقوام عن رفع ابصارہم الی السماء اولتخطفن ابصارہم .

لوگ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف بوقت دعا اٹھانے سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی۔
اور علامہ طحاوی ص ۷۳ پر فرماتے ہیں:

و یکرہ ان یرفع بصرہ الی السماء لما من برك الادب وتوہم الجهة وقد نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلك کما فی شرح الحصن الحصین .

دعا کے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مکروہ ہے۔ اس لیے کہ ایک تو اس میں ترکِ ادب ہے اور نیز اس میں اللہ تعالیٰ سے ایک بہت کی تعمین کا ابہاء بھی لازم آتا ہے اور جناب رسول خدا ﷺ نے بوقت دعا آسمان کی طرف نگاہ

اٹھانے کو منع فرمایا ہے جیسا کہ حصین کی شرح میں مذکور ہے۔

یا خدا التجا ہے یہ میری ان کی جلوؤں میں یوں موت آئے جان قدموں میں نکلے نبی کے اور وہیں مجھ کو دفنایا جائے
لے کے ہاتھوں میں پیارے نبی کو کہہ رہی تھی یہ دائی حلیمہ اللہ اللہ چہرہ نبی کا جو بھی دیکھے وہ قربان جائے
عظمت مصطفیٰ کیا بیان ہو شان میرے نبی کی نہ پوچھو بہر تعظیم سارا زمانہ جن کی چوکھٹ پہ سر کو جھکائے
ہے بہارا ہمیں مصطفیٰ کا چھوڑ دے چھوڑتی ہے تو دنیا ہم سے دامن نبی کا نہ چھوٹے چاہے سارا جہاں چھوٹ جائے
(پریم صاحب)

دعا کو حمد و درود سے شروع کیا جائے

ويفتح بالتحميد والصلوة ويختم بهما لكونهما مقبولين فلا ترد حاجته في البين .
آداب دعا سے ایک (چوتھا ادب) یہ ہے کہ دعا کو حمد اور درود شریف سے شروع کرے اور ان ہی پر ختم کرے اس لیے
کہ حمد و درود ہر دو اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ مقبولیت رکھتے ہیں۔ پس ان کے درمیان واقع ہونے والی دعا رد نہیں کی
جاتی۔

امام غزالی رحمہ اللہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ دعا کو خدا کی حمد و ثناء سے شروع کرے یعنی اول ہی اپنی حاجت کو پیش کرنا
شروع نہ کر دے۔

اور زین الحکم (ص ۱۰۲، ج ۱) میں ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دعا مانگنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے جیسا کہ سورہ
فاتحہ میں پہلے خدا تعالیٰ کی حمد واقع ہوئی ہے۔ نیز حدیث شریف میں بروایت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگنے
سے پہلے بحمن ربی الاعلیٰ الوہاب فرمایا کرتے تھے۔

تفسیر مراح لبید (ص ۲۲، ج ۲) میں آیت

ربنا وسعت کل شیء رحمة وعلمنا فاغفر للذين تابوا واتبعوا سبيلك وقهم عذاب الجحيم
اے رب ہمارے! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو شامل ہے تو ان لوگوں کو جو توبہ کر چکے ہیں اور تیری راہ پر چلتے ہیں
بخش دے اور نیز ان کو جہنم کے عذاب سے بچالے۔
اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

هذا دليل على ان السنة في الدعاء ان يبدأ فيه بالثناء على الله ثم يدعوا عقبه فان الملكة لما
عزموا على الدعاء للمؤمنين بدوا بالثناء فقال ربنا وسعت كل شیء رحمة وعلمنا (انہی)

یہ دلیل ہے اس بات کی کہ دعا میں سنت یہ ہے کہ دعا کو حمد باری تعالیٰ سے شروع کیا جائے اس کے بعد اپنے مطلب کو
پیش کیا جائے۔ اس لیے کہ حاملین عرش فرشتوں نے جب مومنین کے لیے دعا مانگنے کا عزم کیا تو پہلے خدا تعالیٰ کی حمد
و ثناء بیان کی چنانچہ انہوں نے کہا اے پروردگار ہمارے تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو شامل ہے۔

لائقِ حمد تیری ذات کہ محمود ہے تو

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو بلند وبالا اور بزرگی والا ہے، سب خوبیوں والا ہے، پیدا کرنے والا اور لوٹانے والا ہے، اپنے ارادے کو پورا کرنے والا ہے، اپنے جلالِ کبریائی میں یکتا ہے، جس کی کوئی کیفیت وحد بندہ نہیں، اس کے ملک کی کوئی ابتدا ہے نہ انتہا، اس نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا اور ہدایت کی طرف رہنمائی کے لیے ان کو صحیح راستوں پر چلایا، اور انہیں اپنی پسندیدہ صورت پر پیدا فرمایا اور ہمیشہ کی زندگی اور نعمتوں والی جنت کی بشارت عطا فرمائی، نگاہِ عبرت عطا فرمائی، اور عذابِ جہنم اور وعیدوں کے ذریعے اسے ڈرایا اور انسان پر اپنا شکر ادا کرنا لازم فرمایا اور انہیں اپنے مزید فضل و کرم کی ضمانت عطا فرمائی اور ان پر موت مقرر کر دی پس اس سے کسی کو چھٹکارا نہیں اور نہ ہی بھاگنے کی کوئی جگہ ہے۔ اس نے کتنے دوستوں کو اپنے دوستوں کی جدائی پر رلایا؟ کتنے بچوں کو یتیم کیا اور انہیں آہ و بکا اور گریہ و زاری میں مبتلا فرمایا؟ وہ انسان کو موت دینے کے بعد نہ ظاہر کرتا ہے نہ واپس لوٹاتا ہے، اس نے اہل دنیا پر موت مقرر فرمائی اور ہر آزاد و غلام کو تقدیر کے تیروں کا ہدف بنایا، اور چاند کی منازل کو اس سے دور کر دیا، اور طائرِ روح کو قفسِ عنصری سے جدا کر دیا۔ انسان کو زندگی کی لذت کے بدلے قبر کی بے کیف و مکدر زندگی دی۔ پس بادشاہ اور محتاج و غنی سب کے سب فقر اور موت میں برابر ہیں۔

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر جابر و سرکش کو موت کی ذلت میں گرفتار کیا اور ہر باطل پرست کو توڑ دیا، ان کو وسیع محلوں سے تنگ قبر میں ڈال دیا، ان کی لمبی مدت کی رسی کو کاٹ کر ان کے آباء و اجداد کو ان سے لے لیا اور بچوں کو پتنگھوڑوں سے اٹھایا اور قبر کو ان کا ٹھکانہ بنا دیا۔ ان کے چہرے مٹی میں مل گئے۔

ہے تیرے ہی واسطے ہر شے کہ نہاں بھی تو ہے عیاں بھی تو
ہے تیری ہی ذات تو ہر جگہ کہ یہاں بھی تو ہے وہاں بھی تو
تیری ذات ہی کی تجلیوں سے ہیں دو جہاں میں یہ تائبین
کہ ہے نور بزمِ مکاں بھی تو کہ ہے "ناز" بزمِ جہاں بھی تو
میرے لفظ لفظ میں ہے نہاں تیرا ماجرا تیری داستاں
کہ ہے روحِ ذکر و بیان بھی تو کہ ہے جانِ فکر و فغاں بھی تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دعا مانگے اسے چاہیے کہ پہلے مجھ پر درود بھیجے، کیونکہ درود کی قبولیت تو ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ بعید ہے کہ دو دعاؤں (درود بھی دعا ہے) میں سے ایک کو قبول فرمالے اور دوسری کو رد فرمادے۔

اور ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی کوئی حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہے تو پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنی حاجت مانگے اور خاتمہ دعا بھی درود پر کرے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کے اول و آخر درود کو قبول فرمائے گا اور اس کے کرم سے یہ بعید ہے کہ درمیانی بات کو رد فرمادے۔ (زینِ اعلم ص ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴ ج ۱)

اہم شہرانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے وقت اپنی حاجت پیش کرنے سے پہلے ہم کو خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء

اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے اور حاجت پیش کرنے سے پہلے حمد و ثناء درود و سلام ہے پس جب ہم خدا کی حمد کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوگا اور جب آنحضرت ﷺ پر درود و سلام بھیجیں گے تو آپ بارگاہ ایزدی میں ہماری حاجت کے پورا ہونے کے لیے سفارش فرمائیں گے۔

لانسئل اللہ تعالیٰ شیناً الا بعد ان نحمد اللہ تعالیٰ ونصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذلك كالهدية بين يدي الحاجة . وقد قالت عائشة رضي الله عنها مفتاح قضاء الحاجة الهدية بين يديها . فاذا حمدنا الله تعالى رضي عنا . واذا صلينا على النبي صلي الله عليه وسلم شمع لنا عند الله في قضاء تلك الحاجة . (لواقح الانوار القدسية ص ۲۸)

سورج میں چمک تیری مہتاب نشان تیرا
تاروں کی تجلی میں جلوہ ہے عیاں تیرا
پھل پھول شجر کانٹے کرتے ہیں ثناء تیری
چہکار میں چڑیوں کی ہوتا ہے بیاں تیرا
بتے ہوئے پانی سے آتی ہے صدا تیری
مچھلی کی زباں پر بھی ہے نام رواں تیرا
ہر ادنیٰ واعلیٰ کو دیتا ہے تو ہی روزی
ہے شکر ادا کرتی ہر ایک زباں تیرا
ہر چیز میں پنہاں ہیں جلوے تیری قدرت کے
ہر شے کی حقیقت پر غالب ہے گمان تیرا
سورج میں چمک تیری مہتاب نشان تیرا
تاروں کی تجلی میں جلوہ ہے عیاں تیرا

حمد باری تعالیٰ کے فضائل

عن جابر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الذكر لا اله الا الله وافضل الدعاء الحمد لله .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور خدا کو پکارنے کا سب سے افضل کلمہ الحمد للہ ہے۔ (ترمذی وابن ماجہ)

ترجمان الہ (ص ۵۶، ج ۲) میں اس حدیث کے فوائد و حواشی میں لکھتے ہیں کہ الحمد للہ کا افضل دعا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دعا کا لفظ عربی زبان میں اُردو کے استعمال سے ذرا جدا گانہ ہے۔ عربی میں دعا کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے پکارنے کو کہتے ہیں اور اس ذات بے نیاز کو اپنے طرف متوجہ کرنے کے لیے اس کی تعریف سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں اسی لیے سورۃ فاتحہ کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا ہے۔ (اتہی) اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف بہت پسند ہے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر دنیا ساری میری امت میں کسی کے ہاتھ میں ہو اور وہ الحمد للہ کہے تو یہ کہنا اس سے افضل ہے۔

زباں پہ کیا ہو تیری حمد اور ثناء کے سوا مجھے تو کچھ نظر آتا نہیں فنا کے سوا (اکبر)
حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے تخت پر پرواز کر رہے تھے جب تخت سلیمانی پر ایک کسان کی نگاہ پڑی تو فرط

حیرت سے پکارا تھا۔ سبحن اللہ لقد اوتی ال داؤد ملکا۔ سبحن اللہ لقد اوتی ال داؤد ملکا۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد کو کیسی بہترین سلطنت سے نوازا ہے۔

سبحان اللہ! کسان کا یہ جملہ معجزانہ طور پر بذریعہ ہوا آپ تک پہنچا تو آپ نے تخت اتارا اور کسان کو بلا بھیجا اور فرمایا۔
ماذا قلت؟ تو نے ابھی کیا کہا تھا؟

تو اس نے عالم حیرت میں جو جملہ کہا تھا (سبحان اللہ) اس کا آپ کے سامنے اعادہ کیا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

تسبیحة واحدة يقبلها الله تعالى خيرا مما اوتى ال داؤد (روح المعانی ص ۱۷۵، سورة نمل)
ایک بار سبحان اللہ کہنا جس کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا ہو تو یہ تسبیح بارگاہِ خداوندی سے جو کچھ آل داؤد علیہ السلام کو عنایت کیا گیا ہے اس سے بہتر ہے۔

پس ازی سال این معنی محقق شد با خاقانی کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

حمد باری تعالیٰ از شیخ عزالدین مقدسی

یا رب میری سوئی ہوئی تقدیر جگا دے
سننے کی جو قوت مجھے بخشی ہے خداوند!
حوروں کی نہ غلاماں کی نہ جنت کی طلب ہے
مدت سے میں ان ہاتھوں سے کرتا ہوں دعائیں
منہ حشر میں مجھ کو نہ چھپانا پڑے یا رب
عشرت کو بھی اب خوشبوئے حسان عطا کر
آنکھیں مجھے دی ہیں تو مدینہ بھی دکھا دے
پھر مسجد نبوی کی آذانیں بھی سنا دے
مدفن میرا سرکار کی بستی میں بنا دے
ان ہاتھوں میں اب جالی سنہری وہ تھما دے
مجھ کو اپنے محبوب کی چادر میں چھپا دے
جو لفظ کہے ہیں انہیں تو نعت بنا دے

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو حق کو ظاہر فرمانے والا ہے، اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے۔ بندے کی سعادت و شقاوت اسی کے دستِ قدرت میں ہے، گناہوں کو مٹانے والا، پردہ پوشی فرمانے والا، دلوں کی پیاس بجھانے والا، اپنے عشق کی بیماری لگانے والا اور پھر اس سے شفا دینے والا ہے، غموں کو دور کرنے والا، بادل کو پیدا کرنے والا اور اسے بھیجنے والا ہے۔ بجلی کو چمکانے والا اور اس سے روشنی ظاہر کرنے والا ہے، بجلی کو گرج کی آواز دینے والا ہے، درختوں کو پتے دینے والا اور انہیں پروان چڑھانے والا ہے، کلیوں کو حسن اور خوبصورتی دینے والا ہے، پھلوں کو کڑوا اور میٹھا بنانے والا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی تصویر بنانے والا اور اسے غذا دینے والا ہے، حق کو ثابت کرنے والا اور اسے باقی رکھنے والا ہے، باطل کو غلط ثابت کرنے والا اور مٹانے والا ہے۔ اس نے مخلوق کو اپنی پہچان کرائی تو اس کے بندے حیران و پریشان ہو گئے اور اس کی معرفت کی راہیں دشوار ہو گئیں اور سالکین نے میدانوں میں بستر جمادیئے اور پھر عقلوں کی طرف مائل ہوئے تو عقلوں نے جواب دیا: ہم تو یہ بھی نہیں جانتیں کہ ہم کہاں سے آئیں، تو سالکین نے فکروں کی طرف اپنا قاصد بھیجا مگر وہ ایسی جگہ بھٹک گیا جہاں ہر سمجھ دار بھی بھٹک جاتا ہے۔ پھر انہوں نے

عقلوں کے ساتھ بصیرتوں کے چراغ روشن کئے اور نورِ ایمان کے ساتھ رہنمائی حاصل کی، جب بھی چراغ ان کے لیے روشن ہوتے ہیں تو وہ چلنے لگتے ہیں۔ جب وہ عرفان کی منزل تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی ان کے لیے غیر مانوس ہو گئی اور اس کی کبریائی اُن سے چھپ گئی۔ پھر وہ دلوں کی طرف پلٹے تو دلوں نے کہا: ہم تو ہر عیب سے منزہ و مبراہ عز و جل کے گھر ہیں، اور گھر والا ہی اس میں موجود شے کے متعلق زیادہ جانتا ہے۔

پھر انہوں نے اسمائے الہیہ عز و جل سے رہنمائی چاہی تو اسماء نے جواب دیا: ہم تو اس کو نام دینے کی طاقت نہیں رکھتے پھر وہ صفات کی طرف متوجہ ہوئے تو صفات نے بھی یہی کہا کہ ہم اسے ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتیں پھر وہ کلمات کی طرف بڑھے تو کلمات نے کہا: ہم تو صرف کلمات ہیں جو وحی کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے عرش سے التماس کرتے ہوئے عرض کی: ”کیا تو اپنے قرب کے سبب اس کی ذات تک پہنچا سکتا ہے یا اس کے قریب کر سکتا ہے؟“ تو مدہوشی میں ڈوبے ہوئے اور حیرت میں فنا عرش نے انہیں پکار کر کہا: ”میں اس کا احاطہ نہیں کر سکتا کہ اس کی پہچان حاصل کر سکوں، اور میں اس کو اٹھائے ہوئے نہیں کہ اس کے متعلق کچھ بتا سکوں، میں اس کے ساتھ ملا ہوا بھی نہیں کہ میرا مقام اس سے قریب ہو اور نہ اس سے جدا ہوں کہ میرا مقام اس سے دور ہو۔ یقیناً تم نے مجھ سے ایسے امر کا سوال کیا ہے جو میں نہیں جان سکتا اور تم نے ایسے راز سے پردہ اٹھایا ہے کہ میں بھی ہمیشہ اس کی تلاش اور سراغ میں رہا مگر مجھے حیرت اور بھٹکنے کے سوا کچھ نہ ملا۔“ یہ سن کر سالکین کہنے لگے: ”اگر تو بھی اس کی معرفت حاصل نہ کر سکا تو اس بلند و برتر ذات سے تیرے قرب کا کیا فائدہ! حالانکہ لوگوں نے تو تجھے بلند رتبہ قرار دیا ہے؟“

تو عرش بولا: ”میرا اللہ عز و جل سے ایسا ہی قرب ہے جیسا سانس کا اپنی نالیوں سے ہے اور میری اس سے ایسی ہی دوری ہے جیسی تیر چلانے والے سے تیر کی ہوتی ہے، میں اس کی بارگاہ میں ایسا ہی حقیر ہوں جیسے غلام اپنے مالکوں کے سامنے ہوتا ہے، مجھے بھی اس کا اتنا ہی اشتیاق ہے جتنا عاشق کو اپنے محبوب سے ملاقات کے ایام کا شوق ہوتا ہے۔“ انہوں نے دوبارہ کہا: ”پھر تو رب عز و جل کے متعلق کیا کہتا ہے؟“ تو عرش کہنے لگا: میں وہی کہتا ہوں جو اس کی تلاش میں سرگرداں اور اپنی اُمیدیں نہ پانے والا کہتا ہے۔“ سالکین نے کہا: ”جب تُو اس کی تعریف کرے تو ہر عیب سے اس کی پاکی بیان کر اور کسی شے کو اس کے مشابہ قرار دینے سے بچ اور یوں کہہ: وہ ایسا اول ہے کہ کوئی اول اس کا ثانی نہیں اور ایسا آخر ہے کہ کوئی آخر اس کے قریب نہیں، ایسا ظاہر ہے کہ کوئی ظاہر اس کے مشابہ نہیں، ایسا باطن ہے کہ کوئی باطن اس کی برابری نہیں کر سکتا، ایسا دور ہے کہ کوئی مسافت اس جتنی نہیں ہو سکتی، ایسا قریب ہے کہ تو جب چاہے اس سے ملاقات کر لے، ایسا واحد ہے کہ کوئی واحد اس کے مقابل نہیں، وہ ایسا یکتا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں کہ اس کی حد ختم ہو جائے، اگر تو اس سے خالص دوستی رکھے تو وہ تجھے اپنے پسندیدہ جام سے پاک و صاف شربت پلائے گا اور اگر اس کی محبت کا جام پی لیا جائے تو پینے والا دوسروں کو پلانے والا بن جاتا ہے۔“

یا الہی! میرا مقصود بس تو ہی تو ہے، اور تاریکیوں میں میرے لیے نور اور روشنی ہے۔ یا الہی! تیرے تو میرے علاوہ بھی بہت بندے ہیں مگر میرے لیے تیرے سوا کوئی نہیں، میں نے جہالت کے سبب تیری نافرمانی کی اور برے افعال کے باوجود تجھ سے دعا کی پھر بھی تو نے اپنے فضل و کرم سے میری دعا قبول فرمائی اور میں نے تیری طرف رجوع کیا تو تُو نے میری اُمید پوری کر دی،

میں نے تیری بارگاہ میں اپنے دل کی بیماری کا شکوہ کیا تو تُو نے میری تکلیف زائل فرمادی اور مجھے فوراً شفا عطا فرمادی، کتنے ہی خطرات اور مشکلات نے مجھے گھیرا مگر تُو نے میری بھرپور اعانت کی اور دشمنوں کے خلاف میری مدد فرمائی۔ اے مشکلات اور تکالیف میں میری اُمید گاہ! تیرے لیے ہی سب تعریفیں ہیں۔ (الروض القائق فی المواعظ والرقائق للشیخ شعیب حنفیش المتوفی ۸۱۰ھ)

درود و سلام بہ بارگاہ خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الله وملتکته یصلون علی النبیؐ یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ○

(پ ۲۲، الاحزاب: ۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خزان العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے، ہر ایک مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ اور اس سے زیادہ مستحب ہے۔ یہی قول معتمد ہے اور اس پر جمہور ہیں، اور نماز کے قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد درود شریف پڑھنا سنت ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و دوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جاسکتا ہے یعنی درود شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جاسکتا ہے اور مستقل طور پر حضور کے سوا ان میں سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: درود شریف میں آل و اصحاب کا ذکر متواتر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر مقبول نہیں۔ درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم ہے۔ علماء نے اللہ صلی علی محمد کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یارب! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمت عطا فرما، دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اولین و آخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور انبیاء مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کر کے۔

مسئلہ: درود شریف کی بہت برکتیں اور فضیلتیں ہیں، حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب درود بھیجنے والا مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مسلم کی حدیث شریف میں ہے: جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار بھیجتا ہے۔ ترمذی کی حدیث شریف میں ہے: بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے۔

اللہ زاد محمدًا کریمًا جہاہ فضلا من لدنہ عظیمًا
و اختارہ فی المرسلین کریمًا ذارأفۃ بالمؤمنین رحیمًا
صلوا علیہ وسلموا تسلیما

یا امة الهادی خصتم بالوفا بین البوری والصدق ایضا والصفاء
صلوا علی النبی الهادی المصطفیٰ فالله قد صلی علیہ قدیما
صلوا علیہ وسلم واتسلیم

فمتی اری الحادی یشرب باللقا ویضمن اباب المحصب والنقا
واری ضریح المصطفیٰ قد اشرقا مولیٰ رحیما لا یزال حلیم
صلوا علیہ وسلم واتسلیم

ثم الرضا عن اله الکرماء وكذلك عن اصحابه الخلفاء
فهمو همو دینی وعقد ولانی قوما تراهم فی المعاد تجوما
صلوا علیہ وسلم واتسلیم

ترجمہ: (۱) ... اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت بڑھائی اور اپنی طرف سے فضل عظیم عطا فرمایا اور آپ ﷺ کو تمام رسولوں میں کرم والا بنایا۔ یہ مومنین کے ساتھ مہربان اور رحیم ہیں، پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔
(۲) اے ہادی ﷺ کی امت! تمہیں تمام مخلوق میں سے وفا اور صدق و صفا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے پس تم ہدایت دینے والے نبی ﷺ پر درود پاک پڑھو، کیونکہ اللہ عزوجل بھی آپ ﷺ پر ہمیشہ درود بھیجتا ہے لہذا تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۳) میں کب حبیب خدا عزوجل و ﷺ کے دیدار کی خوشخبری دینے والے سوار کو پاؤں گا جو ہمیں باب محصب اور ریت کے ٹیلوں کی جانب لے جائے گا اور میں مزار مصطفیٰ ﷺ کا دیدار کروں گا جس کو رحیم و حلیم مولیٰ نے منور فرما دیا ہے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۴) ... پھر اللہ عزوجل آپ ﷺ کی کریم آل اور آپ ﷺ کے خلفائے راشدین صحابہ کرام علیہم الرضوان سے راضی ہو، وہ میرا دین اور میری محبت کی گرہ ہیں، وہ ایسے لوگ ہیں کہ تم انہیں بروز قیامت ستاروں کی طرح دیکھو گے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

دعا کی قبولیت کے لیے درود شرط ہے

نا قبول بارگاہ حق کبھی ہوتا نہیں غور کے قابل ہے یہ تخصیص و تفرید درود
خود خدا بھی اور کرتے ہیں فرشتے بھی یہ کام اہل ایمان کو بھی ہے تلقین و تاکید درود
بڑھ رہی ہے دن بدن توقیر و تقدیس سلام اوج پر ہر روز ہے تجلیل و تمجید درود
اسکی برکت سے عطا ہوتی ہے برغم سے نجات مشکلیں آسان ہوتی ہیں یہ تائید درود
دائمی لطف خدا و مصطفیٰ پائے گا وہ بھا گیا جس دیدہ ور کو حسن جاوید درود

حضرت فضالہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اس نے نماز پڑھی پھر اس نے دعا مانگنا شروع کر دی یا اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نمازی تو نے جلدی کی ہے لہذا جب تو نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کیا کر پھر مجھ پر درود پڑھا کر پھر اللہ سے جو چاہے مانگ قبول ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی وہاں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے جب میں نماز پڑھ کر بیٹھ تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر میں نے نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھ کر دعا کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا سل تعطہ تو مانگ تجھے عطا کیا جائے گا ابن عطاء اللہ فرماتے ہیں کہ دعا کے ارکان بازو اور اوقات ہوتے ہیں اگر ارکان موافق ہوں تو دعا قوی ہو جاتی ہے اور اگر اوقات موافق ہوں تو دعا جلد قبول ہو جاتی ہے اور اگر اسباب موافق ہوں تو دعا مقصود تک جلد پہنچ جاتی ہے۔

دعا ہے فریاد ہے پکار ہے اپنے رب کے سامنے بے بسی کا اظہار ہے دعا کے ارکان حضوری قلب گڑ گڑانا حق تعالیٰ سے تعلق اور ماسوی اللہ (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) سے قطع تعلق۔ دعا کے بازو صدق و اخلاص۔ دعا کے اوقات وقت سحر اور اس کی اسباب نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعا اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق (لٹکی) رہتی ہے اور اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی جب تک کہ نبی کریم ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔

فضائل درود شریف

درود شریف کے فضائل میں تو علماء کرام کی مستقل تصانیف موجود ہیں۔ یہاں ان کو درج کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ مختصر اتنی بات کہے دیتا ہوں کہ جناب سرور کائنات ﷺ رحمت دو جہاں ہیں۔ ان کے ساتھ جس قدر تعلق ہوگا اسی قدر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی۔

☆ حضرت ابو کاہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا:

يا ابا كاهل من صلی علی کل یوم ثلاث مرات و كل ليلة ثلاث مرات حبابی و شوقا الی كان حقا علی الله ان یغفر له ذنوبه تلك الليلة و ذلك اليوم .

جو شخص بھی تین مرتبہ دن کو اور تین دفعہ رات کو مجھ پر شوق اور محبت کے ساتھ درود شریف بھیجتا ہو اللہ تعالیٰ اس بندے کے اس رات اور دن کے گناہوں کو بخشا اپنے اوپر واجب فرما لیتا ہے۔ (اعرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر،

۱۸/۳۶۲، الرقم: ۹۲۸، والمنذری الترغیب والترہیب ۲/۲۲۸، الرقم: ۲۵۸، والہیثمی فی مجمع الزوائد

۳/۲۱۸، والمفاتی فی الاصابہ، ۴/۳۳۰، الرقم: ۱۰۳۳۱)

☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من صلی علی حین یصبح عشر او حین یمسی عشر ادر کنتہ شفاعتی یوم القیامة . (الترغیب والترہیب ۱/۲۶۱، الرقم: ۹۸۷) جو شخص صبح و شام مجھ پہ دس مرتبہ درود بھیجے گا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہو

گی۔

ذکر چھڑتا ہے جب شفاعت کا بات اتنی سمجھ میں آتی ہے
اپنی نسبت سے کوئی کچھ بھی نہیں ان کی نسبت ہی کام آتی ہے
ان کی رحمت کا سہارا پا کر اک نئی روح دوڑ جاتی ہے
جب سہارے فریب دیتے ہیں ان کی رحمت گلے لگاتی ہے
☆ حدیث شریف میں وارد ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے ہاں زیادہ مقرب تم میں سے وہ شخص ہے جو مجھ پر زیادہ

درد پڑھے۔

بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ ص ۴۶، ج ۴ میں ہے:

النبي وسيله الى الله تعالى والصلوة افضل الوسائل الى الرسول صلى الله عليه وسلم
اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ تو جناب رسول اللہ ﷺ ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ تک پہنچنے کا بہترین وسیلہ درود
شریف ہے۔

اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض عارفین سے نقل کیا ہے کہ درود شریف کے ذریعے بلا واسطہ شیخ و مرشد قرب الہی
نصیب ہو جاتا ہے، کیونکہ درود شریف کے ذریعے سے ذات نبوت سے براہ راست تعلق پیدا ہو جاتا ہے بخلاف دوسرے اذکار کے
کہ ان پر شیطان کی مداخلت سے بچنے کے لیے شیخ و مرشد سے تعلق ضروری ہے ورنہ اُن اذکار کی برکت سے محرومی ہوتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قول جمیل میں فرماتے ہیں۔ مجھے میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روزانہ درود شریف پر
مداومت کرنے کی وصیت فرمائی اور انہوں نے فرمایا کہ ہم نے جو کچھ بھی پایادہ اسی درود شریف کی وجہ سے پایا۔ الفاظ یہ ہیں ہمسما
وجدنا ما وجدنا (اچھی)

حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایک صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور انور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں چاہتا
ہوں سارا وقت جناب پر درود ہی پڑھتا رہوں۔ آپ نے فرمایا اگر تو نے یوں کر لیا تو تیری ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی اور
تیرے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔

(نوٹ) درود شریف کے فوائد کا جامع بیان لوائح الانوار القدسیہ ص ۲۸۶ میں اور ابن القیم کی جلاء الافہام اور علامہ سخاوی کی
القول البدیع میں ملاحظہ فرمائیں۔ اکبر مرحوم نے اپنے کلام منظوم میں کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

ہے یہ وہ نام خاک کو پاک کرے نکھار کر ہے یہ وہ نام خار کو پھول کرے سنوار کر

ہے یہ وہ نام ارض کو کر دے سا اُبھار کر اکبر اسی کا ورد تو شوق سے بے شمار کر

صلی علی محمد، صلی علی محمد

حالت ملک و قوم پر ہوں شب و روز بے قرار دین سے دل کو پھیر دے ایسے سبب ہیں بیشمار

مرکز طبع کیا ہے جس سے ہو کم یہ انتشار آئی صدا فلک سے یہ، پڑھ تو اسی کو بار بار
صلی علیہ وسلم، صلی علیہ وسلم

آذان کے بعد وعاود ورو

عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما انه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا على فانه من صلى على صلاة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا الله لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي الا لعبد من عباد الله وارجو ان اكون انا هو فمن سأل لي الوسيلة حلت له الشفاعة.

”حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم مؤذن کو آذان دیتے ہوئے سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو پس جو بھی شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے وسیلہ طلب کرو بے شک وسیلہ جنت میں ایک منزل ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک کو ملے گی اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ سو جس نے اس (مقام) وسیلہ کو میرے لیے طلب کیا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔“ (اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلي النبي صلى الله عليه وسلم ثم يسأل الله له الوسيلة، ۲۸۸/۱، الرقم: ۳۸۴، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في فضل النبي صلى الله عليه وسلم، ۵۱۶ د، الرقم: ۳۶۱۴، وابو داؤد في السنن، كتاب الصلاة، باب ما يقول اذا سمع المؤذن، ۱۴۴/۱، الرقم: ۵۲۳، والنسائي في السنن، كتاب الاذان، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد الاذان، ۲۵/۲، الرقم: ۶۷۸)

☆ عن جابر رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قال حين ينادي المنادي: اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة صل على محمد وارض عنه رضا لا تسخط بعده استجاب الله له دعوته.

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے آذان سنتے وقت یہ کہا: (اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة صل على محمد وارض عنه رضا لا تسخط بعده) (اے میرے اللہ! اے اس دعوتِ کامل اور نفع دینے والی نماز کے رب! تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیج اور ان سے اس طرح راضی ہو کہ اس کے بعد کبھی ناراض نہ ہو۔) تو اللہ تعالیٰ (اس کے بعد مانگی جانے والی) اس بندے کی دعا (ضرور) قبول فرمالیتا ہے۔“ (اخرجه احمد بن حنبل في المسند، ۳۳۷/۳، الرقم: ۱۴۶۵۹، والطبراني في المعجم الاوسط، ۲۹/۱، الرقم: ۱۹۴، وابن السني في عمل اليوم والليلة، ۸۸/۱، الرقم: ۹۶، والمنذري في الترغيب والترهيب، ۱۱۶/۱، الرقم: ۳۹۶، والهيثمی في مجمع الزوائد، ۳۳۲/۱، والصنعانی في سبل السلام، ۱۴۱/۱)

☆ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ یقول: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمع النداء قال: اللہم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة صل علی محمد عبدک ورسولک واجعلنا فی شفاعته یوم القيامة۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من قال هذا عند النداء جعله اللہ فی شفاعتی یوم القيامة۔

”حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب اذان کی آواز سنتے تو یہ فرماتے: (اللہم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة صل علی محمد عبدک ورسولک واجعلنا فی شفاعته یوم القيامة) (اے میرے اللہ! اس دعوت کامل اور قائم ہونے والی نماز کے رب! تو اپنے بندے اور رسول حضرت محمد (ﷺ) پر درود بھیج اور قیامت کے روز ہمیں ان کی شفاعت عطا فرما۔) حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے اذان سنتے وقت یہ کلمات کہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے میری شفاعت عطا فرمائے گا۔“ (اخرجه الطبرانی فی المعجم الاوسط، ۷۹/۲، الرقم: ۳۶۶۲، والمندری فی الترغیب والترہیب، ۱/۱۱۶، الرقم ۳۹۸، والبیہقی فی مجمع الزوائد، ۳۳۳/۱)

☆ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا قال الرجل حين يؤذن المؤذن: اللہم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة اعط محمدًا سوله یوم القيامة نالته شفاعه محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کسی شخص نے مؤذن کی اذان سن کر یہ کہا: (اللہم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة اعط محمدًا سوله یوم القيامة) (اے میرے اللہ! اے اس دعوت کامل اور قائم ہونے والی نماز کے رب! تو محمد مصطفیٰ ﷺ کو قیامت کے روز ان کا اجر عطا فرما۔) تو (قیامت کے دن) وہ شخص حضور ﷺ کی شفاعت کا حقدار ٹھہرے گا۔“ (اخرجه الطبرانی فی الدعاء، ۱۵۳/۱، الرقم: ۳۳۱ وابن ابی شیبہ فی المصنف، ۲۰۶/۱، الرقم: ۲۳۶۵، وایضا، ۹۷/۶، الرقم ۲۹۷۷،

والذهبی فی تذکرة الحفاظ، ۳۶۹/۱، الرقم: ۳۶۳، وایضا فی سیر اعلام النبلاء، ۱/۱۱۳)

پہلے سرکاریہ بھیجوں میں درود اور سلام

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صلوا علی واجتهدوا فی الدعاء (المسند لاجمہ بن حنبل ۲۱۹/۱، الجامع الصغیر للسیوطی ۲/۳۱۰) مجھ پہ درود بھیجو اور دعا میں خوب کوشش کرو۔

☆ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ حضور ﷺ سے فرمایا:

الدعا محجوب عن اللہ تعالیٰ حتی یصلی علی محمد واهل بیتہ

دعا اللہ تعالیٰ سے حجاب میں رہتی ہے جب تک محمد ﷺ اور ان کے اہل بیت پہ درود نہ بھیجا جائے۔ (الجامع الصغير

للسیوطی ۳۳/۱ الکامل لابن عدی ۱۰۸/۴، کنز العمال للمصنفی ۳۱۸۰، ۷۲/۲)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اے عزیز! دعا طائر (پرنده) ہے اور درود شہیر طائر بے پرک
اڑ سکتا ہے (ذیل الدعاء ص ۱۶)

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: صلوا علی، فان
صلاة علی زکاة لکم، واسالوا اللہ لی الوسيلة قالوا: وما الوسيلة یا رسول اللہ، قال: اعلی درجۃ
فی الجنة، ولا ینالها الا رجل واحد، وارجو ان اکون انا هو

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجا کرو بے شک تمہارا مجھ پر درود
بھیجنا تمہاری زکوٰۃ ہے اور اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ طلب کیا کرو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ
وسیلہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک وسیلہ جنت میں ایک اعلیٰ درجہ کا نام ہے اور اسے صرف ایک شخص ہی
حاصل کر پائے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا۔“

اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا: اسے امام بزار نے روایت کیا ہے۔ اس کی
سند میں داؤد بن علیہ نامی راوی ہے..... اسے امام ابن نمیر نے ثقہ قرار دیا ہے۔ (اخرجه ابن ابی شیبہ فی المصنف، ۲۲۵/۶، الرقم

۳۱۷۸۴، وابو یعلیٰ فی المسند ۲۹۸/۱۱ الرقم: ۲۹۸، لو ابن راہوہ فی المسند ۳۱۵/۱، الرقم: ۲۹۷)

پہلے سرکار پہ بھیجوں میں درود اور سلام پھر میں توفیق ثناء ان سے ادب سے مانگوں
دل عشاق کی بن جائیں جو دھڑکن خالد ایسے الفاظ کی خیرات میں رب سے مانگوں



ہزاراں درود و ہزاراں سلام بروح محمد علیہ السلام

یا اللہ عزوجل! تو ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت بھیج جن کو تو نے تمام مخلوق پر فضیلت اور بلند مقام عطا فرمایا
دین اسلام کی طرف ہدایت دینے والا اور راہ جنت کی طرف رہنمائی کرنے والا بنایا۔ یا اللہ عزوجل! یا رب العلمین! ہماری طرف
سے آپ ﷺ پر درود پاک بھیج جیسے تو نے ہمیں درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

یا اللہ عزوجل! ہمیں شہنشاہ مدینہ ﷺ کے گروہ میں اٹھا، آپ ﷺ کی اتباع میں کامیابی حاصل کرنے والوں میں رکھ، ہمیں
شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا مطیع بنا، آپ ﷺ کی سنت پر چلا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اقتداء
کرنے والا بنا۔

یا اللہ عزوجل! ہمیں حوض کوثر پر حاضر ہونا نصیب فرما، حضور ﷺ کا دیدار عطا فرما، ان کی شفاعت سے محروم نہ فرما اور اسے
جلال و اکرام والے! ہمیں اپنی رحمت سے رحمت و رضوان والے گھر میں آپ ﷺ کا پڑوس عطا فرما۔

جو آپ ﷺ پر ایک بار درود پاک پڑھتا ہے۔ اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے تو یہ نو (۹) گنا مزید رحمت نازل ہوگی تو کیا کوئی نفع یا فائدہ اس سے بڑھ کر ہے؟

حضور ﷺ کا فرمان نشانِ تقرب ہے: ”جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا۔ اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جس نے دس بار درود پاک پڑھا۔ اللہ عزوجل اس پر سو رحمتیں بھیجتا ہے اور جس نے سو بار درود پاک پڑھا۔ اللہ عزوجل اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جس نے ہزار بار درود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں گے۔“ (المعجم الاوسط، الحدیث ۷۲۳۵، ج ۵، ص ۲۵۲، مختصر۔ القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع للسحاوی، الباب الثانی فی ثواب الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ، ص ۲۴۱)

اب کیا کوئی درود پاک پڑھنے والے خوش نصیب کے فضائل بیان کر سکتا ہے؟ جبکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: ”جس نے ہزار بار مجھ پر درود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں۔“

صَلُّوْا عَلَی الْهَادِیِّ الْبَشِیْرِ مُحَمَّدٍ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَیْهِ مُصَرِّحًا
تَحَظُّوْا مِنْ الرَّحْمٰنِ بِالْغُفْرٰنِ
فِیْ مُحْكَمِ الْاٰیٰتِ وَالْقُرْاٰنِ

ترجمہ: (۱)..... تم ہدایت اور خوشخبری دینے والے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود پاک پڑھو رحمن عزوجل سے مغفرت کا حصہ پاؤ گے۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من صلی علی صلوٰۃ واحده صلی اللہ علیہ عشر صلوات وحطت عنہ عشر خطیئات ورفعت له عشر درجات۔ (رواہ نسائی واحمد وقال الحاکم هذا حدیث صحیح الاسناد)
”جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گنا معاف کئے جاتے ہیں اور دس درجے بلند کئے جاتے ہیں۔“

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثرہم علی صلاۃ۔ (رواہ الترمذی وقال ابو عیسیٰ: هذا حدیث حسن)
”قیامت کے روز لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو (اس دنیا میں) ان سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجتا ہے۔“

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔ (رواہ النسائی والدارمی وقال للحاکم هذا حدیث صحیح الاسناد)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے زمین میں بعض گشت کرینو لے فرشتے جو مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔“

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من احد يسلم على الاراد الله على روحى حتى ارد عليه السلام (رواه ابو داؤد واحمد)
 ”امت میں سے کوئی شخص (ایسا نہیں جو مجھ پر سلام بھیجے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری روح واپس لوٹا دی۔ یہاں تک کہ میں ہر سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

☆ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

حيثما كنتم فصلوا على فان صلاتكم تبلغنى (رواه الطبرانی باسناد حسن)
 ”تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود بھیجا کرو بے شک تمہارا درود مجھ پر پہنچ جاتا ہے۔“

☆ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ تشریف لائے آپ ﷺ کے چہرہ اقدس پر خوشی ظاہر ہو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا:

جاء نبي جبرئيل عليه السلام فقال: ان ربك يقول: اما يرضيك يا محمد ان لا يصلي عليك احد من امتك الا صليت عليه عشرًا ولا يسلم عليك احد من امتك الا سلمت عليه عشرًا. (رواه النسائي والدارمي)

”ابھی ابھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا: آپ کا رب فرماتا ہے اے محمد! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کی امت میں سے جو شخص ایک مرتبہ آپ پر درود بھیجے میں اس پر دس رحمتیں بھیجوں اور آپ کی امت میں سے کوئی آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا۔“
 ☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

ان الدعاء موقوف بين السماء والارض لا يصعد منه شيء حتى تصلى على نبيك (رواه الترمذی)
 ”یقیناً دعا اس وقت تک زمین اور آسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور اس میں سے کوئی بھی چیز اوپر نہیں جاتی جب تک تم اپنے نبی مکرم ﷺ پر درود نہ پڑھ لو۔“

برآل محمد علیہ السلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كل دعا محجوب حتى يصلى على محمد صلى الله عليه وسلم وال محمد (رواه الطبرانی باسناد حید وقال الهیثمی: وحاله ثقات)

”ہر دعا اس وقت تک پردہ حجاب میں رہتی ہے جب تک حضور نبی اکرم ﷺ پر اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر درود نہ بھیجا جائے۔“

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

من صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واحدة صلی اللہ علیہ وملائکتہ سبعین صلاة .

(رواہ احمد اسنادہ حسن)

”جو حضور نبی اکرم ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ درود (بصورتِ رحمت) بھیجتے ہیں۔“

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ما اجتمع قوم فی مجلس فتفرقوا من غیر ذکر اللہ والصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا کان علیہم حسرة یوم القیامة . (رواہ ابن حبان واحمد)

”جو قوم کسی مجلس میں اکٹھی ہوئی اور پھر (اس مجلس میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر اور حضور ﷺ پر درود پڑھے بغیر منتشر ہو گئی تو وہ مجلس ان کے لیے قیامت کے روز باعثِ حسرت بننے کے سوا اور کچھ نہیں ہوگی۔“

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدیث پاک ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما قعد قوم مقعد الا یدکرون اللہ فیہ ویصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا کان علیہم حسرة یوم القیامة وان ادخلوا الجنة . (رواہ ابن حبان واسنادہ صحیح)

”کوئی قوم کسی بیٹھنے کی جگہ (مجلس میں) بیٹھی اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اور نہ حضور نبی ﷺ پر درود بھیجے تو وہ مجلس روز قیامت ان کے لیے حسرت کا باعث ہونے کے سوا کچھ نہیں ہوگی اگرچہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں (یعنی انہیں ہمیشہ اس کا پچھتاوا رہے گا)۔“

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من صلی علی واحدة صلی اللہ علیہ عشرين ومن صلی علی عشرين صلی اللہ علیہ مائة ومن صلی علی مائة کتب اللہ بین عینیہ براءة من النفاق وبراءة من النار واسکنہ اللہ یوم القیامة مع الشهداء (رواہ الطبرانی وقال الہیثمی رجالہ ثقات)

”جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتوں کا نزول فرماتا ہے اور جو شخص مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو شخص مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے (ساتھ) پر (دونوں آنکھوں کے درمیان منافقت اور آگ (دونوں) سے ہمیشہ کے لیے آزادی لکھ دیتا ہے اور روز قیامت اس کا قیام شہداء کے ساتھ ہوگا۔“

جو حاضری کی تمنا ہے تو درود پڑھو

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

صلو علی فان الصلاة علی زکاة لکم (رواہ ابن ابی شیبہ وابو یعلی باسنادہ)

”مجھ پر درود پڑھا کرو بلاشبہ مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لیے (روحانی و جسمانی) پاکیزگی کا باعث ہے۔“

☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

من صلی علی حین یصبح عشراً وحین یمسی عشراً ادرکتہ شفاعتی یوم القیامہ (رواہ الطبرانی باسناد جید کما قال الہیثمی)

”جو شخص صبح کے وقت اور شام کے وقت مجھ پر دس دفعہ درود بھیجے گا اسے قیامت کے روز میری شفاعت نصیب ہوگی۔“

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اکثروا الصلوة علی فان صلوتکم علی مغفرة الذنوبکم واطلبوا الی الدرجة والوسيلة فان وسیلتی عند ربی شفاعۃ . (مناوی، فیض القدیر، ۲: ۸۸، ابن عساکر فی تاریخ مدینہ دمشق)

”مجھ پہ زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کرو بے شک تمہارا مجھ پہ درود بھیجنا تمہارے گناہوں کی مغفرت ہے اور میرے لیے وسیلہ بھی طلب کیا کرو (ات محمدن الوسيلة) بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا وسیلہ (تمہارے حق میں) شفاعت ہے۔“

اللهم اجعل صلاتک ورحمتک وبرکاتک علی سید المرسلین وامام الخیر وقائد الخیر ورسول الرحمة واللهم ابعثہ مقاماً محموداً یغبطہ الاولون والآخرین (المسند الشافعی، ۲: ۸۹، رقم: ۸۵۹۳) (و فی رواية، وامام المتقین وخاتم النبیین محمد عبدک ورسولک)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”جس کو پسند ہو کہ اس کا نام اعمال اجر و ثواب کے پورے پیمانے سے ناپا جائے تو اسے چاہیے کہ ہم اہل بیت پہ یوں درود بھیجے۔“

اللهم صل علی محمدن النبی وازواجه العالمین امہات المومنین وذریئہ واهل بیتہ کما صلیت علی ال ابراہیم انک حمید مجید . (ابو داؤد شریف، ۱: ۲۵۸، رقم: ۹۸۲)

☆ حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ پہ درود کیسے بھیجیں آپ نے فرمایا: مجھ پہ درود بھیجو اور خوب گڑگڑا کر دعا بھی کیا کرو اور یوں (درود بھیجو)۔

اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد . (سنن نسائی، ۳: ۳۸، رقم: ۱۲۹۲)

☆ حضور ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے روز ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی۔

اللہ عمل علی محمد - (صی اللہ علیہ وسلم) - (ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء ۸: ۲۳۷، سیوطی، الدر المنثور ۵: ۳۱۲)

سکونِ قلب جو چاہتے ہو تو درود پڑھو

عن جابر بن عبد اللہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلم یقف عشیۃ عرفۃ

بالموقف فيستقبل القبلة بوجهه ثم يقول لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير مائة مرة ثم يقرأ قل هو الله احد مائة مرة ثم يقول: اللهم صل على محمد وآل محمد كما صليت على ابراهيم وآل ابراهيم انك حميد مجيد وعلينا معهم مائة مرة الا قال الله تعالى يا ملائكتي ما جزاء عبادي هذا سبحنى وهللنى وكبرنى وعظمنى وعرفنى وائنى على وصلى على نبي اشهدوا ملائكتي انى قد غفرت له وشفعته فى نفسه ولو سألنى عبادى هذا لشفعته فى اهل الموقف كلهم .

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو بھی مسلمان وقوف عرفہ کی رات قبلہ رخ کھڑا ہو کر سو (۱۰۰) مرتبہ یوں کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے پھر سو (۱۰۰) مرتبہ سورہ اخلاص پڑھتا ہے پھر سو (۱۰۰) مرتبہ یوں کہتا ہے اے اللہ تو درود بھیج حضرت محمد ﷺ کی آل پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو بہت زیادہ تعریف کیا ہوا اور بہت زیادہ بزرگی والا ہے اور ان کے ساتھ ہم پر بھی درود (رحمت) بھیج جب وہ اس طرح کہتا ہے تو (اللہ پوچھتا ہے) اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی جزاء کیا ہونی چاہیے؟ اس نے میری تسبیح تہلیل اور تکبیر و تعظیم اور تعریف و ثناء بیان کی اور میرے نبی ﷺ پر درود بھیجا اے میرے فرشتو! گواہ رہو میں نے اس بندے کو بخش دیا ہے اور اس کی شفاعت اس کے حق میں قبول فرمائی ہے اور اگر میرا یہ بندہ مجھ سے تمام اہل عرفہ کی شفاعت کرتا تو میں قبول کر لیتا۔“ (بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۴۶۳، رقم: ۴۰۷۷، مندری، الترغیب والترہیب، ۲: ۱۳۳، رقم: ۱۸۰۴)

اللهم صل وسلم على سيدنا ومولينا محمد وعلى آل سيدنا محمد بعدد من صلى عليه ○
 اللهم صل وسلم على سيدنا ومولينا محمد وعلى آل سيدنا محمد بعدد من لم يصل عليه ○
 اللهم صل وسلم على سيدنا ومولينا محمد وعلى آل سيدنا محمد بعدد انفاس الخلائق ○
 اللهم صل وسلم على سيدنا ومولينا محمد وعلى آل سيدنا محمد بعدد نجوم السموات ○
 اللهم صل وسلم على سيدنا ومولينا محمد وعلى آل سيدنا محمد بعدد كل شيء في الدنيا والآخرة،
 صلوات الله تعالى وملئكته وانبيائه ورسله وجميع الخلائق على سيد المرسلين وامام المتقين وقائد الغر المحجلين وشفيع المذنبين سيدنا ومولينا محمد وعلى آله واصحابه وازواجه وذريته واهل بيته واهل طاعتك اجمعين من اهل السموات والارضين برحمتك يا ارحم الراحمين ويا اكرم الاكرمين وصلى الله على سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين وسلم تسليما دائما ابدا كثيرا والحمد لله رب العلمين .

جہاد سے بڑھ کر فضیلت

☆ عن ابی بکر الصديق رضى الله عنه قال: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم امحق

للخطايا من الماء للنار، والسلام على النبي صلى الله عليه وسلم افضل من عتق الرقاب، وحب رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل من مهج النفس او قال: من ضرب السيف في سبيل الله عز وجل . (كنز العمال، ۲: ۳۶۷، رقم: ۳۹۸۲)

”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا پانی کے آگ کو بجھانے سے بھی زیادہ گناہوں کو مٹانے والا ہے اور حضور ﷺ پر سلام بھیجنا یہ غلاموں کو آزاد کرنے سے بڑھ کر فضیلت والا کام ہے اور حضور ﷺ کی محبت یہ جانوں کی روحوں سے بڑھ کر فضیلت والی ہے یا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر فضیلت والی ہے۔“

☆ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جنت البقیع کی طرف جا کر ایک طویل سجدہ فرمایا، جب میں نے اس بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل آئے تھے اور انہوں نے مجھے کہا: ان لا یصلی علیک احد الا ویصلی علیہ سبعون الف ملک

جو کوئی بھی آپ پر درود بھیجے گا ستر ہزار فرشتے اس پر درود (بصورت دعا) بھیجتے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۵۱۷، مسند ابی یعلیٰ ۲/۱۵۸، رقم: ۸۳۷، شعب الایمان للبیہقی ۲: ۲۱۰، رقم: ۱۵۵۵)

”حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص حضور نبی اکرم ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کے بدلہ میں اس پر ستر مرتبہ درود (بصورت دعا) اور سلامتی بھیجتے ہیں۔ اب بندہ کو اختیار ہے چاہے تو وہ اس سے کم آپ ﷺ پر درود بھیجے یا اس سے زیادہ۔“ (مسند احمد، ۲/۱۷۲، رقم: ۶۶۰۵)

جب بھی ہو در دزباں صل علی تیرے ﷺ لیے
یہ گنہگار بھی ہے حاضر دربار، آقا ﷺ!
جا کے یہ روضہ اقدس پہ فرشتو کہنا
شب معراج سر عرش بلایا تجھ کو
اُس تجلّی نے سبھی راز کیے تجھ پر فاش
خلق ایسا کہ ہوئے غیر ترے حلقہ بگوش
رحم ایسا تھا کہ دشمن بھی لگے سینے سے
تجھ پہ سب جن و ملک، انس و بشر بھیجیں درود
اب یہی ایک تمنا دل بے تاب کی ہے
تیری سنت کا ہو پرتو یہ مری طبع سلیم

اللهم صل وسلم علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا محمد بعدد رحمة الله ○

- اللہم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد فضل اللہ
- اللہم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد خلق اللہ
- اللہم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد علم اللہ
- اللہم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد قطرات الامطار
- اللہم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد اوراق الاشجار
- اللہم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد رمل القفار
- اللہم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد ما خلق فی البحار

بد بخت کون ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اس شخص کے خلاف ہلاکت کی دعا کی جس کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر ہوا اور وہ آپ ﷺ پہ درود نہ بھیجے۔

ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل نے دعا کی اور حضور ﷺ نے آمین کہا۔ (خلاصہ احادیث، ترمذی، ۵: ۵۵۰، رقم ۳۵۴۵)

، باقول رسول اللہ وغم انف رجل . المستدرک للحاکم علی الصحیحین ۱، ۴۰۵۴۹، ۱۷۰، رقم ۷۲۵۶

ایک روایت میں ایسے شخص کو بد بخت قرار دیا گیا (المعجم الاوسط للطبرانی، ۳، ۱۶۲، رقم ۳۸۷۱)

ایک روایت میں ہے من الجفاء ان اذکر عند رجل فلا یصلی علی یہ بے وفائی ہے کہ کسی کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پہ درود نہ بھیجے۔ (مصنف عبد الرزاق ۲/ ۲۱۷، رقم ۳۱۲۱، فتح الباری للعسقلانی ۱۱، ۱۶۸)

ایک روایت میں ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں لوگ جمع ہوں نہ تو اس میں اس کا ذکر کریں اور نہ ہی مجھ پہ درود شریف پڑھیں اور مجلس برخاست ہو جائے قاموا عن اتن من جيفة . وہ بد بودار و مردار چیز سے اٹھے۔ اور قیامت کے دن پہ مجلس اہل مجلس کے لیے حسرت کا باعث ہوگی۔ (ترمذی ۵: ۳۶۱، رقم ۳۳۸۰، شعب الایمان للبیہقی ۲/ ۲۱۳، رقم ۱۵)

- اللہم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد کلمات اللہ
- اللہم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد کرم اللہ
- اللہم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد حروف کلام اللہ
- اللہم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد الحبوب والثمار
- اللہم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد الیل والنهار
- اللہم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد ما اظلم علیہ الیل وشرق علیہ النهار

درود پڑھ کر دعا مانگو قبول ہوگی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تک حضور ﷺ پہ درود نہ پڑھا جائے دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے، اس دعا کا ایک لفظ بھی اوپر نہیں چڑھتا۔

(ترمذی ۲: ۳۵۶، رقم ۴۸۶، الترغیب والترہیب ۲: ۳۳۰، رقم ۲۵۹)

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ساتھ ہوتے پس جب تشہد پہ بیٹھ کر اللہ کی حمد و ثناء کی اور پھر حضور ﷺ پہ درود بھیجا اور پھر اپنے لیے دعا کی تو حضور ﷺ نے فرمایا: سل تعطہ سل تعطہ.. ہاں اب مانگ تجھے دیا جائے (ترمذی ۲: ۳۸۸، رقم ۵۹۳)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے مسافر کے پیالے کی طرح نہ بناؤ کہ جب وہ اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے تو اپنی چیزوں کو اپنی سواری کے ساتھ لٹکا دیتا ہے اور پیالے میں پانی بھر لیتا ہے پھر اگر وضو کی حاجت ہو تو اس سے وضو کر لیتا ہے، پیاس لگے تو اس سے پانی پی لیتا ہے، ورنہ پانی کو بہا دیتا ہے اجعلونی فی اول الدعاء و وسط الدعاء و اخر الدعاء۔ مجھے دعا کے شروع، درمیان اور آخر میں وسیلہ بناؤ (یعنی درود شریف کے جہر مٹ میں دعا کرو) (مسند الفردوس للدبلیسی ۵: ۱۵۸، رقم ۷۴۵۱)

اس معنی کی بے شمار احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں۔

قطب ربانی حضرت سیدی امام عبدالوہاب الشمرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت الشیخ احمد الزواری علیہ الرحمۃ روزانہ چالیس مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے ایک دن فرمایا: ہم کثرت سے حضور ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہیں یہاں تک کہ حالت بیداری میں آقا ﷺ ہمارے ساتھ تشریف فرما ہوتے ہیں اور ہم آپ کے ساتھ صحابہ کرام علیہ الرضوان کی مانند مجلس کرتے ہیں آپ کا مزار پر انوار مصر کے مشہور شہر منہور میں ہے (ابتداء تکمیل الحسنات تلخیص الفضل الصلوات علی سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم للنبھانی علیہ الرحمۃ)

صل علی نبینا صل علی محمد

بھیجا تجھے خدا نے حبیب	آپ ہوئے ہمارے نصیب
بے شک ہیں آپ ہمارے قریب	صل علی محمد
لائے ہو تم کتاب مبین	غیب پر ہو نہ تم ضنین
عرش پہ تم ہوئے مکین	صل علی محمد
جود و سخا تمہاری ہے عام	بڑھ کر ہوا سے ہے تمام
نہ اس میں کسی کو ہے کلام	صل علی محمد
محبت تمہاری ہے ایمان	ایمان کی ہے بلکہ جان

صل علی محمد
یہ اچھی خبر سنائی ہمیں
صل علی محمد

نجات کا ہے یہ سامان
رحمت کہا ہے حق نے تجھے
کہ تحفہ دیا ہے میں نے تمہیں

الغرض ان کے ہر مویہ بیکہ درود

”اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا سر اقدس برکت سی تخلیق فرمایا (اللہم صل علی رأس محمد فی الرؤس) ، آپ ﷺ کی آنکھوں کو حیا سے (اللہم صل علی عین محمد فی العیون) ، آپ ﷺ کے مبارک کانوں کو غیرت سے (اللہم صل علی اذن محمد فی الاذان) ، آپ ﷺ کی زبان اقدس کو ذکر سے (اللہم صل علی لسان محمد فی اللسان) ، دونوں لب مبارک تسبیح سے (اللہم صل علی شفة محمد فی الشفاہ) ، چہرہ انور رضا سے (اللہم صل علی وجہ محمد فی الوجوہ) ، سینہ اخلاص سے (اللہم صل علی صدر محمد فی الصدور) ، قلب اطہر رحمت سے (اللہم صل علی قلب محمد فی القلوب) ، جگر مقدس شفقت سے (اللہم صل علی کبد محمد فی الکباد) کف دست کرم سے (اللہم صل علی کف محمد فی الکف) ، موئے مبارک ہنر جنت سے (اللہم صل علی شعر محمد فی الشعور) ، لعاب دہن شہد سے (اللہم صل علی لحم محمد فی اللحوم) ، استخوان (جسم اقدس کا ڈھانچہ پاک) کا فور سے (اللہم صل علی عظم محمد فی العظام) ، دندان مبارک برکت سے (اللہم صل علی سنن محمد فی الاسنان) ، پائے اقدس رضا سے (اللہم صل علی قدم محمد فی الاقدام) ، بازو قوت سے (اللہم صل علی ید محمد فی الایدی) ، جب اللہ تعالیٰ نے ان اوصاف سے آپ ﷺ کی تکمیل فرمائی تو ارشاد فرمایا:

اے امت محمدیہ! میں تجھے اپنا حبیب (ﷺ) تحفہ عطا فرماتا ہوں۔ ان کی قدر و منزلت کو پہچاننا اور ان کی خوب تعظیم و تکریم کرتے رہو۔“ (نزہۃ المجالس ص ۲۶۲: امام عبد الرحمن مغوری شافعی)

دیکھے انہیں کوئی بانصیب
صل علی محمد
حق سے ہے وہی تو دور
صل علی محمد
کر دو کرم سے نور نور
صل علی محمد
کہ آدم کی بخشش ہو گئی
صل علی محمد
غلامی میں ان کی ہے تمام

رسول خدا ہیں قریب
انکار ہے اس کا عجیب
مانے نہ آپ کو جو نور
دل میں ہے اس کے فتور
دل کو مرے آقا حضور
دوسواں کا شر، جائے دور
تھی برکت تمہارے نام کی
ان کی خطا دھل گئی
یہ برور نبی کا ہے غلام

ان پہ درود اور سلام

صلی علی محمد

(شیخ القرآن مفتی غلام سرور قادری علیہ الرحمۃ)

زائد تیری نماز کو میرا سلام ہے

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: وضو کے بغیر نماز نہیں، ذکر خدا کے بغیر وضو نہیں۔ ولا صلوة لمن لم یصل علی نبی اللہ فی صلاتہ۔ اور اپنی نماز میں جو اپنے نبی ﷺ پہ درود نہیں بھیجتا اس کی نماز نہیں۔

(المستدرک للحاکم علی الصحیحین ۱، ۲۰۰: ۹۹۲، دارقطنی ۱۰: ۳۵۵)

☆ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من صلی صلاة لم یصل فیہا علی ولا علی اہل بیتی لم تقبل منه

جس نے نماز پڑھی اور مجھ پر اور میرے اہل بیت پہ درود نہ بھیجا تو اس کی نماز قبول ہی نہیں (دارقطنی ۱: ۳۵۵، رقم ۶)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں جس نماز میں حضور ﷺ اور اہل بیت پہ درود نہ بھیجا جائے میں اس کو نماز کامل نہیں سمجھتا

(ایضاً، ۱: ۳۳۶، رقم ۸)

اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد فی الاولین والآخرین وفی الملاء الاعلی الی یوم الدین۔

اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وانزلہ المنزل المقرب منک یوم القیمة۔

اللہم صل علی روح محمد فی الارواح وعلی جسده فی الاجساد وعلی قبره فی القبور۔

اللہم صل علی محمد عبدک ورسولک وصل علی المومنین والمومنات والمسلین والمسلّمات۔

اللہم یا رب محمد وال محمد صل علی محمد وال محمد واعط محمدًا الدرّجۃ والوسیلة فی

الجنة اللہم رب محمد وال محمد اجز محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم ما هو اہلہ۔

جہاں سے بھی درود پڑھو پہنچتا ہے

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو حضور ﷺ کی قرآن اور کے قریب ایک بڑے سوارخ کی طرف آتا اور

اس میں داخل ہو کر دعا مانگتا، آپ نے اس کو بلا کر فرمایا کیا میں تمہیں وہ حدیث نہ سناؤں جو میں نے اپنے والد گرامی (امام حسین رضی اللہ عنہ) سے سنی ہے اور انہوں نے اپنے باپ (سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ) سے اور انہوں نے حضور ﷺ سے سُن کر اس کو

روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:

لا تتخذوا قبری عید اولابیوتکم قبورا وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث ما کنتم۔

میری قبر کو عید نہ بناؤ (کہ جس طرح عید سال میں دو مرتبہ آتی ہے اس طرح تم بھی سال میں صرف دو ہی مرتبہ آؤ ہلکہ

ممکن ہو تو کثرت سے آؤ) اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ اور مجھ پہ درود بھیجو بے شک تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا

ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲، ۱۵۰، رقم: ۷۵۴۲)

صرف درود ہی نہیں بلکہ سلمو اعلیٰ فان تسلیمکم یبلغنی اینما کنتم مجھ پہ سلام بھی بھیجا کرو تم جہاں بھی ہو گے تمہارا سلام مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔ (عن علی مرفوعاً کشف الخفاء للعجلوانی ۲، ۳۲، رقم ۱۶۰۲)

اللہم صل علی محمد عبدک ونبیک النبی الامی۔ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وعلی اہل

بیتہ۔

اللہم صل علی محمد فی الاولین وصل علی محمد فی الاخرین وصل علی محمد فی النبین وصل علی محمد فی المرسلین وصل علی محمد فی الملاء الا علی الی یوم الدین اللہم اجعل صلواتک ورحمتک وبرکاتک علی سید المرسلین وامام المتقین وخاتم النبین عبدک ورسولک امام الخیر وقائد الخیر ورسول الرحمة اللہم ابعثہ المقام المحمود الذی یغبطہ بہ الاولون والاخرون۔

روزانہ سو مرتبہ درود پڑھنے سے سو حاجات پوری ہوتی ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص جمعہ کے دن اور رات میں مجھ پہ سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری کر دیتا ہے ستر آخرت کی اور تمیں دنیا کی پھر ایک فرشتے کی ڈیوٹی لگا دیتا ہے جو اس درود کو میری قبر میں مجھے پیش کرتا ہے جس طرح تمہیں تحائف پیش کیے جاتے ہیں ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیاء۔ میرا علم وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہے

جیسا کہ وفات سے پہلے تھا۔“ (کنز العمال ۱۰: ۵۰۷، رقم ۲۲۴۲)

ایک روایت میں ہے کہ فرشتہ درود بھیجنے والے کا نام و نسب اور قبیلہ بتاتا ہے تو میں یہ سب کچھ اپنے پاس سفید کاغذ پہ (لکھ کر)

محفوظ کر لیتا ہوں (شعب الایمان للبیہقی ۳، ۱۱۱، رقم ۳۰۳۵)

☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”جب تم اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرو تو آغاز درود شریف سے کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ اس سے دو حاجتوں کا سوال کیا جائے تو ان میں سے ایک کو تو پورا کر دے اور دوسری کو نہ کرے۔“ (کشف الخفاء

للعجلوانی ۲: ۳۹، رقم ۱۶۲۰)

یعنی درود تو یقیناً قبول ہی قبول ہے تو اس کے صدقے تمہاری حاجت بھی قبول ہو جائے گی۔

اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد حتی لا یبقی من الصلوۃ شیء وارحم محمدًا وال

محمد حتی لا یبقی من الرحمة شیء وبارک علی محمد وعلی آل محمد حتی لا یبقی من

البرکۃ شیء وسلم علی محمد وعلی آل محمد حتی لا یبقی من السلام شیء۔

درود شریف پل صراط پہ نور ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

الصلوة علی نور علی الصراط۔ ”مجھ پہ بھیجا ہوا درود پل صراط پہ نور بن جائے گا۔“
جو شخص مجھ پہ جمعہ کے دن اتنی مرتبہ درود شریف پڑھے گا اس کے اتنی سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(مسند الفردوس للديلمی ۲: ۴۰۸، رقم: ۳۸۱۴)

ایک روایت میں ہے کہ جو سو مرتبہ مجھ پہ درود پڑھے گا وہ قیامت کو اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پہ بہت زیادہ نور ہوگا اور اس نور کو دیکھ کر لوگ (حیرت سے) بول اٹھیں گے کہ ای شےء کان یعمل هذا۔ یہ بندہ کیا کام کرتا ہوگا؟ (جس کی وجہ سے آج اس کو اس قدر نور حاصل ہوا)۔ (بیہقی فی شعب الایمان، ۳: ۱۱۲، ص ۳۰۳۶)

اسی لیے حکم ہوا یسوا امجا لکم بالصلوات علی۔ اپنی محفلوں کو درود شریف سے سجایا کرو یعنی درود پاک کی محافل کیا کرو (مسند الفردوس للديلمی ۲/ ۲۹۱، ۲۳۳۰)

ایک روایت میں ہے جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھنے والے کو قیامت کے دن جو نور ملے گا لو قسم ذلك النور بین الخلق لو سعه۔ اگر وہ تمام مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو ان کو کافی ہو جائے گا۔

(اخرجه ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء، ۸: ۳۷۷ والہندی فی کنز العمال ۱: ۵۰۷، ۲۲۳۰)

اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد صلوة تكون لك رضا ولحقه اداء واعطه الوسيله وابعثه
المقام المحمود الذی وعدته واجزه عنا ما هو اھله واجزه افضل ما جازیت نبیا عن امتہ وصل علیہ وعلی
جميع اخوانہ من النبیین والصالحین یا ارحم الراحمین۔

اللهم صل علی محمد وعلی آلہ واصحابہ واولادہ وازواجه وذریئہ واهل بیتہ واصهارہ وانصارہ
واشیاعہ ومحبیہ وامتہ وعلینا معهم اجمعین یا ارحم الراحمین۔

اللهم صل علی سیدنا محمد عبدك ونبیک ورسولك النبی الامی وعلی آلہ وازواجه وذریئہ وسلم
عدد خلقك ورضا نفسك وزنة عرشك ومداد کلماتك۔

مجھ پہ خوبصورت انداز سے درود بھیجو

حضرت مجاہد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

انکم تعرضون علی باسماؤکم وسمائکم للاحسنوا الصلوة علی

”تم اپنے ناموں اور علامتوں کے ساتھ میرے سامنے پیش کیے جاتے ہو لہذا مجھ پہ نہایت خوبصورت انداز سے درود

بھیجا کرو۔“ (مصنف عبد الرزاق ۲/ ۲۱۳، رقم: ۳۱۱۱)

☆ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے: اذا صليتم فاحسنوا الصلوة على نبيكم .

جب تم نماز پڑھ چکو (یا جب تم درود پڑھنا چاہو) تو اپنے نبی ﷺ پر نہایت خوبصورت انداز سے درود بھیجی کرو۔

(ایضاً ۲/۲۱۳، نمبر ۳۱۱۲)

☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اذا صليتم على فاحسنوا الصلوة فانكم لا تدرون لعل ذلك يعرض على .

جب تم مجھ پر درود بھیجو تو نہایت خوبصورت انداز سے بھیجو کیونکہ ہو سکتا ہے اور تم نہیں جانتے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا

جاتا ہے، (کنز العمال ۱: ۴۹۷، نمبر ۲۱۹۳)

اللهم صل على سيدنا محمد حياء الرحمة ميمما الملك ودال الدوام السيد الكامل الفاتح الخاتم

عدد ما في علمك كائن او قد كان كلما ذكرك وذكره الذاكرون وكلما غفل عن ذكرك

وذكره الغافلون صلوة دائمة بدوامك بقية بقائك لا منتهى دون علمك انك على كل شيء

قدير .

درود پڑھنے والے کی شفاعت کا وعدہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو میری قبر انور کے نزدیک آ کر مجھ پر درود بھیجتا ہے میں خود سنتا ہوں اور جو دور رہ کر پڑھتا ہے تو وہ اس کام پر ایک مقرر شدہ فرشتے کے ذریعے مجھے پہنچایا جاتا ہے اور درود پاک درود بھیجنے والے کے دنیا و آخرت کے معاملات کے لیے کفیل ہو جاتا ہے۔ وکنت له شهيدا وشفيعا اور میں (قیامت کے دن) اس کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔ (کنز العمال ۱: ۴۹۸، نمبر ۲۱۹۸)

اللهم صل على سيدنا محمد ن الذي ملات قلبه من جلالك وعينه من جمالك فاصبح فرحا

مسرورا مؤيدا منصورا وعلى اله وصحبه وسلم تسليما والحمد لله على ذلك .

درود شریف کا بے انتہا ثواب

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص فریضہ حج ادا کرتا ہے اور اس کے بعد کسی غزوہ میں شریک بھی ہوتا ہے تو اس کے غزوہ میں شریک ہونے کا ثواب چار سو حج کے برابر ہے اور یہ خوشخبری سن کر وہ لوگ پریشان ہو گئے جو جہاد کرنے پر قدرت رکھتے تھے اور نہ ہی حج کرنے کی استطاعت پس اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی آپ ﷺ کی طرف ما صلی علیک احدا لا کتبت صلاتک باربعمان غزاة کل غزاة باربعمان حجة .

جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اس کا ثواب چار سو غزوات کے ثواب کے برابر لکھ دوں گا اور ہر غزوہ کا ثواب چار

سو حج کے برابر ہوگا (القول البدیع للسخاوی ۱۲۶)

اللهم صل على محمد بعدد من صلى عليه وصل على محمد بعدد من لم يصل عليه وصل على محمد كما تحب ان يصلى عليه وصل على محمد كما تنبغي الصلوة عليه . صلى الله على نبينا محمد كنما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون .

درود شریف صدقہ ہے اس کے لیے جس کے پاس مال نہیں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”جس کے پاس صدقہ کرنے کے لیے مال نہیں وہ اپنی دعائیں یوں کہے: اللهم صل على محمد عبدك ورسولك وصل على المؤمنين والمومنات والمسلمين والمسلمات . یہی اس کی طرف سے صدقہ ہو جائے گا۔“

(اخرجه الحاكم في المستدرک على الصحيحين ۴: ۱۴۴، نمبر ۷۱۷۵، هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من سره ان يلقى الله وهو عنه راض فليكثر الصلوة على .

جو شخص اللہ تعالیٰ سے حالتِ رضا میں ملنا چاہے وہ میرے اوپر زیادہ سے زیادہ درود بھیجے۔

(میزان الاعتدال في نقد الرجال للذهبي ۲۳۵/۵)

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد ملء الدنيا والآخرة وارحم محمدًا وآل محمد ملء الدنيا وملء الآخرة واجز محمدًا وآل محمد ملء الدنيا والآخرة وسلم على محمد وعلى آل محمد ملء الدنيا وملء الآخرة .

کتاب میں اسم محمد ﷺ کے ساتھ درود شریف لکھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من صلى على في كتاب لم تزل الملائكة تستغفر له ما دام اسمي في ذلك الكتاب .

جو شخص مجھ پر کسی کتاب میں (میرا نام لکھ کر) درود شریف بھیجتا (لکھتا) ہے تو فرشتے اس کے لیے اس وقت تک بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ میرا نام اس کتاب میں موجود رہتا ہے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی ۲: ۲۳۲،

رقم ۱۸۳۵، الترغيب والترهيب للمندوي ۱: ۶۲، رقم ۱۵۷)

۸۔ ایک عالم (حمزہ بن محمد حافظ) اپنی تحریر میں صرف صلی اللہ علیہ لکھا کرتے تھے تو حضور ﷺ نے خواب میں انہیں فرمایا:

اما تختم الصلوة على في كتابك . تو اپنی کتاب میں مجھ پر مکمل درود کیوں نہیں لکھتا۔

(سير اعلام النبلاء للذهبي، ۱۶: ۱۸۰، تذكرة الحفاظ للقسيراني ۳: ۹۳۲)

۹۔ حضرت محمد بن ابی سلیمان الوراق فرماتے ہیں کہ میرے والد کو صرف اس لیے بخش دیا گیا کہ وہ ہر حدیث میں نام مصطفیٰ

ﷺ کے ساتھ درود شریف لکھا کرتے تھے (الجامع لاحلاق الراوی واداب السامع ۱: ۲۷۲، رقم ۵۶۷)

اس عنوان کی بہت ساری احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں ہم نے اختصار کے لیے انہیں نہیں لکھا۔

اللهم صل على سيدنا محمد ن السابق للخلق نوره ورحمة للعلمين ظهوره عدد من مضى من خلقك ومن بقى ومن سعد ومن شقى صلاة تستغرق العد وتحيط بالحد صلاة لا غاية لها ولا منتهى ولا انقضاء صلاة دائمة بدوامك وعلى اله وصحبه وسلم تسليما مثل ذلك .

ایک وضاحت

اس باب میں جتنے درود شریف لکھے جا رہے ہیں ان میں سے ہر درود پاک کی الگ الگ فضیلت ہے اور یہ تمام درود بزرگانِ دین سے مروی ہیں اور ہر درود شریف کے تحت کوئی نہ کوئی واقعہ بھی ہے جو کہ امام نبھانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تکمیل الحسنات تلخیص افضل الصلوات علی سید السادات میں دیکھا جاسکتا ہے میں نے صرف حصول برکت کے لیے یہ درود پاک لکھے ہیں اور اعراب بھی نہیں لگائے نیز ہر عنوان کے تحت جس قدر احادیث تھیں وہ بھی تمام نقل نہیں کیں تاکہ اختصار ہو سکے کیونکہ یہ کتاب درود شریف کی نہیں ہے کہ تمام تفصیل کا ذکر کیا جائے بلکہ درود پاک تو دعا کے آداب میں سے ایک ادب تھا جو کہ ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ طبعی و فطری محبت کی وجہ سے طویل ہو گیا ورنہ ہمیں سنی کون کہے گا اگر ہم مختلف حیلوں بہانوں سے آقا علیہ السلام کی عظمت کو بیان نہ کریں۔

شاہ بطحا کی مدح سرائی اصل سنت کے حصے میں آئی

ہر دن رات میں تین مرتبہ درود شریف پڑھنا

حضرت ابو کاہل رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے فرمایا:

اعلمن یا ابا کاہل انه من صلی علی کل یوم ثلاث مرات وکل لیلة ثلاث مرات حبالی وشوقا کان حقا علی ان یغفر له ذنوبه تلك اللیلة وذلك الیوم .

اے ابو کاہل جان لے جو شخص تین مرتبہ ہر دن میں اور تین مرتبہ ہر رات میں محبت و شوق کے ساتھ میرے اوپر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس دن رات کے اس بندے کے گناہوں کو بخشا اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ۱۸: ۳۶۲، رقم ۹۲۸)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”کوئی دو آدمی ایسے نہیں کہ جو آپس میں محبت رکھتے ہوں ایک دوسرے کو ملیں، مصافحہ کریں پھر نبی ﷺ پہ درود بھیجیں تو جہاں ہونے سے پہلے ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف نہ ہوں“ (مسند ابویعلیٰ ۵، ۳۳۴، رقم ۲۹۶۰)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

جو شخص بھی مجھ پہ درود بھیجتا ہے ایک فرشتہ اس درود کو لیکر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو فرماتا ہے کہ اس درود کو میرے بندے (حضور ﷺ) کی قبرِ انور میں لے جاتا کہ آپ ﷺ درود بھیجنے والے کے لیے

دعائے مغفرت کریں اور اس سے اس (دروود بھیجنے والے) کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔

(مسند الفردوس للديلمی ۳، ۱۰، نمبر ۲۰۲۶)

☆ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من صل على يوم الجمعة مائتي صلاة غفر له ذنب مائتي مام
”جو جمعہ کے دن مجھ پہ دو سو مرتبہ درود بھیجے اس کے دو سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

(کنز العمال ۱، ۵۰۷، نمبر ۲۲۴۱)

ہل جزاء الاحسان الا الاحسان

عن ابی طلحة رضی اللہ عنہ قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واساریر وجہہ
تبرق فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مارایتک اطیب نفسیا ولا اظہر بشرا منک فی
یومک هذا فقال ومالی لا تطیب نفسی ولا یظہر بشری وانما فارقت جبریل الساعة فقال یا
محمد من صلی علیک من امتک صلاة کتب اللہ له بها عشر حسنات ومحاعنه عشر سیئات
ورفعه بها عشر درجات وقال له الملك مثل: ما قال لك؟ قلت: یا جبریل، وما ذاك الملك؟
قال: ان اللہ وکل بک ملکا من لدن خلقک الی ان یبعثک لا یصلی علیک احد من امتک الا قال:
وانت صلی اللہ علیک۔

”حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور در آنحالیکہ آپ ﷺ کے چہرے کے خدو خال خوشی سے چمک رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کو آج کے دن سے بڑھ کر کبھی اتنا زیادہ خوش نہیں پایا (اس کی کیا وجہ ہے؟) حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جبرائیل ابھی میرے پاس سے روانہ ہوا ہے اور مجھے کہا اے محمد ﷺ آپ ﷺ کی امت میں سے جو بھی آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس گنا معاف کر دیتا ہے اور دس درجات بلند کر دیتا ہے اور فرشتے اس کے لیے ایسا ہی کہتے ہیں جیسے وہ آپ ﷺ کے لیے کہتا ہے حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے جبرائیل اس فرشتے کا کیا معاملہ ہے؟ تو اس نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی پیدائش سے لے کر آپ ﷺ کی بعثت تک ایک فرشتہ کو آپ ﷺ کے ساتھ مقرر کیا ہوا ہے، آپ ﷺ کی امت میں سے جو بھی آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو وہ کہتا ہے (اے حضور ﷺ پر درود بھیجنے والے) اللہ تجھ پر بھی درود (بصورت رحمت) بھیجے۔“ (طب النبی، المعجم الکبیر، ۵، ۱۰۰، رقم ۴۷۲۰، المعجم، مجمع الزوائد، ۱۰، ۱۶۱، منذری، الترغیب والترہیب، ۲، ۳۲۵، رقم ۲۵۶۷)

عن انس بن مالک قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا قال العبد اللهم صل علی محمد حلق اللہ عز وجل من تلك الكلمة ملکاً له جناحان جناح بالشرق وجناح بالمغرب

ورجلان فی نخوم الارضین ورأسه تحت العرش فيقول صل علي عبدی كما صلی علی نبی فہو یصلی علیہ الی یوم القیامۃ

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اللہ صل علی محمد کہتے ہو تو اللہ تعالیٰ ان کلمات سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کے دو پر ہیں ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور اس کی دو ٹانگیں ساتوں زمینوں کی آخری حدود تک ہیں اور اس کا سر اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ہے پس اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو فرماتا ہے قیامت تک اس شخص پہ اسی طرح درود بھیج جس طرح اس نے میرے نبی پہ درود بھیجا وہ فرشتہ اس بندے کے لیے قیامت تک درود بصورت دعا بھیجتا رہے گا۔ (دیلی، مسند الفردوس، ۱: ۲۸۶، ۲۸۷، رقم ۱۱۲۴)

اللہم صل علی نور الانوار و سر الاسرار و تریاق الاغیار و مفتاح باب الیسار سیدنا محمد بن المختار والہ الاطہار واصحابہ الاخیار عدد نعم اللہ و افضالہ .

جو مجھ پہ درود پڑھتا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من ذکرک عندہ ففسی الصلوۃ علی خطی طریق الجنة یوم القیامۃ .

(مصنف ابن ابی شیبہ، ۶: ۳۲۶، رقم ۳۱۷۹۳)

جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پہ درود پڑھنا بھول جائے تو وہ قیامت کے دن جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ ایک روایت میں ہے ایسا شخص قیامت کے دن جنت کی بجائے دوزخ کی طرف چل پڑے گا۔

(مسند الفردوس، ۳: ۶۳۴، نمبر ۵۹۸۵)

ایک روایت میں ہے فلا ہو منی ولا انا ہنہ۔ نہ میرا اس سے کوئی تعلق ہے نہ اس کا مجھ سے کوئی واسطہ (ایضاً: ۵۹۸۶)

اللہم صل علی الذات المحمدية اللطيفة الاحدية شمس سماء الاسرار ومظهر الانوار ومركز مدار الجلال وقطب فلك الجلال، اللہم بسرہ لدیک وبسیرہ الیک امن خوفی و اقل عشرتی و اذهب حزنی و حرصی و کن لی و خذنی الیک منی و ارزقنی الفناء عنی ولا تجعلنی مفتونا بنفسی محجوبا بحسی و اکشف لی عن کل سر مکوم یا حی یا قیوم .

درود کی برکت سے اونٹنی بول پڑی

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال : کنا جلوسا حول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل اعرابی جھوری بدوی یمانی علی ناقۃ حمراء فاناخ بباب المسجد ثم قعد فلما قضی نحبہ قالوا: یا رسول اللہ ان الناقۃ التي تحت الاعرابی سرقة قال: اثم بینة؟ قالوا نعم یا رسول اللہ قال یا علی خذ حق اللہ من الاعرابی ان قامت علیہ البینة وان لم تقم فردہ الی قال فاطرق

الاعرابی ساعة فقال له النبي صلى الله عليه وسلم : قم يا اعرابي لا امر الله والا فادل بحجتك فقالت الناقة من خلف الباب : والذي بعثك بالكرامة يا رسول الله ان هذا ما سرقني ولا ملكني احد سواه فقال له النبي صلى الله عليه وسلم يا اعرابي بالذي انطقها بعذر ك ما الذي قلت؟ قال : قلت : اللهم انك لست برب استحدثناك ولا معك اله اعانك على خلقنا ولا معك رب فنشك في ربوبيتك انت ربنا كما نقول وفوق ما يقول القائلون اسالك ان تصلي على محمد وان تبرئني براءتي فقال له النبي صلى الله عليه وسلم والذي بعثني بالكرامة يا اعرابي لقد رايت الملائكة يتبدرون افواه الازقة يكتبون مقاتلتك فاكثر الصلاة على .

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بلند آواز والہ یمنی دیہاتی بدو اپنی سرخ اونٹنی کے ساتھ ادھر آیا اس نے اپنی اونٹنی مسجد کے دروازے کے سامنے بٹھائی اور خود آ کر ہمارے ساتھ بیٹھ گیا پھر جب اس نے اپنا دواویلا ختم کر لیا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ اونٹنی جو دیہاتی کے قبضہ میں ہے یہ چوری کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کیا اس پر کوئی دلیل ہے؟ صحابہ نے عرض کیا : ہاں جی۔ یا رسول اللہ ﷺ! تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اگر اس اعرابی پر چوری کی گواہی مل جاتی ہے تو اس سے اللہ کا حق لو (یعنی اس پر چوری کی حد جاری کرو) اور اگر چوری کی شہادت نہیں ملتی تو اس کو میری طرف لوٹادو۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر اعرابی نے کچھ دیر کے لیے اپنا سر جھکایا پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے اعرابی اللہ کے حکم کی پیروی کرنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ ورنہ میں تمہاری حجت سے دلیل پکڑوں گا پس اسی اثناء میں دروازے کے پیچھے سے اونٹنی بول پڑی اور کہنے لگی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا نہ تو اس شخص نے مجھے چوری کیا ہے اور نہ ہی اس کے سوا میرا کوئی مالک ہے پس حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے اس اونٹنی کو تیرا عذر بیان کرنی کے لیے قوت گویائی بخشی اے اعرابی یہ بتا تو نے سر جھکا کر کیا کہا تھا۔ اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے کہا اللہ تو ایسا خدا نہیں ہے جسے ہم نے پیدا کیا ہو اور نہ ہی تیرے ساتھ کوئی اور الہ اور رب ہے کہ ہم تیری ربوبیت میں شک کریں تو ہمارا رب ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں اور کہنے والوں کے کہنے سے بھی بہت بلند ہے پس اے میرے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو حضور ﷺ پر درود بھیج اور یہ کہ مجھے میرے الزام سے بری کر دے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا : اس رب کی قسم جس نے مجھے عزت کے ساتھ مبعوث کیا اے اعرابی میں نے دیکھا کہ فرشتے تمہاری بات کو لکھنے میں جلدی کر رہے ہیں پس تو کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کر۔“

(المستدرک للحاکم علی الصحیحین ۶: ۲۷۶ نمبر ۴۳۲۶)

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا محمد وادم ونوح و ابراهيم وموسى وعيسى وما بينهم من النبيين والمرسلين صلوات الله وسلامه عليهم اجمعين ○

اللهم صل على سيدنا محمد عدد ما في علم الله صلوة دائمة بدوام ملك الله ○
 اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا محمد ن الروف الرحيم ذى الخلق العظيم وعلى اله
 واصحابه وازواجه في كل لحظة عدد كل حادث وقديم ○

درود پاک نے پل صراط سے بآسانی گزار دیا

عن عبد الرحمن بن سمرة قال : خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : انى رأيت البارحة
 عجباً رأيت رجلاً من امتى قد احتوشته ملائكة فجاءه وضوءه فاستنقذه من ذلك ورأيت رجلاً
 من امتى قد احتوشته الشياطين فجاءه ذكر الله فخلصه منهم ورأيت رجلاً من امتى يلهث من
 العطش فجاءه صيام رمضان فسقاه ورأيت رجلاً من امتى من بين يديه ظلمة ومن خلفه ظلمة
 وعن يمينه ظلمة وعن شماله ظلمة ومن فوقه ظلمة ومن تحته ظلمة فجاءه حجه وعمرته
 فاستخر جناه من الظلمة ورأيت رجلاً من امتى جاءه ملك الموت ليقبض روحه فجاءته صلاة
 الرحم فقالت ان هذا كان واصلاً لرحمه فكلّمهم وكلموه وصار معهم ورأيت رجلاً من امتى
 يتقى وهج النار عن وجهه فجاءته زبانية العذاب فجاءه امره بالمعروف ونهيه عن المنكر
 فاستنقذه من ذلك ورأيت رجلاً من امتى هوى فى النار فجاءته دموعه التى بكى من خشية الله
 فاخرجته من النار ورأيت رجلاً من امتى قد هوت صحيفته الى شماله فجاءه خوفه من الله فاخذ
 صحيفته فى يمينه ورأيت رجلاً من امتى قد خف ميزانه فجاءه اقراضه فثقل ميزانه ورأيت رجلاً
 من امتى يرعد كما ترعد السعفة فجاءه حسن ظنه بالله فسكن رعدته ورأيت رجلاً من امتى
 يزحف على الصراط مرة ويبحثو مرة ويتعلق مرة فجاءته صلواته على فاخذت بيده فاقامته على
 الصراط حتى جاوز ورأيت رجلاً من امتى انتهى الى ابواب الجنة فغلقت الابواب دونه فجاءته
 شهادة ان لا اله الا الله فاخذت بيده فادخلته الجنة .

”حضرت عبدالرحمن بن سمرة رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک دن گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا
 کہ گزشتہ شب میں نے خواب میں عجیب چیز دیکھی میں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتوں نے میری امت کے ایک آدمی کو گھیرا
 ہوا ہے اس دوران اس شخص کا وضوء وہاں حاضر ہوتا ہے اور اس آدمی کو اس مشکل صورت حال سے نجات دلاتا ہے اور
 میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں کہ اس پر قبر کا عذاب مسلط کیا گیا ہے پس اس کی نماز آتی ہے اور اس کو اس
 عذاب سے نجات دلاتی ہے اور میں ایک آدمی دیکھتا ہوں کہ اس کو شیاطین نے گھیرا ہوا ہے پس اللہ کا ذکر (جو وہ کیا کرتا
 تھا) آتا ہے اور اس کو ان شیاطین سے نجات دلاتا ہے اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں کہ پیاس کے مارے
 اس کا برا حال ہے پس رمضان کے روزے آتے ہیں اور اس کو پانی پلاتے ہیں اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا

ہوں جس کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے تاریکی ہی تاریکی ہے پس اس کا حج اور عمرہ آتے ہیں اور اس کو تاریکی سے نکالتے ہیں اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں کہ ملک الموت (موت کا فرشتہ) اس کی روح قبض کرنے کے لیے اس کے پاس کھڑا ہے اس کا صلہ رحم آتا ہے اور کہتا ہے یہ شخص صلہ رحمی کرنے والا تھا پس وہ ان سے کلام کرتا ہے اور وہ اس سے کلام کرتے ہیں اور وہ ان کے ساتھ ہو جاتا ہے اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں جو اپنے چہرے سے آگ کا شعلہ دور کر رہا ہے پس اس کا صدقہ آ جاتا ہے اور اس کے سر پر سایہ بن جاتا ہے اور اس کے چہرے کو آگ سے ڈھانپ لیتا ہے اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں اس کے پاس عذاب والے فرشتے آتے ہیں پس اس کے پاس اس کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر آ جاتا ہے اور اس کو عذاب سے نجات دلاتا ہے اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ وہ آگ میں گرا ہوا ہے پس اس کے وہ آنسو آ جاتے ہیں جو اس نے اللہ کی خشیت میں بہائے اور اس کو آگ سے نکال دیتے ہیں اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا اس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں تھا پس اس کا اللہ سے خوف اس کے پاس آ جاتا ہے اور وہ اپنا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں پکڑ لیتا ہے اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ اس کے نیک اعمال والا پلڑا ہلکا ہے پس اس کا قرض دینا اس کے پاس آ جاتا ہے تو اس کا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ وہ خوف کے مارے کانپ رہا ہوتا ہے جیسا کہ کھجور کی شاخ (ہوا سے ہلتی ہے) پس اس کا اللہ کے ساتھ حسن ظن آتا ہے تو اس کی کپکپاہٹ ختم ہو جاتی ہے اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا جو کبھی تو پل صراط پر آگے بڑھتا ہے کبھی رک جاتا ہے اور کبھی لٹک جاتا ہے پس اس کا وہ درود جو مجھ پر بھیجتا ہے آتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور اس کو پل صراط پر سیدھا کھڑا رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کو عبور کر لیتا ہے اور میں نے اپنے امت کا ایک آدمی دیکھا وہ جنت کے دروازے تک پہنچتا ہے پس جنت کے دروازے اس پر بند کر دیے جاتے ہیں اور وہ باہر کھڑا رہتا ہے پس اس کا کلمہ شہادت آتا ہے جو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔“ (بخاری مجمع الزوائد، ۷: ۱۸۹، ۱۸۰، ابن رجب حنبلی، الخويف من النار، ۱: ۳۲ واسطی، تاریخ واسطی، ۱: ۱۶۹، ۱۷۰)

اللہم صل علی محمدن النبی الامی و علی آلہ وصحبہ وسلم عدد ما علمت و زنة ما علمت و ملء ما علمت

قلم سونے کے، دوات چاندی کی اور کاغذ نور کے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے زمین پہ کچھ ایسے فرشتے ہیں جن کو نور سے پیدا کیا گیا اور وہ زمین پہ صرف جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن اترتے ہیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم، چاندی کی دواتیں اور نور کے اوراق ہوتے ہیں (لا یکتبون الا الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) وہ صرف اور صرف حضور ﷺ پہ بھیجا جانے والا درود شریف لکھتے ہیں۔ (۱) (ند الفردوس للعلامی، ۱: ۱۸۴، رقم: ۶۸۸)

☆ آپ ہی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من صلی علی صلوة کتب اللہ له قیرا ط والقیرا ط مثل احد
جو مجھ پہ ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک قیرا ط (اجر و ثواب کا) لکھ دیتا ہے اور ایک قیرا ط
احد پہاڑ کے برابر ہے۔ (مصنف عبدالرزاق، ۵۱: ۱، رقم: ۱۵۳)

اللهم انی اسئلك بك ان تصلى علی سیدنا محمد وعلی سائر الانبیاء والمرسلین وعلی الهم
وصحبہم اجمعین وان تغفر لی ما مضی وتحفظی فیما بقی .

☆ اللهم صل وسلم علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
وبارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم فی العالمین انک حمید
مجید عدد خلقک ورضا نفسک وزنة عرشک ومداد کلماتک کلما ذکرک الذاکرون وکلما غفل عن
ذکرہ الغافلون ○

☆ اللهم صل افضل صلوة علی افضل مخلوقاتک سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم عدد
معلوماتک ومداد کلماتک کلما ذکرک الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون ○

☆ اللهم صل علی سیدنا محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی وعلی آلہ وصحبہ وسلم عدد
ما فی السموت وما فی الارض وما بینہما واجر لطفک فی امورنا والمسلمین اجمعین یا رب العالمین ○
☆ اللهم صل علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم عدد ما کان وعدہ ما یكون وعدہ ما هو

کائن فی علم اللہ ○

درود و سلام کے (۱۰۱) ثمرات و برکات

۱۔ امتثال امر اللہ سبحانہ و تعالیٰ .

”درود و سلام پڑھنے سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کے حکم کی تعمیل ہوئی ہے؟“ صلوا علیہ وسلموا
تسلیمًا .

۲۔ موافقتہ سبحانہ فی الصلاة علیہ صلی اللہ علیہ وسلم، وان اختلف الصلاتان فصلاطنا علیہ
دعا و سوال، وصلاة اللہ تعالیٰ علیہ ثناء و تشریف .

”اُس میں اللہ عز و جل کے ساتھ موافقت نصیب ہوتی ہے گو نوعیت میں ہمارا درود بھیجتا اور اللہ کا درود بھیجتا مختلف ہے
کیونکہ ہمارا درود دعا اور سوال ہے اور اللہ تعالیٰ کا درود حضور ﷺ پر رحمت و ثناء کی شکل میں عطا و نوال ہے۔“

۳۔ موافقة ملائكة فیہا .

”درود خوانی میں فرشتوں کے ساتھ بھی موافقت نصیب ہوتی ہے۔“ لقولہ تبارک و تعالیٰ :

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا یہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیمًا .

(بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر خوب کثرت سے درود و سلام بھیجا کرو)

۴- حصول عشر صلوات من اللہ علی المصلی علیہ صلی اللہ علیہ وسلم مرة .
 ”ایک دفعہ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے والے کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے دس رحمتیں نصیب ہوتی ہیں۔“
درود شریف پڑھنے سے بلندی درجات نصیب ہوتی ہے

انہ یرفع له عشر درجات . ”ایک دفعہ درود بھیجنے پر دس درجات بلند کیے جاتے ہیں۔“
 عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی صلاة واحدة صلی اللہ علیہ عشر صلوات وحطت عنہ عشر خطیئات ورفعت له عشر درجات .
 (نسائی، السنن، ۵۰:۳، کتاب السہو، باب الفضل فی الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۱۲۹۷)
 ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود (رحمت) بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے لیے دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔“

۶- انہ یکتب له عشر حسنات . ”ایک بار درود شریف پڑھنے سے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔“
 ۷- انہ یمحی عنہ عشر سیئات . ”ایک دفعہ درود بھیجنے سے دس گناہوں (بدیوں) کو مٹا دیتا ہے۔“
 عن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی صلاة من امتی کتب له عشر حسنات ومحی عنہ عشر سیئات . (ابو یعلیٰ، السنن، ۵۰:۳، رقم: ۸۶۹)
 ”حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔“

۸- انہ یرجی اجابة دعائه اذا قدمها امامہ، فہی تصاعد الدعاء الی عند رب العالمین، وکان موقوفا بین السماء والارض قبلہا .

”درود شریف دعا سے پہلے پڑھا جائے تو اس دعا کی قبولیت کی امید پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ درود شریف دعا کو رب العالمین تک لے جاتا ہے اور درود شریف کے بغیر دعا زمین و آسمان کے درمیان ہی روک لی جاتی ہے۔“

عن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من دعا الا و بینہ وبين اللہ عز وجل حجاب حتی یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، فاذا فعل ذلك انخرق ذلك الحجاب ودخل الدعاء، واذا لم یفعل ذلك رجع الدعاء .

”امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ کوئی دعا ایسی نہیں جس کے اور اللہ کے درمیان حجاب نہ ہو یہاں تک کہ دعا کرنے والا حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے اور جب وہ درود بھیجتا ہے تو یہ حجاب ہٹا دیا جاتا ہے اور دعا (حریم قدس میں) داخل ہو جاتی ہے اور اگر وہ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود نہ بھیجے تو وہ دعا (باریاب ہوئے بغیر) واپس لوٹ آتی ہے۔“

۹۔ انہا سبب لشفاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرنہا بسؤال الوسيلة له او افر دھا
”درود بھیجنا آپ ﷺ کی شفاعت پانے کا سبب بنتا ہے۔ خواہ درود کے ساتھ نبی ﷺ کے لیے سوال وسیلہ ہو یا نہ ہو۔“

عن رويفع بن ثابت الانصاري رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من صلى على محمد، وقال اللهم انزل له المقعد المقرب عندك يوم القيامة، وجبت له شفاعتي

(مسند احمد، ۴، ۱۰۸)

”حضرت رويفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص حضور رحمت عالم ﷺ پر درود بھیجتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اے میرے اللہ حضور ﷺ کو قیامت کے روز اپنے نزدیک مقام قرب پر فائز فرما اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔“

درود شریف پڑھنے سے گناہ معاف ہوئے ہیں

انہا سبب لغفران الذنوب .

”درود شریف بھیجنا گناہوں کی مغفرت کا باعث بنتا ہے۔“

۱۱۔ انہا سبب لكفاية الله العبد ما اھمه .

”درود شریف بندہ کے رنج و غم میں اللہ تعالیٰ کے کفایت کرنے کا سبب بنتا ہے یعنی درود شریف اللہ تعالیٰ کے کفایت کرنے کے سبب بندے کے لیے دافع رنج و غم ہو جاتا ہے۔“

عن ابی بن کعب رضي الله عنه قال : قلت لرسول الله صلى الله عليه وسلم "اجعل لك صلاتي كلها قال اذا تكفى همك ويغفر لك ذنبك ."

(ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۶۳۶، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب نمبر ۲۳، رقم ۲۳۵۷)

”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر ساری دعا آپ ﷺ پر درود بھیجنے کے لیے خاص کر دوں تو؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا پھر تو یہ درود تیرے تمام غموں کو کافی ہو جائے گا اور تیرے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

۱۲۔ انہا سبب لقرب العبد منه صلی اللہ علیہ وسلم يوم القيامة .

”درود بھیجنا روزِ محشر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہونے کا سبب بنتا ہے۔“

عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اکثرُوا علی من الصلاة فی کل یوم جمعة فان صلاة امتی تعرض علی فی کل یوم جمعة فمن کان اکثرهم علی صلاة کان اقربهم منی منزلة۔ (بیہقی، السنن الکبری، ۳: ۲۳۹، رقم: ۵۷۹۱)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجنا اپنا معمول بنا لو بے شک میری امت کا درود ہر جمعہ کے روز مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور میری امت میں سے جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا وہ (قیامت کے روز) مقام و منزلت کے اعتبار سے میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔“

۱۳۔ انہا تقوم مقام الصدقة لذی العسرة۔

”تنگ دست اور مفلس کے لیے درود بھیجنا صدقہ کے قائم مقام ہے۔“

عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل لم یکن عنده صدقة فلیقل فی دعائه: اللهم صل علی محمد عبدک ورسولک وصل علی المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات فانها له زکاة۔ هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجواہ۔

(المستدرک للحاکم علی الصحیحین ۴: ۱۴۴، نمبر ۷۱۷۵)

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس صدقہ دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو وہ اپنی دعا میں یوں کہے اے اللہ اپنے رسول اور بندے حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر رحمتیں نازل فرما یہی اس کا صدقہ ہو جائے گا اس حدیث کی اسناد صحیح ہے لیکن شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔“

۱۴۔ انہا سبب لقضاء الحوائج۔

”درود شریف قضاء حاجات کا وسیلہ ہے۔“

عن انس بن مالک خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اقربکم منی یوم القيامة فی کل موطن اکثرکم علی صلاة فی الدنيا من صلی علی فی یوم الجمعة وليلة الجمعة مائة مرة قضی اللہ له مائة حاجة سبعین من حوائج الآخرة وثلاثین من حوائج الدنيا (شعب الایمان للبیہقی ۳: ۱۱۱، نمبر ۳۰۳۵)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ جو حضور نبی اکرم ﷺ کے خادم خاص تھے بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ قیامت کے روز تمام دنیا میں سے تم میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو دنیا میں تم میں سب سے زیادہ

میں پروردگار بھیجنے والا ہوگا پس جو شخص جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرماتا ہے ان میں سے ستر (۷۰) آخرت کی حاجتوں میں سے اور تیس (۳۰) دنیا کی حاجتوں میں سے ہیں۔“

فرشتوں کی دعائیں ملتی ہیں

انها سبب لصلاة الله على المصلى وصلاة ملائكة عليه .

”یہ (درود) درود خواں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی دعائے رحمت کے حصول کا سبب بنتا ہے۔“

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما يقول: من صلى على رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة
صلى الله عليه وسلم وملائكته سبعين صلاة فليقل عبد من ذلك أو ليكثر (مسند احمد ۲/۱۷۲،

(نمبر ۶۶۰۵)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ درود و سلام بھیجتے ہیں پس اب بندہ کو اختیار ہے چاہے تو وہ اس سے کم یا زیادہ درود بھیجے۔“

۶۱۔ انہا زکاة للمصلی و طہارة له .

”یہ (درود) درود پڑھنے والے کے لیے زکوٰۃ اور طہارت ہے۔“

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوا على، فإن صلاة على
زكاة لكم. (مصنف ابن أبي شيبة ٦: ٣٢٥، نمبر ٣١٤٨٢)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا مجھ پر درود بھیجنا یہ تمہاری پاکیزگی (کاسب) ہے۔“

١٤- أنها سبب لتبشير العبد بالجنة قبل موته .

”بے شک درود بھیجنا موت سے پہلے بندہ کو جنت مل جانے کی خوشخبری کا سبب بنتا ہے۔“

عن انس رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على في يوم الف مرة لم يمت حتى يرى مقده من الجنة. (الترغيب والترهيب ٢: ٣٢٨، نمبر ٢٥٤٩)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص مجھ پر ایک دن میں ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے اسے اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔“

١٨ - انها مسبب للنجاة من احوال يوم القيامة .

”بے شک درود بھیجنا قیامت کی ہولناکیوں سے نجات کا سبب بنتا ہے۔“

عن انس بن مالك رضى الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: يا ايها الناس ان انجاكم يوم

القیامة من احوالها ومواطنها اكثر کم علی صلاة فی دار الدنيا .

(مسند الفردوس ۵: ۲۷۷، نمبر ۸۱۷۵)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو تم میں سے قیامت کی ہولناکیوں اور اس کے مختلف مراحل میں سب سے زیادہ نجات پانے والا وہ شخص ہوگا جو دنیا میں تم میں سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجنے والا ہوگا۔“

۱۹- انہا سبب لرد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصلاة والسلام علی المصلی والمسلم علیہ .
”رسول اللہ ﷺ خود درود و سلام بھیجنے والے کو اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔“

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ما من اجد یسلم علی الارد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام . (ابو داؤد شریف ۲: ۲۱۸، نمبر ۲۰۴۱)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تبارک تعالیٰ مجھے میری روح لوٹا دیتا ہے پھر میں اس سلام بھیجنے والے کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

حافظہ مضبوط ہوتا ہے

انہا سبب لتذکر العبد مانسبہ .

”بے شک درود بھولی ہوئی شے یاد آ جانے کا سبب بنتا ہے۔“

عن انس بن مالک: قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا نسیتم شیئاً فصلوا علی تذکر وہ ان شاء اللہ . (جلاء الافہام لا بن قیم نمبر ۲۲۳)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں کوئی بات بھول جائے تو مجھ پر درود بھیجو ان شاء اللہ وہ (بھولی ہوئی چیز) تمہیں یاد آ جائے گی۔“

۲۱- انہا سبب لطیب المجلس ، وان لا یعود حسرة علی اہلہ یوم القیامة .

”درود پاک کی برکت سے مجلس پاکیزہ ہو جاتی ہے اور قیامت کے دن وہ نشست اہل مجلس کے لیے حسرت کا باعث نہیں بنے گی۔“

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما اجتمع قوم فی مجلس فتفرقوا من غیر ذکر اللہ والصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا کان علیہم حسرة یوم القیامة . (الصحيح لا بن حبان ۲: ۳۵۱، نمبر ۵۹۰)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب کچھ لوگ کسی مجلس میں جمع ہوتے ہیں پھر اس مجلس سے اللہ کا ذکر کیے بغیر اور حضور ﷺ پر درود بھیجے بغیر ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں تو ان

کی یہ مجلس قیامت کے روز ان کے لیے حسرت و ملال کا باعث ہوگی۔“

۲۲- انہا تنفی عن العبد اسم البخل اذا صلى عليه عند ذكره صلى الله عليه وسلم .

”درود شریف بھیجنے کی برکت سے بخیلی کی عادت بندہ سے جاتی رہتی ہے۔“

عن حسين بن علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم البخل الذي من ذكرت عنده ، لم يصل على . (ترمذی، الجامع الصحيح، ۵: ۵۵۱، کتاب الدعوات، باب قول

رسول الله صلى الله عليه وسلم ”رغم انف رجل“ رقم: ۳۵۴۶)

”حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔“

۲۳- نجاته من الدعاء عليه الانف اذا تر كها عند ذكره صلى الله عليه وسلم .

”درود پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ کی بددعا (ناک خاک آلود ہو) سے بندہ محفوظ ہو جاتا ہے۔“

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رغم انف رجل ذكرت عنده، فلم يصل على . (ترمذی شریف ۵: ۵۵۰ نمبر ۳۵۴۵)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔“

۲۴- انہا ترمی صاحبها علی طریق الجنة وتخطی بتار کھا عن طریقها .

”درود شریف درود بھیجنے والے کو جنت کے راستے پر گامزن کر دیتا ہے اور جو درود کو ترک کرتا ہے وہ جنت کی راہ سے دور ہو جاتا ہے۔“

عن جعفر، عن ابيه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذكرت عنده

فنسى الصلاة على خطنى طريق الجنة يوم القيامة . (مصنف ابن ابی شیبہ ۶: ۳۲۶، نمبر ۳۱۷۹۳)

”حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود بھیجنا بھول جائے تو قیامت کے روز وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔“

بدبو کا خاتمہ ہونا ہے

انہا تنجی من نتن المجلس الذي يذكر فيه الله ورسوله ويحمد ويشني عليه فيه ويصلى على

رسوله صلى الله عليه وسلم .

”درود بھیجنا مجلس کی سرائد سے نجات دیتا ہے کیونکہ اس مجلس میں ذکر الہی اور ذکر مصطفیٰ ﷺ کیا جاتا ہے، اور باری

تعالیٰ کی حمد و ثناء اور محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے۔“

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ما اجتمع قوم فی مجلس فتفرقوا من غیر ذکر اللہ والصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا کان علیہم حسرة یوم القیامة . (صحیح ابن حبان ۲: ۳۵۱ نمبر ۵۹۰)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب چند لوگ کسی مجلس میں جمع ہوتے ہیں پھر اس مجلس سے وہ اللہ کا ذکر کیے بغیر اور حضور ﷺ پر درود بھیجے بغیر ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں تو ان کی یہ مجلس قیامت کے روز ان کے لیے باعثِ حسرت و ملال ہوگی۔“

۲۶- انہا سبب لتمام الامر الذی ابتدٰی بحمد اللہ والصلاة علی رسولہ

”جو کام اللہ کی حمد و ثناء اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود سے شروع ہو، درود اس کے مکمل ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔“

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال : کل امر لم یبدأ فیہ بحمد اللہ والصلاة علی فہو اقطع ابتر ممحوق من کل برکۃ . (الارشاد لاہی بعلی ۱: ۲۳۹ نمبر ۱۱۹)

”ہر وہ نیک اور اہم کام جس کو نہ تو اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اور نہ ہی حضور ﷺ پر درود بھیجنے کے ساتھ شروع یا جائے تو وہ ہر طرح کی برکت سے خالی ہو جاتا ہے۔“

۲۷- انہا سبب لو نور العبد علی الصراط . ”پل صراط پر بندہ کے لیے افراط و تفریط کا سبب دور و شریف بنے گا۔“

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الصلاة علی نور علی الصراط ومن صلی علی یوم الجمعة ثمانین مرة غفر له ذنوب ثمانین عاماً . (مسند الفردوس للدهلی ۲: ۴۰۸ نمبر ۳۸۱۴)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر بھیجا ہوا درود پل صراط پر نور بن جائے گا اور جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن اسی (۸۰) مرتبہ درود بھیجتا ہے اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

۲۸- انہا سبب انه یخرج بها العبد عن الجفاء .

”بے شک حضور ﷺ پر درود بھیجنے سے بندہ جفاء کی زد سے باہر نکل جاتا ہے۔“

عن محمد بن علی قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الجفاء ان اذکر عند رجل فلا یصلی علی . (مصنف عبد الرزاق ۲: ۲۱۷ نمبر ۳۱۲۱)

”حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جفاء (بے وفائی) ہے کہ کسی کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔“

۲۹- انہا سبب لنیل رحمة الله له .

”بیشک درود اللہ تعالیٰ کی رحمت تک رسائی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ (کیونکہ صلوٰۃ بمعنی رحمت کے ہے اور صلوٰۃ قضاے رحمت اور موجب رحمت ہے)۔“

عن انس بن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: من ذكرت عنده فليصل علي ومن صلى علي مرة واحدة صلى الله عليه عشراً . (السنن الكبرى لنسائي ۶: ۲۱ نمبر ۹۸۸۹)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس میرا ذکر ہو تو اسے چاہیے کہ وہ مجھ پر درود بھیجے اور جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔“

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

انہا سبب يعرض اسم المصلى عليه صلى الله عليه وسلم وذكره عنده .

”درود پڑھنا اس امر کا سبب بنتا ہے کہ درود پڑھنے والے کے نام کا ذکر حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں کیا جائے۔“

عن عمار بن ياسر رضى الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله وكل بقبرى ملكا اعطاه اسماء الخلائق فلا يصلى على احدالى يوم القيامة، الا بلغنى باسمه واسم ابيه هدا فلان قد صلى عليك . (مسند بزاز ۴، ۲۵۵، نمبر ۱۴۲۵)

”حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام مخلوقات (کی آوازوں کو سننے) اور سمجھنے کی قوت و استعداد عطا فرمائی ہے یا تمام مخلوق کے نام (پس قیامت کے دن تک جو بھی مجھ پر درود پڑھے گا وہ فرشتہ اس درود پڑھنے والے کا نام اور اس کے والد کا نام مجھے پہنچائے گا اور کہے گا یا رسول اللہ ﷺ فلاں بن فلاں نے آپ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا ہے۔“

۳۱- انہا سبب لتثبت الاقدام على الصراط

”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام پڑھنے والے کو پل صراط پر سے گزرتے وقت ثابت قدمی نصیب ہوگی۔“

عن عبد الرحمن بن عوف قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رايته رجلاً من امتي يزحف على الصراط مرة ويجنو مرة ويتعلق مرة فجاءته صلاحته على فاخذت بيده فقامته على الصراط حتى جاوز . (مجمع الزوائد للهيتمي ۷: ۱۸۰)

”حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا جو کبھی تو پل صراط پر آگے بڑھتا ہے اور کبھی رک جاتا ہے اور کبھی لٹک جاتا ہے پس اس کا مجھ پر درود بھیجنا اس کے کام آتا ہے اور اس کی دشگیری کرتا ہے اور اس کو پل صراط پر سیدھا کھڑا کر لیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کو عبور کر لیتا ہے۔“

۳۲- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم زينة المجالس .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا مجالس کی زینت کا سبب بنتا ہے۔“

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : زینوا مجالسکم بالصلاة

على فان صلاحکم تعرض على او تبلغنی . (کشف الخفاء للمجلوانی ۱: ۵۳۶، نمبر ۱۴۴۳)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (اے لوگو) مجھ پر درود بھیجنے کے

ذریعے اپنی مجالس کو سجایا کرو بے شک تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے یا مجھے پہنچ جاتا ہے۔“

۳۳- انها سبب براءة المصلی من النفاق

”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا درود بھیجنے والے کو نفاق سے پاک کر دیتا ہے۔“

۳۴- انها سبب براءة المصلی من النار

”رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا درود بھیجنے والے کو جہنم کی آگ سے بچا لیتا ہے۔“

شہداء کی سنگت ملتی ہے

انها سبب لا سكان المصلی مع الشهداء يوم القيامة .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا درود بھیجنے والے کو روز قیامت شہداء کے ساتھ ٹھہرانے کا سبب بنتا ہے۔“

عن انس بن مالك رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على صلاة

واحدة صلى الله عليه عشر او من صلى على عشرة صلى الله عليه مائة ومن صلى على مائة كتب

الله بين عينيه براءة من النفاق وبراءة من النار واسكنه الله يوم القيامة مع الشهداء . (المعجم

الاوسط للطبرانی ۷: ۱۸۸ نمبر ۷۲۳۵)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا

ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود (بصورت رحمت) بھیجتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر سو مرتبہ

درود (بصورت دعاء) بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے درمیان نفاق اور جہنم کی

آگ سے براءت لکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کی روز اس کا ٹھکانہ شہداء کے ساتھ کرے گا۔“

۳۶- انها سبب لصلاة الملائكة على المصلی .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا درود بھیجنے والے پر فرشتوں کے درود بھیجنے کا سبب بنتا ہے۔“

عن ربيعة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : ما من مسلم يصلي على الا صلت

عليه الملائكة ما صلى على فليقل العبد من ذلك او ليكثر . (ابن ماجه ۱: ۲۹۳، نمبر ۹۰۷)

”حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

کہ جو بندہ بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس پر اسی طرح درود (بصورتِ دعاء) بھیجتے ہیں جس طرح اس نے مجھ پر درود بھیجا پس اب بندہ کا اختیار ہے کہ وہ مجھ پر اس سے کم درود بھیجے یا زیادہ۔“

۳۷- انہا سبب لتسلم اللہ علی من سلم علیہ صلی اللہ علیہ وسلم
”حضور نبی اکرم پر سلام بھیجنا سلام بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ کے سلام بھیجنے کا سبب بنتا ہے۔“

عن عبد الرحمن بن عوف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: انی لقیۃ جبرائیل علیہ السلام فبشرنی وقال: ان ربک یقول: من صلی علیک صلیت علیہ، ومن سلم علیک سلمت علیہ، فسجدت للہ عزوجل شکراً۔ (المستدرک للحاکم علی الصحیحین ۱: ۴۳۵، نمبر ۲۰۱۹)
”حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں جبرائیل علیہ السلام سے ملا تو اس نے مجھے یہ خوشخبری دی کہ بے شک آپ کا رب فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ جو شخص آپ پر درود و سلام بھیجتا ہے میں بھی اس پر درود و سلام بھیجتا ہوں پس اس بات پر میں اللہ عزوجل کے حضور سجدہ شکر بجالایا۔“

۳۸- انہا سبب انہ یخرج بہا العبد عن الشقاء
”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے سے بندہ بد بختی سے نکل جاتا ہے۔“

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من ادرك رمضان ولم یصمه شقی ومن ادرك والدیہ او احدهما فلم یبرہ فقد شقی ومن ذکرک عندہ فلم یصل علی فقد شقی۔ (المعجم الاوسط للطبرانی ۳: ۱۶۲، نمبر ۳۸۷۱)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بد بخت ہے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کے روزے نہ رکھے اور بد بخت ہے وہ شخص جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان کے ساتھ نیکی نہ کی اور بد بخت ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔“

۳۹- ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسمع صلاۃ المصلی
”حضور نبی اکرم ﷺ بذاتِ خود درود بھیجنے والے کا درود سنتے ہیں۔“

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته۔ (شعب الایمان للبیہقی ۲: ۲۱۸، نمبر ۱۵۸۳)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو میری قبر کے نزدیک مجھ پر درود پڑھتا ہے میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ (بھی) مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔“

آقا علیہ السلام خود درود سنتے ہیں

الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغہ صلی اللہ علیہ وسلم

”حضور نبی اکرم ﷺ پر بھیجا ہوا درود از خود آپ ﷺ کو پہنچ جاتا ہے۔“

عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا بیوتکم قبوراً ولا تجعلوا قبری عیداً او صلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور نہ ہی میری قبر کو عید (کہ جس طرح عید سال میں دو مرتبہ آتی ہے اس طرح تم سال میں صرف ایک یا دو دفعہ میری قبر کی زیارت کرو بلکہ میری قبر کی جہاں تک ممکن ہو کثرت سے زیارت کیا کرو) اور مجھ پر درود بھیجا کرو پس تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔“

۴۱- السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم يبلغه صلی اللہ علیہ وسلم
”حضور نبی اکرم ﷺ پر بھیجا ہوا اسلام آپ ﷺ کو پہنچ جاتا ہے۔“

عن علی مرفوعاً قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلموا علی فان تسلیمکم یبلغنی اینما کنتم۔ (کشف الخفاء للمجلوانی ۳۲: ۲ نمبر ۱۶۰۲)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ پر سلام بھیجا کرو بے شک تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا سلام مجھے پہنچ جاتا ہے۔“

۴۲- صلاة المصلي على النبي صلی اللہ علیہ وسلم سب لبشراه صلی اللہ علیہ وسلم
”درود بھیجنے والے کا درود حضور نبی اکرم ﷺ کی خوشی کا باعث ہے۔“

عن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء ذات یوم والبشریری فی وجهہ فقال: انه جاء نبی جبریل علیہ السلام فقال: اما یرضیک یا محمد ان لا یصلی علیک احد من امتک الا صلیت علیہ عشراً، ولا یسلم علیک احد من امتک الا سلمت علیہ عشراً؟

(سنن نسائی ۵۰: ۳، نمبر ۱۲۹۲)

”حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک دن تشریف لائے اور آپ ﷺ کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار نمایاں تھے آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد ﷺ کیا آپ ﷺ اس بات پر خوش نہیں ہوں گے کہ آپ ﷺ کی امت میں سے کوئی بھی آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو میں اس پر دس مرتبہ درود (بصورت دعاء) بھیجتا ہوں اور جو آپ ﷺ پر ایک مرتبہ سلام بھیجتا ہے تو میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجتا ہوں۔“

۴۳- ان اولی الناس بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثرهم علیہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاة۔
”روز قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو دنیا میں آپ ﷺ پر درود کی کثرت کرتا ہوگا۔“

عن عبد الله بن مسعود: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اولى الناس بى يوم القيامة اكثرهم على الصلاة . (ترمذی شریف ۲: ۳۵۳، نمبر ۳۸۴)

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو (دنیا میں) مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجا کرتا تھا۔“

۳۴- من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم فى كتاب لم تنزل الملائكة تصلى عليه مادام اسمه فى ذلك الكتاب

”جو شخص کسی کتاب میں حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے فرشتے اس وقت تک اس پر درود (بصورتِ دعاء) بھیجتے رہتے ہیں جب تک آپ ﷺ کا نام اس کتاب میں موجود رہتا ہے۔“

عن ابى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على فى كتاب لم تنزل الملائكة تستغفر له مادام اسمى فى ذلك الكتاب . (المعجم الاوسط للطبرانی ۲: ۲۳۲، نمبر ۱۸۳۵)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر کسی کتاب میں درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لیے اس وقت تک بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک میرا نام اس کتاب میں موجود رہتا ہے۔“

اسی سال کے گناہ معاف

من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة ثمانين مرة غفرت له خطيئة ثمانين سنة .
”جو شخص جمعہ کے دن حضور نبی اکرم ﷺ پر ۸۰ مرتبہ درود بھیجتا ہے اس کے ۸۰ سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلاة على نور على الصراط ومن صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفر له ذنوب ثمانين عاما .

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر درود بھیجنا پل صراط پر نور کا کام دے گا پس جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی (۸۰) مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ بخش دیتا ہے۔“

۳۶- يصلى سبعون الف ملك على من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم

”جو شخص حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے ستر ہزار فرشتے اس پر درود (بصورتِ دعاء) بھیجتے ہیں۔“

عن عبد الرحمن بن عوف رضى الله عنه قال: خرجت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى البقيع فسجد سجدة طويلة ، فسأله فقال: جاءني جبريل عليه السلام، وقال: انه لا يصلى عليك احد الا ويصلى عليه سبعون الف ملك . (مصنف ابن ابى شيبہ ۲: ۵۱۷)

”حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جنت البقیع کی طرف آیا آپ ﷺ نے وہاں ایک طویل سجدہ کیا پس میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور فرمایا جو کوئی بھی آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے ستر ہزار فرشتے اس پر درود (بصورت دعاء) بھیجتے ہیں۔“

۴۷- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم تستغفر لقائلها .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر بھیجا ہوا درود، درود خواں کے لیے مغفرت طلب کرتا ہے۔“

۴۸- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم تقربها عين المصلي .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر بھیجے ہوئے درود سے درود خواں کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔“

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من عبد يصلي على صلاة الا عرج بها ملك حتى يسجيء وجه الرحمن عز وجل فيقول الله عز وجل اذهبوا بها الى قبر عبدی تستغفر لقائلها وتقربه عينه . (مسند الفردوس للدبلمی ۳: ۱۰۱ نمبر ۶۰۲۶)

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے ایک فرشتہ اس درود کو لے کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اس فرشتے کو فرماتا ہے کہ اس درود کو میرے بندے (حضور نبی اکرم ﷺ) کی قبر انور میں لے جاؤ تا کہ یہ درود بھیجنے والے کے لیے مغفرت طلب کرے اور اس سے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔“

غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ افضل

الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم امحق للخطايا من الماء للنار

”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا پانی کے آگ کو مٹانے سے بڑھ کر گناہوں کا مٹانے والا ہے۔“

۵۰- السلام على النبي صلى الله عليه وسلم افضل من عتق الرقاب

”حضور نبی اکرم ﷺ پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے۔“

عن ابی بکر الصديق قال: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم امحق للخطايا من الماء للنار، والسلام على النبي صلى الله عليه وسلم افضل من عتق الرقاب، وحب رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل من مهج النفس او قال: من ضرب السيف في سبيل الله عزوجل .

(کنز العمال ۲: ۳۶۷ نمبر ۳۹۸۲)

”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا پانی کے آگ کو بجھانے سے بھی زیادہ گناہوں کو مٹانے والا ہے اور حضور ﷺ پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے بڑھ کر فضیلت والا کام ہے اور حضور

ﷺ کی محبت جانوں کی روحوں سے بڑھ کر فضیلت والی ہے یا فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر فضیلت والی ہے۔“

۵۱- انہا سبب لا ستیجاب الامان من سخط اللہ

”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے محفوظ رہنے کا سبب بنتا ہے۔“

عن علی رضی اللہ عنہ اے قال لو لا ان انس ذکر اللہ عزوجل ما تقربت الی اللہ عزوجل الا بالصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول: قال جبریل: یا محمد! ان اللہ عزوجل يقول من صلی علیک عشر مرات استوجب الامان من سخطی . (القول البديع للسخاوی: ۱۲۲)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں اللہ عزوجل کا ذکر بھول جاتا تو میں اس کا قرب حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے بغیر نہ پاسکتا، بے شک میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جبرائیل امین نے مجھے کہا اے محمد ﷺ جو شخص آپ ﷺ پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے وہ میری ناراضگی سے محفوظ رہتا ہے۔“

۵۲- مکثر الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یكون تحت ظل عرش اللہ يوم القيامة

”روز قیامت (دنیا میں) حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے والا اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے ہوگا۔“

عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اے صلی اللہ علیہ وسلم قال: ثلاثة تحت ظل عرش اللہ يوم القيامة يوم لا ظل الا ظله قبل من هم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من فرج عن مکروب من امتی واحیا سنتی واكثر الصلاة علی . (ایضاً: ۱۲۳)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت والے دن تین اشخاص اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے ہوں گے کہ جس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ (تین اشخاص) کون ہیں؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک وہ شخص جس نے میری امت کے کسی مصیبت زدہ سے مصیبت کو دور کیا دوسرا وہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا اور تیسرا وہ جس نے کثرت سے مجھ پر درود بھیجا۔“

۵۳- احب الاعمال الی اللہ الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

”اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا ہے۔“

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: قلت لجبریل ای الاعمال احب الی اللہ عزوجل قال الصلاة علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحب علی بن ابی طالب . (ایضاً: ۱۲۹)

”حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے جبرائیل سے پوچھا اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل کون سے ہیں؟ تو جبرائیل نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ پر درود بھیجنا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا۔“

۵۴- انہا سبب لنفی الفقر .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا فقر کو ختم کر دیتا ہے۔“

عن سمرة السوائي والد جابر رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كثرة الذكر والصلاة على تنفي الفقر . (ايضاً)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت سرہ سوائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کثرت ذکر اور مجھ پر درود بھیجنا فقر کو ختم کر دیتا ہے۔“

دل روشن و منور ہو جاتا ہے

ينضر الله قلب المصلي وينوره بالصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم .

”اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے والے کے دل کو درود کے وسیلہ سے تروتازہ اور منور کر دیتا ہے۔“

عن خضر بن ابی العباس والیاس بسام قالا سمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : ما من مؤمن صلى على محمد صلى الله عليه وسلم الا نضربه قلبه ونوره الله عز وجل . (ايضاً: ۱۳۲)

”حضرت خضر بن ابوعباس اور الیاس بن بسام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مومن بھی حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو تروتازہ اور منور کر دیتا ہے۔“

۵۶- من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم فتح الله له سبعين بابا من الرحمة .

”جو حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے رحمت کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔“

عن خضر بن انشا والیاس بن بسام قالا : سمعناه صلى الله عليه وسلم يقول على المنبر : من قال صلى الله على محمد صلى الله عليه وسلم فقد فتح على نفسه سبعين بابا من الرحمة . (ايضاً: ۱۳۳)

”حضرت خضر بن انشا اور الیاس بن بسام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ”صلی اللہ علی محمد“ (اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے) کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی رحمت

کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔“

۵۷- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم سبب لرويته في المنام

”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا سبب ہے۔“

عن خضر بن انشا والیاس بن بسام بقولان : جاء رجل من الشام الى النبي صلى الله عليه وسلم

فقال يا رسول الله : ان ابني شيخ كبير وهو يحب ان يراك فقال ائتني به فقال انه ضرير البصر فقال قل له ليقبل في سبع اسبوع يعني في سبع ليال صلى الله على محمد صلى الله عليه وسلم فانه يراني في المنام حتى يروى عن الحديث ففعل فراه في المنام . (ايضاً)

”حضرت خضر بن انشا اور الياس بن بسام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شام کا ایک آدمی حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ بے شک میرا باپ بوڑھا ہے لیکن وہ آپ ﷺ کی زیارت کرنے کا مشتاق ہے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا کہ اپنے باپ کو میرے پاس لے آؤ آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ نابینا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کہو کہ وہ سات راتیں ”صلى الله على محمد“ (اللہ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے) پڑھ کر سوئے بے شک (اس عمل کے بعد) وہ مجھے خواب میں دیکھ لے گا اور مجھ سے حدیث روایت کرے گا آدمی نے ایسا ہی کیا تو اس کو خواب میں آپ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔“

۵۸- الصلاة على النبي تقي المصلي من الغيبة .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا درود بھیجنے والے کو غیبت سے بچاتا ہے۔“

عن خضر ابن انشا والياس بن بسام يقولان: سمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول، اذا جلستم مجلساً فقولوا بسم الله الرحمن الرحيم، وصلى الله على محمد يوكل الله بكم ملكاً يمنعكم من الغيبة حتى لا تغتابوا . (ايضاً)

”حضرت خضر بن انشا اور الياس بن بسام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم کسی مجلس میں بیٹھو تو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور صلی اللہ علی محمد کہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دے گا جو تمہیں غیبت کرنے سے باز رکھے گا۔“

۵۹- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم طهارة قلوب المؤمنين من الصدا .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا مومنین کے دلوں کو زنگ آلود ہونے سے بچاتا ہے۔“

عن محمد بن قاسم رفعه ، لكل شيء طهارة وغسل وطهارة قلوب المؤمنين من الصدا الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم . (ايضاً: ۱۳۵)

”حضرت محمد بن قاسم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ہر چیز کے لیے طہارت اور غسل ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا مومنین کے دلوں کو زنگ سے پاک کرتا ہے۔“

درود خواں لوگوں کا محبوب بن جاتا ہے

صلاة النبي صلى الله عليه وسلم سبب لحب الناس للمصلي .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا درود بھیجنے والے کے لیے لوگوں کی محبت کا سبب بنتا ہے۔“

عن خصر والياس قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ما من مؤمن يقول صلى الله على محمد صلى الله عليه وسلم الا احبه الناس وان كانوا ابغضوه . (ايضاً: ۱۳۳)

”حضرت خضر اور حضرت الیاس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مومن ایسا نہیں کہ وہ صلی اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہے مگر یہ کہ لوگ اس سے سب سے زیادہ محبت کرنے لگیں گے اگرچہ اس سے پہلے وہ اس سے نفرت ہی کیوں نہ کرتے ہوں۔“

۶۱- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم سبب لمصافحته المصلى يوم القيامة .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قیامت کے دن مصافحہ کرنے کا سبب ہے۔“

عن عبد الرحمن بن عيسى قال قال النبي صلى الله عليه وسلم من صلى على في يوم خمسين مرة صافحته يوم القيامة . (ايضاً: ۱۳۶)

”حضرت عبد الرحمن بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو روزانہ مجھ پر پچاس (۵۰) مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ قیامت کے روز میں اس سے مصافحہ کروں گا۔“

۶۲- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم سبب لتقبيله فم المصلى .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا آپ ﷺ کے درود بھیجنے والے کے منہ کو بوسہ سے نوازنے کا سبب بنتا ہے۔“

عن محمد بن سعيد بن مطرف بن مطرف الرجل الصالح قال كنت جعلت على نفسي كل ليلة عند النوم اذا اويت الى مضجعي عدداً معلوماً اصلية على النبي ﷺ فاذا انا في بعض الليالي قد اكلت العدد فاخذتني عيناى وكنت ساكناً في غرفة فاذا بالنبي ﷺ قد دخل على من باب الغرفة فاضاءت به نوراً ثم نهض نحوى وقال هات هذا الفم الذى يكثر الصلاة على اقبله .

(سعادة الدارين للنبيهانى ۷۱)

”حضرت محمد بن سعید بن مطرف رضی اللہ عنہ جو کہ ایک نیک اور صالح انسان تھے فرماتے ہیں کہ ہر رات سونے سے پہلے میں نے حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کے لیے ایک خاص عدد مقرر کیا ہوا تھا۔ پھر ایک رات میں نے درود کا عدد مکمل کیا ہی تھا کہ مجھے نیند آگئی در آنحالیکہ میں اپنے کمرے میں تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ میرے کمرے کے دروازے سے اندر داخل ہو رہے ہیں پس آپ ﷺ کے جسم اطہر سے میرا کمرہ منور ہو گیا پھر حضور نبی اکرم ﷺ میری طرف بڑھے اور فرمایا اپنا منہ جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہے آگے لاؤ تا کہ میں اس کو چوم سکوں۔“

۶۳- المجلس الذى يصلى فيه على النبي صلى الله عليه وسلم تتأرجح منه الرائحة الطيبة الى السماء .

”وہ مجلس جس میں حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے اس سے ایک بہترین خوشبو آسمان کی طرف بلند ہوتی

ہے۔“

عن بعض العارفين رضى الله عنه انه قال مامن مجلس يصلى فيه على محمد صلى الله عليه وسلم الا قامت منه رائحة طيبة حتى تبلغ عنان السماء فتقول الملائكة هذا مجلس صلى فيه على محمد صلى الله عليه وسلم . (ايضاً)

”کسی عارف سے روایت ہے کہ جس مجلس میں حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے اس سے ایک نہایت ہی پاکیزہ خوشبو پیدا ہوتی ہے جو آسمان کے کناروں تک پہنچ جاتی ہے (اس خوشبو کی وجہ سے) فرشتے کہتے ہیں یہ اس مجلس کی خوشبو ہے جس میں حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا گیا۔“

۶۳- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يرضى الرحمن .
”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب بنتا ہے۔“

درود سے شیطان دفع دور

كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يطرد الشيطان .
”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا شیطان کو بھگاتا ہے۔“

۶۶- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يجلب السرور .
”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا خوشی لانے کا باعث بنتا ہے۔“

۶۷- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يقوى القلب والبدن .
”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا دل اور جسم کو مضبوط کرتا ہے۔“

۶۸- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ينور القلب والوجه .
”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا دل اور چہرے کو منور کرتا ہے۔“

۶۹- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يجلب الرزق .
”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا کثرت رزق کا باعث بنتا ہے۔“

خوف خدا اور عبادت میں لذت نصیب ہو

كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يكسب المهابة والحلاوة .
”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا اللہ تعالیٰ سے خوف اور عبادت میں حلاوت کا باعث بنتا ہے۔“

۷۱- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يورث محبة النبي التي هي روح الاسلام .
”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے سے آپ ﷺ کی محبت نصیب ہوتی ہے جو کہ روح اسلام ہے۔“

۷۲- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يورث المعرفة والانابة والقرب وحياة القلب وذكر النبي صلى الله عليه وسلم للعبد .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا آپ ﷺ کی معرفت، انابت، قربت زندہ دلی اور اس بندے کا حضور علیہ السلام کی زبان پہ ذکر کا باعث بنتا ہے۔“

۷۳- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم قوت القلب وروحه .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا دل اور جان کی غذا اور اس کی روح ہے۔“

۷۴- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يحدث الانس .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا طبیعت میں انس و محبت کو پیدا کرتا ہے۔“

وحشت ختم ہو جاتی ہے

كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يزيل الوحشة .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا طبیعت اور مزاج سے وحشت کو ختم کر دیتا ہے۔“

۷۶- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يوجب تنزل السكينة .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا دلوں میں نزول سکینہ کا باعث بنتا ہے۔“

۷۷- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم غشيان الرحمة .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا رحمت کے سائبان کے چھا جانے کا باعث بنتا ہے۔“

۷۸- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم تحفوف الملائكة بالمصلي .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے سے فرشتے کا درود بھیجنے والے کو اپنے پروں کے ساتھ گھیر لیتے ہیں۔“

۷۹- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يشغل عن الكلام الضار .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا انسان کو نقصان دہ کلام سے بچاتا ہے۔“

درود خواں کی نیک بختی

كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يسعد المصلي .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا درود بھیجنے والے کی ابدی خیر و سعادت کا باعث بنتا ہے۔“

۸۱- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يسعد بها جليس المصلي .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے کی وجہ سے درود بھیجنے والے کے ہم نشین اس کی مجلس سے خوش ہوتے ہیں۔“

۸۲- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ايسر العبادات وافضلها .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا آسان ترین اور افضل ترین عبادت ہے۔“

۸۳- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم غراس الجنة .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا جنت کی شادابی عطا کرتا ہے۔“

۸۴- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يؤمن العبد من نسيان النبي صلى الله عليه وسلم .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے سے انسان حضور نبی اکرم ﷺ کو بھولنے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔“

۸۵- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يعم الاوقات والاحوال وليس شئ من الطاعات

مثله .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا ایسی عبادت ہے جو تمام اوقات اور احوال میں بلا شرط جائز ہے اس کے

وقت کی کوئی پابندی نہیں یہ عبادت ہر وقت ادا ہے اس میں قضا نہیں جبکہ دوسری تمام عبادات ایسی نہیں۔“

۸۶- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم نور للعبد في دنياه وقبره ويوم حشره .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا بندے کے لیے دنیا، قبر اور یوم آخرت میں نور کا باعث بنتا ہے۔“

۸۷- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم راس الولاية وطريقها .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا ولایت کی طرف جانے والا راستہ ہے۔“

۸۸- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يزيل خلة القلب ويفرق غمومه وهمومه .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا دل کی مفلسی اور اس کے غموں کو دور کرتا ہے۔“

۸۹- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يزيل قسوة القلب .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا دل کی سختی کو دور کرتا ہے۔“

درود کی مجلس جنت کے باغات

مجلس الصلاة والسلام مجالس الملائكة ورياض الجنة .

”درود و سلام کی مجالس فرشتوں کی مجالس اور جنت کے باغات ہیں۔“

۹۱- كل صلوة شرعت لا قامة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم .

”تمام نمازوں کو حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کے ساتھ شروع اور مشروط کر دیا گیا ہے۔“

۹۲- افضل كل اهل عمل اكثرهم فيه على النبي صلى الله عليه وسلم صلاة .

”تمام صاحبان اعمال صالحہ سے افضل وہ شخص ہے جو کثرت سے حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے۔“

۹۳- ادامة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم تنوب مناب كثير من الطاعات البدنية

والمالية .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر ہمیشہ کثرت سے درود بھیجتے رہنا نہایت ساری بدنی اور مالی طاعات کے قائم مقام ہے۔“

۹۴- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يعين على طاعة الله .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی میں معاون ثابت ہوتا ہے۔“

مشکل کا حل

كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يسهل كل صعب .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا تمام امور میں حائل مشکلات کو رفع کر دیتا ہے۔“

۹۶- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يسر الامور كلها .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا تمام امور کی انجام دہی کو آسان بنا دیتا ہے۔“

۹۷- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يعطي المصلي رفعة لروحه .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے والے کی روح اعلیٰ مقامات پر فائز کی جاتی ہے۔“

۹۸- المصلون على النبي صلى الله عليه وسلم اسبق العمال في مضمار الآخرة .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے والے تمام اہل عمل سے آخرت میں سبقت لے جائیں گے۔“

۹۹- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم سد بين العبد وبين نار جهنم .

”حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا بندے اور جہنم کی آگ کے درمیان ڈھال بن جائے گا۔“

زمین کا اتنا ٹکڑا آسمان ہے

تباہی کل بقاء الارض بمن يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم .

”زمین کے ٹکڑے بھی جن پر کوئی شخص حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے، اس شخص پر نفع کرتے ہیں۔“

۱۰۱- كثرت الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم توصل المصلي الى حضرة النبي صلى

الله عليه وسلم الروحية .

”کثرت درود و سلام حضور ﷺ کی پچھڑے کی حاضری نصیب کرتا ہے۔“

(البدر التمام في الصلوة على صاحب الدنور والمقام)

☆ اللهم صل وسلم على روح سيدنا محمد في الارواح وصل وسلم على جسده في الاجساد

وصل وسلم على قبره في القبور وصل وسلم على اسمه في الاسماء ○

☆ اللهم صل وسلم على سيدنا محمد صاحب العلامة والغمامة ○

☆ اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد الذی ہو ابہی من الشمس والقمر وصل وسلم علی سیدنا محمد عدد حسنات ابی بکر وعمر وصل وسلم علی سیدنا محمد عدد نبات الارض واوراق الشجر ○
☆ اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد عبدک الذی جمعت بہ شتات النفوس ونبیک الذی جلیت بہ ظلام القلوب وحبیبک الذی اخترتہ علی کل حبیب ○

☆ اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد الذی جاء بالحق المبين وارسلته رحمة للعلمين ○
☆ اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد النبی الملیح صاحب المقام الاعلی واللسان المصیح ○
☆ اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد کما ینبغی لشرف نبوتہ ولعظیم قدرہ العظیم وصل وسلم علی سیدنا محمد حق قدرہ ومقدارہ العظیم وصل وسلم علی سیدنا محمد الرسول الکریم المطاع الامین ○

☆ اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد الحبیب وعلی ابیہ ابراهیم الخلیل وعلی اخیه موسی الکلیم وعلی روح اللہ عیسی الامین وعلی داؤد وسلیمان وزکریا ویحیی وعلی آلہم کلما ذکرک الذاکرون وغفل عن ذکرہم الغافلون ○

☆ اللہم صل وسلم وبارک علی عین العنایة وزین القیامة وکنز الہدایة وطرار الحلة ووعروس المملكة ولسان الحجة وشفیع الامة وامام الحضرة ونبی الرحمة سیدنا محمد وعلی آدم ونوح وابراہیم الخلیل وعلی اخیه موسی الکلیم وعلی روح اللہ عیسی الامین وعلی داؤد وسلیمان ویزکریا ویحیی وعلی آلہم کلما ذکرک الذاکرون وغفل عن ذکرہم الغافلون ○

شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں: ”میں وقتِ سحر کچھ سی رہی تھی کہ سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی اور چراغ بجھ گیا۔ اتنے میں حضور نبی کریم، ردیف رحیم ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کے نور سے سارا کمرہ جگمگا اٹھا اور سوئی مل گئی۔ (اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں):

سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

(صداق بخشش)

میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عزوجل ﷺ! آپ ﷺ کا چہرہ انور کتنا روشن ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اے عائشہ! ہلاکت ہے اس کے لیے جو بروز قیامت مجھے نہ دیکھے گا۔“ میں نے عرض کی: ”بروز قیامت آپ ﷺ کی زیارت سے کون محروم رہے گا؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بخیل۔“ میں نے پوچھا: ”یا رسول اللہ ﷺ! بخیل کون ہے؟“ ارشاد فرمایا ”وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود پاک نہ بھیجے۔“ (دلائل النبوة للإسماعیل الاصبہانی، فصل، الحدیث ۱۱۷)

ص ۱۱۳) (السنن الكبرى للسناني، كتب العمل اليوم والليلة، باب من البخيل، الحديث ۹۸۸۵، ج ۲، ص ۲۰)

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا محمدن النور الذاتى والنور السارى فى سائر الاسماء والصفات ○

مائی حوائج تہنا کا حق مہر

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جب اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا اور ان میں روح پھونکی اور انہوں نے اپنی نگاہیں کھولیں تو جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا، ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ تو عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! کیا تو نے کسی ایسی ہستی کو بھی پیدا فرمایا ہے جو تیرے نزدیک مجھ سے بھی زیادہ معزز ہے؟“ تو اللہ عزوجل کی جانب سے جواب ملا: ”ہاں! وہ تیری اولاد میں سے ایک نبی ہے۔“ پھر جب اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا اماں حوائج تہنا کو پیدا فرما کر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام میں شہوت رکھی اور آپ علیہ السلام نے ان سے نکاح کی خواہش کی تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”اس کا حق مہر ادا کرو۔“ آپ علیہ السلام نے عرض کی: ”اس کا حق مہر کیا ہے؟“ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”اس نام والے پر سومرتہ درود پاک بھیجو۔“ عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! اگر میں ایسا کروں تو کیا تو میرا نکاح اس سے کر دے گا؟“ تو اللہ عزوجل نے فرمایا: ”ہاں۔“ چنانچہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ پر سومرتہ درود پاک پڑھا اور یہ حضرت سیدنا حوائج تہنا کا مہر تھا۔ پھر اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کا نکاح حضرت سیدنا حوائج تہنا سے کر دیا۔“

(نزہۃ المجالس، باب مناقب فاطمة الزہراء رضی اللہ عنہا، فصل فی تزویج حواء..... الخ، ج ۲، ص ۳۱۷، مفہوما)

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا محمدن الفاتح لما اغلق والخاتم لما سبق والناصر الحق بالحق والهادى الى صراطك المستقيم صلى الله عليه وعلى اله واصحابه حق قدره ومقداره العظيم ○

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا محمد وعلى اله عدد كمال الله وكما يليق بكمالہ ○

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا محمد وعلى اله عدد انعام الله وافضاله ○

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا محمدن النبی الامی الحبيب العالی القدر الجاہ وعلى اله وصحبہ وسلم ○

اللهم صل على سيدنا محمد وعلى اله صلوٰۃ انت لها اهل وهو لها اهل ○

اللهم صل وسلم على سيدنا محمد قد ضاقت حيلتى ادر كنى يا رسول الله ○

چہرہ روشن ہو گیا

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں نے دوران طواف ایک شخص کو ہر قدم پر حضور نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا: ”اے بھائی! سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ“ کے بجائے درود پاک کا ورد کئے جا رہے ہو، اس میں

تمہارا کیا راز ہے؟“ تو وہ پوچھنے لگا: ”اللہ عزوجل آپ کو معاف فرمائے، آپ کون ہیں؟“ میں نے بتایا: ”میں سفیان ثوری ہوں۔“ تو اس نے کہا: ”اگر آپ اہل زمانہ میں اجنبی نہ ہوتے تو میں آپ کو اس کا راز نہ بتاتا، میں اپنے والد گرامی کے ساتھ حج بیت اللہ کے ارادے سے چل پڑا۔ اثنائے سفر میں والد محترم بیمار ہو گئے تو میں اپنے والد محترم کے علاج معالجے کے لیے رک گیا۔ علاج کے دوران ان کا انتقال ہو گیا۔ جبکہ میں ان کے سر کے قریب کھڑا تھا، ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر میں نے فوراً پڑھا: ”انّا للہ وانا الیہ راجعون“ (پ ۲، الفرة: ۱۵۶) ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔“ پھر میں نے ان کے چہرے پر چادر ڈال دی۔ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس سے زیادہ حسین و جمیل میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کا لباس انتہائی صاف و شفاف تھا اور اس سے ایسی خوشبو آ رہی تھی جو میں نے کبھی نہ سونگھی تھی۔ وہ قدم بقدم چلتے ہوئے میرے والد محترم کے قریب تشریف لائے اور ان کے چہرے سے چادر ہٹا کر اپنا مبارک ہاتھ چہرے پر پھیرنے لگے۔ والد صاحب کا چہرہ اچانک چمک اٹھا۔ پھر وہ پلٹنے لگے تو میں ان کے کپڑوں سے لپٹ گیا اور ان سے دریافت کیا: ”اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ کون ہیں؟ جن کے سبب اللہ عزوجل نے میرے والد محترم پر اس ویرانے میں یہ احسان فرمایا ہے۔“ انہوں نے پوچھا: ”کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں صاحب قرآن محمد بن عبد اللہ (ﷺ) ہوں، تیرے والد گرامی تو گناہگار تھے لیکن مجھ پر کثرت سے درود پاک بھیجتے تھے۔ جب یہ اس بیماری میں مبتلا ہوئے تو مجھ سے فرماد کی اور بے شک جو مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھتا ہے میں اس کی فریادری کرتا ہوں۔“ پھر میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ میرے والد گرامی کا چہرہ بالکل سفید ہو چکا تھا۔“

(تفسیر روح البیان، سورۃ الاحزاب، تحت الآیہ ۵۶، ج ۷، ص ۲۳۵)

درود پڑھنے والے کے لیے دس عزتیں

ایک روایت میں ہے کہ ”حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر ﷺ پر درود پڑھنے والوں کے لیے دس عزتیں ہیں:“ (۱)..... اللہ عزوجل کی رحمت (۲)۔۔۔۔۔ نبی مختار ﷺ کی شفاعت (۳)۔۔۔۔۔ معزز ملائکہ کی موافقت (۴)۔۔۔۔۔ منافقین و کفار کی مخالفت (۵)۔۔۔۔۔ خطاؤں اور گناہوں کی معافی (۶)۔۔۔۔۔ حاجات کی تکمیل (۷)۔۔۔۔۔ ظاہر و باطن کی روشنی (۸)۔۔۔۔۔ جہنم سے نجات (۹)۔۔۔۔۔ جنت میں داخلہ (۱۰)۔۔۔۔۔ رب عزوجل کے سلام کی بشارت۔“

منقول ہے، محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم قیامت کے دن اپنے قلم دان لیے حاضر ہوں گے، اللہ عزوجل حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمائے گا: ”اے جبرائیل! ان کی تمام حاجات پوری کر دو کیونکہ یہ دنیا میں نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجتے تھے، اور انہیں ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں داخل کر دو۔“

منقول ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو مرنے کے بعد قبر میں عذاب میں مبتلا دیکھ کر بہت غمگین ہوئی اور گریہ و زاری کرنے لگی۔ پھر اس عورت نے دوبارہ اپنے بیٹے کو رحمت و نور کی چھماچھم بارش میں دیکھ کر اس کے متعلق دریافت کیا؟ تو اس نے جواب دیا ”ایک شخص اس قبرستان سے گزرا اس نے حضور نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھ کر اس کا ثواب تمام مردوں کو پہنچایا تو اس کی برکت سے اللہ عزوجل نے مجھے بخش دیا۔“

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے: ”جس نے صبح و شام یہ درودِ پاک پڑھا: ”اللہم یا رب محمد وال محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ اہلہ“ یعنی یا اللہ عزوجل! اے (حضرت) محمد ﷺ اور ان کی آل کے رب عزوجل! (حضرت) محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت بھیج اور (حضرت) محمد ﷺ کو ان کے شایانِ شان جزائے خیر عطا فرما۔“ تو اس نے اعمال لکھنے والے فرشتوں کو ایک ہزار صبح تک (اس کا اجر لکھنے) پر لگا دیا۔ (نزهة المجالس، باب فضل الصلاة والتسليم..... الخ، ج ۲، ص ۱۸۱، المعجم الكبير، الحديث ۱۱۵۰۹، ج ۱۱، ص ۱۶۵، باختصار) اور اس نے اپنے نبی کا حق ادا کیا، اللہ عزوجل اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت فرمائے اور (حضرت) محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے ساتھ اس کا حشر فرمائے۔“ (Tمین)

اللہم صل صلاة كاملة وسلم سلاما تاما علی سیدنا محمد تنحل به العقد وتنفرج به الكرب وتقضى به الحوائج وتنال به الرغائب وحسن الخواتم ويستسقى الغمام بوجهه الكريم وعلی الہ وصحبہ فی کل لمححة ونفس بعدد کل معلوم لك ○
اللہم صل وسلم علی مولانا محمد وعلی الہ عدد الاعداد کلها من حیث ابتہاء ہا فی علمک ومن حیث لا اعداد من حیث احاطتک بما تعلم لنفسک من غیر انتہاء انک علی کل شیء قدير ○

الصلوة والسلام علیک یا اول خلق اللہ وعلی الہ واصحابک یا اخر رسل اللہ
ایک بزرگ کا بیان ہے، ”میرا ایک گناہ گار پڑوسی تھا۔ اس کی وفات کے بعد میں نے اسے خواب میں جنت میں دیکھا تو پوچھا: ”تمہیں یہ مقام کیسے ملا؟“ اس نے بتایا: ”میں ایک اجتماع ذکر میں حاضر ہوا۔ ایک محدث صاحب کو رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بیان کرتے سنا کہ ”جو شخص رسول اللہ ﷺ پر بلند آواز سے درودِ پاک بھیجے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“ یہ کہنے کے بعد ان محدث صاحب نے بآواز بلند درودِ پاک پڑھا پھر میں نے اور تمام اہل اجتماع نے درودِ پاک پڑھا اللہ عزوجل نے اسی دن ہمیں بخش دیا۔“ (فضائل درود سلام بحوالہ سعادة الدارين، ص ۱۵۸)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ایک دن جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے پاس حاضر ہو کر عرض کی: ”اے محمد مصطفیٰ (ﷺ)! میں آپ ﷺ کے پاس ایسی خوشخبری لے کر حاضر ہوا ہوں جو آپ ﷺ سے پہلے کسی کے پاس لایا نہ بعد میں (لاؤں گا) اور وہ یہ کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”(اے محبوب!) تیرا جو امتی تجھ پر تین مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور اگر بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اسے بخش دیا جائے گا۔“ یہ سن کر آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا۔“ (المستطرف فی کل فن مستظرف، باب ۸۳، فیما جاء فی فضل الصلاة... الخ، ج ۲، ص ۵۰۵)

تکمیل احسانات تلخیص افضل الصلوات علی سید السادات کے چند مختصر درود شریف اس باب کی زینت بنائے گئے ہیں کچھ جو وہ گئے ہیں وہ کتاب کے آخر میں انشاء اللہ لکھ دیے جائیں گے۔

تیرے تو وصف عیب تباہی سے ہیں میری حیران ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

تیری اس شان کے قربان یا غفار اے اللہ مجھے تو نے دیا عشق شبہ ابرار یا اللہ
تیرے فضل و کرم نے کی یہ میری عزت افزائی بنایا مجھ کو مداح شبہ ابرار یا اللہ
(ضیاء القدری)

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے

جو آپ ﷺ پر ایک بار درود پاک پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، تو یہ نو (۹) گنا مزید رحمت نازل ہوگی، تو کیا کوئی نفع یا فائدہ اس سے بڑھ کر ہے؟

حضور ﷺ کا فرمان ہے: ”جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جس نے دس بار درود پاک پڑھا اللہ عزوجل اس پر سو رحمتیں بھیجتا ہے، اور جس نے سو بار درود پاک پڑھا اللہ عزوجل اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جس نے ہزار بار درود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں گے۔“ (المعجم الاوسط، الحديث ۴۳۵، ج ۵، ص ۲۵۲، مختصر۔ القول البدیع فی الصلاة علی الحبيب الشفیع للسحای، الباب الثانی فی ثواب الصلاة والسلام علی رسول الله، ص ۲۴۱)

اب کیا کوئی درود پاک پڑھنے والے خوش نصیب کے فضائل بیان کر سکتا ہے؟ جبکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ”جس نے ہزار بار مجھ پر درود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں گے۔“

صلوا علی الهادی البشیر محمد تحظوا من الرحمن بالغفران

فالله قد اثنی علیه مصرحا فی محکم الآیات والقرآن

ترجمہ: (۱)..... تم ہدایت اور خوشخبری دینے والے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود پاک پڑھو رحمن عزوجل سے مغفرت کا حصہ پاؤ گے۔

(۲)..... تحقیق اللہ عزوجل نے واضح نشانیوں اور قرآن پاک میں آپ ﷺ کی صراحتاً تعریف فرمائی۔

منقول ہے کہ جو شخص آپ ﷺ پر کھڑا ہو کر درود پاک پڑھے تو بیٹھنے سے پہلے اور اگر بیٹھ کر پڑھے تو کھڑے ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے اور جو نیند کی حالت میں آپ پر درود پاک پڑھے بیدار ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے اور یہ اس طرح ہے کہ بندہ جب تک اللہ عزوجل چاہے کفر کی حالت میں زندگی بسر کرتا رہتا ہے، اور جب اللہ عزوجل اس کے لیے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا کلمہ شہادت الہام کر دیتا ہے اور کوئی مسلمان اس کے پاس جا کر اسے کلمہ شہادت کی تلقین کرتا ہے اور اس کے سامنے بار بار کلمہ پڑھتا ہے۔ پھر وہ (مسلمان) اس کو کہتا ہے: ”حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ پر درود پاک پڑھ۔“ جب وہ ایسا کرتا ہے اور اپنے اسلام میں حسن پیدا کرتا ہے اور حضور ﷺ پر درود پاک پڑھتا ہے، تو اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے

پہلے بخش دیا جاتا ہے۔

صلوا علی خیر الانام محمد
ان الصلوۃ علیہ نور یعقد
من کان صلی قاعدا یغفر لہ
قبل القيام واللمتاب یجدد
و کذاک ان صلی علیہ قائما
یغفر لہ قبل القعود ویرشد

ترجمہ: (۱)۔ مخلوق میں سب سے بہتر حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود پاک پڑھو، بے شک ان پر درود پاک پڑھنا ایسا نور ہے جو ضامن ہے یعنی بخشش کی گارنٹی ہے۔

(۲)۔ جو بیٹھنے کی حالت میں درود پاک پڑھے اُسے کھڑا ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے اور توبہ کرنے والے کو گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔

(۳)۔ اور ایسے ہی اگر کھڑے ہو کر درود پاک پڑھے تو بیٹھنے سے پہلے بخش دیا جاتا اور اس کی رہنمائی کی جاتی ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق کی والدہ ماجدہ کا واقعہ

حدیث پاک میں ہے کہ ”جو شخص حضور نبی پاک ﷺ پر نیند کی حالت میں درود پاک پڑھتا ہے اُسے بیدار ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔“ جیسا کہ امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا (آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سیدتنا سلمیٰ ابھی مسلمان نہیں ہوئی تھیں) آپ رضی اللہ عنہ رات کے ابتدائی حصہ میں اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کچھ گفتگو فرمائی، انہیں آپ ﷺ کی باتیں بہت بھلی لگیں، رات طویل ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سو گئیں۔ جب انہوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا: ”تمہارا کیا حال ہے؟“ عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ! میں تو خیریت سے ہوں مگر یہ میری ماں ہے، اس کے بغیر میرا کوئی چارہ نہیں، اے تمام لوگوں کے سردار! آپ ﷺ ان کے لیے دعا فرمائیے کہ اللہ عزوجل ان کو اسلام کی توفیق عطا فرمادے۔“ پس آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو کشادہ کیا، ہونٹوں سے دھیمی دھیمی آواز نکالی، اور ان کے لیے دعا کی، تو وہاں موجود ایک صحابی رسول ﷺ کا کہنا ہے کہ ”اللہ عزوجل کی قسم! ہم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کو حالت نیند میں کلمہ شہادت پڑھتے سنا۔“ اور جب وہ بیدار ہوئیں تو بلند آواز سے پڑھا: ”اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمدًا عبدہ ورسولہ“ یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور (حضرت سیدنا) محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کو حدیث رسول ﷺ کی تصدیق میں بیداری سے پہلے ہی بخش دیا گیا۔

اس کی مثل کئی لوگوں کے بے شمار واقعات ہیں، جو پہلے مسلمان نہ تھے پھر انہوں نے خواب میں سرکارِ والا تبار ﷺ کا دیدار کیا، اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا، آپ ﷺ پر درود پڑھا پھر جب وہ بیدار ہوئے تو ان کی بخشش ہو چکی تھی:

ہمینا لعین قدرات نور احمد و ہازت جہار امنہ بالحسن والرؤیا

- و قد اسعد الرحمن عبدا دعاه
و بدل دین الشریک بالنور والهدی
و فاز برؤیا المصطفیٰ سید الوری
علیه صلاۃ اللہ ما طاف طائف
صلاۃ شذاہا عطر الکون جہرۃ
ترجمہ: (۱)..... مبارک ہو اس آنکھ کو جس نے نور محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا جلوہ دیکھا اور خواب میں حضور پر نور ﷺ کے حسنِ سرمدی کو بلا حجاب دیکھنے میں کامیاب ہو گئی۔
- (۲)..... رحمن عزوجل نے اس بندے کو نیک بخت کیا جس نے آپ ﷺ کے لیے دعا کی (یعنی آپ ﷺ پر درود پاک پڑھا) تو وہ زندگی اور موت میں سعادت مند ہو گیا۔
- (۳)..... اور اس نے شرک والے دین کو نور ہدایت سے بدل لیا اور دین و دنیا کی بلندیوں کو پالیا۔
- (۴)..... اور وہ مخلوق کے سردار مصطفیٰ کریم ﷺ کے دیدار کی بدولت کامیاب ہو گیا، جو ایسے نبی علیہ السلام ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے بغیر کسی بدلے کے بلند و بالا مرتبہ عطا فرمایا۔
- (۵)..... آپ ﷺ پر اللہ عزوجل کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں جب تک مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفا و تکریمہ میں طواف کرنے والے بیت اللہ شریف کے طواف کا قصد کرتے رہیں۔
- (۶)..... درود پاک کی خوشبودار صبح طور پر کائنات کا عطر ہے، تو جس نے کسی دن کستوری کے ساتھ اس کا موازنہ کیا تو کیا اس کو شرم نہ آئی۔

درود پاک پڑھنے والے پر انعام خداوندی

ایک بزرگ عظیم فرماتے ہیں: ”میرا ایک گناہ گار پڑوسی تھا، نشہ کی وجہ سے اسے صبح و شام کا علم نہ ہوتا، میں اُسے وعظ و نصیحت کرتا لیکن وہ قبول نہ کرتا، توبہ کی ترغیب دیتا مگر وہ توبہ نہ کرتا، اس کے انتقال کے بعد میں نے اس کو خواب میں بلند مقام پر فائز دیکھا، اس پر جنت کے اعزاز و اکرام کا لباس تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: ”کس کام کے سبب تو نے یہ مقام و مرتبہ پایا؟“ تو اس نے جواب دیا: ”میں ایک دن محفل ذکر میں حاضر ہوا تو میں نے ایک محدث (حدیث بیان کرنے والے) کو کہتے ہوئے سنا کہ ”جس شخص نے حضور نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ پر بلند آواز سے درود پاک پڑھا اس کے لیے جنت لازم ہو گئی۔“ پھر انہوں نے پیارے مصطفیٰ ﷺ پر بآواز بلند درود پاک پڑھا، میں نے بھی ان کے ساتھ بلند آواز سے درود پاک پڑھا اور دیگر لوگوں نے بھی اپنی آوازوں کو بلند کیا تو اسی دن ہم سب کو بخش دیا گیا۔ مغفرت کا میرا یہ حصہ اللہ عزوجل نے مجھے اس نعمت (یعنی درود پاک کے پڑھنے) کی برکت سے عطا کیا ہے۔“

یا فوز من صلی علیہ فانہ یحوی الامانی بالنعم السرمدی

ان شئت بعد الضلالة تهتدي - صلى على الهادي النبي محمد
يا قومنا صلوا عليه لتظفروا - بالبشر والعيش الهني الارغد
وبخصكم رب الانام بفضله - والفوز بالجنات يوم المرعد
صلى عليه الله جل جلاله - صلاح في الافاق نجم الفرقد

ترجمہ: (۱)..... کامیاب وہ ہے جس نے آپ ﷺ پر درود پاک پڑھا اس لیے کہ وہ ہمیشہ رہنے والی اور نعمت والی جگہ (یعنی جنت) میں خواہشات جمع کرتا ہے۔

(۲)..... اگر تو گمراہی کے بعد ہدایت حاصل کرنا چاہے تو ہدایت دینے والے نبی حضرت سیدنا محمد ﷺ پر درود پاک پڑھ۔

(۳)..... اے لوگو! درود پاک پڑھو تا کہ کشادہ روئی اور آرام دہ مبارک زندگی پا کر کامیابی حاصل کر لو۔

(۴)..... اور تا کہ تمہیں رب الانام عزوجل پر روز قیامت اپنے فضل اور جنت (کو حاصل کرنے) کی کامیابی کے ساتھ خاص کر دے۔

(۵)..... آپ ﷺ پر اللہ عزوجل درود پاک بھیجے جب تک آسمان کے کناروں میں فرقہ (یعنی قطبی) ستارہ چمکتا رہے۔

بیس مرتبہ درود پاک کی برکت

سرکارِ دو عالم ﷺ پر درود پاک پڑھنے کے فضائل میں بیان کیا گیا ہے کہ ”ایک عورت کا بیٹا تھا جو بہت گناہگار تھا۔ وہ اس کو نیکی کا حکم دیتی، بے حیائی اور برے کاموں سے منع کرتی (لیکن وہ باز نہ آتا) آخر کار تقدیر اس پر غالب آئی اور وہ گناہوں کی حالت میں مر گیا۔ اس کی ماں کو بہت صدمہ ہوا کہ اس کا بیٹا بغیر توبہ کے مر گیا۔ اس نے تمنا کی کہ اسے خواب میں دیکھے۔ ایک دفعہ اس نے خواب میں اپنے بیٹے کو عذاب میں مبتلا دیکھا تو وہ مزید غمگین ہو گئی۔ جب کچھ مدت کے بعد اس نے دوبارہ اپنے بیٹے کو دیکھا تو اس کی حالت اچھی تھی اور وہ خوش و خرم تھا۔ اس نے اپنے بیٹے سے اس حالت کے متعلق پوچھا کہ ”اے میرے بیٹے! میں نے تجھے عذاب میں مبتلا دیکھا تھا، یہ مرتبہ و مقام کیسے ملا؟“ تو اس نے جواب دیا: ”اے میری ماں! ایک گناہگار شخص ہمارے قبرستان سے گزرا، اس نے قبروں کی طرف دیکھا اور دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے متعلق غور و فکر کیا۔ مردوں سے نصیحت حاصل کی، اپنی لغزش پر رو یا اور اپنی خطاؤں پر نادم ہو کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کی کہ اب وہ کبھی گناہوں کی طرف نہ پلٹے گا۔ تو اس کی توبہ سے آسمان کے فرشتے بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے: سبحان اللہ عزوجل! اس شخص نے اپنے رب عزوجل کے ساتھ کیا ہی خوب صلح کی ہے۔ جب اس نے تپتی توبہ کر لی تو اللہ عزوجل نے اس کی توبہ قبول فرمائی، پھر اس نے کچھ قرآن حکیم پڑھا اور حضور نبی کریم ﷺ پر بیس مرتبہ درود پاک پڑھا اور اس کا ثواب ہم سب قبرستان والوں کو پہنچایا۔ اس کا ثواب ہم پر تقسیم کیا گیا تو مجھے بھی اس سے بھلائی ملی جس کے سبب اللہ عزوجل نے مجھے بخش دیا اور مجھے وہ مقام عطا کیا جو آپ ملاحظہ فرما رہی ہیں۔ اے امی جان ایاد

رکھے! حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ پر درود پاک پڑھنا دلوں کا نور، گناہوں کا کفارہ اور مردوں کے لیے رحمت ہے۔“

حمد خدا و شانِ مصطفیٰ ﷺ

تاجدار رسالت ﷺ اس فضیلت کے مالک ہیں جو حد و شمار سے باہر، اور آپ ﷺ کی شانِ مخلوق کے درمیان ہمیشہ بلند ہوتی رہے گی۔ قرشی و ہاشمی نبی ﷺ نے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کی، پس جب آپ ﷺ ذات باری تعالیٰ کے قریب ہوئے تو دو ہاتھ جتنا فاصلہ بھی نہ تھا، پاک ہے وہ ذات جس نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا جو کچھ بھی عطا فرمایا۔ آپ ﷺ پر اللہ عز و جل کی طرف سے ایسی بے حدود بے شمار رحمتیں نازل ہوں جن رحمتوں کی تعریف کی انتہا نہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے حضور سید المرسلین ﷺ کو تمام مخلوق پر شرف بخشا اور مومنین پر مہربان بنایا، آپ ﷺ کو فضل عظیم اور خلق کریم عطا فرمایا، آپ ﷺ کے ذریعے دلوں اور جسموں کو جہالت و گمراہی کے امراض سے شفا عطا فرمائی اور اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کو مقصد تک پہنچایا اور آپ ﷺ کے ذریعے بندوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دی اور آپ ﷺ کے متعلق ہمیں تعظیم کا حکم فرمایا اور آپ ﷺ ہی کے لیے تکریم اور تعظیم ہے۔ (الروض الفائق) آدم برسر مطلب

کون سی دعا جلد قبول ہوتی ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان مادعوة اسرع اجابة من دعوة غائب لغائب۔

بے شک سب دعاؤں میں بہت جلد مقبول ہونے والی دعا وہ ہے جو ایک غائب شخص دوسرے کے لیے کرے۔ (رواہ

الترمذی۔ کتاب البر والصلة، ۳۵۲/۲، الرقم ۱۹۸۰)

☆ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے:

دعوة المزمع المسلم لا خبه لظہر الغیب مستجابة عند راسه ملک موکل كلما دعا لا خبه بخبر

قال الملك الموکل به آمین ولك بمثل۔

مسلمان کی دعا اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں قبول ہوتی ہے، اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جب بھی بندہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے فرشتہ کہتا ہے ”اے اللہ قبول فرما، اور تیرے (دعا مانگنے والے) کے لیے بھی اسی کی مثل ہو (یعنی جس نعمت کی دعا تو نے اپنے بھائی کے لیے کی ہے وہ نعمت اللہ تجھے بھی عطا فرمائے)۔

(اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب الذکر والدعاء والتوبہ والاستغفار..... ۲۰۹۳/۲، الرقم ۲۷۳۳)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ثلاث دعوات مستجابات دعوة المظلوم او دعوة المسافر ودعوة الوالد علی ولده

تین دعائیں (بہت جلد) قبول ہوتی ہیں (۱) مظلوم کی دعا، (۲) مسافر کی دعا، (۳) والد کی دعا اولاد کے خلاف۔

(اخرجه الترمذی فی السنن کتاب الدعوات باب (۲۸) ۵۰۲/۵، الرقم ۱۵۳۶، ابوداؤد کتاب التورۃ، ۸۹/۲، الرقم ۱۵۳۶)

کیا حمد کر سکے گی میری زبان تیری
عقل و شعور تک کی ہوتی نہیں رسائی
کون و مکان کی ہر شے لبیک کہہ رہی ہے
جوشے ہے صرف تیری اے خالق دو عالم
ہے تیری کبریائی ثابت بہر قرینہ
تیری ربوبیت کی آغوش ہے کشادہ
خالد کو بندگی کا اخلاص تو نے بخشا

ساری نشانیاں اے بے نشان تیری
کیا ذات پا سکیں گے وہم و گمان تیری
ہر سمت گونجتی ہے پیہم اذان تیری
ہر ایک جسم تیرا ہر ایک جان تیری
باطن ہے شان تیری ظاہر ہے شان تیری
ہر امن کی امن ہے بے شک امان تیری
چاہی ہے استعانت اے مستعان تیری

(خالد محمود خالد)

پانچواں ادب

دعا کا پانچواں ادب یہ ہے وبقدم حاجة الاخرة لتسارع النجاح . اخروی حاجت کو دنیوی حاجت پہ مقدم کرے تاکہ جلد کامیابی سے بہرور ہو (عین العلم)

ملا علی قاری رحمہ اللہ زین الحلم شرح عین العلم ص ۱۰۳، ج ۱ میں اس قول کے تحت لکھتے ہیں کہ مانگنے میں حاجتِ آخرت کو مقدم رکھے۔

لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ الدُّنْيَا أَكْبَرَهُمَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

”اے اللہ! دنیا کو ہمارا مقصد اعظم نہ بنا۔ اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھی خیر و خوبی عطا فرما اور آخرت میں بھی خوبی دے بھلائی عطا فرما اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ“

یعنی پہلے فی الدنيا حسنة مانگنا ہمارے موقف کے منافی نہیں۔ کیونکہ حسنہ دُنیا سے مراد وہ نیکیاں اور خوبیاں ہیں جو آخرت میں کام آئیں۔ اب اس آیت کریمہ کے متعلق تفسیر ماجدی ص ۸۰ کے فوائد و حواشی ملاحظہ ہوں۔ مومنین کی دُعائیں، منا جاتیں، آرزوئیں، دنیا و آخرت دونوں کی فلاح و بہبود کی جامع ہوتی ہیں۔ حسنة وہ اطاعت ہے جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ و بہتر ہے، اور اس کے اندر ہر قسم کی خیر و خوبی آگئی۔ دنیا میں حسنة توفیق خیر ہوئی اور آخرت میں حسنة ثمرہ خیر (بحوالہ قرطبی) ایسی جامع و ہمہ گیر دُعا سے ادیان و ملل کے صحیفے خالی ہیں۔ رسول مقبول ﷺ خود اس دُعا کی کثرت رکھتے تھے۔

(بحوالہ بخاری و مسلم)

مال، اولاد، صحت، اطمینان وغیرہ جو چیزیں بھی تحصیل خیر میں معین ہو سکتی ہیں، خواہ وہ بظاہر دنیوی اور مادی ہوں۔ سب مومن کا مقصود و مطلوب بن سکتی ہیں۔ البتہ خود دنیا ہرگز کسی مومن کا مدعا اور مقصود نہیں بن سکتی ہے۔ آیت کی ترکیب خوب نظر میں رہے۔ الخ مراد محض یہ ہے کہ ہمیں تو اللہ کے دربار سے صرف بھلائی یا بہتری درکار ہے۔ دنیا میں ہو تو بھی اور آخرت میں ہو تو بھی۔ مزید

تفسیر یہ کہ دنیا میں ہمیں اعمال خیر عنایت ہوں اور آخرت میں ثمرات خیر بعض نادان اور سطحی دماغ والے اہل قلم نے آیت سے عجیب و غریب نتیجہ نکالا ہے کہ آخرت کی طرح دنیا بھی مومن کا مقصود بن سکتی ہے بلکہ قرآن مجید خود طلب دنیا کی ترغیب و تعلیم دیتا ہے۔ تعالیٰ اللہ علواً کبیراً مغالطہ کی قلعی اوپر کھولی جا چکی ہے۔ ماد پرست قوموں کی دنیا طلبی اور دنیا پسندی سے مرعوب ہو کر خود مسلمانوں کو طلب دنیا کی تعلیم دینا بلکہ اسے قرآنی تعلیم قرار دینا خدمت اسلام کی عجیب و غریب صورت ہے۔

رحمۃ القدوس شرح بخاری ص ۱۴۲، ج ۱ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی منقول ہے۔

من بدأ بحظه من آخرته نال من آخرته ما اراده ولم يفته من دنياه ما قسم له

”جو شخص اپنی آخرت کے حصہ کو (دنیا پر) مقدم کرے گا وہ آخرت سے اپنی مراد پالے گا اور دنیا سے جتنا حصہ اس کے لیے مقدر ہو چکا ہے وہ بھی فوت نہ ہوگا۔“

آیات و احادیث اس مضمون میں بکثرت وارد ہیں۔ حاجات اخرویہ میں رغبت کرنا حقیقی ایمان ہے۔

نہاں تھا تو، تو روشن تھا چراغ زندگی میرا
چند عنایات تیری ہوں تو گنی بھی جائیں
مگر موج نفس پوشیدہ تھی تیرے نظارے میں
فیض کا سیل بہاتے تجھے ہم نے دیکھا

چھٹا ادب

و يقدم ربنا خمسا فورد فيه فاستجاب لهم ربهم (آیہ ۱۹۵، آل عمران، عین العلم)

دعا سے پہلے لفظ ربنا کو پانچ بار کہے چنانچہ (قرآن مجید میں) وارد ہوا ہے پھر ان کے پروردگار نے اُن کی دعا قبول فرمائی۔

یاد رہے: قرآن مجید میں جس قدر دعائیں وارد ہوئیں ہیں وہ اکثر و بیشتر رب وربنا کے الفاظ سے شروع ہوتی ہیں اور اس کا فلسفہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں اس کی صفت ربوبیت کو قبولیت دعا کے لیے بطور وسیلہ کے پیش کرتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا یہ عالم ہے کہ وجود بخشا۔ نیست سے ہست بنانا اور عدم سے وجود میں لانا پرورش کے تمام بیرونی وسائل اور اندرونی ذرائع جمع کرنا اور ہر ایک شے کو اس کی فطرت کے مطابق مواہب عطا کرنا، یہ اس کی شان ربوبیت کے ہی کرشمے ہیں۔

پانی میں تیرنے والے، ہوا میں اڑنے والے، زمین پر ریگنے والے، زندگانی کا سانس رکھنے والے خاکی، ناری، نوری، کروبی سب کے سب ہر آن ہر لحظہ اس کی ربوبیت سے مستفید ہو رہے۔ غرضیکہ ہر شخص اور ہر چیز اس کی پروردہ ہے اور وہ سب کا پروردگار ہے۔ فتبارک الله رب العلمین

ملا علی قاری رحمہ اللہ از بعین نوویہ کی شرح لمعین لمعین لفہم الاربعین ص ۸۶ پر فرماتے ہیں۔

واخرج البزار مرفوعا اذا قال العبد يا رب اربعا قال الله لبيك يا عبدی سل تعطه . ولذا غالب

ادعۃ القرآن مصدرۃ بذكر الرب فان نعت الربوبية ينسب حالة العبودية . وقد قال جعفر الصادق رحمة الله عليه من حزنه امر فقال خمس مرات ربنا نجاه الله مما يخاف واعطاه ما اراد . لان الله تعالى حكى عنهم في اخرا ل عمران انهم قالوه خمساً ثم قال فاستجاب لهم ربهم .

بزار رحمہ اللہ نے آنحضرت ﷺ سے مرفوعاً روایت نقل کی ہے کہ بندہ جب چار دفعہ ”یارب“ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”بلک“ اے میرے بندے مانگ کیا مانگتا ہے کہ تجھے عطا کیا جائے اور اسی وجہ سے قرآن مجید کی اکثر دعائیں لفظ رب و ربنا سے شروع ہوتی ہیں، کیونکہ صفت ربوبیت کا ذکر کرنا بندہ کی شانِ عبودیت کے زیادہ مناسب ہے اور حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی پریشانی میں مبتلا ہو تو پانچ بار یاربنا کہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس چیز سے جس کا وہ خوف رکھتا ہے امان بخش دیتا ہے اور جو چیز وہ چاہتا ہے اس کو عطا فرمادیتا ہے اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کے آخر میں ان دانشمند حضرات کی دعوات کو نقل فرمایا ہے۔ جن میں انہوں نے پانچ بار ربنا کہا (ربنا ما خلقت هذا باطلا) تو ان کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے پروردگار نے ان کی دعا کو قبول فرمایا۔

وڈیاں مہراں والیا سایاں رب غریب نواز
رحمت دا دریا الہی ہر دم وگدا تیرا
وچہ خزانے تیرے یا رب ہرگز تھوڑ نہ کوئی
جیکر ساڈے عیہاں کارن تیرا فضل نہ ہوندا
سارے پاسے چھان تیرے در آڈکا منہ کالا
بخش تصور میرے یا خالق صدقہ نام غفاروں
جو کوئی سائل در تیرے تے آن سوال سناوے
تیرا اوہ دربار الہی پاک منزہ عالی

اپنے فضل کرم تھیں کھولیں رحمت دا دروازہ
جے ہک قطرہ بخشش مینوں کم ہو جاوے میرا
ہر محتاج نمانے کارن تیری رحمت ہوئی
دفتر کالے بدیاں والے کون اساڈے دھوندا
ایسی نعمت تیرے ہا جموں کوئی نہیں دیون والا
اوگن میرے تے گن تیرے دونویں ہاتھ شماروں
پوری کریں مراد اُسے دی جو منگے سو پاوے
جس درباروں کوئی سوالی کڈی نہ ولیا خالی

آواز کو زیادہ بلند اور بہت پست نہ کیا جائے

دعا کا ساتھ ادب یہ ہے کہ ویجتنب الجہر والمخالفة (عن العلم)

(دعا میں) آواز کو زیادہ بلند کرنے سے اور زیادہ پست کرنے سے اجتناب کرے۔

دعا کرتے وقت ہیئت اور آواز ہر شے سے تذلل کا اظہار ہونا چاہیے۔ نہ اس قدر چیخ کر دعا کی جائے کہ گویا خدا بلند آواز ہی کو سنتا ہے اور نہ ہی یہ سمجھ کر کہ اللہ تعالیٰ تو دل کی باتوں کو جانتا ہے، منہ سے کہنے کی کیا ضرورت ہے بالکل خاموشی اختیار کر لی جائے، بلکہ بجائے اس افراط اور تفریط کے میانہ روی اختیار کی جائے۔ دعا میں جہر مفرط (زیادہ چلانا) خلاف ادب ہے اور بغیر الفاظ کے دعا کا اثر قلب پر پڑتا نہیں اور نہ اس میں گڑگڑاہٹ پیدا ہوتی ہے جو اسے قبولیت کے مقام پر پہنچائے۔

مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ولا تجهر بصلوتک ولا تخافت بها۔ یہ آیت کریمہ دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے (قرطبی ص ۳۲۲، ج ۱۰)

اور مراقی الفلاح کے حاشیہ (ص ۱۷۳) میں علامہ طحاوی فرماتے ہیں:

ومن الادب ان يدعوا بخشوع وتذلل وحفض صوت ای بان يكون بين المخافة والجهر كما في الاذکار عن الاحياء ليكون اقرب الى الاجابة

اور دعا کے آداب سے یہ بھی ہے کہ دعا خشوع، عاجزی اور پست آواز کے ساتھ مانگی جائے یعنی جہر مفرط اور اخفاء کے درمیان ہو اور یہی انداز قبولیت کے زیادہ قریب ہے جیسا کہ اذکار نووی میں احیاء العلوم کے حوالے سے مذکور ہے اور جہر مفرط کی ممنوعیت کے متعلق زین المحکم شرح عین العلم (ص ۱۰۲، ج ۱) میں ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولا يبالغ في رفع صوته لما روى ابو موسى الاشعري قال قلنا مع النبي (صلى الله عليه وسلم) فلما دنونا المدينة كبر وكبر الناس ورفعوا اصواتهم فقال يا ايها الناس ان الدين تدعون ليس باصم ولا غائب ان الذي تدعون بينكم وبين اعناق ركابكم .

اور بوقت دعا بلند آوازی میں مبالغہ نہ کرے، چنانچہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ساتھ جب ہم ایک سفر سے واپس آئے اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی بلند آواز سے تکبیر کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ وہ تو تمہارے عین درمیان میں موجود ہے۔

صحیح بخاری اور مسلم کی روایت میں اس حدیث کے الفاظ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اس طرح ہیں
كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فكنا اذا علونا كبرنا فقال النبي صلى الله عليه وسلم ايها الناس اربعوا على انفسكم فانكم لا تدعون اصم ولا غائبا ولكن تدعون سميعا بصيرا .
(المجامع الصحیح للبخاری باب الدعاء اذا اعلوا عقبہ ۲/۹۳۳-۱ صحیح مسلم ۲/۳۳۶)

من بندۂ عاصم رضائے تو کجا است تاریک دلم نور ضیائے تو کجا است
مارا تو بہشت گر بطاعت بدی آں بیج بود لطف عنایت تو کجا است

دعا میں چیخنا چلانا مکروہ و بدعت ہے

علامہ ابوالبرکات نسفی اپنی تفسیر (مدارک ص ۵۷-ج ۲-اور قرطبی ص ۲۲۶، ج ۷) میں اُدعوا ربکم تضرعا وخفیۃ اند لا یحب المعتدین (سورۃ اعراف آیت ۵۰) کے تحت ابن جریر سے نقل فرماتے ہیں۔

الصیاح فی الدعاء مکروہ و بدعة دعا میں چیخنا اور چلانا مکروہ اور بدعت ہے۔ (مکذاتی روح المعانی ص ۱۳۹، ج ۸)
اور اسی مقام پر علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ اپنی تفسیر روح المعانی ص ۱۳۹-۱۴۰ جزء ثامن میں رقمطراز ہیں:

و ترى كثيراً من اهل زمانك يعتمدون الصراخ في الدعا خصوصاً في الجوامع حتى يعظم اللفظ ويشدد وتستك المسماع وتستد ولا يدرون انهم جمعوا بين بدعتين رفع الصوت في الدعاء وكون ذلك في المسجد

تو اپنے زمانہ کے بہت سے لوگوں کو دیکھے گا جو دعا میں بہت اونچا چلانے پر اعتماد رکھتے ہیں، خصوصاً بڑی بڑی مسجدوں میں۔ یہاں تک کہ شور پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ اس عمل میں انہوں نے دو بدعتیں جمع کر لی ہیں۔ ایک تو دعا میں بلند کرنا آواز کا اور دوسری بلند آوازی مسجد میں۔

اور علامہ رشید رضا مصری اپنی تفسیر المنار ص ۴۵۸-ج ۸ میں لکھتے ہیں۔ جس طرح دعا آہستہ مانگی جاسکتی ہے اسی طرح مناسب حد تک آواز کے ساتھ بھی مانگنے کی اجازت ہے۔ تنہائی میں جہاں ریاء کا خطرہ نہ ہو اور دوسروں کو اس کی آواز سے اذیت پہنچنے کا احتمال نہ ہو تو مناسب حد تک بلند آواز کے ساتھ دعا مانگنا بہتر ہے کیونکہ اس طرح دوسرے سے دور رہیں گے اور بیدار رہنے میں بھی مدد ملے گی، مگر جمع میں خاموشی سے دعا مانگنا ہی پسندیدہ ہے۔

اور یہی تحقیق علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی (ص ۱۴۰، ج ۸) میں نقل فرمائی ہے وہاں ملاحظہ کیجئے۔ اور امام ابو بکر صاص رازی رحمۃ اللہ علیہ احکام القرآن (ص ۴۲، ج ۳) میں لکھتے ہیں:

و الدليل على ما روى في تاويل قوله تعالى قد اجبت دعوتكما قال كان موسى يدعوا وهارون يؤمن فسماهما الله داعيين

اور اس پر دلیل وہ ہے جو آیت قد اجبت دعوتكما کی تاویل میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام آ میں کہتے تھے اور دونوں کو اللہ تعالیٰ نے دعا مانگنے والا قرار دیا۔

اور آمین کہنے والا تب ہی آمین کہتا ہے جب کہ کلمات دعا کی وہ سنتا ہو۔ پس ثابت ہوا کہ مناسب حد تک بلند آواز کے ساتھ دعا کرنا جائز ہے۔

ثناء و حمد بے پایاں خدا را	کہ صنعتش در وجود آورد مارا
الہا قادرا پروردگار	کریماً منعماً آمرز گارا
خدا وندا تو ایمان و شہادت	عطا کر دی بہ فضل خویش مارا
ز احسان خدا وندی عجب نیست	اگر خط در کشی جرم و خطارا
بہ حق پارسایان کز در خویش	نہند ازی من تا پار سارا
خدایا! گر تو سعدی را برانی	شفیع آرد روان مصطفیٰ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> را
محمد <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> سید سادات عالم	چراغ و چشم جملہ انبیاء را

(شیخ سعدی شیرازی)

آمین کے بارے میں اہم نکتہ

مجمع الزوائد منبع الفوائد (ص ۱۷۰-ج ۱۰) باب التامین علی الدعاء کے تحت حدیث نقل فرماتے ہیں۔

عن ابی ہبیرۃ عن حبیب بن مسلمۃ الفہری وکان مستجاباً انہ امر علی جیش فدرب الدروب فلما لقی العدو قال للناس سمعت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یقول لا یجتمع ملاء فیدعوا بعضهم ویؤمن سائرہم الا اجابہم اللہ ثم انہ حمد اللہ واثنی علیہ وقال اللہم احقن دماءنا واجعل اجورنا اجور الشہداء فیناہم علی ذلک اذ نزل الہنباط امیر العدو فدخل علی حبیب سرادقہ۔ (رواہ الطبرانی وقال الہنباط بالرومیہ صاحب الخش ورجالہ رجال الصحیح غیر ابن لہیعہ وہو حسن الحدیث)

ابو ہبیرۃ سے روایت ہے کہ حبیب بن مسلمہ فہری مستجاب الدعوات تھے۔ یہ ایک لشکر کے امیر ہوئے اور سرحدیں پار کر چکنے کے بعد جب دشمنوں سے ملے، تو لوگوں سے کہا: میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب کوئی جماعت جمع ہوتی ہے اور ان کا بعض دُعاء کرے اور باقی لوگ آمین کہیں تو ضرور اللہ پاک اُن کی دعا قبول کرتا ہے اور اس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ثناء کی اور کہا اے میرے اللہ! ہمارے خون کی حفاظت فرما ہمارے اجور کو شہداء جیسا اجر کر دے۔ لوگ ابھی اسی حال میں تھے کہ اچانک دشمنوں کا امیر جس کو ہنباط کہتے ہیں آیا اور حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے خیمے میں داخل ہو گیا۔

اور تفسیر مراغی ص ۷۵-ج ۲ میں واذا سالک عبادی عنی فانی قریب (سورۃ بقرہ: ۱۸۶) تفسیری فوائد میں مفسور ہے۔ و یستفاد من هذا الاية انه لا ینبغي رفع الصوت فی العبادات الا بالمقدار الذی حدده الشرع فی الصلوۃ الجہریۃ۔ وهو ان یسمعه من بالقرب منه فمن تعمد المبالغۃ فی الصیاح حین الدعاء کان مخالفا لا مربوبہ وامرنیہ۔

اور اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عبادات میں آواز کا بلند کرنا اتنی مقدار میں ہونا چاہیے جس قدر جہری نماز میں شریعت نے حد بندی کی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی آواز کو قریب والا آدمی سُن سکے۔ جو شخص دعا کے وقت چیخ و پکار میں مبالغہ کرے گا، تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے۔ (دعا کے اس ادب کی مزید وضاحت تیرھویں ادب میں آ رہی ہے)

ہر طرف رونما اک تیری ذات ہے
جس نے سب کچھ دیا اک تیری ذات ہے
جبکہ حاجت روا اک تیری ذات ہے
ہر کسی سے جدا اک تیری ذات ہے
آج بھی آسرا اک تیری ذات ہے

سو بہ سو جا بہ جا اک تیری ذات ہے
معطی ہر عطا اک تیری ذات ہے
کیوں کسی غیر سے عرض حاجت کروں
کوئی تجھ سا نہیں تو کسی سا نہیں
کل صدا آسرا اک تیری ذات تھی

دعا میں بتکلف قافیہ بندی نہ کی جائے

دعا کا آٹھواں ادب یہ ہے کہ ولا یتکلف بالسجع فورد ایا کم والسجع فی الدعا (عین العلم) تکلف کر کے قافیہ بندی سے پرہیز کیا جائے کیونکہ حدیث شریف میں اس سے منع فرمایا گیا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ تصنع اور الفاظ کی زیبائش و آرائش سے توجہ الی اللہ میں فرق آ جاتا ہے، دعا میں انہماک باقی نہیں رہتا، معانی و مفہوم کی طرف دھیان میں خلل پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ زین العلم شرح عین العلم ج ۱ ص ۱۰۴ میں ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری لکھتے ہیں۔

ولا یتکلف بالسجع فی الدعا فان حال الداعی ان یکون حال متضرع والتکلف لا یناسبہ دعا میں قافیہ بندی کا تکلف نہ کرے اس لیے کہ دعا مانگنے والے کی حالت تضرع کرنے والے کی طرح ہو اور تکلف اس کے مناسب حال نہیں۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

و انظر السجع من الدعا فاجتنبہ فانی عہدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ لا یفعلون

دعا میں قافیہ بندی سے پرہیز کرو، کیونکہ آنحضرت ﷺ کا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ عمل نہ تھا۔ حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ جو بہت مستجاب الدعوات تھے اور نہایت سادہ الفاظ میں دعا مانگا کرتے تھے اور لوگوں کے حسن اعتقاد کا یہ عالم تھا کہ ان کے ایک ایک لفظ پر ہر کو نے اور ہر گوشے سے آمین کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ ایک صاحب دل کا کیا ہی اچھا قول ہے: ادع بلسان الدلۃ والافتقار لا بلسان الفصاحۃ والا نطلاق ذلت اور افتقار کی زبان سے اللہ کو پکارو۔ فصاحت، بلاغت اور طلاقت لسانی سے کام نہ لو۔

میری غم آشنا اک تیری ذات ہے
حاصل مدعا ایک تیری ذات ہے
حسن کی انتہا اک تیری ذات ہے
لائق ہر ثنا اک تیری ذات ہے
فہم سے ماورا ایک تیری ذات ہے
میرے مشکل کشا ایک تیری ذات ہے

(پردیسِ منیر قصوری)

تمہ سے دربانِ غم کا سوالی ہوں میں
مجھ کو تیرے سوا کچھ نہیں چاہیے
ہر جہاں تیرا ہی پر تو حسن ہے
ہر ثنا پھر تیری ہی ثنا کیوں نہ ہو
فہم سے ماورا کوئی شے بھی نہیں
اے خدا میری سب مشکلیں دور کر

ذوقِ طبعی کا تقاضا

لیکن یہ بات یاد رہے کہ دعا کرتے وقت اگر ذوقِ طبعی سے زبان پر بلا تکلف کلمات دعائیہ موزونہ جاری ہو جائیں تو اس میں کوئی ہاک نہیں، چنانچہ سرور کائنات ﷺ کی بعض دعاؤں میں کلمات موزونہ منقول و ماثور ہیں، لیکن ان دعاؤں میں قافیہ بندی کا قصد نہیں کیا گیا، چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ بن الجلم شرح عین العلم ص ۱۰۴، ج ۱ میں فرماتے ہیں۔

ثم المنع انما هو التكلف في السجع بخلاف ما اذا ورد على مقتضى الطبع ففي الادعية الماثورة على لسان صاحب الشرع جاءت كلمات متوازنة مؤلفة الا انها غير متكلفة كقوله عليه السلام .

”اللهم ذا الجبل الشديد والامر الرشيد اسئلك الامن من يوم الوعيد . والجنة يوم الخلود . مع المقربين الشهود والركع السجود . والموفون بالعهود انك رحيم ودود وانت تفعل ما تريد .“ (رواه الترمذی)

اے اللہ مضبوط رسی والے اور درست حکم والے پروردگار! وعید کے دن، امن کا طالب ہوں اور خلود کے دن جنت کا اور تیرے ان مقربین کی رفاقت سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہوں جنہوں نے تیری گواہی دی۔ تیرے لیے رکوع و سجود کو شعار ٹھہرایا اور اپنے عہد کو پورا کیا۔ پروردگار! تو رحیم اور شفقت والا ہے اور تو جو چاہے کر سکتا ہے۔

و كقوله عليه السلام اللهم اني اعوذ بك من علم لا ينفع وعمل لا يرفع وقلب لا ينشع ودعاء لا يسمع (رواه احمد وابن حبان والحاكم)

اے اللہ میں تیرے ساتھ ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نافع نہ ہو اور ایسے عمل سے تیری طرف جواٹھایا نہ جائے اور ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور اس دعا سے جو مقبول نہ ہو۔

و كقوله عليه السلام . اللهم استر عوراتنا وامن روعاتنا (رواه احمد)

اے اللہ میرے عیوب کو ڈھانک دے اور میرے خوف کو امن میں تبدیل کر دے۔

خلاصہ یہ ہے کہ دعا میں قافیہ بندی آدر اور تکلف کے طور پر منع ہے اور بے تکلف اور آمادہ کے طور پر جائز ہے۔

دعا میں غنا سے پرہیز کیا جائے

دعا کا لواں ادب یہ ہے کہ ان لا يتكلف التغنى بالانعام . گانے کا طریقہ اختیار نہ کیا جائے (حسن حصین) چنانچہ امام

قرطبی علیہ السلام اپنی تفسیر کے ص ۳۱۲ پر لکھتے ہیں: و من شرط الدعاء ان يكون سليما من اللحن كما الشد بعضهم

و ينادي رب باللحن ليث كذا لك اذا دعاه لا يجيب

دعا کی شرط یہ بھی ہے کہ گانے کے لب و لہجہ سے پاک ہو جیسا کہ کسی شاعر نے کہا کہ لیث لحن کے ساتھ اپنے رب کو

پکارتا ہے۔ جب اس انداز سے اس کو پکارے گا تو اس کی دعا قبول نہ ہوگی۔

امام برکلی طریقہ محمدیہ ص ۲۲۵-ج ۲ میں فرماتے ہیں: و اقبح التغنى ما كان في القرآن والذكر والدعاء .

اور بدترین نغمہ سرائی وہ ہے جو تلاوت قرآن مجید اور ذکر الہی اور دعا میں (تکلف یا الفاظ کی تبدیلی کا باعث) ہو۔

دعا میں تو تضرع، زاری، انکساری، گریہ و زاری ہونی چاہیے اور موسیقی کے لب و لہجہ، طرز کو دعا سے کیا مناسبت؟ جو سراسر

خشوع کے منافی ہے لہذا بارگاہ الہی میں اپنی درخواست پیش کرنے والے کو اس شرط کا خاص اہتمام التزام کرنا چاہیے۔

زمین کے لوگ ہوں یا اہل عالم بالا ہر اک زبان پہ ہے کہانی ربی الاعلیٰ
 تیرے قلم کی گواہی مرقع عالم فضائیں آئینہ ہیں، دل ہو دیکھنے والا
 دیے حسین خد وخال تو نے مٹی کو تیرے جمال کے سانچوں نے آدمی ڈھالا
 تھمائی میر کو لیل و نہار کی ڈوری صبا کو سوپ دی آرائش گل دلالہ
 زمین تیرہ کے منہ سے لگا دیا تو نے مہ و نجوم بھر آسمان کا پیالہ
 پڑھے قصیدہ وحدت ہجوم کون و مکان تو سب کا رب ہے کسی نے تجھے نہیں پالا
 مجھے ہی تو نے دیا اختیار لغزش بھی مجھی پہ اپنی خلافت کا بوجھ بھی ڈالا
 اُتار کر مرے سینے میں آگہی کا چاند بصیرتوں کا مرنے گرد کھینچ دے ہالہ
 ہر ایک سانس کو میری بنا چراغِ حرم نہ ہو ذرا بھی مرا نامہ عمل کالا

(مظہرِ وارثی)

دعا کا دسواں ادب

الدعا بلفظ اعجمی جہل معناه۔ ایسے عجیب الفاظ کے ساتھ دعا کرنا کہ جن کے معانی نہ جانتا ہو۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)
 جہاں تک ممکن ہو دعا عربی زبان میں مانگی جائے، کیونکہ عربی زبان اشرف اللغات ہے اور عربی زبان کو دوسری زبانوں پر کئی
 وجوہ سے فضیلت اور برتری حاصل ہے، چنانچہ طریقہ محمدیہ ص ۹۲-ج ۱ میں فرماتے ہیں۔
 ففی بستان العارفين اعلم ان العربية لها فضل على سائر اللسان۔ اسی قول کے تحت بریقہ محمودیہ ص ۲۵۵-ج ۱
 میں فرماتے ہیں:

عن ابن عباس رضي الله عنه ما قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) احبوا العرب لثلاث
 لاني عربي والقرآن عربي وكلام اهل الجنة عربي
 لفتح عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: عرب سے تین باتوں کی وجہ سے محبت رکھو اس لیے کہ
 میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور اہل جنت کی گفتگو بھی عربی میں ہوگی۔ اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں
 روایت کیا ہے۔ اور اسی مقام پر بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ ص ۲۵۵ ج ۱ میں ہے:

واما العربية فلها مزية على باقيها حتى يكره التكلم بغيرها لمن يحسنها
 اور عربی زبان کو دوسری زبانوں پر خاص فضیلت حاصل ہے حتیٰ کہ جو شخص عربی زبان میں گفتگو کرنے کی مہارت رکھتا
 ہو اس کے لیے کسی دوسری زبان میں گفتگو کرنا مکروہ ہے۔

عربی زبان کی فضیلت

اور حدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ ص ۲۲۳، ج ۱ میں اسی مقام پر شیخ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال الحلیمی لا ینبغی لا حد اطلاق لسانه بتفضیل العجم علی العرب بعدما بعث الله تعالی افضل رسله من العرب وانزل اخر کتبه بلسان العرب فصار فرضا علی الناس ان يتعلموا لغة العرب لیعقلوا عن الله امره ونهیہ ومن ابغض العرب او فضل العجم علیهم فقد اذی بذلك رسول الله صلی الله علیه وسلم لانه اسمعه فی قومه خلاف الجمیل ومن اذاه فقد اذی الله تعالی ذکره المناوی فی شرح جامع الصغیر للسيوطی .

حلیسی فرماتے ہیں کہ عرب کے بالمقابل عجم کو فضیلت دینے کے متعلق کسی شخص کو زبان کھولنا مناسب نہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے افضل پیغمبر کو عرب ہی سے مبعوث فرمایا اور اپنی آخری کتاب کو بھی عرب کی زبان میں نازل فرمایا۔ پس لوگوں پر لازم ہے کہ عربی زبان سیکھیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات امر و نہی کو سمجھ سکیں اور جو شخص عرب سے بغض رکھے گا یا عجم کو عرب سے افضل سمجھے گا، تو آنحضرت ﷺ کی قوم کے حق میں اس قسم کے مبغوض خیالات رکھنے سے آنحضرت ﷺ کو ایذا پہنچائے گا اور جس (بد بخت) نے حضور ﷺ کو ایذا پہنچائی تو اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ اس کو جامع صغیر کی شرح میں علامہ عبدالرؤف مناوی مصری نے بیان کیا ہے۔

یہاں امام حلی علیہ الرحمۃ کے ارشاد سے عربی زبان کی فضیلت اور اس کی تعلیم و تعلم کی اہمیت بھی واضح ہو گئی، مگر ساتھ ساتھ عرب کی محبت کا بھی ذکر آ گیا ہے۔ اگرچہ ادب مذکور سے اس کی مناسبت نہیں، مگر محبت عرب کی اہمیت کے متعلق ایک حدیث ضمیمہ عرض کر دیتا ہوں تاکہ حضور ﷺ کی محبوب قوم کی شان نمایاں ہو جائے۔

عن سلمان بنی قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تبغضی فتفارق دینک قلت یا رسول الله کیف ابغضک وبک هدانا الله قال تبغض العرب فتبغضنی (رواہ الترمذی)
حضرت سلمان بنیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا دیکھو مجھ سے بغض نہ رکھنا ورنہ دین سے بالکل جدا ہو جاؤ گے۔ میں نے عرض کیا یا رسولی اللہ بھلا آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں۔ آپ ہی کے طفیل تو اللہ نے ہمیں ہدایت نصیب فرمائی۔ فرمایا عرب سے بغض رکھو گے تو مجھ سے بغض رکھنے لگو گے۔

علماء کرام اس حدیث کے حواشی میں فرماتے ہیں کہ اسلام میں محبت کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ رسول کی محبت خدا کی محبت کی وجہ سے ہے عرب کی محبت اس لیے ہے کہ وہ خدا کے برگزیدہ رسول کی محبوب قوم ہے باقی عرب کے کسی خاص شخص سے اس کی بد اعمالی کی وجہ سے عداوت عرب کی عداوت نہیں کہلاتی۔ عرب آنحضرت کی قوم ہے اس لیے وہ ہمیشہ نظروں میں محبوب رہنی چاہیے۔ (ایضاً)

باقی رہا اصل مسئلہ کہ عجمی زبان میں ان کلمات کے ساتھ دعا کرنا منع ہے جن کے معنی نہ جانتا ہو، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ دعا کفریہ الفاظ پر مشتمل ہو اور یہی حکم رقیہ، منتر، جنتر، افسون اور طلسم کا ہے۔

چنانچہ حدیقتہ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ ص ۳۹۱-ج ۲ میں شیخ عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں:

قال الماذری جميع الرقى جائزة اذا كانت بآيات الله او بذكره وينهى عنه اذا كانت باللغة العجمية او بمالا يدري معناه لجواز ان يكون فيه كفر .

ماذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیات قرآنیہ اور اسماء الہیہ کے ساتھ جھاڑ پھونک جائز ہیں۔ البتہ اگر وہ منتر، افسوں، عجی زبان میں ہوں اور معنی سے بھی واقفیت نہ ہو تو یہ منہی عنہ ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کفریہ الفاظ پر مشتمل ہو۔

باقی عجی شخص اگر اپنی زبان میں دعا کرے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اللہ تعالیٰ تو سب زبانوں کو جانتا ہے بلکہ اپنی زبان میں دعا کرنا بایں معنی موزوں و مناسب ہے کہ دعا کرنے والا جو کچھ کہنا چاہتا ہے وہ سوچ سمجھ کر حضور قلب کے ساتھ کہہ سکتا

اے خدا تجھ سے ہماری ہے دعا
راہ حق پر استقامت کر نصیب
دین کے احکام پر عامل رہیں
نور قرآن ہو چراغ رہگور
دل میں یاد مصطفیٰ زندہ رہے
نیک بندوں کا تیرے نقش قدم
تیری مرضی کے مطابق ہو عمل
زندگی پر چھائی ہے غم کی خزاں
جوش اسلامی کا ہو ایسا ظہور
بخش ہم کو نعمت دنیا و دین
جو فرائض ہیں بجا لاتے رہے
یوں بنیں ماں باپ کے خدمت گزار
وہ کریں طرز عمل ہم اختیار
جو کریں ماں باپ کی خدمت حیم

ہم کو کامل صاحب ایماں بنا
تیری رحمت ہو سدا ہم سے قریب
اتباع سرور عالم کریں
زندگی کا اس طرح طے ہو سفر
لب پہ ان کا نام پائندہ رہے
ہو ہمارے چشم و دل میں محترم
نفس ظالم کا نہ ہو اس میں دخل
دے مسرت کی بہار جاوداں
ٹوٹ جائے کفر و باطل کا غرور
اور عطا کر دولت علم و یقین
اپنے اور غیروں کے کام آتے رہیں
اپنی دنیا اور عقبی لیں سنوار
دین و دنیا کا طے عز و وقار
ان سے خوش ہوتا ہے رخصن و رحیم

بہتر یہی ہے کہ ماثور دعاؤں پہ اکتفاء کیا جائے

دعا کا گیارہواں ادب یہ بیان کیا گیا ہے والاوی ان يقتصر علی المألود لتلاسل ما لا صلاح فیہ (عین العلم) افضل یہی ہے کہ اعیہ ماثورہ کو کافی سمجھا جائے تاکہ (بے توجہی میں کہیں) اس طرح کا سوال نہ کر بیٹھے جس میں اس کے لیے بھلائی نہ ہو۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ زین العلم میں ص ۱۰۴-ج ۱ پر اس قول کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دعاء ماثورہ کے علاوہ اور کچھ نہ مانگے ہو سکتا ہے کہ وہ مانگنے میں حد سے تجاوز کر جائے اور ایسا سوال کر بیٹھے جس میں اس کے لیے بہتری و مصلحت نہ ہو نیز ہر شخص

اپنے طور پر دعا مانگنا بھی اچھی طرح نہیں جانتا۔

چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ علماء کی ضرورت جنت میں بھی ہوگی جب کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا: کچھ مانگو تو ان کو معلوم نہ ہوگا کہ کس چیز کا سوال کریں یہاں تک کہ علماء سے دریافت کر کے درخواست کریں گے۔ نیز آنحضرت ﷺ نے تعلیم امت کے لیے ہر مرغوب و پسندیدہ چیز کو بارگاہِ الہی سے طلب کیا ہے اور ہر خوفناک، خطرناک چیز سے پناہ مانگی ہے۔

معاف کر دے ہمارے قصور یا اللہ ہے تو ہی مالکِ یوم النشور یا اللہ
ہمارے اور ترے درمیان وسیلہ ہیں ترے حبیب ہمارے رسول یا اللہ
جھکے ہی رہتے ہوں ہر دم تیرے حضور میں ہم عبادتوں میں وہ دے دے سرور یا اللہ
وہ جن کے سر میں ہے سودا خدائی دعوے کا جھکا دے ان کے سر پر غرور یا اللہ
گناہ گار سعیدی بڑا ہے پر امید عطا ہو صدقہ احمد ضرور یا اللہ

(محمد صلاح الدین سعیدی)

غیر ماثورہ دعا کرنا

امام شعرانی رحمہ اللہ علیہ ص ۹۷ طبع جدید میں فرماتے ہیں کہ ہمیں دعا غیر ماثورہ ہرگز نہ مانگنی چاہیے۔ مگر اس وقت جب کہ ہمیں دعا ماثورہ سے کچھ یاد نہ ہو اور یہ اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کی دعا کے الفاظ و کلمات نہایت جامع و مانع، اکمل و اتم ہوتے ہیں۔ نیز دعا ماثورہ کے مانگنے سے بجائے ابتداء کے آنحضرت ﷺ کے اتباع کی سعادت بھی حاصل ہوتی تھی۔

نیز فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ و مرشد حضرت علی خواص رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے بارگاہِ الہی میں ماثورہ کلمات سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو جلد قبول فرمالیتا ہے اور جس شخص نے من گھڑت اور مخترع (غیر ماثورہ) کلمات سے دعا مانگی تو اس کی دعا قبول نہیں کی جاتی، مگر جب کہ وہ انتہائی بے قرار ہو۔ پس بندہ کو چاہیے کہ ماثورہ ادعیہ سے کسی قدر دعائیں یاد کر لے تاکہ مصائب و شدائد کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ سکے۔

نیز اسی کتاب کے ص ۵۹۱ پر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ و مرشد حضرت علی خواص علیہ الرحمۃ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ماثورہ دعا کو قبول فرماتا ہے اس لیے کہ ماثورہ دعا بھی از قسم وحی ہوتی ہے اور وحی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ پس گویا صفت سے موصوف کو مخاطب کیا جاتا ہے، لیکن دعا، غیر ماثورہ کے کلمات ان صفات سے خالی ہوتے ہیں۔

نیز اسی کتاب کے ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ ہر شخص کو چاہیے کہ ماثورہ کلمات سے ہی دعا مانگے اسی لیے کہ کلام نبوت فصاحت اور بارگاہِ الہی کے آداب عظمت ملحوظ رکھنے میں بہت بلند ہوتا ہے اور جن جن کلمات سے آنحضرت ﷺ نے دعائیں مانگی ہیں وہ قبولیت کے زیادہ قریب ہیں۔

پس جس شخص کے دل میں آنحضرت ﷺ کی ذرہ بھی عظمت ہوگی وہ کبھی اس راستہ پر چلنے کی کوشش نہ کرے گا۔ جس میں آنحضرت کی اتباع نصیب نہ ہو۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگوں نے ان ادعیہ کو ترک کر رکھا ہے جو آنحضرت ﷺ سے ماثور ہیں اور احادیث میں مذکور ہیں اور ان کی بجائے غیر معتبر اور اوو وظائف بڑی دلچسپی سے پڑھتے ہیں جن کے پڑھنے کے لیے بخورات اور خورد و نوش وغیرہ کی عجیب عجیب شرائط بیان کی گئی ہیں حالانکہ کہاں ہم جیسے لوگ اور کہاں سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذات گرامی۔

امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی مشہور و متداول تفسیر ص ۲۲۶-ج ۷ میں فرماتے ہیں۔

و منها ان يدعوا بما ليس في الكتاب والسنة فيتخير الفاظا مقفاة و كلمات مسجعة قد وجدها في كرايس لا اصل لها ولا معول عليها فيجعلها شعاره ويترك ما دعا به رسوله عليه السلام

اور از قبیل اعتداء فی الدعا ایک یہ بھی ہے کہ کتاب و سنت کی ادعیہ کو چھوڑ کر ان مقفی الفاظ اور مسجع کلمات کو دعا کے لیے اختیار کرے جو غیر مستند اور ناقابلِ اعتماد رسائل، مکاتیب سے اخذ کی گئی ہوں اور ان کو اپنا شعار بنالے اور آنحضرت ﷺ کی ماثورہ ادعیہ کو ترک کر دے۔

جو سر بزم ہویدا بھی ہے مستور بھی ہے جو ہے نزدیک رگِ جاں سے بھی اور دور بھی ہے
 ذرے ذرے کو بہم جس کی تجلی کا وصال ہجر میں جس کے ہر اک ذرہ مگر پور بھی ہے
 جس کی قدرت کے نشان انفس و آفاق تمام جس کی رحمت کا مکاں سینہ مہجور بھی ہے
 جس کی طلعت کے سبب بندہ نا چیز کا دل نازشِ عرش بھی ہے رشکِ سر طور بھی ہے
 اپنے محبوب کا طالب بھی ہے مطلوب جسے وہ محبت بھی ہے امید بھی ہے نور بھی ہے
 خلد میں وجہ قرار ایک اُسی کا جمال ہے گرچہ دلجوئی کو واں حسنِ جواں حور بھی ہے
 مالک الملک بھی ہے صاحبِ ملکوت بھی ہے کبریا ہے، دلِ اسلم میں وہ مستور بھی ہے
 خُسن کا اپنے جو آئینہ کیا اس نے ہمیں غیر سے برتر و بیگانہ کیا اُس نے ہمیں

(اسلم و غیر)

خوب گڑگڑا کر دعا کی جائے

یہ دعا کا بارہواں ادب ہے عین العلم میں اس کے لیے يتضرع کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے جس کا مطلب ہے اللہ کے حضور رو رو کر، عاجزی و انکساری کے ساتھ اپنی درخواست پیش کی جائے کوئی حاجت مانگنا یا گناہوں کی معافی طلب کرنا تضرع اور عجز کہلاتا ہے۔

جس طرح گڑگڑا کر عاجزی اور فریاد کرنے والے کو دیکھ کر ہر انسان کا دل تسبیح جاتا ہے اور اس کی حالت پر رحم آنے لگتا ہے۔ اسی طرح رب العزت اپنے بندے کو دیکھتا ہے کہ وہ اس کے حضور میں تضرع اور عجز کے ساتھ فریاد پیش کر رہا ہے تو ضرور اس کی فریاد سی فرماتا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں بندوں کو بارگاہِ الہی میں دعا مانگتے وقت ایسے عجز و انکساری کی ہدایت فرمائی ہے۔ و اذ کسر ربك في نفسك تضرعاً (سورة اعراف)

پس دعا کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے سوال کی اہمیت اور مسؤل عنہ (باری سبحانہ و تعالیٰ) کی عظمت کے لحاظ سے اپنی دعا میں سوز و گداز، عجز و نیاز، لجاجت و سماجت و انکسار و افتقار اور اپنی شکستگی و در ماندگی، عاجزی، بے چارگی، بے بسی، بیکسی کا اظہار کرے۔ غرضیکہ دعاء میں غایت احتیاج اور نہایت افتقار کی حالت اختیار کرنی چاہیے شکل و صورت کا انداز بھی عاجزانہ ہو اور الفاظ، کلمات بھی افتقار کے مناسب ہوں، محض سوال اور دعا کے الفاظ پر ہی اکتفانہ کی جائے بلکہ دل بھی ساتھ ساتھ گریاں ہو اور زبان اس کی صحیح ترجمان ہو اور یہ دولت اہل اللہ کی صحبت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون۔

عارف باللہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

ایکے خواہی کز بلا جاں راخری	جان خود را در تضرع آوری
باتضرع باش تا شاداں شوی	گریہ کن تا بے دہاں خنداں شوی
اے خوشا چشمے کہ آں گریاں اوست	وے ہمایوں دل کہ آں بریاں اوست
آخر ہر گریہ ماخندہ است	مرد آخر ہیں مبارک بندہ است

اے اپنی جان کو مصیبت سے چھڑانے والے اپنی جان کو عاجزی و آہ و زاری کی طرف لے آ۔ اللہ کی بارگاہ میں آہ و زاری کرتا کہ خوشی حاصل ہو اس کی بارگاہ میں گزر گزاتا کہ مسکرا نا نصیب ہو کتنی قسمت والی ہے وہ آنکھ کو جو اس کی وجہ سے روتی ہے اور کتنا خوش نصیب ہے وہ دل جو اس کے لیے تڑپتا ہے ہمارا رونا بالآخر مسکرا نا ہے آخرت کی فکر کرنے والا ہی بابرکت انسان ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے:

اذا احب الله عبدا ابتلاه لیسع تضرعه (عن ابن مسعود و حسن لغیرہ کذا فی العزیزی ص ۷۹، ج ۱)

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس کو کسی بلاء میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اس کی گریہ و زاری سنے۔

(آداب الصاب ص ۴۳)

من بندہ شرمسارم، تو رحم کن رحیما	در فسق بے شمارم، تو رحم کن رحیما
اندر سرائے فانی، کردم گناہ تو دانی	در ماندہ را بخوانی، تو رحم کن رحیما
شرمندہ روئے زردم، جرم عظیم کردم	خود را بتو سپردم، تو رحم کن رحیما
غیبت دروغ گفتم، غافل بے محفتم	توبہ بے شکستم، تو رحم کن رحیما
در وقت نزاع جانم، گویا بکن زبانم	تا کلمہ بخوانم، تو رحم کن رحیما
از تن ردو چو جانم، بستہ شود زبانم	بے چارہ چوں بمانم، تو رحم کن رحیما
در گور چوں بمانم تنہا چوں بے کسانم	ہر دم ترا بخوانم، تو رحم کن رحیما
یا رب بحق مرداں، گورم فراخ گرداں	از فضل تا قیامم، تو رحم کن رحیما

یا رب گناہ گارم، پر عیب و شرمسارم
جنت بدہ، مکاتم با جملہ مؤمنانم
عمرم گزشت باطل، کردہ گناہ حاصل
من سعدی صفاتم، بر دین مصطفاتم
جز تو کسے نہ دانم تو رحم کن رحیم
تا جادواں بخوانم تو رحم کن رحیم
بر این فقیر غافل، تو رحم کن رحیم
ہر دم ہمیں بخوانم، تو رحم کن رحیم

دعا آہستہ آواز میں مانگی جائے

عین العلم میں ہے و یخفی فور دادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ، ان لا یحب المعتدین۔ آہستہ آواز سے دعا مانگے
چنانچہ قرآن مجید میں ہے اپنے رب سے گڑگڑا کر بھی دعا کرو اور چپکے چپکے بھی بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں
فرمایا اس (تیرھویں ادب) کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری علیہ الرحمہ زین الحکم شرح عین العلم کے ص ۱۰۴ ج ۱ میں لکھتے ہیں:
یخفی الدعاء عن غیرہ۔ دوسرے شخص سے چھپا کر دعا مانگے۔ پتہ

دعا میں جہاں تک ہو سکے اخفاء سے کام لیا جائے۔ یعنی چپ چپاتے اور آہستگی سے اپنے رب کے حضور سرگوشی اور مناجات کی
جائے۔ دعا کا اصل ادب یہی ہے الا یہ کہ کسی موقع پر خود شائع علیہ السلام ہی نے بلند آواز سے دُعا کرنے کا حکم دیا ہو۔
علامہ زحشری اپنی مشہور تفسیر کشاف ص ۱۱۰ ج ۲ پر لکھتے ہیں:

و عن الحسن رحمۃ اللہ علیہ ان اللہ یعلم القلب التقی والدعاء الخفی ان کان الرجل لقد جمع
القران وما یشعر بہ جارہ۔ ان کان الرجل لقد فقه الفقه الکثیر ولا یشعر الناس بہ۔ وان کان
الرجل لیصلی الصلوۃ الطویلۃ وعند الزور وما یشعرون بہ ولقد ادرکنا اقواماً ما کان علی
الارض من عمل یقدرون علی ان یعملوه فی السر فیکون علانیۃ ابداً۔ ولقد کان المسلمون
یجتهدون فی الدعاء وما یسمع لهم صوت ان کان الا همسا بینہم و بین ربہم۔ وذلك ان اللہ
تعالیٰ یقول ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ، وقد اثنی علی ذکر یا فقال اذنادی ربہ نداء خفیاً۔ و بین
دعوة السر ودعوة العلانیۃ سبعون ضعفاً۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ پر ہیز گار دل اور پوشیدہ دعا کو جانتا ہے۔ نیز
آپ نے فرمایا پہلے زمانہ میں بعض لوگ پورے قرآن کے حافظ ہوتے تھے اور لوگوں کو اس بات کا پتہ نہ ہوتا تھا۔ بعض
لوگ بڑے فقیہ ہوتے تھے اور لوگوں کو اس کا علم بھی نہ ہوتا تھا اور بعض لوگ اپنے گھروں میں لمبی لمبی نمازیں پڑھتے
تھے اور ان کے گھر کے رہنے والے مہمانوں کو اس کا شعور بھی نہ ہوتا تھا۔ لیکن اب ایسے لوگ ہیں کہ روئے زمین پر کوئی
کام نہ پھا کر نہیں کر سکتے۔ حالانکہ پہلے مسلمان لوگ نہایت زاری سے دعا کرتے تھے مگر ان کی آواز سنائی نہ دیتی تھی
کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمادیا ہے ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ اور حضرت زکریا علیہ السلام کی پوشیدہ دعا کو اللہ تعالیٰ
نے مقام مدح میں ذکر فرمایا اور فرمایا، اذ نادى ربہ نداء خفیاً۔ جب اس نے اپنے رب کو پوشیدہ طور پر چپ

چپاتے پکارا۔ نیز آپ نے فرمایا کہ پوشیدہ و علانیہ دعا میں سترگنا فرق ہے۔ (انجی)

دردِ دل کی بھی کوئی دوا چاہیے تیرے پیار کو بس شفا چاہیے
رنج و غم سے بکھر نہ میں جاؤں کہیں میں تیرا ہوں تو تیری رضا چاہیے

بہترین دعا اور بہترین رزق

اسی آیت کریمہ کے تحت احکام القرآن ص ۴۲ ج ۳ میں بھاص رازی رحمۃ اللہ علیہ حسن بصری کے مذکورہ آثار نقل فرمانے کے بعد رقمطراز ہیں۔

وروی سعد بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر الذکر الخفی وخیر الرزق ما یکفی قال ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ فی هذه الایة وما ذکرنا من الآثار علی ان اخفاء الدعا افضل من اظهاره لان الخفیة هی السر .

حضرت سعد بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین ذکر وہ ہے جو پوشیدہ ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو جائے۔

ابوبکر بھاص رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت اور ان احادیث سے جو ہم نے اوپر بیان کی ہیں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اخفاء دعا اظہار سے افضل ہے کیونکہ خفیہ بمعنی پوشیدہ ہے۔ (بکذابی القرطبی ص ۲۲۳ ج ۷)
نیز احکام القرآن ص ۵۵ ج ۳ میں پوشیدہ دعا کی وجہ فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وانما اخفاء الدعا افضل لانه ابعد من الرياء واقرب من الاخلاص واجد ربا لا استجابة دعا کا پوشیدہ مانگنا اس لیے افضل ہے کہ پوشیدہ دعا ریا سے زیادہ دور، اور اخلاص سے زیادہ قریب اور قبولیت کے زیادہ لائق ہوتی ہے۔

اور علامہ ابن القیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بدائع الفوائد میں اور النفسیر القیم ص ۲۴۵ میں پوشیدہ دعا کے بہت سے فوائد لکھے ہیں۔

ازاں جملہ یہ ہیں:

- آہستہ دعا عظمت ایمان کی نشانی ہے کیونکہ دعا کرنے والے کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ پاک دعا خفی کو بھی سنتا ہے۔
- ادب و تعظیم کے لحاظ سے بھی یہی طریقہ موزوں ہے۔ دنیا میں بادشاہوں اور حاکموں کے درباروں میں گفتگو کرتے ہوئے ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا گستاخی اور خلاف ادب قرار دیا جاتا ہے پھر وہ خدا جو ہلکی اور دھیمی آواز بھی سن لیتا ہے۔ اس کے حضور میں تو سب کی دعا اور زیادہ مناسب ہے۔
- تضرع اور خشوع دونوں دعا کی جان ہیں اور یہ دونوں بہ نسبت اونچی آواز کے پست آواز سے زیادہ حاصل ہوتے ہیں اور کوئی بھی عاجز و مسکین، نیاز مند نہ حالت میں اپنی آواز کو اونچا نہیں کرتا کیونکہ اونچی آواز میں طغیانی ہے اور دعا میں طغیانی نہیں بلکہ عجز و مسکنت کی ضرورت ہے۔

○ پوشیدہ دعا میں ریا کاری اور نمائش پسندی کی بجائے اخلاص کا پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔

○ پست آواز سے دلجمعی حاصل ہوتی ہے۔ بلند آواز سے یکسوئی اور جمعیت خاطر پر آگندہ ہو جاتی ہے جس قدر آواز پست ہوگی اتنا ہی خدا سے لگاؤ اور تعلق میں اضافہ ہوگا۔

○ پست آواز میں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے گویا وہ اس طرح سرگوشی کر رہا ہے جس طرح ایک قریبی دوست سے کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی پوشیدہ دوسری دعا کی مدح فرمائی۔

یاد رہے: اس آیت کریمہ کے تحت جمل ص ۱۵۰ ج ۲ و خازن ص ۲۳۱ ج ۲ میں طاعات و عبادات میں اظہار و اخفاء کے افضل مواقع بیان کیے ہیں نیز اس سے متعلق حکیم ترمذی کا قول فیصل بھی نقل کیا ہے۔ مزید تفصیل مندرجہ بالا تفاسیر میں مذکور ہے۔

اے کردہ بہ عالم از تقاضائے عطا بابے ہنراں لطافت آموزیھا

از لرزہ دو لخت شدہمہ حرف دعا یا رب ہر مشکل را آساں فرما

(حافظ صوفی افضل فقیر)

پوری امید کے ساتھ دعا کی جائے

دعا کا چودھواں ادب یہ ہے کہ وبحقق الرجاء فوردا دعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابة (یعین العلم) قبولیت دعا کی امید قوی رکھے جیسا کہ حدیث شریف میں حکم دیا گیا تم پورے یقین کے ساتھ اللہ سے مانگو۔ دعا کی قبولیت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن اور یقین کو بڑا دخل ہے اس لیے دعا مانگتے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے کرم پر پورا بھروسہ ہونا چاہیے اور یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرمائے گا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرو کہ تمہارے دل میں اس کی قبولیت کا یقین ہو۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ پر بے اعتمادی اس کی بارگاہ کرم میں گستاخی ہے۔

کس سے مانگیں، کہاں جائیں، کس سے کہیں اور دنیا میں حاجت روا کون ہے
سب کا داتا تُو، سب کو دیتا ہے تُو، تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے
کون مقبول ہے، کون مردود ہے، بے خبر! کیا خبر تجھ کو، کیا کون ہے
جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر، تب گھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے
کون سُخا ہے فریاد مظلوم کی، کس کے ہاتھوں میں کنجی ہے مقوم کی
رزق پر کس کے پلتے ہیں شاہ و گدا، مسند آرائے بزمِ عطا کون ہے
اولیا تیرے محتاج اے رب کل! تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رسل
ان کی عزت کا باعث ہے نسبت تری، ان کی پہچان تیرے سوا کون ہے
میرا مالک مری سُن رہا ہے فغاں، جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زباں

اب مری راہ میں کوئی حائل نہ ہو نامہ بر کیا نکلا ہے، صبا کون ہے
ابتدا بھی وہی، انتہا بھی وہی، ناخدا بھی وہی ہے خدا بھی وہی
جو ہے سارے جہانوں میں جلوہ نما، اُس احد کے سوا دوسرا کون ہے

(صاحبزادہ نصیر الدین نصیر)

دعا میں صداقت کیسے پیدا ہو؟

مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۳۱ ج ۵ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث و انتم موقنون بالاجابة کے تحت لکھتے ہیں:
وانتم معتقدون ان الله لا يخيبكم لسعة كرمه وكمال قدرته واحاطة علمه لتحقيق صدق الرجاء
وخلوص الدعاء لان الداعي ما لم يكن رجاؤه واثقا لم يكن دعاؤه صادقا .
دعاء کرتے وقت تمہارا یہ پختہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وسیع کرم اور کمال قدرت اور علم محیط کی بدولت تمہیں
محروم نہ رکھے گا تا کہ (تمہارے اس پختہ عقیدہ کی وجہ سے) اُمید میں صدق اور دعا میں اخلاص پیدا ہو جائے اور جب
تک دعا کرنے والے کی امید قوی نہیں ہوتی، اس وقت تک دعا میں صداقت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ص ۳۱۳ ج ۲ میں فرماتے ہیں:

ينبغي للمؤمن ان يجتهد في الدعاء ويكون على رجاء من الاجابة ولا يقنط من رحمة الله لانه
يدعوا كريما .

مومن کو چاہیے کہ دعا میں خوب دل لگائے اور قبولیت دعا کی امید رکھے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، کیونکہ وہ
کریم ذات سے مانگ رہا ہے۔ (اور گنہگار بندوں کو بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ انہیں بھی قبولیت دعا کی قوی امید
رکھنی چاہیے کیونکہ خدا کی رحمت کا دامن اتنا وسیع ہے کہ اس کے سامنے انسان کے گناہ سب بالکل سچ ہیں۔)

قال سفيان بن عيينه رحمه الله عليه لا يمنع احدا من الدعاء ما يعلمه من نفسه فان الله قد

اجاب دعاء شوالخلق ابليس . قال رب فانظرني الى يوم يبعثون قال انك من المنظرين .

سفيان بن عيينه رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمہیں اپنے نفس کی بد اعمالی دعا سے باز نہ رکھے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تو
مخلوق میں سب سے بدتر یعنی ابلیس ملعون کی بھی دعا قبول فرمائی جب کہ اس نے کہا کہ پروردگار! قیامت تک کے
لیے مہلت چاہتا ہوں۔ تو اللہ نے کہا۔ جا تجھے مہلت دی گئی۔

وہ حقائق ہوں اشیاء کے یا تشک وخر، فہم وادراک کی زد میں ہیں سب، مگر

ماسوا ایک اُس ذات بے رنگ کے، فہم وادراک سے ماورزی کون ہے

انبیاء، اولیاء، اہل بیت نبی، تابعین و صحابہ پہ جب آ بنی

گر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی، تو نہیں ہے تو مشکل کشا کون ہے

اہل فکر و نظر جانتے ہیں تجھے کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے
اے نصیر! اس کو تو فضل باری سمجھ، ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے

جب تیرے گناہ بہت زیادہ ہو جائیں

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح اربعین نوویہ ص ۲۲۹ پر یہ اشعار عربیہ نقل فرمائے ہیں جو بار بار پڑھنے کے قابل ہیں۔

اذا كثرت منك الذنوب فداوها . برفع يد في الليل والليل مظلم . ولا تقنطن من رحمة الله انما .

قنوطك منها من خطاياك اعظم . فرحمته للمحسنين كرامة . ورحمة للمسرفين تكرم

جب تیرے گناہ بہت زیادہ ہوں تو اُن کا علاج یہ ہے کہ تو اندھیری رات کو دعا کے لیے ہاتھ اٹھا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو ورنہ تیری یہ مایوسی تیرے گناہوں سے بدتر گناہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکوکاروں کے لیے تو باعثِ عزت ہے، اور گناہگاروں کے لیے اس کی رحمت کرم نوازی ہے۔

اور امام ابن ابی الدنیا اپنے ایک رسالہ حافلہ (الفرج بعد الشدة) میں فرماتے ہیں۔

احسن الظن برب عودك احسن الظن بالامس سوى اودك

اپنے مالک سے نیک گمان رکھو جس نے تمہیں انعامات کا عادی بنا رکھا ہے اور (گذشتہ) کل تک تمہاری کجی کو درست فرمایا ہے۔

ان ربا كان يكفيك الذي كان بالا مس سيكفيك غدك

جو مالک کل تک تیرے تمام مقاصد کی کفالت کرتا تھا وہ آئندہ بھی کرے گا۔

اور علامہ فشتی المجالس السنیہ شرح اربعین نوویہ ص ۳۵ پر فرماتے ہیں:

سبحان من لا يخيب من قصده من قصد الله صادقا وجده

پاک ہے وہ ذات جس کا قصد کرنے والا ناامید نہیں ہوتا، اور طلب صادق رکھنے والا اللہ تعالیٰ کو پالیتا ہے۔

قد شمل الخلق فضل نعمته كل الى فضله يمد يده

اس کی نعمت کا کرم تمام مخلوق کو شامل ہے اور ہر ایک اس کے فضل کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے

وہ ارحم الراحمین ہے اس کے دربارِ عالی سے ناامید ہونا مسلمان کی شان نہیں۔ جو کافروں کو نعمت سے محروم نہیں رکھتا تجھے کب

محروم رکھے گا۔

اے کریمے کہ از خزانہ غیب

دوستاں را کجا کنی محروم

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ

ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست

کبر و ترسا وظیفہ خود داری

تو کہ با دشمنان نظر داری

گر کافر و کبر و بت پرستی باز آ

صد بار گر توبہ نکستی باز آ

قال يحيى بن معاذ رحمه الله عليه يقول كيف ادعوك وانا عاص وكيف لا ادعوك وانت كريم .
(تعلیق الصبح ص ۳۴ ج ۳)

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اے میرے پروردگار! میں گنہگار ہو کر کیسے تجھ سے دعا مانگوں، مگر جب تو بڑے کرم والا ہے تو کیسے دعا کو چھوڑ دوں۔

تصدق اپنے خدا کے جاؤں یہ پیار آتا ہے مجھ کو انشاء اِدھر سے ایسے گناہ پیہم اِدھر سے یہ دمبدم عنایت

دعا کا پندرھواں ادب

وان یسال بعزم . دعا کو عزم و یقین کے ساتھ مانگے۔ (حسن حصین)

مطلب یہ کہ دعا پورے عزم بالجزم کے ساتھ مانگنی چاہیے اور دعا میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہ ہو جس سے بندہ کی بے نیازی اور بے پرواہی کا پہلو نکلتا ہو۔ مثلاً کوئی یوں کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو ایسا کر دے۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ اس میں بھی بندہ کی بے نیازی اور استغناء جھلکتی ہے جو اسے کسی صورت بھی زیب نہیں دیتی۔
بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دعا احدكم فلا يقل اللهم اغفر لي ان شئت . ارحمني

ان شئت ارزقني ان شئت وليعزم مسئلته انه يفعل ما يشاء ولا مكره له .

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دعا مانگو تو یوں مت کہو کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما دے۔ تو چاہے تو مجھے روزی دے دے بلکہ خوب اصرار کے ساتھ کسی شرط و تردد کے بغیر مانگا کرو کیونکہ وہ خود مختار ہے

جو چاہتا ہے کرتا ہے اس پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اذا دعا احدكم فليعزم المسألة ولا يقل اللهم ان شئت فاعطني فان الله لا مستكره له . جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو عزم بالجزم کے ساتھ کرے یوں نہ کہے کہ الہی تو چاہے تو میری حاجت کو پورا فرما دے کیونکہ اللہ پہ کوئی جبر کرنے والا نہیں ہے۔

دم دم کیف و سرور ہے طاری
کی ہے قلم نے شگرف کاری
رب کریم وہ خالق و باری
سب پہ کرم کی بارش جاری
عالم خواب ہو یا بیداری
کب ہے ہمت کب ہے یاری

ذکر خدا سے ہے سر شاری
حمد کے موتی میں نے ڈھونڈے
واحد رحیم ہے قادر مطلق
شاہ و گدا، درویش تو نگر
اک اک سانس ہے اس کی امانت
اس کی حقیقت ثنا میں لکھوں

(محمد حفیظ نقشبندی مجددی)

دعا یوں مت مانگو

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دعا احدكم فلا يقل اللهم اغفر لي ان شئت ولكن
ليعزم وليعظم الرغبة فان الله لا يتعاظمه شي اعطاه

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تم دعا مانگو تو یوں مت کہو کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے بلکہ بلا شرط پورے
جزم و یقین اور پوری رغبت کے ساتھ دعا مانگا کرو کیونکہ اللہ کو بڑی سے بڑی چیز دینی بھی کچھ مشکل نہیں ہوتی۔
امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ الا انوار القدسیہ میں ص ۲۸۱، ۲۸۲ پر فرماتے ہیں۔

ولكن يحتاج الداعي ان يكون متلبسا باداب الدعاء ويتحفظ جهده من ان يدعوا الله تعالى في
حصول الشيء الا بعد تفويض ذلك الامر اليه فربما سال العبد شيئاً فكان فيه هلاكه كما وقع
لبلعام بن باعوراء وكما وقع لثعلبة حين قال يا رسول الله اسأل الله ان يكثر مالي فكان في ذلك
هلاكه .

دعا کرنے والے کو سب سے پہلے اپنے آپ کو آداب دعا کے ساتھ آراستہ کرنا چاہیے بعدہ حسب المقدور اس بات کی
کوشش کرے، کہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے پہلے اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ بسا اوقات انسان ایک چیز کا اللہ
تعالیٰ سے سوال کرتا ہے اور اس میں اس کے لیے ہلاکت مضمّن ہوتی ہے جیسی بلغم بن باعوراء کے ساتھ واقعہ پیش آیا اور
جس طرح ثعلبہ نے رسول کریم ﷺ سے کثرت مال کے لیے دعا کی درخواست کی تھی اور وہی کثرت مال اس کے
لیے باعث تباہی ثابت ہوئی۔

ولو ان العبد قال اللهم اعطني كذا او ادفع عني كذا ان كان فيه صلاح لم يهلك لانه تعالى
ان اعطاه ما سال كان خيراً وان منعه اياه كان خيراً . وان دفع عنه ذلك البلاء كان خيراً . وان
لم يدفعه كان خيراً .

اور اگر بندہ اپنی دعا میں یوں کہے اے اللہ مجھے یہ عنایت کر یا مجھ سے اس مصیبت کو دور کر دے اگر اس میں میری
صلاح و فلاح ہے تو یہ شخص تباہی سے بچ جائے گا۔ اب اللہ تعالیٰ اس کو اس کی مطلوبہ چیز اسی صورت میں عنایت فرمائے
گا جب کہ وہ اس کے حق میں سراسر بہتر ہوگی اور اگر مطلوبہ چیز نہ عنایت فرمائے گا تو اسی میں اس کی بہتری ہوگی۔
اسی طرح اگر مصیبت کے دور کرنے میں بہتری ہوگی تو دور فرمائے گا اور اگر ابتلاء میں بندہ کی بہتری ہوگی تو اس کو مبتلا ہی
رکھے گا۔

اے رب دو جہاں تو مالک ہے کون و مکان میں کروں حمد و ثنا کس طرح تیری بیاں
تو مختار مالک ہے میں ہوں ادنیٰ حقیر کس طرح پہنچوں تجھ تک حیرت ہے اونچی شان

بخشتے تو نے علم و ہنر کے خزانے اپنے نیک بندوں کو عزت، دولت، شہرت دے بھی نبی ﷺ کے صدقے میں باب قبول کے کھول اب مریم کی دعاؤں کے لیے غم میں بھی قانونِ فطرت سے میں کچھ بدظن نہیں دے مجھ کو علم و ہنر کی دولت، بڑھا دے میری آن کھول دے دررحمت کے بنا دے تو بگڑے کام واسطہ رحمت عالم کا دیتی ہوں میں صبح و شام یہ سمجھتا ہوں کہ میرا دوست ہے دشمن نہیں (صاحبزادی مریم فیض)

یہ سمجھتا ہوں کہ میرا دوست ہے دشمن نہیں

و من کلام سیدی الشیخ ابی الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ اذا خیرک اللہ تعالیٰ فی شیء فایاک ان تختار وفر من اختیارک الی اختیارہ فانک جاہل بالعواقب حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ تجھے کسی چیز میں اختیار دے تو مختار ہونے سے بچو اور اپنے اختیار کو اللہ کی پسند میں فنا کر دو کیونکہ تم نتائج سے بے خبر ہو۔

و سمعت سیدی محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ یقول من اقبح الذنوب عند اللہ ان یسأل العبد ربہ فی حصول شی من غیر تفویض ثم اذا اعطاه له وحصل له منه ضجر و تعب سأل اللہ ان یحولہ عنہ . فان الحق تعالیٰ جودہ فیاض علی عبدہ . ولہ اوقات لا یرد فیہا سائلاً ولو کان کافراً . والحق تعالیٰ لیس ہو تحت امرنا ولا طاعتنا . حتی نقول لہ بکرة النہار مثلاً افعل لنا کذا ثم اخر النہار نندم ونقول لہ حول عنا ما اعطیتہ لنا بکرة النہار .

حضرت محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے قبیح گناہ یہ ہے کہ بندہ اپنے رب سے بغیر تفویض کے کسی چیز کا سوال کرنے۔ پھر جب اس کی وہ آرزو پوری کر دی جائے تو ضجر و ملال کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگنے لگ جائے کہ اب اس کو مجھ سے ہٹا دے۔ اللہ تعالیٰ جواد، فیاض تو ہے ہی اور اس کے ہاں ایسے اوقات مبارک بھی ہیں جن میں کافر تک کی بھی دعا رد نہیں فرماتا اور اللہ تعالیٰ ہمارے ماتحت اور تابع تو ہرگز نہیں ہے۔ (معاذ اللہ) ہم صبح کو تو یہ کہیں کہ ہمارا یہ کام کر دے اور شام کو پشیمان ہو کر یوں کہیں کہ صبح کی مسئلہ چیز کو ہم سے ہٹا دے۔

ما للعباد علیہ حق واجب کلا ولا سعی لیدیہ ضائع

ان عذبوا فبعذله او نعموا فبفضله وهو الکریم الواسع

اللہ تعالیٰ پر بندوں کا کوئی حق واجب نہیں اور نہ ہی اس کے ہاں کسی کی کوشش ضائع و بے سود جاتی ہے (ان اللہ لا یصیع اجر المحسنین) اگر لوگ عذاب میں ڈال دیے جائیں تو یہ اس کا عدل ہے یا اگر انعامات کے ساتھ نواز دیے جائیں تو یہ محض اس کا فضل ہے اور وہ کریم ہے وسیع خزانوں کا مالک ہے۔

خدا یا بے پراں نوں پار لگا دے مدینہ سب نوں سوہنے دا دکھا دے
 شفاعت دی جیہڑا خیرات وٹے اسانوں اوہ نخی داتا دکھا دے
 جینوں ویکھاں تے تڑکے کجھ نہ دیکھاں اوہ سوہنا گنبد خضریٰ دکھا دے
 میں اوہدے قدماں دی خیرات منگاں مدینے پاک دا منگتا دکھا دے
 جھکے جس دے غلام اگے زمانہ اوہ بیٹھا پورے آقا دکھا دے
 جدوں اکھ کھولاں تے دیکھا مدینہ مرے موٹی سبب ایسا بنا دے
 تیری امت پئی دھیپاں چہ سڑی مدینے دی ہوا ٹھنڈی چلا دے
 ہنیرے دے اسیں مارے ہوئے آں ہٹا زلفاں تے آکے دن چڑھا دے
 اکھاں وچ اشک منہ تے ناں نبی دا ظہوری نعت انج پڑھا دکھا دے

(محمد علی ظہوری)

دعا کا سولہواں ادب

ویلح فورد ان اللہ یحب الملحین فی الدعاء واقلة التلیث . دعا میں الحاج کرے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا میں الحاج کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور کم مرتبہ الحاج کا تین بار ہے۔ الحاج (اصرار) کی شرح کرتے ہوئے امام شعرانی مواقع الانوار ص ۴۹ یہ فرماتے ہیں۔

ولا یخفی ان الحق تعالیٰ یحب من عباده الا لحاح فی الدعاء لانه موذن بشدة الفاقة والحاجة ومن لم یلح فی الدعاء فکان لسان حاله یقول انا غیر محتاج الی فضل اللہ تعالیٰ اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ دعا میں بندوں کے الحاج کو پسند فرماتا ہے کیونکہ الحاج سے بندہ کی شدت احتیاج اور ضرورت کا اظہار ہوتا ہے اور جو شخص دعا میں الحاج نہیں کرتا وہ گویا زبان حال سی یہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کا محتاج نہیں ہوں۔ اور کہا گیا ہے:

من کان اضعف . کان الرب بہ الطف جو شخص جس قدر منکسر ہوگا۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم اس کے شامل حال ہوگا

زور را بگزار و زاری را بگیر رحم سوئے زار آید اے فقیر
 زین الحکم شرح عین العلم ص ۱۰۵ اج میں یلح کے تحت فرماتے ہیں: ای یکسر الدعاء کلمات دعائیہ کو بار بار دہرائے۔

اور تکرار سوال بھی طلب صادق کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان کری می ہے کہ وہ بار بار کلمات دعا کے دہرانے سے خوش ہوتا ہے اور کلمات دعا کو کم از کم تین بار لوٹانا چاہیے کیونکہ تکرار کا کم از کم مرتبہ تین بار ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے:

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کان علیہ السلام اذا دعا دعا ثلاثا واذا سأل سأل ثلاثا۔ (رواہ مسلم)
مسلم شریف میں مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب دعا فرماتے تھے تو تین بار دہراتے تھے۔
اور مراقی الفلاح کے حاشیہ طحاوی ص ۱۷۳ میں ہے:

و ینبغی ان یلح مرة بعد مرة وقتاً بعد وقت وان یکرره ثلاثا
اور دعا کرنے والے کے لیے مناسب یہی ہے کہ دعا میں بار بار الحاح کرے اور ہر وقت مانگے اور کلمات دعا کا تین بار
تکرار کرے۔

غم میں بھی قانونِ فطرت سے میں کچھ بدظن نہیں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا دوست ہے دشمن نہیں

دعا میں جلد بازی سے پرہیز کرے

دعا کا سترھواں ادب یہ ہے کہ ولا یستعجل فوراً یدستجاب لا حد کم مالم یعجل (عین العلم) دعا کرنے میں جلد
بازی کا مظاہرہ نہ کرے حدیث شریف میں ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک کہ جلدی نہ کرے۔
بعض اسباب کی وجہ سے دعا کا اثر مرتب نہیں ہوتا۔ ان میں سے ایک بندہ کی عجلت بھی ہے۔ دعا مانگنے والے کو چاہئے کہ دعا
کی قبولیت کے بارے میں جلد بازی اور عجلت سے کام نہ لے اور اگر قبولیت دعا میں کچھ دیر ہوتی دکھائی دے تو دل برداشتہ اور مایوس
ہو کر دعا کو ترک نہ کر دے بلکہ پورے اعتماد اور یقین محکم کے ساتھ دعا کا سلسلہ جاری رکھے۔ دیکھئے کوئی درخت جلد پھل دینے لگتا
ہے، اور کوئی دیر سے ثمر لاتا ہے، دعا مانگنے والے کو ضروری ہے کہ یاس اور نا اُمیدی کا اثر دل پر نہ ہونے دے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

سگان دنیا کے امیدواروں کو دیکھا جاتا ہے کہ تین تین برس اُمیدواری میں گزارتے ہیں۔ صبح و شام ان کے دروازے پر
دوڑتے ہیں اور وہ ہیں کہ رخ نہیں ملاتے، بار نہیں دیتے، جھڑکتے، دل تنگ کرتے، ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ امیدواری میں لگایا
تو بیگار ڈالی، یہ حضرت گرہ سے کھاتے، گھر سے منگاتے، بیکار بیگار کی بلا اٹھاتے ہیں، اور وہاں برسوں گزریں ہنوز روز اول ہے، مگر
یہ نہ امید توڑیں، نہ پیچھا چھوڑیں۔

اور احکم الحاکمین، اکرم الاکرمین عز جلالہ کے دروازے پر اول تو آتا ہی کون ہے، اور آئے بھی تو اکتاتے گھبراتے، کل کا ہوتا
آج ہو جائے، ایک ہفتہ کچھ پڑھتے گزرا اور شکایت ہونے لگی صاحب پڑھا تو تھا کچھ اثر نہ ہوا، یہ احمق اجابت کا دروازہ اپنے لیے
خود بند کر لیتے ہیں، اور پھر بعض تو ایسے جاے سے باہر ہو جاتے ہیں کہ اعمال و ادعیہ کے اثر سے بے اعتقاد، بلکہ اللہ عز و جل کے
وعدہ و کرم سے بے اعتماد، والعیاذ باللہ الکریم الجواد، ایسوں سے کہا جائے، اے بے حیا! بے شرمو! ذرا اپنے گریبان میں
منہ ڈالو، اگر کوئی تمہارا برابر والا دوست تم سے ہزار بار کچھ کام اپنے کہے اور تم اس کا ایک کام نہ کرو، تو اپنا کام اس سے کہتے ہوئے
اول تو آپ لجاؤ گے کہ ہم نے تو اس کا کہنا کیا ہی نہیں، اب کس منہ سے اس سے کام کو کہیں پور غرض دیوانی ہوتی ہے، کہہ بھی دیا اور
اس نے نہ کیا اصلاً محل شکایت نہ جانو گے کہ ہم نے کب کیا تھا جو وہ کرتا۔ اب جانچو۔ پھر تم مالک علی الاطلاق عز جلالہ کے کتنے احکام

بجالاتے ہو۔ اس کے حکم بجا نہ لانا اور اپنی درخواست کا خواہی نہ خواہی قبول چاہنا کیسی بے حیائی ہے۔

اواحمق! پھر فرق دیکھ، اپنے سر سے پاؤں تک نظر غور کر ایک ایک روئیں میں ہر وقت ہر آن کتنی کتنی ہزار در ہزار صد ہزار بے شمار نعمتیں ہیں۔ تو سوتا ہے اور اس کے معصوم بندے تیری حفاظت کو پہرہ دے رہے ہیں۔ تو گناہ کر رہا ہے اور سر سے پاؤں تک صحت و عافیت، بلاؤں سے حفاظت، کھانا، ہضم، فضلات کا دفع، خون کی روانی، اعضا میں طاقت، آنکھوں میں روشنی، بے حساب کرم، بے مانگے بے چاہے تجھ پر اتر رہے ہیں، پھر اگر تیری بعض خواہشیں عطا نہ ہوں تو تو کس منہ سے شکایت کرتا ہے۔ تو کیا جانے کہ تیرے لیے بھلائی کا ہے میں ہے۔ تو کیا جانے کہ کیسی سخت بلا آئی ہو تھی کہ اس دعا نے دفع کی۔ تو کیا جانے کہ اس دعا کے عوض کیسا ثواب تیرے لیے ذخیرہ ہو رہا ہے۔ اس کا وعدہ سچا ہے۔ ہاں بے اعتقادی آئی تو یقین جان کہ مارا گیا، اور ابلیس لعین نے تجھے اپنا سا کر لیا والعیاذ باللہ سبحانہ و تعالیٰ۔

اے ذلیل خاک، اے آبِ ناپاک! اپنا منہ دیکھ اور اس عظیم شرف کو غور کر۔ کہ اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے، اپنا پاک متعالی نام لینے، اپنی طرف منہ کرنے اور اپنے پکارنے کی تجھے اجازت دیتے ہیں، لاکھوں مرادیں اس فضل عظیم پر نثار، او بے صبرے! ذرا بھیک مانگنا سیکھ، اس آستانہ رفیع کی خاک پر لوٹ جا اور لپٹا رہ اور کنگی بندھی رکھ کہ اب دیتے ہیں، اب دیتے ہیں بلکہ اے پکارنے، اس سے مناجات کرنے کی لذت میں ایسا ڈوب جا کہ ارادہ و مراد کچھ یاد نہ رہے، یقین جان کہ اس دروازے سے محروم ہرگز نہ پھرے گا۔ کہ۔ من دق باب الکریم انفتح ﴿۱﴾ وبالله التوفیق (ذیل الدعاء ص ۳۶)

ملا علی قاری فرماتے ہیں

ملا علی قاری رحمہ اللہ سیرقات شرح مشکوٰۃ ص ۳۶ ج ۵ میں فرماتے ہیں۔

ولا ينبغي ان يمل من الدعاء لانه عبادة وتأخير الاجابة اما لانه لم يات وقته لان لكل شي وقتاً مقدرًا في الازل اولانه لم يقدر في الازل قبول دعائه في الدنيا فيعطى في الآخرة من الثواب عوضه او يؤخر دعاؤه ليلح ويبالغ في الدعاء فان الله يحب الملحين في الدعاء.....

اور دعا کرنے والے کے لیے یہ مناسب نہیں کہ دعا کرنے سے اکتا جائے اس لیے کہ دعا خود عبادت ہے۔ باقی قبولیت دعا کی تاخیر کے کئی وجوہ ہیں۔ یا تو اب تک اس کا وہ وقت نہیں آیا جو ازل میں مقرر کیا گیا تھا۔ یا پھر ازل میں اس کی دعا کی قبولیت دنیا میں مقدر ہی نہیں تو پھر اس دعا کے عوض اس کو آخرت میں بدلہ دے دیا جائے یا قبولیت دعا میں تاخیر اس لیے ہوتی ہے تاکہ دعا کرنے والا دعا میں الحاح اور بار بار تکرار کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ دعا میں الحاح کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ الی الآخرہ

زین الحکم ص ۱۰۵ ج ۱ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ اسی ادب کے ضمن میں لکھتے ہیں:

و اذا سال احدكم ربه سألة لتعرف الاجابة فليقل الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات جب دعا قبول ہو جائے تو یہ کہے الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات . ومن ابطاء عنه من ذلك شيء فليقل

الحمد لله على كل حال اور جب قبولیت میں دیر ہو تو کہے الحمد لله على كل حال یعنی اس طرح کا تقاضا نہ کرے کہ جس طرے کوئی حقدار اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے بلکہ اگر دعا قبول ہو جائے تو اسے محض اللہ تعالیٰ کا کرم سمجھے اور اگر قبول نہ ہو تو راضی برضا رہے اور اسے بھی کسی مصلحت پر مبنی سمجھ کر اللہ کی حمد و ثناء میں مصروف رہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

لا يزال يستجاب للعبد ما لم يدع بائنا وقطعية رحم ما لم يستعجل قيل يا رسول الله ما الاستعجال قال يقول وقد دعوت فلم اريستجب لي فيستحرج عند ذلك فيدع الدعاء (کنز العمال للمفتی، ۳۲۴۰، ۸۲/۲)

بندہ اگر جلدی نہ کرے تو اس کی دعا اس وقت تک قبول کی جاتی ہے جب تک کہ کسی گناہ یا قطعی رحم کی دعا نہ کرے بشرطیکہ جلد بازی سے کام نہ لے عرض کیا گیا حضور جلد بازی (الاستعجال) کیا ہے فرمایا: یوں کہے۔ میں نے دعا کی پھر دعا کی لیکن قبول نہ ہوئی پھر وہ گھبرا کر دعا کرنا ہی چھوڑ دے۔

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : يستجاب لا حدکم ما لم یعجل ، يقول : دعوت ما لم يستجب لی .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی اور قبول نہ ہوئی۔ (السنن لابن ماجہ ۲/۲۸۲-المسند لاحمد بن حنبل ۲/۳۹۶-الجامع الصغیر للسیوطی ۲/۵۹۰-فتح الباری للعسقلانی، ۱۱، ۱۴۰☆ الترغیب والترہیب للمذری ۲/۴۹۰)

دعا کا اٹھارھواں ادب

یہ ہے کہ دعا سے پہلے کوئی نیک عمل کرے اور مصیبت کے وقت اپنی کی ہوئی نیکی کو یاد کرے۔ و تقدیم عمل صالح و ذکرہ عند الشدة . (حصن حصین) دعا سے پہلے وضو کر کے دو رکعت نماز نفل کا اہتمام کرے اور حمد و ثناء کے بعد اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

من كانت له حاجة الى الله تعالى او الى احد من بنى ادم فليتوضاء وليحسن الوضوء ثم ليصل ركعتين ثم يثن على الله تعالى عزوجل ويصل على النبي صلی اللہ علیہ وسلم جس کسی شخص کو اللہ تعالیٰ یا کسی انسان سے حاجت کا معاملہ درپیش ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بجالائے اور سرور کائنات ﷺ پر درود بھیجے (اس کے بعد اپنی حاجت پیش کرے)

(ترمذی۔ مستدرک للحی کم)

صاحب طبقات الشافعیہ فرماتے ہیں:

و ينبغي للداعي ان يبدأ بعمل صالح يتنور به قلبه ليعقبه الدعاء ولذلك كان الدعاء عقب

المكتوبات اقرب الى الاجابات ومن افضل الاعمال الصلوة وقد جاء في احاديث كثيرة - الامر بتقديمها على الدعاء عند الحاجات واقل الصلوة ركعتان فان حصل نور بها واشرفت علام القبول فالاولى الدعاء عقبها والا فليصل المرء الى ان تلوح امارات القبول فيعرض اذذاك عن الصلوة ويفتح الدعاء فان اقرب الاجابة .

دعائے مانگنے کے لیے یہ مناسب ہے کہ دعائے مانگنے سے پہلے کوئی نیک عمل کرے تاکہ اس نیک عمل کی بدولت اس کا قلب منور ہو جائے۔ اس کے بعد دعا کرے یہی وجہ ہے کہ فرض نمازوں کے بعد دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے اور نماز تمام نیک اعمال میں افضل ہے اور بہت سی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ضرورت کے وقت دعا کرنے سے پہلے نماز پڑھی جائے اور نماز کم سے کم دو رکعت ہوتی ہے اگر دو رکعت پڑھنے کے بعد قلب میں نورانیت پیدا ہوا اور قبولیت کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ تب تو ان ہی دو رکعتوں کے بعد دعا کرے۔ ورنہ پھر نماز پڑھے، اور جب تک قبولیت کی علامات ظاہر نہ ہوں برابر نماز پڑھتا رہے، اور جب قبولیت کے آثار ظاہر ہو جائیں تو نماز کو ختم کر کے دعائے مانگنے تو یہ دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوگی۔

دیدار خداوندی کی طالب خاتون

حضرت سیدنا سعد بن عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس چٹیل میدان سے گزر رہا تھا جہاں بنی اسرائیل ایک عرصے تک حیران و سرگرداں بھٹکتے پھرتے رہے۔ وہاں ہم نے کسی انسان کو آتے دیکھا۔ میں نے عرض کی: ”اے میرے استاذ محترم! کوئی شخص آ رہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جاؤ! دیکھو! کون ہے، یہاں تو کوئی صدیق ہی آ سکتا ہے؟“ میں نے دیکھا تو وہ کوئی عورت تھی۔ آپ نے فرمایا: ”رب کعبہ کی قسم! یہ تو کوئی صدیقہ ہے۔“ چنانچہ، آپ رضی اللہ عنہ سے اس کے پاس گئے، اور سلام پیش کیا تو کہنے لگی: ”مردوں کو کیا ہو گیا ہے کہ عورتوں کو مخاطب کرتے ہیں؟“ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں آپ کا بھائی ذوالنون ہوں، تہمت والوں میں سے نہیں ہوں۔“ تو اس نے کہا: ”خوش آمدید! اللہ عزوجل آپ کو سلامت رکھے۔“ آپ رضی اللہ عنہ نے استفسار فرمایا: ”آپ کو اس ویرانے میں آنے پر کس نے ابھارا؟“ اس نے جواب دیا: اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان نے:

الم تکن ارض الله واسعة فتها جروا فيها ط (اب ۵، النساء: ۹۸)

”کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔“

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”محبت الہی عزوجل کے بارے میں کچھ بیان کیجئے؟“ تو وہ کہنے لگی: ”سبحان اللہ عزوجل! آپ اس کو خوب جانتے ہیں، خود معرفت کی زبان میں کلام کرتے ہیں پھر بھی اس کے متعلق مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔“ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”سوال کرنے والا جواب کا حق دار ہے۔“ تو اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

”اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! میں تجھ سے شدید محبت کرتی ہوں کیونکہ تو ہی اس کا حق رکھتا ہے۔ محبت ایسا ذکر ہے جو تیرے ملاوہ سب سے بے خبر کر دیتا ہے۔ تو ہی محبت کا الہ ہے لہذا میرے سامنے سے پردے اٹھا۔ تاکہ میں تیرا دیدار کر سکوں۔“

میرے نزدیک ادھر ادھر کی چیزوں کی کوئی تعریف نہیں بلکہ ہر چیز میں تیری ہی حمد و ثناء ہے۔“
پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

یا حبيب القلب مالى سواكا فارحم اليوم مذنباً قد اتاك
يا رجائى وراحتى وسرورى قد ابى القلب ان يحب سواكا
ترجمہ: اے دل کے دوست! تیرے سوا میرا کوئی نہیں، اپنی بارگاہ میں حاضر اس گنہگار پر رحم فرما، اے میری امید، میری
راحت اور اے میرے سرور! دل نے تیرے سوا کسی اور سے محبت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔
ایک صاحب حال کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

لى ذنوب شغلتنى عن صيامى وصلاتى
تركك جسمى عليلاً مات من قبل وفاتى
ليتنى تبت لربى من جميع السينات
الاعبد يا الهى! هائم فى الفلوات
بحسب جهر اعبوبى وذنوبى قاتلتى
قد توالى سيناتى وتلاشت حسناتى

ترجمہ: (۱)..... میرے گناہوں نے مجھے نماز روزے سے غافل کر دیا۔
(۲)..... میں نے اپنے جسم کو اتنا علیل و کمزور کر دیا کہ وہ موت سے پہلے ہی مر چکا ہے۔
(۳)..... کاش! میں اپنے رب عز و جل کی بارگاہ میں تمام گناہوں سے توبہ کر لیتا۔
(۴)..... اے میرے معبود عز و جل! وسیع بیابان میں تیرا یہ بندہ حیرت زدہ ہے۔
(۵)..... میرے عیوب سب پر ظاہر ہو گئے گناہوں نے میری کمر توڑ ڈالی۔
(۶)..... میری برائیاں بہت زیادہ ہو چکیں اور نیکیاں برباد ہو چکی ہیں۔ (الروض الفائق)

مصیبت کے وقت اپنی کی ہوئی نیکی کا واسطہ دے کر دعا کرنا

مصیبت اور سختی کے وقت اپنی نیکی کا واسطہ دے کر دعا کرے جیسا کہ اصحاب غار نے کیا تھا۔
اصحاب غار کا مختصر سا قصہ یہ ہے کہ تین شخص ایک پہاڑ کی غار میں پناہ گزین ہوئے۔ ایک بڑا بھاری پتھر آ پڑا جس نے غار کا
منہ بند کر دیا۔ تو وہ آپس میں کہنے لگے جس نے جو نیک عمل کیا ہو اس کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے شاید اللہ تعالیٰ اس مصیبت
سے نجات عطا فرمادے۔ ایک شخص جو اپنے والدین کا نہایت مطیع و فرماں بردار تھا، اپنے والدین کی خدمت کا ذکر کر کے اس نے دعا
کی جس سے کچھ پتھر سرک گیا۔ دوسرے نے اپنے زنا سے بچنے کا واقعہ یاد کر کے دعا کی۔ اس سے پتھر اور زیادہ ہٹ گیا۔ تیسرے
نے جو مزدوری بڑھا کر دی تھی اس کا ذکر کر کے دعا کی، تو اس سے پتھر بالکل ہٹ گیا اور غار کا منہ کھل گیا۔

غرضیکہ اس وقت ان میں سے ہر ایک شخص نے اپنی عمر کے مقبول ترین عمل کا وسیلہ پیش کر کے حق تعالیٰ سے فریاد کی اور بتدریج غار کا منہ کھل گیا۔ (زین الحکم شرح عین العلم ص ۱۰۵ ج ۱)

دعا کے وقت اپنے سابقہ گناہوں کو یاد کرنے کے متعلق ملا علی قاری رحمہ اللہ زین الحکم ص ۱۰۵ میں فرماتے ہیں۔
والاولیٰ ان یذکرھا ویستغفر عنھا لیکون ادعی الی الاجابة۔

اور بہتر بات یہ ہے کہ دعا کے وقت اپنے گناہوں کو یاد کرے اور اُن سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تاکہ اس کی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہو جائے۔

اور امام قرطبی اپنی تفسیر ص ۱۸۱ ج ۷ میں آیت کریمہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسریں کے تحت رقمطراز ہیں کہ ان دونوں نے اپنی لغزش کا اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔

اور تفسیر ماجدی میں ۳۲۷ میں اسی آیت کے حواشی و فوائد تفسیر یہ ہیں ہے ابوالبشر و امّ البشر علیہما السلام کی اس مناجات میں ادب اور استغفار کی تعلیم سارے آدم زادوں کے لیے قیامت تک ہے۔ (اتھی) رب انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا اے پروردگار میں نے اپنی جان پر (تیری نافرمانی کر کے) بہت ہی ظلم کیا ہے۔

چار مقبول لڑکیوں کی دعا

حضرت سیدنا محمد بن مروان رحمہ اللہ جو فقر و تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرنے والوں میں سے تھے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کعبہ شرفہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً میں رکن یمانی کے قریب طواف میں مشغول تھا کہ اچانک چار لڑکیوں کو آتے دیکھا، ان پر مقبولیت کے آثار نمایاں تھے۔ ان میں سب سے بڑی نے غلاف کعبہ سے لپٹ کر عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہ الہی عز و جل میں عرض کی:

الیک حجی لا لیت والحجر ولا طواف بارکان ولا جدر

ترجمہ: میرا حج تو صرف تیرے لیے ہے، نہ بیت اللہ شریف کا، نہ حجر اسود کا، نہ ارکان کا طواف اور نہ ہی دیواروں کا۔
پھر اس نے اپنے سر کو بلند کر کے عرض کی: ”یا اللہ عز و جل! تیری محبت نے مجھے مضطرب کر دیا ہے اور میں عشق و محبت میں گرفتار ہو گئی ہوں، اب میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، یا اللہ عز و جل! اگر میری لغزشوں نے مجھے تیری بارگاہ سے لوٹا دیا تو مجھے میری محبت تیرے دروازے پر کھینچ لائے گی۔ اگر میرے گناہوں نے مجھے تیرے دروازے سے دور کر دیا تو تیرے عفو و کرم کی امید مجھے تیرے قریب کر دے گی۔ اگر میری خطاؤں نے مجھے قید کر دیا تو تیری طرف رجوع میں میرا خلاص مجھے آزاد کرادے گا۔ یا اللہ عز و جل! مجھے تیرا وصال کب حاصل ہوگا، تیری بارگاہ جمال تک کب پہنچوں گی؟ اے وحشت زدوں کے دوست! اے محبین کے محبوب! اے خائفین کو پناہ دینے والے! اے گنہگاروں پر رحم کرنے والے! اور اے تائبین کی توبہ قبول فرمانے والے! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! مجھ پر اپنی خاص رحمت کا نزول فرما اور میری مغفرت فرما۔“ پھر اس نے لباسا نس لیا اور چند اشعار پڑھے جن میں سے دو یہ ہیں:

استغفر الله مما كان من زللی و من ذنوبی و تفریطی و اصراری

یا رب هب لی ذنوبی یا کریم فقد امسکت حبل الرجاء یا خیر غفار

ترجمہ: میں اپنے گناہوں، لغزشوں، خطاؤں اور گناہ پر اصرار سے مغفرت چاہتی ہوں، اے میرے رب عزوجل! اے کریم! میرے گناہوں کی مغفرت فرمادے، اے بخشنے والے مہربان! میں نے امید کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا ہے۔ پھر وہ غمگین و پریشان بیٹھ گئی اور دوسری مضطرب و بے قرار ہو کر گریہ و زاری کرتے ہوئے پکارنے لگی: ”اے تمام امیدوں کی انتہاء! اے نیکو کونیک اعمال پر ابھارنے والے! اے عارفین کے دلوں میں محبت کی قدیل روشن کرنے والے! اے وحشت زدوں کے انیس! اے دلوں کے طبیب! اے گناہوں کو بخشنے والے! میرا جسم تیری محبت سے پگھل رہا ہے، مجھے تیری بارگاہ میں پیش ہونے سے شرم آتی ہے، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! مجھ پر اپنی خاص رحمت کا نزول فرما اور مجھ سے درگزر فرما۔ پھر وہ ادھر ادھر گھومنے لگی اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

التبتک اشتکی سقمی و دانی و عندک یا منی قلبی دوانی

فلا احد سواک الیہ اشکو فیرحم عبرتی و یری ہکسانی

فیامولی الودی جدلی بعفو و من بنظرہ فیہا شفائی

ترجمہ: میں تیری بارگاہ میں اپنی کمزوری و بیماری کی درخواست لے کر حاضر ہوئی ہوں، اے میرے دل کی آرزو! میرے مرض کی دوا تیرے پاس ہے۔ تیرے سوا کوئی نہیں جسے میں اپنی بیماری بتا سکوں اور وہ میری گریہ و زاری کو دیکھے اور میرے آنسوؤں پر رحم کرے۔ اے ساری مخلوق کے مالک و مولیٰ عزوجل! اپنی بخشش و کرم فرما کر مجھ پر احسان فرما، اور ایسی نظر رحمت فرمادے جس میں میری شفاء ہو۔

باقی دو کا حال

پھر وہ بیٹھ گئی اور تیسری کھڑی ہوئی، وہ بھی کافی دیر تک روتی رہی۔ پھر عرض کرنے لگی: ”یا اللہ عزوجل! میرے گناہوں نے مجھے تیرے دروازے سے دھتکار دیا ہے اور ہمیشہ کی غفلت نے تیری بارگاہ سے دور کر دیا ہے، میں تیرے دروازے پر ذلت و محتاجی کے ساتھ گناہوں اور خطاؤں کی معافی کی آس لگائے کھڑی ہوں، میں تیرے عذاب سے فرار ہو کر تیری پناہ میں آ گئی ہوں، پھر اس نے بھی چند اشعار پڑھے، جو یہ ہیں:

بیابک ربی قد انخت رکائبی و مالی من ارجوہ یا خیر و اہب

سواک فجدلی بالذی انت اہلہ لا عطنی من الافضال اسنی المواہب

اذا لم امت شوقا الیک و حسرة علیک فلا بلغت منك ما ربی

ترجمہ: اے میرے مالک عزوجل! تیرے دروازے پر میں نے ڈیرہ لگا لیا ہے، اے بہتر عطا کرنے والے! تیرے علاوہ میرا کون ہے جس سے میں امید رکھوں، مجھ پر اپنی شان کے مطابق جو دو کرم فرما اور مجھے اپنا بہترین فضل عطا فرما،

اگر میں تیرے شوقِ دیدار اور حسرتِ دیدار میں نہ مری تو اپنے مقصود کو نہ پہنچی۔

اس کے بعد وہ اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہاتے ہوئے بیٹھ گئی اور چوتھی لڑکی روتے ہوئے کھڑی ہوئی، وہ حسرت کے عالم میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کر رہی تھی۔ چنانچہ اس نے عرض کی، ”یا الہی عزوجل! تو نے عبادت و ریاضت کرنے والوں کو حکم دیا کہ وہ تیرے دروازے پر کھڑے ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں۔ یا اللہ عزوجل! اگر معاف کرنا تیری صفت نہ ہوتی تو عبادت و کوشش کرنے والے جب گناہوں میں مبتلا ہوتے تو تیری بارگاہ میں نہ آتے۔ یا اللہ عزوجل! اگر تو معاف نہ کر سکتا تو میں تجھ سے مغفرت کی امید نہ رکھتی۔ بے شک تیری ہی یہ شان ہے کہ تو مجھ پر اپنی وسیع رحمت کے ساتھ کرم فرما سکتا ہے۔ اے وہ ذات جس سے کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ شے بھی مخفی نہیں! اے وہ ذات جس کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں! تو میرے گناہوں کی پردہ پوشی فرما، تو ہی میرا مطلوب و مقصود ہے،“ پھر اس نے درج ذیل اشعار پڑھے۔

تعطفت بفضل منك يا مالك الوری فانت ملاذی سیدی ومعینی

لئن ابعدتنی عن جنابك زلتی فان رجائی فیک حسن یفینی

و ظنی جمیل انسی منك ارتجی عواطفك الحسنی فخذ بیمنی

ترجمہ: اے مخلوق کے مالک عزوجل! اپنے فضل سے مجھ پر عنایت کی ہوا چلا دے۔ تو میری پناہ گاہ، میرا مالک اور میری مدد فرمانے والا ہے۔ اگر میری لغزشوں نے مجھے تیرے بارگاہ سے دور کر دیا ہے تو کوئی غم نہیں کیونکہ تیرے متعلق مجھے حسن ظن ہے میرا حسن ظن یہ ہے کہ میں تجھ سے تیرے انعام و اکرام کی امید رکھوں لہذا میری دستگیری فرما۔

حضرت سیدنا محمد بن مروان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کی گفتگو اور دعائیں کر بہت سکون ملا اور ان کے نصیحت بھرے بیانات سے میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ (الروض الفائق)

دعا میں بے بسی اور بے قراری کا اظہار کیا جائے

عین العلم میں ہے ”بحق الاضطراب لور دامن یجیب المضطرب اذا دعا۔ دعا کے وقت بیکی اور اضطراب کا اظہار کر کے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے ”بھلا کون ہے جو بے قراری کی التجا کو قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرے۔“

مضطرب کی دعا ہر حال میں اجابت سے نوازی جاتی ہے اور امام قرطبی اپنی مشہور تفسیر کے ص ۲۲۳ ج ۱۳ پر مضطرب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ قال ابن عباس هو ذو الضرورة المجبور۔ انتہائی ضرورت مند شخص

قال السدی الذی لا حول ولا قوة له بے کس و بے بس

قال ذوالنون هو الذی قطع العلائق عما دون الله

”مضطرب وہ ہے جو ماسوا اللہ کو بالکل چھوڑ کر اپنے آپ کو صرف ایک ذاتِ پاک کا محتاج سمجھے۔“

وقال سهل بن عبد الله هو الذی اذا رفع یدیه الی الله داعیاً لم یکن له وسیلة من طاعة قدمها مضطربہ ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اس کے پاس بطور وسیلہ کے بار الہی میں عیش

کرنے کے لیے کوئی طاعت نہ ہو۔

اور تفسیر حسینی میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں مضطرب وہ ہے جس کا خدا کے سوا کوئی حیلہ اور وسیلہ نہ ہو اور بعض نے کہا کہ مضطرب وہ ہے جس نے اپنی جان سے ہاتھ دھو لیے ہوں۔ مثلاً دریا میں ڈوبتا آدمی یا لقمہ و دق جنگل میں گم کردہ راہ یا مایوس بیمار (بکدانی مدارک التنزیل ص ۲۱۸ ج ۳)

اور تفسیر قرطبی میں ہے:

و جاء رجل الى مالك بن دينار فقال انا اسئلك بالله ان تدعولي فانا مضطر قال اذا فاسئله فانه يجيب المضطر اذا دعاه

مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے آ کر درخواست کی کہ میں انتہائی بے قرار ہوں خدا کے لیے آپ میرے حق میں دعا فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا جب تو بے قرار ہے تو اپنے لیے خود ہی دعا کر کیونکہ اللہ تعالیٰ بے قرار کی دعا قبول فرماتا ہے۔ (قرطبی)

قال الشاعر: و انى لا دعوا لله والا مرضيق على فما ينفعك ان يتفرجا
اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں جب کہ کام مشکل ہوتا ہے آخر کار وہ مشکل کام حل ہو کر رہتا ہے۔

و رب اخ سدت عليه وجوهه اصاب لها لما دعا الله مخرجاً

بسا اوقات بھائیوں کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں تو راہیں کھل جاتی ہیں۔

اور تفسیر روح البیان ص ۳۲۵ ج ۴ میں ہے کہ شیخ داؤد یمانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بیمار کی عیادت کو تشریف لے گئے تو بیمار نے حصول شفاء کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا: تو خود اپنے لیے آپ دعا مانگ کیونکہ تو مضطرب ہے اور مضطرب کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

اللهم اصلح لي ديني الذي هو عصمة امری واصلح لي دنياي التي فيها معاشي واصلح لي
اخرتي التي فيها معادي واجعل الحياة زيادة لي في كل خير واجعل الموت راحة لي من كل شر
اللهم اجعل خیر عمری آخره وخیر عملی خواتمه وخیر ايامی يوم القاء فيه ۝ اللهم انی
اسألك عیشة هنية ومیة سوية ومرداً غیر مخز ولا فاضح ۝ اللهم انی اسألك خیر المسألة
وخیر الدعاء وخیر النجاح وخیر العلم وخیر العمل وخیر الثواب وخیر الحیاة وخیر الممات
وثبتنی وثقل موازینی وحقق ایمانی وارفع درجتی وتقبل صلاتی واغفر خطیاتی واسألك العلا
من الجنة ۝ اللهم انی اسألك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والسلامة من كل اثم والغنیمة
من كل بر والفوز بالجنة والنجاة من النار ۝ اللهم احسن عاقبتنا فی الامور كلها واجرنا من
خزی الدنيا وعذاب الآخرة ۝ اللهم اقسم لنا من خشیتك ما تحول به بیننا ومعصیتك ومن

طاعتك ما تبلغنا بها جنتك ومن اليقين ما تهون به علينا مصائب الدنيا ومتعنا باسماعنا وابصارنا وقوتنا ما احييتنا واجعله الوارث منا واجعل ثأرنا على من ظلمنا وانصرنا على من عادانا ولا تجعل مصيبتنا في ديننا ولا تجعل الدنيا اكبر همنا ولا مبلغ علمنا ولا تسلط علينا من لا يرحمنا
 ۰ اللهم لا تدع لنا ذنباً الا غفرته ولا هما الا فرجته ولا ديناً الا قضيته ولا حاجة من حوائج الدنيا والآخرة الا قضيتها يا ارحم الراحمين ۰ ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار . وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله واصحابه الاخيار وسلم تسليماً كثيراً

ایمان افروز حکایات

ستار بجائے والی کی توبہ:

حضرت سیدنا صالح مری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی کو دیکھا جو ستار بجاتی تھی۔ ایک دن وہ کسی قاری قرآن کے پاس سی گزری جو اس آیت مبارکہ کی تلاوت کر رہا تھا:

و ان جہنم لمحیطۃ بالکفرین ۰ (ب ۱۰، التوبہ: ۴۹) اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

آیت مبارکہ سنتے ہی اس نے ستار پھینک دیا، ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔ جب افاقہ ہوا تو اس نے ستار کو توڑ دیا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئی، یہاں تک کہ عبادت کی وجہ سے معروف و مشہور ہو گئی۔ ایک دن میں اس کے پاس گیا، اور اسے کہا: ”اپنے نفس کے لیے نرمی اختیار کرو۔“ تو وہ رونے لگ گئی اور کہنے لگی: ”کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ جہنمی اپنی قبروں سے کیسے نکلیں گے؟ پل صراط کیسے عبور کریں گے؟ قیامت کی ہولناکیوں سے کیسے نجات پائیں گے؟ کھولتے ہوئے گرم پانی کو کیسے گھونٹ گھونٹ کر کے پییں گے؟ اور اللہ عزوجل کی ڈانٹ کو کیسے سن سکیں گے؟“ پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب افاقہ ہوا تو التجا کرنے لگی: ”یا اللہ عزوجل! میں نے جوانی میں تیری نافرمانی کی اور اب کمزوری کی حالت میں تیری اطاعت کر رہی ہوں، کیا تو میری عبادت قبول فرمائے گا؟“ پھر اس نے ایک آہ سرد دل پر درود سے کھینچی اور کہا: ”آہ! کل قیامت کتنے ہی لوگوں کے عیب کھول دے گی۔“ پھر اس نے ایک چیخ ماری اور آہ و بکا کرنے لگی۔ مجلس کے سبھی لوگ اس کی شدت گریہ و زاری سے بے ہوش ہو گئے۔

زیارت بیت اللہ شریف کا انوکھا شوق:

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُمّ داب رحمۃ اللہ علیہا کا شمار بلند پایہ صالحات و عابدات میں ہوتا ہے۔ اُن کی عمر نوے (۹۰) برس ہو چکی تھی۔ ہر سال مدینہ منورہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً سے مکہ معظمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً پیدل چل کر حج کرنے آتی تھیں۔ اُن کی بینائی چلی گئی۔ جب حج کا موسم آیا تو عورتیں ان کے پاس ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوئیں، ان کو آپ کی بینائی چلے جانے کا بہت غم ہوا، آپ نے گریہ و زاری کرتے ہوئے اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کر کے بارگاہ رب العزت میں یوں عرض کی: ”یا اللہ عزوجل! تیری عزت کی قسم! امیری آنکھوں کا نور چلا گیا تو کیا ہوا؟ تیری بارگاہ میں

حاضر کے شوق کے انوار تو ابھی باقی ہیں۔“ پھر احرام باندھ کر ”لبيك اللهم ليك“ کہتے ہوئے اپنی رفقاء کے ساتھ چل پڑیں۔ آپ ان کے ساتھ چلتے ہوئے کبھی آگے بھی نکل جاتیں۔ حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے حال پر بڑا تعجب ہوا تو ہاتھ غیبی سے آواز آئی: ”اے ذوالنون! کیا تم اس بڑھیا پر تعجب کرتے ہو جسے اپنے مولیٰ عزوجل کے گھر کا شوق تھا پس اللہ عزوجل نے لطف و کرم فرماتے ہوئے اسے اپنے گھر کی طرف چلا دیا اور اس کو طاقت عطا فرمائی۔“

خوفِ خدا میں جان دے دی

منقول ہے کہ ایک عورت کعبۃ اللہ شریف زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً کے پاس رہتی تھی، جس کا نام حکیمہ تھا۔ جب کعبہ شرفہ زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً کے دروازے کو کھلتا ہوا دیکھتی تو زوردار چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتی۔ ایک دن اس کی عدم موجودگی میں دروازہ کھولا گیا۔ جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا: ”اے حکیمہ! آج (تیری عدم موجودگی میں) بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولا گیا، اگر تو طواف کرنے والوں کو حالتِ احرام میں تلبیہ (لبيك اللهم ليك) کہتے ہوئے دیکھ لیتی تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا دل شوق سے زخمی تھا اور وہ اپنے رب کی طرف سے رحمت و مغفرت کا انتظار کرتے ہوئے عاجزی و انکساری سے گریہ کناں تھے۔“ یہ سنتے ہی اس نے ایسی چیخ ماری جس سے دل گھبرا جائیں، اور پھر کچھ دیر تڑپتی رہی یہاں تک کہ اس افسوس میں اس نے اپنی جان قربان کر دی کہ وہ اپنا مطلوب نہ پاسکی اور نیک بندوں کے گروہ میں کعبہ شرفہ زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً کی زیادت نہ کر سکی اور دنیا میں کوئی چیز اس کے لیے اس نعمت کا عوض یا بدلہ نہ بنائی گئی لہذا اس نے اپنی جان قربان کر دی۔ (الروض الفائق)

اللہ عزوجل قرآن پاک میں مومن عورتوں کا ذکر یوں فرماتا ہے۔ ”وَلَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ (پ ۲۶، الفتح: ۲۵) اور اگر یہ نہ ہوتا کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں۔“ اور مزید ارشاد فرمایا:

”ان المسلمين والمسلمت والمؤمنين والمؤمنات والقنتين والقنت والصدقين والصدقات والصبرين والصبرات والخشعين والخشعت والمتصدقين والمتصدقات والصائمين والصائمات والحفظين فروعهم والحفظت والذاكرين الله كثيراً والذاكرت اعد الله لهم مغفرة واجراً عظيماً“ (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۵)

ترجمہ: ”بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرمانبردار اور فرمانبرداریں اور سچے اور سچیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔“

”اے میرے مقصود! تو ہی میرے دل کی راحت اور تو ہی میرا محبوب ہے، اور تیری دید کا شوق ہی میرا ساز و سامان ہے۔ اے میری زندگی اور محبت کے مالک! اگر تیری محبت نہ ہوتی تو میں ان وسیع شہروں میں نہ بھٹکتا۔ کتنی ہی مرتبہ تیرے احسانات مجھ پر ظاہر

ہوئے اور میں نے کتنی ہی نعمتیں تجھ سے حاصل کیں۔ پس اب تیری محبت ہی میری خواہش، میرا مقصود اور میرے چلتے ہوئے دل کی آنکھ کا نور ہے۔ میں جب تک زندہ رہوں، مجھے کوئی چین و سکون نہیں۔ رات کی تاریکی میں بھی میری اُمید صرف تو ہی ہے۔ اے میرے دل کی اُمید! اب اگر تو مجھ سے راضی ہو گیا تو میں بھی خود کو سعادت مند سمجھوں گا۔“

دل مضطر تجھے ہوا کیا ہے؟

اور امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الدر المنظم فی خواص القرآن العظیم ص ۷۲، ۷۳ مترجم میں آداب و شرائط دعا کے سلسلہ بیان میں مضطر کی قبولیت دعا کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام زید بن عبد الواحد بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ایک شخص خچروالا رہتا تھا اور لوگوں کو خچر کرایہ پر دیتا تھا۔ بڑا اعتبار اور امانت دار آدمی تھا جس کو تاجر لوگ اپنا مال و اسباب دے کر دوسرے شہروں میں تاجروں کے پاس بھیج دیا کرتے تھے ایک دن وہ بصرہ سے کوفہ کو روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک شخص کو ملا پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ قلی نے کہا کوفہ جا رہا ہوں کہنے لگا مجھے بھی جانا ہے میں پاؤں چل سکتا تو تیرے ساتھ ہی چلتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دینار کرایہ پر مجھے خچر پر سوار کر لے۔ قلی نے اسے منظور کر لیا اور وہ سوار ہو گیا۔ راستہ میں ایک دور راہ ملا۔ سوار نے پوچھا کدھر کو چلنا چاہیے۔ قلی نے شارع کا راستہ بتایا۔ سوار نے کہا یہ دوسرا راستہ قریب کا ہے اور جانور کے لیے بھی سہولت کا ہے کہ سبزہ اس پر خوب ہے۔ قلی نے کہا میں نے یہ دیکھا نہیں۔ سوار نے کہا کہ میں نے بارہا اس راستہ کو دیکھا ہے۔ قلی نے کہا اچھی بات ہے۔ اسی راستہ کو چلے تھوڑی دُور گئے تو وہ راستہ ایک وحشت ناک جنگل پر ختم ہو گیا۔ یہاں بہت سے مُردے پڑے تھے وہ شخص سواری سے اُتر اور کمر سے خنجر نکال کر قلی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ قلی نے کہا کہ ایسا نہ کر۔ یہ خچر اور سامان سب کچھ لے لے۔ یہی تیرا مقصود ہے مجھے قتل نہ کر۔ اس نے نہ مانا اور قسم کھالی کہ پہلے تجھے ماروں گا، پھر یہ سب کچھ لوں گا۔ اس نے بہت عاجزی کی مگر اس ظالم نے ایک بھی نہ مانی۔ قلی نے کہا اچھا مجھے دو رکعت آخری نماز پڑھنے دے اس نے قبول کیا اور ہنس کر کہا جلدی سے پڑھ لے۔ ان مُردوں نے بھی یہی درخواست کی تھی مگر ان کی نماز ان کے کچھ کام نہ آئی۔ اس قلی نے نماز شروع کی۔ الحمد شریف پڑھ کر سورت بھی یاد نہ آئی ادھر وہ ظالم کھڑا تقاضا کر رہا تھا کہ نماز جلدی ختم کر۔ ادھر بے اختیار اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوئی: امن یجیب المضطر اذا دعاه (آیہ) کون ہے جو مجبور کی دعا کو سنتا ہے جب وہ اس سے دعا کرے۔ یہ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ ایک سوار نمودار ہوا جس کے سر پر چمکتا ہوا خود (لوہے کی ٹوپی) تھا، اس نے نیزہ مار کر اس ظالم کو ہلاک کر دیا، جس جگہ وہ ظالم مر کر گرا آگ کے شعلے اس جگہ سے اُٹھنے لگے یہ نمازی بے اختیار سجدہ میں گر گیا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ نماز کے بعد اس سوار کی طرف دوڑا۔ اس سے پوچھا کہ خدا کے واسطے اتنا تو بتا دو کہ تم کون ہو؟ کیسے آئے ہو۔ اس نے کہا میں امن یجیب المضطر کا غلام ہوں۔ اب تم مامون ہو جہاں چاہو چلے جاؤ۔ وہ یہ کہہ کر چلا گیا (لکھنؤی تفسیر ابن کثیر ص ۲۷۱، ج ۳)

اللہ بخش دے گا خطائیں بھی بے شمار عصیاں کا پہلے کیجئے اقرار سامنے

رب کریم سے یہ دعا ہے حفیظ کی وقت نزع ہوں احمد مختار سامنے

(محمد حنیف نقشبندی)

وجہ قبولیت دعائے مضطر

اور امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر ص ۲۲۳ ج ۱۳ (سورہ نمل) میں مضطر کی دعا کی قبولیت کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
ضمن الله تعالى اجابة المضطر اذا دعاه واخبر بذلك عن نفسه والسبب في ذلك ان الضرورة اليه باللجوء ينشاء عن الاخلاص وقطع القلب عما سواه . وللخلاص عنده سبحانه موقع وذمة وجد من مومن او كافر طالع او فاجر فيجيب المضطر لموضع اضطراره واخلاصه .

”اللہ تبارک و تعالیٰ نے بے قرار کی دعا قبول فرمانے کی ذمہ داری قبول فرماتے ہوئے اپنی طرف سے اس کی اطلاع بھی (قرآن مجید) میں دے دی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ بے قرار نہایت ہی اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہاں پناہ و سہارا حاصل کرنے کی درخواست کرتا ہے اور ماسوائے اللہ سے کٹ کر اس کی توجہات کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہوتی ہے اور اخلاص کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت اور ذمہ داری ہے خواہ اخلاص کا مظاہرہ کرنے والا مومن ہو یا کافر۔ فرمانبردار ہو یا نافرمان۔ پس اللہ تعالیٰ بے قرار شخص کی دعا کو اس کی بیقراری اور اخلاص کی وجہ سے قبول فرماتا ہے۔“

اللهم انى اعوذ بك من الشك والشك والنفاق وسوء الاخلاق وسوء المنظر
والمنقلب فى المال والامل والولد اللهم انى استلک رضاك والجنة واعوذ بك من سختك
والنار اللهم انى اعوذ بك من فتنة القبر واعوذ بك من فتنة المجيا والممات
اللهم حبب الينا الايمان وزينه فى قلوبنا وكره الينا الكفر والفسوق والعصيان واجعلنا من
الراشدين اللهم قنى عذابك يوم تبعث عبادك اللهم ارزقنى الجنة بغير حساب
اللهم انى استلک موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والسلامة من كل اثم والغنيمة من كل بر
والفوز بالجنة والنجاة من النار رب قنعنى بما رزقتنى وبارك لى فيما اعطيتنى واخلف على كل
غائبة لى منك بخير .

اللهم اظلنى تحت ظل عرشك يوم لا ظل الا ظل عرشك ولا باقى الا وجهك واسقنى من حوض
نبيك سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم شربة هنيئة لا نظاماً بعدها ابداً اللهم انى استلک من
خير ما سئلک منه نبیک سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم واعوذ بك من شر ما استعاذك منه
نبیک سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم اللهم انى استلک الجنة ونعيمها وما يقربنا اليها من قول
او فعل او عمل واعوذ بك من النار وما يقربنى اليها من قول او فعل او عمل .

اللهم ان لك على حقوقاً كثيرة فيما بينى وبينك وحقوقاً كثيرة فيما بينى وبين خلقك اللهم ما
كان لك منها فاغفره لى وما كان لخلقك فتحمله عنى واغتنى بحلالك عن حرامك وبطاعتك

عن معصيتك وبفضلك عن من سواك يا واسع المغفرة اللهم ان بيتك عظيم ووجهك كريم وانت يا الله حلیم كريم عظیم تحب العفو فاعف عني .

اللهم انی اسئلك ایماناً كاملاً ویقیناً صادقاً ورزقاً واسعاً وقلباً خاشعاً ولساناً ذاکراً ورزقاً حلالاً طیباً وتوبةً نصوحاً وتوبةً قبل الموت وراحةً عند الموت ومغفرةً ورحمةً بعد الموت والعفو عند الحساب والفوز بالجنة والنجاة من النار برحمتك يا عزیز يا غفار رب زدنی علماً والحقنی بالصالحين .

اللهم يا رب البيت العتيق اعتق رقابنا ورقاب ابائنا وامهاتنا واخواننا واولادنا من النار يا ذا الجود والكرم والفضل والمن والعطاء والاحسان اللهم احسن عاقبتنا في الامور كلها واجرنا من خزي الدنيا وعذاب الاخرة اللهم انی عبدك وابن عبدك واقف تحت بابك ملتزم باعتابك متذل بين يديك ارجو رحمتك واخشى عذابك من النار يا قديم الاحسان اللهم انی اسئلك ان ترفع ذكری وتضع وزری وتصلح امری وتطهر قلبی وتنور لی فی قبری وتغفر لی ذنبی واسئلك الدرجات العلی من الجنة آمین .

الهی عبدك ببابك فقيرك ببابك سائلك ببابك مسكينك ببابك ذليلك ببابك ضعيفك ببابك ضيفك ببابك يا رب العالمين ارحمني يا مولائي يا مولائي انت الغفار وانا المسيء وهل يرحم المسيء الا الغفار مولائي مولائي انت المالك وانا المملوك وهل يرحم المملوك الا المالك مولائي مولائي انت الرب وانا العبد وهل يرحم العبد الا الرب مولائي مولائي انت الرازق وانا المرزوق وهل يرحم المرزوق الا الرازق مولائي مولائي انت الكريم وانا اللئيم وهل يرحم اللئيم الا الكريم مولائي مولائي انت العزيز وانا الذليل وهل يرحم الذليل الا العزيز مولائي مولائي انت القوى وانا الضعيف وهل يرحم الضعيف الا القوى مولائي مولائي انت الغفور وانا المذنب وهل يرحم المذنب الا الغفور اللهم ان ترحمني فانت اهل وان تعذبي فانا اهل فارحمي يا اهل التقوى ويا اهل المغفرة ويا ارحم الراحمين ويا خير الغافرين اللهم انك قلت ادعوني استجب لكم وانك لا تخلف الميعاد اللهم صل وسلم على عبدك ورسولك محمد وآله واصحابه وازواجه وذرياته واهل بيته كما تحب وترضى عدد ما تحب وترضى .

اللهم انك تعلم سرى وعلانيتى فاقبل معذرتى وتعلم حاجتى فاعطنى سؤلى وتعلم ما فى نفسى فاغفر لى دنوبى اللهم انی اسئلك ایماناً یباشر قلبی ویقیناً صادقاً حتى اعلم انه لا یصیبنی الا ما

کتبت لی ورثاً منك بما قسمت لی انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلماً والحقنی بالصلحین اللهم لا تدع لنا فی مقامنا هذا ذنباً الا غفرته ولا همّاً الا فرجته ولا حاجة الا قضيتها ويسرتها فیسر امورنا وایسر صدورنا ونور قلوبنا واختم بالصلاحات اعمالنا اللهم توفنا مسلمین والحقنا بالصلحین غیر خزايا ولا مفتونین آمین یا رب العالمین وصلى الله على حبيبہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

فضائلِ توبہ

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل شیء یتکلم بہ ابن آدم فانه مکتوب علیہ، فاذا خطا الخطیئة ثم احب ان یتوب الی اللہ عزوجل فلیات بقعة مرتفعة فلیمدد یدیه الی اللہ ثم یقول: اللهم انی اتوب الیک منها لا ارجع الیہا ابداً، فانه یغفر له ما لم یرجع فی عملہ ذلک۔ (المستدرک للحاکم ۱/۲۶۱، الجامع الصغیر ۲/۲۹۳)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کا ہر بول اس پر لکھا جاتا ہے، تو جو گناہ کرے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرنا چاہے اسے چاہیے کہ بلند جگہ پر جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ پھیلائے اور کہے: الہی! میں اس گناہ سے تیری طرف رجوع لاتا ہوں اب کبھی ادھر عود نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے مغفرت فرما دیگا جب تک اس گناہ کو پھر نہ کرے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

توبہ کے لیے بلندی پر جانے کی یہ ہی حکمت ہے کہ حتیٰ الوسع موضع معصیت سے بعد اور دوری نیز محل طاعت و منزل رحمت یعنی آسمان کا قرب حاصل ہو۔ جب سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ انتقال قریب آیا بن میں تشریف رکھتے تھے اور ارض مقدسہ پر جبارین کا قبضہ تھا، وہاں تشریف لے جانا میسر نہ ہوا دعا فرمائی: اس پاک زمین سے مجھے ایک سنگ پر تاب قریب کر دے۔

☆ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ (ابن ماجہ ۲/۳۱۳)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے گناہ سے توبہ کر لی وہ ایسا ہے جیسے گناہ کیا ہی نہیں۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: خیر الخطائین التوابون۔

(ایضاً، ۲/۳۲۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خطا کار کی خیر اس میں ہے کہ توبہ کرے۔

☆ عن معاذ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : من غیر اخاہ بذنوب لم یمت حتی یعملہ . (ترمذی، ۵۲)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی مسلمان بھائی کو توبہ کے بعد اس گناہ کا طعنہ دے وہ نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ کو نہ کرے۔

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ان العبد اذا اذنب ذنبا تکتب فی قلبہ نکتۃ سوداء فان تاب ونزع واستغفر صقل قلبہ ، وان عاد زادت حتی تغلق قلبہ ، فذلک ”الران“ الذی ذکر اللہ تعالیٰ فی القرآن . (ابن ماجہ باب الذکر بالتوبہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ دھبہ پیدا ہو جاتا ہے، پھر جب توبہ کرے، اس گناہ سے علیحدگی اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے تو اس کا دل صقل و صاف ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر گناہ کر بیٹھا تو وہ دھبہ اور زیادہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ پورے دل کو گھیر لیتا ہے۔ یہی نقطہ ہے وہ جس کا ذکر قرآن کریم میں لفظ ”ران“ سے فرمایا۔

توبہ کیا ہے؟

عن امیر المؤمنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ما اصر من استغفر . (ابو داؤد، ۲۱۲/۱)

امیر المؤمنین سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے معافی مانگ لی اس نے گناہ پہ اصرار نہ کیا۔

☆ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الندم توبۃ .

(ابن ماجہ باب ذکر التوبہ ۳۲۳/۲)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ندامت توبہ ہے۔

☆ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : المستغفر من الذنب وهو مقیم علیہ کالمستہزی ہربہ . (الترغیب ۹۷/۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو گناہوں پر قائم رہ کر توبہ کرے وہ اپنے رب جل جلالہ سے معاذ اللہ تمسخر کرتا ہے

☆ عن ابی سعیدی الخدری رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل المؤمن و مثل الایمان کمثل الفرس لی اخیبتہ یحول ثم یرجع الی اخیبتہ ، وان المؤمن یسہو ثم یرجع ، فاطعموا اطعامکم الاتقیاء واولو معرو لکم المؤمنین . (المسند احمد بن حنبل ۵۵/۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان اور ایمان کی کہاوت ایسی ہے جیسے چراگاہ میں گھوڑا اپنی رسی سے بندھا ہو کہ چاروں طرف چرے پھر اپنی بندش کی طرف پلٹ آتا ہے۔ یونہی مسلمان سے بھول ہوتی ہے پھر ایمان کی طرف رجوع لاتا ہے، تو اپنا کھانا پرہیزگاروں کو کھلاؤ اور اپنا نیک سلوک سب مسلمانوں کو دو۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ معالجہ گناہ میں نیکیوں کو کھانا کھلانا اور عام مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے۔ (راو القحط والوباء ص ۹)

قبولیت دعا میں اصل چیز توبہ کرنا ہے اور بندوں کے حقوق واپس کرنا ہے۔ (عین العلم)

دعا سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور مظالم و معاصی سے باز آئے اور دل کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف پوری طرح متوجہ کرے۔ توبہ اسلامی امور میں تو بہت اہمیت رکھتی ہے اور ایمانی مقامات میں سے اس کا اول مقام ہے اور سالکین کی طریقہ کی اسی سے ابتداء ہوتی ہے اور واصلین کے دروازے کی یہی چابی ہے۔

اگر آپ حقیقت توبہ۔ شرائط توبہ۔ مقام توبہ۔ لطائف و اسرار توبہ، علامات قبولیت توبہ ان طویل الذیل مباحث کا مفصل بیان پڑھنے کا شوق رکھتے ہوں، تو کتب تصوف کا مطلب فرمائیں۔ یہاں ہم اختصار کے ساتھ کچھ نہ کچھ لکھ دیتے ہیں۔

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معنی التوبة عود العبد الى الطاعة بعد المعصية

توبہ کا معنی گناہ کے بعد بندہ کا نیکی طرف پلٹنا اور رجوع کرنا۔

اور علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات القرآن میں لکھتے ہیں۔ گناہ کو باحسن وجہ اور مناسب ترین طریقہ پر چھوڑ دینے کا نام توبہ ہے اور وہ معذرت کی مقبول ترین صورت ہے، کیونکہ معذرت کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ گناہگار جھوٹ بول کر گناہ کا انکار کرے۔

۲۔ اپنے گناہ کی توجیہات بیان کرے جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہوں۔

۳۔ صاف بیانی کے ساتھ اپنے گناہ کا اقرار کرے اور آئندہ کے لیے مکمل احتراز کا عہد کرے۔ یہی تیسری صورت توبہ کہلاتی ہے۔

جیسا گناہ ویسی توبہ

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا عملت سيئة

فاحدث عندها توبة، توبة السر بالسر، وتوبة العلانية بالعلانية۔ (کنز العمال ۲/۲۰۹، جامع صغیر ۵۳)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی گناہ صادر ہو فوراً توبہ کر۔

پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ اور علانیہ کی علی الاعلان۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا حدثت ذبا فاحدث

عندها توبة، ان سراً، وان علانية فعلاية (کنز العمال ۲/۲۰۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تجھ سے نیا گناہ ہو تو فوراً نئی توبہ کر نہاں کی نہاں، عیاں کی عیاں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مسئلہ توبہ میں مجملہ تحقیق یہ ہے کہ وہ گناہ جو خلق پر بھی ظاہر ہو جس طرح خود اس کے لیے دو تعلق ہیں۔

ایک بندے اور خدا میں کہ، اللہ عزوجل کی نافرمانی کی، اس کا ثمرہ حق جل وعلا کی معاذ اللہ ناراضی، اس کے عذاب منقطع یا ابدی کا استحقاق۔

دوسرے بندے اور خلق میں، کہ مسلمانوں کے نزدیک وہ آثم و ظالم یا گمراہ یا کافر بحسب حیثیت گناہ ٹھہرے اور اس کے لائق سلام و کلام و تعظیم و اکرام و اقتدائے نماز و غیر ہا امور و معاملات میں اس کے ساتھ انہیں برتاؤ کرنا ہو۔
یونہی اس سے توبہ کے لیے بھی دور رخ ہیں۔

ایک جانب خدا، اس کا رکن اعظم بصدق دل اس گناہ سے عداوت ہے۔ فی الحال اس کا ترک اور اس کے آثار کا مٹانا، اور آئندہ نہ کر نیک صحیح عزم۔ یہ سب باتیں سچی پیشمانی کو لازم ہیں ولہذا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: الندم توبہ۔ عداوت توبہ ہے۔ یعنی وہی سچی صادقہ عداوت کہ بقیہ ارکان توبہ کو خود مستلزم ہے اسی کا نام توبہ السر ہے۔

دوسری جانب خلق، کہ جس طرح ان پر گناہ ظاہر ہوا اور ان کے قلوب میں اس کی طرف سے کشیدگی پیدا ہوئی اور معاملات میں اس کے ساتھ اس کے گناہ کے لائق انہیں احکام دیئے گئے اس کی طرح ان پر اسی توبہ و رجوع ظاہر ہو کہ ان کے دل اس سے صاف ہوں اور احکام حالت برات کی طرف مراجعت کریں، یہ توبہ علانیہ ہے۔

توبہ سر سے تو کوئی گناہ خالی نہیں ہو سکتا اور گناہ علانیہ کے لیے شرع نے توبہ علانیہ کا حکم دیا ہے۔
اقول وباللہ التوفیق: اس حکم میں بکثرت حکمتیں ہیں۔

اول: اصلاح ذات بین کا حکم ہے، یعنی آپس میں صفائی اور صلح رکھو، یہ گناہ علانیہ میں توبہ علانیہ ہی پر موقوف، کہ جب مسلمان اس کے گناہ سے آگاہ ہوئے اگر توبہ سے واقف نہ ہوں تو ان کے قلوب اس سے ویسے ہی رہیں گے جیسے قبل توبہ تھے۔

دوم: جب وہ اسے برا سمجھے ہوئے ہیں تو اس کے ساتھ وہی معاملات بعد و تنفر رکھیں گے جو بدوں کے ساتھ درکار ہیں۔ علی الخصوص، بد مذہب لوگ، یہ بہت برکات سے محرومی کا باعث ہوگا۔

سوم: جب یہ واقع میں تائب ہو لے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: التائب من الذنب کمن لا ذنب له تو اب مسلمانوں کے وہ معاملات نظر بواقع بیجا ہوں گے، اور انہیں اس بیجا پر خود یہ شخص حامل ہوا کہ اگر اپنی توبہ کا اعلان کر دیتا تو کیوں وہ معاملات رہتے، تو لازم ہوا کہ انہیں مطلع کر دے۔ جیسے کسی کے کپڑے میں نجاست ہو اور وہ مطلع نہیں تو جاننے والے پر اسے خبر دینی ضروری ہے۔

چہارم: ایسے گناہوں میں جو بد مذہبی بد دینی ہیں، اگر یہ مر گیا اور مسلمانوں پر اس کی توبہ ظاہر نہیں، اور بد مذہب کی عداوت

اس کے مرنے پر بھی جائز بلکہ کبھی شرعاً واجب ہے تو اہلسنت اسے برا اور بد دین اور گمراہ کہیں گے، اور ان کے سید و مولیٰ ﷺ نے انہیں زمین میں اللہ عزوجل کا گواہ بتایا ہے، آسمان میں اس کے گواہ ملائکہ ہیں اور زمین میں اہلسنت، تو انکی گواہی سے اس پر سخت ضرر کا خوف ہے، اور وہ خود اس میں تقصیر وار ہے کہ اعلانِ توبہ سے ان کا دل صاف نہ کر دیا اور یہ نہ بھی ہو تو اتنا ضرور ہے کہ علماء صلحا اہل سنت اس کی تجہیز میں شرکت اور اس کے جنازہ پر نماز سے احتراز کریں گے، شفاعتِ اختیار سے محروم رہے گا، یہ شفاعت کیا کم ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

پنجم: اصل یہ ہے کہ گناہِ علانیہ دوہرا گناہ ہے کہ اعلانِ گناہ دوسرا گناہ، بلکہ اس گناہ سے بھی بدتر گناہ ہے۔ حدیث میں ہے۔
عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کل امتی معافی الا
المجاہرین۔ (مسلم شریف ۴/۲۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری سب امت عافیت میں ہے سوا ان کے جو گناہ آشکارا کرتے ہیں۔

عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یزال العذاب مکشوفاً عن العباد لما استتروا بمعاصی اللہ فاذا اعلنوها استوجبا عذاب النار۔

(کنز العمال ۱۰۳۷۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندوں سے عذاب الہی دور رہے گا جب تک اللہ کی معصیت پوشیدہ کریں گے اور جب اعلانِ گناہ کریں گے تو عذاب دوزخ خود اپنے اوپر واجب کریں گے۔ (فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹/۲۵۶)

اعلانِ توبہ

اعلیٰ حضرت ﷺ لکھتے ہیں:

اعلانِ گناہ پر باعثِ نفس کی جرات و جسارت اور سرکشی بے حیائی ہے، اور مرض کا علاج ضد سے ہوتا ہے، جب مسلمانوں کے مجمع میں اپنی بدی و شناعیت پر اقرار لائے گا تو اس سے جو انکسار پیدا ہوگا اس سرکشی کی دوا ہوگا۔

فکرِ حاضر میں اس وقت اتنی حکمتیں خیال میں آئیں، اور شریعتِ مطہرہ کی حکمتوں کو کون حصر کر سکتا ہے؟ ان میں اکثر وجوہ یہ چاہتے ہیں کہ جن جن لوگوں کے سامنے گناہ کیا ہے ان سب کے مواجہ میں توبہ کرے۔ مگر یہ کثرتِ مجمع کی حالت میں مطلقاً اور بعض صورتوں میں ویسے بھی حرج سے خالی نہیں، اور حرج مدفوع بالنص ہے۔ تاہم اس قدر ضرور چاہیے کہ مجمعِ توبہ مجمعِ گناہ کے مشابہ ہو۔ سب میں ادنیٰ درجہ کا اعلان اگرچہ دو کے سامنے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر وہ مقاصد شرع یہاں بے مشاکلت و مشابہت حاصل نہ ہوں گے۔ ولہذا علامہ مناوی نے فیض القدر میں اس حدیث (اعلانِ توبہ کرنے والی) کی شرح میں لکھا:

احداث عندھا توبۃ تجانسھا مع رعاۃ المقابله وتحقق المشاکلۃ مختصراً۔

سو کے سامنے گناہ کیا اور ایک گوشہ میں دو کے آگے اظہارِ توبہ کر دیا تو اس کا اشتہار مثل اشتہارِ گناہ نہ ہوا، اور وہ فوائد کہ مطلوب تھے پورے نہ ہوئے بلکہ حقیقتہً وہ مرض کہ باعثِ اعلانِ گناہ تھا توبہ میں کمی اعلان پر بھی وہی باعث ہے کہ گناہ تو دل کھول کر مجمع کثیر میں کر لیا اور اپنی خطا پر اقرار کرتے عار آتی ہے۔

چپکے سے دو تین کے سامنے کہہ لیا وہ انکسار کہ مطلوب شرع تھا حاصل ہونا درکنار ہنوز خود داری و استنکاف باقی ہے اور جب واقعہ ایسا ہو تو حاشا توبہ سر کی بھی خیر نہیں کہ وہ ندامت صادقہ چاہتی ہے اور اس کا خلوص مانع استنکاف۔

پھر انصاف کیجئے! تو کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں نے توبہ کر لی ہے اور اس مجمع میں توبہ نہ کرنا خود بھی اسی خود داری و استنکاف کی خبر دے رہا ہے۔ ورنہ کسی شخص کا توبہ کا قصہ پیش کرنا، گواہوں کے نام گناہ، ان سے تحقیقات پر موقوف رکھنا یہ جھگڑا آسان تھا یا مسلمانوں کے سامنے یہ دو حرف کہہ لینا کہ الہی میں نے اپنے ان ناپاک اقوال سے توبہ کی، پھر یہاں ایک نکتہ اور ہے۔

اس کے ساتھ بندوں کے لیے معاملے تین قسم ہیں۔

ایک یہ، کہ گناہ کی سزا اس کو دی جائے اس پر یہاں قدرت کہاں۔ یعنی قتل و تعزیر وغیرہ کی۔

دوسرے یہ کہ اس کے ارتباط و اختلاط سے تحفظ و تحرز کیا جائے کہ بد مذہب کا ضرر سخت متعدی ہوتا ہے۔

تیسرے یہ کہ اس کی تعظیم و تکریم مثل قبول شہادت و اقتدائے نماز وغیرہ سے احتراز کریں۔

فاسق و بد مذہب کے اظہارِ توبہ کرنے سے قسم اول تو فوراً موقوف ہو جاتی ہے الافی بعض صور مستثنیات مذکورہ فی الدر وغیرہ مگر دو قسم باقی ہنوز باقی رہتی ہیں یہاں تک کہ اس کی صلاح حال ظاہر ہو اور مسلمانوں کو اس کے صدق توبہ پر اطمینان حاصل ہو۔ اس لیے کہ بہت عیار اپنے بچاؤ اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے زبانی توبہ کر لیتے ہیں اور قلب میں وہی فساد بھرا ہوتا ہے۔

توبہ کے بعد کا معاملہ

عراق میں ایک شخص صبیح بن عسل تمیمی کے سر میں کچھ خیالات بد مذہبی گھومنے لگے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور عرضی حاضر کی گئی، طلبی کا حکم صادر فرمایا، وہ حاضر ہوا امیر المومنین نے کھجور کی شاخیں جمع کر رکھی تھیں۔ اس کو سامنے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ فرمایا تو کون ہے؟ کہا: کہ میں عبد اللہ صبیح ہوں، فرمایا: اور میں عبد اللہ عمر ہوں اور ان شاخوں سے مارنا شروع کیا کہ خون بہنے لگا۔ پھر قید خانے بھیج دیا، جب زخم اچھے ہوئے پھر بلایا اور ویسا ہی مارا پھر قید کر دیا، سہ بار پھر ایسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ بولا: امیر المومنین واللہ اب وہ ہوا میرے سر سے نکل گئی، امیر المومنین نے اسے حاکم یمن حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا اور حکم فرمایا: کہ کوئی مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھے۔ وہ جدھر گزرتا اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے سب متفرق ہو جاتے یہاں تک کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرضی بھیجی کہ یا امیر المومنین اس کا حال صلاح پر ہے۔ اس وقت مسلمانوں کو ان کے پاس بیٹھنے کی اجازت فرمادی۔

پھر صحت توبہ اور اطمینان کتنی مدت میں حاصل ہوتا ہے صحیح یہ کہ اس کے لیے کوئی مدت معین نہیں کر سکتے، جب اس شخص کی

حالت کے لحاظ سے اطمینان ہو جائے کہ اب اس کی اصلاح ہوگئی۔ اس وقت اس سے دو قسم اخیر کے معاملات برطرف ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ بات نظر بحالات مختلف ہو جاتی ہے۔ ایک سادہ دل و راست گو سے کوئی گناہ ہو اس نے توبہ کی، اس کے صدق پر جلد اطمینان ہو جائے گا اور دروغ گو مکار کی توبہ پر اعتبار نہ کریں گے اگرچہ ہزار مجمع میں تائب ہو۔ (فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹/۲۵۷)

اگر گناہ گار کو پتہ چل جائے کہ توبہ میں کتنی لذت ہے تو.....

علامہ ابن القیم کتاب الروح ص ۲۷۳ میں بیان کرتے ہیں اگر گناہ گار کو معلوم ہو جائے کہ توبہ میں لذت گناہوں کی لذت سے ہزاروں گنا زیادہ ہے تو گناہوں کی بہ نسبت توبہ کی طرف دوڑ کر جائے اس لذت کا بھید وہی جانتا ہے جسے بندے کی توبہ سے اللہ کی فرحت کا حال معلوم ہے کہ اس کی حد بندی ہی نہیں ہو سکتی۔ رحمت عالم ﷺ نے اس کی ایک مثال بیان فرمائی ہے اور اس میں انسان کی وہ مسرت ظاہر فرمائی ہے جس سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی مسرت نہیں۔ یعنی ایک شخص اپنے کھانے پینے کا سامان لاد کر سوار ہو کر چل پڑتا ہے۔ چلتے چلتے کہیں آرام کے لیے ٹھہر جاتا ہے اور سواری باندھ کر لیٹ جاتا ہے اتفاق سے اس کی آنکھ لگ جاتی ہے پھر جو آنکھ کھلتی ہے تو سواری گم پاتا ہے۔ چشیل میدان ہے اور تباہی، ہلاکت منہ پھاڑے ہوئے ہے۔ چاروں طرف اسے ڈھونڈتا ہے مگر وہ ملتی نہیں۔ نا اُمید ہو کر اسی مقام پر آ کر موت کی انتظار میں بیٹھ جاتا ہے آخر چاند طلوع ہوتا ہے اور دُور دُور تک اس کی روشنی پڑنے لگتی ہے۔ غور سے دیکھتا ہے تو چاندنی رات میں اسے اپنی سواری نظر آ جاتی ہے۔ جس کی نیل ایک درخت سے اُبھی ہوئی ہے۔ خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتا اور خود فراموشی میں بے سکتہ اس کی زبان سے نکل جاتا ہے کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ پیچھے کو خوشی کے مارے یہ خبر بھی نہیں رہتی کہ کیا کہہ رہا ہے فرمایا: اس سے بھی زیادہ اللہ کو اپنے بندے کی توبہ سے خوشی ہوتی ہے لہذا یہ حقیقت میں ناقابل انکار ہے کہ انسان کو توبہ سے شدید قسم کی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت قطب وقت عارف باللہ امام شعرانی رحمہ اللہ ص ۱۱۱ میں فرماتے ہیں:

و من شروط اجابة الدعاء كون العبد ليس عليه ذنب فمن سال الله تعالى وعليه ذنب واحد لم يتب منه فهو الى الرد اقرب .

قبولیت دعا کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ دعا کرنے والے پر گناہ کوئی نہ باقی ہو، اگر اس نے اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں دعا کی کہ اس کے ذمہ ایک گناہ باقی ہے جس سے وہ توبہ نہیں کر سکا تو ایسے شخص کی دعا رد ہونے کے زیادہ قریب ہے۔

اور آگے لکھتے ہیں کہ سیدی علی بحیری رحمہ اللہ سے جب کوئی شخص دعا کی درخواست کرتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ سب کے سب (استغفر الله العظيم الذي لا اله الا هو الحي القيوم واتوب اليه من كل ذنب) پڑھو، اس کے بعد آپ دعا فرماتے تھے اور آپ نے فرمایا میرے عزیزو! بندہ کس طرح قبولیت دعا کا امیدوار ہو سکتا ہے۔ جب کہ اس نے اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ جل سبحانہ و تعالیٰ کو ناراض کر رکھا ہو اور بندہ جب گناہ سے توبہ کرتا ہے تو قبولیت دعا کی امید پیدا ہو جاتی ہے۔

انسانی اعضاء کی طہارت کا انتظام

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ”کل سلامی من الناس علیہ صدقۃ ، کل یوم تطلع فیہ الشمس ، تعدل بین اثنين صدقۃ وتعين الرجل فی دابة فتحمله علیہا او ترفع له علیہا متاعہ صدقۃ ، والكلمۃ الطیبۃ صدقۃ ، وبكل خطوة تمشیہا الی الصلاۃ صدقۃ ، وتمیط الاذی عن الطريق صدقۃ“

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر روز طلوع سورج کے بعد انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے، دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا بھی صدقہ ہے، کسی کو سواری پر سوار کرنے میں مدد دینا بھی صدقہ ہے، سواری پر کسی کا مال لا دنا بھی صدقہ ہے، اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے، نماز کو جانے کے لیے ہر قدم صدقہ ہے اور راستہ سے ہر تکلیف دہ چیز کا ہٹانا بھی صدقہ ہے۔ (بخاری شریف، جلد ۱، صفحہ ۱۱۳۸ کتاب الصلح رقم ۲۵۲۷-مسلم شریف جلد ۲، صفحہ ۹۳۵، کتاب الزکوۃ رقم ۲۲۳۱-مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۸۱۶۸)

اس حدیث پاک میں حضور پر نور ﷺ نے ہماری رہنمائی اس طرف فرمائی کہ روزانہ ہر جوڑ کے شکر یہ میں انسان کو صدقہ کرنا ضروری ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ صدقہ کے لیے مال ہی کا ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی جھگڑنے والے فریقین کے درمیان صلح کرے گا تو وہ بھی صدقہ ہے یعنی نیکی ہے اور اسی طرح کسی کو سواری پر سوار کرنے میں مدد دینا بھی صدقہ (نیکی) ہے اور اسی طرح اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ نماز کے لیے جو قدم اٹھے وہ بھی صدقہ (نیکی) ہے اور اسی طرح اگر راستے میں کوئی چیز جو کہ ہر آنے جانے والے کے لیے نقصان دہ ہے اس کو راستے سے ہٹا دینا بھی صدقہ (نیکی) ہے۔ یہ حضور پر نور ﷺ کی امت کی خصوصیت ہے کہ مذکورہ چھوٹے چھوٹے اور تھوڑے تھوڑے اعمال کو بھی صدقہ و نیکی کہا گیا ہے۔ اللہ عزوجل تمام اہل ایمان ان اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تصویر کا دوسرا رخ

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیسے سعادتمند ہوا ہے اپنی فرمائے ہیں کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل ایک بار قحط میں مبتلا ہوئے۔ بار بار دعائیں مانگی گئیں مگر قبول نہ ہوئیں۔ بنی اسرائیل کو حیرانی ہوئی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ ان سے کہئے تم لوگ باہر نکل کر دعا مانگ رہے ہو مگر تمہاری بدن پلید ہیں تمہارے پیٹ حرام غذا سے پُر ہیں اور تمہارے ہاتھ ناحق خون سے آلودہ ہیں۔ اس حالت میں نکلنے سے تم پر میرا غصہ زیادہ ہو گیا ہے۔ ہٹو مجھ سے دور ہو جاؤ ظاہر ہے کہ جو مجرم بادشاہ کی نافرمانی پر کمر بستہ ہو۔ جب تک وہ اپنا طرز عمل تبدیل نہ کرے۔ اسے عطیہ و اکرام کی امید لے کر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے کا حق نہیں جو خیرہ چشم ایسا کرے گا بادشاہ کو اس کی جرأت و جسارت پر غصہ آئے گا اور وہ انعام و اکرام سے سرفراز ہونے کی بجائے عتاب و عقاب کا شکار ہوگا۔

اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حکم شرح عین العلم ص ۱۰۶ ج ۱ پر فرماتے ہیں:

وقال سفيان الثوري بلغني ان بني اسرائيل قحطوا سبع سنين حتى اكلوا الميتة من المزابل واكلوا الاطفال وكانوا كذلك يخرجون الى الجبال يكون ويتضرعون فاوحى الله عز وجل الى انبيائهم لو مشيتم الى باقداكم حتى تخفى ركبكم وتبلغ ايديكم عنان السماء وتكل السنتكم عن الدعا فاني لا اجيب لكم داعياً ولا ارحم منكم باكياً حتى ترد المظالم الى اهلها ففعلوا فمطروا من يومهم .

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل سات سال قحط میں مبتلا رہے یہاں تک کہ گندگی کے ڈھیروں سے مردار اور اپنے بچوں کو بھی کھانے لگے اور ہمیشہ پہاڑوں کی طرف عاجزی و زاری کے ساتھ دعا کرنے کے لیے نکل جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تم میری طرف اس قدر چلو کہ تمہارے گھٹنے گھس جائیں اور تمہارے ہاتھ آسمان کو پہنچ جائیں اور تمہاری زبانیں دعا کرتے کرتے گنگ ہو جائیں جب بھی تم میں سے کسی دُعا مانگنے والے کی دُعا قبول نہ کروں گا اور رونے والے پر رحم نہ کروں گا جب تک تم مظلوموں کو ان کے حقوق واپس نہ کرو۔ چنانچہ آخر کار جس دن انہوں نے لوگوں کے حقوق واپس کیے اور خدا کے حکم پر عمل کیا تو اسی دن بارانِ رحمت سے نوازے گئے۔

دین تو سراپا خیر خواہی کا نام ہے

عن ابی رقیۃ تمیم بن اوس الداری رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "الدین النصیحة" قلنا لمن؟ قال: للہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمة المسلمین وعامتہم . (رواہ مسلم)

ترجمہ: "حضرت تمیم داری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے ہم عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کی خیر خواہی کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کی، کتاب اللہ کی رسول اللہ کی، ائمہ مسلمین کی اور عام مسلمانوں کی۔"

اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی تمام صفات پر ایمان لانا اس کے تمام احکامات پر عمل کرنا اور درحقیقت یہ اپنے آپ سے خیر خواہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی خیر خواہی سے مستثنیٰ ہے اور کتاب اللہ سے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے اس کی تعظیم کرے، اس کی تلاوت کرے، اس کی آیات میں تدبر کرے اور اس کے مقتضی پر عمل کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر خواہی کا مطلب ہے آپ کی نبوت پر ایمان لائے آپ کی دی ہوئی خبروں کی تصدیق اور آپ کے دیئے ہوئے احکام پر عمل کرے آپ کی تعظیم و توقیر کرے آپ کے دوستوں سے محبت اور آپ کے دشمنوں سے عداوت رکھے، ائمہ مسلمین سے مراد اگر حکام ہیں تو اس کا مطلب ہے نیکی میں ان کی اطاعت کرے، ان کے خلاف بغاوت نہ کرے اور اگر مجتہدین یا اصحاب فتاویٰ علماء مراد ہیں تو مطلب یہ ہے کہ ان کی تقلید کرے اور ان کے فتوؤں پر عمل کرے اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں ان کی خیر کی طرف رہنمائی کرے، ان کی مصیبت اور تکلیف کو دور کرے۔ ان کے عیوب کی پردہ پوشی کرے، ان کی

جان و مال اور عزت کی حفاظت کرے اور ان کو فائدہ پہنچائے۔

لوگوں کے مال جان کا تحفظ

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ”امرت ان اقاتل الناس حتی یشهدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ ویقیموا الصلاۃ ویؤتوا الزکاۃ فاذا فعلوا ذلك عصموا منی دماءہم واموالہم الا بحق الاسلام وحسابہم علی اللہ تعالیٰ“ (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ محبوب رب العزت ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس وقت تک لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ اللہ عزوجل کی توحید اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی نہ دیں اور نماز اور زکوٰۃ کو ادا نہ کریں اس کے بعد میری طرف سے ان کی جانیں اور اموال محفوظ ہیں البتہ اسلامی احکام کی خلاف ورزی پر ان سے مواخذہ ہوگا اور ان کے باطن کا حال اللہ عزوجل کے سپرد ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں اللہ عزوجل کے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس وقت تک لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا کہ جب تک وہ اللہ عزوجل کی توحید اور حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی نہ دیں اور نماز اور زکوٰۃ کو ادا نہ کریں اس کے بعد ان کی جانیں اور اموال محفوظ ہیں یہ الفاظ جو سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں یہ اصل میں جامع وصیتیں ہیں جو کہ آپ نے اپنے اُمتیوں کو ارشاد فرمائیں اور اس کے علاوہ بھی بے شمار علم و حکمت کے پھول اس حدیث مبارکہ سے حاصل ہوئے۔ مثلاً

۱۔ جو شخص کلمہ پڑھ لے اس کی جان اور مال محفوظ ہیں۔

۲۔ حضور ﷺ کے اس فرمان کے وقت تک روزہ جہاد وغیرہ کے احکام نہ آئے تھے اسی لیے ان کا تذکرہ اس حدیث میں نہیں ہوا اگر کوئی نماز یا زکوٰۃ کا انکار کرے تو کافر ہے۔ اس کے خلاف کفار کا سا جہاد ہوگا تا کہین نماز و زکوٰۃ کی گوشمالی کرنی ہوگی۔

۳۔ اگر اسلام لا کر قتل، زنا یا ڈکیتی وغیرہ کریں تو قتل کے مستحق ہوں گے کہ یہ اسلام کا حق ہے یہ قتل کفر نہ ہوگا۔

(مراۃ ۱۲، ص ۳۳)

حدیث شریف کے الفاظ حسابہم علی اللہ ”ان کا حساب اللہ عزوجل پر ہے“ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اگر کسی کا حق مار لیا اور اس کا پتہ چلا تو اس کا حساب اللہ عزوجل پر ہے۔ علاوہ ازیں معلوم ہوا کہ جس نے اسلام کو ظاہر کیا اور دل میں کفر رکھا تو اس کا اسلام قبول کیا جائے گا اور اس کا حساب اللہ عزوجل پر ہے۔ اکثر علماء کا یہی قول ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور صحیح یہی ہے کہ اس کی توبہ قبول ہوگی۔

حقوق و فرائض کے بارے میں ایک جامع تحریر

امام محمد برکلی رحمہ اللہ طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

و اما کیفیۃ خروج التائب عن تبعات الذنوب والمظالم فقد بینا ہا فی جلاء القلوب
توبہ کرنے والے کے لیے گناہوں کے بوجھ و ضرر اور لوگوں کے حقوق سے فراغت حاصل کرنے کی کیفیت کو ہم نے

جلاء القلوب میں مفصل بیان کیا ہے۔

چنانچہ اس کی شرح الوسیلہ الاحمدیہ والذریعہ السرمدیہ فی شرح الطریقۃ المحمدیہ میں شیخ رجب بن احمد رحمہ اللہ ص ۱۴۲ ج ۱ اجلاء القلوب کی عبارت نقل فرماتے ہیں:

قال المصنف فی جلاء القلوب . اعلّموا اخوانی ان الواجب علینا مع التوبۃ ان نحاسب انفسنا قبل ان نحاسب اذ لم نخلق عبثاً ولا سدى . قال اللہ تعالیٰ افحسبتم انما خلقناکم عبثاً . ابحسب الانسان ان یتروک سدى و یمخرج من الحقوق والمظالم لیدخل تحت قوله علیہ الصلوۃ والسلام التائب من الذنب کمن لا ذنب له . والحقوق ثلاثۃ اقسام . حق اللہ تعالیٰ . وحق العباد . وحق البہائم . اما حق اللہ فقسمان فعل وترک فالفعل كالصلوۃ والزکوۃ والصوم والحج والفدیۃ والاضحیۃ والنذور والكفارات فیجب تدارکها وقضاء ما فات منها واسقاطها عنه ولو بالوصیۃ والفدیۃ . واما طریق قضاء حقوق اللہ تعالیٰ فلتنظر اولاً فی الصلوۃ . فان عرفنا عدد الفائتۃ فیها . وان لم نعلم فلنقدرها قدرًا یعلم انها لیست اکثر منه فلنقضه ویجب التعین فی النیۃ . والطریق الايسران نقول فی کل فائتۃ یوم ولیلۃ اول فجر علی او اول ظهر علی الی اول وتر علی فیکون عدد رکعات فائتۃ علی مذهب ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ عشرين . ثم ننظر الی الزکوۃ وصدقۃ الفطر والنذر والضحایا . فنقضی ما فات منها بلا حیلۃ اذہی مکروہۃ علی القول الصحیح ولكن قضاء الاضحیۃ ان یقوم شاة وسطاً لكل سنة فیتصدق بہا علی الفقراء . ثم ننظر الی الصوم هل کان وجب علینا قضاؤه وحده او مع الکفارات فنفعله علی مقتضى الشرع . ثم ننظر الی الحج ولكن ینبغی فی الحج ان نوصی وان حججنا لا حتمال صدور کلمۃ الکفر تامل .

اور جلاء القلوب میں (انام برکلی طریقہ محمدیہ کے) مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے بھائیو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ توبہ کے ساتھ ساتھ ہم پر یہ بھی واجب ہے کہ ہم قیامت کے حساب و کتاب سے پہلے پہلے اپنا خود محاسبہ کریں، کیونکہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے بے فائدہ اور بے کار پیدا نہیں فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ وہ بے کار و مہمل چھوڑ دیا جائے گا۔ اس لیے تمام حقوق و مظالم سے سبکدوش ہو کر سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس فرمانِ مقدس ”گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں“ کا مصداق ہونا چاہیے۔

حقوق کی قسمیں

حقوق کی تین قسمیں ہیں۔ حقوق اللہ۔ حقوق العباد۔ حقوق البہائم (جانوروں کے حقوق)۔

حقوق اللہ: حقوق اللہ کی دو قسمیں ہیں۔

ایک کا تعلق فعل یعنی (کرنے) سے ہے اور دوسری کا ترک فعل سے

عملی: جن حقوق اللہ کا تعلق فعل سے ہے مثلاً نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، فدیہ، قربانی، نذر، کفارہ وغیرہ تو ان کی تدارک و عطا فی کرنا اور فوت شدہ کی قضاء کرنا واجب ہے (یعنی نفسِ توبہ سے یہ فرائض واجبات معاف نہیں ہوتے اور اگر بد قسمتی سے ان فرائض، واجبات کی قضاء نہ کر سکا ہو اور زندگی کے لمحات کچھ ہی باقی ہوں تو پھر ان فرائض، واجبات کے مواخذہ سے بچنے کے لیے فدیہ کی وصیت کرنا بھی واجب ہے۔

حقوق اللہ کی وضاحت

عن ابی ثعلبہ الخشنی جرثوم بن ناشر رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "ان اللہ تعالیٰ فرض فرائض فلا تضیعوها، وحد حدودا فلا تعتدوها، وحرم اشیاء فلا تنتہکوها وسکت عن اشیاء رحمة لکم غیر نسیان فلا تبھثوا عنہا"

(حدیث حسن رواہ الدارقطنی ج ۴ ص ۱۸۳ کتاب الرضا)

ترجمہ: "حضرت جرثوم بن ناشر رضی اللہ عنہ سرکارِ مدینہ ﷺ کا یہ قول روایت کرتے ہیں کہ بے شک اللہ عزوجل نے (اپنے بندوں پر) کچھ فرائض مقرر کیے ہیں تم انہیں تلف نہ کرو اور اس کی بنائی ہوئی حدود کو نہ توڑو اور اللہ عزوجل نے بعض چیزوں کو حرام کیا ہے تم ان کو نہ توڑو اور اللہ عزوجل نے تمہارے ساتھ رحمت کا برتاؤ کرتے ہوئے بعض اشیاء کو بیان نہیں فرمایا حالانکہ وہ بھولا نہیں ہے۔ اسی وجہ سے ان کے متعلق بحث نہ کرو۔"

اس حدیث میں سرکارِ مدینہ ﷺ نے چار باتوں کا حکم دیا جو کے دین اسلام کی اہم ترین باتیں ہیں۔

(۱) اللہ عزوجل کے فرض کردہ احکام کی پابندی

(۲) اللہ عزوجل کی حرام کردہ اشیاء سے بچنا

(۳) اللہ عزوجل کی مقرر کردہ حدود کی پابندی

(۴) جن چیزوں کی حلت و حرمت کے بارے میں کچھ فرمایا گیا ان سے بچنا۔

۱- اللہ عزوجل کے فرض کردہ احکام کی پابندی یہ ہے کہ جو اس کے فرائض ہیں ان کو صحیح طریقے سے ادا کرو۔ اللہ عزوجل کے

حقوق و فرائض میں سے چند درج ذیل ہیں۔ مثلاً روزہ، حج، زکوٰۃ، توحید، نماز وغیرہ وغیرہ۔

۲- اللہ عزوجل کی حرام کردہ اشیاء سے بچنا مثلاً شراب، جوا، سود، جھوٹ، ملاوٹ، وعدہ خلافی، بد اخلاقی وغیرہ سے بچنا۔

۳- اللہ عزوجل کی حدود کی پابندی کرنا اور تشابہات سے بچنا۔

۴- اصل میں یہ چاروں باتوں کا مفہوم ایک ہی ہے لیکن یہاں پر یعنی اس حدیث میں مفصلاً اور اجمالاً بیان ہوئی ہیں۔

الغرض سب سے پہلے ہمیں نماز کے متعلق غور کرنا چاہیے کہ ہماری نمازیں کس قدر فوت ہوئی ہیں اگر صحیح تعداد معلوم ہو تو ان کی قضاء کرنی چاہیے کیونکہ فوت شدہ نمازوں کی قضا فرض ہوتی ہے اور اگر صحیح اندازہ یا تعداد یاد نہ ہو تو پھر ایسا اندازہ لگالینا چاہیے جس

سے یہ یقین پیدا ہو جائے کہ میری فوت شدہ نمازیں اس مقدار سے زائد نہ ہوں گی۔ پس ہم ان کی قضا کریں اور نیت کرتے وقت ہر نماز کی تعیین بھی از بس ضروری ہے۔

قضا نماز پڑھنے کا آسان طریقہ

ایک ایک روز کی نماز کو بالترتیب یوں قضا کریں۔ وہ پہلی نماز فجر کی ادا کرتا ہوں جس کا وقت میں نے پایا اور اس کو ادا نہیں کیا۔ اسی طرح وہ پہلی نماز ظہر، وہ پہلی نماز عصر۔ اسی طرح وہ پہلی نماز وتر، کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پنجگانہ نمازوں کی رکعات کی تعداد بیس ہے۔ ان کے نزدیک نماز وتر کی قضا بھی واجب ہے۔

پھر ہم زکوٰۃ، صدقۃ الفطر، نذر، قربانی وغیرہ مالی عبادات کے متعلق غور کریں، تو جس قدر ان عبادات مالیہ سے فوت ہوئی ہوں ان کی قضا کریں (کیونکہ یہ عبادات بھی نفسِ توبہ سے معاف نہیں ہوتی ہیں) اور قولِ صحیح کے مطابق ان عبادات کو کسی حیلہ سے ساقط کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

اور قربانی کی قضا کی صورت یہ ہے کہ ہر سال کی قربانی کے بالقابل ایک اوسط درجے کی بکری کی قیمت فقراء پر صدقہ کر دینی چاہیے۔

پھر ہمیں روزہ کے متعلق غور کرنا چاہیے کہ کس قدر روزوں کی قضا ہم پر فرض ہے اور اس باب میں بھی غور کریں کہ روزوں کی صرف قضا ہی لازم ہے یا ساتھ ساتھ کفارہ بھی۔ پس اس موقع پر ہم کو شریعت کے مقتضاء پر عمل کرنا چاہیے۔ (یعنی اگر صرف قضا لازم ہو تو قضا کرنی چاہیے اور اگر ساتھ کفارہ بھی لازم تو وہ بھی ادا کرنا چاہیے)۔

پھر ہم کو حج کے متعلق بھی غور کرنا چاہیے اگر ہم نے حج فرض ادا کر لیا ہے تب بھی احتیاطاً حج بدل کی وصیت کر دینی چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ حج کے بعد ہماری زبان سے کوئی کلمہ کفر نکل گیا ہو (العیاذ باللہ) اور کلمہ کفر کے نکلنے سے پہلا حج باطل ہو جاتا ہے۔

احادیث مبارکہ

عن معاذ رضی اللہ عنہ قال کنت رد فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی حمار یقال لہ عفیر، فقال: یا معاذ! هل تدري حق الله على عباده، وما حق العباد على الله. قلت: الله ورسوله اعلم، قال: فان حق الله على العباد ان يعبدوه، ولا يشركوا به شيئا، وحق العباد على الله ان لا يعذب من لا يشرك به شيئا. فقلت: يا رسول الله! افلا ابشر به الناس؟ قال: لا تبشرهم فيتكلوا

(متفق علیہ)

”حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عفیر نامی دراز گوش پر سوار تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے، اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ

وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں، اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے وہ اسے عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں یہ خوشخبری لوگوں تک نہ پہنچا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ انہیں یہ خوشخبری نہ دو کہ پھر وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہیں گے (اور عمل میں کوتاہی کریں گے)۔“

☆ عن انس بن مالك رضى الله عنه : ان النبي صلى الله عليه وسلم ومعاذ رديفه على الرحل، قال : يا معاذ ابن جبل ! قال : لبيك يا رسول الله وسعديك ! قال : يا معاذ . قال : لبيك يا رسول الله وسعديك ، ثلاثا ، قال : ما من احد يشهد ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله صدقاً من قلبه الا حرمه الله على النار . قال : يا رسول الله ! افلا اخبر به الناس فيستبشروا ؟ قال : اذا يتكلموا . واخبر بها معاذ عند موته تأثماً . (متفق عليه)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر جبکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھے، حضور نبی اکرم ﷺ نے (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: اے معاذ ابن جبل! حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: لبيك يا رسول الله وسعديك! حضرت انس کہتے ہیں کہ تین مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ کو مخاطب کیا اور ہر مرتبہ حضرت معاذ نے یہی الفاظ دہرائے۔ تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی سچے دل سے اس بات کی شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس بات سے لوگوں کو مطلع نہ کر دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! اگر تم ان کو یہ بات بتا دو گے تو وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہیں گے، چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اپنے انتقال کے وقت بیان کی تاکہ حدیث بیان نہ کرنے کی وجہ سے گناہگار نہ ہو جاؤں (لقولہ تعالیٰ: ان الذين يكتُمون ما انزلنا البقرہ)۔“

(اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: العلم، باب: من خص بالعلم قوادون قوم، کرامیۃ ان لا یصلحوا، ۱/۵۹، الرقم: ۱۲۸، و مسلم فی الصحیح، باب: لبيك وسعديك، ۲۳۱۲/۵، الرقم: ۵۹۱۲، و فی کتاب: الرقاق، باب: من جاهد نفسه فی طاعة الله، ۲۲۸۲/۵، الرقم: ۶۱۳۵، و فی کتاب: التوحيد باب: ما جاء فی دعاء النبي صلى الله عليه وسلم امت الی توحيد الله تبارک وتعالی، ۲۶۸۵/۶، الرقم: ۲۹۳۸، و مسلم فی الصحیح، کتاب: الايمان، باب: الدلیل علی ان من مات علی التوحيد دخل الجنة، ۱/۵۹، الرقم: ۳۰، و الترمذی فی السنن، کتاب: الايمان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب: ما جاء فی افتراق هذه الامة، ۲۶/۵، الرقم: ۲۶۳۳، و قال ابو یس: حدیث حسن صحیح۔ و ابن ماجہ فی السنن، کتاب: الزهد، باب: ما یرجى من رحمة الله یوم القيامة، ۱۳۳۵/۲، الرقم: ۴۲۹۶، و النسائی فی السنن الکبری، ۳/۳۳۳، الرقم: ۵۸۷۷)

جن حقوق کا تعلق ترک فعل سے ہے

و التمرک كالزنا وشرب الخمر والكذب والغیبة والنميمة والعمر واللمز ونحوها فیجب منها

توبہ صحیحہ بان نندم علیہا والعزم علی ان لا نفعلها ابداً خوفاً من الله تعالى . فاذا فرغنا من حقوق الله تعالى فلننظر فی حقوق العباد وهی نوعان مالی مثل الغصب والسرقة واکل مال الغير بغیر اذنه واتلافه كذلك اما باليد او بشهادة الزور او بالسعی الى الظالم او بغيرها . فما علمنا منها مالکة فنستحله وان صدرت هذه الاشياء عنا فی حال الصبا اذ يلزم الصبی غرامة مالية . وان مات المالك فنستحله من الورثة ان وجدت وان لم توجد ولم يعلم المالك فنعطيه ان كان باقياً وقيمته ان هالکاً الى الفقراء بنیته ان يكون وديعة عند الله تعالى یوصلها الى صاحبها يوم القيمة .

وغير مالی وهو ايضاً نوعان . بدنی مثل الجرح والضرب والاستخدام بغير حق . وقلبی مثل الشتم والاستهزاء ونحوهما . وطریق الخلاص منهما ايضاً بالاستحلال ان امکن والا فالتضرع الى الله تعالى والدعاء والتصدق لمن له الحق فلعل الله تعالى یرضيه يوم القيمة واما اذا كان الحق للبهائم بان نضربها بغير ذنب او نحملها فوق طاقتها او لم نتعهد علفها وماءها فلامر مشکل جداً . وان كان الحق لكافر لم نستحله فی الدنيا فان خصومتها يوم القيمة اشد الا لطریق لا رضائهما ولا لا عطاء ثواب المومن اياهما ولا لتحميل اثم الکفر على المومن فایاکم وحققهما . فاذا فرغنا وتخلصنا من الحقیق معاً فعند ذلك تتم توبتنا وانا بتنا . فنشکر الله تعالى

على التوفيق والاحسان (انتهی)

اور وہ حقوق اللہ جن کا تعلق ترکِ فعل سے ہے۔ مثلاً زنا۔ شراب نوشی۔ جھوٹ بولنا۔ غیبت کرنا۔ چغل خوری کرنا، طعنہ دینا اور لوگوں کے عیوب بیان کرنا۔ تجسس کرنا وغیرہ ایسے قبیح فعل میں جن کا ترک کرنا ضروری ہے تو اس قسم کے گناہوں سے صحیح طور پر توبہ کرنا بھی واجب ہے۔ یعنی ایک تو دل سے گناہوں پر ندامت ہو اور اس کے ساتھ اللہ سے ڈر کر آئندہ کے لیے گناہوں سے اجتناب کرنے کا پختہ عزم بھی ہو۔

حقوق العباد کا بیان

حقوق العباد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مالی اور دوسرے غیر مالی یعنی بدنی و قلبی

حقوق العباد مالی مثلاً کسی کا مال غصب کرنا۔ چوری کرنا۔ کسی کا مال تلف کرنا۔ یا کسی کا مال ناحق کھانا وغیر ذلک یہ جرائم خواہ اپنے ہاتھ سے ہوں یا جھوٹی شہادت کی وجہ سے ہوں یا کسی ظالم کے توسط یا تسلط سے کیے ہوں تو ان کی معافی کی صورت یہی ہے کہ اصل حق دار شخص سے معاف کرایا جائے اور اگر حق دار فوت ہو چکا ہو تو اس کے ورثاء سے معاف کرایا جائے اور اگر حق دار کا کوئی وارث موجود نہ ہو کہ اس سے معاف کرایا جائے یا اصل حق دار شخص کی شناخت نہیں تو پھر ان دونوں صورتوں میں وہ مال یا اس کی قیمت اصل مالک کی طرف سے خدا تعالیٰ کے ہاں امانت رکھتے ہوئے فقراء پر صدقہ کر دینا چاہیے تاکہ اصل مالک قیامت کی صبح کو

اس مال کے صدقہ سے ماجور ہو جائے۔

اگر وہ حقوق غیر مالی یعنی بدنی ہوں مثلاً کسی کو مارنا پیٹنا۔ زخمی کرنا۔ ناحق خدمت لینا وغیرہ۔

یا وہ حقوق قلبی ہوں (یعنی ان سے قلب کو اذیت پہنچتی ہو) مثلاً کسی کو گالی و گلوچ دینا۔ یا کسی سے استہزاء کرنا وغیرہ تو ان حقوق بدنی و قلبی سے گلو خلاصی اور سبکدوشی کی صورت یہ ہے اگر ممکن ہو تو معاف کرانے میں دریغ نہ کرنا چاہیے اور اگر معاف کرنا ممکن نہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی جناب میں تضرع و زاری کرنی چاہیے اور ساتھ ساتھ صاحبِ حق کے لیے دعا و صدقہ بھی کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن معاف کرنے پر آمادہ فرمائے۔

حقوق کے بارے میں احادیث مبارکہ

عن أم المؤمنين عائشة الصديقة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدواوين ثلاثة، فديوان لا يغفر الله منه شيئا وديوان لا يعبأ الله منه شيئا وديوان لا يترك الله منه شيئا. فاما الديوان الذي لا يغفر الله منه شيئا الا شرك بالله، واما الديوان الذي لا يعبأ الله منه شيئا ظلم العبد نفسه فيما بينه وبين ربه من صوم يوم ترك او صلوة تركها فان الله يغفر ذلك ان شاء وتجاوز، واما الديوان الذي لا يترك الله منه شيئا فمظالم العباد بينهم القصاص لا محالة.

”ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دفتر تین ہیں۔ ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ معاف نہ فرمائے گا اور دوسرے کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں اور تیسرے میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا۔ وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ معاف نہ فرمائے گا وہ دفتر کفر ہے اور جس کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں وہ بندے کا اپنے رب کے معاملہ میں اپنی جان پر ظلم کرنا ہے کہ کسی دن کاروزہ چھوڑ دیا نماز چھوڑ دی۔ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو معاف کر دے گا اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کے باہم ایک دوسرے پر ظلم ہیں۔ ان کا بدلہ ضرور ہوتا ہے۔“ (المسنود للحاکم، الاہوال، ۵۷۵/۳، المسند لاحمد بن حنبل، ۶/۲۳۰،

الجامع الصغير للسيوطي، ۲/۲۶۱، اتخاف السادة للزبيدي، ۵۲۹/۸، كنز العمال، ۱۰۳۱۱، تاريخ اصفهان لابی

نعيم، ۲/۲)

بندوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آنا

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان من اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله.

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سے کامل ترین مومن وہ ہے جو بہترین اخلاق کا مالک ہے اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ انتہائی نرم ہے۔“ (اعرجہ الترمذی فی السنن، کتاب:

الايمان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ما جاء في استكمال الايمان وزادته ونقصانه، ۹/۵، الرقم: ۲۶۱۲)

☆ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ، قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقا وخیارکم خیارکم لنسائہم ۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سے کامل ترین ایمان اس کا ہے جو ان میں سے بہترین اخلاق کا مالک ہے اور تم میں سے بہترین اشخاص وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے ہیں۔“ (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: الرضاع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: ما جاء فی حق المرأة علی زوجها، ۴۶۶/۳، الرقم: ۱۱۶۲)

☆ عن جابر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : ان من احبکم الی واقربکم منی مجلسا یوم القیامة احاسنکم اخلاقا ۔

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ پیارے اور قیامت کے دن میرے نزدیک ترین بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں سے اخلاق میں اچھے ہیں۔“ (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: البر والصلة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: ما جاء فی معالی الاخلاق، ۳۷۰/۳، الرقم: ۲۰۱۸)

☆ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : ان المؤمن لیدرک بحسن خلقه درجة الصائم القائم ۔

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: یقیناً مومن حسن اخلاق کے ذریعے دن کو روزہ رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔“ (اخرجه ابو داؤد فی السنن، کتاب: الادب، باب: فی حسن الخلق، ۲۵۲/۳، الرقم: ۴۷۸، وابن حبان فی الصحیح، ۲۲۸/۲، الرقم: ۳۸۰)

☆ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : ما من شیء اثقل فی المیزان من حسن الخلق ۔

”حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حسن اخلاق سے بڑھ کر میزان میں بھاری چیز کوئی نہیں ہوگی۔“ (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: البر والصلة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: ما جاء فی حسن الخلق، ۳۶۲/۳، الرقم: ۲۰۰۲، وابو داؤد فی السنن، کتاب: الادب، باب: فی حسن الخلق، ۲۵۳/۳، الرقم: ۴۷۹)

☆ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : حرم علی النار کل

هین سهل قریب من الناس ۔

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اس شخص پر آگ حرام کر دی

گئی جو نرم خو، خوش اخلاق اور (نیک مجالس میں) لوگوں کے قریب ہے۔“

(اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، ۴۱۵/۱، الرقم: ۳۹۳۸، وابن حبان فی الصحيح، ۲۱۵/۲، الرقم: ۳۶۹،

والطبرانی فی المعجم ۱۰/۲۳۱، الرقم: ۱۰۵۶۲)

مسکراتا بھی صدقہ ہے

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تبسمک فی وجہ اخیک لک صدقة

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنے مسلمان بھائی کے لیے مسکراتا بھی صدقہ ہے۔“ (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: البر والصلة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: ما جاء فی صنائع المعروف، ۳۳۹/۳، الرقم: ۱۹۵۶، وابن حبان فی الصحيح، ۲۲۱/۲، الرقم: ۴۷۴، والطبرانی فی المعجم الاوسط، ۸/۱۸۳، الرقم: ۸۳۳۲)

☆ عن عائشہ رضی اللہ عنہا: قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ یحب الرفق فی الامر کله .

”حضرت عائشہ صدیقہ فخریہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ ہر ایک معاملہ میں نرمی برتنے کو پسند کرتا ہے۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الادب، باب: الرفق فی الامر کله، ۲۲۳۲/۵، الرقم: ۵۶۷۸، وفی کتاب: الاستئذان، باب: کیف الرد علی اهل اللعہ بالسلام، ۲۳۰۸/۵، الرقم: ۵۹۰۱، وفی کتاب: الدعوات، باب: الدعاء علی المشرکین، ۲۳۳۹/۵، الرقم: ۶۰۳۲، ومسلم فی الصحيح، کتاب: السلام، باب: النهی عن ابتداء اهل الکتاب بالسلام وکیف یرد علیہم، ۱۷۰۶/۳، الرقم: ۲۱۶۵)

☆ عن عائشہ رضی اللہ عنہا: قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یا عائشہ! ان اللہ رفیق یحب الرفق فی الامر کله . وفی رواية: ان اللہ رفیق ویحب الرفق ویعطی علی الرفق ما لا یعطی علی العنف .

”حضرت عائشہ فخریہ سے یوں بھی مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! بیشک اللہ تعالیٰ نرمی سے سلوک کرنے والا ہے اور ہر ایک معاملہ میں نرمی کو پسند کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر اتنا عطا فرماتا ہے کہ اتنا سختی پر بھی عطا نہیں کرتا۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: استئذان المرتدین والمعادن وقتالہم، باب: اذا عرض اللمی وغیرہ بسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یصرح بحولہ: السام علیکم، ۲۵۳۹/۶، الرقم: ۶۵۲۸، ومسلم فی الصحيح، کتاب: البر والصلة والآداب، باب: فضل الرفق، ۲۰۰۳/۳، الرقم: ۲۵۹۳)

☆ عن جریر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من یحرم الرفق یحرم الخیر .
”حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو نرمی سے محروم ہو، وہ ہر خیر سے محروم ہو گیا۔“

(اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: البر والصلة والآداب، باب: فضل الرفق، ۴/۲۰۰۳، الرقم: ۲۵۹۲، وابو داؤد

فی السنن کتاب الآداب، باب: فی الرفق، ۴/۲۵۵، الرقم: ۴۸۰۹)

کسی مسلمان کی مشکل کشائی و حاجت روائی کرنا

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ من کان فی حاجة اخیه کان اللہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم کربة فرج اللہ عنہ بها کربة من کربات یوم القيامة ومن ستر مسلما سترہ اللہ یوم القيامة .

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے جو شخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی دنیوی مشکل حل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ستر پوشی کرے گا۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: المظالم، باب: لا یظلم المسلم المسلم ولا سلمہ،

۲/۸۶۲، الرقم: ۲۳۱، ومسلم فی الصحيح، کتاب: البر والصلة والآداب، باب: تحریم الظلم، ۴/۱۹۹۶، الرقم:

۲۵۸۰، والترمذی فی السنن، کتاب: الحدود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: ما جاء فی الستر علی

المسلم، ۴/۳۳، الرقم: ۱۴۲۶)

☆ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من نفس عن مو من کربة من کرب الدنیا نفس اللہ عنہ کربة من کرب یوم القيامة ومن یسر علی معسر یسر اللہ علیہ فی الدنیا والآخرة ومن ستر مسلما سترہ اللہ فی الدنیا والآخرة واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه .

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی کوئی دنیوی تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل کرے گا جو شخص دنیا میں کسی تنگ دست کے لیے آسانی پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے لیے آسانی پیدا فرمائے گا اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔“ (اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: الذکر والدعاء

والاستغفار، باب: فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن، ۴/۲۰۷۴، الرقم: ۲۶۹۹)

☆ عن زيد بن ثابت رضي الله عنه : عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : لا يزال الله في حاجة العبد ما دام في حاجة اخيه .

”حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے۔“ (اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير، ۱۱۸/۵، الرقم: ۳۸۰۱، ۳۸۰۲، والمنذرى فی الترغيب والترهيب، ۲۶۳/۳، الرقم: ۳۹۷۴، وقال المنذرى: رواه ثقات، والدیلمی فی الفردوس بمأثور الخطاب، ۹۱/۵، الرقم: ۷۵۶۰، والهیثمی فی مجمع الزوائد، ۱۹۳/۸)

☆ عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان الله خلقا خلقهم لحوائج الناس يفرع الناس اليهم في حوائجهم اولئك الآمنون من عذاب الله .

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی مخلوق ہے جنہیں اس نے لوگوں کی حاجت روائی کے لیے پیدا فرمایا ہے لوگ اپنی حاجات (کے سلسلے) میں دوڑے دوڑے ان کے پاس آتے ہیں یہ (وہ لوگ ہیں جو) اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔“ (اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير، ۳۵۸/۲، الرقم: ۱۳۳۳۳، والهیثمی فی مجمع الزوائد، ۱۹۲/۸، والقضاعي فی مسند الشهاب، ۱۱۷/۲، الرقم: ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، والمنذرى فی الترغيب والترهيب، ۲۶۲/۳، الرقم: ۳۹۶۶)

☆ عن ابن عمر و ابی هريره رضي الله عنهما قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من مشى في حاجة اخيه المسلم حتى يتمها له اظله الله عز وجل بخمسة آلاف وفي رواية: بخمسة وسبعين الف ملك يدعون ويصلون عليه ان كان صباحا حتى يمسي وان كان مساء حتى يصبح ولا يرفع قدما الا كتبت له بها حسنة ولا يضع قدما الا حط الله عنه بها خطيئة .

”حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے کام کے سلسلے میں چل پڑا حتیٰ کہ اسے پورا کر دے اللہ عز و جل اس پر پانچ ہزار، اور ایک روایت میں ہے کہ پچھتر ہزار فرشتوں کا سایہ فرمادیتا ہے وہ اس کے لیے اگر دن ہو تو رات ہونے تک اور رات ہو تو دن ہونے تک دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اس کے اٹھنے والے ہر قدم کے بدلے اس کے لیے نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اس کے رکھنے والے ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔“ (اخرجه البيهقي في شعب الایمان، ۱۱۹/۶، الرقم: ۷۶۶۹، والطبرانی فی المعجم الاوسط، ۳۴۷/۳، الرقم: ۳۳۹۶، والمنذرى فی الترغيب والترهيب، ۱۶۵/۳، الرقم: ۵۲۷۳، ۲۶۳/۳، الرقم: ۳۹۷۴، ورواه ابن حبان فی کتاب الثواب، والهیثمی فی مجمع الزوائد، ۲۹۹/۲)

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا

☆ عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال: سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم اى العمل احب الى الله؟ قال: الصلاة على وقتها قال: ثم اى؟ قال: بر الوالدین قال: ثم اى؟ قال: الجهاد فى سبيل الله .

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین سے حسن سلوک کرنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔“ (اخرجه البخارى فى الصحيح، كتاب: الادب، باب: البر والصلة، ۲۲۷/۵، الرقم: ۵۶۲۵، وفى كتاب: موافيت الصلاة، باب: فضل الصلاة لوقتها، ۱۹۷/۱، الرقم: ۵۰۳، ومسلم فى الصحيح، كتاب: الايمان، باب: بيان كون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال، ۸۹/۱، الرقم: ۸۵)

☆ عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله من احق الناس بحسن صحابتي؟ قال: امك قال: ثم من؟ قال: ثم امك قال: ثم من؟ قال: ثم امك قال: ثم من؟ قال: ثم ابوك

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ ﷺ لوگوں میں میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا: تیری والدہ، عرض کی پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں، عرض کی پھر کون؟ فرمایا: تیرا باپ۔“ (اخرجه البخارى فى الصحيح، كتاب: الادب، باب: من احق الناس بحسن الصحبة، ۲۲۷/۵، الرقم: ۵۶۲۶، ومسلم فى الصحيح، كتاب: البر والصلة والادب، باب: بر الوالدین وانهما احق به، ۱۹۷/۳، الرقم: ۲۵۳۸، وابن ماجه فى السنن، كتاب: الادب، بر الوالدین، ۱۴۰۷/۲، الرقم: ۶۰۹۳)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا!

رغم انف ثم رغم انف ثم رغم انف .

اسکی ناک خاک آلود ہو، پھر اس کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس کی ناک خاک آلود ہو

پوچھا گیا: یا رسول اللہ ﷺ کس کی؟ فرمایا!

من ادرك ابويه عند الكبر احدهما او كليهما فلم يدخل الجنة .

جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت

میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم شریف، ۱۹۷۸/۳، ۲۵۵۱)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، میں آپ سے جہاد اور ہجرت کی بیعت کرنا چاہتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا!

فهل من والدك احد حتى؟ کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے، عرض کی جی ہاں بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ فرمایا!

فتبتغي الاجر من الله. تو اللہ سے اجر و ثواب چاہتا ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا! فارجع الى والدك فاحسن صحبتهما اپنے والدین کے پاس جا اور ان سے اچھا سلوک کر۔ (بخاری، ۵/۵۶۲۷، ۲۲۲۷)

بخاری میں ہے کہ جہاد کی اجازت مانگنے والے کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: احسی والدك کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کی جی ہاں، فرمایا: ففیهما فجاہد، تو انکی خدمت میں ہی جہاد کر۔ (ایضاً)

☆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ما حق الوالدین علی ولدھما۔ والدین کا اپنی اولاد پر کتنا حق ہے؟ فرمایا: ھما جنتک و نارک۔ وہ دونوں تیری جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی یعنی چاہے انکی خدمت کر کے جنت کمالے اور چاہے انکی نافرمانی کر کے دوزخ کا مستحق بن جا

(ابن ماجہ، ۲/۱۳۰۸، ۳۶۶۲، الترغیب والترہیب، ۳/۲۱۶، ۳۷۴۹)

صلہ رحمی کا بیان

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الرحم معلقة بالعرش تقول: من وصلني وصله الله، ومن قطعني قطعه الله.

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رحم عرش سے معلق (وابستہ) ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ جس نے مجھے جوڑا اللہ عزوجل اس کو جوڑے، اور جس نے مجھے کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے۔“ (اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: البر والصلة والآداب، باب: صلة الرحم ونحوهم وقطيعتها، ۳/۱۹۸۱، الرقم: ۲۵۵۵، وابن ابی شیبہ فی المصنف، ۵/۲۱۷، الرقم: ۲۵۳۸۸، و ابو یعلیٰ فی المسند، ۷/۴۲۳، الرقم: ۴۴۴۶)

☆ عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: ابر البر ان يصل الرجل ودابيه. وفي رواية: ان من ابر البر صلة الرجل اهل ودابيه بعد ان يولى.

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والد کے دوستوں سے نیکی کرے۔“ اور ایک روایت میں ہے کہ بڑی نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کے وفات پا جانے کے بعد اس کے دوستوں سے نیکی کرے۔“ (اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: البر والصلة والآداب، باب: فضل صلة اصدقاء الاب والام ونحوهما، ۳/۱۹۷۹، الرقم: ۲۵۵۲، والطبرانی فی المعجم الاوسط، ۸/۷۲، الرقم: ۷۹۹۷، والبيهقي في السنن الكبرى، ۳/۱۸۰، الرقم: ۷۵۵۷)

عن جاهمة رضي الله عنه قال: اتيت النبي صلى الله عليه وسلم استشير في الجهاد فقال

النبي صلى الله عليه وسلم : لك والدان؟ قلت: نعم قال: الزمهما فان الجنة تحت ارجلهما .
 ”حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں جہاد کا مشورہ لینے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں (زندہ ہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہی کے ساتھ رہو کیونکہ کہ جنت ان کے پاؤں تلے ہے۔“ (اخرجه النسائي في السنن، كتاب: الجهاد، باب: الرخصة في التخلف لمن له والد، ۱۱/۶، الرقم: ۳۱۰۳، والطبرانی في المعجم الكبير، ۲۸۹/۲، الرقم: ۲۲۰۲، والمنذرى في الترغيب والترهيب، ۲۱۶/۳، الرقم: ۳۷۵۰، والهيثمى في مجمع الزوائد، ۱۳۸/۸، وقال: ورجاله الثقات)

بڑوں اور چھوٹوں کے حقوق

☆ عن ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها قالت: رايت احداً كان اشبه سمياً ودلاً وهدياً (و في رواية:) حديثاً وكلاماً برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة رضي الله عنها، كانت اذا دخلت عليه قام اليها فاخذ بيدها فقبلها واجلسها في مجلسه، وكان اذا دخل عليها قامت اليه فاخذت بيده فقبلته واجلسته في مجلسها .

”ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے چال ڈھال، شکل و شباهت اور باپ چیت میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو حضور نبی اکرم ﷺ سے مشابہ نہیں دیکھا اور جب فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ ان کے لیے کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب حضور نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لیے کھڑی ہو جاتیں، آپ ﷺ کے دستِ اقدس کو پکڑ کر بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ بیٹھاتیں۔“

(اخرجه ابو داؤد في السنن، كتاب: الادب، باب: ما جاء في القيام، ۳۵۵/۳، الرقم: ۵۲۱۷، والبخاري في الادب المفرد، ۳۳۷/۱، الرقم: ۹۷۱، والنسائي في السنن الكبرى، ۹۶/۵، الرقم: ۸۳۶۹)

☆ عن الشعبي رضي الله عنه : ان النبي صلى الله عليه وسلم تلقى جعفر بن ابى طالب فالتزمه وقبل ما بين عينيه .

”حضرت شعبي رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان سے معانقہ فرمایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔“ (اخرجه ابو داؤد في السنن، كتاب: الادب، باب: في قبلة ما بين العينين ۳۵۶/۳، الرقم: ۵۲۲۰، وابن ابى شيبة، ۵۴۱/۶، الرقم: ۳۳۶۸۲، الرقم: ۳۶۶۴۳، والمقرئ في تقبيل اليد، ۸۱/۱، الرقم: ۲۱)

☆ عن عبد الرحمن بن رزين، قال: مررتا بالربذة، فقيل لنا: ها هنا سلمة بن الاكوع . فاتيت:

فسلمنا عليه - فاخرج يديه، فقال: بايعت بهاتين نبى الله صلى الله عليه وسلم، فاخرج كفاه
ضخمة كانها كف بعير، فقمنا اليها فقبلناها .

”حضرت عبدالرحمن بن رزين بيان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم ربذہ گئے تو ہم کو بتایا گیا کہ یہاں حضرت سلمہ بن الاكوع
رضی اللہ عنہ رہتے ہیں۔ ہم ان کے پاس گئے اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ کپڑوں سے باہر کئے اور فرمایا:
میں نے ان ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہے۔ ان کا ہاتھ بڑا اور ضخیم تھا جیسے اونٹ کے ہاتھ ہوں، ہم لوگ
ان کے احترام میں کھڑے ہو گئے اور ہم نے ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔“ (اخرجه البخارى فى الادب المفرد،
۳۳۸/۱، الرقم: ۹۷۳)

☆ عن ابن جدهان: قال ثابت لانس رضى الله عنه: امسست النبی صلى الله عليه وسلم
بيدك؟ قال: نعم، فقبلها .

”حضرت ابن جدهان سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن انس رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ نے اپنے ہاتھوں
سے رسول اللہ ﷺ کو مس کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، تو اس پر انہوں (حضرت ثابت) نے ان کے ہاتھوں کو چوم
لیا۔“ (اخرجه البخارى فى الادب المفرد، ۳۳۸/۱، الرقم: ۹۷۳، والمقرى فى تقبيل اليد، ۷۹/۱، الرقم: ۱۹)

☆ عن صهيب رضى الله عنه مولى العباس قال: رايت عليا يقبل يد العباس ورجليه ويقول: يا
عم ارض عني .

”حضرت صہیب رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت
عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چومتے دیکھا اور آپ ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے: اے چچا! مجھ سے راضی ہو جائیں۔“
(اخرجه البخارى فى الادب المفرد، ۳۳۹/۱، الرقم: ۹۷۶، والذهبي فى سير اعلام النبلاء، ۹۳/۲، والمزى فى
تهذيب الكمال، ۲۳۰/۱۳، الرقم: ۲۹۰۵، والمقرى فى تقبيل اليد، ۷۶/۱، الرقم: ۱۵)

☆ عن اياس بن دغفل رضى الله عنه قال: رايت ابا نصره قبل عدا الحسن بن على رضى الله
عنهما

”حضرت ایاس بن دغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابونصرہ کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ
اللہ عنہما کے رخسار مبارک پر بوسہ دیا۔“ (اخرجه ابوداؤد فى السنن، كتاب: الادب: باب: فى قبلة العدا، ۳۵۶/۳،
الرقم: ۵۲۲۱، والبيهقى فى السنن الكبرى، ۱/۷، الرقم: ۱۳۳۶۱، وابن ابى شيبه فى المصنف، ۲۳۷/۵، الرقم:
۲۵۷۳۳)

☆ عن عمر رضى الله عنه: انه كلما قدم الشام استقبله ابو عبيدة بن الجراح، فقبل يده .
”حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جب بھی شام آتے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ آپ کا استقبال کرتے

اور آپ کی دست بوسی کرتے۔“ (الحديث رقم ۳۱: أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ۴/۶، الرقم: ۸۹۶۵)

☆ عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قبل رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسن بن علي رضي الله عنهما وعنده الأقرع بن حابس التميمي جالساً، فقال الأقرع: إن لي عشرة من الولد ما قبلت منهم أحداً فنظر إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من لا يرحم لا يرحم.

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما تو اقرع بن حابس تمیمی بولے: میرے دس بیٹے ہیں میں نے تو کبھی ان میں سے کسی کو نہیں چوما۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔“ (أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الادب، باب: رحمة الولد وتقيله ومعاقته، ۵/۲۲۳۵، الرقم: ۵۶۵۱)

☆ عن أبي هريرة رضي الله عنه: إن الأقرع بن حابس ابصر النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقبل حسينا، فقال: إن لي عشرة من الولد ما فعلت هذا بواحد منهم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لا يرحم لا يرحم.

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا، تو عرض کیا: میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے آج تک ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ایسا نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔“ (أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الادب، باب: رحمة الولد وتقيله ومعاقته، ۵/۲۲۳۵، الرقم: ۵۶۵۱، وأبو داود في السنن، كتاب: الادب، باب: في قبلة الرجل ولده، ۳/۳۵۵، الرقم: ۵۲۱۸، وابن حبان في الصحيح، ۲/۲۰۲، الرقم: ۴۵۷، وأحمد بن حنبل في المسند، ۲/۲۳۱، الرقم: ۷۲۸۷)

☆ عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: لما نزلت بنو قريظة على حكم سعد، هو ابن معاذ، بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكان قريبا منه، فجاء على حمار، فلما دنا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قوموا إلى سيدكم..... الحديث.

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر بنو قریظہ (قلعہ سے) نیچے اتر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلانے کے لیے ایک آدمی بھیجا اور وہ قریب ہی تھے سو وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے، نزدیک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: اپنے سردار کے لیے تعظیماً کھڑے ہو جاؤ۔“ (أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الجهاد، باب: إذا نزل العدو على حكم رجل، ۳/۱۱۰۷، الرقم: ۲۸۷۸، وفي كتاب المغاري، باب: مرجع النبي صلى الله عليه وسلم من الأحزاب ومخرجه إلى بني قريظة ومحاصرته إياهم، ۳/۱۵۱۱، الرقم: ۳۸۹۵، وفي كتاب: الاستئذان، باب: قول النبي صلى الله عليه وسلم: قوموا إلى سيدكم، ۵/۲۳۱، الرقم: ۵۹۰۷)

ومسلم في الصحيح ، كتاب: الجهاد والسير ، باب: جواز قتال من نقض العهد وجواز ازال اهل الحصن على حكم حاكم عدل اهل للحكم ، ١٣٨٨/٣ ، الرقم: ١٤٦٨ ، وابو داؤد في السنن ، كتاب: الادب ، باب: ما جاء في القيام ، ٣٥٥٦٣ ، الرقم: ٥٢١٥ ، والنسائي في العنان الكبرى ، ٥/٦٢ ، الرقم: ٨٢٢٢

خاندان اور اولاد کے حقوق

☆ عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان من اكبر الكبائر ان يلعن الرجل والديه . قيل: يا رسول الله! وكيف يلعن الرجل والديه؟ قال: يسب الرجل ابا الرجل، فيسب اياه، ويسب امه فيسب امه .

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کوئی آدمی اپنے والدین پر کس طرح لعنت کرتا ہے؟ فرمایا: ایک آدمی دوسرے آدمی کے والد کو گالی دیتا ہے تو وہ (جواباً) اس کے والد کو گالی دیتا ہے اور جب کوئی کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ (جواباً) اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الادب، باب: لا یسب الرجل والدیه، ۵/۸۲۲، الرقم: ۵۶۲۸، ومسلم فی الصحيح، کتاب الایمان، باب: بیان الکبائر والکبیرا، ۱/۹۲، الرقم: ۹۰، والترمذی فی السنن، کتاب: البر والصلة، باب: فی عقوق الوالدین، ۳/۳۱۲، الرقم: ۱۹۰۲، وقال ابو عیسیٰ: هذا حدیث حسن صحیح، واحمد بن حنبل فی المسند، ۲/۱۶۳، الرقم: ۶۵۲۹، ۶۸۴۰، والہزار فی المسند، ۶/۴۴۵، الرقم: ۲۴۸۳)

☆ عن سعد بن ابى وقاص رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له: انك لن تنفق نفقة تبتغى بها وجه الله الا اجرت عليها، حتى ما تجعل فى فم امراتك .

”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جو کچھ خرچ کرتے ہو کہ جس سے تمہارا مقصود رضائے الہی ہو تو تمہیں اس پر اجر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تم اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ ڈالتے ہو (اس پر بھی تمہیں اجر دیا جاتا ہے)۔“ (اخرجہ البخاری فی الصحيح، کتاب الایمان، باب: ما جاء ان الاعمال بالنية والحسبة، ولكل امرئ ما نوى، ۱/۳۰، الرقم: ۵۶، وفی کتاب: الجنائز، باب: ولما النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن حولة، ۱/۴۳۵، الرقم: ۱۲۳۲)

☆ عن بهز بن حكيم، عن أبيه عن جده، قال: قلت: يا رسول الله، عورائنا ما نأتي منها وما نذر؟ قال: احفظ عورتك الا من زوجتك، او ما ملكت يمينك، فقال: الرجل يكون مع الرجل؟ قال: ان استطعت الا يراها احد فافعل، قلت: والرجل يكون محالفا، قال فالله احق ان يستحيا

منه

”حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اپنے ستر میں سے کیا چھپائیں اور کیا نہ چھپائیں؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا سب سے اپنی شرمگاہ محفوظ رکھو، انہوں نے عرض کیا: اگر مرد، مرد کے ساتھ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ممکن ہو کہ تو ستر چھپا سکے تو ایسا ہی کرو (نہ دکھاؤ)۔ میں نے عرض کیا: انسان تنہا بھی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حق سب سے زیادہ ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔“ (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: الآداب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب: ما جاء فی حفظ العورة، ۵/۹۷، الرقم: ۲۷۶۹، وابو داؤد فی السنن، کتاب: الحمام، باب: ما جاء فی التعری، ۳/۴۰، الرقم: ۴۰۱۷، وابن ماجہ فی السنن، کتاب: النکاح، باب: التستر عند الجماع، ۱/۲۱۸، الرقم: ۱۹۲۰، والنسائی فی السنن الکبری، ۵/۳۱۳، الرقم: ۸۹۷۲، واحمد بن حنبل فی المسند، ۵/۳، والبیہقی فی السنن الکبری، ۱/۱۹۹، الرقم: ۹۱۰)

☆ عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مروا اولادكم بالصلاة وهم ابنا سبع سنين، واضربوهم عليها وهم ابنا عشر سنين، وفرقوا بينهم فی المضاجع .

”حضرت عمرو بن شعیب بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں اس (نماز نہ پڑھنے) پر مارو اور (اس عمر میں) انہیں الگ الگ سلایا کرو۔“ (اخرجه ابو داؤد فی السنن، کتاب: الصلاة، باب: متى يومر الغلام بالصلاة، ۱/۱۳۳، الرقم: ۴۹۵، والحاكم فی المستدرک، ۱/۳۱۱، الرقم: ۷۰۸، والدارقطنی فی السنن، ۱/۲۳۰، الرقم: ۶۳، واحمد بن حنبل فی المسند، ۲/۱۸۷، الرقم: ۶۷۵۶، والبیہقی فی السنن الکبری، ۲/۲۲۸، الرقم: ۳۰۵۰)

☆ عن معاوية بن حيدة رضى الله عنه قال: قلت: يا رسول الله! ما حق زرجة احدنا عليه؟ قال: ان تطعمها اذا طعمت، وتكسوها اذا اكتسيت او اكتسبت، ولا تضرب الوجه، ولا تقبح، ولا تهجر الا في البيت .

”حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کسی پر اس کی بیوی کا حق کیا ہے؟ فرمایا: جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھاؤ، جب تم پہننا تو اسے بھی پہناؤ، اس کے منہ پر نہ مارو، اس سے برے لفظ نہ کہو اور اسے خود سے جدا نہ کرو مگر گھر میں ہی۔“

(اخرجه ابو داؤد فی السنن، کتاب: النکاح، باب: فی حق المرأة علی زوجها، ۲/۲۲۳، الرقم: ۲۱۴۲)

☆ عن ابن عباس رضى الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم، سوا بين اولادكم فی

العطية، فلو كنت مفضلاً أحداً لفضلت النساء .

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تحائف کی تقسیم میں اپنی اولاد میں برابری رکھو اور اگر میں کسی کو کسی پر فضیلت دیتا تو عورتوں کو (بیٹیوں کو بیٹیوں پر) فضیلت دیتا۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الهبة وفضلها، باب: (۱۱)، الهبة للولد وإذا أعطى بعض ولده شيئاً لم يجز حتى يعدل بينهم ويعطى الآخرين مثله ولا يشهد عليه وقال النبي صلى الله عليه وسلم: اعدلوا بين اولادكم فى العطية، ۹۱۳/۲)

☆ عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من رجل تدرك له ابنتان فيحسن اليهما، ما صحبتهما او صحبتهما، الا

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کی دو بیٹیاں ہوں اور جب تک وہ اس کے پاس رہیں یا وہ ان کے ساتھ رہا (اس دوران) وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہا تو وہ دونوں اسے جنت میں لے جائیں گی۔“ (اخرجه ابن ماجه، كتاب الادب، باب: بر الوالد والاحسان الى البنات، ۱۲۱۰/۲، الرقم: ۳۶۷۰، وابن حبان فى الصحيح، ۲۰۷/۷، الرقم: ۲۹۳۵، والحاكم فى المستدرک، ۱۹۶/۳، الرقم: ۷۳۵۱، واحمد بن حنبل فى المسند، ۳۶۳/۱، الرقم: ۳۲۲۲، وابو يعلى فى المسند، ۳۲۵/۳، الرقم: ۲۵۷۱، والطبرانى فى المعجم الكبير، ۳۳۷/۱۰، الرقم: ۱۰۸۳۶)

☆ عن ابى سعيد بن الخدرى رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من عال ثلاث بنات فادبهن وزوجهن واحسن اليهن لله الجنة . وفى رواية قال: ثلاث اخوات او ثلاث بنات او بنتان او اختان .

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں ادب سکھایا، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہا تو اس کے لیے جنت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین بہنیں یا تین بیٹیاں، یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں۔“ (اخرجه ابوداؤد فى السنن، كتاب: الادب، باب: فى فضل من عال يتيمًا، ۳۳۸/۳، الرقم: ۵۱۴۷، واحمد بن حنبل فى المسند، ۹۷/۳، الرقم: ۱۱۹۳۳، وابو يعلى فى المسند، ۳۲۲/۳، الرقم: ۲۴۵۷، والطبرانى فى المعجم الكبير، ۲۱۶/۱۱، الرقم: ۱۱۵۳۲، وابن ابى شيبه فى المصنف، ۲۲۱/۵، الرقم: ۲۵۳۳۳، والهيثمى فى مجمع الزوائد، ۱۶۲/۸)

☆ عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: رضى الرب فى رضى الوالد، وسخط الرب فى سخط الوالد .

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔“ (اخرجه الترمذى فى السنن، كتاب: البر والصلة، باب: ما جاء من الفضل فى

رضا الوالدین، ۳۱۰/۳، الرقم: ۱۸۹۹، والحاکم فی المستدرک، ۱۶۸/۳، الرقم: ۷۲۴۹

☆ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انکم تدعون یوم القیامة باسمائکم واسماء آبائکم فاحسنوا اسماءکم۔

”حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم قیامت کے روز اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، لہذا اپنے نام خوب صورت رکھا کرو۔“ (اخرجه ابو داؤد فی السنن، کتاب الادب، باب: فی تغییر الاسماء، ۲۸۷/۳، الرقم: ۴۹۴۸، والدارمی فی السنن، ۳۸۰/۲، الرقم: ۲۶۹۴، واحمد بن حبل فی المسند، ۱۹۳/۵، الرقم: ۲۲۰۳۵)

☆ عن عائشة رضی اللہ عنہا: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح۔

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے نام تبدیل فرما دیا کرتے تھے۔“ (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: ما جاء فی تغییر الاسماء، ۱۳۵/۵، الرقم: ۲۸۳۹، وابن ابی شیبہ فی المصنف، ۲۶۱/۵، الرقم: ۲۵۸۹۶، والسیوطی فی الجامع الصغیر، ۳۳۳/۱، الرقم: ۶۵۰، والمنذری فی الترغیب والترہیب، ۴۹/۳، الرقم: ۳۰۳۳)

جامع حقوق کا بیان

☆ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من حمل علینا السلاح فلیس منا۔

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ہم پر (یعنی مسلمانوں پر) ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔“ (اخرجه البخاری فی صحیح، کتاب: الدیات، باب: قول اللہ تعالیٰ: ومن احياها، ۲۵۲۰/۶، الرقم: ۶۳۸۰، وفی کتاب: الفتن، باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من حمل علینا السلاح فلیس منا، ۲۵۹۱/۶، الرقم: ۶۶۵۹، ومسلم فی الصحیح، کتاب: الایمان، باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من حمل علینا السلاح فلیس منا، ۹۸/۱، الرقم: ۹۸)

☆ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: الا کلکم راع، وکلکم مسؤول عن رعیتہ، الامام راع، ومسؤول عن رعیتہ، والرجل راع فی اہلہ ومسؤول عن رعیتہ، والمرأة راعیة فی بیت زوجها ومسؤولة عن رعیتہا، والخادم راع فی مال سیدہ ومسؤول عن رعیتہ، قال وحسبت ان قد قال: والرجل راع فی مال ابیہ ومسؤول عن رعیتہ، وکلکم راع ومسؤول عن رعیتہ۔

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: سن لو! تم میں

سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ حکمران نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے گھریار کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ نوکر اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (راوی کہتے ہیں میرے خیال میں یہ بھی فرمایا کہ) آدمی اپنے باپ کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا اور تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الجمعة، باب: الجمعة فی القرى والمدن، ۳۰۴/۱، الرقم: ۸۵۳، وفی کتاب: فی الاستقراض واداء الديون والحجر والتفليس، باب: العبد راع فی مال سيده ولا يعمل الا باذنه، ۸۴۸/۲، الرقم: ۲۲۷۸)

پڑوسی کے بارے میں

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما زال جبريل يوصيني بالجار حتى ظننت انه سيورثه .

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام ہمیشہ مجھے ہمسائے کے حقوق بارے میں تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال آنے لگا کہ یہ اسے وارث بنا دیں گے۔“

(اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الادب، باب: الوصاة بالجار، ۲۲۳۹/۵، الحديث: ۵۶۶۸، ۵۶۶۹، ومسلم فی الصحيح، کتاب: البر والصلة والآداب، باب: الوصية بالجار والاحسان اليه، ۲۰۲۵/۴، الرقم: ۲۶۲۳)

☆ عن عمرو بن شعيب رضي الله عنه، عن ابيه، عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس منا من لم يرحم صغيرنا، ويعرف شرف كبيرنا

”حضرت عمرو بن شعيب رضی اللہ عنہ بواسطہ اپنے والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی قدر و منزلت نہ پہچانے۔“

(اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ما جاء في رحمة الصبيان، ۳۲۲/۴، الرقم: ۱۹۲۰، وابو داؤد فی السنن، کتاب: الادب، باب: في الرحمة، ۲۸۶/۴، الرقم: ۴۹۴۱)

☆ عن ابي سعيد بن الخدري رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اذا رايتم الجنازة فقوموا، فمن تبعها فلا يقعد حتى توضع .

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ جو جنازہ کے ساتھ جائے تو اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح،

کتاب: الجنائز، باب: من تبع جنازة فلا يقعد حتى توضع عن مناقب الرجال فان قعد امر بالقيام، ۴۴۱/۱، الرقم:

۱۲۳۸، ومسلم فی الصحيح، کتاب: الجنائز، باب: القيام للجنائز، ۲/۲۶۰، الرقم: ۹۵۹

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: رب اشعث مدفوع بالابواب، لو اقسم علی اللہ لا برہ۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کتنے ایسے لوگ ہوتے ہیں جو پراگندہ حال ہوتے ہیں جن کو دروازوں سے دھتکار دیا جاتا ہے (اللہ تعالیٰ کے ہاں کا یہ مقام ہوتا ہے) اگر وہ کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو وہ اسے ضرور پورا فرمادیتا ہے۔“ (اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: البر والصلة والاداب، باب: فضل الضعفاء والخوانسار، ۴/۲۰۳۲، الرقم: ۲۶۲۲، وفي کتاب: الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب: النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء، ۳/۲۱۹۱، الرقم: ۲۸۵۳)

یتیم، مسکین اور بیوہ

عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انا وكافل الیتیم فی الجنة هكذا و اشار بالسبابة والوسطی، وفرج بينهما شینا۔

”حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔“ اور اپنی شہادت اور درمیان انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ رکھا۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الطلاق، باب: اللعان، ۵/۲۰۳۲، الرقم: ۳۹۹۸، وفي کتاب: الادب، باب: فضل من یعول یتیمًا، ۵/۲۲۳۷، الرقم: ۵۶۵۹، ومسلم فی الصحيح، کتاب: الزهد والرقائق، باب: الاحسان الى الارملة والمسکین والیتیم، ۳/۲۲۸۷، الرقم: ۲۹۸۳)

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: الساعی علی الارملة والمسکین کالمجاهد فی سبیل اللہ واحسبه، قال: وکالقاتم الذی لا یفتر، وکالصائم الذی لا یفطر۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیوہ عورت اور مسکین کے لیے کوشش کرنے والا خدا کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے (روای کہتے ہیں) میرا خیال ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ اس قیام کرنے والے کی طرح ہے جو تھکتا نہیں اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: النفقات، باب: فضل النفقة علی الامل، ۵/۲۰۳۷، الرقم: ۵۰۳۸، وفي کتاب: الادب، باب: الساعی علی الارملة، ۵/۲۲۳۷، الرقم: ۵۶۶۰، ومسلم فی الصحيح، کتاب: الزهد والرقائق، باب: الاحسان الى الارملة والمسکین والیتیم، ۳/۲۲۸۷، الرقم: ۲۹۸۳)

☆ عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من عال جاريتين حتی تبلغا،

جاء يوم القيامة انا وهو كها تين وضم اصابعه .

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دو بیٹیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں وہ قیامت کے دن آئے گا تو وہ اور میں اس طرح ہوں گے اور اپنی انگلیوں کو ملا دیا۔“ (اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: البر والصلة والآداب، باب: فضل الاحسان الى البنات، ۲۰۲۷/۴، الرقم: ۲۶۳۱، والبخاری فی الآداب المفرد، ۳۰۸/۱، الرقم: ۸۹۳، والترمذی فی السنن، کتاب: البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ما جاء في النفقة على البنات والاخوات، ۳۱۹/۴، الرقم: ۱۹۱۴)

☆ عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الدنيا متاع وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة .

”حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دنیا ساز و سامان کی جگہ ہے اور اس دنیا کا بہترین سرمایہ نیک عورت ہے۔“ (اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: الرضاع، باب: خير متاع الدنيا المرأة الصالحة، ۱۰۹۰/۲، الرقم: ۱۴۶۷، والنسائی فی السنن، کتاب: النکاح، باب: المرأة الصالحة، ۶۹/۶، الرقم: ۳۲۳۲)

☆ عن ام سلمة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ايما امرأة ماتت، وزوجها عنها راض دخلت الجنة .

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا، وہ جنت میں داخل ہو گئی۔“ (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: الرضاع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ما جاء في حق الزوج على المرأة، ۳۶۶/۳، الرقم: ۱۱۶۱، وابن ماجه فی السنن، کتاب: النکاح، باب: حق الزوج على المرأة، ۵۹۵/۱، الرقم: ۱۸۵۳)

☆ عن ابي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا وخياركم خياركم لنسائهم .

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومنین میں سے کامل مومن وہ ہے جو ان میں سے بہترین اخلاق کا مالک ہے اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے بہترین ہے۔“ (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: الرضاع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ما جاء في حق المرأة على زوجها، ۳۶۶/۳، الرقم: ۱۱۶۲، وابن حبان فی الصحيح، ۲۲۷/۲، الرقم: ۴۷۹، والحاكم فی المستدرک، ۴۳/۱، الرقم: ۲)

☆ عن عائشة رضي الله عنها انها قالت: امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ننزل الناس منازلهم .

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ ہم لوگوں کو ان کے مراتب کے مطابق جگہ دیں۔“ (اخرجه مسلم فی الصحيح، المقدمہ، ۶/۱، وابو یعلیٰ فی المسند، ۲۳۶/۸، الرقم: ۴۸۲۶، والبیہقی فی شعب الایمان، ۴۶۲/۷، الرقم: ۱۰۹۹۹)

راستے کے حقوق

عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ایاکم والجلوس بالطرقات. فقالوا یا رسول اللہ، ما لنا من مجالسنا بد نتحدث فیہا، فقال: اذا بیتم الا المجلس، فاعطوا الطريق حقہ. قالوا: وما حق الطريق یا رسول اللہ؟ قال: غض البصر، وكف الاذی، ورد السلام، والامر بالمعروف، والنہی عن المنکر۔

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: راستوں پہ بیٹھنے سے بچو، عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے کوئی چارہ نہیں ہے ہم راستوں میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں فرمایا اگر اتنا ہی ضروری ہے تو پھر راستے کا حق ادا کرو، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نگاہیں جھکا کر رکھو، تکلیف دہ چیز کو (راستے سے) ہٹاؤ، سلام کا جواب دو، نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب:

الاستئذان، باب: (۲)، ۲۳۰۰/۵، الرقم: ۵۸۷۵، وفی کتاب: المظالم، باب: الفیۃ الدور والجلوس فیہا والجلوس علی الصدقات، ۸۷۰/۲، الرقم: ۲۳۳۳، ومسلم فی الصحيح، کتاب: اللباس والزینۃ، باب: النہی عن الجلوس فی الطرقات واعطاء الطريق حقہ، ۱۷۰۳/۴، الرقم: ۲۱۲۱، وابو داؤد فی السنن، کتاب: الاداب، باب: فی الجلوس بالطرقات، ۲۵۶/۴، الرقم: ۴۸۱۵، واحمد بن حنبل فی المسند، ۴۷/۳، الرقم: ۱۱۲۵۳)

☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مثل المؤمنین فی توادہم وتراحمہم وتعاطفہم مثل الجسد اذا اشتکی منه عضو تداعی لہ سائر الجسد بالسہر والحمی (متفق علیہ وهذا لفظ مسلم)

اہل ایمان کی مثال ایک دوسرے پہ رحم کرنے، دوستی رکھنے اور شفقت کا مظاہرہ کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے، چنانچہ جسم کے کسی بھی حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: تم جانتے ہو مومن

کون ہے؟

صحابہ کرام نے عرض کی اللہ ورسولہ اعلم۔ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔

فرمایا: من امنہ المؤمنون علی انفسہم واموالہم والمہاجر من ہجر السوء فاجتنبہ۔

(وفی رواية علی دماہم، ترمذی ۲۶۲۷۰/۵)

مومن وہ ہے جس سے اہل ایمان کے جان و مال محفوظ ہوں اور مہاجر وہ ہے جس نے بُرائی کو چھوڑ دیا اور اس سے پرہیز کرتا رہا۔ (مسند احمد ۲/۲۰۶، حدیث ۶۹۲۵ و ۷۰۱۷)

☆ ایک حدیث اس بارے میں بہت مشہور ہے: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ
مسلمان وہ ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (بخاری شریف، عن عبد اللہ بن عمرو، ۵/۲۳۷۹، ۶۱۱۹)
☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: المؤمن مراءاة اخیه اذ ارای فیہ عیبا
اصلحہ

مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے جب وہ اس میں کوئی بُرائی دیکھتا ہے تو اس کی اصلاح کے لیے کمر بستہ ہو جاتا ہے۔

(اخرجه البخاری فی الادب المفرد، ۱/۹۳، حدیث ۲۳۸)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:
جس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور بیت اللہ کا حج کیا اور مہمان کی مہمان نوازی کی وہ جنت میں داخل ہو گیا

(اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر ۱۲/۱۳۶، ۱۲۶۹۲)

☆ ایک شخص نے سوال کیا ای المسلمین خیر ایا رسول اللہ کون سا مسلمان افضل ہے؟ فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ
سے دوسرے مسلمان محفوظ ہیں (بخاری، ۵/۲۳۷۹، حدیث ۶۱۱۹ عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پہ حقوق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:
مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس سے خیانت کرتا ہے اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے ہر
مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت، اس کا مال اور اس کا خون حرام ہے (دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) تقویٰ
یہاں ہے کسی مسلمان کے لیے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

(ترمذی شریف ۳/۳۲۵، حدیث ۱۹۲۷)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے منہ
نہ موڑو، اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے سودے پر اپنا سودا نہ کرے اے اللہ کے بندو! باہم بھائی ہو جاؤ
مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر نہ تو ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے تقویٰ اور پرہیز
گاری یہاں ہے (اور آپ نے تین مرتبہ اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا) کسی مسلمان کے لیے اتنی برائی کافی ہے
کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون اس کا مال اور اس کی عزت حرام ہے۔

(اخرجه مسلم فی الصحيح کتاب البر والصلة والاداب ۳/۱۹۸۶، الرقم: ۲۵۶۳)

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: حق المسلم علی المسلم خمس: رد السلام وعیادة المریض، واتباع الجنائز، واجابة الدعوة، وتشمیت العاطس۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا بیمار کی عیادت کرنا، اس کے جنازہ کے ساتھ جانا، اس کی دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔“

(اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الجنائز، باب: الامر باتباع الجنائز، ۴۱۸/۱، الرقم: ۱۱۸۳، ومسلم فی الصحيح، کتاب: السلام، باب: من حق المسلم للمسلم رد السلام، ۱۷۰۳/۳، الرقم: ۲۱۶۲)

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: حق المسلم علی المسلم ست۔ قيل: ما هن؟ يا رسول اللہ! قال: اذا لقيته فسلم عليه، واذا دعاك فاجبه، واذا استنصحك فانصح له، واذا عطس فحمد الله فشمته، واذا مرض فعده، واذا مات فاتبعه۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ کون سے حق ہیں؟ فرمایا: جب تو مسلمان کو ملے تو اسے سلام کر اور جب وہ تیری دعوت کرے تو قبول کر، اور جب وہ تجھ سے مشورے چاہے تو اچھا مشورہ دے، اور جب وہ چھینکے اور الحمد للہ کہے تو تو بھی جواب میں (برحمک اللہ) کہہ اور جب بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کر، اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ شامل ہو۔“

(اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: السلام، باب: من حق المسلم للمسلم رد السلام، ۱۷۰۵/۳، الرقم: ۲۱۶۲، وابن حبان فی الصحيح، ۴۷۷/۱، الرقم: ۲۳۲، والدارمی فی السنن، ۳۵۷/۲، الرقم: ۲۶۳۳)

☆ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انصر اخاك ظالما او مظلوما۔ فقال رجل: يا رسول اللہ! انصره اذا كان مظلوما، ارايت ان كان ظالما كيف انصره؟ قال: تحجزه او تمنعه من الظلم، فان ذلك نصره۔

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر وہ مظلوم ہو تب میں اس کی مدد کروں لیکن مجھے یہ بتائیے کہ جب وہ ظالم ہو تو میں اس کی مدد کیسے کروں؟ فرمایا: اسے ظلم سے باز رکھو، یا فرمایا: اُسے ظلم سے روکو، کیونکہ یہ بھی اس کی مدد ہے۔“

(اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الاکراه، باب: يمين الرجل لصاحبه، انه اخوه، اذا خاف عليه القتل او سحوه،

۲۵۵۰/۶، الرقم: ۶۵۵۲، وفي كتاب: المظالم، باب: اعن اخاك ظالما او مظلوما، ۸۶۳/۲، الرقم: ۲۳۱۱-

۲۳۱۲، ومسلم فی الصحيح، کتاب: البر والصلة والآداب، باب: نصر الاخ ظالما او مظلوما، ۱۹۹۸/۳، الرقم:

(۲۵۸۴)

میں بیمار تھا تو نے عیادت کیوں نہ کی

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ، قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ان اللہ عزوجل یقول یوم القیامة : یا ابن آدم، مرضت فلم تعدنی . قال : یا رب! کیف اعوزک وانت رب العالمین؟ قال : اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعدہ . اما علمت انک لو عدتہ لو جدتہ عندہ؟ یا ابن آدم! استطعمتک فلم تطعمنی . قال : یا رب! وکیف اطعمک وانت رب العالمین؟ قال : اما علمت انه استطعمک عبدی فلان فلم تطعمہ؟ اما علمت انک لو اطعمتہ لو جدتہ ذلک عندی؟ یا ابن آدم! استسقیتک فلم تسقنی . قال : یا رب! کیف اسقیک وانت رب العالمین؟ قال : استسقاک عبدی فلان فلم تسقه، اما انک لو سقیتہ وجدتہ ذلک عندی .

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو نے میری مزاج پرسی نہ کی۔ بندہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں تیری بیمار پرسی کیسے کرتا جبکہ تو خود تمام جہانوں کا پالنے والا ہے؟ ارشاد ہوگا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تو نے اس کی مزاج پرسی نہیں کی۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس موجود پاتا؟ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا اور تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ بندہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں تجھے کھانا کیسے کھاتا جبکہ تو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے؟ ارشاد ہوگا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا؟ کیا تجھے نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا ثواب میری بارگاہ سے پاتا؟ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ بندہ عرض کرے گا: پروردگار! میں تجھے پانی کیسے پلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ ارشاد ہوگا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے اسے پانی نہیں پلایا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کا ثواب تجھے میرے ہاں سے ملتا؟“ (اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: البر والصلة

والآداب، باب: فضل عیادة المریض، ۱۹۹۰/۳، الرقم: ۲۵۶۹، والبخاری فی الادب المفرد، ۱: ۱۸۲، الرقم:

۵۱۷، وابن حبان فی الصحيح، ۵۰۳/۱، الرقم: ۲۶۹، ۹۴۳، ۷۳۶۶، والبیہقی فی شعب الایمان، ۵۳۳/۶، الرقم:

۹۱۸۲، وابن راہویۃ فی المسند، ۱۱۵/۱، الرقم: ۲۸، والمنذری فی الترغیب والترہیب، ۳۷/۲، الرقم: ۱۳۰۶)

☆ عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ، قال : قال رجل : یا رسول اللہ امتی اکون محسنا؟ قال : اذا قال

جیرانک : انت محسن فانت محسن، واذا قالوا: انک مسیء فانت مسیء .

”حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں محسن

(نیک) کب بنوں گا؟ فرمایا: جب تیرا پڑوسی تجھے کہے کہ تو نیک ہے تو تو نیک ہے اور جب وہ تجھے بُرا کہے تو تو بُرا ہے۔ (اخرجه ابن ماجه فی السنن، کتاب: الرهد، باب: الثناء الحسن، ۱۳۱۱/۲، الرقم: ۴۲۲۲، ۴۲۲۳، وابن حبان فی الصحيح، ذکر العلامة التي يستبدل المرء بها على احسانه، ۲۸۳/۲، الرقم: ۵۲۵، والحاكم فی المستدرک، ۵۳۴/۱، الرقم: ۱۳۹۹، البيهقي فی شعب الايمان، ۸۵/۷، الرقم: ۱۳۹۹، والحسينی فی البیان والتعريف، ۳۸/۱، الرقم: ۹۷، والمناوی فی فیض القدير، ۲۴۴/۱)

حقوق العباد کے بارے میں فیصلہ کن حدیث

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من نفس عن مو من کربة من کرب الدنیا نفس اللہ عنہ کربة من کرب یوم القيامة، ومن یسر علی معسر یسر اللہ علیہ فی الدنیا والاخرة، ومن ستر مسلماً سترہ اللہ فی الدنیا والاخرة، واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه ومن سلك طریقاً یلتمس فیہ علماً سهل اللہ لہ بہ طریقاً الی الجنة . وما اجتمع قوم فی بیت من "بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ یتدا رسونہ بینہم الا نزلت علیہم السکينة ، وغشیتہم الرحمة، وحفتہم الملائکة، و ذکرہم اللہ فیمن عنده، ومن بطاہ عملہ لم یسرع بہ نسبه ."

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان سے دنیاوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کر دی تو اللہ عزوجل قیامت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف اس سے دور کر دے گا۔ جو کسی غریب کو آسانی دے گا تو اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اسے آسانی میسر کرے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ عزوجل دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ عزوجل اپنے بندے کی مدد کرنے میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنے میں رہے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لیے کسی راستہ میں چلا اللہ عزوجل جنت کی طرف لے جانے والے راستہ کا چلنا اس کے لیے آسان فرما دے گا اور جو لوگ اللہ عزوجل کے گھروں میں سے کسی گھر (یعنی مسجد) میں جمع ہو کر اللہ عزوجل کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے اس کا سبق لیتے ہیں تو (اللہ عزوجل کی طرف سے) ضرور ان پر سکون اور اطمینان کا نزول ہوتا ہے اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ عزوجل ان کا ذکر اپنے فرشتوں میں کرتا ہے (پھر فرمایا کہ) جس کا عمل بلند مرتبہ پر پہنچانے میں دیر لگا دے اس کا نسب اس کو بلند مرتبہ پر لے جانے میں جلدی نہیں کر سکتا۔

(مسلم شریف جلد ۲، صفحہ ۲۱ کتاب الذکر والدعاء، رقم ۲۶۹۹)

اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے اللہ عزوجل کی رحمت اور اس کے فضل کی عظمت کا بیان فرمایا اور انسان کے ساتھ ہمدردی کا بیان ہے مثلاً مسلمان سے تکلیف کو دور کرنا، غریب کو آسانی دینا، مسلمان کی پردہ پوشی کرنا، اللہ کے راستے میں ٹکنا، دینی محافل میں حاضری، کہا جاسکتا ہے کہ یہ حدیث حقوق العباد کے بارے میں فیصلہ کن ہے۔

ہزار روزہ ہزار اتقا نماز ہزار
ہزار طاعت شبہا ہزار بیداری
ہزار زہد و عبادت ہزار استغفار
قبول نیست اگر خاطرے بیا زاری

اللہ کو اپنی مخلوق کس قدر پیاری ہے

حدیث شریف میں ہے کہ فرائض کے بعد سب اعمال میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا مسلمان کا دل خوش کرتا ہے۔

(المجم الکبیر للطبرانی ج ۱۱ حدیث ۱۱۷۹)

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کس قدر پیاری ہے اور مخلوق میں پھر مسلمان کا اللہ کے ہاں کیا مقام

ہے۔ سبحان اللہ

تھا گو پتا پتا ہے خدا یا دم بدم تیرا زمین و آسمان تیرے ہے موجود و عدم تیرا
جو دنیا میں تیرا کھا کر تیرے شکوے کریں یا رب تجب ہے کہ ان پر بھی رہے لطف و کرم تیرا
(اعظم چشتی)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

من كان يوم من بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره . ومن كان يوم من بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه

ومن كان يوم من بالله واليوم الآخر فليقل خيرا او ليصمت (متفق عليه وهذا لفظ البخاری)

جو اللہ پر اور روز قیامت پہ ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو نہ ستائے۔ جو اللہ پر اور قیامت کے دن پہ ایمان رکھتا ہے وہ منہ سے اچھی بات نکالے یا خاموش رہے۔

☆ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا وشبك بين اصابعه (متفق عليه)

ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایک مضبوط دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے (اس کی وضاحت کے لیے) حضور علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالیں۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه . (متفق عليه وزاد مسلم اوفال لجاره)

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے (مسلم شریف میں اتنا اضافہ ہے) یا اپنے پڑوسی کے لیے۔

☆ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر تین مرتبہ ارشاد فرمایا: واللہ لا یؤمن

اللہ کی قسم وہ ہرگز ایمان دار نہیں ہو سکتا، عرض کی گئی یا رسول اللہ! کون؟ فرمایا الذی لا یامن جاره بوائقه . وہ جس کا پڑوسی اس کی

ایذا رسانی سے محفوظ نہیں (بخاری شریف ۵/۵۶۴۰، مسلم شریف ۱/۴۶، ۶۸)

جانوروں کے حقوق

اگر ہم نے جانوروں کو ناحق پیٹا یا ناقابل برداشت بوجھ ان پر لاداد ہو، یا ان کے چارہ، پانی کا ہم نے انتظام نہ کیا ہو تو ان جانوروں کے حقوق کی معافی خاصی مشکل سی بات ہے۔

اگر کسی کافر کی حق تلفی کی گئی ہو (اور کافر بھی کالانعام بل ہوا ضل کا مصداق ہے) تو اس کی معافی کی واحد صورت یہ ہے کہ دنیا ہی میں اس سے معاف کرا لیا جائے ورنہ قیامت کے دن تو کافر سخت نصیم (جھگڑالو) ثابت ہوگا اور اس کو راضی کرنے کی کوئی صورت ہی نہ ہوگی، کیونکہ نہ تو مومن کی حسنات اس کافر کے سپرد کی جاسکتی ہیں اور نہ ہی کافر کے گناہوں سے تخفیف عذاب کے لیے کچھ گناہ مومن کے سپرد کر دیئے جائیں گے اور جانوروں کے حقوق کی بھی یہی حالت ہے۔ پس ان دونوں کے حقوق سے خاص طور پر بچنا چاہیے پس جب ہم ان سب حقوق سے فراغت حاصل کر لیں گے (ان کو ادا کر دیں) تو پھر ہماری توبہ و انابت مکمل ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اس احسان اور توفیق دینے پر ہمیں شکر کرنا چاہیے۔ ہمیں اس بارے میں ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو۔

عن ابی یعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "ان اللہ یتب الا حسان علی کل شیء فاذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ واذا ذبحتم فاحسنوا الذبحة ولیحد احدکم شفرته ولیبرح ذبیحتہ۔"

”حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ہر چیز میں احسان کو لازم رکھا ہے لہذا جب تم قتل کرو۔ (بطور سزا) تو اچھے طریقے سے کرو اور جب تم میں سے کوئی ذبح کرنا چاہے تو چھری تیز کر لے اور ذبیحہ کو آرام دے۔“

(مسلم شریف، کتاب الذبائح رقم ۱۹۵۵ ابن ماجہ شریف، رقم ۳۱۷۰، مسند امام احمد بن حنبل رقم ۵۸۸۳)

حسن سلوک کے متعلق اس حدیث میں فرمایا گیا ہے اس لیے جس سے بھی ہمیں واسطہ پڑے وہ اگرچہ انسان ہو یا کوئی جانور اس سے حسن سلوک یعنی اچھے طریقے سے پیش آنا چاہیے اور جانور سے اچھا برتاؤ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ذبح کرنے میں فرمایا کہ اچھے طریقے سے ذبح کرے اور وہ اس طرح کی کھٹل چھری سے ذبح نہ کرے اور چھری کو ذبح کرنے سے پہلے تیز کرے نیز یہ بھی فرمایا کہ ذبیحہ کو آرام پہنچائے جس کی بہت سی شکلیں ہیں مثلاً یہ کہ جانور ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال نہ کھینچے اور کوئی عضو نہ کاٹے، بھوکا پیاسا رکھ کر ذبح نہ کرے اسی طرح علماء نے لکھا ہے کہ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے اور چھری کو اس کے سامنے تیز نہ کرے۔ غور کرو جب ہمارا دین جانور پہ زیادتی برداشت نہیں کرتا تو انسانوں پھر مسلمانوں پر ظلم کو کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے۔ بندوں کو اس لیے رحم و کرم کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ ہمارا خالق مالک رحمٰن و رحیم جو ہوا۔

صدقہ اپنی رحیمی دا رحم فرما	کر کے عرض منظور انکار نہ کر
تینوں تیری ستاری دا واسطہ ای	عبیاں میریاں نوں آشکار نہ کر
رکھ کے عدل میزان وچ عمل میرے	اوگن ہار تائیں شرمسار نہ کر

اپنیاں کیتیاں ہتھوں آں خوار آگے حشر وچ مینوں ہور خوار نہ کر

(نصیر الدین نصیر)

دعا کا اکیسواں ادب

توجیہ الہمة الیہ تعالیٰ فالنافع هو الحضور (عین) اپنے ارادے کو اللہ ہی کی طرف متوجہ کرنا یہی حضور قلب دعا میں نافع ہے۔ ارشاد ہوتا ہے واعلموا ان الله لا يستجیب دعاء من قلب غافل لاه۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کسی غافل اور لا پرواہ دل والے کی دعا قبول نہیں فرماتا۔ (جامع ترمذی ابواب الدعوات ۲/۱۸۹، تصحیح لمسلم باب العزم فی الدعاء ۲/۲۳۲) زین المحکم شرح عین العلم ص ۱۰۶ ج ۱ میں ملا علی نقاری رحمۃ اللہ علیہ اس قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ماسوی اللہ سے اپنے خیال کو ہٹا کر صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف اپنے خیالات کو دعا کے وقت متوجہ کرنا چاہیے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فادعوا الله مخلصین له الدین

ای تخلیص قصد القلب الی جانب الرب وعدم الالتفات الی ما سواہ فی المطلب۔ وهو من ارکان الدعاء۔

پس دعا مانگنے والے کو چاہیے کہ اخلاص کے ساتھ دعا مانگے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ دعا میں کسی کو شریک نہ کرے اخلاص جان دعا ہے لہذا دعا ہر قسم کی آمیزش، ریاء و نمود سے پاک ہونی چاہیے۔

اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ثمرات دعا کا ظہور اخلاص ہی کی بدولت ہوگا ورنہ اس دعا کا نہ دنیا میں کوئی اثر اور نہ آخرت میں کوئی اجر ہوگا، اخلاص تو دنیاوی امور میں بھی کامیابی کی اصل بنیاد ہے۔ کوئی شخص نیکی کا کتنا ہی بڑا کام کیوں نہ کرے۔ لیکن اس کی نسبت یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا مقصد اس کام سے کوئی ذاتی غرض یا محض دکھاوا اور نمائش تھا۔ تو اس کام کی قدر و قیمت فوراً نگاہوں سے گر جائے گی۔ اسی طور روحانی عالم میں بھی خدا کی نگاہ میں اس چیز کی کوئی قدر نہیں جس میں اخلاص نہ ہو۔

اکبر دعا کا ذوق ہو کیونکر نصیب دل

نیز یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ اخلاص کی طرح دعا میں حضور قلب بھی ضروری ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ جو کام بے توجہی سے کیا جائے وہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتا۔ یقیناً دعائیں وہی قبول ہوتی ہیں جو توجہ اور حضور قلب سے مانگی جائیں اور جو دعائیں عادت کے طور پر غیر شعوری حالت میں مانگی جائیں یعنی زبان تو ڈاکر ہو مگر قلب غافل ہو۔ مقام غور ہے کہ جب درخواست دینے والا خود ہی بے توجہی سے کام لے تو حاکم کو کیا ضرورت ہے کہ وہ اس کی درخواست پر توجہ کرے:

اکبر دعاء کا ذوق ہو کیونکر نصیب دل اٹھے نہ درود دل بھی جو دست دعا کے ساتھ

چنانچہ عرفاء فرماتے ہیں لا صلوة الا بحضور القلب۔ حضور قلب کے بغیر تو نماز بھی قبول نہیں پھر دعا جو کہ مخ العبادۃ ہے وہ کس طرح قبول ہو۔

کیسے ہو رہے دل میں کیوں دیکھاں بخش ہار جذ تیرے سوا کوئی نہیں
تیرا فضل جے شامل حال ہووے کیسے ہو رشیء دا مینوں چا کوئی نہیں
پلا اپنا کھاراں کیوں کے اگے تیرے باجہ جد صاحب عطا کوئی نہیں
جے تو بند کیتا بوہا فضل والا فیر تیرے نصیر لئی جا کوئی نہیں

تنگی و خوشحالی ہر حال میں دعا کا سلسلہ قائم رکھے

بائیسواں ادب دعا کا یہ ہے ویلازمہ فی الرخاء لیندفع البلاء (عین العلم) نہ صرف تنگی میں بلکہ خوشحالی میں بھی دعا کا التزام کرے تاکہ ابتلاء کے وقت اس سے پریشانی دور ہو جائے (اور ناشکر گزار لوگوں میں اس کا شمار نہ ہو)۔
اس سلسلہ میں عقل مند آدمی وہ ہے جو فراخی ہو یا تنگدستی ہر حال میں اپنے رب تعالیٰ سے دعا اور طلب کا سلسلہ بدستور جاری رکھے یہ تو انتہائی خود غرضی کی نشانی ہے کہ مصیبت اور پریشانی میں تو خدا تعالیٰ کو پکارے اور جب راحت و آرام اور خوشحالی ہو تو خدا کو بھول کر تفریحوں اور آسائشوں میں گم ہو جائے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اپنی شرافت نفس کا ثبوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احسانات کو قدر کی نگاہ سے دیکھے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق بدستور قائم رکھے۔

جیڑے فقر دے رنگ وچ گئے رنگے جھکدے سدا جگ دے پالن ہار اگے
اکو وار اور یار دا ناں لے کے دھرنا مار بیندے در یار اگے
ڈر دے ہر ویلے ابدی ذات کولوں متھار کھدے اوہدی سرکار اگے
عزت کر دے فقیراں تے عاجزاں دی اٹھدے کدی نہ کسے سردار اگے

مومن شکر گزار اور پختہ کار کی عادت

و من شیمۃ المؤمن الشاکر الحازم ان یریش للسهم قبل الرمی ویلتجئ الی اللہ تعالیٰ قبل مس
الاضطرار بخلاف الکافر الغبی کما قال تعالیٰ واذا مس الانسان ضر دعا ربہ منیباً الیہ ثم
اذا خولہ نعمۃ منہ نسی ما کان یدعوا الیہ من قبل
”مومن شکر گزار، پختہ کار کی خصلت اور عادت یہ ہے کہ وہ تیر اندازی کے موقعہ سے پہلے ہی اپنے تیر کو پر لگا لیتا ہے اور
نزول مصائب سے پیشتر ہی اللہ تعالیٰ کی طرف پناہ ڈھونڈ لیتا ہے۔ بخلاف کافر کند ذہن کے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ
ہے اور آدمی کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کو اسی کی طرف رجوع ہو کر پکارنے لگتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اس
کو اپنے پاس سے نعمت عطا فرما دیتا ہے۔ تو جس کے لیے پہلے سے خدا کو پکار رہا تھا اس کو بھول جاتا ہے۔“
اور زین الکلم شرح عین العلم ص ۷۰۷ میں بحوالہ ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا۔

من سرہ ان یرتجیب لہ عند الشدائد فلیکثر من الدعا عند الرخاء

جس شخص کو یہ بات بھلی معلوم ہو کہ شدائد و مصائب میں اللہ تعالیٰ اس کی دعا و فریاد سنے تو اسے چاہیے کہ راحت و خوشحالی کے زمانہ میں بکثرت دعا کرتا رہے۔

☆ عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أكثر الدعاء بالعافية. (الجامع الصغير للسيوطي، ۸۶/۱)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: عافیت کی دعا اکثر مانگا کر۔ اس حدیث کے راوی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں اور تفسیر مراح لبید ص ۳۶۳ ج ۱ سورہ یونس کے تحت لکھتے ہیں: فالوا جب علی العاقل ان یکون صابراً عند نزول البلاء. شاکراً عند الفوز بالنعماء وان یکون کثیراً الدعاء والتضرع فی اوقات الراحة والرفاهية حتی یکون مجاب الدعوة فی وقت المحنة عقل مند پر یہ بات واجب ہے کہ نزول مصائب کے وقت صابر اور فراخی و خوشحالی کے وقت خدا تعالیٰ کا شکر گزار رہے اور خوشحالی میں تضرع کے ساتھ بکثرت دعا کرتا رہے تاکہ مصیبت کے وقت اس کی دعا مستجاب ہو۔ پس معلوم ہوا کہ خوشحالی کے زمانہ میں دعا کرنے کا ثمرہ یہ ملتا ہے، کہ نزول مصائب کے وقت اس کی دعا کی تاثیر میں اضافہ ہوتا ہے اور قبولیت سے نوازی جاتی ہے۔

☆ عن ابي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اغتتموا دعوة المؤمن المبتلى. (الجامع الصغير للسيوطي، ۷۸/۱)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان بتلاء کی دعا غنیمت جانو۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے چار سوالات

منقول ہے کہ جب حضرت سیدنا رابعہ بصریہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اپنے چند احباب کے ساتھ ان کے پاس آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دے دی اور ایک پردہ درمیان میں حائل کر کے اس کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ کے دوستوں نے استفسار کیا: ”آپ کے شوہر انتقال فرما چکے ہیں، لہذا اب آپ کو نکاح کر لینا چاہیے۔“ حضرت سیدنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: ”میں تمہاری رائے کا احترام کرتے ہوئے بڑی محبت و عزت سے نکاح کر لوں گی، لیکن مجھے یہ بتائیے کہ آپ میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تاکہ میں اس سے نکاح کروں۔“ وہ بولے: ”حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ۔“ پھر کہنے لگیں: ”اگر آپ میرے چار سوالات کے جوابات دے دیں تو میں آپ سے نکاح کر لوں گی۔“ حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”پوچھو، اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو جواب دوں گا۔“ چنانچہ انہوں نے درج ذیل سوالات کئے:

(۱) فقیہ عالم کیا کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گی تو کیا دنیا سے مسلمان جاؤں گی یا کافرہ؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب فرمایا: ”یہ تو غیب ہے، جسے اللہ عز و جل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

(۲)..... جب مجھے قبر میں رکھا جائے گا اور منکر نکیر سوالات کریں گے تو میں جوابات دے پاؤں گی یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بھی غیب ہے۔“

(۳)..... جب لوگ قیامت میں اٹھیں گے، اور اعمال نامے کھول کر بعضوں کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور بعضوں کو بائیں ہاتھ میں، تو کیا میرا نامہ اعمال مجھے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا یا اُلٹے میں؟ تو حضرت سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ نے پھر یہی جواب دیا کہ ”یہ بھی غیب ہے۔“

(۴)..... جب تمام مخلوق میں سے ہر جنتی اور روزِ نخی گروہ کو پکارا جائے گا اور بلایا جائے گا تو میں کس گروہ میں سے ہوں گی؟ تو اس کے جواب میں بھی آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ ”یہ بھی غیب ہے، اور غیب کو اللہ عز و جل کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔“ اس کے بعد حضرت سیدنا ربیعہ عدویہ رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: ”جب معاملہ ایسا ہے (یعنی جب دنیا سے مسلمان رخصت ہونے، نکیرین کے سوالات کے جوابات دینے، نامہ اعمال کے دائیں ہاتھ میں ملنے اور جنتی گروہ میں شامل ہونے کا علم نہیں) تو میں اس کی وجہ سے سخت پریشان و مضطرب ہوں لہذا مجھے کیسے شوہر کی حاجت ہو سکتی ہے اور کیسے اس کے لیے فارغ وقت نکال سکتی ہوں۔“ (الروض الفائق)

خدا کی قسم ہے خدا جلوہ گر ہے اسی کی حقیقت میں جلوہ گری ہے

یہ شمس و قمر اور یہ برق و شرر میں اسی نور مطلق کی سب روشنی ہے

جامع العلوم والحکم ص ۹۳ میں ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نحن ندعو الاله في كل كرب ثم ننسأه عند كشف الكروب

كيف نرجوا اجابة للدعاء قد سد لنا طريقها بالذنوب

ہم ہر مصیبت کے وقت اللہ کو پکارتے ہیں اور جب مصیبتیں ٹل جاتی ہیں تو اس کو بھول جاتے ہیں۔

ہم قبولیت دعا کی کس طرح اُمید رکھ سکتے ہیں جبکہ گناہوں کی وجہ سے ہم نے اس کے تمام راستے بند کر رکھے ہیں۔

دیندار لوگوں سے دعا کروانے کا جذبہ دل میں ہونا چاہیے

تیسواں ادب یہ ہے کہ یرغب فی ذی فضیلة دینیہ یعنی فضیلت رکھنے والے (علماء و مشائخ) سے دعا کرانے میں

رغبت رکھے۔

زمین الحکم شرح عین العلم ص ۷۰۷ ج ۱۰ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ اس قول کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دینی فضیلت رکھنے والے حضرات علماء کرام، مشائخ عظام اور خلیفہ انصاف پسند سے اپنے لیے دعا کرانے میں دلچسپی پیدا کی جائے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ امام عادل، روزہ دار جب افطار کرے اور مظلوم کی دعاء نیز بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔ اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والا۔

مظلوم اور خلیفہ وقت جو انصاف پسند ہو۔

اور عالم متدین اور شیخ طریقت سے دعا کی درخواست کرانے کی سند یہ ہے کہ امام الانبیاء افضل الرسل سید الخلق ﷺ جو ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“ کے منصب پر فائز ہیں آپ ﷺ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرمایا، جبکہ وہ عمرہ کرنے کے لیے جا رہے تھے کہ مجھے بھی اپنی دعا میں شریک کرنا۔

وقد ثبت انه عليه السلام قال لعمر رضى الله عنه حين اعتمر شاركنى فى دعائك يا اخى (روى رواية لا تنسانيا اخى من دعائك السنن لابن ماجه باب: فضل الحاج ۲/۲۱۳، المسند لاحمد ۱/۲۹، السنن الكبرى للبيهقى ۵/۲۵۱، كنز العمال ۵/۳۰۱، الاذكار النوويه ۱۹۷)

ترجمہ: تحقیق (حدیث میں) یہ بات ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام سے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ادائیگی عمرہ کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے بھائی دعا میں ہمیں بھی شریک کر لینا۔

تیرے نزدیک مشکل کیا ہے مولیٰ میری کشتی جو ساحل سے لگا دے
کہاں جائے تیرا بیمار مشتاق اسے اپنے ہی ہاتھوں سے دوا دے

(سید غلام معین الدین، گولڑا شریف)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دعا کروانے کی تلقین

روى مسلم من حديث عمر رضى الله عنه انه قال لاويس القرني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ياتى عليكم اويس بن عامر مع امداد اهل اليمن من مراد ثم من قرن كان فيه برص فبرى منه الا موضع الدرهم له والدة فهو لها بر لو اقسام على الله لا يبره فلو استطعت ان يستغفر لك فافعل فاستغفر لى فاستغفر له (زين الحكم ص ۱۰۷، ج ۱)

مسلم شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے پاس اویس قرنی بن عامر امداد اہل یمن کے قبیلہ مراد اور پھر قرن سے آئے گا، اس کے بدن میں سفیدی (برص) تھی جو دور ہوگئی مگر بمقدار ایک درہم کے باقی ہے۔ وہ اپنی ماں کے حق میں حسن سلوک رکھنے والا ہے اگر وہ قسم کھائے اللہ پر تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا کرے، اے عمر اگر تجھ سے ہو سکے تو اس سے دعا مغفرت کی درخواست کرنا۔ پس آپ میرے لیے دعا مغفرت کریں، چنانچہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی۔

اور اس حدیث کے حواشی میں ہے۔

وفيه طلب الدعاء من اهل الخير والصالح وان كان الطالب الفضل (لمعات ومرفات)
اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اچھے اور نیکو کار لوگوں سے دعاء خیر طلب کرنی چاہیے اگرچہ طالب دعا مرتبہ کے لحاظ سے افضل کیوں نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے

عن امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال : ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اویس
القرنی فقال : فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم (اصح المسلم، باب: فضائل اویس القرنی ۳/۳۱۱)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ فرمایا
تو ارشاد فرمایا: تم میں سے جو بھی ان سے ملاقات کرے وہ تم سب کے لیے دعائے مغفرت کرائے۔

اور مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۱۰۵ ج ۵ میں ہے کہ حضرت رابعہ بصریہ کے پاس حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ و سفیان بن عیینہ
رضی اللہ عنہما حاضر ہو کر تواضع کے ساتھ دعا کی درخواست کیا کرتے تھے حالانکہ وہ دونوں حضرات خود بلند مقام پر فائز تھے اور حضرت رابعہ کو
دینی مسائل بھی بتلاتے تھے جن سے وہ ناواقف ہوا کرتی تھیں۔

انما کانا یتواضعان لہا فی الحضور عندہا و طلب الدعاء منها اقتداءً بہ علیہ السلام بل ربما کانا
ینفعا نہا فیما تکنون جاہلۃ فی امر دینہا

نیز مرقات ص ۱۹۵ ج ۵ پر فرماتے ہیں صلحاء و نیکوکار حضرات کو موجودگی میں دعا مانگنی مستحب ہے کیونکہ اہل اللہ کے صرف تذکرہ
کرنے سے رحمت کا نزول ہوتا ہے چہ جائیکہ جب وہ حضرات بذات خود اس مجلس میں موجود ہوں۔ و فیہ استحباب الدعاء
عند حضور المصالحین فان عند ذکرہم تنزل الرحمة فضلا عن وجودہم و حضورہم

سوافراد کا قاتل بخش دیا گیا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے بیان فرماتے ہیں

کان فی بنی اسرائیل رجل قتل تسعة وتسعين انسانا، ثم خرج یسأل فاتی راہبا فسأله ، فقال له :
هل من توبة؟ قال : لا ، فقتله فجعل یسأل فقال له رجل : انت قریۃ کذا و کذا ، فادرک الموت
فناء بصدرة نحوها فاخصمت فیہ ملائکة الرحمة وملائکة العذاب ، فاحی اللہ الی ہذہ ان
تقربی و اوحی اللہ الی ہذہ ان تباعدی وقال : قیسوا بینہما فوجد الی ہذا اقرب بشیر فغفر له .

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل سے ایک شخص تھا جس نے
ننانوے قتل کیے تھے اور پھر مسئلہ پوچھنے نکلا تھا (کہ اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں)۔ وہ ایک راہب کے پاس آیا
اور اس سے پوچھا: کیا (اس گناہ سے) توبہ کی کوئی صورت ممکن ہے؟ راہب نے جواب دیا: نہیں۔ اس نے اس راہب
کو بھی قتل کر دیا۔ پھر اس نے ایک اور شخص سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ تم فلاں بستی (میں جہاں نیک لوگ رہتے ہیں)
جاؤ (ان کے ساتھ مل کر توبہ کرو)۔ وہ اس بستی کی طرف روانہ ہوا لیکن ابھی نصف راستے میں بھی پہنچا تھا کہ اس کی
موت واقع ہو گئی۔ رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہونے لگا کہ کون اس کی روح لے جائے۔ پس اللہ تعالیٰ
نے اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کرنے کے لیے جا رہا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش کے قریب ہو جائے اور دوسری بستی کو
(جہاں سے نکلا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے دور ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: اب دونوں کا فاصلہ

دیکھو (جس طرف کا فاصلہ کم ہوا سے اس بستی کے رہنے والوں کے حساب میں ڈال دو) اور جب فاصلہ ناپا گیا تو اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کرنے جا رہا تھا) ایک باشتِ نقش سے زیادہ قریب پایا اور اس کی مغفرت کر دی گئی۔“

(بخاری شریف کتاب الانبیاء باب ام حسبہ ان اصحاب الکہف والرقیم ۲/۱۲۸۰، الرقم ۳۲۸۳، مسلم شریف کتاب التوبہ باب قبول توبہ القاتل وان کثر قتله ۲/۲۱۱۹، الرقم ۲۷۶۶)

میرے مولیٰ میری بگڑی بنا دے
خداوند میری یہ آرزو ہے
میرے ساقی میں ہوں قربان تجھ پر
نہیں اس کے سوا کوئی تمنا
مجھے توحید کا ساغر پلا دے
میری تربت مدینے میں بنا دے
خیالات دوئی دل سے مٹا دے
نبی کے عشق میں مجھ کو مٹا دے

اگر کوئی سمجھے کہ میری توبہ قبول نہ ہوگی تو.....

امام شعرانی رحمہ اللہ طوایح الانوار ص ۳۱۵ میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ علی خواص سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اگر کسی شخص کو یہ بدگمان ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو بد اعمالیوں کی وجہ سے قبول نہ فرمائے گا تو اس کو چاہیے کہ کسی دوسرے شخص سے دعا کرنے کی درخواست کرے۔

قد سمعت علیا الخواص رحمة الله عليه اذا ظن احدكم ان الله لا يستجيب دعاؤه لكثرة عسيانه فليستل غيره ان يدعوله .

اور مجمع الزوائد میں بیٹھی رحمہ اللہ نے ایک مستقل باب طلب الدعاء من الصالحين کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے:

عن بريدة رضي الله عنه قال بينهما النبي صلى الله عليه وسلم في مسير له ذاتي علي رجل يتقلب في الرمضاء ظهرًا لبطن يقول يا نفس نوم بالليل وباطل بالنهار و ترجين الجنة فلما قضى داب نفسه اقبل اليها فقال دونكم اخوكم قلنا ادع الله لنا يرحمك الله قال اللهم اجمع على الهدى امرهم قلنا زدنا قال اللهم اجعل الجنة ما بهم قلنا زدنا قال اللهم اجعل التقوى زادهم (مجمع الزوائد ص ۱۸۵، ج ۱۰)

حضرت بريدة رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اپنے کسی سفر پر تھے، آپ کا گزر ایک ایسے آدمی پر ہوا جو گرم ریت پر پیٹھ اور پیٹ کے بل لیٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے نفس! رات کو سونا اور دن کو خرافات میں مبتلا ہونا اور پھر بھی جنت کی تو امید کرنا! جب وہ شخص اپنے کام سے فارغ ہو گیا ہماری طرف متوجہ ہوا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا تم اپنے بھائی کو لو۔ ہم نے کہا اللہ سے ہمارے لیے دعاء کر تجھ پر اللہ رحم کرے تو اس شخص نے کہا اللهم اجمع على الهدى امرهم ہم نے کہا اور زیادہ کر۔ اس نے کہا اللهم اجعل التقوى زادهم ہم نے کہا اور زیادہ کر، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ان کے لیے اور زیادہ کر اور آپ نے یہ بھی فرمایا اے میرے اللہ! اور اس کو توفیق دے تو اس شخص نے کہا

اللهم اجعل الجنة مأبهم

نکلتی ہے دل سے صدا اللہ اللہ
حرم میں کلیسا میں مندر میں ہر سو
جھلک دے رہی ہے ہر ایک شے میں کیسی
خدا کی خدائی میں بے ڈر ہے کتنا
مزا زندگانی کا جب آئے مجھ کو
حقیقت میں دیکھو نہیں غیر کوئی
مجھے یاد آتا ہے مشتاق ہر دم
مزه دے رہی ہے یہ کیا اللہ اللہ
ہر اک چیز کہتی ہے یا اللہ اللہ
تیری پیاری پیاری ادا اللہ اللہ
محمد کے در کا گدا اللہ اللہ
زبان پر ہو صبح و مسا اللہ اللہ
یہ کیا پھیر ہے آنکھ کا اللہ اللہ
دیار حبیب خدا اللہ اللہ

(سید غلام معین الدین - گولڑہ شریف)

مظلوم کی بددعا سے بچا جائے

یہ دعا کا چوبیسواں ادب ہے (و یتقی دعا المظلوم)

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تھا تو آپ نے ان کو جو ہدایات دی تھیں ان میں سب سے آخری نصیحت آپ نے یہ فرمائی کہ دیکھو مظلوم کی بددعا سے بچنا، کیونکہ مظلوم کی دُعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے وہ قبول ہو کر رہتی ہے۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از در حق بہر استقبال سے آید
ملا علی قاری رحمہ اللہ سیرقات شرح مشکوٰۃ ص ۷۳ ج ۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں
اتق دعوة المظلوم ای لا تظلم احداً بان تاخذ منه شيئاً ظلماً او تمنع احداً حقه تعدياً . او تتكلم
فی عرضه افتراء . حتی لا يدعوا عليك فانه ليس بينها وبين الله حجاب ای اذا دعا علی ظالمه
يقرب من الاجابة

مظلوم کی بددعا سے ڈر یعنی کسی کی چیز زبردستی لے کر، یا تعدی سے کسی کے حق کو روک کر یا کسی پر بہتان لگا کر ظلم نہ کر،
تاکہ تیرے خلاف بددعا نہ کر ڈالے کیونکہ مظلوم کی دُعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا یعنی مظلوم کی
دعا ظالم کے خلاف قبول کی جاتی ہے۔

آتش سوزاں نہ کند با سپند آنچہ کند دُورِ دل درد مند

(سعدی رحمہ اللہ)

درد مند دل کا دھواں وہ کچھ کرتا ہے جو جلانے والی آگ اسپند (کالا دانہ) کے ساتھ نہیں کر سکتی۔

لہذا اے مظلوم! مایوس نہ ہوا اگر تیری سننے والا اور کوئی نہیں تو تیرا خالق و مالک تو ہے جو تیری سنتا بھی ہے اور قبول بھی کرتا ہے

اس سے مانگ تو سہی۔

تو رب کا بندہ ہے پھر مانگ پھر مانگ رب تیرا داتا ہے، پھر مانگ پھر مانگ
اس در سے مانگا ہے کل انبیاء نے اصحاب و اولادِ خیر الوری نے
شاہ و گدا اور سب اولیاء نے تو سوچتا کیا ہے، پھر مانگ پھر مانگ
محدود ہیں گرچہ تیرے وسائل لا تقنطوا کا اگر ہے تو قائل
مایوس مت بیٹھ گھبرا نہ سائل یہ در ہمارا ہے، پھر مانگ پھر مانگ
غیرت بڑی شے ہے اے عبد رسوا در در پہ مت جا مرے در کا ہو جا
غیروں کے احسان کب تک گوارا کیوں مجھ کو بھولا ہے، پھر مانگ پھر مانگ
ہر آن دیتی ہے رحمت صدائیں میں تیرا مالک ہوں کر التجائیں
ہم نے تو کیس غیر پر بھی عطائیں تو پھر بھی اپنا ہے، پھر مانگ پھر مانگ
ہیں سب کے سب جن و انسان بندے وہ میزبان اس کے مہمان بندے
کچھ اپنی اوقات پہچان بندے تو اس کا ملتا ہے، پھر مانگ پھر مانگ
ہے اس کی تخلیق ساری خدائی زیبا اسی کو ہے حاجت روائی
شایاں اسی کے ہے مشکل کشائی وہ سب کو دیتا ہے پھر مانگ پھر مانگ

(نصیر الدین نصیر، گولڈ اسٹریف)

مظلوم اگر چہ بدکار و کافر ہی کیوں نہ ہو

مسند احمد و طیاسی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما آنحضرت ﷺ سے مروی ہے۔

دعوة المظلوم مستجابة وان كان كافرا ففجوره على نفسه

مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے اگر چہ وہ بدکار ہی کیوں نہ ہو اور اس کی بدکاری کا وبال اس کی ذات پر ہے۔

اور مسند احمد اور ابو یعلیٰ، اور ضیاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہما آنحضرت ﷺ سے مروی ہے۔

اتقوا دعوة المظلوم وان كان كافرا فانه ليس دونها حجاب

مظلوم کی بددعا سے بچو اگر چہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کے لیے کوئی روک نہیں ہے (زین العہد ص ۱۰۸ ج ۱)

اور یہ دونوں حدیثیں فتح الباری و عمدۃ القاری میں بھی نقل کی گئی ہیں، اور مظلوم کی بددعا کی قبولیت کی وجہ بیان کرتے ہوئے ملا

علی قاری رحمہ اللہ مرقعات ص ۴۲ ج ۵ میں لکھتے ہیں:

وانما بولغ في حقها لانه لما رته نار الظلم واحترفت احشاؤه عرج منه الدعا بالتضرع

والانكسار وحصل له حالة الاضطرار فيقبل دعاؤه كما قال الله تعالى امن يوجب

المضطّر اذا دعاه ويكشف السوء

اور مظلوم کی دعا کو اس لیے زیادہ قابل توجہ قرار دیا گیا ہے کہ جب ظلم کی آگ اس کے اندرونی اعضاء یعنی قلب وغیرہ کو جلاتی ہے تو نہایت عاجزی اور لجاجت کے ساتھ مظلوم کی زبان سے کلمات دعائیہ نکلتے ہیں اور اس پر اضطراری کیفیت طاری ہوتی ہے پاس اس کی دعا کو اجابت سے نوازا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بھلا کون ہے وہ جو بے قراری کی التجاء قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے۔

امام قرطبی اپنی تفسیر سورۃ نمل ص ۲۲۲ ج ۱۳ میں بیان فرماتے ہیں کہ مظلوم کی دعا کی قبولیت میں اس کا فسق، کفر مانع نہیں ہوتا، کیونکہ یہ فسق و کفر مالک الملک کی مملکت علیہ پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

ففجور الفاجر و کفر الکافر لا يعود منه نقص ولا هن علی مملکة سیده بمنعہ ما قضی من اجابته

دنیاے دوں کا کہاں تک یہ دھندا کب تک گلے میں یہ لالچ کا پھندا
بن جا بس اپنے ہی مالک کا بندہ وہ تیرا مولیٰ ہے، پھر مانگ پھر مانگ
جس نے کیا ساری دنیا کو پیدا ہے ذات جس کی دو عالم میں یکتا
باگریہ و آہ سجدے میں گر جا وہ سب کی سنتا ہے، پھر مانگ پھر مانگ
لا کہہ کے اب توڑ بت ماسوا کے ایمان بچا رمز الا کو پا کے
اب دیکھتا کیا ہے بندے خدا کے دینے پہ آیا ہے پھر مانگ پھر مانگ
دامن کو پھیلا کے بن التجائی کب تک یہ خاموشی یہ بے صدائی
کچھ تو نصیر آج کر لب کشائی گم کھڑا کیا ہے، پھر مانگ پھر مانگ

(نصیر الدین نصیر)

مظلوم کی دعا کیوں جلد قبول ہوتی ہے؟

مظلوم کی دعا کی قبولیت کی تین صورتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں یا تو اللہ تعالیٰ اس ظالم کو مظلوم کے آگے مقہور و مغلوب کر دے گا، یا اس ظالم سے ظلم کا پورا پورا بدلہ لیا جائے گا، یا اس ظالم پر کسی دوسرے جابر ظالم کو مسلط فرما دے گا جو اس کو ذلیل کرے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ”اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض کے ساتھ ملا دیں گے۔“

و فسر اجابة دعوة المظلوم بالنصرة على ظالمه بما شاء من قهر له او اقتصاص منه او تسليط ظالم

اخر عليه يقهره كما قال عز وجل وكذلك نولي بعض الظالمين بعضاً (انعام آیت ۱۲۹)

اور کتاب الشہاب میں مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتقوا دعوة المظلوم فانها تحمل على الغمام - فيقول الله تبارك وتعالى وعزتي وجلالي لا

نصرك ولو بعد حين وهو صحيح ايضاً .

مظلوم کی بددعا سے بچو اس لیے کہ وہ بادل پر اٹھائی جاتی ہے اور جناب باری سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہی کیوں نہ ہو اور یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے خاص ملائکہ کو مظلوم کی دعا کے استقبال کے لیے بھیجتا جو اس دعا کو بادل پر اٹھا کر آسمانوں پر پہنچاتے ہیں (اور آسمان دعا کا قبلہ ہے) تاکہ تمام فرشتے اس کو دیکھ کر بارگاہِ الہی میں مظلوم کی نصرت اور قبولیت دعا کے لیے سفارش پیش کریں اور اس حدیث میں ظلم سے پورے طور پر بچنے کی تاکید پائی جاتی ہے کیونکہ ظلم میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور نافرمانی اور اس کے حکم کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے:

یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرماً فلا تظالموا (قرطبی ص ۲۲۲ ج ۱۳)

اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر لیا ہے اور ایک دوسرے پر ظلم کرنے کو تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے لہذا تم آپس میں ظلم نہ کرو۔

خدا یا تہی دست دور ماندہ ام	دریں بے نوائی خرا خواندہ ام
گنہ بیش از حد وعدہ کردہ ام	جرائم مدہ بد چو بد کردہ ام
ہمہ عمر من فکر تن کردہ ام	نکرد است کس آنچہ من کردہ ام
ز حسن عمل دور بس ماندہ ام	بقید ہو او ہوس ماندہ ام
زدل محو کردم مراعات تو	قرا موش کردم عنایات تو

ظلم کے مفاسد

ظلم کا لفظ قرآن پاک میں کئی معنوں میں آیا ہے یہاں تک کہ کفر، شرک اور عصیان کے معنوں میں بھی بکثرت آیا ہے۔ مگر یہاں اس حدیث میں ظلم سے مراد وہ ظلم ہے جو بندے بندوں پر کرتے ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح اربعین نوویہ ص ۱۳۲ میں فرماتے ہیں:

والشرك وان كان اعظم الظلم وكذا سائر المعاصي يسمي ظلماً الا ان المراد ههنا ظلم العباد بعضهم لبعض كما يدل عليه قوله فلا تظالموا .

والمعنى لا يظلم بعضهم بعضاً . فان الظلم ظلمات يوم القيامة كما رواه الشيخان . بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو کیونکہ ظلم قیامت کے دن ظلمات بن جائے گا۔

وروی البخاری من كانت منه مظلمة لا خية فليست حللہ منها فانه ليس ثم دينار ولا درهم من قبل ان يوخذ لاخيه حسناته فان لم يكن لاخيه حسنات اخذ من سيئات اخيه وطرح عليه ثم اعلم ان من اعان ظالماً ولو بالدعا بطول بقائه او مال اليه بالوقوف عليه والتردد اليه من غير ضرورة ملجئة فهو من الظلمة قال تعالى ولا تتركوا الى الدين ظلموا فتمسككم النار .

”بخاری شریف کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے بھائی پر ظلم کیا ہو تو اس کو چاہیے کہ آج ہی اس سے پاک ہو لے اس دن سے پہلے کہ اس کے پاس دینے کو نہ دینا ہو گا نہ درہم۔ ظلم کے بدلہ ظلم کے برابر مظلوم کو ظالم کی نیکیاں دلوائی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی بدیاں ظالم پر لادی جائیں گی اور تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ جس نے ظالم کی اعانت کی خواہ اس کی درازی عمر کے لیے دعا کے طور پر ہو یا اس کی خبر گیری کا میلان ہو یا اس کے پاس بغیر ضرورت شدیدہ کے بار بار آمد و رفت کے طور پر ہو تو یہ اعانت کرنے والا شخص بھی ظالم شمار کیا جائے گا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”تم اُن لوگوں کی طرف ذرا بھی مائل نہ ہونا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو دوزخ کی آگ چمٹ جائے۔“

پئے نفس امارۃ فتنہ جو	دویدم بے در جہاں چار سو
کشیدم بے ناز اہل جہاں	کشو دم بے در ستائش زباں
ہ پیش سلاطین گردن فراز	نہا دم بخواری جبین نیاز
کہ شاہد کے دستکاری دھد	ردام بلا رستگاری دھد
ولے راندھر کس ز درگاہ ناز	کنوں آدم، اے کمیئہ نواز

تصریحات علماء اعلام

وقد سئل ابن المبارک عن خیاط یخبط للظلمۃ هل هو من اعدائهم فقال لا بل هو من الظلمۃ وانما هو من الاعوان من یبیع له الخیط والابرة اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے اُس درزی کے متعلق دریافت کیا گیا جو ظالم لوگوں کے کپڑے سلوائی کرتا ہو۔ کیا یہ بھی ظالم لوگوں کے مددگاروں میں سے شمار ہوگا؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ تو خود ظالموں میں شمار ہوگا۔ ظالموں کے معاونین تو وہ لوگ ہیں جو ان کے ہاتھ سوئی دھاگہ فروخت کرتے ہیں۔

وقد سئل سفیان الثوری عن ظالم اشرف علی الهلاک فی بریۃ هل یسقی شربة من الماء . قال لا قبل له یموت قال دعه یموت .

اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا ہے کہ اگر کسی جنگل میں پیاس کی وجہ سے ظالم شخص قریب الموت ہو تو کیا اس کو پانی کا گھونٹ پلانا چاہیے تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ اس سائل نے کہا تو پھر وہ مر جائے گا تو آپ نے فرمایا چھوڑ دو مرنے دو۔

و ذکر البیهقی عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال اوحی اللہ تعالیٰ الی داؤد علیہ السلام یا داؤد قل للظلمۃ لا تذکرونی فان حقاً علی ان من ذکرنی اذکرہ وان ذکرنی ایاہم ان العنہم . (شرح اربعین لملا علی قاری ص ۱۳۲)

اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی

کہ ان ظالموں سے کہہ دو کہ مجھے یاد نہ کریں کیونکہ یہ بات میں نے خود اپنے ذمہ لازم کر رکھی ہے کہ جو کوئی مجھے یاد کرے گا تو میں اس کو یاد کروں گا اور میرا ان ظالموں کو یاد کرنا لعنت بھیجنے کی صورت میں ہوگا۔
حضرت امام شعرانی لوایح الانوار ص ۷۹ میں فرماتے ہیں:

ان لا نوذی احداً من خلق الله بضرب او هجر او كلام او نحو ذلك الا بامر شرعی وقد عدوا الاضرار بالناس من الامور التي تقارب الکفر
ہم بدوں اجازت شرعی کے مخلوق میں سے کسی ایک کو بھی ہار پیٹ اور فحش گوئی اور بدکلامی سے ایذا نہ پہنچائیں اور لوگوں کو ایذا دینا ان امور سے ہے جو کفر کے قریب کر دیتے ہیں۔

کن کیف شئت فان الله ذو کرم و ما عليك اذا ما اذنت من باس
تو جیسا چاہے ہو جا، اللہ تعالیٰ بڑے کرم والا ہے اور جب تو گناہ کرے تو تجھے کوئی باک نہیں
الا اثنین فلا تقربهما ابداً الشوك بالله والاضرار بالناس
مگر دو چیزوں کے قریب ہمیشہ کے لیے نہ جانا ایک تو اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے اور دوسرے لوگوں کی ضرر رسانی کے۔

کیونکہ بجز شرک کے تمام صفائے و کھار کے معاف ہو جانے کی امید کی جاسکتی ہے اور شرک پر وعدہ معافی نہیں اور لوگوں کی ضرر رسانی اور حقوق تلفی بھی اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمائے گا جب تک کہ صاحب حقوق بندے خود نہ معاف کریں۔
مباش درپے آزار خلق ہر چہ خواہی کن کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست
بہر حال شریعت اسلام میں ظلم حرام ہے ظالم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت مبغوض و مطرود اور مظلوم خدا کے ہاں مرحوم و مستغاث ہوتا ہے۔

خطا کار بودم بے زشت کار بلطف خود از من خطا در گذار
تو داری مرا رزق اندر جہاں ز شکر تو عاجز زباں و دیاں
خدایا مکن بر گناہم نظر تو الطاف و اکرام خود را مگر
بدرگاہ تو ایں فرو مایہ ندا رد بجز بجز سرمایہ
ہیں سوئے ایں بے زبانی من ز شرمندگی خونفشان من
کہ لطف ترا از تو جوئندہ ام مکن شرمسار کہ شرمندہ ام

(کلام نصیر)

کفر کے ساتھ تو حکومت چل سکتی ہے مگر ظلم کے ساتھ نہیں

کہا گیا ہے: الملك لا یقی مع الظلم ویقی مع الکفر۔

”سلطنت کفر کے ساتھ تو باقی رہ سکتی ہے مگر ظلم کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔“

ظالم ہاتھ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت وضع ہے اور مظلوم ہاتھ نہایت رفیع و رفیع ہے۔

چنانچہ علامہ ابن القیم اعلام الموقعین میں نقل کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ ظلماً کاٹ دے تو اس کی دیت پانچ صد دینار ہے اور اگر کوئی شخص دینار کی چوتھائی کے اندازہ کی قیمتی چیز چوری کرے گا تو اس چور کا ہاتھ قطع کرنے کا حکم ہے۔ آخر اس کا فلسفہ کیا ہے؟ اسی بات کو سوالاً جواباً عربی اشعار میں یوں بیان کیا گیا:

يد بخمس منى من عسجد ودیت مابالها قطعت فى ربع دينار

هناك مظلومة غالت بقيمتها وهنا ظلمت هانت على الباری

اس جگہ ہاتھ چونکہ مظلوم ہے اس لیے اس کی قیمت گراں ہے اور اس جگہ ہاتھ چونکہ ظالم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بے وقعت ہے۔ اور شمس الدین کروی فرماتے ہیں:

فقيمة اليد نصف الالف من ذهب فان تعدت فلا تسوى بدینار

ہاتھ کی قیمت پانچ صد دینار ہے، پس جب یہ ظلم کرے گا تو ایک دینار کے برابر نہ رہے گا۔

اور علامہ فشنی شرح اربعین نوویہ ص ۱۰۶ پر فرماتے ہیں:

لا تظلمن اذا ما كنت مقتدراً فالظلم ترجع عقباہ الى الندم
قدرت حاصل ہونے کے باوجود تو کسی پر ظلم نہ کر ظلم کا انجام بجز ندامت کے کچھ نہیں۔

تنام عيناك والمظلوم متنبه يدعوا عليك وعين الله لم تنم
تیری آنکھیں تو سو جاتی ہیں اور تیرا مخالف بیدار ہے بددعا کرنے والا تیرے خلاف اور اللہ تعالیٰ پر بھی نیند

طاری نہیں ہوتی۔

الہی میں سفر میں تھی تو تو موجود تھا

امام یافعی رحمہ اللہ روض الراحین میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک اسرائیلی عورت کا مکان شاہی محل کے قرب و جوار میں تھا۔ جس سے شاہی محل بد نما نظر آتا تھا۔ چنانچہ اس سے بارہا بادشاہ نے خریدنا چاہا، مگر اس نے بیچنے سے انکار کر دیا۔ ایک بار وہ عورت سفر پر گئی تو بادشاہ نے اس کے مکان کو منہدم کر دینے کا حکم دیا، عورت جب سفر سے واپس آئی تو اس نے اپنا مکان منہدم پایا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ میرا مکان کس نے گرایا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ بادشاہ کے حکم پر ایسا ہوا ہے، اس وقت اس عورت نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور عرض کیا الہی میں سفر پر تھی تو تو حاضر تھا تو ہی مظلوموں کا مددگار اور ضعیفوں کا معاون ہے یہ کہہ کر بیٹھ گئی جب بادشاہ کی سواری نکلی۔ تو بادشاہ نے کہا کہ یہاں کیوں بیٹھی ہے کس کی انتظار ہے؟ کہنے لگی تیرے محل کے ویران ہونے کی انتظار ہے۔ اس پر اس کا مذاق اڑایا گیا لیکن جب رات ہوئی تو وہ محل بادشاہ اور اس کے متعلقین سمیت زمین میں دھنس گیا اور ایک دیوار پر یہ ابیات لکھے ہوئے پائے گئے۔

و ما یدرک ما صنع الدعاء
کیا اُسے نہیں معلوم کہ دعاء نے رات کو کیا کیا
لہامد و لامد القضاء
ایک مدت ہوتی ہے اور مدت کا اختتام بھی ہے
فما للملك عند کم بقاء
پس یہ ملک تمہارے پاس رہ نہیں جائے گا۔

اتھڑا بالدعاء و تزدربہ
کیا دعاء پر تو مذاق اڑاتا ہے اور اس کو حقیر سمجھتا ہے
سہام الليل لا تخطی ولكن
رات کے تیر کبھی خطا نہیں کرتے لیکن اس کے لیے
قد شاء الاله بما تراه
اللہ تعالیٰ نے وہی کیا جو تو نے دیکھا

(نہمہ البساتین ترجمہ روض الیاسین ص ۹۱ ج ۴)

کسی نے کیا خوب کہا ہے

ذهبت لذة الصبا في المعاصی و بقى بعد ذلك اخذ النواصی
و مضى الحسن والجمال و مالی عمل ارتحبه يوم الخلاص
غير ظنی بالله و هو جميل فيه اخلصت غاية الاخلاص

(۱) بچپن کی لذت گناہوں میں ختم ہو گئی اور اس کے بعد صرف افسوس سے پیشانی پکڑنا باقی رہ گیا ہے۔

(۲) سب حسن و جمال چلا گیا اور میرے پاس کوئی ایسا عمل بھی نہیں جس کی وجہ سے بروز قیامت نجات کی امید کر سکوں۔

(۳) البتہ! اللہ عز و جل سے حسن ظن کی دولت ہے اور اس میں میری نیت بالکل خالص ہے۔ (الروض الفائق)

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ و دعا

منقول ہے، جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے ممنوعہ درخت سے کھایا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رب عز و جل سے کیا ہوا وعدہ بھلا دیا گیا تو جنتی لباس علیحدہ ہو گیا۔ وہاں کی ہر چیز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانا نوس ہو گئی۔ چنانچہ، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جلدی سے بھاگتے ہوئے جنتی درخت کے پتوں میں چھپ گئے۔ اللہ عز و جل نے پوچھا: ”اے آدم علیہ السلام! کیا تم مجھ سے بھاگتے ہو؟“ عرض کی: ”نہیں، اے میرے رب عز و جل! بلکہ مجھے تجھ سے حیاء آتی ہے۔“ تو اللہ عز و جل نے ارشاد فرمایا: ”کیا میں نے تجھے اپنے دست قدرت سے پیدا نہیں کیا؟ کیا میں نے تیرے لیے ملائکہ کو سجدہ کرنے کا حکم نہ دیا؟ کیا میں نے تجھ میں اپنی طرف کی خاص روح نہ پھونکی؟ کیا میں نے تجھے اپنے قرب میں جگہ عطا نہ فرمائی؟ کیا میں نے تیرے لیے اپنی جنت مباح نہ کی؟ پس یہاں سے الگ جا کیونکہ لغزش والا یہاں نہیں رہتا۔“ اس پر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام جس قدر اللہ عز و جل نے چاہا، روتے رہے۔ پھر عرض کی: ”اے میرے معبود! اگر تو مجھ پر رحم نہ کرے گا تو کون کرے گا؟“ تو اللہ عز و جل نے وحی فرمائی کہ یوں دعا کر: ”سبحنک اللہم وبحمدک لا الہ الا انت عملت سوءا و ظلمت نفسی فتنب علی انک انت التواب الرحیم۔“ اے اللہ عز و جل! تو ہر عیب سے پاک ہے اور تعریف کے لائق تیری ہی ذات ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، مجھ سے لغزش ہوئی اور میں نے اپنی جان پر زیادتی کی پس تو میری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بہت توبہ قبول فرمانے والا اور مہربان ہے۔“

(مذکورہ کلمات کے متعلق) حضرت سیدنا مجاہد علیہ الرحمۃ اور مفسرین کے ایک گروہ کا قول ہے کہ ”یہ وہ کلمات ہیں جو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے سیکھے تو اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔“

عیش غریبا ولا تذلل لخلق واطلب الرزق فی بلاد الحبيب

ثم سرفی البلاد شرقا وغربا و توکل علی القریب المجیب

فعسی ان تنال ما ترجیه بید اللطف من مکان قریب

(۱)..... دنیا میں اجنبی کی سی زندگی گزار، مخلوق کے سامنے کبھی نہ جھک اور اپنا رزق محبوب حقیقی عزوجل کی بارگاہ میں

تلاش کر۔

(۲) پھر مشرق و مغرب کے ممالک میں سیر و سیاحت کر اور ہمیشہ شہ رگ سے زیادہ قریب اور دعا قبول کرنے والے پر

ہی بھروسہ کر۔

(۳) قریب ہے کہ تو اپنے نزدیک سے ہی اللہ عزوجل کے دستِ فضل و احسان سے اس چیز کو پالے جس کی تجھے اُمید

ہے۔ (الروض الفائق)

کسی کے خلاف دعا نہ کی جائے

یہ دعا کا پچیسواں ادب ہے کہ ولا بدعوا علی احد۔ کسی کے بارے میں بددعا نہ کرے (عین العلم) امام شعرانی رحمہ اللہ
لوائح الانوار ص ۲۹ پر فرماتے ہیں۔

ان لا ندعوا علی انفسنا ولا علی ولدنا ولا علی خادمننا ولا علی مالنا . فان ذلك من سوء

الخلق . وقد نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك وامرنا ان ننظر الى مجاری الاقدار

الا لہیة التی قدرت علی من دعونا علیہ . وقد فعل مادعونا من اجله مما لا یلائم طبائعنا .

و کثیرا ما یدعوا الانسان علی من یحبہ فیستجیب الله تعالیٰ فیہ فلا یھون علیہ ذلك . فیرید ان

یرد ذلك عنه فلا یجیبہ الحق تعالیٰ وسمعت سیدی علیا الخواص رحمۃ اللہ علیہ یقول اذا وجد

احدکم فی نفسہ اقبالا علی الله تعالیٰ ورجاء الاجابة فلیقل اللهم لا تستجب لی قط دعاء علی

احد من المسلمین . لا فی حق نفسی ولا غیری ولا فی حال غضب ولا فی حال رضا . فان الله

یفعل له ذلك

ہمیں چاہیے کہ اپنے حق میں اور اپنی اولاد و خادم مال وغیرہ کے بارے میں کسی قسم کا بددعا یہ کلمہ زبان سے نہ نکالیں

کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی اخلاقی کمزوری ہے اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے بلکہ جس کے حق میں ہم

بددعا کرنا چاہتے ہیں اس کے متعلق نوشتہ تقدیر کے رد عمل کا انتظار کرنا چاہیے اور کبھی بددعا کا نتیجہ ہماری مرضی کے

خلاف بھی رونما ہو جاتا ہے بسا اوقات انسان اپنے خاص تعلق دار چہیتے بندہ کے حق میں بددعا کر دیتا ہے تو جب اللہ

تعالیٰ بددعا کو قبول کر لیتا ہے تو بندہ پریشان ہو جاتا ہے۔ پھر بددعا ٹلنے کی خواہش کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس خواہش کو پورا نہیں کرتا، میں نے حضرت علی خواص رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس وقت بندہ کا دھیان پورا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور دعا قبول ہونے کی قوی اُمید ہو۔ تو پھر اس وقت اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگنی چاہیے کہ اے اللہ اگر میں غصہ کی حالت میں یا رضاء کی حالت میں کسی قسم کی بددعا اپنے متعلق یا کسی مسلمان بھائی کے متعلق کر دوں۔ تو آپ اسے ہر گز قبول نہ فرما، چنانچہ اللہ تعالیٰ پھر ایسا ہی کرتا ہے۔

اور مسلم ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان نے مرفوعاً آنحضرت ﷺ سے روایت نقل کی ہے:

لا تدعوا علی انفسکم . ولا تدعوا علی اولادکم ولا تدعوا علی خدمکم ولا تدعوا علی اموالکم لاتوا فقوا ساعة یسئل فیہا عطاء فیتجیب لکم .

تم لوگ نہ تو اپنے حق میں اور نہ اپنی اولاد کے حق میں اور نہ اپنے خدمت گزاروں کے حق میں اور نہ اپنے مالوں کے حق میں بددعا کیا کرو۔ کیا معلوم کہ کہیں خدا کے دینے کی گھڑی سے وہ تمہاری بددعا کی گھڑی موافق بیٹھ جائے، اور قبول ہو جائے۔

وے ناز دارم کہ ہستی کریم	گرفتہ کہ من زشت کارم قدیم
بہ میل گنہ من مثال خودم	اگر پری از کار ہائے بدم
زدو زخ نباشد مرا خطرہ	زابر عطاء گرد ہی قطرہ
وے لطف فرما کہ بے چارہ ام	اگرچہ گنہگار و بد کارہ ام
ندارم بروز قیامت جواب	ہمہ عمر کر دم تباہ و خراب
کہ ہستی کریم و عیم النعم	بہ حال بدم کن نگاہ کرم
بجاو محمد رسول امیں	بہ بخشا بہ حال نصیر حزیں

چند ضروری مسائل

کسی کی دنیوی پریشانی، فقر و فاقہ یا جسمانی بیماری یا مال و اولاد کے مصیبت زدہ ہونے کی وجہ سے تنگ دل ہو کر اپنے حق میں بھی بددعا کرنے یا موت کی تمنا کرنے کی شرعاً اجازت نہیں چنانچہ بریقہ محمودیہ ص ۲۸۸ ج ۳ میں آفات زبان کی نوع ۲۸ میں فرماتے ہیں:

دعاء الانسان علی نفسه بالشر لا جل ضرر دنیوی من الفقر والمرض والمصیبة فی المال والاولاد والنفس وتمنی الموت .

اور حدیقۃ الندیہ ص ۲۲۱ ج ۱ میں بحوالہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں (دونوں عبارات کا مفہوم تقریباً یہ ہے کہ) کسی بیماری یا تنگ دستی یا دشمن کی جانب سے ایذا پہنچنے پر یا اور کسی قسم کی دنیوی مصیبت سے گھبرا کر موت کی آرزو کرنا شرعاً مکروہ

ہے۔
البتہ اگر کسی دینی فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو اپنے دین و ایمان کے تحفظ کے پیش نظر موت کی تمنا کرنے میں کوئی کراہت نہیں چنانچہ سلف میں سے ایک جماعت نے دینی فتنہ کی وجہ سے موت کی دعائیں مانگی تھیں لیکن افضل بات یہ ہے کہ سکوت اختیار کرے اور اگر دعا مانگنا ہی چاہے تو حسب ارشاد آنحضرت ﷺ یوں دعا مانگے۔

اللهم احیننی ما کانت الحیاء خیرا لی . وتوفنی اذا کانت الوفاة خیرا لی .
اے اللہ مجھے زندگی دے جب تک کہ زندگی میرے لیے بہتر ہو اور مجھے موت دے جب کہ موت میرے لیے بہتر ہو۔
آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

☆ ثلاث دعوات لا شک فی اجابتنھن . دعوة المظلوم ودعوة المسافر ودعوة الوالد علی ولده

تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ مظلوم کی دعا۔ مسافر کی دعا۔ والد کی بددعا (اولاد کے خلاف) (ترمذی شریف)

☆ وعن انس رضی اللہ عنہ دعوتان لا حجاب لھما حتی تبلغ العرش الکریم دعوة الوالدین علی ولدهما ودعوة المظلوم علی ظالمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرش عظیم تک پہنچنے میں دو دعاؤں کے لیے کوئی مانع نہیں ہوتا، ماں باپ کی بددعا اولاد کے حق میں اور مظلوم کی بددعا ظالم کے حق میں (برقہ محمودیہ ص ۲۶۷، ج ۳)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

انی سالت اللہ ان لا یقبل دعا حبیب علی حبیبہ

میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کسی پیارے کی پیارے پہ بددعا قبول نہ ہو۔ (المسند لاجمہ بن حنبل ۸۶/۲)

شاو کونین ﷺ کی جس شے پہ نظر ہو جائے شکر یزہ بھی اگر ہو تو گہر ہو جائے
حق نے بخشا ہے تصرف کا شرف آقا ﷺ کو وہ جو چاہیں تو شب تار سحر ہو جائے
ایک ہلکی سی توجہ ہو۔ ادھر بھی آقا ﷺ ! جو ہیں جو یائے کرم، اُن پہ نظر ہو جائے
اس سے پہلے کہ مری عرض وہاں تک پہنچے میرے احوال کی آقا ﷺ کو خبر ہو جائے
یا نبی ﷺ ! بخت یہ میرا فروزاں کر دے صورتو زیر جو ہے مشکِ زبر ہو جائے
لوٹ کر آئے بفرمانِ نبی ﷺ سورج بھی اک اشارے سے ہی دو لختِ قمر ہو جائے
زندگی شکر کے سجدوں میں گزر جائے معین ایک مصرع بھی قبول اُن کو اگر ہو جائے

(پیر سید غلام معین الحق گیلانی)

کسی وقت بھی بددعا سے نقصان ہو سکتا ہے

آج کل والدین بسا اوقات غصہ اور رنج میں اولاد وغیرہ کو بددعا دیتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ جل شانہ کے عالی دربار میں بعض اوقات ایسے خاص قبولیت کے ہوتے ہیں کہ جو مانگو مل جاتا ہے یہ عاقبت نا اندیش اول تو اولاد کو کوستے ہیں اور جب وہ مر جاتی ہے یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے اور تیرکمان سے نکل جاتا ہے جو واپس کرنے پر واپس نہیں ہو سکتا۔ تو پھر روتے پھرتے ہیں اور اس کا خیال بھی نہیں آتا کہ یہ مصیبت خود ہی اپنی بددعا سے مانگی ہے۔

ماں باپ کو جذبات کی رو میں بہہ کر اولاد کے حق میں بددعا نہ کرنی چاہیے اور اولاد کو بھی ماں باپ کے ادب و احترام اور ان کے حقوق کی پاسداری کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ بددعا یہ فائرنگ کی نوبت ہی نہ آئے۔

باقی کسی مسلمان کے حق میں محض دنیوی حسد، عناد، بغض، عداوت، شیطانی تاثرات کی وجہ سے بددعا کرنا جب کہ اس کی طرف سے کسی قسم کی زیادتی بھی نہ ہو شرعاً حرام ہے اور بددعا کرنے والا گنہگار ہوگا۔ البتہ اگر وہ شخص ظالم ہو تو اس کے حق میں بددعا اس کے ظلم کے انداز کے مطابق جائز ہے۔ مقدار ظلم سے بڑھ کر بددعا کرنے کی اجازت نہیں اور اس صورت میں بھی درگزر کرنا اور معاملہ اس ذات پاک کے سپرد کر دینا جو منتقم حقیقی ہے زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ (چنانچہ حدیقتہ الندیہ کی مندرجہ ذیل عبارت کا یہی مفہوم ہے)

فان لم یکن ذلك المسلم ظالماً للداعی او لغيره فی حق من الحقوق الشرعیة فلا یجوز الدعا علیه بشی یسونه اصلاً . لانه یكون حينئذ مجرد حسد وبغض وعداوة نفسانية ووسواسات شیطانية وذلك حرام یاثم به فاعله وان كان ذلك المسلم ظالماً للداعی او غیره بمقتضى امر شرعی فیجوز الدعا علیه بقدر ظلمه ولا یجوز التعدی ای الزیادة فی الدعاء علی الظالم فوق مقدار ظلمه والا ولى ان لا یدعو علیه اصلاً ای لا مقدار ظلمه ولا انقص من ذلك ولا ازید منه وبتكل على الله تعالى فی ذلك ویفوض الامر الیه سبحانه . فانه یفعل ما یشاء ویحكم ما یرید . (م ۲۰۸ ج ۲)

ذات تیری ہے غنی، اقرار سے، انکار سے
تیرے ہی پر تو سے روشن ہے یہ ساری کائنات
تو علیم تو سمیع تو بصیر و بے نظیر
تیری بیرنگی میں ہیں سو رنگ کی نیرنگیاں
تیرے جلوے ہر گھڑی تازہ بتازہ نو بہ نو
راز کو عرفان دے، پہچان دے ایمان دے
تو ہے بے پروا میری تخلیق سے، اظہار سے
تو سراپا نور ہے، معمور ہے انوار سے
جو ملا تجھ سے، جو پاؤں لگا تیری سرکار سے
گرم بازار میں ہے تیری گرمی بازار سے
آنکھ کو سیری نہیں ہوتی ترے دیدار سے
وہ نہایت مضطرب ہے حسرات دیدار سے

(شاہ محمد تقی نازکی راز)

ظالم سے بدلہ لینے کا ایک انداز

جامع الصغیر میں بحوالہ ترمذی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
 من دعی علی من ظلمہ فقد انتصر۔ جس شخص نے ظالم کے حق میں بددعا کی تو اس نے اپنا بدلہ لے لیا۔
 علامہ عبدالرؤف مناوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ظالم کے حق میں بددعا کرنے سے ظالم کے گناہ میں تخفیف ہو جاتی ہے اور اس کے مطابق مظلوم کا ثواب بھی کم ہو جاتا ہے۔

وقیل ان بعض السلف ذکر عنده الحجاج بن یوسف والوقیعة فیہ بالمذمة فقال ان الله تعالى
 ینتقم للحجاج کما ینتقم منه (حدیقہ الندیہ ص ۲۰۸، ج ۲)

”بیان کیا گیا ہے کہ بعض سلف رضی اللہ عنہم کے پاس حجاج بن یوسف ثقفی کا تذکرہ ہوا اور لوگوں کی اس کے بارے میں عیب گوئی و مذمت کا بھی تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حجاج کا بدلہ بھی ایسا ہی لے گا، جیسا کہ اس سے لیا جائے گا۔“

☆ ملا علی قاری رضی اللہ عنہ سیرقات شرح مشکوٰۃ ص ۳۴ ج ۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان پہ فرماتے ہیں کہ اگر بتقاضائے بشریت کسی کے حق میں کچھ بددعا یہ کلمات زبان سے نکل ہی جائیں تو ان کی تلافی کے لیے اس کے حق میں دُعا خیر کرنا امر مسنون ہے۔ فالسنة لمن دعا علی اخدان يدعو له جبراً لفعله۔

☆ باقی کسی مسلمان کے سوء خاتمہ کی دعا مانگنا بعض علماء کے نزدیک تو مطلقاً کفر ہے اور بعض کے نزدیک اس وقت کفر ہوگا جب کہ وہ دعا کرنے والا کفر کو اچھا بھی سمجھے۔ چنانچہ طریقہ محمدیہ ص ۱۷۵ ج ۲ پر فرماتے ہیں،

الدعاء علی مسلم خصوصاً بالموت علی الکفر فانه کفر عند بعض مطلقاً وعند اخرین ان کان لا استحسان الکفر۔ (مکمل فی روح المعانی ص ۱۴۰، ج ۷)

مسئلہ کی پوری تفصیل طریقہ محمدیہ کی شروح حدیقہ الندیہ ص ۲۰۷، ۲۰۸، جلد ۲، بطریقہ محمدیہ ص ۲۶۷، ۲۶۸ ج ۳، وسیلۃ الاحمدیہ ص ۲۶۸، ۲۶۹ ج ۲، اور مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۳۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

کیا حمد کر سکے گی میری زبان تیری ساری نشانیاں ہیں اے بے نشان تیری
 عقل و شعور تک کی ہوتی نہیں رسائی کیا ذات پا سکیں گے وہم و گمان تیری
 کون و مکان کی ہر شے لبیک کہہ رہی ہے ہر سمت گونجتی ہے پیہم اذان تیری
 ہر شے ہے صرف تیری اے خالق دو عالم ہر ایک جسم تیرا ہر ایک جان تیری

توسل سے دعا کرنا

دعا کا چھبیسواں ادب یہ ہے کہ

وان یسئال الله تعالى اسمائه الحسنی وصفاته العلی ویوسل الی الله تعالیٰ بانبیاءہ والصالحین

من عباده (حصن حصین)

چند احادیث ملاحظہ ہوں:

☆ عن انس رضی اللہ عنہ : ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ : كان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبد المطلب . فقال : اللهم انا كنا نتوسل اليك بنينا فتسقينا ، وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا ، قال فيسقون .

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قحط پڑ جاتا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بارش کی دعا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے کرتے اور کہتے: اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنی نبی مکرم ﷺ کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے تو تو ہم پر بارش برسا دیتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا جان کو وسیلہ بناتے ہیں کہ ہم پر بارش برسا۔ فرمایا: تو ان پر بارش برسا دی جاتی۔“ (اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب : الاستسقاء، باب : سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، ۳۴۲/۱، الرقم: ۹۶۴، وفی کتاب: فضائل الصحابة، باب: ذکر العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، ۱۳۶۰/۳، الرقم: ۳۵۰۷)

☆ عن عبد الله ابن دينار رضی اللہ عنہ قال : سمعت ابن عمر يتمثل بشعر ابي طالب :

و ابيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للارامل

و قال عمر بن حمزة : حدثنا سالم، عن ابيه: ربما ذكرت قول الشاعر، وانا انظر الى وجه النبي صلى الله عليه وسلم يستسقى، لما ينزل حتى يجيش كل ميزاب . وهو قول ابي طالب :

و ابيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للارامل

”حضرت عبد اللہ بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جناب ابوطالب کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا:

”وہ گورے (کھڑے والے ﷺ) جن کے چہرے کے صدقے بارش مانگی جاتی ہے، یتیموں کے والی، یواؤں کے سہارا ہیں۔“

حضرت عمر بن حمزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سالم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی کہ کبھی میں شاعر کی اس بات کو یاد کرتا اور کبھی حضور نبی اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس کو تکتا کہ اس (رخ زیبا) کے ذریعے بارش مانگی جاتی تو آپ ﷺ (منبر سے) اترنے بھی نہ پاتے کہ سارے پرنا لے بیٹے لگتے۔

(اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب : الاستسقاء، باب: سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، ۳۴۲/۱، الرقم: ۹۶۴، وابن ماجه فی السنن، کتاب: القامة الصلاة والسنة فيها، باب: ماجاء فی الدعاء فی الاستسقاء)

☆ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انه قال : استسقى عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عام الرمادة

بالعباس بن عبد المطلب فقال: اللهم هذا عم نبيك العباس نتوجه اليك به فاسقنا فما برحوا حتى سقاهم الله قال: فخطب عمر الناس فقال: ايها الناس، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرى للعباس ما يرى الولد لو والده يعظمه ويفحمه وير قسمه فاقتدوا ايها الناس، برسول الله في عمه العباس واتخذوه وسيلة الى الله عز وجل فيما نزل بكم

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عام الرمادہ (قحط و ہلاکت کے سال) میں حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنایا اور اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا مانگی پھر لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! حضور نبی اکرم ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ویسا ہی سمجھتے تھے جیسے بیٹا باپ کو سمجھتا ہے (یعنی حضور نبی اکرم ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بمنزل والد سمجھتے تھے) آپ ﷺ ان کی تعظیم و توقیر کرتے اور ان کی قسموں کو پورا کرتے تھے۔ اے لوگو! تم بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی اقتداء کرو اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بناؤ تا کہ وہ تم پر (بارش) برسائے۔“

(اخرجه الحاكم في المستدرک، ۳/۳۷۷، الرقم ۵۴۳۸، وابن عبد البر في الاستيعاب، ۳/۹۸، والسيوطي في الجامع الصغير، ۱/۳۰۵، الرقم: ۵۵۹، واللمبی فی سیر اعلام النبلاء، ۲/۹۲)

☆ عن مصعب ابن سعد رضى الله عنه قال: رأى سعد رضى الله عنه ان له فضلا على من دونه، فقال النبي صلى الله عليه وسلم هل تنصرون وترزقون الا بضعفانكم .

”حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ انہیں ان لوگوں پر فضیلت ہے جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں۔ تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یاد رکھو تمہارے کمزور اور ضعیف لوگوں کے سبب ہی تمہیں نصرت عطا کی جاتی ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔“

(اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الجہاد باب: من استعان بالضعفاء والصالحين فی الحرب، ۳/۱۰۶۱، الرقم:

۲۷۳۹، والترمذی فی السنن کتاب: الجہاد، باب: ما جاء فی الاستغاثة بصعاليك المسلمين، ۳/۲۰۶، الرقم:

۱۷۰۲، وابو داؤد فی السنن، کتاب: الجہاد، باب: فی الانتصار برزل الخيل والضعفة، ۳/۳۲، الرقم: ۲۵۹۳،

والنسائی فی السنن، کتاب: الجہاد، باب: الانتصار بالضعيف، ۶/۳۵، الرقم: ۳۱۷۹)

کس کس شیء کے وسیلہ سے دعا کی جائے؟

اللہ تعالیٰ سے اس کے ذاتی و صفاتی نام کے ساتھ سوال (دعاء) کرے اور اللہ کی بارگاہ میں انبیاء کرام علیہم السلام اور اس کے نیکو کار بندوں کے توسل سے دعا مانگے۔ علامہ ابن عابدین شامی کے استاد شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ حدیث النبیہ ج ۲ ص ۸۱ پہ لکھتے ہیں۔

اعلم ان التوسل الى الله تعالى بالنبي صلى الله عليه وسلم وبا صحابه والتابعين وضوان الله تعالى

عليهم اجمعين امر جائز مشروع . وهو نوع من الشفاعة وهي حق عند اهل السنة خلافاً

للمعتزلة كما سبق تقريره

تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مجددہ کی بارگاہ عزت میں سرور کائنات ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کے ساتھ توسل کرنا امر جائز اور مشروع ہے، اور یہ توسل شفاعت کی ایک قسم ہے جو کہ اہل سنت کے نزدیک حق ہے بخلاف معتزلہ کے اور علامہ شامی ابن عابدین رحمہ اللہ نے بھی رد المحتار حاشیہ در مختار میں بحوالہ شرح نقایہ ملا علی قاری اور امام سبکی کے جائز اور مشروع لکھا ہے۔ (رد المحتار)

لہذا دعاؤں میں انبیاء علیہم السلام و صلحاء و اولیاء و شہداء و صدیقین کا توسل ان کی حیات میں بھی اور بعد وفات بھی جائز ہے دعا مانگنے والا اس طرح کہے کہ یا اللہ میں تجھ سے فلاں بزرگ کے وسیلہ سے وعاء کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں ایسے ہی اور کلمات بھی کہے۔

دعا میں اللہ تعالیٰ کے ناموں سے توسل کرنے کا مسئلہ باب اول میں گذر چکا، یہاں پہ توسل بالنبی ﷺ کا مسئلہ اختصار سے بیان کر دیا جاتا ہے اور نبی بھی وہ کہ جو امام الانبیاء ہیں جن کے اوصاف حمیدہ امام اہل سنت نے اس طرح بیان فرمائے ہیں۔

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
حرماں نصیب ہوں تجھے امید کہ کہوں جانِ مراد و کانِ تمنا کہوں تجھے
گلزارِ قدس کا گلِ رنگین ادا کہوں درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے
صبحِ وطن پہ شامِ غریباں کو دوں شرف بیکسِ نوازِ گیسوؤں والا کہوں تجھے
اللہ رے تیرے جسمِ منور کی تابشیں اے جانِ جاں میں جانِ صبحی کہوں تجھے
بے داغِ لالہ یا قمرِ بے کلف کہوں بے خارِ گلبنِ چمن آرا کہوں تجھے
مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا یعنی شفیعِ روزِ جزا کا کہوں تجھے
اس مردہ کو مژدہ حیاتِ ابد کا دوں تابِ وقوانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے
تیرے تو وصفِ عیبِ تنہا ہی سے ہیں بری حیران ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
کہہ لے گی سب کچھ اُن کے ثنا خواں کی خامشی چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

اقرب الوسائل الی اللہ

آنحضرت ﷺ سید الخلق امام الانبیاء والمرسلین اشرف الوسائل و اقرب الوسائل الی اللہ ہیں۔ پس آپ کے وسیلہ سے بارگاہ ایزدی میں دعا کرنا موجب قبولیت ہے۔ امام شعرانی رحمہ اللہ طوایح الانوار القدسیہ ص ۲۸۱ میں فرماتے ہیں:

وقد سمعت سیدی علیا الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ یقول اذا سالتہ اللہ حاجۃ فاسالہ بمحمد
صلی اللہ علیہ وسلم و قولوا اللہم انا نسنک بحق محمد ان تفعل لنا کذا و کذا . فان اللہ ملکا
یبلغ ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و یقول لہ . ان فلانا سال اللہ تعالیٰ بحقک فی حاجۃ

کذا وکذا فی سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ فی قضاء تلك الحاجة فیجاب . لان دعاؤہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا یرد .

میں نے اپنے شیخ و مرشد علی خواص رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کے متعلق دعا مانگو، تو
آنحضرت ﷺ کے وسیلہ سے مانگو۔ ایک فرشتہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر آپ کو اس کی اطلاع دیتا ہے کہ فلاں
شخص نے آپ کے توسل سے فلاں حاجت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے پس آنحضرت ﷺ اس شخص
کی دعا کی قبولیت کے لیے سفارش فرماتے ہیں۔ جو بارگاہ ایزدی میں منظور ہو جاتی ہے۔

جذب ایمان پیکر حسن وفا بن جائے تاج شای کے لیے دست گدا بن جائے
بعد میں بن لیجئے گا آپ شیخ محترم آئے پہلے غلام مصطفیٰ بن جائے

جہاں چاند خود جلوہ فرما ہو بیکل، وہاں چاندنی کی ضرورت نہیں ہے
ہو جس کی نظر میں رُخ ماہِ طیبہ، اُسے روشنی کی ضرورت نہیں ہے
کہیں گردشِ وقت پھر چھیڑ کرنا، دیوانوں کے آگے نہ بننا سنورنا
یہاں تذکرے حسنِ محبوب کے ہیں، یہاں اب کسی کی ضرورت نہیں ہے

تھمتا نہیں دل جو ہاتھ دل پر رکھ لوں ہاتھ آئے تو دل پر کوئی پتھر رکھ لوں
اللہ رے ہرا ہرا وہ گنبدِ پیارا جی میں آتا ہے اُسے دل میں اٹھا کر رکھ لوں

ہم تیرے اور تو ہمارا ہے مدینے والے دونوں عالم سے تُو پیارا ہے مدینے والے
عرش والے بھی تو محتاج ہیں واللہ تیرے انبیاء کا تُو سہارا ہے مدینے والے

الحمد للہ! ان سطور کی پروف ریڈنگ مدنی ٹائم کے مطابق دن کے تین بجے اور دن بھی بھر کا۔ پیر دے دن جہانناں دا پیر آ
گیا۔ مدینے شریف میں بلکہ مسجد نبوی شریف میں بلکہ گنبد خضریٰ شریف نگاہوں کے سامنے ہے۔ دوسری چھتریوں کے شروع میں
بیٹھ کر ہو رہی ہے اور اس تمنا کے ساتھ ہو رہی ہے کہ۔ گنبد خضریٰ خدا تجھ کو سلامت رکھے دیکھ لیتے ہیں تجھے پیاس بھالیتے
ہیں۔ ثم الحمد للہ علی ذلک

ہمارے آقا علیہ السلام کا سکہ ہر دور میں چلتا ہے

اگر تیرے پیارے کا جلوہ نہ رہا پیشِ نظر سختیاں نزع کی کیونکر میں سہوں گایارب

نزع کے وقت مجھے جلوہ محبوب دکھا تیرا کیا جائے گا میں شاد مروت گا یا رب

تفسیر درمنثور للسیوطی و تفسیر عزیزی میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بحوالہ حاکم، طبرانی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے یوں دعا کی: اے رب! اس حق کے طفیل جو محمد ﷺ کا تو نے رکھا ہے مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آدم! تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا۔ میں نے تو ان کو اب تک پیدا بھی نہیں کیا، انہوں نے عرض کی، اے رب! جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور اپنی جانب سے اس میں روح ڈالی تو میں نے جب سراٹھایا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ عرض کے پایوں پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں سمجھ گیا کہ جس نام کو تو نے اپنے اسم مبارک کے ساتھ جوڑ رکھا ہے یہ وہی ہو سکتا ہے جو تجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ پیارا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے آدم تم نے درست کہا، بیشک وہ مجھ کو تمام مخلوق میں سب سے پیارے ہیں اور جب تم نے ان کے حق کے وسیلہ سے مجھ سے سوال کیا۔ تو جاؤ میں نے تم کو بخش دیا، اگر یہ محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا (رواہ حاکم)

☆ امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر ص ۳۲۲ ج ۱ میں فرماتے ہیں: وقالت طائفة رای مكتوبا على ساق العرش محمد رسول الله فنشفع بذلك .

مفسرین کی ایک جماعت نے یوں کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش کے پایہ پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے توسل سے دعا مانگی۔

بغية الوعاة في طبقات اللغويين والنحاة للسيوطي رحمة الله عليه ص ۸۲ میں ہے:

جرمي عظيم يا عفو وانني بمحمد ارجوا لتسامح فيه

فيه توسل ادم من ذنبه وقد اختلف من يقتدى بابيه

اے گناہوں کے معاف کرنے والے! میرا قصور تو بہت بڑا ہے لیکن میں حضرت سید دو عالم ﷺ کے توسل سے اس کی معافی و چشم پوشی کی امید رکھتا ہوں، آپ ہی کے ساتھ حضرت آدم نے اپنی لغزش کے سلسلہ میں وسیلہ پکڑا تھا اور وہی شخص ہدایت یافتہ ہوتا ہے جو اپنے باپ کی اقتداء کرے۔

وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا (بقرہ ع ۱۱) کے تحت علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ اپنی تفسیر روح المعانی ص ۳۲۰ ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود بنی قریظہ و بنی نضیر اپنے مقابل فریق اوس و خزرج پر فتح طلب کرنے میں بتوسل آنحضرت ﷺ دعا کیا کرتے تھے اور یوں کہا کرتے تھے۔

اللهم انا نسئلك بحق نبيك الذي وعدتنا ان تبعه في اخر الزمان ان تنصرونا اليوم على عدونا

فينصرون (مکذا فی تفسیر القرطبی ص ۲۷ ج ۲ و تفسیر مدارك ص ۶۱ ج ۱)

اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں، اُس آخر الزمان نبی کے طفیل جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے یہ کہ ہمارے دشمن پر آج ہمیں مدد عطا فرما پس وہ مدد دیئے جاتے تھے۔

مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی ترجمان السنۃ ص ۳۷۷ ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ حافظ سہلی لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نبوت سے قبل بھی قریش میں مبارک سمجھے جاتے تھے اسی لیے ایک مرتبہ قحط کے موقع پر حضرت عبدالمطلب نے قریش کے ساتھ جبل ابوقبیس پر چڑھ کر آنحضرت ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگی تھی اور وہ قبول ہو گئی تھی۔ جناب ابوطالب نے اسی قصہ کی طرف اپنے مشہور قصیدہ میں اشارہ کیا، جس کے کچھ اشعار صحیح بخاری میں بھی منقول ہیں۔ (کنزانی الطحاوی ص ۳۰۰)

کہتا ہوں میں نعت کہ ہوتی ہے مائل بہ کرم وہ ذات وفا
ورنہ تو کہاں محبوبِ خدا اور کیا ہے میری اوقات وفا
پھر شہرِ مدینہ جاؤں میں، گلیوں میں پھروں دن رات وفا
ہر لحظہ ہو ذکرِ پاک اُن کا، ہر اک سے ہو اُن کی بات وفا
جب گلدِ خضریٰ آئے نظر، پُر نور ہوں قلب و دیدہ تر
جس سمت چلوں میں جاؤں جدھر، الوار کی ہو برسات وفا
ہر سانس میں ہو خوشبو اُن کی، دھڑکن میں صدائے پائے نبی
جو اُن کی گلی میں گزریں گے، وہ ہیں کتنے حسیں لمحات وفا
جب عرض کروں رودادِ الم، دہراؤں میں اپنا قصہ غم
آنکھوں سے برستی ہو پیہم پھر اشکوں کی برسات وفا

(کلام: محمد یونس سیٹھی وفا)

آنکھیں روشن ہو گئیں

حضرت عثمان بن حنیف صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک نابینا شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت بخشے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں تیرے حق میں دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو چاہے تو صبر کر کیونکہ یہ صبر (رضا بقضا کا مقام) تیرے لیے بہتر ہے۔ اس نے عرض کیا کہ خدا سے دعا فرمائیے۔ آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے یوں دعا کرنا۔

اللہم انی استلک واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضی لی۔ اللہم فشفعه فی

اے اللہ! تیری بارگاہ میں میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی نبی الرحمة کا وسیلہ پیش کرتا ہوں، اے محمد ﷺ میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کیا ہے اپنی ضرورت میں تاکہ وہ پوری ہو۔ یا اللہ تو میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

اس حدیث کو ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور وفاق الوفاء ص

۴۲۰ ج ۲ میں بروایت بیہقی اتنا اور ہے کہ اس نابینا نے ایسا ہی کیا تو بینا ہو گیا۔

(مزید توثیق کے لیے دیگر کتب علماء اہل سنت کے علاوہ نشر الطیب ص ۲۴۸ و ترجمان السنہ ص ۳۷۷ ج ۱ بھی ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہیں۔)

شرح مواہب میں ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں قحط پڑا تو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک کی چھت اس قدر کھول دو کہ آسمان نظر آنے لگے گویا یہ بھی ایک طور پر توسل تھا۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ بارش ہوئی اور اتنے زور سے آئی کہ ہر جگہ سبزہ اُگ آیا اور جانوروں کے جسم چربی کی وجہ سے پھٹ گئے اور وہ سال ”عالم النفع“ کے نام سے مشہور ہو گیا (ماخوذ از ترجمان ص ۳۳۷ ج ۱ و ایضاً ص ۳۳۹ ج ۲)

غیر نبی کے توسل سے دعا کرنا

فضل کر یا رب محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے سید کونین۔ شاہ انبیاء کے واسطے
یا الہ العالمین یہ عرض میری ہو قبول خاتمہ بالخیر کرنا مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
دور کر رنج دلی، ہے سخت مجھ کو بے کلی اُس شاہ صدیق اکبر با صفا کے واسطے
صبر کے ہاتھوں سے مجھ کو میوہ مقصد کھلا! اُس عمر فاروق عادل بے ریا کے واسطے
دو جہاں میں حضرت عثمان کے رُو سے مجھے مسِ خجل کچھو صاحب حیا کے واسطے
بارگاہِ عالی میں تیری، ہے میری یہ التجا ہووے حل مشکل مری مشکل کشا کے واسطے
بلبل باغِ مدینہ قُرۃ العین رسول یعنی بی بی فاطمہ خیر النساء کے واسطے
دے خوشی دل کو مرے سر سبز کر فحل مراد اُس جگر خستہ حسن صاحب لواء کے واسطے
ہر طرف سے فوجِ غم نے آ کے گھیرا ہے مجھے دے پناہ یا رب شہیدِ کربلا کے واسطے
میں بہت حیران ہوں کر رحم کی مجھ پر نظر باقر و جعفر علی موسیٰ رضا کے واسطے
موسیٰ کاظم تقی، حضرت نقی و عسکری اور امام مہدی ویر ہدی کے واسطے
یا الہی سب اٹھا لے دردِ غم اندوہ کے بوجھ غوثِ اعظم ویر و مرشد رہنما کے واسطے

بیچھے باحوالہ روایات گزر چکیں جن میں یہ بھی روایت مختصر اُبیان ہوئی کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک سال جسے ”عام الرماد“ کہتے ہیں سخت قحط پڑا۔ چوپائے اور انسان بھوک کی شدت سے مرنے لگے۔ لوگوں نے تنگ آ کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے استسقاء کے لیے درخواست کی۔ تو آپ نے تمام اہل مدینہ کو شہر سے باہر نکلنے کی ہدایت کی، جس میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے جب سارا شہر اکٹھا ہو گیا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جو پیرانہ سالی کی وجہ سے بہت ضعیف ہو چکے تھے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور نہایت عاجزی و زاری و الحاح و ابہتال سے دعا مانگنی شروع کی۔

اللهم انا نتقرب اليك بعم لبيك وبقية اہلہ وکبر رجالہ فانك تقول وقولك الحق واما الجدار
فكان لعلامین یتیمین فی المدینة وکان تحتہ کنز لہما وکان ابوہما صالحاً فحفظتہما لصلاح

ایہما فاحفظ۔ اللہم نبیک فی عمہ فقد دنونا بہ الیک مستشفعین و مستغفرین۔

خدا یا قبولیت دعا کے لیے آج ہم نے ایسے شخص کو وسیلہ بنایا ہے جو تیرے چچے نبی ﷺ کا چچا، ان کے آباء و اجداد کی یادگار، ان کے کنبہ کے تمام مردوں میں بڑا ہے۔ تو نے فرمایا ہے اور تیرا فرمانا سچا ہی ہوتا ہے ”اور وہ جو دیوار تھی سو وہ یتیم لڑکوں کی تھی جو شہر میں رہتے تھے اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (مدفون تھا) اور ان کا باپ ایک نیک بخت آدمی تھا۔“ تو نے ان دونوں لڑکوں (کے خزانے) کی حفاظت صرف اس وجہ سے کی ہے کہ ان کا باپ نیک تھا۔ تو اے خداوند عالم تو اپنے نبی کی لاج بھی ان کے چچا کے تقرب کی وجہ سے رکھ لے کیونکہ ہم آج ان کو لے کر تیرے دربار میں اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اس غرض سے حاضر ہوئے کہ وہ ہماری شفاعت کریں۔

یہ عاجزانہ الفاظ باری تعالیٰ کی جناب میں عرض کرتے ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام حاضرین سے خطاب فرمایا: استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا و یمددکم باموال و بنین و یجعل لکم جنات و یجعل لکم انهارا

اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے وہ تم پر آسمان سے لگا تار مینہ برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور ان میں تمہارے لیے نہریں بہا دے گا۔ یہ وہ وقت تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی عمر بہت زیادہ ہو چکی تھی زیادہ ضعیف تھے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اس دعا کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے۔

اللہم انت الراعی لا تہمل الضالۃ ولا تدع الکسیر بدار مضیعة۔ فقد ضرع الصغیر ورق الکبیر و ارتفعت الشکوٰی وانت تعلم السر و اخفی۔ اللہم فاغشہم بغیاثک فقد تقرب القوم لمکانی من نبیک علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا یا صرف تیری ذات ہی ان سب کی نگہبان ہے تو ہی گمشدہ کو راہ بتلاتا ہے خطرات کے مواقع میں تو ہی مجروحوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اب تو بچے بوڑھے سب آفت زدہ ہو گئے ہیں سب کی زبانوں پر آہ و بکا جاری ہے، اور مخفی سے مخفی حال سے صرف تو ہی واقف ہے خدا یا تو ان کی فریادری کر چونکہ میرا تیرے نبی ﷺ سے ایک رشتہ (جسمانی بھی) ہے۔ اس لیے لوگ مجھ کو وسیلہ بنا کر لائے ہیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے الفاظ نے تو حاضرین کے دل پر جواثر کیا وہ کیا لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ان عاجزانہ الفاظ نے سب کو رُلا دیا۔ چنانچہ بخاری شریف کے الفاظ فیسقوا یعنی اس تو سل کی وجہ سے پھر خوب بارش ہوئی۔

رازق مطلق ہے تو رزاق تیری ذات ہے

خالق برحق ہے تو خلاق تیری ذات ہے
ہم گنہگاروں کے حق میں تُو ہے غفار و کریم

رازق مطلق ہے تو رزاق تیری ذات ہے
اے خطا پوش دو عالم تو ہے رحمن و رحیم

تو عطا کرتا ہے دُنیا کے مریضوں کو شفا
ہم نکلے، ہم برے، ہم بے سروسامان ہیں
سہو و عصیاں سے مرکب ذات ہے انسان کی
تو گنہگاروں کی فرماتا ہے یا رب مغفرت
بخش دے میرے گناہوں کو مرے پروردگار
اے خدائے دو جہاں صدقہ رسول پاک کا
حضرت صدیق اکبر کا تصدق اے کریم
واسطہ فاروق اعظم کا مرے پروردگار
صدقہ یا رب عظیم عثمان ذوالنورین کا
حضرت مشکل کشا مولیٰ علی کا واسطہ
اہل بیت پاک و ازواج نبی کا واسطہ
واسطہ جملہ ائمہ اولیاء کا اے کریم
مصر و ایران و مراکش میں خدائے ذوالجلال
واسطہ غوث معظم خسرو بغداد کا
ہیں مسلمانان عالم بی کس و مظلوم اب
ألفت اصحاب و اہل بیت ہر مسلم کو دے
اپنی قدرت کا کرشمہ پھر ذرا دکھا بھی دے

تیری شانِ قہر کا ہے نام پیغام قضا
معصیت پیشہ سہی مولا۔ مگر۔ انسان ہیں
اس کی ہر مشکل الہی تو نے خود آسان کی
بخش دیتا ہے خطا کاروں کا جرم معصیت
لاج رکھنا میری اے ستارِ گل روز شمار
واسطہ نام محمد ﷺ صاحبِ لولاک کا
ملت برحق کی نصرت ہو براہِ مستقیم
أمت خیر الوریٰ کا رکھ زمانہ میں وقار
ہر مسلمان کو عطا فرما شرف دارین کا
فتح و نصرت کا دکھا مسلم کو یا رب راستہ
صنف نازک کو حقیقی شرم و غیرت کر عطا
کر عطا فوج مجاہد کو سدا فتح عظیم
دشمنانِ عزتِ اسلام کو کر پائمال
اے خدائے دو جہاں یہ وقت ہے امداد کا
زور و زور والے ہیں دشمن ہے تجھے معلوم سب
ہر مسلمان اولیاء کے عشق میں ڈوبا رہے
مصطفیٰ کے آستانہ تک ہمیں پہنچا بھی دے

شاعر "آستانہ" دہلی

قال ابن الاثیر فی اسد الغابہ استسقی عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب بالعباس رضی اللہ عنہ عام
الرمادة لما اشتد القحط فاغاث اللہ به واخصب الارض فقال عمر رضی اللہ عنہ هذا واللہ
الوسيلة الی اللہ وقال حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

سنل الامام وقد تتابع جدہنا فسقى الغمام بعزة العباس

امام کے دعا مانگنے پر بھی خشک سالی بڑھتی گئی۔ لیکن عباس رضی اللہ عنہ کے اقبال کے باعث ابر نے سیراب کر دیا۔

عم النبي وصنو والده الذي ورث النبي بذاك دون الناس

وہ آنحضرت ﷺ کے چچا اور آپ کے والد کے بھائی ہیں، انہوں نے تمام لوگوں کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کی وراثت

پائی۔

احیا الہ بہ البلاد فاصبحت مخضرة الاجناب بعد الیاس

ان کے طفیل خدا نے ملک کو زندہ کر دیا اور ناامیدی کے بعد پھر تمام میدان سرسبز ہو گئے۔ (استیعاب)
علماء اسلام اس حدیث کے حواشی و فوائد میں لکھتے ہیں۔

و استفاد من قصة العباس استشفاع باهل الخیر والصلاح و اهل بیت النبوة
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اس قصے سے بزرگوں اور اہل بیت کی ذوات سے توسل کا استحباب مستفاد ہوتا ہے۔

(بحوالہ عمدة القاری ص ۳۳۷ ج ۳ و فتح الباری ص ۳۹۹ ج ۲)

اور حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کتب احبار سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اپنے نبی کے اہل بیت کے وسیلہ سے بارش مانگنا بنی اسرائیل میں بھی رائج تھا۔ (عمدة القاری ص ۳۳۶ ج ۳)

اے خدا صدقہ کبریائی کا	صدقہ اُس نور مصطفائی کا
کینہ دھو مومنوں کے سینے سے	سینے ہو جائیں پاک کینے سے
سب کو اک راہ دکھا یا رب	دور ہوں اختلاف بے جا سب
دین ہو دین احمدی کُل کا	ہو طریقہ محمدی کُل کا
ہے خدا تو برا سمیع و مجیب	بے مرادوں کو کر مراد نصیب
کُل مریضوں کو تندرستی دے	ناتوانوں کے تن میں پختی دے
بے وطن کو وطن میں پہنچا دے	قید سے قیدیوں کو چھڑوا دے
کر غریبوں سے تنگدستی دور	تنگ دستوں سے فاقہ مستی دور
رکھتے کثرت سے ہیں جو اہل و عیال	کر عطا اُن کو حسب حاجت مال
جو ہیں مظلوم اُن کی سُن فریاد	اور کر غم زدوں کے دل کو شاد
تیرے بندے ہیں سب یتیم و امیر	تیرے محتاج کُل غریب و امیر
لے خبر کون اب غریبوں کی	مشکلیں کھول کم نصیبوں کی
نہ رہے کوئی خستہ و غمگین	سب کی پوری مراد ہو آمین

شبہات کا ازالہ

اگر کسی کے دل میں یہ بات کھٹکتی ہو کہ اس موقع پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل کو چھوڑ کر دوسرا وسیلہ کیوں اختیار کیا۔

تو اس کے متعلق علامہ ابن حجر کی اپنی کتاب جو ہر منظم ص ۷۷ پر فرماتے ہیں۔

و کان حکمة توسلہ بہ دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبرہ اظہار غایۃ التواضع لنفسہ

والرفعة لقراية النبي وفي توسله به توسل بالنبي صلى الله عليه وسلم وزيادة

نبی علیہ السلام اور آپ کے روضہ اطہر کو چھوڑ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کرنے میں یہ حکمت تھی کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بمقابلہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اپنی تواضع اور قرابت نبوی کی رفعت کو ظاہر کرنا مقصود تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کو یا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

سوال نمبر ۲: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنانا مشیر بایں معنی ہے کہ فوت شدگان کا وسیلہ جائز نہیں۔ پھر جواز کی کیا دلیل ہے؟

جواب یہ ہے کہ مشیر ہونا دلالت کے لیے کافی نہیں۔ طبرانی نے کبیر اور اوسط میں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا ایک شخص کو خلافت عثمانیہ میں ایک دُعا سکھانا جس میں بحمد نبی الرحمة آیا ہے، نقل کیا ہے کذا فی انجاح الحاجة یہ صریح ہے جواز میں

(امداد الفتاویٰ ص ۳۰۳ ج ۵)

کرم مجھ پہ ہو مالک کائنات	ہوں آسان سب امتحان حیات
بروز قیامت اے رب جہاں	جرا فضل ہو مجھ پہ سایہ گناں
تو ہی بے کسوں کا مددگار ہے	تو ہی غم کے ماروں کا خم خوار ہے
ہے مخلوق ساجد تو مسجود ہے	ہے انسان عابد تو معبود ہے
جو ہے راہ سیدھی دکھا دے مجھے	اور اس راہ پر پھر چلا دے مجھے
جو ہے تیرے اخلاص مندوں کی راہ	کہ جو ہے تیرے نیک بندوں کی راہ
دکھا دے انہی کی رو مستقیم	خدایا تو ہی ہے غفور و رحیم
ہو تابش کو یوں شاد کامی عطا	کہ ہو دولت نیک نامی عطا
ہو پھر حج کعبہ کی دولت نصیب	مدینہ میں حضرت کی رؤیت نصیب
الہی بحق شہ انبیاء	ہو مقبول تابش کی یہ التجاء

مولانا محمد منشاء تابش قصوری

دعا کرنے والا حرام خوری سے بچے

دعا کا ستائیسواں ادب بیان ہو رہا ہے وان یکون مجتنباً لا کل الحرام (قرطبی ج ۲ ص ۳۱۱)

دعا کی قبولیت کے لیے کچھ شرائط ہیں جن کے فوت ہونے سے اکثر و بیشتر دعا رد کر دی جاتی ہے مجملہ ان شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ دعا مانگنے والے کی خوراک، پوشاک سب مال حلال سے ہو۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح اربعین نوویہ ص ۸۶ پر فرماتے ہیں: و قيل ان للدعاء جناحين اكل الحلال وصدق المقال یعنی دعا کے دو ہار وہیں ایک اکل حلال اور دوسرا صدق

گفتار

اگر ہزار ہا الحاح و ابہتال، تضرع و زاری، عجز و انکساری سے دعا مانگی جائے مگر جب تک اس کے یہ دو بازو نہ ہوں گے۔ اس میں طاقت پرواز پیدا نہ ہوگی یعنی وہ بارگاہِ ایزدی میں مستجاب نہ ہوگی۔

لیکن آج ہمارا معاشرہ بھی ہوئی وہوس کا شکار ہو کر دنیا پر اس قدر مفتون ہو چکا ہے کہ اس کے سامنے حلال و حرام کی تمیز ہی باقی نہیں رہی بس روپیہ ہو خواہ سینما کی آمدنی کا ہو یا شراب کی دکان سے حاصل ہو، رشوت اور سود سے کھینچا ہو یا سٹو قمار سے کمایا ہو۔ یعنی ”پیسہ ہو چاہے کیسا ہو“ دولت زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کی غرض سے حلال و حرام میں کوئی تمیز نہیں کی جاتی اور اکتسابِ مال کے متعلق اللہ جل شانہ کے احکامات کو مد نظر نہیں رکھا جاتا، بلکہ کاروبار میں دھوکہ دہی کو ہنرمندی اور رشوت کو فضلِ ربی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ فیہ اسفی

علامہ فشنی شرح اربعین نوویہ ص ۳۵ میں اور امام یافعی در نظم میں لکھتے ہیں:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے کسی کام کو جاتے ہوئے ایک شخص کے پاس سے گزرے جو کہ نہایت عجز و انکساری سے دعا مانگ رہا تھا اور واپسی پر بھی اس کو اسی حالت میں دیکھا تو آپ نے بارگاہِ الہی میں اس کی دعا کی قبولیت کے لیے درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اگر یہ شخص رو رو کر اپنی جان بھی تلف کر ڈالے اور دُعا میں اپنے ہاتھوں کو اس قدر اونچا بھی کر ڈالے کہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر بھی اس کی دعا قبول نہ کی جائے گی موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! یہ کیوں؟ تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی خوراک بھی حرام اور پوشاک بھی حرام اور گھر کا اندوختہ بھی مالِ حرام تو پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔

اور تفسیر قرطبی سورۃ الفلق ص ۲۶۰ ج ۲۰ پر ایک حدیث اس طرح ہے:

روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلاثة لا یستجاب لہم دعاؤہم اکل الحرام و مکثر الغیبة و من کان فی قلبہ غل او حسد للمسلمین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی دُعا مقبول نہیں ہوتی۔ (۱) حرام خور کی (۲) کثرت سے غیبت کرنے والے کی (۳) مسلمانوں کے حق میں کینہ اور حسد رکھنے والے کی۔ (ابھی)

علماء کرام بیان فرماتے ہیں: مؤرخین نے لکھا ہے کہ کوفہ میں مستجاب الدعوات لوگوں کی ایک جماعت تھی جب ظالم حاکم ان پر مسلط ہوتا تو اس کے لیے بددعا کرتے وہ ہلاک ہو جاتا حجاج بن یوسف ظالم کا جب وہاں تسلط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی جس میں ان حضرات کو خاص طور پر شریک کیا اور جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو اس نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بددُعا سے محفوظ ہو گیا ہوں کیونکہ حرام روزی ان کے پیٹ میں داخل ہو گئی ہے۔

یا الہی! حشر میں خیر الوریٰ کا ساتھ ہو رحمتِ عالم جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو
یا الہی! ہے یہی دن رات میری التجا روزِ محشر شافعِ روزِ جزا کا ساتھ ہو
یا الہی! جب سوائزے پہ ”آئے“ آفتاب اُس سزا دارِ خطاب و اضحیٰ کا ساتھ ہو

یا الہی! حشر میں نیچے لواءِ حمد کے سید ساداتِ فخرِ انبیاء کا ساتھ ہو
 یا الہی! پل کے اوپر بھی یہ ہنگامِ گذر دھگیر دو جہاں اس پیشوا کا ساتھ ہو
 یا الہی! جب عملِ میزان میں ٹٹنے لگیں سید ساداتِ فخرِ انبیاء کا ساتھ ہو
 یا الہی! شغلِ نعتِ مصطفائی میں رہوں جسم و جان میں جب تلک میری وفا کا ساتھ ہو
 بعد مرنے کے یہی کافی ہے یارب یہ دُعاء دفترِ اشعارِ نعتِ مصطفیٰ ﷺ کا ساتھ ہو

حرام کمائی دل کو پتھر بنا دیتی ہے

ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح اربعین میں لکھتے ہیں کہ حرام کمائی دل کو پتھر بنا دیتی ہے اور باطن کو سیاہ اور باری تعالیٰ کی جناب سے بعد اور دُوری پیدا کر دیتی ہے۔

اور رزقِ حلال کھانے سے باطن میں نورِ معرفت پیدا ہوتا ہے اور دل گداختہ ہوتا ہے اور اسی سے علمِ نافع اور عملِ مقبول کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

اور یحییٰ بن معاذ الرازی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی کنجی دُعا ہے اس کنجی کے دندا نے رزقِ حلال ہے۔

(مرقات ص ۲۵۸ ج ۵)

اقبال کہتے ہیں:

علم و حکمت زائد از نانِ حلال عشق و رقت آید از نانِ حلال

اور اکلِ حلال سے دُعا مستجاب ہوتی ہے۔ چنانچہ ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صحابی نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے مستجاب الدعوات بنادے۔ حضور علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ لقمہ حلال کا التزام کرو۔ خود بخود مستجاب الدعوات بن جاؤ گے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس آدمی کے شکم میں ایک نوالہ بھی حرام جائے اس کی دعا چالیس روز تک قبول نہیں ہوتی اور جو گوشت حرام مال سے بنا ہے آگ اس کی زیادہ حق دار ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ دوسرے صحابہ کی نسبت آپ کی دعا (جلد) کیوں قبول ہو جاتی ہے تو آپ نے فرمایا: یہ اس لیے کہ میں منہ میں لقمہ ڈالنے سے پہلے یہ دیکھ لیتا ہوں کہ یہ لقمہ مجھے کہاں سے ملا ہے۔

(شرح اربعین ملا علی قاری ص ۸۶)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے غلام عبدالرحمن نامی بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ دونوں ایک رات نخلستان کو گئے ہمارے پاس نہ خورد و نوش کا سامان موجود تھا اور نہ ہی نخلستان کا مالک وہاں موجود تھا اور ہم بھوک سے بے تاب تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر تو سچا مسلمان ہے تو ایک کھجور کو بھی نہ چکھنا۔ چنانچہ ہم سواری باندھ کر وہاں بھوکے پڑے رہے۔ جب صبح ہوئی نخلستان کا مالک آیا تو ہم نے اس سے قیمتاً کچھ کھجوریں خریدیں اور اپنی بے تابی کو دُر کیا۔ (ذرا لطیف روایت)

جب پڑے مشکل شبہ مشکلی کا ساتھ ہو
شادی دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو
اُن کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
صاحبِ کوثر شبہِ جود و عطا کا ساتھ ہو
سیدِ بے سایہ کے ظنِ لرا کا ساتھ ہو
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
عیب پوشِ خلقِ ستارِ خطا کا ساتھ ہو
اُن تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
آفتابِ ہاشمی نورِ الہدیٰ کا ساتھ ہو
ربِ سلم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
قدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
یا الہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
یا الہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
یا الہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
یا الہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
یا الہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
یا الہی گرمیِ محشر سے سب بھڑکیں بدن
یا الہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں
یا الہی جب ہمیں آنکھیں حسابِ جرم سے
یا الہی رنگِ لائیں جب مری بیابانیاں
یا الہی جب چلوں تاریک راہِ پلِ صراط
یا الہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
یا الہی جو دُعاے نیک میں تجھ سے کروں
یا الہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے مستجاب الدعوات ہونے کا واقعہ

بخاری و مسلم میں روایت ہے حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ کوفہ والوں نے ایک بار (اپنے عامل گورنر) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (آنحضرت ﷺ کے ماموں اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے) کی شکایت کی۔ حضرت عمرؓ نے ان کو مدینہ بلا لیا اور ان کی جگہ حضرت عمارؓ کی وہاں کا عامل بنا کر بھیجا۔ ان مفسدہ پروازوں نے ان کی دربارِ خلافت میں یہ شکایت کی تھی یہ ٹھیک ٹھیک نماز نہیں پڑھاتے تو حضرت عمرؓ نے اس شکایت کی تحقیقات فرمائی اور ان کو بلا کر پوچھا کہ لوگوں کا یہ خیال کہ آپ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں اسی طرح نماز پڑھاتا ہوں جیسی حضور اقدس ﷺ کی نماز تھی اس کے خلاف ہر مو بھی نہیں کرتا۔ عشاء کی نماز میں پہلی دو رکعتیں ذرا ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہوں اور بقیہ دو رکعتوں میں تخفیف کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے ابواسحاق مجھے بھی آپ سے ایسی ہی توقع تھی پھر حضرت عمرؓ نے ان کے ساتھ ایک آدمی یا کئی آدمیوں کو کر دیا جو کہ کوفہ والوں سے خود تحقیق کریں۔ انہوں نے وہاں جا کر تحقیق کی اور ہر مسجد میں جا جا کر نمازیوں سے ان کے بارے میں سوالات کئے سب نے ان کی نیکی کی تعریف ہی کی۔ یہاں تک کہ وہ تحقیقاتی وفدِ محلہ بنی عیس میں پہنچا تو وہاں ایک شخص اسامہ بن قتادہ جس کی کنیت ابوسعہ تھی۔ وہ بلا جب آپ نے پوچھا ہی ہے تو سنیے: حضرت سعد نہ تو کسی فوج کے ساتھ جاتے تھے اور نہ انصاف سے مال برابر تقسیم کرتے تھے اور مقدمات میں انصاف بھی نہیں کرتے تھے۔ یہ جھوٹے الزامات سن کر حضرت سعد

ﷺ نے غصہ میں فرمایا اچھا تو میں بھی اب تین بددعائیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر یہ تیرا بندہ جھوٹا ہے اور اس وقت میرے خلاف صرف دکھانے، سنانے، شہرت کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر دے، یعنی اس کی عمر بڑھا دے اسے فتنوں میں پھنسا دے

پھر اس کا یہ حال ہوا کہ وہ کہتا پھرتا تھا میں ایک بوڑھا آدمی ہوں مصیبت اور فتنوں میں پھنس گیا ہوں۔ مجھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگ گئی ہے۔ عبدالملک بن عمیر راوی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مدتوں بعد میں نے اسے دیکھا کہ اس کے دونوں ابرو آنکھوں پر آ پڑے تھے اور وہ راستہ چلتی لڑکیوں کے سامنے آتا، انہیں گھورتا، اور انہیں آنکھیں مارتا تھا۔

سوا تیرے یا رب میرا کون ہے	گنہگار مجھ سا تیرا کون ہے
تو مالک ہے معبود کون و مکان	اطاعت میں تیری ہیں دونوں جہاں
سوا تیرے میں عرض کس سے کروں	میں بندہ تیرا اک گنہگار ہوں
نہ در در پھرانا مجھے اے خدا	حق رسول اور آلِ عبا
اگر عمر بھر اُن کی لکھوں میں شاں	قلم نے میرے پائی کب یہ دُباں
لقب جن کو بخشا ہے تو نے سدا	شفیع الوریٰ احمد مجتبیٰ
طفیل محمد (ﷺ) بہ روز جزا	گنہ بخشو میرے رب العلاء
تو بندوں پہ کرتا ہے بخشش عام	تیرا بخششوں کا ہے ہر وقت کام
مباردا جو ناراض ہو تو ذرا	کہاں ہم گنہگاروں کا پھر نہتا
جو بحر مصیبت میں ہیں غوطہ زن	لگا دے کنارے میرے ذوالمنن
تیرے فضل کا ہوں میں اُمید وار	میرا خیر سے کر ٹو انجام کار
مجھے ہے بھروسہ تری ذات کا	کوئی میرا حامی نہیں تجھ سوا
مرے واسطے کر تو وہ بہتری	کہ جس میں ہو تیری رضا و خوشی

دعا کا ایک اہم ادب

دعا کا اٹھا میں وہ ہے جس کو قرطبی ج ۲ ص ۳۱۱ پہ ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

و من شرط الداعی ان یکون عالماً بان لا قادر علی حاجته الا اللہ . وان الوسائط فی قبضته
ومستخرۃ بتسرخیہ

اور دعا کرنے والے کے حق میں ایک شرط یہ ہے کہ وہ اس بات کا پختہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اس کی مراد پوری کرنے پر بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی قدرت نہیں رکھتا اور تمام وسائل و اسباب اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور اس کے حکم کے تابع ہیں۔
قلب انسان کا کمال یہ ہے کہ اس میں خالق کی معرفت اور توحید راسخ ہو اور یہ پختہ عقیدہ ہو کہ عرش سے لے کر فرش تک کی

حکومت اور تدبیر اس واحد مالک کے قبضہ میں ہے ریگ کا ذرہ، درخت کا پتہ، نوری، خاکی، حیوان بے جان سب پر اسی کا حکم جاری ہے اور ہر شے اس کے جلال کے سامنے سرگندہ اور فرمانبردار ہے غرضیکہ اس ذات پاک کو ہر طرح کی قدرت ہے ہر درہم کے لیے اس کے پاس سب کچھ ہے اس کے خزانے معمور ہیں اور رحمت، جود، عطا، احسان انعام اس کی خاص صفات ہیں کوئی شے کراٹنا خوش نہیں ہوتا جتنا وہ دے کر خوش ہوتا ہے اور اس کے آستانہ عالیہ کے ماسوا اور کوئی در نہیں اور اس جیسا کوئی رحیم و کریم نہیں پھر ایسے داتا کو چھوڑ کر ہاتھ کسی اور کے آگے پھیلا نا، اور ایسے توانا کو چھوڑ کر مدد کسی اور (طاغوت و شیاطین و معبودانِ باطلہ) سے مانگنا سنا ہے نہیں تو اور کیا ہے؟

وہ خالق اسباب و مسببات ہے تمام اسباب و وسائل اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں وہ اسباب کی پابندی رکھتا ہے اسباب اس کے تابع فرمان و محکوم ہیں۔

مگر انسان فطرۃً اتنا کمزور ہے کہ سوالِ ذلت اٹھائے بغیر اس کا پیٹ ہی نہیں بھرتا۔ وہ ایک محتاج مخلوق (دنیا را دروں) کے سامنے ہاتھ پھیلائے بغیر باز نہیں آتا، اور ذرا سی مشکل میں جب کبھی مدد کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو اس کی نظریں اسباب ہی کی طرف اٹھتی ہیں اور خالق اسباب کو بھول جاتا ہے۔

رضا جوئی تیری ہی منظور ہے	تو معبود خالق وغیر ہے
نہ کر تو مجھے قرض دار اے خدا	طفیل نبی آلِ خیر النساء
بھلا میں کہوں کس سے تیرے سوا	تو مالک ہے میرا میں بندہ ترا
دم نزع تکلیف مجھ کو نہ ہو	کروں دہنا اُس دم ترے نام کو
لحد میں میرا جب ہو آخر گزر	مددگار ہوں میرے خیر البشر
جب آئیں مرے پاس منکر نکیر	ترا رحم ہووے مرا دیکھیر
کہوں صاف اُس دم بہ فرط خوشی	کہ ہوں بندہ حق غلام نبی
گناہ میرے میزاں میں ہوں وزن جب	کرم کرنا اُس وقت اے میرے رب
الہی! بحق جناب رسول	مناجات یہ میری ہووے قبول

اک ذات ہے تیری لا فانی دے اپنی محبت یا اللہ

حدیث شریف میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا کرو۔ وہ تمہارا نگہبان رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو تو اس کو اس طرح پاؤ گے جیسے وہ تمہارے سامنے موجود ہے جب مانگو تو خدا ہی سے مانگو اور جب مدد طلب کرو تو اسی سے طلب کرو۔ یاد رہے: اولیاء و انبیاء کی مدد درحقیقت خدا ہی کی مدد ہے۔

اور اس کا یقین رکھنا کہ اگر سارے لوگ مل کر بھی تم کو کچھ نفع پہنچانا چاہیں تو بس اتنا ہی پہنچا سکتے ہیں جتنا کہ وہ تمہاری تقدیر میں

پہلے سے لکھا جا چکا ہے۔ اگر بنی مخلوق اس مقصد کے لیے جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ ضرر (جانی، مالی) پہنچائے تو اس کے سوا تجھے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا۔ ہر فرمایا کہ تقدیر کا قلم سب کچھ لکھ لکھا کر کاغذ سے اٹھا لیا گیا ہے اور تقدیر کے کاغذات کی سبھی خشک ہو چکا ہے۔ (ذی الحجہ)

لازم ہے فنا جب رہے، پھر اس سے ہو۔ یا اللہ قربان ہوں تجھ پر جان و دل با شوق و ارادت یا اللہ عصیاں پہ مجھے اپنے بندہ ہوتی ہے۔ یا اللہ ہے راہ جو سیدھی ایمان کی، تو اپنے کرم سے دکھا دے۔ حائل ہیں جو پردے غفلت کے، اٹھ جائیں دلوں سے لوگوں کے تو چاہے اگر تو ہستی میں مجبور نہ ہوں مقبور نہ ہوں ہے صدر حزیں کی دل سے دعاء، ارباب وفا کی آس بندھا

اک ذات ہے تیری لا فانی، دے اپنی محبت یا اللہ توفیق سے تیری رہ جائے، ایمان سلامت یا اللہ سے شان مگر یہ بخشش کی، ہوں ہے جو رحمت یا اللہ آسان ہو منزل عرفاں کی، کر ہم پہ عنایت یا اللہ روشن ہو تجلی ہی تیری، ہر چشم بصیرت یا اللہ پائیں نہ کسی سے عالم میں، ہم کوئی اذیت یا اللہ بھٹکے ہوئے جیتنے رہو ہیں، دے اُن کو ہدایت یا اللہ

(صدر الدین صدر)

اسباب ضروری سہی مگر موثر حقیقی ذات باری ہے

یہ عالم اسباب ہے اور تمام کتب سماویہ سے بڑھ کر قرآن کریم نے اسباب کا اثبات کیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے نظام عالم میں سلسلہ اسباب کے ساتھ مسببات کو مربوط فرمایا ہوا ہے۔ اسباب میں تاثیر اور اشیاء میں طبعی خواص کا انکار کرنا آیات و احادیث کے ظاہری الفاظ کے قطعاً خلاف ہے۔ لیکن موثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہے اور سبب کی اپنے مسبب میں تاثیر بھی اسی کی قدرت اور مشیت سے ہے اگر وہ چاہے تو سبب کی تاثیر باطل بھی کر سکتا ہے جیسا کہ اپنے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں آتش نمرود کی تاثیر باطل فرمادی اور اگر چاہے تو اسباب کی تاثیر کے لیے مانع ہو جائے لہذا موثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو ہی سمجھتے ہوئے اسباب سے کام لینا عین مطلوب شریعت ہے۔

چنانچہ صدیقہ الندیہ ص ۲۳۷ ج ۱ میں شیخ عبدالنبی نابلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فانه جرت عادته تعالى على ربط المسببات بالاسباب ربطاً عادياً بحيث يصح تارة ويتخلف

اخرى من غير لزوم عقلي . فالتشبيث بالاسباب على هذا الاعتقاد لا يناقض هذا التوكل

(هكذا في الوسيله الاحمدية شرح الطريقة المحمدية ص ۲۶۷ ج ۱)

اسباب عالم میں یہ سنت الہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسببات کو اسباب کے ساتھ مربوط فرما رکھا ہے اور اسباب و مسببات کے درمیان باہمی ربط عادی ہے کبھی متحقق ہوتا ہے یعنی اسباب کی مزاولت سے حصول مقاصد ہو جاتا ہے اور کبھی مختلف اور اسباب و مسببات کے درمیان لزوم عقلی نہیں (کہ تخلف نہ ہو سکے) پس اس عقیدہ کے ساتھ (کہ موثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے) اسباب کی مزاولت توکل کے منافی نہیں۔ اور علامہ محمد احمد العدوی اپنی کتاب دعوة الرسل الی اللہ ص ۱۶۵ پر رقمطراز ہیں۔

فمن يترك العمل بالاسباب فهو جاهل مغرور . لا متوكل منصور ولا ما جور فقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لمن ساء ابتراك ناقته ساءت عليه الله تعالى (اعقلها وتوكل)

(رواه الترمذی)

تارک اسباب جاہل فریب خوردہ ہے اور نہ ہی وہ تضرع نہ کرے اور نہ ہی وہ اجر یافتہ ہے۔ کسی شخص نے حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا میں اونٹنی کو گھولا چھوڑ کر توکل کروں یا باندھ کر توکل کروں تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ باندھ دو پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔

وقال تعالى لرسوله بعد ان امره بمشاوره اصحابه في عورة احد (فاذا عزمت فتوكل على الله . ان الله يحب المتوكلين) وإنما يكون العزم بعد الاخذ في الاسباب ”اور جناب باری سبحانہ و تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بغیر مذاہمہ کے بارے میں اپنے صحابہ کرام سے مشورہ کرنے کے بعد فرمایا جب آپ کسی بات کا عزم کر لیں تو اسے گزر رہے اور اللہ پر بھروسہ کیجئے اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور کسی کام کا عزم اسباب مہیا کرنے کے بعد ہی ہونا ہے۔“

کہوں کیا خدا سے میں کیا مانگتا ہوں ہوں رحمت کا اب، دعا مانگتا ہوں
نہیں آپچھ میں اس کے سوا مانگتا ہوں خدا سے دلائے خدا مانگتا ہوں
محمد (ﷺ) کے در پر قضا مانگتا ہوں

مجھے عشق اپنا عطا کر مجھے رحمت الفت مصطفیٰ کر
عطا حب اصحاب خیر الوری کر تجھے سرفروشن کا بندہ عطا کر
ثبات شہ کر بلا مانگتا ہوں

خیال غلامی دلوں سے مٹا دے مسلمان کو اسلاف کا ولولہ دے
ہر اک نوجواں کو مجاہد بنا دے مرے قلب میں زور شیر خدا دے
میں فاروق سا حوصلہ مانگتا ہوں

اسباب کو اختیار کرے اور نتائج خدا کے حوالے کرے

اسی کتاب کے ص ۱۳۹ پر علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ اسباب کو اختیار کرے اور نتائج کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دے اور قرآن مجید کی متعدد آیات میں انسان کو اپنی عملی قوتیں کام میں لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً

فامشوا فی منا کبھا وکلوا امن رزقہ

تم اس کے اطراف و جوانب میں چلو پھرو اور خدا کی دی ہوئی روزی سے کھاؤ۔

یا ایہا الذین امنوا اخذوا حذرکم

اے ایمان والو! اپنے بچاؤ کا سامان لے لو۔

و اعدوا لہم ما استطعتم

اور اے مسلمانوں تم سے جس قدر ہو سکے کافروں کے مقابلے کے لیے تیاری کرتے رہو۔

آدمی کا اسباب ترک کر کے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جانا توکل نہیں بلکہ تقطع کہلاتا ہے اور نظام عالم میں یہ سنت اللہ کی خلاف ورزی ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی بھوکا سامنے رکھے ہوئے کھانے کو منہ میں نہ ڈالے اور یہ سوچے کہ یہ خود بخود حلق میں چلا جائے گا تو اس شخص کا یہ خیال حماقت اور سفاہت سے تعبیر کیا جائے گا بہر حال توکل عمل کے منافی نہیں ہے توکل کا تعلق قلب سے ہے اور عمل کا اعضاء و جوارح سے اور دونوں اپنی اپنی جگہ ضروری ہیں۔

ہو پھر کاش تنظیم قوم مسلمان بنے ہر رضا کار پھر مرد میدان

میں یا رب ہوں یوں ملت حق پہ قرباں کروں نذر دیں مال میں مثل عثمان

وہ دولت وہ دست سخا مانگتا ہوں

ہوں مشاق شہر نبی یا خدا میں کبھی ہوں نہ طیبہ سے دم بھر جدا میں

مدینہ کا شیدا ہوں خیر الوریٰ میں مدینہ بلا لو کہ یا مصطفیٰ میں

مدینہ کی آب و ہوا مانگتا ہوں

ہوں آزاد یا رب مضائب سے مسلم کہاں تک سبے جائیں جور و مظالم

جہاں سے مٹا جلد دور جرائم خدا سے شب و روز غربت میں ہاتھم

رہیں شاد مسلم دعا مانگتا ہوں

ہاتھم بدایوبی

ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

المستطرف فی کل فن مستطرف ص ۶۳ ج ۲ میں ہے۔

علی المرء ان یسعی ویبدل جہدہ ویقضی الہ الخلق ما کان قاضیاً

آدمی کو لازم ہے کہ سعی کرے اور اپنی پوری طاقت کو صرف کرے اور ہوتا تو وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

تفسیر روح المعانی ص ۸۵ ج ۱۶ میں ہے۔

توکل علی الرحمن فی الامر کلہ ولا ترغب فی المعجز یوماً عن الطلب الم تر ان اللہ قال لمریم

وهزی الیک الجذع بساقلط الرطب فلو شاء ان تجنیه من غیر ہزہ جنتہ ولكن کل شیء لہ سبب

اپنے تمام امور میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور کسی بخت بھی سعی کرنے میں اپنے عجز کا مظاہرہ نہ کر کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ

تعالیٰ نے بی بی مریم سے فرمایا کہ کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی پس! اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اُن کو درخت ہلائے بغیر بھی پھل مل جاتا مگر ہر چیز کے لیے ایک سبب ہوتا ہے۔

یعنی نوشتہ تقدیر پر بھروسہ کر کے اسباب کو نظر انداز کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ رحمت القدوس ترجمہ بھیجے النفوس شرح بخاری ص ۳۸۲ ج ۲ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ آپ (لوگ) تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ ہی رزق دیتا ہے اور وہی رزق کو بند کرتا ہے پھر آپ کی اس تدبیر اور محنت سے کیا فائدہ؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں بات تو وہی ہے جو لوگ کہتے ہیں یہ فرما کر پھر کام میں مشغول ہو گئے مطلب یہ تھا کہ ہماری تدبیر اور عمل کے بعد بھی وہی ملے گا جو مقدر میں ہے مگر جب تک تدبیر سے نفع کی امید ہو تدبیر کرنا چاہیے کیونکہ عادت اللہ کی یہی ہے کہ اسباب اور تدبیر کے پردہ میں تقدیر کو ظاہر کیا جاتا ہے۔

اور نوشتہ تقدیر کو آزمانے کے لیے مہالک کی طرف کود پڑنے کی بھی اجازت نہیں۔ رحمت القدوس ص ۳۸۲ ج ۲ میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے تھے کہ شیطان ملعون آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا اے عیسیٰ تہ ہاں اقول یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے وہی سا۔ منے آتا ہے تقدیر کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا تو اپنے آپ کو اس پہاڑ کی چوٹی سے گراؤ جو مقدر میں ہو گا وہی سامنے آئے گا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آقا کہتے ہیں مولیٰ کے استعجاب کا حق ہے مگر نام کو آقا کے امتحان کا حق نہیں۔

ہر دل کو غم احمد مختار عطا کر
ہم کو بھی وہی سایہ دیوار عطا کر
انسان کی عظمت کے طلبکار عطا کر
حکام ہمیں حق کے پرستار عطا کر
اس بخل کو قربانی و ایثار عطا کر
اس دشت کو شادابی گلزار عطا کر
مردانِ جنوں مند خرد کار عطا کر
فولاد بکے جس سے وہ تلواری عطا کر
دہقان کو پیراہن زر کار عطا کر
یہ تھلے ہوئے پھول ہیں مہکار عطا کر
کچھ اہل دول صاحب ایثار عطا کر
کس منہ سے کہوں دولت دیدار عطا کر

یارب یہ ہمیں دولت بیدار عطا کر
جس سائے پہ جھکتی ہیں فرشتوں کی جبینیں
باغات و محلات کے طالب تو ہزاروں
ہم حق کے پرستار ہیں دنیا کو خبر ہے
دولت کے پرستار ہیں خود پرور و خود میں
کانٹوں کو کہاں تک کوئی تلووں کا لہو دے
در پیش ہے ناموس محمد ﷺ کی حفاظت
شق جس سے ہو کو ہمار کا سینہ وہ نظر دے
مزدور کو محنت کے پسینے کا صلہ دے
پسماندہ و پامال غریبوں کو سکون بخش
کچھ اہل جنوں صاحب کردار ہیں درکار
میں دوزخ و جنت کے لیے ننگ ہوں دانش

اسباب کی اقسام اور ان کے احکام

اس سلسلہ میں طریقہ محمدیہ کی عبارت اور اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

اعلم ان الاسباب المزیلة للضرر تنقسم الى مقطوع به كالماء المزیل لضرر العطش والخبز المزیل لضرر الجوع والی مظنون كالقصد والحجامة وشرب المسهل وسائر اسباب الطب اعنى معالجة البرودة بالحرارة والحرارة بالبرودة وهى اسباب الظاهرة فى الطب والی موهوم كالكى والرقية. اما المقطوع فليس تركه من التوكل بل تركه حرام عند خوف الموت واما الموهوم فشرط التوكل تركه.

و اما الدرجة المتوسطة وهى المظنونة كالمداومة الاسباب الظاهرة عند الاطباء ففعله ليس منا قسنا بالتوكل بخلاف الموهوم وتركه ليس محذورا بخلاف المقطوع به. بل قد يكون الفضل من فعله فى بعض الاحوال وفى حق بعض الاشخاص فهو على درجه بين الدرجتين

(طریقہ محمدیہ ج ۱)

خلاصہ کلام

میں یہ نہیں کہتا کہ دعا کچھ نہیں کرتی کہتا ہوں کہ بے حکم خدا کچھ نہیں کرتی

(اکبرالہ آبادی)

دنیوی اسباب کو جن کے ذریعے دنیا کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اب وہ فائدہ یا تو حلال ہے یا حرام۔ اگر حرام ہے تو ان اسباب کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ فائدہ حلال ہے تو ان اسباب سے وہ فائدہ تین طریقوں پر حاصل ہو سکتا ہے یعنی اسباب کی تین قسمیں ہیں۔ قطعی۔ ظنی۔ وہمی۔

(۱) یعنی ان اسباب کے استعمال کرنے پر نتیجہ کا ترتب تجربہ سے یقینی ہوتا ہے۔ جیسے کھانے کے بعد سیری اور پینے کے بعد دفع تشنگی وغیرہ تو ایسے تجربہ سے ثابت شدہ قطعی اسباب کو ترک کرنا جائز نہیں پس اگر کوئی شخص سامان خورد و نوش مہیا ہونے کے باوجود بھوک اور پیاس سے تڑپ کر جان دے دے تو وہ گنہگار ہوگا۔

(۲) یعنی وہ اسباب جن سے فائدہ حاصل ہونا ظنی ہوتا ہے عام طور پر وہ اسباب پر ہی مرتب ہوتا ہے۔ مگر بعض اوقات تخلف بھی ہو جاتا ہے جیسے امراض دموئیہ میں قصد اور پچھنے لگوانا اور امراض بلغمیہ میں منفع و مسهل کا استعمال کرنا۔ غرضیکہ حار امراض میں بارد اور بارد امراض میں حار ادویہ۔ یعنی ہر مرض کے مناسب ادویہ استعمال کرنا جو کتب طب میں مسطور ہیں یہ ازالہ مرض اور شفاء کے لیے ظاہری اسباب ہیں جو اسباب ظنی کہلانے میں علاج معالجہ سے اکثر و بیشتر مذاق اطباء کی تجویز سے شفاء حاصل ہو جاتی ہے اور کبھی مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کا بھی مظاہرہ ہو جاتا ہے تو ان اسباب ظنیہ کا حکم یہ ہے کہ ضعیف النفس اور کمزور اعتقاد والے کو ان اسباب کا چھوڑنا جائز نہیں۔ ہاں قوی النفس اور مضبوط اعتقاد والے کے لیے ان

اسباب کا چھوڑنا جائز بلکہ محمود ہے۔

(۳) یعنی وہ اسباب جن سے فائدہ حاصل ہوتا امر مومنا ہوتا ہے۔ یعنی اکثر و بیشتر تو فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔ مگر بعض اوقات وقوع بھی ہو جاتا ہے تو ان اسباب وہمہ کا حکم یہ ہے کہ ان کا ترک کرنا ہر حال میں محمود و پسندیدہ و مستحسن ہے۔ پوری تفصیل کے لیے حدیقۃ الندیہ و بریقۃ محمودیہ ص ۲۶۷ تا ۲۷۲ ج ۲ ملاحظہ فرمائی جائیں۔

یا الہی! دو جہاں میں مصطفیٰ کا ساتھ ہو دین و دنیا میں حبیب کبریا کا ساتھ ہو
ظاہر و باطن ہے جس کا نام نامی اے خدا اولین و آخرین کے پیشوا کا ساتھ ہو
سب سے اول جن کے نور پاک کو پیدا کیا اُس مہ بُرج رسالت با صفا کا ساتھ ہو
بھول جائیں قبر کی وحشت کو جن کی دید سے اُس روف درحیم محبوب خدا کا ساتھ ہو
وزن نزع وقت مرگ و وقت وحشت قبر میں اُس شافع رز جزا کا ساتھ ہو
یا الہی! جب عمل تلے لگیں میزان میں محشر شہ ہر دو سرا کا ساتھ ہو
رب سلم کی ندا جب انبیاء سے ہو بلند پیشوائے مرسلین و انبیاء کا ساتھ ہو
سارا عالم ظلمت و بدعت سے ہے تاریک و تنگ نور سنت ساتھ ہو نور الہدیٰ کا ساتھ ہو
رہزنی پر آئے جب شیطان وقت جاں کنی ہادی برحق احمد مجتبیٰ کا ساتھ ہو
دیو کے بندوں کے شر سے اے خدا ہم کو بچا نجدیوں کے شر سے آگاہ رہنما کا ساتھ ہو
قبر کی ظلمت سے جب دل تنگ ہو دیدار کا شمع نور کبریا بدر الدجے کا ساتھ ہو

(سید دیدار علی شاہ اورنگ)

سب سے بڑا سبب خود دعا ہے

یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے بلکہ عمل اور محنت کا حکم دیا ہے۔ اس جہاں میں اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اسباب اور ذرائع مہیا کر دیئے۔ حکم فرمایا مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اسباب میں تاثیر اور قوت پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لیے اسباب پر اتنا بھروسہ نہ کرو کہ خالق و مالک و بھول باؤ بلکہ اسے کو اختیار کرتے وقت بھی اسے اور بھروسہ اللہ تعالیٰ ہی ذات پر رکھو۔ قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ ہی نے اس خطرناک عالمگیر طوفان سے بچنے کے لیے کشتی بنانے کا نغم دیا۔ اس کا طے بقہ بتایا لیکن ساتھ ہی یہ حکم بھی فرمایا کہ جب کشتی پر سوار ہوتے ہو تو ہر دھمکے پر رکھتے ہوئے یہ دعا مانگو: بسم اللہ معربھا و مردھا ان ربی لشکور رحیم (مورد ۴)

اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا تحفۃ میرا رب بخشے والا مہربان ہے۔

اور اگر کسی وقت اسباب نہ بھی ہوں تب بھی خالق اسباب پر بھروسہ رکھو۔ قرآن مجید میں موجود ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ اس وقت کی جابر نوم (فرزنیوں) سے تھا جو سلطنت مصر کے بادشاہ اور سارے دنیاوی اسباب سے بہرہ ور تھے مگر موسیٰ علیہ

السلام نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا کہ تم اپنے مالک کے سامنے دستِ سوال پھیلاتے رہے ہو۔ یہی تمہارا سب سے بڑا ذریعہ اور سبب ہے۔ ارشادِ قرآنی ہے۔

فقال موسى يقوم ان كنتم امنتم بالله فعليه توكلوا ان كنتم مسلمين (یونس آیت ۸۴)
اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے میری قوم اگر تم اللہ پر یقین لائے ہو تو اسی پر بھروسہ رکھو اگر تم حکم بردار ہو۔
چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہوئے یہ درخواست کی۔

ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظلمين ونجنا برحمتك من القوم الكافرين .

اے رب نہ آزمائے ہم پر زور اس ظالم قوم کا اور ٹھہرا ہم کو اپنی رحمت سے اس منکر قوم سے

تاریخ گواہ ہے کہ اس بے سروسامان قوم کو فرعون پر فتح ہوئی اور فرعون غرقاب ہوا اس لیے فرمایا

الدعاء سلاح المؤمن دعاء مؤمن کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ (المصدر للحاکم ۱/۲۶۹)

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ امیر سبکتگین (محمود غزنوی کا باپ) خیشاپور میں مقیم تھا۔ ایک دن کسی عالم حدیث سے ایک حدیث سنی

جس کا ترجمہ یہ ہے:-

”پیغمبر ﷺ نے فرمایا: خُدا فرماتا ہے کہ دنیا سے دل نہ لگاؤ تجھے یہاں اس لیے نہیں لایا گیا اور بہشت سے لا پر وہی نہ کر کہ تجھے اس کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ رات کی نماز پابندی سے پڑھ مومنوں کی فتح اسی میں ہے اور مخلوق سے اُمید نہ رکھ کہ اُن کے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں ہے۔ امیر سبکتگین نے یہ حدیث سنی تو اس کو اپنے تمام کاموں کی بنیاد قرار دیا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ فتح کی دُعارات کو مانگتا اور اپنی فتوحات کو اسی کا نتیجہ خیال کرتا۔ اس نے اپنے بیٹے محمود کو بھی اس عالم کے پاس بھیجا کہ وہ محمود کو وہی حدیث سنائیں۔ محمود نے حدیث سنی اور باپ کی طرح اس پر عمل شروع کر دیا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ محمود کا لشکر بلخ کے دروازے پر پڑا تھا اور صبح کو ترکستان کے حکمران سے مقابلہ تھا۔ محمود آدھی رات کو اٹھا اور غسل کے لیے گرم پانی منگوایا مگر نہ ملا۔ اس رات برفباری ہو رہی تھی۔ برفانی ہوا کے طوفان آرہے تھے، اس کے باوجود اس نے ٹھنڈے پانی سے غسل کیا۔ مصلیٰ بچھا کر عبادت کرنے لگا۔ مصاحبوں نے کہا بھی کہ صبح کو معرکہ درپیش ہے آج کی رات تو آپ کو آرام کرنا چاہیے۔ محمود نے کہا میرا کام آج ہی رات کا ہے۔ کل کا کام خدا کا ہے میرا نہیں چنانچہ صبح تک عبادت میں مصروف رہا۔ فجر ہوئی تو اٹھا نماز پڑھی اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ الہی ہم دو فریقوں میں سے جو تیرے بندوں کے حق میں بہتر ثابت ہوا سے فتح عنایت کر۔ یہ دعا مانگ کر گھوڑے پر سوار ہوا اور سیدھا لڑائی کے میدان میں آیا۔ اس روز اس کو جو فتح حاصل ہوئی وہ بہت حیرت انگیز تھی۔

(جوامع الحکایات ولوامع الروایات ماخوذ از سچی کہانیاں یکے از مطبوعات ندوہ ص ۸۰۷)

الہی تجھی سے دعا مانگتے ہیں

عن ابی العباس عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال: ”كنت خلف النبي صلى الله عليه وسلم
يوما فقال: يا غلام اني اعلمك كلمات، احفظ الله يحفظك، احفظ الله تجده تجاهك، اذا سألت

فاسأل الله، وإذا استعنت فاستعن بالله، واعلم أن الأمة لو اجتمعت على أن ينفعوك بشيء لم ينفعوك إلا بشيء قد كتبه الله لك وإن اجتمعوا على أن يضروك بشيء لم يضروك إلا بشيء قد كتبه الله عليك، رفعت الأقلام وجفت الصحف“ رواه الترمذی وقال: حديث حسن صحيح وفي رواية غير الترمذی:

احفظ الله تجده أمامك، وتعرف إلى الله في الرخاء يعرفك في الشدة واعلم أن ما أخطأك لم يكن ليصيبك، وما أصابك لم يكن ليخطئك، واعلم أن النصر مع الصبر، وإن الفرج مع الكرب، وإن مع العسر يسراً.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے لڑکے! میں تجھ کو کچھ باتیں (بطور نصیحت) بتا رہا ہوں کہ تم اللہ عزوجل کے احکام کی حفاظت کرنا اللہ عزوجل تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ تم اللہ عزوجل کی طرف توجہ رکھنا تم اللہ عزوجل کو اپنے سامنے پاؤ گے۔ تم نے جب بھی کچھ مانگنا ہو تو اللہ عزوجل سے مانگنا اور جب بھی تمہیں مدد درکار ہو تو اللہ عزوجل سے مانگنا۔ یہ بات ذہن نشین کر لو کہ ساری دنیا کے لوگ اگر تمہیں کسی چیز کا نفع پہنچانے کے لیے اکٹھے ہو جائیں تو وہ تمہیں اتنا ہی نفع پہنچا سکتے ہیں جو اللہ عزوجل نے تمہارے مقدر میں لکھا ہے اور اگر وہ تمہیں کسی چیز کا نقصان پہنچانے کے لیے اکٹھے ہو جائیں وہ تمہیں اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جو اللہ عزوجل نے تمہارے مقدر میں لکھا ہے، قلم اٹھالئے گئے اور صحیفہ خشک ہو چکے ہیں۔ شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بڑی جامع نصیحتوں سے ہمیں نوازا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ عزوجل کے حقوق کی پاسداری کرنا ہے۔ اس سے مراد اللہ عزوجل نے اپنے بندوں پر کچھ فرائض مقرر کئے ہیں۔ ان کے متعلق اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں برباد نہ کرنا اور کچھ چیزیں کو حرام کیا ہے، ان کا ارتکاب نہ کرنا اور کچھ حد بندیاں ہیں۔ انہیں پھلانگ کر آگے نہ بڑھنا اور بعض چیزوں سے متعلق اس نے سکوت رکھا۔ تم ان کی چھان بین میں نہ پڑنا۔ بس اللہ عزوجل کے حقوق کو پورا کرنا ان میں توحید، حج، زکوٰۃ، نماز، روزہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

(۲) صرف اللہ عزوجل سے مانگنا۔ اس میں فرمایا کہ جب بھی تجھے کسی چیز کی حاجت ہو تو اللہ عزوجل سے مانگو جو سب کا پالنے والا۔

(۳) اللہ عزوجل کے سوا کسی کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا اور اگر پہنچا سکتا ہے تو صرف اتنا کہ جتنا تیرے مقدر میں لکھا جا چکا ہے۔

(۴) ہر حال میں اللہ عزوجل سے ہی مانگا جائے اس کے سوا کسی سے نہ مانگا جائے۔

(۵) نفع و نقصان جو تیرے مقدر میں ہے۔ تجھے ضرور ملے گا۔

(۶) صبر کرو اللہ عزوجل تمہاری مدد کرے گا۔

(۷) ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ اس مفہوم کی ایک اور حدیث ملاحظہ ہو۔

عن ابی عمرو (وقیل ابی عمرو) سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل لی فی الاسلام قولاً لا اسال عنہ احداً غیرک، قال: قل امنت باللہ ثم استقم۔ رواہ مسلم۔

حضرت سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت کوئین ﷺ کی بارگاہ میں میں عرض گزار ہوا: اسلام کے متعلق مجھے کوئی ایسا ارشاد فرمائیے کہ پھر میں آپ کے بعد کسی اور سے سوال نہ کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو میں اللہ عزوجل پر ایمان لایا اور پھر اسی پر مستقیم رہو۔

یہ ایک ایسی نصیحت ہے جو کہ تمام نصیحتوں کی جامع ہے وہ اس طرح کہ اللہ عزوجل پر ایمان لایا اور اس پر ثابت قدم رہا اور ایک حدیث میں ہے کہ ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ توحید کی گواہی نماز کو ٹھیک طریقے سے پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا (مشکوٰۃ شریف) اور اسی پر ثابت قدمی کامیابی کی اصل ہے۔

صرف مباح امور کی دعا مانگی جائے

قرطبی ج ۲ ص ۳۱۱ پہ دعا کا یہ ادب اس طرح بیان فرمایا گیا ہے ومن شرط المدعو فیہ ان یکون من الامور الجائزہ الطلب والفعل شرعاً اور یہ بھی ضروری ہے کہ جائز امور کی دعا مانگی جائے یعنی جو چیز عادتاً مانگی جاتی ہوں اور شرعاً مباح ہوں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ مومن کی دعا اسی وقت قبول ہوتی ہے جب وہ نہ تو گناہ کی کرنی چیر طلب کرے اور نہ رشتہ توڑے یعنی قطع رحم کی دعا کرے اور نہ جلد بازی سے کام لے اور گناہ کی کوئی چیز مانگنے کا مطلب یہ ہے۔

مثل ان یقول اللہم قدرنی عنی قتل فلان وهو مسلم او اللہم ارزقنی الخمر۔ او اللہم اغفر لفلان وهو مات کافراً یقیناً۔ او خلد فلانا المومن فی النار۔ (مرقات ص ۳۵ ج ۵)

مثلاً کوئی شخص یوں دعا مانگے کہ اے اللہ مجھے فلاں شخص کو جو مسلمان ہے قتل کرنے کی طاقت عطا فرما، یا یوں کہے اے اللہ! مجھے شراب عطا کر، یا یوں کہے اے اللہ! فلاں شخص کو بخش دے حالانکہ اس کی موت یقینی طور پر کفر پر واقع ہوئی ہے یا یوں کہے اے اللہ فلاں مومن کو ہمیشہ عذاب جہنم میں مبتلا رکھ۔

اور اسی طرح محال عقلی، عادی، شرعی اور غیر ممکن الوقوع چیزوں کی دعا مانگنا اور پھر ان کی قبولیت کی امید رکھنا بھی انتہائی حماقت اور بے وقوفی کی بات ہے مثلاً کوئی عقل کا اندھا یہ دعا مانگے کہ اے اللہ تو مجھے دنیا ہی میں ہی لت بیداری اپنا دیدار عطا فرما۔ یا یوں کہے اے اللہ مجھے نبوت عطا فرما یا یوں کہے اے اللہ مجھ پر آسمان سے مادہ نازل فرما، یا یوں کہے اے اللہ آسمان نیچے اور زمین اوپر کر دے یا بوڑھا جوان بننے کی دعا کرے۔ (قرطبی ص ۲۲۶ ج ۲، لطاوی ص ۱۳۹ تا ۱۴۳)

اور روح المعانی میں ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃً لا یحب المعتدین سورۃ اعراف آیت ۵۰ کے تحت علامہ آلوسی قدس سرہ رقمطراز ہیں:

هو طلب ما لا یلیق بالداعی کرتبة الانبیاء علیہم السلام والصعود الی السماء وان منه ما ذهب

جمع الیٰ انه کفر کطلب دخول ابلیس و ابی جهل و اضرا بهما الجنة . و طلب نزول الوحی و التنبی و نحو ذلك من المستحیلات لما فیہ من طلب اکذاب اللہ نفسه

(روح المعانی ص ۱۳۹، ۱۴۰ ح ۷)

اور دعا میں حد سے تجاوز کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ ایسی چیز کو طلب کرنا جو دعا کرنے والے کی شان کے لائق نہ ہو۔ مثلاً انبیاء علیہم السلام کے رتبہ کا سوال کرنا یا آسمان کی طرف چڑھنے کی دعا مانگنا اور اسی قبیل سے یہ بھی ہے کہ چیزوں کی دعا مانگنا جو علماء کی جماعت کے نزدیک سراسر کفر ہے مثلاً ابلیس اور ابوجہل اور ان جیسے کفار کے لیے جہنم میں داخل ہونے کی دعا مانگنا اور اپنے نبی بننے اور نزول وحی کی دعا مانگنا جو حالات میں سے ہے نہ کہ ان تمام دعاء مانگنا خود ذات باری کی تکذیب کو مستلزم ہے۔ قطع رحم کی دعا کا مطلب یہ ہے۔

کہ کوئی ناسپاس یوں دعا کرنے لگے کہ اے اللہ! مجھ میں اور میرے والد میں جدائی و تفریق پیدا کر۔

(مرقات ص ۳۵ و ۳۶)

حدیث شریفہ میں آتا ہے کہ رحم قیامت کے دن بارگاہ رب العزت میں عرض کرے گا۔ اے اللہ جس نے دنیا میں مجھ کو پیدا کیا تھا آج تو بھی اسے ملا لے اور جس نے مجھے کاٹا آج تو بھی اسے جدا کر دے (ظفر جلیل شرح حصن)

غالباً اسی بناء پر حضور ﷺ نے اس بارے میں رشتہ منقطع کے اثرات بد سے پناہ چاہی ہے دعا کے الفاظ یہ ہیں:

اللهم انی اسئلك غنی الاهل والموالی واعوذ بك ان بدعوا علی رحم قطعها

(حزب الاعظم ص ۹۹ منزل ششم)

اے اللہ میں تجھ سے اپنے گھر والوں اور اپنے غمخواروں کی مال داری مانگتا ہوں اور تیری پناہ لیتا ہوں، رشتے کی بددعا سے اس کو میں نے کاٹ دیا ہو۔ حدیث کے مفہوم کے مطابق مومن کی ایسی غیر ایمانی دعا مژدہ اجابت نہیں لاسکتی۔

یا الہی! یوم محشر مصطفیٰ کا ساتھ ہو	شافع روز جزا صل علی کا ساتھ ہو
یا الہی! جب کہ ہو درپیش راہ پل ہمیں	عاجزوں کے دستگیر و پیشوا کا ساتھ ہو
یا الہی! ہم سبھوں کا خاتمہ بالخیر ہو	جب چلیں دنیا سے محبوب خدا کا ساتھ ہو
یا الہی! جب نرازو میں تے فرو عمل	اُس مددگار دو عالم رہنما کا ساتھ ہو
یا الہی! مصطفیٰ کے ہیں جو یار و جانشین	یعنی صدیق دو عالم پیشوا کا ساتھ ہو
یا الہی! عدل جن کا خلق میں مشہور ہے	حضرت فاروق اعظم بے ریا کا ساتھ ہو
یا الہی! ہیں جو ذوالنورین داماد نبی	یعنی عثمان غنی ذوالنورین کا ساتھ ہو
یا الہی! حوض کوثر پر بوقت تشنگی!	ساقی کوثر علی المرتضیٰ کا ساتھ ہو
یا الہی! کر عطا رتبہ شہادت کا بھیجے	سید بے کس شہید کربلا کا ساتھ ہو

یا الہی! لے چلیں بسبِ دفن کرنے قبر میں غوثِ پاک پیشوائے اولیاء کا ساتھ ہو
یا الہی! وقت مشکل حافِظِ ناکام کو اپنے پیرو مرشدانِ رہنما کا ساتھ ہو
(قاضی خلیل الدین حسن حافظ علی بھٹی)

آداب دعا کے بارے میں احادیث

مزید چند آداب اختصار کے ساتھ احادیث کی صورت میں ملاحظہ ہوں۔

☆ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا دعا احدکم فليؤمن على دعاء نفسه

(کنز العمال للمفتی، ۳۲۴۹، ۸۲/۲، السنن الكبرى للبيهقي ۳۵۳/۳، فتح الباری للمصطفي ۱۲۱/۱۱)

جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اپنی دعا پر آمین کہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اکثروا الدعاء بالعافية .

دعائے عافیت کی کثرت کیا کرو (کنز العمال للمفتی ۳۲۴۴، ۸۰/۲، اتحاف السادة المتولي بيدي ۱۸۹/۹)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا سنال احدکم فليكثر الدعاء .

جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو کثرت کرے (کیونکہ اپنے رب سے ہی مانگ رہا ہے)۔ (الجامع الصغير للسيوطي ۸۶/۱)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ یہ حدیث سوالِ مسئلہ دونوں میں تکثیر کی طرف ارشاد فرماتی ہے، مسئلہ میں یہ کہ بہت کچھ مانگے، بڑی چیز مانگے کہ آخر رب قدیر سے سوال کرتا ہے اور سوال میں یوں کہ بار بار مانگے، بکثرت مانگے کہ آخر کریم سے مانگ رہا ہے وہ تکثیر سوال سے خوش ہوتا ہے بخلاف ابن آدم کے کہ بار بار مانگنے سے جھنجھلاتا ہے۔

فلله الحمد وحده

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لیكثر من الدعاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعا کی کثرت رکھنا چاہیے۔ (الجامع للترمذی

باب ماجاء ان دعوة المسلم مستجابة ۱۷۴/۲)

☆ عن ام المومنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

: ان اللہ تعالیٰ یحب محلین فی الدعاء .

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ بکثرت

و بار بار دعا (اور دعا میں الحاح) کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (الجامع الصغير للسيوطي ۱۱۶/۱)

وقت کی قدر کرو

کاش کہ فضولیات میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرنے والے دعا کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنے نبی علیہ السلام کے اس فرمان پہ غور کریں۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنہ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ جہاں بات کام کی نہ ہو اسے چھوڑ دے۔ (ابن ماجہ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ کتاب الفتن رقم ۱۷۷۴)

اس حدیث میں حضور فخر بنی آدم ﷺ نے اپنے امتیوں کو ان کاموں اور باتوں سے بچنے کی تاکید فرمائی جن کا کوئی مقصود اور معنی نہ ہو اس لیے تو فرمایا:

(اے مومنو!) تم فحش یعنی گندی گفتگو سے بچو کہ اللہ عز و جل فحش اور قیص کو پسند نہیں کرتا۔ (مستدرک حاکم) اس لیے ہمیں بے معنی باتوں سے بچنا چاہیے اور خاموش رہنا چاہیے کیوں کہ اس کی بڑی فضیلت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ (ترمذی شریف)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لقد بارک اللہ لرجل فی حاجة اکثر الدعاء فیہا اعطاها او منعها

بے شک اللہ تعالیٰ نے برکت دی بندے کی اس حاجت میں جس میں وہ بکثرت دعا کرے خواہ اس کی مانگی ہوئی چیز اسے ملے یا نہ ملے۔ (الصحيح لمسلم باب حدیث جابر القول ۴/۳۱۶، مشکوٰۃ المصابیح للترمذی ۲۲۲۹)

☆ حضرت ابو نعیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اللھم

انی اسئلك القصر الا بیض من یمین الجنة

اے اللہ میں تجھ سے جنت کی دائیں جانب سفید محل (دائیں ہاؤس) مانگتا ہوں۔

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یكون فی هذه الامة قوم یعتدون فی الدعاء والطهور۔

میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ اس امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو دعا اور طہارت میں حد سے تجاوز کریں

گے۔ (جامع الاحادیث ج ۴ ص ۲۸۵)

کھانا پینا، پہننا حرام، دعا کیسے قبول ہو؟

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ تعالیٰ طیب لا یقبل

الا طيبا، وان الله امر المؤمنين بما امر به المرسلين فقال تعالى: يا ايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا وقال تعالى: يا ايها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم ثم ذكر الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمد يديه الى السماء: يا رب، يا رب، ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام، فاني يستجاب له؟ رواه مسلم

اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک ہے اور پاک کو پسند کرتا ہے معلوم ہوا کہ نجس، پلید اور خبیث کو پسند نہیں کرتا ہے اسی وجہ سے ہمیں ان اشیاء سے بچنا چاہیے لیکن آج کے دور میں بھی بعض لوگ اللہ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں ممنوع اشیاء سے نہیں بچتے یہاں تک کہ کوئے جیسی خبیث و فاسق چیز کو حلال کہتے ہیں۔ (تذکرہ الرشید جلد ۱ صفحہ ۱۷۸) حالانکہ اس کی ممانعت حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور فاسق (گندے خبیث) ہیں، سانپ اور عذابِ بقیع (یعنی کوا) (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۲۸۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوا (کون کھا سکتا ہے) کیونکہ یہ فاسق ہے خدا کی قسم یہ پاکیزہ چیزوں سے نہیں ہے۔ (ابن ماجہ شریف) صحابہ ہدایہ نے لکھا کہ اگر مردار کھاتا ہے اور مخلوط چیزیں بھی کھاتا ہے۔ (ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۲۶۲)

اس لیے کوا حلال نہیں حرام ہے مگر پسند اپنی اپنی ہے اور ویسے بھی یہ مثال مشہور ہے کہ ”جنس جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔“ اصل میں بحث چل رہی تھی کہ اللہ عزوجل پاک ہے اور پاک کو پسند کرتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مال حرام سے صدقہ کرنا ناجائز ہے اور جس مال کی حرمت قطعی ہو جیسے سود یا مال غیر اس کے ساتھ صدقہ کرنا کفر ہے ہمارے فقہائے کرام رحمہم اللہ نے یہ لکھا ہے کہ اگر فقیر کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مال حرام ہے اس کے باوجود فقیر اس مال کو لے کر دینے والے کے حق میں دعا کرے تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ (فتاویٰ شامی) اسی طرح بینک سے سود لینا بھی ناجائز ہے اور اس سود کو فقراء پر خرچ کرنا بھی ناجائز ہے اور یہ بات یہ بھی اس حدیث سے ثابت ہوئی کہ حرام مال کھانا دعا کے قبول نہ ہونے کا سبب بھی ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں حرام سے بچنے اور حلال کی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمارے دین میں تو شکوک چیزوں سے بھی بچنے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ حدیث ملاحظہ ہو۔

عن ابی محمد بن الحسن بن علی بن ابی طالب سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وریحانہ رضی اللہ عنہ قال: حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دع ما یریبک الی ما لا یریبک (رواہ الترمذی والسنائی وقال الترمذی: حدیث حسن صحیح)

”میں نے حسن بن علیؒ کو اسے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اس بات کو یاد رکھا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ دے اور جس میں شک نہ ہو اسے سرانجام دے۔“

آپ نے غور فرمایا کہ حضور ﷺ نے شک والی چیزوں سے منع فرمایا اور شک میں ڈالنے والی اشیاء میں وہ چیزیں ہیں کہ جن کو حلال و حرام کے درمیان شمار کیا جاتا ہے کیونکہ یہ وہ اشیاء ہیں کہ جن کے متعلق قرآن و حدیث سے صاف اور صریح الفاظ میں حکم نہیں

ملتا اور قیاس کے ذریعے سے اگر اس کا حکم دیکھیں تو قیاس اس کے جائز ہونے کا بھی فتویٰ دیتا ہے اور دوسرے رخ سے غور کریں تو ممانعت کا پہلو بھی نکلتا ہے اس کے کرنے میں لذت اور مزہ ہو یا دنیاوی نفع ہو تو انسان اس کے کرنے کی طرف جھکتا ہے لیکن جب اپنے دل سے سوال کرتا ہے اور اس کو کرنا چاہتا ہے تو دل مطمئن نہیں ہوتا لہذا ایسے حالات میں اس کام یا عمل کے کرنے سے بچ جانا چاہیے اللہ عزوجل مومن کے دل کو منور کر دیتا ہے اور اگر شک والے کام کو انسان کر لے تو گناہ میں پڑ جانے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ اس بحث کے آخر میں خلاصہ کے طور پر دعا کے آداب لکھے جا رہے ہیں تاکہ جو اتنی زیادہ ورق گردانی نہیں کر سکتا وہ ایک صفحہ پر اجمالی طور پر تمام آداب کا مطالعہ کرے۔ ہر ادب کے شروع میں شارکانشان ہے اور ادب بیان کر کے ساتھ ہی اس کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے ہو سکتا ہے جو آداب بیان ہوئے ہیں ان میں سے کوئی اس عنوان کے تحت درج نہ کیا جاسکا ہو یا کوئی ایسا ادب اس جگہ بیان ہو گیا ہو جو ماقبل میں نہ بیان ہو سکا ہو اس سے آداب دعا کی کثرت کا پتہ چلتا ہے۔

ترا نام نامی ہے حرز جاں تیری شان جل جلالہ
تو علیم ہے، تو حکیم ہے، تو رؤف ہے، تو رحیم ہے
ترے نور ہی کا ظہور ہے، جو قریب ہے یا وہ دور ہے
ہیں تجھی سے ارض و سماء ملک، ہے تیری زمیں، ہے ترا فلک
تو وہ بے نشان ہے کہ بانشان ہوئے تجھ سے جتنے تھے بے نشان
تیرے بندے ہیں سبھی انبیاء، ترے بندے ہیں سبھی اولیاء
تو نے جس کو چاہا نبی کیا، کیا اُن میں آخر انبیاء
پس مرگ یا کہ حیات میں، جو مدد کسی کی کوئی کرے
ترا بندہ دیدار علی جو ظلوم ہے، جو جہول ہے
تو ہے بے نشان، تو ہے بانشان تیری شان جل جلالہ
تو ہے خالق ہر ایک انس و جاں تیری شان جل جلالہ
ترے نور ہی سے ہیں دو جہاں تری شان جل جلالہ
ہیں تجھی سے دونوں جہاں عیاں، تیری شان جل جلالہ
ہے تو ہی عیاں، ہے تو ہی نہاں، تیری شان جل جلالہ
تو ہے سب کا حافظ و نگہبان، تری شان جل جلالہ
جنہیں بھیجا خاتم مرسلان تیری شان جل جلالہ
ہے سبھی سے جلوہ ترا عیاں، تیری شان جل جلالہ
ترے لطف کا ہے یہ ”مدح“ خواں تری شان جل جلالہ
(حضرت مولانا سید ویدار علی شاہ الہوری رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور)

آداب دعا کا خلاصہ

(☆) دُعا با وضو کرنا (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۳)، (☆) اسم اعظم کے وسیلہ سے دُعاء کرنا (شرح السنہ جلد ۳ ص ۷۸، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۸۵)، (☆) دُعاء سے پہلے ذکر الہی اور درود شریف پڑھنا (ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۵، نسائی جلد ۱ ص ۱۸۹، جلاء الاہام ص ۶۹، شرح السنہ جلد ۲ ص ۲۷۹)، (☆) دُعاء سے پہلے اللھم یا اللھم ربنا کہنا (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۵، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۰۱)، (☆) دُعاء سے پہلے ربنا کہنا (الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۸۸، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۱۵۹)، (☆) دُعاء میں تکلف کرنا منع ہے (ابن ماجہ ص ۲۸۳، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۳۸۰)، (☆) رزق حلال کھانا (الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۳۵، مسلم جلد ۱ ص ۲۲۶)، (☆) رو بہ قبلہ ہو کر دُعاء کرنا (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۹)، (☆) لوگوں کی طرف منہ کر کے دُعاء کرنا (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۹، ابن ماجہ ص ۹۱)، (☆) یقین قبولیت اور حضور قلب سے دُعاء کرنا (الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۹۲، مشکوٰۃ ص ۱۹۵)، (☆) دُعاء کے وقت عزم بالجزم ہونا (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۸، مسلم جلد ۲ ص ۳۹۲)، (☆) دُعاء کرنے میں جلد بازی نہ کرنا

(بخاری جلد ۲ ص ۹۳۸، مسلم جلد ۲ ص ۳۵۲، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۲، ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۶، ابن ماجہ ص ۲۸۲)، (☆) بزرگوں سے دُعا سیکھنا (ترمذی حدیث نمبر ۳۴۹۳، ابوداؤد حدیث نمبر ۹۸۰، مسند احمد جلد ۱ ص ۳۳۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۸۴۰)، (☆) بزرگوں سے دُعا کروانا (ترمذی حدیث نمبر ۲۸۲۹، مسلم جلد ۲ ص ۲۹۸، بخاری جلد ۱ ص ۲۶۶)، (☆) نیک لوگوں سے دُعا کروانا (مسلم جلد ۱ ص ۳۱۱)، (☆) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دُعا کروائی (مسلم جلد ۲ ص ۳۱۱، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۴۵۶)، (☆) دُعا اپنی ذات سے شروع کرنا (ابن ماجہ ص ۲۸۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۳۳)، (☆) کبھی کبھی چھوٹوں سے اپنے لیے دُعا کروانا (ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۷، ابن ماجہ ص ۲۱۳)، (☆) کسی کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دُعا کرنا (مسلم جلد ۲ ص ۳۵۲، ابن ماجہ ص ۲۱۳، ترمذی جلد ۲ ص ۱۹۵، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۹۵، مشکوٰۃ ص ۱۹۵)، (☆) ایسی دُعا کرنا جو اللہ (جل جلالہ) کے محبوب بندوں نے کی ہو (ترمذی حدیث نمبر ۳۵۰۵، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۷۰)، (☆) اپنے، اپنی اولاد اور مال کے لیے بددعا نہ کرنا (مسلم جلد ۲ ص ۴۱۶، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۵۳۲)، (☆) عذاب کے لیے دُعا نہ کرنا (مسند احمد جلد ۳ ص ۱۰۷، مسلم جلد ۲ ص ۳۳۳)، (☆) دُعا میں عافیت مانگنا (ترمذی حدیث نمبر ۲۵۲۸)، (☆) دوسروں کی عدم موجودگی میں نام لے کر دُعا کرنا (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۷)، (☆) خوش حالی میں دُعا کرنا (ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۵)، (☆) جامع دُعا کرنا (ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۱۵)، (☆) قطع رحمی کی دعا نہ کرنا (ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۵)، (☆) درمیانی آواز سے دُعا کرنا (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۶، مسلم جلد ۲ ص ۳۳۶، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۲۰)، (☆) دُعا میں گڑگڑانا (تضرع الاعراف: ۲۵)، (☆) تین بار دُعا اور استغفار کرنا (ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۲۰)، (☆) دُعا میں جمع قافیے سے پرہیز کرنا (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۸، ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۹، مسلم حدیث نمبر ۲۰۸۸)، (☆) جذبہ معافی اور درگزر رکھنا (النور: ۲۲)، (☆) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا (آل عمران: ۱۱)، (☆) دُعا میں ہاتھ اٹھانا (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۹۷۶، مسلم جلد ۲ ص ۳۰۷، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۶، ابن ماجہ ص ۲۸۲)، (☆) ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں (ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۶)، (☆) دونوں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں (ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۶)، (☆) دُعا کرنے کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا (ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۶، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۶، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۲۱)، (☆) آمین کہنا (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۷، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۸)، (☆) مجلس سے اٹھتے ہوئے دوستوں کے لیے دُعا کرنا (مشکوٰۃ ص ۲۱۹، ترمذی حدیث نمبر ۳۵۰۲)، (☆) وصال شدہ کے لیے ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنا (آداب دعا ص ۱۰۱)، (☆) دُعا کے وقت بے کسی و بے قرار کا اظہار کرنے (النمل: ۴)۔

جن لوگوں کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں

(☆) روزہ دار کی افطاری کے وقت، (☆) عدل و انصاف کرنے والے امام و حاکم کی دعا، (☆) مظلوم کی دُعا، (☆) والدین کی دُعا، (☆) مسافر کی دُعا، (☆) حاجی کی دُعا، (☆) مجاہد کی دُعا، (☆) بیمار کی دُعا، (☆) دُعا کے لیے اچھی جگہ اور مقام اولیاء کا ہونا (آل عمران: ۳۸)، (☆) دُعا میں نیک اعمال کو وسیلہ بنانا (بخاری جلد ۲ ص ۸۸۳، جلد ۱ ص ۳۱۳، ۳۹۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۱۶)، (☆) دُعا میں نبی کریم ﷺ کا وسیلہ لینا (ابن ماجہ ص ۱۰۰، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۸، "۳ سندیں") رسول اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ ﷺ کے مبارک وسیلہ سے دُعا نہیں ہوتی تھیں (دلائل النعمۃ جلد ۵ ص ۲۸۹-۱۱، البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۸۱، جلد ۲ ص ۳۲۲)، (☆) نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے آپ ﷺ کے وسیلہ سے دُعا (مواہب الرحمن جلد ۱ ص ۲۸۱) و کسانوا من

قبل یستفتحون علی الذین کفروا (البقرة: ۸۹) (تفسیر النبی جلد ۱ ص ۶۷، تفسیر البیضاوی جلد ۱ ص ۷۵، تفسیر ابوسعود جلد ۱ ص ۱۶۳، فتح القدیر جلد ۱ ص ۱۳۵)، (☆) رسول کریم ﷺ کے چہرہ انور کے وسیلہ سے دُعاء (بخاری جلد ۱ ص ۱۷۳، تفسیر الباری جلد ۲ ص ۸۴)، (☆) اولیاء اور صلحائے اُمت کے وسیلہ سے دُعاء کرنا (بخاری جلد ۱ ص ۱۳۷)، (☆) وسیلے سے دُعاء کرنے والے کے لیے ستر ہزار ملائکہ بخشش کی دُعاء کرتے ہیں (ابن ماجہ حدیث نمبر ۷۷۸، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۱، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۵۸)

جن خاص اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے

دُعاء اگرچہ ہر وقت مانگنی چاہیے مگر ایسے اوقات میں خصوصیت کے ساتھ دعا مانگی جائے جن میں احادیث نبویہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے کیونکہ ان اوقات مبارکہ میں قبولیت دُعاء کا زیادہ امکان ہوتا ہے چنانچہ عین العلم میں ہے کہ آداب دعا سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ اوقات مبارکہ کا خاص خیال رکھے۔ وحقہ ان بترصد شرائف الاوقات

جن خاص اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے

عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تعار من الليل فقال: لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، وسبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله، ثم قال: اللهم اغفر لي، او قال: ثم دعا استجيب له، فان عزم توضا ثم صلى قبلت صلواته. (بخاری، ۱۵۵/۱)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے شب بیدار رہ کر پڑھا، لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدير، اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ، اور پھر بطور دعا پڑھا، اللھم اغفر لی، یا فرمایا: پھر اس نے دعا کی تو اس کی دعا قبول ہے۔ پھر اس نے ارادہ نماز کیا اور وضو کر کے نماز پڑھی تو اس کی نماز قبول ہے۔

☆ عن ابی امامہ الباہلی رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خمس لیل لا ترد فی حصن الدعوة، اول لیلۃ من رجب، ولیلۃ النصف من شعبان، ولیلۃ الجمعة، ولیلۃ الفطر، ولیلۃ النحر. (الجامع الصغير للسيوطی ۲/۲۴۱)

”حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا قبول ہوتی ہے۔ رجب کی پہلی رات، شب برات، جمعرات، شب نید الفطر یعنی چاند رات اور عید الاضحیٰ یعنی ذوالحجہ کی دسویں رات۔

☆ عن ام المؤمنین عائشة الصديقة رضى الله عنه قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

ثلاث ساعات للمراء المسلم ما دعا فيهن الا استجيب له ما لم يستل قطيعة رحم او مائما، حين يوذن الموذن بالصلوة حتى يسكت، وحين يلتقي الصفان حتى يحكم الله تعالى بينها، وحين ينزل المطر حتى يسكن . (كنز العمال ۳۳۳۵، ۱۰۱/۳)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے لیے تین اوقات ایسے ہیں کہ ان میں دعا قبول ہوتی ہے اگر کسی گناہ یا رشتہ کاٹنے کی دعا نہ کرے، اذان کے وقت، جہاد کے وقت، اور بارش ہوتے وقت۔

☆ عن سهل بن سعد الساعدي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثنتان لا تردان، الدعاء عند النداء، عند الباس حين يلحم بعضهم بعضا .

(السنن لابی داؤد باب الدعاء عند اللقاء ۳۳۳/۱)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو وقتوں میں دعا رد نہیں کی جاتی۔ اذان کے وقت اور جہاد کے وقت جب مجاہدین اسلام کفار اشرار سے بھڑے ہوئے ہوں۔

☆ عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما ما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اسرع الدعاء اجابة دعوة غائب لغائب . (ابو داؤد، ۲۱۵/۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی مسلمان کسی مسلمان کی پیٹھ پیچھے دعا کرے تو جلد قبول ہوتی ہے۔

☆ عن ابي امامة الباهلي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا نادى المنادى فتحت ابواب السماء واستجيب الدعاء . (المسند رك للحاكم، ۳۱/۱، الجامع الصغير للسيوطي، ۵۹/۱)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اذان ہوتی ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

تصریحات علماء و عرفاء کرام

اور حضرت امام شعرانی رحمہ اللہ طوایح الانوار القدسیہ ص ۲۸۱ پر فرماتے ہیں۔

ان لوخر الدعاء بحوائجنا المهمة الى الاوقات التي اخبر الحق تعالى ان لا يرد فيها الدعاء كحال السجود . وبين الاذان والاقامة . واوقات التجلي الالهي في الثلث الاخير من الليل

لاستدعائه تعالى منا الدعاء فيها . وما طلب ذلك منا الا وقد ارادنا قضاء حوائجنا فله الفضل وله الشاء الحسن الجميل ولكن يحتاج الداعي ان يكون متلبسا باداب الدعاء

ہمیں چاہیے کہ خاص اہم مقاصد کے لیے دعاء کو ان مبارک اوقات تک موخر کر دیں۔ جن کے متعلق ہمیں اللہ تعالیٰ

نے (بذریعہ اپنے نبی کے بتلادیا کہ) ان میں دعا رڈ نہیں کی جاتی۔ مثلاً سجدہ کی حالت میں اور اذان و تکبیر کے درمیان اور رات کی پچھلی تہائی میں جب کہ تجلیات الہیہ کا نزول ہوتا ہے اور اس مبارک وقت (سحر) میں ہم سے خود اللہ تعالیٰ دعا کرنے کا (بذریعہ مناوی) مطالبہ کرتا ہے اور یہ مطالبہ قبولیت دعا اور قضاء حاجات ہی کے لیے تو کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحبِ فضلِ عظیم اور مستحقِ ثناء جمیل ہے۔

لیکن ان اوقات میں دعا کرنے والے کو چاہیے کہ آدابِ دعا کو ملحوظ رکھ کر دعا مانگے۔

امام شعرانی رحمہ اللہ اسی کتاب کے دوسرے مقام ص ۶۵۲ پر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عنایات خاصہ کا نزول عام طور پر رات کی پچھلی تہائی میں ہوتا ہے اور کبھی کبھی آدھی رات سے بھی شروع ہو جاتا ہے البتہ جمعہ کی مبارک رات اور لیلۃ القدر میں پوری پوری رات شام سے لے کر صبح تک نزولِ رحمت ہوتا رہتا ہے۔ پس خیر و برکت کے طلب گار کو ان اوقات مبارکہ میں اپنے رب سے غافل نہ رہنا چاہیے۔ اور صفحہ ۴۹ پر اذان و اقامت کے درمیان قبولیت دعا کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

وذلك لان الحجب ترفع في ذلك الوقت بين الداعي وبين ربه .

اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے اور بندے کے درمیان اس وقت پردے اٹھادیئے جاتے ہیں۔

زین الحکم شرح عین العلم ص ۹۹ ج ۱ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لما ورد فيه من فضيلة من يوم كيوم عرفة ويوم الجمعة وليلة كليلة الجمعة وليلة القدر .

ایک حمد کے بعد ان میں سے بعض کا تفصیلی ذکر کرنے سے پہلے اجمالاً ان اوقات و مقامات کی نشاندہی کی جا رہی ہے۔

تجھے ڈھونڈتا تھا میں چار سو تری شان جل جلالہ
تری یاد میں ہے کلی کلی، ہے چمن چمن میں ہو اعلیٰ
تری جستجو میں ہے فاخستہ کہ کہاں تو جلوہ دکھائے گا
گرے قطرہ ابر سے خاک پر تو یہ بولا سبزہ اٹھا کے سر
ترا رنگ لعل و گہر میں ہے ترا نور شمس و قمر میں ہے
ترے حکم سے جو ہوا چلی تو چنک کے بولی کلی کلی
ترا ڈالی ڈالی میں وصف ہے تری پتے پتے میں حمد ہے
ترا جلوہ دونوں جہاں میں ہے، ترا نور کون و مکاں میں ہے
ہے دُعا ئے اکبر ناتواں نہ تھے قلم نہ رُکے زباں

تو ملا قریب رگ گلو تری شان جل جلالہ
تو بسا ہے پھول میں ہو بہو تری شان جل جلالہ
اسے ورد گوگو ہے گو بگو تری شان جل جلالہ
دیا غیب سے مجھے آب جو، تری شان جل جلالہ
تری شان عم نوالہ، تری شان جل جلالہ
ہے کریم تو، ہے رحیم تو، تری شان جل جلالہ
ترا غنچے غنچے میں رنگ و بو، تری شان جل جلالہ
پہان تو ہی تو، وہاں تو ہی تو تری شان جل جلالہ
میں لکھوں پڑھوں یہی با وضو تری شان جل جلالہ

اکبر و ارثی

اوقات و مقامات قبولیت دعا

(☆) ہر رات میں ایک گھڑی میں قبولیت دعا (مسلم جلد ۱ ص ۲۵۸)، (☆) آدھی رات کے بعد کی دعا (مسلم جلد ۱ ص ۲۵۸)۔

بخاری جلد ۲ ص ۹۳۶، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۳۳، مسلم جلد ۱ ص ۲۵۸، (☆) مسجد کی طرف جاتے وقت کی جانے والی دُعا قبول ہوتی ہے (مسند احمد جلد ۱ ص ۳۳۳)، (☆) اذان اور تکبیر کے درمیان کی جانے والی دُعا رد نہیں ہوتی (مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۴-۱۵۵، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۳۳۲، ترمذی جلد ۱ ص ۵۱)، (☆) اذان حالت جنگ اور بارش کے وقت کی جانے والی دُعا (ابوداؤد حدیث نمبر ۲۵۴۰)، (☆) صبح کی نماز کے بعد دُعا (ابن ماجہ ص ۶۶، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۴)، (☆) ظہر اور عصر کے درمیان دُعا قبول ہوتی ہے (تفسیر قرطبی جلد ۱ ص ۲۰۹)، (☆) سجدہ کی حالت میں قبولیت دُعا (مسلم جلد ۱ ص ۱۹۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۸۷۵)، (☆) سجدے میں دُعا کرنے سے شیطان کو تکلیف (مسلم جلد ۱ ص ۶۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۰۵۲، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۲۰)، (☆) سجدہ میں دعا کا طریقہ (مشکوٰۃ ص ۸۴، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۶۷۲)، (☆) نماز کے بعد دُعا (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۷، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۲۰)، (☆) ہر نماز کے بعد کی گنی دُعا (مسند احمد جلد ۵ ص ۴۲، ۴۳، ۳۶، ۳۹)، (☆) نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دُعا (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۱۸، ترمذی جلد ۱ ص ۶۶، ابن ماجہ ص ۶۷-۶۶)، (☆) کوئی ایک ساعت جمعۃ المبارک اور قبولیت دُعا (مسلم جلد ۱ ص ۲۸۱، نسائی جلد ۱ ص ۲۰۶، ابن ماجہ ص ۸۰)، (☆) امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز پوری کرنے کی ساعت، مقبولیت دُعا کی گھڑی (ترمذی حدیث نمبر ۳۳۳۹، مسلم جلد ۱ ص ۲۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۰۴۹)، (☆) جمعۃ المبارک کی آخرت تین گھڑیاں، مقبولیت کی گھڑیاں (مسند احمد جلد ۲ ص ۳۱۱)، (☆) عصر اور مغرب کے درمیان دُعا کی قبولیت کی گھڑی (ترمذی جلد ۱ ص ۱۱۱، نسائی جلد ۱ ص ۲۰۶)، (☆) اذان مغرب کے وقت دعا قبول ہوتی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۳۷۲)، (☆) دو موقعوں پر یعنی اذان کے وقت اور جنگ کے لیے صفوں کی ترتیب کے وقت دُعا بہت کم رد ہوتی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۳۵)، (☆) حج و عمرہ کرنے والے کی دُعا (ابن ماجہ ص ۲۱۳)، (☆) حاجی کی دُعا گھر میں داخل ہونے سے پہلے (مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹)، (☆) لیلۃ القدر، قبولیت دُعا کا وقت (روح البیان جلد ۱ ص ۲۸۱، ابن کثیر جلد ۲ ص ۵۳۵-۵۳۳، مسند احمد جلد ۶ ص ۲۰۸، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۷۱)، (☆) بیماری کی دُعا قبول ہوتی ہے (ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۴۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۸۸)، (☆) آنکھوں میں آنسو آنا قبولیت دُعا کا لمحہ (تفسیر قرطبی جلد ۱ ص ۲۰۹)، (☆) مرغ کی اذان کے وقت خصوصی قبولیت (مسلم جلد ۲ ص ۳۵۱، ترمذی حدیث نمبر ۳۳۵۹)، (☆) متبرک مقامات پر قبولیت دُعا کی مثلاً تمام مقدس مقامات، (☆) مطاف میں، (☆) ملتزم کے پاس، (☆) میزاب رحمت کے نیچے، (☆) بیت اللہ شریف کے اندر، (☆) چاہ زمزم کے پاس، (☆) صفا اور (☆) مروہ کی پہاڑیوں پر، (☆) مسعی (صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کی جگہ میں)، (☆) مقام ابراہیم کے پیچھے، (☆) میدان عرفات میں اور (☆) منیٰ میں (حسن حصین ص ۶ عربی "چھاپہ تاج کمپنی لاہور")، (☆) دربار رسالت مآب ﷺ میں: حضرت امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، سب سے زیادہ دُعا کی مقبولیت کا مقام رسول کریم ﷺ کا روضہ اقدس ہے، فرماتے ہیں:

و ان لم يجب الدعاء عند النبي صلى الله عليه وسلم لفي اي موضع يستجاب (حسن حصین ص ۶)
 "اور اگر نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کے پاس دعا قبول نہیں ہوگی تو پھر کس جگہ قبول ہوگی؟ رسول کریم ﷺ کا روضہ اقدس دُعاؤں کی قبولیت کا وہ مقام ہے جو مقامات قبولیت دُعا میں سرفہرست ہے۔"

یومِ عرفہ کی دعا

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده رضى الله عنهم ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: خير

الدعاء دعاء يوم عرفة . (الجامع للترمذی باب جامع الدعوات ۱۹۸/۲)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے بطریق عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہتر دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے۔

☆ عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما ما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خير الدعاء دعاء يوم عرفة وخير ما قلت انا والنبون من قبلي لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير . (ايضاً)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور بہترین وظیفہ وہ ہے جو میرا اور انبیائے سابقین کا رہا ہے یعنی لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير۔

یہ بھی قبولیت دعا کے لیے نہایت مبارک اور مخصوص دن ہے اور رد المحتار جلد دوم میں علام شامی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ سارے سال میں افضل ترین دن یوم عرفہ ہے اور فتح الملہم ص ۳۹۶ ج ۲ میں ہے۔

والا صح ان يوم عرفة افضل وجمع بانه افضل ايام السنة ويوم الجمعة افضل ايام السبوع زين المحکم ص ۱۰۱ ج ۱ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

فورد غير الدعاء دعاء يوم عرفة رواه الترمذی عن عمرو بن شعيب رضي الله عنه عن ابیه عن جدہ

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ بہترین دعا عرفہ کے دن کی ہے۔ ترمذی و عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

یوم الجمعة کی دعا

عن ابی ہریرۃ رضي الله عنه قال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر يوم الجمعة فقال: فيه ساعة لا يوافقها عبد مسلم وهو يصلي يسأل الله شيئا الا اعطاه اياه

(الصحيح المسلم، كتاب الجمعة، ۱/۱۸۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں کوئی بھی مسلمان بندہ بحالت نماز دعا کرے تو اس کی مراد ضرور پوری ہوتی ہے۔

☆ عن ابی بردۃ بن ابی موسی الاشعري رضي الله عنه قال: قال لي عبد الله بن عمر رضي الله عنهما: اسمعت اياك يحدث عن رسول الله في شأن ساعة الجمعة؟ قال: قلت: نعم سمعته يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: هي ما بين ان يجلس الامام الى ان تقضى

الصلوة - (ایضاً)

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ آپ نے اپنے والد گرامی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حضور کی حدیث جمعہ کے دن کی اس خاص ساعت کے بارے میں سنی جس میں دعا قبول ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ساعت امام کے خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھنے سے لیکر نماز ادا ہونے تک ہے۔

☆ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم التمسوا الساعة التي

ترجى فی يوم الجمعة بعد العصر الى غیوبة الشمس - (الجامع للترمذی، ابواب الجمعة، ۶۵/۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن جس ساعت میں قبولیت دعا کی غالب امید ہے اس کو تم عصر سے غروب آفتاب تک تلاش کرو۔

☆ عن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان فی الجمعة ساعة لا یسأل اللہ العبد فیها شیئا الا اناہ اللہ ایاہ، قالوا: یا رسول اللہ! اية ساعة هی، قال: حین تقام الصلوة الى انصراف عنها (ایضاً)

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے اس ساعت میں جو مانگتا ہے پاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کونسی ساعت ہے؟ فرمایا: جب نماز قائم ہو اس وقت سے فارغ ہونے تک۔

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: خرجت الى الطور فلقيت كعب الاحبار فجلست، فحدثني عن التورات وحدثته عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فكان فیما حدثته ان قلت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: خیر يوم طلعت علیہ الشمس يوم الجمعة فیہ خلق آدم، وفيہ اهبط، وفيہ تیب علیہ، وفيہ مات، وفيہ تقوم الساعة، وما من دابة الا و هی مصبحة يوم الجمعة من حین تصبح حتی تطلع الشمس شققا من الساعة الا الجن والانس، وفيہ ساعة لا یصاد فیها عبد مسلم وهو یصلی فیسأل اللہ شیئا الا اعطاه ایاہ، قال كعب: ذلك فی كل سنة، فقلت: بل فی كل جمعة، فقرا كعب التوراة فقال: صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .

(الموطا لمالك باب ماجاء فی الساعة . ۳۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں طور کی جانب سفر کر کے گیا تو وہاں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، میں ان کی مجلس میں بیٹھا تو انہوں نے تورات سے کچھ سنایا اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام ایام میں بہتر و افضل یوم جمعہ ہے کہ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق

ہوئی، اسی دن زمین پر اتارے گئے، اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی اسی دن ان کا وصال ہوا، اسی دن قیامت قائم ہوگی زمین پر چلنے والا ہر جانور جمعہ کے دن صبح ہی سے قیامت آنے سے خوفزدہ رہتا ہے مگر جن و انس اور اسی دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ بحالت نماز جب دعا کرتا ہے تو قبول ہوتی ہے۔ حضرت کعب نے فرمایا: یہ ہر سال میں فقط ایک دن ہے میں نے کہا: بلکہ ہر جمعہ میں ایک ساعت ہے۔ حضرت کعب نے جب دوبارہ تورات پڑھی تو بولے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : فی الجمعۃ ساعۃ لا یوافقہا عبد یتستغفر اللہ الا غفر لہ . (الجامع الصغیر للسیوطی ۳۶۶/۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں کوئی بندہ استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتا ہے۔

امام اہل سنت کی تحقیق انیق

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ قبولیت دعا کی ساعت روز جمعہ کی پچھلی ساعت ہے۔

ساعت جمعہ کے بارے میں اگرچہ اقوال علماء چالیس سے متجاوز ہوئے مگر قوی درانج و مختار اکابر محققین و جماعت کثیرہ ائمہ دین و قول ہیں۔

ایک وہ جس کی طرف حضرت والد ماجد قدس سرہ نے ارشاد فرمایا: یعنی ساعت اخیرہ روز جمعہ غروب آفتاب سے کچھ ہی پہلے ایک لطیف وقت۔ اشباہ میں فرمایا: ہمارا یہی مذہب ہے عائمہ مشائخ حنیفہ اسی طرف گئے۔

یونہی تا تاریخانیہ میں اسے ہمارے مشائخ کرام کا مسلک ٹھہرایا اور یہی مذہب ہے عالم الکتابین سیدنا حضرت عبد اللہ بن سلام، سیدنا حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کا اور اسی طرف رجوع فرمایا سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت بتول زہراء صلوات اللہ وسلامہ علیہا علیہا سے اور یہی مذہب ہے امام شافعی، امام محمد رضی اللہ عنہ کا اور امام اسحاق بن راہویہ و ابن الزمکائی، اور ان کے تلمیذ علانی و غیر ہم علماء کا۔ امام ابو عمرو بن عبد البر نے فرمایا: اس باب میں اس سے ثابت تر کوئی قول نہیں۔ فاضل علی قاری نے کہا: یہ تمام اقوال سے زیادہ لائق اعتبار ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: اکثر احادیث اسی پر ہیں ولہذا حضرت والد ماجد قدس سرہ نے اسی کو اختیار فرمایا۔

دوسرا قول جب امام منبر پر بیٹھے۔ اس وقت سے فرض جمعہ کے سلام تک ساعت موعودہ ہے۔ یہ حدیث مرفوعہ ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ میں منصوص ہوا۔ امام مسلم نے فرمایا: یہ سب اقوال سے اصح اور احسن ہے۔ اسی کو امام بیہقی و امام ابن العربی و امام قرطبی نے اختیار کیا۔ امام نووی نے فرمایا: یہی صحیح بلکہ صواب ہے اور اسی طرح روضہ و در مختار میں اس کی تصحیح کی۔

دلائل طرفین فتح الباری وغیرہ میں مبسوط اور انصاف یہ ہے کہ دونوں جانب کافی قوتیں ہیں طالب خیر کو چاہیے کہ دونوں وقت

دعا میں کوشش کرے۔ یہ طریقہ جمع کا امام احمد وغیرہ اکابر سے منقول اور بے شک اس میں امید اقویٰ و اتم، اور مصداقت مطلوب کی توقع اعظم، واللہ سبحانہ و تعالیٰ۔

میں کہتا ہوں: اس دوسرے قول پر اس مابین میں دعا دل سے ہوگی یا زبان سے دعا کا موقع بعد التحیات و درود کے ملے گا۔ خواہ جلسہ بین السجدتین میں جبکہ امام بھی وہاں قدرے توقف کرے۔ فافہم (ذیل الدعاء ۴۷)

حاصل کلام یہ کہ جمعہ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: اور علامہ ابن القیم جوزی نے زاد المعاد میں اس مبارک دن کی بتیس خصوصیات لکھی ہیں اور امام سیوطی نے رسالہ نور اللمعہ فی خصائص الجمعۃ میں جمعہ کی ایک سو ایک خصوصیات لکھی ہیں۔

شب جمعہ بھی نہایت مبارک اور مقبولیت دعا کے لیے مخصوص ہے، حدیث شریف میں وارد ہے:

ليلة الجمعة ليلة اغر و يوم الجمعة يوم ازهر جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکتا دن ہے۔ (بیہقی)
حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ص ۵۷ ج ۱ میں فرماتے ہیں کہ اس رات کی خاص فضیلت یہ ہے کہ سید دو عالم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں اسی رات کو منتقل ہوئے تھے۔

یوم جمعہ کی طرح لیلۃ القدر بھی قبولیت دعا کی رات ہے: قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ اگر مجھ کو شب قدر معلوم ہو جائے تو کوئی دعا مانگوں تو آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھنا۔

اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عني

اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے، تو معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھ کو معاف کر دے (احمد)

افطاری و سحری کی وقت دعا قبول ہوتی ہے

عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان

للصائم عند فطره لدعوة مآترة۔ (السنن لابن ماجه باب في الصائم لا ترد دعوته، ۱۲۶/۱)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک روزہ دار کے لیے وقت افطار بالیقین ایک دعا ہے کہ رو نہ ہوگی۔

☆ عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما: قال رسول الله تعالى عليه وسلم: لكل عبد صائم

دعوة مستجابة عند افطاره اعطيها في الدنيا، او اخبرت له في الآخرة۔

(کنز العمال للمصنف ۶۱۳، ۲۳۶۱۳/۸، ۲۵۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر روزہ دار بندے کے لیے وقت افطار ایک دعا مقبول ہے خواہ دنیا میں دیدی جائے یا آخرت کے لیے ذخیرہ کر دی جائے۔ وقت سحر کے بارے میں تحقیق یہ

ہے کہ

وهو قبيل الصبح على ما ذكره الجوهرى والسدس الاخير على ما قاله الزمخشري والثلث
الاخير على ما يفهم من كلام الغزالي (زين العلم ص ۹۹ ج ۱)

اور قبولیت دعا کے لیے وقت سحر بھی خاص وقت ہے اور وقت سحر جوہری کی تحقیق کے مطابق صبح سے کچھ پہلے وقت کو
کہتے ہیں اور زمخشری کے نزدیک وہ رات کا آخری چھٹا حصہ ہے اور کلام غزالی سے جو مفہوم ہو رہا ہے وہ رات کی
آخری تہائی ہے۔

اور امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سحر نام ہے اس وقت کا جب رات کی تاریکی صبح کی روشنی سے مل رہی ہو۔

(مفردات)

یہ مبارک وقت دلجمعی اور روحانی قوی کی بیداری و بالیدگی اور اجابت دعا کا خاص وقت ہے۔

☆ بخاری و مسلم میں روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ينزل الله كل ليلة الى سماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الاخير فيقول من يدعوني فاستجب له
من يستغفرني فاغفر له .

ہر رات آسمان دنیا پر اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق نزول اجلال فرماتا ہے اور رات کا پچھلا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو
فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں عطا کروں کون مجھ
سے مغفرت چاہتا ہے کہ میں اس کو معاف کروں۔

(رواہ الترمذی ایضاً عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما بتخیر یسر ابواب الدعوات ۲، ۱۸۸)

☆ و قيل ان يعقوب عليه السلام انما قال لبنيه سوف استغفر لكم ربي ليدعوني في وقت
السحر . فقيل انه قام في وقت السحر يدعوا اولاده يؤمنون خلفه فادعى الله عز وجل اليه اني
قد غفرت لهم (زين العلم شرح عين العلم ص ۹۹ ج ۱)

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا سوف استغفر لكم ربي (میں غنقریب تمہارے لیے
اپنے پروردگار سے دعا مغفرت کروں گا) تاکہ آپ بوقت سحر ان کے لیے دعا کریں۔ چنانچہ آپ وقت سحر دعا کرنے
کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ کی اولاد اس پر آمین کہتی رہی۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف
وحی بھیجی کہ میں نے ان کو بخش دیا اور معاف کر دیا۔

قبولیت دعا کا افضل وارجی وقت

وجوف الليل ای وسطہ واثناہ کله او نصفہ - (زين العلم ص ۹۹ ج ۱)

یعنی قبولیت دعا کے لیے ہر رات میں درمیانی حصہ یا ابتدائی حصہ۔ پوری رات یا آدھی رات مخصوص اوقات ہیں۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ای الدعاء اسمع؟ کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟ فرمایا جوف الليل ودبر الصلوات المكتوبہ۔ رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد (الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، ۱۸۸/۲، المسند لاحمد بن حنبل، ۱۱۲/۴)

☆ عن عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفتح ابواب السماء نصف الليل، فينادي مناداً هل من داع فيستجاب له؟ هل من سائل فيعطى؟ هل من مكروب فيفرج عنه۔ فلا يبقى مسلم يدعو الله بدعوة الا استجاب الله عز وجل له الا زانية تسعى بفرجها او عشار۔ (کنز العمال، ۳۳۵۷، ۱۰۵/۲)

حضرت عثمان بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی رات کو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور منادی ندا کرتا ہے؟ کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول فرمائی جائے؟ ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے عطا کیا جائے؟ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اس کی مشکل کشائی ہو؟ اس وقت جو مسلمان اللہ عز وجل سے کوئی دعا کرتا ہے مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ مگر زانیہ کہ اپنی فرج کی کمائی کھاتی ہے، یا لوگوں سے بے جا حاصل (ٹیکس) لینے والا۔

☆ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوف الليل الآخر الدعاء فيه الفضل وارجى۔ (ترمذی، ۱۸۸/۲)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نصف رات میں دعا افضل ہے اور قبولیت کی اس میں زیادہ امید ہے۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مع كل ختمة دعوة مستجابة۔ (الجامع الصغير للسيوطی، ۵۰۰/۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوگی ہے۔

☆ عن العرباض بن الساریہ رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ومن صلی صلوٰۃ فريضة فله دعوة مستجابة، ومن ختم القرآن فله دعوة مستجابة۔ (ایضاً، ۵۳۳/۲)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے فرض نماز کے بعد دعا کی اس کی دعا مقبول ہے اور جس نے ختم قرآن کے بعد دعا کی اس کی دعا مقبول ہوتی ہے۔

☆ عن امير المؤمنين علي المرتضى كرم الله تعالى وجهه الكريم قال: من ادى فريضة فله عند الله دعوة مستجابة۔ (السنن لابن ماجه، ۱۲۶/۱)

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جس نے فرض نماز ادا کی تو اللہ تعالیٰ کے

یہاں اس کی دعا قبول ہے۔

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر رات میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے اگر کوئی بندہ اس ساعت میں خدا سے کچھ دعا مانگتا ہے تو وہ دعا قبول کر لی جاتی ہے۔

و عند الزوال ای الاستواء فانہ بمنزلة نصف الیل ولا نهما غالب وقت الغفلة او بعد الزوال الاخیر لما ورد فیہ من فتح ابواب السماء

اور زوال کے وقت کیونکہ یہ وقت بھی دن میں بمنزلہ آدمی رات کے ہے اور عموماً یہ وقت (زوال کا اور نصف شب کا) غفلت کے اوقات ہوتے ہیں یا زوال کے بعد کا وقت اور اس کے متعلق احادیث میں وارد ہے کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

تو ہی بے کسوں کا ہے آسرا	تیری شان جل جلالہ
تو ہی ہر بشر کا ہے مدعا	تیری شان جل جلالہ
ہے عیاں بھی تو ہے نہاں بھی تو	ہے یہاں بھی تو ہے وہاں بھی تو
کہ ہے تو ہی تو، ”سب کچھ ترا“	تیری شان جل جلالہ
تو ہی رب ہے، تو ہی کریم ہے	تو قدیر ہے، تو رحیم ہے
تو ہی ہے خدا، تو ہی کبریا	تیری شان جل جلالہ
تیری حمد ہو سکے کیا بیاں	کہ ہے تو ہی خالق این و آن
تیرے ہاتھ میں ہے فنا و بقا	تیری شان جل جلالہ

اذان و اقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الدعاء بین الاذان

والاقامة مستجابة فادعوا۔ (الجامع للترمذی ابواب الدعوات ۲ / ۱۹۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اذان و اقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے لہذا اس وقت دعا کرو۔

عین العلم میں قبولیت دعا کے اوقات میں یہ بھی ایک وقت بیان کیا گیا ہے و بین الاذان والاقامة اذان اور اقامت کا درمیانی وقت بھی قبولیت دعا کے لیے خاص وقت ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے: الدعاء بین الاذان والاقامة لا یرد

اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔ وزاد الترمذی قالوا فما نقول یا رسول اللہ قال سلوا اللہ

العافیة فی الدنیا والاخرة (زین العلم شرح عین العلم ص ۱۰۰، ج ۱)

اور ترمذی کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ اس وقت ہمیں کیا دعا کرنی چاہیے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی کا سوال کیا کرو۔

قبولیت دعا کا ایک اور وقت

و بین الظهر والعصر يوم الاربعاء (عین العلم)
اور بدھ کے روز بھی ظہر اور عصر کی درمیان قبولیت دعا کا مخصوص وقت ہے
ملا علی قاری رحمہ اللہ زین الحکم ص ۱۰۰ ج ۱ پر فرماتے ہیں۔

لم اجده مجھے اس کا ثبوت نہیں مل سکا۔
لیکن امام قرطبی رحمہ اللہ قبولیت دعا کے خاص اوقات، حالات ص ۱۶۵ کے سلسلہ میں بیان لکھتے ہیں:

و ما بین الظهر والعصر فی يوم الاربعاء
کہ اکثر و بیشتر جن اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے اُن میں سے ایک وقت بدھ کے دن ظہر اور عصر کا درمیانی وقت بھی ہے۔
قال جابر بن عبد الله رضى الله عنهما دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم في مسجد الفتح ثلاثا
يوم الاثنين ويوم الثلاثاء فاستجيب له يوم الاربعاء بين الصلوتين فعرفت السرور في وجهه . قال
جابر رضى الله عنه ما نزل بي امر مهم غليظ الا توخيت تلك الساعة فادعوا ليها فاعرف
الاجابة .

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مسجد فتح میں تین بار دعا کی پیر اور منگل کو پس بدھ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان آپ کی دعا قبول ہوئی اور خوشی کے آثار آپ کے چہرہ انور پر نظر آنے لگے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی مجھ پر کوئی سخت سے سخت مصیبت نازل ہوتی ہے تو میں اس ساعت کا انتظار کرتا ہوں۔ پس جب اس ساعت میں دعا کرتا ہوں تو وہ مقبول ہو جاتی ہے۔

اور شیخ زادہ محشی بیضاوی نے بھی ص ۴۹۵ ج ۱ میں اس کو بیان کیا ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ زین الحکم ص ۱۰۰ ج ۱ میں اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

و كان حقه ان يذكر رمضان في اوقات الاجابة لروى الطبراني عن عباد بن الصامت رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوما وجضر رمضان . اناكم رمضان شهر بركة يغشاكم الله فيه فينزل الرحمة ويحط الخطايا ويستجيب الدعاء (الحدیث)

مصنف علام رحمہ اللہ کو حق تھا کہ اوقات اجابت دعا میں ماہ رمضان کا بھی ذکر کرتے چنانچہ بزار اور طبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رمضان کے آمد کے موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کا با برکت ماہ آچکا ہے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی خاص رحمتیں نازل فرماتا ہے

بارگاہ رسالت میں عرض کیا: ہمارے ماں باپ حضور پر قربان، اس وقت تبسم فرمانے کی وجہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ حضور کو ہمیشہ شاداں و فرحاں رکھے۔ حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس شیطان مردود کو جب یہ علم ہوا کہ میری دعا قبول ہوگئی ہے اور میری امت بخش دی گئی ہے تو اس نے خاک لیکر سر پر اڑانا شروع کی اور دلوں پر شروع کیا تو اس کی اس جزع فزع سے مجھے ہنسی آگئی۔

پسندیدہ ترین دعاء

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما من دعاء احب الی اللہ تعالیٰ من ان يقول العبد: اللہم اغفر لامۃ محمد رحمة عامة .

(الجامع الصغير للسيوطی: ۲/۴۹۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو کوئی دعا اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ آدمی عرض کرے۔ الہی! امت محمد ﷺ پر عام رحمت فرما۔

ماراچوں ظلومی جھولی خوانی، خود برو رحم وراحم ورحمانی
ماخود کر دیم آنچہ اہلش بودیم تو نیز بکن ہر آنچہ اہل و آئی

قال الحسن البصری رحمة اللہ علیہ فی رسالة الی اہل مکة ان الدعاء يستجاب هناك فی خمسة عشر موضعًا . فی الطواف وعند الملتزم وتحت المیزاب وفی البيت وعند زمزم وعلى الصفاء والمروة وفی السعی وخلف المقام وفی العرفات وفی المزدلفة وفی منی وعند الجمرة الثلاث کذا فی الحصن الحصین

(اور حصن حصین میں بیان کیا گیا ہے کہ) حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو ایک خط لکھا کہ مکہ مکرمہ میں پندرہ مقامات ایسے ہیں جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ طواف میں، ملتزم کے پاس (بیت اللہ شریف کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیان جو جگہ ہے اس کو مقام ملتزم کہتے ہیں۔) میزاب رحمت (یعنی بیت اللہ شریف کے پرئالہ کے نیچے جو حطیم کی جانب واقع ہے) بیت اللہ شریف کے اندر۔ چاہ زمزم کے پاس۔ صفا پر۔ مروہ پر۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے مقام پر۔ مقام ابراہیم کے پیچھے۔ عرفات میں۔ مزدلفہ میں۔ منی میں اور تینوں جمرات کے پاس (جمرات وہ تین پتھر ہیں جو منی میں نصب کیے ہوئے ہیں اور حجاج کرام انکو کنکریاں مارتے ہیں)۔

جن خاص حالات میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے

جس طرح مخصوص اوقات قبولیت دعا میں اثر رکھتے ہیں اسی طرح انسان کے بعض حالات کو بھی حق تعالیٰ نے مقبولیت دعا کے

لیے مخصوص فرمایا ہے جن میں دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔

☆ عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اغتسموا الدعاء عند الرقة فانها رحمة . (جامع الاحادیث ج ۳ ص ۳۰)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رقت قلب کے وقت دعا غنیمت جانو کہ وہ رحمت ہے۔

☆ عن امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اذا زالت الایفاء وراحت الارواح فاطلبوا الی اللہ حوائجکم، فانها ساعة الاوابین وانه کان للاوابین غفورا . (کنز العمال للمصنف، ۳۳۳۸، ۱۰۳/۲)

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سائے پلٹیں اور ہوائیں چلیں تو اپنی حاجت طلب کرو کہ وہ ساعت اوابین کی ہے اور اللہ تعالیٰ اوابین (رجوع لانیوالوں) کی مغفرت فرماتا ہے۔

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اذا سمعتم صیاح الدیكة فاستلوا اللہ من فضله فانها رات ملکاء، واذا سمعتم نهيق الحمار فتعوذ باللہ من الشیطان فانه رای شیطانا . (الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، ۱۸۳/۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کا فضل مانگو کہ اس نے فرشتہ دیکھا، اور جب گدھے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہو شیطان سے، کہ اس نے شیطان دیکھ کر آواز نکالی۔

خرد کو شکوہ بجا اپنی نا رسائی کا	کوئی کنارہ ہے یا رب تری خدائی کا
پڑی ہوئی ہے ابھی تک مقام حیرت میں	قلق نظر کو بھی ہے اپنی نا رسائی کا
ہر ایک نے تجھے اپنی نظر سے پہچانا	جدا جدا ہے ہر اندازِ دلربائی کا
خیال و وہم و قیاس و گماں سے دور ہے تو	کسی کو دعویٰ نہیں تیری آشنائی کا
یہ شرق و غرب یہ کون و مکاں یہ ارض و سما	یہ اک حقیر کرشمہ ہے کبریائی کا
وہ بے حجاب نہیں ہے تو بے نشاں بھی نہیں	مجھے بنایا ہے آئینہ خود نمائی کا
تعینات کے پردے اٹھا کے دیکھ اعظم	بہت دراز ہے یہ سلسلہ خدائی کا

(اعظم چشتی)

شرح عین العلم ص ۱۰۰ ج ۱ میں فرماتے ہیں:

وان يتوصد شرائف الاحوال كالغزو ونزول المطر واداء الفرائض .

اور یہ کہ جہاد فی سبیل اللہ، بارش کے برسنے اور فرائض کی ادائیگی جیسے عمدہ اور خاص حالات کا بھی خیال رکھے۔
(کیونکہ ان حالات میں اجابت دعا کے امکانات زیادہ قوی ہیں)

قال ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان ابواب السماء تفتح عند زحف الصفوف فی سبیل اللہ وعند نزول الغیث وعند اقامة الصلوۃ المكتوبة

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جہاد میں گھسان کی لڑائی اور بارش برسنے اور اقامت فرض نماز کی تکبیر کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

وروی ابو داؤد والحاکم عن سہل بن السعد الساعدی رضی اللہ عنہ انه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثنتان لا تردان او قلما تردان الدعاء عند النداء وعند البأس حين يلتحم بعضهم بعضا وفي رواية عنه ايضاً مرفوعاً قال وقت المطر او تحت المطر (زين الحلم ص ۱۰۰ ج ۱)

اور ابو داؤد اور حاکم نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو چیزیں بہت کم رد کی جاتی ہیں ایک دعا اذان کے وقت اور دوسری دعا جہاد کے وقت جبکہ گھسان کی لڑائی ہو رہی ہو اور اسی طرح حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت میں یہ بھی مروی ہے کہ بارش کے وقت بھی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔

وروی الامام الشافعی فی الام مرسلاً وقال قد حفظت عن غیر واحد جرب الاجابة عنده (زين الحلم ص ۱۰۰ ج ۱)

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب الام میں مرسلاً روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ متعدد حضرات سے یہ بات مجھ تک پہنچی ہے کہ نزول بارش کے وقت قبولیت دعا مجرب ہے۔

اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ میرا ہے بس تو مولا میرا ہے بس تو
تیری حمد میں کرتا ہوں لائق حمد فقط ہے تو خالق تو رحمن تو مالک تو سبحان ہے تو
قریب قریہ کو بہ کو مجھ کو تیری جستجو ڈھونڈوں نہ میں اور خدا میری نظروں میں ہے تو
یہ میرا ایمان ہے روزی دینے والا تو پھیلاؤں نہ ہاتھ کہیں جھولی میری بھر دے تو
ناؤ میری پار لگا میرا ناؤ کھویا تو چاہوں میں بس تیری رضا ہو کرم ہر دم قبلہ رو
رحمت کے سب در کھلیں بخشے خطائیں میری تو چھوڑ کے جاؤں اور کہاں جائے پنہ ہے میری تو
نور سے ہو معمور یہ دل نور کا دے دے توڑا تو نور محمد نور ترا مجھ کو نظر آئے ہر سو

تیرا مظفر کہتا ہے

داتا میرا صرف ہے تو

ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے

و ختم القرآن خصوصاً من القاری

قرآن مجید تلاوت کرنے والے کی خصوصاً ختم قرآن کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے۔

طبرانی کبیر میں حضرت عریاض رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

من صلی صلوٰۃ فریضۃ فلہ دعویٰ مستجابۃ ومن ختم القرآن فلہ دعویٰ مستجابۃ

جو شخص فرض نماز پڑھے گا تو اس کی دعا بھی مقبول ہوتی ہے اور جو شخص قرآن مجید ختم کرے گا تو اس کی دعا بھی مستجاب

ہوتی ہے۔

اور ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی مصنف میں اور ابو بکر بن داؤد نے اپنی کتاب المصاحف میں بسند صحیح روایت کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ بھی اپنے اعزاد و اقرباء و احباب کو ختم قرآن مجید کے وقت جمع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے۔

(زین العلم ص ۱۰۰ ج ۱)

مسجد کی حاضری کے وقت

و المشی الی المسجد

اور مسجد کی طرف چلتے ہوئے بھی اگر دعا کی جائے تو مقبول ہوتی ہے۔

اور سرکارِ دو عالم ﷺ کا بھی یہ معمول تھا کہ جب مسجد شریف کی طرف تشریف لے جاتے تو دعا پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب مسجد شریف کی طرف تشریف لے جاتے تھے یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اللہم اجعل فی قلبی نوراً وفی بصری نوراً وفی سمعی نوراً وعن یمینی نوراً وعن شمالی نوراً

و خلفی نوراً (زین العلم ص ۱۰۱ ج ۱)

اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میری بینائی اور میری شنوائی میں نور کر دے اور میری دائیں جانب اور بائیں

جانب نور کر دے اور میرے پیچھے نور کر دے۔

مرے مولیٰ یہ ہے میری طلب مجھ اپنے پانے کا راز دے
جو جنے تو اپنے لئے جنے نہیں کام کی ہے یہ زندگی
تری کائنات میں اے خدا نہ رہوں کسی سے پرے پرے
میری نظم میں تیرا نظم ہو مری بزم میں میرا عزم ہو
یہ ترا مظفر خوش نصیب جو ہے محو مدح حبیب میں
مری جاں سراپا ہو وجد میں مجھے نور ایسا نواز دے
جو کسی کے کام نہ آ سکے نہیں ایسی عمر دراز دے
جو کسی کے غم میں شریک ہو میرے دل کو ایسا گداز دے
کہ بجاؤں تری ہی بانسری مجھے ایسا تو کوئی ساز دے
رہے دو جہاں میں وہ سرخرو اسے ان عطاؤں پہ ناز دے

(حاجی مظفر الدین خواجہ مظفر سعیدی)

ایک اور روایت میں دعائیہ کلمات اس طرح وارد ہوئے ہیں:

اللهم انی استنک بحق السائلین علیک وبحق ممشی الیک فانی لم اخرج اشراً ولا بطراً ولا ریباً وانی خرجت ابتغاء مرضاتک واتقاء سخطک ان تدخلنی فی الجنة مع الابرار

(زین العلم ص ۱۰۱ ج ۱)

اے اللہ! میں مانگتا ہوں تجھ سے اس حق کے ذریعہ سے جو سائلوں کو تجھ پر حاصل ہے اور تیری جانب چلنے کے حق سے میں تکبر اور غرور اور ریا کاری کی غرض سے نہیں نکلا ہوں میں تو صرف تیری رضا جوئی اور تیری ناراضگی سے بچنے کے لیے نکلا ہوں تو مجھے نیکو کار لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔

صائم و ساجد کی دعا

والصوم ای حالہ فورد الصائم لا ترد دعوتہ (زین العلم ص ۱۰۱ ج ۱)

بحالت روزہ بھی دعا مقبول ہوتی ہے چنانچہ ترمذی، ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔

والافطار ای وقتہ فوردان للصائم عند فطرہ لدعوة ماترد (زین العلم)

افطار کے وقت بھی دعا مقبول ہوتی ہے چنانچہ ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ افطار کے وقت روزہ دار کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔

و السجدة ای حالت السجود فورد اقرب ما یكون العبد من ربه وهو ساجد فاکثر فاما من الدعاء (زین العلم)

نیز سجدہ کی حالت میں بھی دعا قبول ہوتی ہے جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب سے بہت ہی قریب ہو جاتا ہے تو ایسی حالت میں خوب دعا مانگا کرو۔

وفی الصحیح وغیرہ ایضاً من حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ مرفوعاً . علیک بکثرة السجود فانه لا تسجد لله سجدة الا رفعک الله تعالیٰ بها درجة وحظ عنک بها خصیة ولهذه الاخبار ونحوها ذهب غیروا حد الی ان السجود افضل ارکان الصلوة

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ کثرتِ سجود کا التزام کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک سجدہ کرنے پر ایک درجہ بلند ملتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ان احادیث کی روشنی میں اکثر علماء فرماتے ہیں کہ نماز کے تمام ارکان میں سجدہ افضل ہے (روح المعانی ص ۱۸۸ ج ۳۰ سورۃ العلق)

علامہ اسماعیل حقی آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان ص ۳۶ سورۃ العلق میں سجدہ کے اقسام مفصل بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سجدہ کی ایک قسم سجدہ مناجات بھی ہے۔ اور یہاں بھی سجدہ سے مراد یہ ہے۔

مریض و مسافر کی دعا

و المرض فقد ورد اذا مرض العبد ثلاثة ايام خرج من ذخوبه كيوم ولدته امه . رواه الشيخ عن انس رضي الله عنه (زين العلم)

اور بیماری کی حالت میں بھی دعا قبول ہوتی ہے چنانچہ ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بندہ جب تین دن بیمار ہوتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوتا ہے گویا ماں نے آج ہی اس کو جنم دیا ہے۔
و عن عمر رضي الله عنه مرفوعا اذا دخلت على مريض فمره يدعوك فان دعاؤه كدعاء الملكة (كذافي المشكوة)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب تو بیمار کے پاس جائے تو اس سے اپنے لیے دعا کی درخواست کر بیمار کی دعا ایسی ہے جیسے ملائکہ کی دعا۔

والرقة ای رقة القلب ودمعة العين ہذا کر الرب والتيقظ لجلاله تعالیٰ (زين العلم)
اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے جلال کے تصور سے دل کے گداختہ ہونے اور آنکھوں کے اشک بار ہونے کی حالت میں بھی دعا مقبول ہوتی ہے اور دل کی رقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کی علامت ہے۔
اور تفسیر قرطبی ص ۳۱۳ ج ۲ میں ہے۔

وروی شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ ان ام الدرداء رضی اللہ عنہا قالت له يا شهر الا تجد القشعريرة؟ قلت نعم قالت فادع الله فان الدعاء مستجاب عند ذلك

حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام درداء رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا کہ اے شہر! کیا تو کچھ محسوس نہیں کرتا؟ میں نے کہاں ہاں، تو ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس وقت دعا مانگ کیونکہ اس وقت کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔
و الغربة فقد روى البزار عن ابی هريرة رضي الله عنه ثلاث حق على الله ان لا يرد لهم . دعوة الصائم حتى يفطر والمظلوم حتى ينتصر والمسافر حتى يرجع

اور بحالت سفر بھی دعا مقبول ہوتی ہے چنانچہ بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین شخصوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کر لیا ہے کہ ان کی دعا رد نہ کرے۔ (۱) روزہ دار جب روزہ افطار کرے۔ (۲) مظلوم جب تک اس کی امداد نہ ہو۔ (۳) مسافر جب تک اپنے گھر واپس نہ آ جائے۔
اس کی امداد نہ ہو۔ مسافر جب تک اپنے گھر واپس نہ آ جائے۔

”انفرادی“ و ”اجتماعی“ دعا

و الكون في الجماعة تبلغ مائة ذكر في الحصن الحصين في احوال الاجابة اجتماع المسلمين
وقال رواه الجماعة عن أم عطية الانصارية .

اور دعا کی قبولیت ایسے اجتماع میں بھی حاصل ہوتی ہے جس کی تعداد سو تک پہنچتی ہو۔ علامہ جزری نے حصن حصین میں جمعہ، عیدین، بیت اللہ، عرفات میں مسلمانوں کے دینی اجتماع کو بھی قبولیت دعا کے احوال میں ذکر کیا ہے۔

☆ عن ربیعہ بن وقاص رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ثلثة مواطن لا ترد فیہا دعوة عبد، رجل یكون فی بریة حیث لا یراہ احد الا اللہ فیقوم فیصلی، ورجل یكون معہ فنة فیفر عنہ اصحابہ فیثبت، ورجل یقوم اخر اللیل۔ (الجامع الصغیر، ۲۱۲/۱)

حضرت ربیعہ بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین مواقع پر کسی بندے کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک وہ شخص جو خشکی کے کسی ایسے مقام پر ہو جہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اسے نہ دیکھ رہا ہو وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ دوسرا وہ شخص جو اس کے ساتھ کوئی جماعت مصروف جہاد ہو لیکن سب اس کو چھوڑ کر چلے جائیں اور وہ ثابت قدم رہے، تیسرا وہ شخص کہ آدھی رات کے بعد عبادت میں مصروف ہو۔

مزارات پہ جا کر دعا کرنا

☆ عن مالک الدار رضی اللہ عنہ قال: اصاب الناس قحط فی زمن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فجاء رجل "هو البلال بن الحارث المزنی الصحابی" رضی اللہ عنہ الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ! استسق اللہ لا متک فانہم قد ہلکوا، فاتاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فقال: انت عمر فاقراء السلام واخبر ہم انہم مسبقون۔

(کنز العمال ۴۳۱/۸، مصنف ابن ابی شیبہ، ۳۲/۱۲)

حضرت مالک دار النبی سے روایت ہے کہ عہد معدلت عہد فاروقی میں ایک بار قحط پڑا، ایک صاحب یعنی حضرت بلال بن حارث مزنی صحابی رضی اللہ عنہ نے مزار اقدس حضور مجائے بے کساں ﷺ پر حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگیے کہ وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ ان صحابی کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: عمر کے پاس جا کر اسے سلام پہنچا اور لوگوں کو خبر دے، اب پانی آیا چاہتا ہے۔

☆ عن مالک الدار رضی اللہ عنہ قال: اصاب الناس قحط فی زمن عمر رضی اللہ عنہ، فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ! استسق لا متک فانہم قد ہلکوا، فاتاہ الرجل فی المنام فقیل لہ: انت عمر فاقراء السلام، واخبرہ انکم مسبقون وقل لہ: علیک الکیس! علیک الکیس! فاتاہ عمر فاخبرہ فبکی عمر ثم قال: یا رب لا آلو الا ما عجزت عنہ۔

”حضرت مالک دار النبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے پھر ایک صحابی حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ (اللہ تعالیٰ سے) اپنی امت کے لیے سیرابی مانگیں کیونکہ وہ (قحط سے) ہلاک ہو رہی ہے پھر خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ اس صحابی کے پاس

تشریف لائے اور فرمایا: عمر کے پاس جا کر اسے میرا سلام کہو اور اسے بتاؤ کہ تم میرا بکے جاؤ گے اور عمر سے (یہ بھی) کہہ دو (دین کے دشمن) (سامراجی) تمہاری جان لینے کے درپے ہیں (عقلندی اختیار کرو، عقلندی اختیار کرو پھر وہ صحابی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پڑے اور فرمایا: اے اللہ! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر یہ کہ عاجز ہو جاؤں۔“ (اخرجہ ابن ابی شیبہ فی المصنف، ۳۵۶/۶، الرقم: ۳۲۰۰۲، وابن تیمیہ: فی اقتضاء الصراط المستقیم، ۳۷۳/۱، والبیہقی فی دلائل النبوة، ۴۷/۷، وابن عبد البر فی الاستیعاب، ۱۱۴۹/۳، والسبکی فی شفاء السقام، ۱۳۰/۱، والہندی فی کنز العمال، ۴۳۱/۸، الرقم: ۲۳۵۳۵، وابن کثیر فی البداية والہایة، ۵/۱۶۷، وقال: اسنادہ صحیح، والعسقلانی فی الاصابة، ۳۸۴/۳ وقال: رواہ ابن ابی شیبہ باسناد صحیح)

گنبدِ خضریٰ خدا تجھ کو سلامت رکھے

عن ابی الجوزاء اوس بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: قحط اهل المدينة قحطاً شديداً فشكوا الى عائشة فقالت: انظروا قبر النبي صلى الله عليه وسلم فاجعلوا منه كوى الى السماء حتى لا يكون بينه وبين السماء سقف، قال ففعلوا فمطرنا مطراً حتى نبت العشب وسمنت الابل حتى تفتقت من الشحم فسمى عام الفتق .

”حضرت ابو جوزاء اوس بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اپنی ناگفتہ بہ حالت کی) شکایت کی۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر انور (یعنی روضہ اقدس) کے پاس جاؤ اور اس سے ایک کھڑکی (سوراخ) آسمان کی طرف اس طرح کھولو کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو بہت زیادہ بارش ہوئی یہاں تک کہ خوب سبزہ اُگ آیا اور اونٹ اتنے موٹے ہو گئے کہ (محسوس ہوتا تھا) جیسے وہ چربی سے پھٹ پڑیں گے لہذا اس سال کا نام ہی ”عام الفتق“ (پیٹ) پھٹنے کا سال رکھ دیا گیا۔“ (اخرجہ الدارمی فی السنن، باب: (۱۵): ما اکرم اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موته، ۵۶/۱، الرقم: ۹۲، والخطیب التبریزی فی مشکاة المصابیح، کتاب: احوال القيامة وبده الخلق، باب: الکرامات، الفصل الثانی، ۴۰۰/۳، الرقم: ۵۹۵، وابن الجوزی فی الوفاء باحوال المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۸۰۱/۲، وتقی الدین السبکی فی شفاء السقام، ۱۲۸/۱، والقسطلانی فی المواہب اللدنیة، ۲۷۶/۳، وفی شرح الزرقانی، ۱۵۰/۱۱)

اول حمدِ خدکی ہو جو ہم پر انعام کرے
اپنے اور پرانے پر بے حد لطف و اکرام کرے
جو بھی کام ہمیں کرنا ہو لے کر رب کا نام کریں
پھر ہم عرش کے سائے پر جائیں اور آرام کریں
اس کے کرم سے لمحے طے صبح کریں ہم شام کریں
اللہ اللہ کر کے ہم اس کا ذکر ہی کام کریں
یا رہے تفسیر بیضاوی کے حاشیہ شیخ زادہ ص ۴۹۵ ج ۱ میں اجابت دعا کے اوقات و حالات پوری تفصیل کے ساتھ درج

ہیں۔ چند اوقات و مقامات کی نشاندہی حصین میں کی گئی ہے جو کہ ایک حمد کے بعد بیان ہوں گے۔ ان شاء اللہ

پیش سدا ہر نام کریں	مولیٰ کی درگاہ میں ہم
ہودہ ہزار عوام کریں	ذکر خدا کی ارزانی
خواہ شجر اقلام کریں	ہو نہیں سکتی پوری حمد
نفس کو اپنے رام کریں	الا اللہ کی ضربوں سے
چمن میں مرغ بام کریں	ڈالی ڈالی یاد خدا
ذکر خیر کو عام کریں	کر کے ذکر اللہ ہو
رام کریں ہاں رام کریں	تف اللہ سے دوری پر
گو ابلق ایام کریں	صدق ہماں ملتا نہیں رب
ہم ہر لمحے سدا م کریں	راضی خالق مالک ہو
قائم ایسا نظام کریں	لواللہ سے خوب لگے
اپنا عمل خوش کام کریں	حکم خدا پر چل کر ہم

(میاں مظفر الدین مظفر)

حصین کے حوالے سے

(☆) نماز کے لیے اذان ہونے کے وقت (یعنی اذان سننے، اذان کا جواب دینے اور اذان کی دعاء پڑھنے کے بعد)۔ (ابو داؤد، مستدرک حاکم)، (☆) جو شخص کسی مصیبت یا سختی میں گرفتار ہو، وہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے بعد دعا کرے، (☆) اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں صفیں باندھنے کی حالت میں دعاء۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ابن حبان)، (☆) آب زم زم پینے کی حالت میں (یعنی چاہ زم زم پر کھڑے ہو کر پانی پیئے اور دعاء کرے)، (☆) مسلمان کے دینی اجتماعات میں اجتماعی یا انفرادی دعاء، (☆) ذکر کی محفلوں میں (اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر کا حلقہ ہو، خواہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ یا وعظ و نصیحت کا حلقہ ہو)۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)، (☆) میت کی آنکھیں بند کرتے وقت، (☆) بارش برسنے کے وقت (امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "الام" میں اس حدیث کو مرسل روایت کیا ہے اور فرمایا ہے میں نے بہت سے علماء حدیث سے بارش برسنے کے وقت دعاء قبول ہونے کی حدیث شریف کو سنا ہے اور حفظ کیا) (ابن مردویہ)، (☆) کعبۃ اللہ کو دیکھنے کے وقت (پہلی مرتبہ یا جب بھی خانہ کعبہ پر نظر پڑے دعاء کرنی چاہیے)۔ (ترمذی، المعجم الکبیر للطبرانی)، (☆) سورۃ الانعام میں ایک جگہ ایک ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اسم مبارک دو مرتبہ آتا ہے۔ اس موقع پر دعاء کرنا قبولیت کا ذریعہ ہے آیت یہ ہے: **مَثَلُ مَا أُوتِيَ رَسُلُ اللَّهِ ﷻ اللَّهُ ﷻ اللَّهُ ﷻ حَتَّىٰ يَجْعَلَ رِيسَالَهُ** (الانعام: ۱۲۳) امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے بہت سے علماء سے اس آیت میں اسم جلالت کے درمیان دعاء کی قبولیت کا آزمودہ ہونا سنا ہے اور یاد کیا ہے اور حافظ حدیث عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنی تفسیر میں شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مقام پر دعاء کی

سبیل اللہ، والحاج والمعتمر وقد الله دعاهم فاجابوه سالوه فاعطاهم۔ (ایضاً)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والا اور حاجی و عمرہ والے اللہ تعالیٰ کے قاصد اور نمائندے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بلایا تو حاضر ہوئے۔ تو اب اس سے یہ دعا کریں تو قبول ہوگی۔

☆ عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا لقيت الحاج فسلم عليه وصافحه ومره ان يستغفر لك قبل ان يدخل بيته فانه مغفور.

(المسند لابن حنبل، ۶۹/۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تو حاجی سے ملے اسے سلام کر اور مصافحہ کر اور درخواست کر کہ وہ تیرے لئے استغفار کرے قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو کیونکہ وہ مغفور ہے۔

☆ عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: دعا المحسن اليه للمحسن لا يرد۔ (الجامع الصغير للسيوطي، ۲۵۶/۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: احسان مند کی دعا محسن کے حق میں مقبول ہے۔

☆ عن حبيب بن مسلمة فهرى رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يجتمع ملاً فيدعو بعضهم ويؤمن بعضهم الا اجابهم الله تعالى.

(المستدرک للحاکم، ۳۹۰/۳، المعجم الكبير للطبرانی، ۲۶/۳)

حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک جگہ جمع ہو کر لوگ دعا کریں کہ کوئی دعا کرے اور سب آمین کہیں تو سب کی دعا قبول ہوتی ہے۔

اسم اعظم جس کے ذریعے دعا قبول ہوتی ہے

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

هل ادلكم على اسم الله الاعظم الذي اذا دعى به اجاب، واذا سئل به اعطى؟ الدعوة التي دعا بها يونس عليه الصلوة والسلام حيث ناداه في الظلمات الثلاث، لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين، فقال رجل: يا رسول الله! هل كانت ليونس خاصة ام للمؤمنين عامة؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الا تسمع قول الله عز وجل: ولنجينا من الغم وكذلك لنجى المؤمنين.

کیا میں تمہیں وہ اسم اعظم نہ بتا دوں جس کے ذریعہ دعائیں قبول ہوں، اور مرادیں پوری ہوں؟ وہ دعا جو حضرت یونس

علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تین اندھیروں میں کی، یعنی، لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین، ایک صاحب بولے: یا رسول اللہ! کیا یہ حضرت یونس علیہ السلام کے لیے خاص تھی یا تمام مومنین کے لیے عام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اللہ عزوجل کا یہ فرمان نہ سنا؟ اور ہم نے یونس کو غم اور پریشانی سے نجات دی اور اسی طرح ہم مومنوں کو نجات عطا فرماتے ہیں۔ تو اس آیت سے تمام مومنین کے لیے بشارت ثابت ہوئی۔ (الجامع للترمذی باب ماجاء فی الدعوات ۱۸۸/۲، السنن لابن ماجہ باب اسم اللہ الاعظم ۲۸۲/۲، المسند لاحمد بن حنبل ۴۶۱/۶، المستدرک للحاکم ۶۸۵/۱)

☆ عن بريدة رضي الله عنه قال: ان النبي صلى الله عليه وسلم سمع رجلا يقول: اللهم! انی اسئلك فانك احد صمد، لم يلد ولم يولد، ولم يكن له كفوا احد، فقال: لقد سئال الله باسمه الاعظم الاكبر الذي اذا دعى به اجاب، واذا سئل به اعطى.

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دعا کرتے سنا۔ اللہم انی اسئلك انک احد صمد، لم يلد ولم يولد . ولم يكن له كفوا احد . تو آپ نے فرمایا: اس شخص نے اللہ تعالیٰ کے اس اسم اعظم و اکبر کے ساتھ دعا کی کہ جب بھی اس کے ساتھ دعا کرے قبول ہو اور جب مانگے عطا ہو۔

(الجامع للترمذی، باب ماجاء فی جامع الدعوات ۱۸۵/۲، باب الدعاء ۲۰۹/۱، السنن لابن ماجہ، باب اسم اللہ الاعظم ۲۸۲/۲، المسند لاحمد بن حنبل، ۳۳۸/۴، المستدرک للحاکم، ۶۸۳/۱)

اعلیٰ حضرت محمد ﷺ نے ذیل المدعا کے ص ۶۱ پہ اس حدیث کے بارے میں امام ابوالحسن علی مقدسی، امام عبدالعظیم منذری اور امام ابن حجر عسقلانی وغیرہم علیہم الرحمۃ کے حوالے سے فرمایا کہ اس حدیث کی سند میں کوئی طعن نہیں اور اسم اعظم کے بارے میں یہ سب احادیث سے جید و صحیح تر ہے۔

☆ عن انس بن مالك رضي الله عنه قال: سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم رجلا يقول: اللهم! انی اسئلك بان لك الحمد، لا اله الا انت وحدك لا شريك لك، المنان بديع السموات والارض ذو الجلال والاكرام، فقال: لقد سال الله بناسمه الاعظم الذي اذا سئل به اعطى، واذا دعى به اجاب.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو اس طرح دعا کرتے سنا: اللہم! انی اسئلك بان لك الحمد، لا اله الا انت وحدك لا شريك لك . المنان بديع السموات والارض ذو الجلال والاكرام . تو ارشاد فرمایا: اس نے اس اسم اعظم کے ذریعہ سوال کیا ہے کہ جب اس کے ذریعہ سوال ہو تو مراد پوری ہوتی ہے اور جب دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے۔ (السنن لابن داؤد، باب الدعاء، ۲۱۰/۱، السنن لابن ماجہ، باب اسم اللہ الاعظم، ۲۸۳/۲، المسند لاحمد بن حنبل، ۳۳۹/۵، مجمع الزوائد للهيثمی، ۱۵۶/۱۰، المستدرک للحاکم، ۵۰۴/۱، تاریخ بغداد

للخطیب، ۸/۴۳۳، تاریخ جریان للسمعی، ۱۳۵

اللہ نبی سے ناطہ جوڑیں ہم جنت میں قیام کریں
اللہ نبی پر ایماں ہو ایمان پر فرجام کریں
اللہ اور رسول کی باتیں جنت کو دو گام کریں
شرک کا امکاں ہی نہ رہے یوں توحید کو عام کریں
اللہ نبی سے کر کے عشق اعلیٰ ہم انجام کریں
مانیں دیں کے شعار کو رب کے قبول احکام کریں
حکم الہی کی تکمیل آقا اور غلام کریں
اعلائے حق کا اعلان ہم چڑھ کر پر بام کریں
اپنی جاں اور اپنا مال سب اللہ کے نام کریں
اللہ خوش ہو جائے ہم سے زریں ہم اقدام کریں

اسم اعظم انہی اسماء میں ہے

☆ عن ام المومنین عائشہ الصدیقة رضی اللہ عنہا قالت: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: اللہم! انی استنک باسمک الطاهر الطیب المبارک الاحب الیک الذی اذا دعیت بہ اجبت، واذا سئلت بہ اعطیت، واذا استرحمت بہ رحمت، واذا استفرجت بہ فرجت، قالت: وقال: ذات یوم، یا عائشہ! اهل علمت ان اللہ قد دلی علی الاسم الذی اذا دعی بہ اجاب، قالت: فقلت: یا رسول اللہ! بابی انت وامی فعلمنیہ، قال: انه لا ینبغی لک یا عائشہ! قالت: فنحیت وجلست ساعة، ثم قمت فقبلت راسہ ثم قلت: یا رسول اللہ! علمنیہ قال: انه لا ینبغی لک یا عائشہ! ان اعلمک انه لا ینبغی لک ان تسألین بہ شیئا من الدنیا، قالت فتوضأت ثم صلیت رکعتین ثم قلت: اللہم! انی ادعوک اللہ، وادعوک الرحمن، وادعوک البر الرحیم وادعوک باسمائک الحسنی کلھا ما علمت منها وما لم اعلم ان تغفر لی وترحمنی، قالت: فاستضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال: انه لفی الاسماء التی دعوت بہا .

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا: یعنی اس طرح دعا کی۔ اللہم انی استنک باسمک الطاهر الطیب المبارک الاحب الیک الذی اذا دعیت بہ اجبت، واذا سئلت بہ اعطیت، واذا استرحمت بہ رحمت، واذا استفرجت بہ فرجت، ام المومنین فرماتی ہیں: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا: اے عائشہ! کیا تم جانتی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا وہ اسم اعظم سکھایا

ہے کہ جب اس کے ذریعہ سوال و دعا کی جائے تو قبول ہو۔ فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے وہ اسم سکھا دیں۔ فرمایا: اے عائشہ وہ تمہیں بتانے کا نہیں۔ فرماتی ہیں: یہ سن کر میں ایک دم علیحدہ ہو گئی اور کچھ دیر خاموش رہی، پھر میں کھڑی ہوئی اور میں نے حضور ﷺ کے سر مبارک کو بوسہ دیکر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے سکھا دیجئے۔ فرمایا: وہ تمہیں بتانے کا نہیں۔ اگر میں تمہیں سکھا بھی دوں تو تم کو یہ جائز نہیں کہ تم اس کے ذریعہ محض دنیا کی چیز مانگو۔ فرماتی ہیں۔ پھر میں نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد یوں دعا کی۔ اللہم انی ادعوك اللہ وادعوك الرحمن، وادعوك البر الرحيم، وادعوك باسمائك الحسنی کلہما ما علمت منها وما لم اعلم ان تغفر لی وترحمنی۔

ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ میری دعا کون کر حضور مسکرائے اور فرمایا: وہ اسم اعظم نہیں اسماء میں ہے۔ (السنن لابن ماجہ، باب اسم اللہ الاعظم، ۲/۲۸۳، الجامع الصغیر للسيوطی، ۱/۹۲)

☆ عن اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسم اللہ الاعظم فی ہاتین الآیتین والہکم الہ واحد، لا الہ الا ہو الرحمن الرحيم۔ الم، اللہ لا الہ الا هو الحي القيوم۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ والہکم الہ واحد، لا الہ الا هو الرحمن الرحيم اور الم اللہ لا الہ الا هو الحي القيوم۔ (السنن لابن ماجہ، باب اسم اللہ الاعظم، ۲/۲۸۲، الجامع الصغیر للسيوطی، ۱/۶۸، الدر المنثور للسيوطی، ۱/۶۱۳، الترغیب والترہیب للمندری، ۲/۳۸۶، الامالی للمندری، ۱/۱۱۳)

تین اشخاص کی دعا قبول نہیں

عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ثلثة يدعون اللہ فلا يستجاب لہم، رجل كانت تحته امرأة سنية فلم يطلقها، ورجل كان له مال فلم يشهد عليه، ورجل اتى سفيها ماله، وقد قال اللہ عز وجل "ولا تؤتوا السفهاء اموالکم۔"

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور ان کی دعا قبول نہیں ہوتی ایک وہ جس کے نکاح میں کوئی بد خلق عورت ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے۔ دوسرا وہ جس کا کسی پر مالی حق تھا اور اس کے گواہ نہ کر لے، تیسرا وہ جس نے سفیہ بے عقل کو مال سپرد کر دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سفیہ کو اپنا مال نہ دو۔ (المستدرک للحاکم، ۲/۳۳۱، الجامع الصغیر للسيوطی، ۱/۲۱۶، کنز العمال للمتقی، ۲۳۸۲۵، ۱۶/۳۵، السنن الکبریٰ للبیہقی، ۱۰/۱۳۶)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت اس حدیث کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

اقول: وباللہ التوفیق: ظاہر اس سے مراد یہ ہے کہ اس خاص بارے میں ان کی دعا نہ سنی جائے گی نہ یہ کہ جو ایسا کرے مطلقاً اس کی کوئی دعا کسی امر میں قبول نہ ہو اور ان امور میں عدم قبول کا سبب ظاہر کہ یہ کام خود اپنے ہاتھوں کئے ہیں۔

عورت کی نسبت صحیح حدیث سے ثابت کہ ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے، اس کی کجی ہرگز نہ جائے گی، سیدھا کرنا چاہو تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا ٹوٹنا یہ ہے کہ طلاق دے دی جائے۔ پس یا تو آدمی اس کی کجی پر صبر کرے یا طلاق دے دے کہ نہ طلاق دیتا ہے، اور نہ صبر کرتا ہے بلکہ بددعا دیتا ہے تو قابل قبول نہیں۔

یونہی جب گواہ نہ کئے خود اپنا مال مہلکہ میں ڈالا اور سفیہ کو دینا بربادی کے لیے پیش کرتا ہے۔ پھر دانستہ مواقع مضرت میں پڑ کر یہ خلاصی مانگنا حماقت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ خوشنیتن کردہ راعلا بے نیست۔ فقیر کے خیال میں ظاہر معنی حدیث یہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم فقیر نے اس تحریر کے چند روز بعد الاشباہ والنظائر میں دیکھا، کہ فوائد شتی میں محیط کی کتاب النجر سے یہ تین شخص نقل کئے کہ ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

علامہ ہموں نے غزالیوں والہ صائر میں احکام القرآن امام ابو بکر ہامس سے نقل کیا: کہ ضحاک نے اپنے دین پر گواہ نہ کرنے والے کی نسبت کہا: ان ذہب حقہ لم یوجرو، وان دعا علیہ لم یجب، لانه ترک حق اللہ تعالیٰ وامرہ۔

یعنی اگر اس کا حق مارا گیا تو کچھ اجر نہ پائے گا اور اگر مدیون پر بددعا کرے تو قبول نہ ہوگی کہ اس نے اللہ عزوجل کا حق چھوڑا اور اس کے امر کا خلاف کیا۔ یعنی قولہ تعالیٰ واشہدوا اذا تبایعتم اور خرید و فروخت پر گواہ بنالو۔ یہ تعلیم بحمدہ تعالیٰ اس معنی کی مویہ ہے جو فقیر نے سمجھے یعنی ان کی دعا قبول نہ ہونا خاص اسی بارے میں ہے۔

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا تو نے دل آزرہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت تدبیر لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

فضائل دعا احادیث کی روشنی میں

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

ان اللہ تعالیٰ یقول انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا دعانی

بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھ سے دعا

کرے۔ (اصح لمسلم باب فضل الذکر والدعا ۲/۳۳۳، الجامع الصحیح للبخاری، باب ویکذرم اللہ نقہ ۲/۱۱۰۱)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں ”اللہ تعالیٰ کا علم و قدرت سے ساتھ ہونا تو ہر شے کے لیے ہے یہ خاص معیت کرم و رحمت ہے جو دعا کرنے والے کو ملتی ہے، اس سے زیادہ کیا دولت و نعمت ہوگی کہ بندہ اپنے مولیٰ کی معیت سے

مشرف ہو۔ ہزار حاجت روایاں اس پر نثار اور لاکھ مقصد و مراد اس کے تصدق“ (ذیل الدعاس ۵)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لیس شیء اکرم علی اللہ من الدعا (الجامع للترمذی باب فی فضل الدعاء، ۱۷۳/۲)
اللہ کی نزدیک کوئی بھی چیز دعا سے زیادہ برگزیدہ نہیں دے۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تعجزوا فی الدعاء،
فانہ لن یهلك مع الدعاء احد۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا میں فرمایا: دعا میں کسل و کمی نہ کرو کیوں کہ دعا کے ساتھ کوئی ہلاک نہ ہوگا۔ (المستدرک للحاکم، ۴۹۴/۱)

☆ عن محمد بن مسلمة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان لربکم
فی ایام دھر کم نفحات فتعر ضوالہا، لعل ان یصیبکم نفعہ منها فلا تشقون بعدہا ابدا۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک تمہارے رب کے لیے تمہارے
زمانے کے دنوں میں کچھ وقت عطا و بخشش و تجلی و کرم و جود کے ہیں تو انہیں پانے کی تدبیر کرو، شاید ان میں سے کوئی
وقت تمہیں مل جائے تو پھر بھی بدبختی تمہارے پاس نہ آئے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ۲۳۳/۱۹، کنز العمال، ۲۱۳۲۲/۷، ۷۶۹/۷)

جو اس کے فرمان سے نکل کر بڑی بغاوت پہ گامزن ہیں وہ مثل گو سالہ پرستان ہلاک جادوئے سامری ہیں
رو خدا میں جو مٹ گئے وہ شہید ہیں ماورا فنا سے
حیات جاوید ہے انہی کی زندہ تا ابد وہی ہے
کتاب آخر کلام ربی یعنی وہ نسخہ ہدایت
بیاں ہوئے اس میں جو فرا میں وہ سر بہ سرحق و راستی ہیں
خاتم الانبیاء ہے حق نے اپنے محبوب کو بنایا
سواد اعظم کا ہے عقیدہ کہ آپ ہی آخری نبی ہیں
خدا کا فرماں کہ مقصد تخلیق ہے سر بہ سر عبادت
پیدا کیے جس کی خاطر اس نے ملائکہ جن و آدمی ہیں
ہے ننھے سے کیڑے سے ڈائینوسار تک کا وہ رازق
وہ سب کا پالنے والا، روزی اس سے ہی پاتے کبھی ہیں
خدا یا! ہم کو بچائے رکھنا غضب سے اپنے زراہ احساں
شمار اپنا ہو ان میں نیز جن پہ انعام ایزدی ہیں

دعا کیا ہے؟

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تدعون اللہ تعالیٰ
فی لیلکم ونهارکم فان الدعاء سلاح المؤمن۔

(المستدرک للحاکم، ۶۶۹/۱، الجامع الصغیر للسیوطی، ۲۵۹/۲)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رات دن اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو
کیونکہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے۔

☆ عن امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم قال: قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم: الدعاء سلاح المؤمن وعماد الدین ونور السموات والارض۔ (ایضاً)

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا مسلمانوں کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون اور زمین و آسمان کا نور ہے۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الدعاء مخ العبادة.

(الجامع للترمذی باب ما جاء فی فضل الدعاء ۲/۴۷۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا مغز عبادت ہے۔

☆ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ تعالیٰ يقول: یا ابن آدم انک ما دعوتنی ورجوتنی غفرت لک علی ما کان منک ولا ابالی.

(ایضاً ابواب الدعوات، ۲/۹۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ابن آدم! تو جب تک مجھ سے دعا کرنے والا اور میرا امیدوار رہے گا میں تیرے گناہ کیسے ہی ہوں (اور کتنے ہی ہوں) معاف فرماتا رہوں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔

☆ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: علیکم عباد اللہ بالدعاء. (ایضاً)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو! تم پر دعا کرنا لازم ہے۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرور. (المسند للاحمد بن حنبل ۵/۲۷۷، الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/۸۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا کی کثرت کرو کہ دعا قضاء مبرور کو رد کرتی ہے۔

وہ خالق یکتا سب کا خدا	وہ سب کا حقیقی ہے داتا
پاتے ہیں اسی سے رزق کبھی	سبحان اللہ وبحمدہ
وہ رازق و مالک سب کا ہے	جو کچھ بھی ہے اس کا "سب" ہے
ہے جان کی ڈوری اس سے بندگی	سبحان اللہ وبحمدہ
نتا ہے وہی ہر وقت دعاء	ہے اُس پہ کھلا ہر حال میرا
نزدیک مری شاہ رگ سے بھی	سبحان اللہ وبحمدہ
میری رگ رگ میں وہ جیسے لہو	پر بادۂ "ہو" سے دل کا سیو
اک نشہ سا جاں پر طاری	سبحان اللہ وبحمدہ

ظلمت میں نور سویرا وہ کرتا ہی دور اندھیرا وہ
وہی دور کرے مری بے بھری سبحان اللہ وبحمدہ
نیر کا اسی سے ہے ناطہ وہ بندہ مسکین ہے اُس کا
ہر آن ہے اس کی شان نئی سبحان اللہ وبحمدہ
(ضیاء نیر)

برکاتِ دعا

عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یرد القضاء

الاالدعاء . (الجامع للترمذی باب ما جاء لا یرد القضاء الا الدعاء ۳۶/۲)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تقدیر کسی چیز سے نہیں ملتی مگر دعا سے یعنی قضاء معلق۔

☆ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان الدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل فعلیکم عباد اللہ بالدعاء .

(ترمذی، ابواب الدعوات، ۱۹۳/۲، کنز العمال ۳۱۵۶، ۲/۲۸)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بلا اتر چکی اور جو ابھی نہ اتری دعا سب سے نفع دیتی ہے تو دعا اختیار کرو، اے خدا کے بندو!

☆ عن ام المومن عائشة الصدیقہ رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان البلاء لینزل فیتلقاه الدعاء، فیتلجان الی یوم القيامة .

(المستدرک للحاکم، ۶۶۹/۱، الدر المنثور للسيوطی، ۱۹۵/۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک بلا اترتی ہے پھر دعا اس سے جا ملتی ہے تو دونوں کشتی لڑتی رہتی ہیں قیامت تک۔ یعنی دعا اس بلا کو اترنے نہیں دیتی۔

☆ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من فتحت له ابواب الدعاء فتحت له ابواب الرحمة . (ترمذی، ۱۹۳/۲)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے لیے دعا کے دروازے کھلے اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل گئے۔

☆ عن عباد بن الصامت رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من استغفر للمومنین والمومنات کتب اللہ له لکل مؤمن ومؤمنة حسنة .

(التاریخ الکبیر للبخاری، ۲۱۹/۳، کنز العمال ۲۵۶۷، ۱/۳۷۵)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو سب مسلمانوں مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مسلمان مرد و مسلمان عورت کے بدلے ایک نیکی لکھے گا۔

استغفار کی ضرورت و فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص خطا کار ہے اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

☆ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا: قسم ہے تیری عزت و جلال کی میں ہمیشہ بنی آدم کو گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی ارواح ان کے اندر رہیں گی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے بھی اپنی عزت و جلال کی قسم! میں انہیں بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخش مانگتے رہیں گے۔ (مسند احمد)

☆ جو شخص استغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر نیکی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دے گا۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

☆ کتاب الزہد میں حضرت لقمان سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اپنی زبان کو اللھم اغفر لی کا عادی بنالے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کچھ ایسی ساعتیں ہیں جس میں وہ سائل کو محروم نہیں فرماتا۔ پس استغفار دن رات میں زیادہ سے زیادہ کرو۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما ہوتے آپ کے صحابہ بھی حاضر ہوتے بات چیت کا سلسلہ بھی جاری رہتا اور اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات سے استغفار کرتے رہتے۔ رب اغفر لی و تب علی انک انت التواب الرحیم (معارف الحدیث)

معاصی چھٹ گئے اور بڑھ گیا نیکی کا سرمایہ
خدا کی رحمتیں برکھا کی صورت ہو گئیں نازل
اُسی کے فضل سے بگڑے ہوئے سب کام بنتے ہیں
وہی داتا عطا کرتا ہے سب کو رزق بے پایاں
ترنم ریز اس کے ذکر میں مشغول ہیں سارے
خدا سے دوری و مجھوری ہے وجہ پریشانی
تڑپ کرتی ہے پیدا بندہ مومن میں یاد اُس کی
اسی اُمید پر نیر کٹے جاتے ہیں روز و شب

(ضیاء)

مستغفرین کی برکت سے مخلوق کو روزی ملتی ہے

☆ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من استغفر للمؤمنین والمؤمنات کل یوم سبعا عشرین مرة کان من الذین یتستجاب لہم ویرزق بہم اهل الارض۔ (الحامع الصغیر للسیوطی ۵۱۳/۲)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو ہر روز مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کے

لیے ستائیں بار استغفار کرے وہ ان لوگوں میں ہوگا جن کی دعا قبول ہوتی ہے اور جن کی برکت سے خلق کو روزی ملتی ہے۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : من استغفر للمؤمنین والمؤمنات استغفر کل مولود من بنی آدم حتی مات . (جامع الاحادیث ج ۴ ص ۲۷۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو تمام مسلمان مرد اور عورتوں کے لیے استغفار کرے بنی آدم کے جتنے بچے پیدا ہوں سب اس کے لیے استغفار کریں یہاں تک کہ وفات پائے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

فقیر نے اس بارے میں اس لیے بکثرت احادیث نقل کیں کہ مسلمانوں کو رغبت ہو بعض طبائع دعا میں بخل کرتی ہیں اور نہیں جانتیں کہ یہ خود ان کا ہی نقصان ہے۔ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی دعائے خیر میں ملائکہ آسمان مشغول ہیں۔

وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ (القرآن) اور ملائکہ اہل زمین کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ (ذیل المدۃ ۲۸)

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اذا دعا الغائب لغائب قال له المملک و لك مثل ذلك . (الجامع الصغير للسيوطی ۴۳/۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص کسی شخص کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: اور تیرے لیے بھی اسی کے مثل بھلائی ہے۔

☆ عن ہلال بن یساف رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اذا دعا لعبد بدعوة فلم يستجب له كتبت له حسنة . (ایضاً)

حضرت ہلال بن یساف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی بندہ کی دعا قبول نہ ہو تو اسے ثواب ضرور ملتا ہے۔

کے حاصل ہوا اور اک خالق کی حقیقت کا جہین سجدہ جھکتی ہے بس اک معبود کے آگے خدا اور پیغمبر ﷺ کی اطاعت ہم پر لازم ہے فلاح دنیا و عقبی کا ضامن دین پیغمبر ﷺ خدا کی ذات کا عرفاں اسی زینے سی ملتا ہے ہم اُس کے نام سے ہر کام کا آغاز کرتے ہیں ہے تیرے نشان ہو کر بھی ہر جانب نشاں اُس کے

کرے آغاز حرف ”گن“ سے جو ہر ایک خلقت کا وہی معبود جو حقدار ٹھہرا ہے عبادت کا یہی ہے حکم قرآن کا، یہی فرمان سنت کا قیام امن عالم راستہ ہے دین فطرت کا بلاشبہ یہ قرآن ہی ہے زینہ علم و حکمت کا ہے جس کی باء بسم اللہ سے وارد خیر و برکت کا ہوا بے صورتی سے جلوہ پیدا اُس کی صورت کا

(ضیاء نیر)

دعا قضاے معلق شبیہ بہ مبرم کو ٹال دیتی ہے

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الدعاء یرد القضاء ، وان البر یرید فی الرزق ، وان العبد لیحرم الرزق بذنب یصیبہ .

(کنز العمال ۶۲/۲، ۳۱۱۸، الجامع الصغیر للسیوطی ۲/۲۵۹)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا قضا کو ٹال دیتی ہے، اور بیشک نیکی رزق کشادہ کرتی ہے، اور بندہ کسی گناہ کے سبب رزق سے محروم ہوتا ہے۔

☆ عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الدعاء جند من اجناد اللہ تعالیٰ مجند یرد القضاء بعد .

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے کہ قضا مبرم کو بھی ٹال دیتی ہے۔ (کنز العمال ۶۳/۲، ۳۱۱۹، تاریخ دمشق لابن عساکر ۶/۲۴۱)

اعلیٰ حضرت اور صدر شریعت علیہما الرحمۃ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت اس مقام پہ لکھتے ہیں:

تحقیق اس مقام پر یہ ہے کہ قضاے معلق دو قسم ہے معلق محض جس کی تعلیق کا ذکر لوح محو اثبات یا صحف ملائکہ میں بھی ہے، عام اولیاء جن کے علوم اس سے متجاوز نہیں ہوتے، ایسی قضا کے دفع پر دعا کی ہمت فرماتے ہیں کہ انہیں بوجہ ذکر تعلیق اس کا قابل دفع ہونا معلوم ہوتا ہے۔

دوسری معلق شبیہ بالبرم کہ علم الہی میں تو معلوم ہے مگر لوح محو اثبات و دفاتر ملائکہ میں اس کی تعلیق مذکور نہیں، وہ ان ملائکہ اور عام اولیاء کے علم میں مبرم ہوتی ہے۔ مگر خواص عباد اللہ جنہیں امتیاز خاص ہے بالہام ربانی بلکہ برویت مقام ارفع حضرت مخدع اس کی تعلیق باطنی پر مطلع ہوتے ہیں اور اس کے دفع میں دعا کا اذن پاتے ہیں اور یہ عام مومنین جنہیں الواح و صحائف پر اطلاع نہیں حسب عادت دعا کرتے ہیں اور وہ بوجہ اس تعلیق کے جو علم الہی میں تھی مندرج ہو جاتی ہے، یہ وہ قضاے مبرم ہے جو صلاح رو ہے اور اسی کی نسبت حضور غوثیت کا ارشاد امجد، ولہذا فرماتے ہیں: تمام اولیاء مقام قدر پر پہنچ کر رک جاتے ہیں سوا میرے کہ جب میں وہاں پہنچا تو میرے لیے اس میں ایک روزن کھولا گیا جس میں داخل ہو کر نزعت اقدار الحق بالحق للحق تقدیرات حق سے حق کے ساتھ حق کے لیے منازعت کی۔ مرد وہ ہے جو متارعت کرے نہ وہ کہ تسلیم۔ (ذیل الدعاء ص ۱۲۷)

یہاں تیسری قسم بھی ہے جس کی صراحت صدر الشریعہ نے یوں فرمائی ہے۔

تیسری مبرم حقیقی کہ علم الہی میں کسی شے میں معلق نہیں، اس کی تبدیلی ناممکن ہے، اکابر محبوبان خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ

عرض کرتے ہیں تو انہیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔ (بہار شریعت اول)

نظیر اس کی احکام ظاہر یہ شرعیہ ہیں۔ وہ بھی تین طرح آتے ہیں۔ ایک معلق ظاہر تعلیق کہ حکم کے ساتھ ہی بیان فرما دیا کہ

ہمیشہ کو نہیں ایک مدت خاص کے لیے ہے۔

کقولہ تعالیٰ: حتی يتوفهن الموت او يجعل الله لهن سبيلا ۔

دوسرے وہ کہ نام الہی میں تو ان کے لیے ایک مدت ہے مگر بیان نہ فرمائی گئی، جب وہ مدت ختم کو ہوئی اور دوسرا حکم آتا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حکم اول بدل گیا حالانکہ ہرگز نہ بدلا۔ لا تبدیل لکلمات اللہ، بلکہ اس کی مدت یہیں تک تھی گو ہمیں خبر نہ تھی ولہذا ہمارے علماء فرماتے ہیں: نسخ تبدیل حکم نہیں بلکہ بیان مدت کا نام ہے۔

تیسرے وہ کہ علم الہی میں ہمیشہ کے لیے ہیں۔ جیسے نماز کی فرضیت زنا کی حرمت، یہ اصلاً صلاح نسخ نہیں۔ وہ قضائیں بھی صورت امر ہوتی ہیں۔ مثلاً فلاں وقت فلاں کی روح قبض کرو، فلاں روز فلاں کو یہ دو، یہ چھین لو، نہ بے خبر کہ خبر الہی میں تخلف محال بالذات ہے و تمت کلمة ربك صدقا وعدلا، لا مبدل لکلماتہ، وهو السميع العليم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ذیل المدعایں ص ۱۲۹)

کوہ و دمن میں بحر و بر میں تو ہی تو
شام و سحر میں شمس و قمر میں تو ہی تو
جلوہ فروزاں دیدہ تر میں تو ہی تو
اہل ہنر کے طرز ہنر میں تو ہی تو
ہر ہونی انہونی خبر میں تو ہی تو
گلشن گلشن برگ و ثمر میں تو ہی تو
اس کے اوج کمال ہنر میں تو ہی تو

(خورشید بیک میلسوی)

مشک فتن میں لعل و گہر میں تو ہی تو
گردش وقت کی ڈور ہے ترے ہاتھ میں
تیرے ہی انوار سے روشن قلب و نظر
تیری سخاوت کے محتاج ہیں حرف و قلم
”کن فیکون“ ہے تیرے قبضہ قدرت میں
لالہ و گل میں تیرا ہی عکس حسن و جمال
تو نے ہی خورشید کو عزت و شہرت دی

دعا نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : من لم یسال اللہ یغضب

علیہ ۔ (السنن لابن ماجہ باب فضل الدعاء ۲/۲۸۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے گا۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ان اللہ تعالیٰ یقول : من لا

یدعونی اغضب علیہ ۔ (کنز العمال للمتی ۳۱۲، ۲/۶۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان مقدس ہے: جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اس پر غضب فرماؤں گا۔

یارب زکرم بہ بخش تقصیر مرا
مقبول بکن نالہ شکیر مرا
پیری و گناہ ماجرات عجیب
لطف تو کند چارہ تدبیر مرا

مشہور محدث علامہ نووی، ابن جماعہ، ابن عساکر اور سیہلی و دیگر جلیل القدر علماء اسلام نے فرمایا کہ مندرجہ ذیل سات اشعار کو اپنی دعا میں عاجزی اور محتاجی کے ساتھ پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرماتا ہے یہ بات علماء کرام کی مصدقہ و مجربہ ہے۔

يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الضَّمِيرِ وَيَسْمَعُ
يَا مَنْ يُرْجَى لِلشَّدَائِدِ كُلِّهَا
يَا مَنْ مَخَزَائِنُ رِزْقِهِ فِي قَوْلِ كُنْ
مَا لِي سِوَى فَقْرِي إِلَيْكَ وَبِسِيلَةٍ
مَا لِي سِوَى قَرْعِي لِبَابِكَ حِيلَةٍ
وَمَنِ الَّذِي أَدْعُو وَاهْتِفُ بِاسْمِهِ
حَاشَا لِحُجُودِكَ أَنْ تُقْطَعَ عَاصِيَا
أَنْتَ الْمُعِدُّ لِكُلِّ مَا يَتَوَقَّعُ
يَا مَنْ إِلَيْهِ الْمُشْتَكَى وَالْمَفْزَعُ
أَمَّنْ فَإِنَّ الْخَيْرَ عِنْدَكَ أَجْمَعُ
فَبِإِلَا فِتْقَارِ إِلَيْكَ فَقْرِي أَدْفَعُ
فَلَسِنْ رُدِّدْتُ فَإِنَّ بَابَ اقْرَعُ
إِنْ كَانَ فَضْلُكَ عَنْ فَقِيرِكَ يُمْنَعُ
الْفَضْلُ أَجْزَلُ وَالْمَوَاهِبُ أَوْسَعُ

(البدایہ والنہایہ ج ۳۱۸ ص ۱۲ و فیض القدر شرح جامع الصغیر ص ۵۳۳ ج ۳)

شاہز کرم برمن درویش نگر
برحال من خستہ و دل ریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشاش تو
برمن منکر بر کرم خویش نگر

حضور ﷺ کی دعا کی برکت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا بیٹا ہے یہ آپ کا خادم ہے لہذا اس کے لیے دعا فرمادیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اللهم أكثر ما له وولده وبارك له فيما أعطيته (ترمذی جلد دوم ص ۷۵۱، مشکوٰۃ شریف)

”یا اللہ جل جلالک اس کے مال میں برکت عطا کر، اس کی اولاد زیادہ کر اور جو تو نے اس کو عطا فرمایا ہے اس میں برکت دے۔“

کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبی تیری گلی میں
سورج تجلیوں کا ہر دم چمک رہا ہے
دیکھا نہیں کسی دن سایہ تیری گلی میں
دیوانہ کر دیا ہے دیوانہ ہو گیا ہوں
دیکھا ہے میں نے ایسا جلوہ تیری گلی میں

ایک روایت میں یوں ہے یا اللہ جل جلالک اس کی عمر زیادہ کر اور اسے جنت میں میرا رفیق بنا تو یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ کے باغ میں سال میں دو بار پھل لگتا اور اولاد میں ایسی برکت ہوئی کہ آپ کے ایک سواٹھا کھس بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں اور پوتے اور پوتیاں تو بہت زیادہ تھے۔ آپ نے ننانوے سال عمر پائی۔ یہ سب برکتیں آمنہ کے لال میکہ حسن و جمال رضی اللہ عنہا کی دعا سے ہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

دنیا کو راہبر نہ کوئی ان سا مل سکا
گو بے شمار آئے نگاہوں کے سامنے
تصویرِ خلق، پیکرِ رحمت، مثالِ انس
میں کیوں کسی بھی غیر کی الفت کا دم بھروں
آنکھیں بھریں تلاش میں از شرق تا غرب
اہل جہاں نے لاکھ کیا ہر طرف تلاش
بڑی! وہ ہر نظر میں ہیں وجہ صد افتخار
منزل سے باخبر کوئی ان سا نہ مل سکا
زخموں کا چارہ گر کوئی ان سا نہ مل سکا
کونین میں بشر کوئی ان سا نہ مل سکا
مجھ کو تو عمر بھر کوئی ان سا نہ مل سکا
دنیا میں دیدہ ور کوئی ان سا نہ مل سکا
آفاق میں مگر کوئی ان سا نہ مل سکا
صاحبِ دل و نظر کوئی ان سا نہ مل سکا

(خالد بڑی)

صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

حضرت ابو قرق صافہ صحابی رسول ﷺ سے روایت ہے کہتے ہیں میرے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ میں یتیم لڑکا تھا میں اپنی والدہ اور خالہ کی زیرِ کفالت تھا تاہم میرا زیادہ میلان خالہ کی طرف تھا میں اپنی چھوٹی چھوٹی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ اکثر مجھے کہتی پیارے بیٹے! اس آدمی یعنی نبی کریم ﷺ کے قریب نہ بھٹکنا وہ تمہیں راہ سے ہٹا دے گا اور گمراہ بنا دے گا تو میں گھر سے نکلتا چراگاہ میں جاتا بکریاں وہیں چھوڑتا اور آقا دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا۔ آپ کے پاس بیٹھتا آپ کی باتیں سنتا رہتا اور رات کو کمزور اور خشک تھنوں والی بکریاں لے کر گھر واپس ہو جاتا۔ ایک دن میری خالہ نے مجھ سے اس بارے میں پوچھا تو میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ پھر اگلے دن میں حضور ﷺ کے ہاں جا پہنچا۔ آپ کے معمولات پہلے ہی دن جیسے تھے ابنتہ آپ یہ فرما رہے تھے۔ اے لوگو! ہجرت کرو اور اسلام کو مضبوطی سے تھام لو کیونکہ جب تک جہاد ہوتا رہے گا ہجرت ختم نہیں ہوگی۔ پھر میں بکریاں لے کر گھر آ گیا اور تیسرے دن پھر آپ کے پاس جا بیٹھا وہاں بیٹھا رہا اور تب اٹھا جب اسلام لا چکا اور آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر چکا۔ پھر میں نے آپ سے اپنی خالہ کے معاملے اور بکریوں کے متعلق عرض کیا آپ نے مجھے فرمایا بکریاں میرے پاس لاؤ میں لے آیا آپ نے ان کی پشتوں اور تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی تو وہ چربی اور دودھ سے بھر گئے۔

جب میں اپنی خالہ کے پاس بکریاں لایا تو وہ کہنے لگیں میرے پیارے بیٹے بکریاں ایسے ہی چرایا کرو۔ میں نے کہا اے خالہ! میں نے آج بھی پہلے ہی کی طرح بکریاں چرائی ہیں مگر میں تمہیں اپنا قصہ بتلاتا ہوں پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے اور آپ کی سیرت و کلام کے متعلق آگاہ کر دیا تو میری والدہ اور خالہ کہنے لگیں ہمیں بھی آپ کے پاس لے چلو تو میں اپنی والدہ اور خالہ کو لے چلا۔ انھوں نے وہاں پہنچ کر اسلام قبول کیا اور نبی کریم ﷺ کی بیعت کی۔ (دلائل النبوة ۴۰۱)

مٹھے مٹھے سوہنے تیرے بول کملی والیا
کج لیندے عاصیاں دے پل کملی والیا
ٹھنڈیاں ہواواں نے مدینے وچوں چلیاں
زلفاں نوں دتا جدوں کھول کملی والیا
ترے ای سہارے مینوں جگ تے سنبھالیا
نہیں تے خورے جاناں سی میں ڈول کملی والیا

تیریاں عطاواں داتے میریاں خطاواں دا وجیا زمانے وچ ڈھول کھلی والیا

میاں بیوی میں شدید محبت ہوگئی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم محمد مصطفیٰ ﷺ مدینہ طیبہ کے بازار نہط میں سے گزرے، آپ کے ساتھ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی تھے ایک عورت سامنے سے آگئی اور عرض کرنے لگی، یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے گھر میں اپنے شوہر کے ساتھ ایک بیوی کی طرح رہتی ہوں اور میں ایک مسلمان عورت ہوں اور وہی کچھ چاہتی ہوں جو ایک مسلمان عورت چاہتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس بلاؤ تو وہ اسے لے آئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ تیری بیوی کیا کہتی ہے؟ اس آدمی نے نبی پاک ﷺ سے عرض کی اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ابھی تک اس عورت سے جماع کرنے کے سبب غسل کا پانی میرے سر سے سوکھا نہیں۔ نبی پاک ﷺ نے عورت سے فرمایا تم اس سے نفرت کرتی ہو؟ کہنے لگی ہاں اس رب کی قسم جس نے آپ کو نبوت سے سرفراز کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں اپنے آپ کو میرے قریب کر دو تو انھوں نے اپنی پیشانیاں آپ کے (پیشانی) کے قریب کر دیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

اللهم الف بينهما وحب احدهما الى الآخر

”اے اللہ! ان کے درمیان محبت پیدا فرما اور ان دونوں کو ایک دوسرے کا متوالہ کر دے۔“

پھر چند دن کے بعد نبی ﷺ کا ان پر گزر ہوا وہ مرد چہرہ تھا آپ نے دیکھا کہ اس کی عورت اپنی گردن پر چمڑہ اٹھائے شوہر کے پاس لا رہی تھی۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے عمر بن خطاب! کیا یہ وہی عورت نہیں جو چند روز قبل ہم سے یہ کچھ کہہ رہی تھی تو عورت کے کان میں آپ کی آواز مبارک پڑ گئی اس نے چمڑہ وہیں پھینکا اور دوڑ کر نبی پاک ﷺ کے قدم چوم لیے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تمہارا اور تمہارے شوہر کا کیا حال ہے؟ کہنے لگی اس رب کی قسم جس نے آپ کو عزت عطا فرمائی دنیا میں کوئی بھی مجھے اس سے زیادہ محبوب نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اشھدانسی رسول اللہ۔ اے عمر! گواہ ہو جا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ وانا

اشھدانک رسول اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (دلائل النبوة، ص ۴۰۸)

اس رہبر اعظم سے جو منقول نہ ہو گا	وہ ضابطہ ہرگز کبھی معقول نہ ہو گا
وہ روس کا دستور ہو یا چین کا آئین	اس پاک وطن میں کبھی مقبول نہ ہو گا
ملتا ہے مدینے سے جو پیغام محبت	وہ اور کسی سمت سے موصول نہ ہو گا
اغیار کے حق میں بھی وہ الطاف و کرم ہیں	ہرگز یہ کسی اور کا معمول نہ ہو گا
پیغمبر اسلام کی سیرت کے علاوہ	جو کچھ ہو اسلام پہ معمول نہ ہو گا
جو ختم نبوت کے عقیدے کو نہ مانے	اس شخص سے بڑھ کر کوئی مجہول نہ ہو گا۔
جس دل میں محمد کی محبت رہے بڑی ا	وہ حرص و ہوس میں کبھی مشغول نہ ہو گا

آسیب زدہ شفا یاب ہو گیا

حضرت اُمّ جندب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں میں نے آقائے دو عالم فخر بنی آدم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے پیچھے بنو حشم کی ایک عورت اپنا بچہ لیے چلی آرہی ہے وہ کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بچہ ہے اور میرے اہل و عیال میں سے صرف یہی بچا ہے اسے آسیب ہے یہ کلام نہیں کرتا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس کچھ پانی لاؤ، پانی لایا گیا، آپ نے اپنے ہاتھ مبارک ڈھوئے پھر پانی میں کلی فرمائی اور اسے وہ پانی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اسے یہ پلاؤ اور کچھ اس کے اوپر بہاؤ اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں۔ اُمّ جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں اس عورت کے پاس گئی اور میں نے کہا اس پانی میں سے کچھ مجھے بھی دے دو، وہ کہنے لگی یہ تو اس بیمار کے لیے ہے۔ کہتی ہیں پھر میں ایک سال بعد اس عورت سے ملی اور بچے کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا اسے شفاء ہو گئی اور دوسرے لوگوں سے کہیں زیادہ دانا و عقل مند ہے۔ (دلائل النبوة ص ۴۱۱)

بڑھی شان سے جو دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
دہن بن کے نکلی دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
اجابت کا جوڑا انابت کا سہرا

جلا ہوا ہاتھ درست ہو گیا

محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ اپنی والدہ اُمّ جمیل رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں تجھے (محمد بن حاطب کو) لے کر حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئی۔ جب میں مدینہ طیبہ سے ایک یا دو رات کے فاصلہ پر تھی۔ میں نے ایک جگہ تمہارے لیے کھانا پکانا شروع کیا لکڑیاں ختم ہو گئیں۔ میں لکڑیاں چننے نکل گئی تم نے ابلتی ہوئی ہنڈیا اٹھالی جو تمہاری کلائی پر الٹ گئی اور ہاتھ جھلس گیا۔ میں تمہیں لے کر مدینہ طیبہ پہنچی۔ تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ محمد بن حاطب سے یہ پہلا بچہ ہے جس کا نام آپ کے نام پر رکھا گیا ہے آپ نے تیرے سر پر دست شفقت پھیرا، برکت کے لیے دعا فرمائی اور تیرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے ہاتھوں پر تھکانے لگے اور ساتھ یہ فرما رہے تھے۔

اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاء لك شفاء لا يغادر سقماً

”اے لوگوں کے رب! اس کی تکلیف دور کر دے اور اسے شفا دے دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیری ہی طرف سے شفاء ہے ایسی شفاء عطا کر کہ کوئی تکلیف باقی نہ رہے۔“

میری والدہ کہتی ہیں میں تجھے لے کر ابھی آپ کی مجلس سے اٹھی بھی نہ تھی کہ تیرے ہاتھ بالکل درست ہو چکے تھے۔

(دلائل النبوة ص ۴۱۳)

اگر دل میں محمد کی محبت کا جنون ہو گا
ابو بکر و عمر، عثمان و حیدر جس کے شیدا ہیں
جسے تم ڈھونڈتے ہو لندن و پیرس میں جا جا کر
ہمارا پاسباں ختم نبوت کا عقیدہ ہے
یہ وہ جذبہ ہے جو پھر کم نہیں ہو گا، فزوں ہو گا
ذرا سوچو تو اس اخلاص میں کیسا فسوں ہو گا
فقد ارض مدینہ ہی میں حاصل وہ سکون ہو گا
یہی ہر دور ظلمت میں اجالے کا ستون ہو گا

مسلمان کے لیے ختم نبوت جزو ایمان ہے منافق ہی یہاں نیچے دروں، نیچے بروں ہو گا
وہ مرزا قادیانی ہو کہ اس کا کوئی ثانی ہو محمد مصطفیٰ کا ہر عدو خوار و زبوں ہوں گا
یہ ہر باطل نبوت کے مقدر کا نوشتہ ہے کہ ہر باطل نبوت کا پھریرا سرنگوں ہو گا
یہاں ختم نبوت کا علم لہرائے گا ہر سو وہ منظر کتنا دل کش زیرِ چرخ نیلگوں ہو گا
کبھی تو روضہ اقدس کو ان آنکھوں سے دیکھوں گا کبھی تو کامراں میرا یہ بخت واژگوں ہو گا
محمد مصطفیٰ کا ہر عدو مٹ جائے گا بزئی! کوئی مانے نہ مانے میں یہ کہتا ہوں کہ یوں ہو گا

جن کے لب پر رہا امتی امتی

یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی
میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لئے

جن کے لب پر رہا امتی امتی
وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی

جب غزوہ احد میں آپ ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوا جبرائیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! یہ دانت مبارک ہم کو عنایت کیجئے تاکہ اس کی برکت سے غضب الہی سے محفوظ رہیں۔ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا کہ یہ شکستہ دانت میری امت کے شکستہ دلوں کے لیے موجب بخشش ہے۔ روزِ محشر جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیری امت نے میری نافرمانی کی ہے تب میں کہوں گا کہ یا الہی تیرے بندوں نے میرا دانت شہید کیا۔ میں نے انہیں معاف کیا اور تیری شانِ رحیمی و کریمی ہے تو بھی میرے امتیوں کے گناہ معاف کر دے تو خالق کائنات معاف کر دے گا۔ (البرہان ص ۱۶۲ فی خصائص حبیب الرحمن، قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۳۳)

سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر بُروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
ہمارے آقا و مولیٰ نبی اکرم ﷺ ساری ساری رات امت کی بخشش و آرام کی خاطر کھڑے رہتے، گریہ و زاری فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک متورم ہو جاتے (شامل ترمذی)

حضرت عارف باللہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی زیارت کے لیے مسجد میں حاضر ہوئے وہاں آپ کو نہ دیکھا، تو بے تاب ہو کر شوق دیدار میں باہر نکلے۔ دریافت کیا، کسی نے پہاڑ کی طرف اشارہ کر دیا فوراً پہاڑ کی طرف دوڑے وہاں جا کر ایک گلہ بان کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تو نے میرے آقا و عالم ﷺ کو دیکھا ہے۔ چہ وہاں ہے جو اباً عرض کیا کہ:

گفت چو پاں مر مرا معلوم نیست من نمی دانم محمد نام کیست
میں نہیں جانتا محمد رسول اللہ ﷺ کس کا نام ہے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کچھ پتہ بھی ہے یہاں کوئی شخص نورانی
چہرے والے واللیل کی پیاری زلفوں والے..... والفجر کی پیاری پیشانی والی..... یسین کے پیارے دانتوں والے
الم نشرح کے پیارے سینے والے..... وما یناطق عن الہوی کی پیاری زبان والے..... والعصر کے

پیارے زمانہ والے نعمت کی پیاری جان والے آمنہ کے لال کو عبداللہ کے ذریعہ امت کے غمخوار کو امت کی خاطر غاروں میں رونے والے کو تو نہیں دیکھا، تو چرواہے نے جواب دیا۔

ایں قدر دانم کہ اندر تیرہ غار زاری نالہ کسے لیل و نہار
اتنا تو میں جانتا ہوں کہ اس اندھیری غار میں کوئی شخص گریہ وزاری کر رہا ہے اس کے رونے میں اتنا درد اور سوز ہے۔

جانور از نالہ او خستہ اند وز چرا کردن دہن ہابستہ اند
میرے جانور اس کے رونے سے متاثر ہو رہے ہیں اور گھاس چرنا چھوڑے ہوئے نہایت خستگی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ وہ پیارے اور دلکش الفاظ کون سے ہیں جو رونے میں معلوم ہوتے ہیں وہ کہتا ہے
می کند باگریہ ہر ساعتی نالہ یا امتی، یا امتی!
ہر گھڑی ہر وقت اس تاریک غار میں وہ اپنے رب کے سامنے رور و کراہی امت کی بخشش کے لیے یا امتی یا امتی کہہ رہے ہیں۔

جس کو امت کا غم ہی ستاتا رہا اشک غاروں میں جا کر بہاتا رہا
جو مقدر ہمارے بناتا رہا اس کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام
سبحان اللہ اس ظاہری حیات میں ہر وقت ہر مقام پر اپنے نام لیواؤں کی بخشش کو پیش نظر رکھا اور اپنے خالق و مالک ارحم الراحمین کی بارگاہ میں دعائیں کیں اور قیامت کے دن بھی تمام لوگ دیکھیں گے کہ ان پیارے پیارے لبوں کی جنبش ہی سب کی رہائی اور مصیبتوں سے نجات کا باعث بنے گی اور ہم گنہگاروں، سید کاروں کا حضور کی شفاعت سے ہی بیڑا پار ہوگا۔

اللهم ارزقنا شفاعت حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم

محمد کا رتبہ جہانوں سے بالا کوئی اور ان سنا نہ دیکھا نہ بھالا
انہوں نے کیا رسم الفت کو زندہ عداوت کو پیروں تلے روند ڈالا
ہوا کس کے باعث فلک نور افشاں زمیں کو اندھیروں سے کس نے نکالا
وہ کس نے مراتب کی تفریق اڑا دی برابر کیا ہر سقید اور کالا
وہ آئے تو تاریکیاں دور بھاگئیں وہ آئے تو ہر سمت چھایا اجالا
وہ اور ان کے اصحاب یوں صوفشاں تھے کہ ہو جس طرح چاند کے گرد ہالا
کوئی خواہ کتنا اٹوکھا ہو بزمی وہ ماہِ عرب دو جہاں سے نرالا

اللہ! کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آقائے دو عالم شفیع امت ﷺ کو قبر انور میں رکھا گیا تو میں نے آخری دیدار کی غرض سے آپ ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت کی۔

اذا رایت شفیتہ يتحرك فادنيت اذنی عندها فسمعت وهو يقول اللهم اغفر لامتی فاخبرتهم بهذا فمجبوا بشفقتہ علی امتہ (حجة الله علی العالمین)

”جب میں نے دیکھا تو آپ کے لب مبارک حرکت کر رہے تھے میں نے اپنے کانوں کو نزدیک کر کے سنا تو آپ فرما رہے تھے۔ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ میں نے یہ بات سب حاضرین کو سنائی تو اس شفقت پر سب دنگ رہ گئے۔“ (مدارج النبوة)

بخشش امت کی خاطر لبہائے مبارک نے صرف یہاں ہی حرکت نہیں فرمائی بلکہ اس دنیا میں جلوہ گر ہوتے وقت بھی رب ہب لی امتی کہہ کر ہم گناہ گاروں، سیہ کاروں کو اطمینان و سکون بخشا اور جب تک ظاہری دنیا میں جلوہ گری فرمائی ہر آن وہ ہر لحظہ امت کا سکون و اطمینان مد نظر رہا۔

تمہارے ہی لیے تھا اے گنہ گارو، سیہ کارو! وہ شب بھر جاگنا اور رات بھر رونا محمد ﷺ کا یہ سلسلہ تو نہ ختم ہونے والا ہے اختصار کے ساتھ یوں کہا جاسکتا ہے کہ ہمارے حضور ﷺ دعا فرمائیں تو مردہ زندہ ہو جائے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو بیمار شفا پا جائے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو ڈوبا ہوا سورج واپس نکل آئے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو پتھر بھی کلمہ پڑھنا شروع کر دیں۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو پہاڑ چننا شروع کر دے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو انگلیوں سے چشمے جاری ہو جائیں۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو سرکش اونٹ فرمانبردار ہو جائے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو کنکریاں تسبیح پڑھنی شروع کر دیں۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو کھانے میں برکت آ جائے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو اندھی آنکھوں کی بینائی واپس آ جائے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو کٹا ہوا بازو اسی وقت جڑ جائے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو سڑی کھجوریں ہری ہو جائیں۔

تیرے کرم کے احاطے میں دونوں عالم ہیں کوئی کہیں بھی ہو بے شک تیری نگاہ میں ہے

تیری پناہ کا جس بے نوا پہ سایہ ہے وہ دو جہاں میں سب سے بڑی پناہ میں ہے

(ماخذ)

مسنون دعائیں

عن امیر المؤمنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : من دعا بهذا الدعاء بعد کل صلوة اللہم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادة الرحمن الرحیم انی اعهد الیک فی هذه الحیاة الدنیا بانک انت اللہ لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک فلا تکلنی الی نفسی فانک ان تکلنی الی نفسی تقربنی من السوء وتباعدنی فی الخیر، وانی لا اعلق الا برحمتک فاجعل رحمتک لی عہدا عندک تؤدیہ الی یوم القیامة انک لا تخلف المعیاد . (الجامع للترمذی، ابواب الدعوات ۱۸۷/۲)

امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھی۔ اللہم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادة الرحمن الرحیم انی اعهد الیک فی هذه الحیاة الدنیا بانک انت اللہ لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک فلا تکلنی الی نفسی فانک ان تکلنی الی نفسی تقربنی من السوء وتباعدنی فی الخیر، وانی لا اعلق الا برحمتک فاجعل رحمتک لی عہدا عندک تؤدیہ الی یوم القیامة انک لا تخلف المعیاد . فرشتہ اس دعا کو لکھ کر مہر لگا کر قیامت کے لیے اٹھائے گئے، جب اللہ تعالیٰ اس بندے کو قبر سے اٹھائے، فرشتہ ساتھ لائے اور ندا کی جائے عہد والے کہاں ہیں۔ انہیں وہ عہد نامہ دیدیا جائے۔

☆ عن عبد اللہ بن یزید الخطی الانصاری رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اللہم ان ما رزقتنی مما احب فاجعله قوۃ لی فیما تحب، اللہم! وما زویت عنی مما احب فاجعله فراغالی فیما تحب . (ایضاً)

حضرت عبد اللہ بن یزید خطمی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ اس طرح دعا کی۔ اللہم اما رزقتنی مما احب فاجعله قوۃ لی فیما تحب، اللہم! وما زویت عنی مما احب فاجعله فراغالی فیما تحب۔

☆ عن ام المومنین عائشة الصدیقة رضی اللہ عنہا قالت : کنت نائمة الی جنب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففقدتہ من اللیل فلمستہ فوق یدی قدمیہ وهو ساجد وهو یقول اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک ، لا احصى ثناء علیک انت کما اثبت علی نفسک . (ایضاً)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سو رہی تھی، میری آنکھ کھلی تو میں نے حضور ﷺ کو نہ پایا لہذا میں نے ٹٹولنا شروع کیا تو میرے ہاتھ آپ کے مبارک قدموں پر پڑے جبکہ حضور ﷺ

سجدہ میں تھے اور یہ دعا پڑھ رہے تھے۔ اعوذ برضاك من سخطك وبمعافاتك من عقوبتك ، لا احصي ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك۔

☆ عن امير المؤمنين علي المرتضى كرم الله تعالى وجهه الكريم قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم لك الحمد كالذي تقوي، وخيرا مما نقول . (الجامع الصغير ۱/۹۴)

امير المؤمنين حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح دعا کی۔

اللهم لك الحمد كالذي تقوي، وخيرا مما نقول۔

وسیلے سے دعا کرنا

عن عثمان بن حنيف رضى الله عنه قال: ان رجلا اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ادع الله لى ان يعافينى فقال: ان شئت اخرت لك وهو خير، وأن شئت دعوت، فقال: ادعه، فامرہ ان يتوضأ فيحسن وضوءه ويصلى ركعتين ويدعو بهذا الدعاء، اللهم انى اسألك واتوجه اليك بمحمد نبى الرحمة يا رسول الله! انى قد توجهت بك الى ربى فى حاجتى هذه لتقضى اللهم فشفعه فى .

حضرت عثمان بن حنيف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نابینا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس پریشانی سے نجات عطا فرمائے۔ فرمایا: اگر چاہو تو اس مصیبت کا اجر و ثواب آخرت کے لیے اٹھا رکھو اور اگر چاہو تو میں دعا کئے دیتا ہوں۔ بولے: حضور دعا فرمادیں۔ حضور ﷺ نے ان کو اچھی طرح وضو کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ دو رکعت نماز ادا کریں اور یہ دعا پڑھیں: اللهم انى اسألك واتوجه اليك بمحمد نبى الرحمة يا رسول الله! انى قد توجهت بك الى ربى فى حاجتى هذه لتقضى اللهم فشفعه فى .

(اخرجه الترمذى فى السنن، كتاب: الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب: فى دعا الضعيف، ۵/۵۶۹، الرقم: ۳۵۷۸، والنسائى فى السنن الكبرى، ۱/۱۶۸، الرقم: ۱۰۴۹۳، ۱۰۴۹۵، وابن ماجه فى السنن، كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ماجاء فى صلاة الحاجة، ۱/۳۳۱، الرقم: ۱۳۸۵، وابن خزيمة فى الصحيح، ۲/۲۲۵، الرقم: ۱۴۱۹، واحمد بن حنبل فى المسند، ۳/۱۳۸، الرقم: ۱۷۲۳۰ - ۱۷۲۳۲، والحاكم فى المستدرک، ۱/۳۵۸، ۷۰۰، ۷۰۷، الرقم: ۱۱۸۰، ۱۹۰۹، ۱۹۲۹، والطبرانى فى المعجم الصغير، ۱/۳۰۶، الرقم: ۵۰۸، وفى المعجم الكبير، ۹/۳۰، الرقم: ۸۳۱۱، والبخارى فى التاريخ الكبير، ۶/۴۰۹، الرقم: ۲۱۹۲)

☆ عن ابى الدرداء رضى الله عنه : قال سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیقول : ابغونی فی ضعفانکم، فانما ترزقون وتنصرون بضعفانکم .

”حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں مجھے اپنے کمزور لوگوں میں تلاش کرو تمہیں اپنے کمزور لوگوں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے اور ان کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔“ (بخاری، ۱۰۶۱/۳، رقم ۲۷۳۹)

☆ عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا انفلتت دابة أحدكم بارض فلاة فليناد يا عباد الله! احبسوا على، يا عباد الله! احبسوا على، فان الله فى الارض حاضرًا سبحانه عليكم .

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی سواری جنگل بیاباں میں چھوٹ جائے تو اس (شخص) کو (یہ) پکارنا چاہیے: اے اللہ کے بندو! میری سواری پکڑا دو، اے اللہ کے بندو! میری سواری پکڑا دو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے (ایسے) بندے اس زمین میں ہوتے ہیں، وہ تم کو (تمہاری سواری) پکڑا دیں گے۔“ (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الكبير، ۲۱۷/۱۰، الرقم ۱۰۵۱۸، ۱۱۷۱۷، الرقم ۲۹۰، وایعلی فی المسند، ۱۷۷/۹، الرقم ۵۲۶۹، والدیلمی فی الفردوس بمأثور الخطاب، ۳۳۰/۱، الرقم ۱۳۱۱، والہیثمی فی تجميع الزوائد، ۱۰/۱۳۲)

☆ عن عتبة بن غزوان عن نبی الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا اضل أحدكم شيا أو اراد أحدكم عونا وهو بارض ليس بها انيس فليقل يا عباد الله اغيثنى يا عباد الله اغيثنى فان الله عبادًا لا نراهم وقد جرب ذلك .

”حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی کوئی شے گم ہو جائے اور تم میں سے کوئی مدد چاہے اور وہ ایسی جگہ ہو کہ جہاں اس کا کوئی مددگار بھی نہ ہو تو اسے چاہیے کہ کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی بندے ہیں جنہیں ہم دیکھ تو نہیں سکتے (لیکن وہ لوگوں کی مدد کرنے پر مامور ہیں) اور یہ آزمودہ بات ہے۔“ (ایضاً)

☆ عن ام المؤمنين عائشة الصديقه رضى الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا قال العبد: يا رب! يا رب! قال الله تبارك وتعالى: لبيك، عبدی سل تعط . (کنز العمال ۳۱۳۲، ۲/۶۴)

ام المؤمنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ یارب! یارب! کہتا ہے تو اللہ عزوجل لبیك فرماتا ہے، اور فرماتا ہے: اے میرے بندے مانگ تجھے دیا جائے۔

☆ عن هشام بن ابی رقیة رضى الله عنها ان ابا الدرداء وعبد الله بن عباس رضى الله تعالى عنهم قال: ان اسم الله الاكبر رب، رب . (المستدرک للحاکم ۱/۶۸۴)

حضرت ہشام بن ابی رقیۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابودرداء اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ اسمِ اعظم رب، رب ہے۔

دعائے حاجت

عن انس بن مالك رضى الله عنه قال: ان ام سليم غدت على النبی صلى الله عليه وسلم فقالت

علمنی کلمات اقولهن فی صلوتی فقال: کبریٰ اللہ عشرا، وسبحی اللہ عشرا، واحمدیه عشرا، ثم سلی ما شئت یقول: نعم، نعم۔ (ترمذی، ماجاء فی صلوة التبیح، ۶۳/۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا صبح کے وقت حاضر ہوئیں اور عرض کی حضور مجھے کچھ ایسے کلمات تعلیم فرمائیں کہ میں اپنی نماز میں کہا کروں۔ ارشاد فرمایا: دس بار اللہ اکبر دس بار سبحان اللہ، دس بار الحمد للہ کہہ لیا کرو، پھر جو چاہو مانگو اللہ تعالیٰ خیر فرمائے گا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

”اس کا صریقہ یوں ہو کہ دو رکعت نفل پاؤں تازہ وضو کر لیں، اور قعدے میں بعد دو و شریف اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمد للہ، دس دس بار کہہ کر دعائے مقصود ایسے لفظوں سے کرے جو نفل نماز نہ ہوں۔ مثلاً ”اسئلك ان تقضى لی حاجتی کلها فی الدنیا والآخرة ما کان منها لی خیرا و لك رضا یا ارحم الراحمین۔ آمین“ (ذیل المدعا ص ۱۷۴) حاکم، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا، اور امام ترمذی نے حسن قرار دیا۔

☆ عن عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من كانت له الی اللہ حاجة او الی احد من بنی آدمی فلیتوضأ ولیحسن الوضوء ثم یصل رکعتین، ثم لیثن علی اللہ ولیصل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا الہ الا اللہ الحلیم الکبیر سبحان اللہ رب العرش العظیم، الحمد للہ رب العالمین، اسئلك موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمة من کل بر والسلامة من کل اثم، لا تدع لی ذنبا الا غفرته ولا هما الا فرجته، ولا حاجة هی لك رضا الا قضيتها یا ارحم الراحمین۔ (الجامع للترمذی باب ما جاء فی صلوة الحاجة، ۶۳/۱)

حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو یا کسی انسان سے تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے اور حضور نبی کریم ﷺ پر دو و شریف پڑھے، پھر یہ دعا پڑھے۔ لا الہ الا اللہ الحلیم الکبیر سبحان اللہ رب العرش العظیم، الحمد للہ رب العالمین، اسئلك موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمة من کل بر والسلامة من کل اثم، لا تدع لی ذنبا الا غفرته ولا هما الا فرجته، ولا حاجة هی لك رضا الا قضيتها یا ارحم الراحمین۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: یا علی! الا اعلمک دعا اذا اصابک غم او هم تدعوبہ ربک فیستجاب لك باذن اللہ ویفرج عنک۔ توضأ وصل رکعتین، واحمد اللہ، واثن علیہ، وصل علی نبیک، واستغفر لنفسک وللمؤمنین والمؤمنات، ثم قال: اللهم انت تحكم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون لا الہ الا اللہ العلی العظیم، لا الہ الا اللہ الحکیم الکبیر، سبحان اللہ رب السموات السبع ورب العرش العظیم، الحمد للہ رب العالمین،

اللهم! كاشف الغم، مفرج الهم مجيب دعوة المضطرين اذا دعوك، ورحمن الدنيا والآخرة ورحيمهما، فارحمني في حاجتي هذه بقضائها ونجاحها رحمة تغنيني بها عن رحمة من سواك .
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا۔ اے علی! کیا میں تمہیں وہ دعا نہ بتا دوں کہ جب تمہیں کوئی غم یا پریشانی ہو تو اسے عمل میں لاؤ، باذن اللہ تمہاری دعا قبول ہو اور غم دور ہو۔ وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھو، اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اپنے نبی علیہ السلام پر درود خوانی، اور اپنے اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے استغفار کرو۔ پھر کہو۔ اللهم! انت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون لا اله الا الله العلي العظيم، لا اله الا الله الحكيم الكبير، سبحان الله رب السموات السبع ورب العرش العظيم، الحمد لله رب العالمين، اللهم! كاشف الغم، مفرج الهم مجيب دعوة المضطرين اذا دعوك، ورحمن الدنيا والآخرة ورحيمهما، فارحمني في حاجتي هذه بقضائها ونجاحها رحمة تغنيني بها عن رحمة من سواك۔

☆ عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اثني عشرة ركعة تصليهن من ليل او نهار، وتشهد بين كل ركعتين، فاذا تشهدت في اخر صلوتك فاثني على الله عز وجل، وصل على النبي صلى الله عليه وسلم، واقرا وانت ساجد افاتحة الكتاب، سبع مرات، وآية الكرسي سبع مرات، وقل: لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير عشر مرات ثم قل: اللهم! اني اسئلك بمعاهد الغر من عرشك، ومنتهى الرحمة من كتابك، واسمك الاعظم وجدك الاعلى وكلماتك التامة، ثم سل حاجتك، ثم ارفع راسك، وسلم يمينا وشمالا، ولا تعلموها السفهاء فانهم يدعون بها فيستجابون . (ايضاً)
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رات یا دن میں بارہ رکعتیں، اور دو رکعت پر التحیات پڑھ، پچھلی التحیات کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضور نبی کریم ﷺ پر درود بجالا، پھر سجدہ میں فاتحہ سات بار، آیہ الکرسی سات بار، لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير، دس بار پڑھ، پھر کہہ ”اللهم! اني اسئلك بمعاهد الغر من عرشك، ومنتهى الرحمة من كتابك، واسمك الاعظم وجدك الاعلى وكلماتك التامة“ پھر اپنی حاجت مانگ، پھر سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیر اور اسے بے وقوفوں کو نہ سکھانا کیونکہ وہ اس کے ذریعہ دعا کریں گے تو قبول ہوگی۔ (ذیل المداح ص ۱۷۶)

یہ ہے وہ تیر جو سیدھا نشانے پر لگتا ہے

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں:

احمد بن حریب و ابراہیم بن علی، اور ابو زکریا و حاکم نے کہا: ہم نے اس کا تجربہ کیا تو حق پایا، فقیر کہتا ہے: غفر اللہ تعالیٰ لہ، فقیر نے

بھی چند بار تجربہ کیا، تیرے خطا پایا۔ یہاں تک کہ بعض اعزہ کے مرض کو امید اشدیدہ واشتداد مدیدہ ہوا حتیٰ کہ ایک روز بالکل نزع کے آثار طاری ہو گئے۔ سب اقارب رونے لگے۔ فقیر ان سب کو رونا چھوڑ کر دروازہ کریم پر حاضر ہوا، یہ نماز پڑھی اس کے بعد مریض کی طرف چلا اور وسوسہ تھا کہ شاید خبر نوع دگر سننے میں آئے، وہاں گیا تو بجز اللہ تعالیٰ مریض کو بیٹھا باتیں کرتا پایا۔ مرض جاتا رہا اور چند روز میں قوت بھی آ گئی۔ واللہ الحمد۔

فائدہ: یہ حدیث ابن عساکر نے بہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی، مگر اتنا فرق ہے کہ اس میں اس نماز کا وقت بعد مغرب معین کیا، اور فاتحہ آیۃ الکرسی و کلمہ مذکور پڑھنے کے لیے بارہویں رکعت کا پہلا سجدہ اور دعا ”اللھم انی اسئلك“ پڑھنے کو اس کا دوسرا سجدہ رکھا، نہ یہ کہ بعد ”التحیات“ کے سلام سے پہلے ایک سجدہ جدا گانہ میں پڑھی جائیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

اقول: مگر ہمارے جمہور ائمہ لفظ اسئلك بمعائد الغر من عرشك، کو منع فرماتے ہیں۔ ہدایہ وقایہ و تنویر الابصار و در مختار شرح جامع صغیر امام قاضی خان و تمرثاشی و محبوبی و غیر ہا کتب فقیہ میں اس کی ممانعت مصرح، علامہ ابن امیر الحج نے حلیہ میں تصریح فرمائی کہ، یوں کہنا مکروہ تحریمی قریب بحرام قطعی ہے اور یہ حدیث بشدت ضعیف ہے کہ اس باب میں ہرگز قابل استناد نہیں ہو سکتی۔ تو ان ترکیبوں سے یہ لفظ کم کر دینا ضروری ہے۔

ثم اقول: سجدے بلکہ قیام کے سوا نماز کے کسی فعل میں قرآن عظیم کی تلاوت حدیث و فقہ دونوں سے منع ہے یہاں تک کہ سہو پڑھے تو سجدہ لازم، اور عمدہ پڑھے تو اعادہ واجب تو ضرور ہے کہ فاتحہ، آیۃ الکرسی جو سجدے میں پڑھی جائیں گی ان سے ثنائے الہی کی نیت ہے، تو جتنی رکعات ایک نیت سے پڑھی جائیں ہر قعدہ میں التحیات کے بعد درود و دعا سب کچھ ہو، اور ہر تیسری کے آغاز میں سبحانک اللھم و اعوذ بھی ہو۔

ثم اقول: ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک ایک نیت میں دن کو چار رکعت سے زیادہ مکروہ ہے، اور رات کو آٹھ سے زائد، و ظاہر اطلاق الکراہۃ التحریم، وقد نص فی رد المحتار علی انه لا یحل فعلہ، مگر دن کی کراہت متفق علیہ اور رات کی کراہت میں اختلاف ہے۔ امام شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا: رات کو آٹھ سے زیادہ بھی مکروہ نہیں۔ فتاویٰ خلاصہ میں اسی کو صحیح کہا، و عامتہم علی الکراہیۃ و صححہا فی البدائع۔ تو یہ نماز اگر ہر شب میں ہو کہ ایک صحیح پر کراہت سے محفوظ رہے۔ (ذیل الدعاء ص ۹۷)

ادعیہ ماثورہ

ادعیہ ماثورہ میں سے آخر میں چند ماثورہ دعائیں اعراب کے ساتھ مختلف کتب سے بغیر ترجمہ و تشریح کے لکھی جا رہی ہیں تاکہ یاد کرنے میں آسانی رہے۔

- اللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ○
- اللّٰهُمَّ اغْفِرْ عَنِّيْ فَاِنَّكَ غَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ وَانْتَ غَفُوٌّ كَرِيْمٌ ○
- اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَى بِالْقَدْرِ ○

- رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاهْدِنِي السَّبِيلَ الْاَقْوَمَ
- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْمُعَافَاةَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ○
- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی دِیْنِیْ وَدُنْیَایْ وَآهْلِیْ وَمَالِیْ . اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتِیْ وَامِنْ رَّوْعِیْ
- اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیْ وَ مِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمَیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ
- مِنْ تَحْتِیْ ○
- اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْر كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ ○
- اَللّٰهُمَّ یَا نُوْرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ یَا زَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ یَا جَبَّارَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ یَا عِمَادَ
- السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ یَا قَیَّامَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یَا
- صَرِیْحَ الْمُسْتَضْرِحِیْنَ وَ مُنْتَهٰی الْعَابِدِیْنَ وَالْمُفْرِجِ عَنِ الْمَكْرُوْبِیْنَ وَالْمُرَوِّحِ عَنِ الْمَغْمُوْمِیْنَ وَ مُجِیْبُ
- دُعَآءِ الْمُضْطَرِّیْنَ وَ یَا كَاشِفَ الْمَكْرُوْبِ یَا اِلٰهَ الْعٰلَمِیْنَ وَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ مَنْزُوْلُ بِكَ كُلِّ حَاجَةٍ ○
- اَللّٰهُمَّ اَنَا نَسْنَلُكَ بِمَا سَأَلَكَ مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَنَسْتَعِیْذُ بِمَا اسْتَعَاذَ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ ○
- یَا حَتّٰی یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ ○
- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا ○
- اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَیَّ عِنْدَ كَبْرِ سِنِّیْ وَانْقِطَاعِ عُمرِیْ ○
- اَللّٰهُمَّ افْتَحْ مَسَامِعَ قَلْبِیْ لِذِكْرِكَ وَارْزُقْنِیْ طَاعَتَكَ وَطَاعَةَ رَسُوْلِكَ وَعَمَلًا بِكِتَابِكَ ○
- اَللّٰهُمَّ الطُّفْ بِنِّیْ فِی تَبْسِیْرِ كُلِّ عِیْسِرٍ فَاِنَّ تَبْسِیْرَ كُلِّ عِیْسِرٍ عَلَیْكَ یَسِیْرٌ وَاَسْئَلُكَ الْیُسْرَ وَالْمُعَافَاةَ فِی
- الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ○
- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِنُوْرٍ وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهٗ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اَنْ تَجْعَلَنِّیْ فِی حِرْزِكَ وَحِفْظِكَ
- وَجَوَارِكَ وَتَحْتَ كَنَفِكَ ○
- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِیْعِ سَخِطِكَ ○
- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ وَالْاَدْوَاءِ ○
- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْفَوْزَ فِی الْقَضَآءِ وَنَزَلَ الشَّهَادَآءِ وَعَیْشَ السَّعَادَآءِ، وَالنَّصْرَ عَلَی الْاَعْدَآءِ ○
- اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَلَا تَنْزِعْ مِنِّیْ صَالِحَ مَا اَعْطَیْتَنِیْ ○
- اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا، وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا، وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا، وَلَا تُشِمِّتْ بِنِّیْ
- عَدُوًّا وَلَا حَاسِدًا ○
- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ كُلِّ خَیْرٍ خَزَائِنُهُ بِیَدِكَ ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُهُ بِیَدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ

- مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعِزَائِمِ مَغْفِرَتِكَ ، وَالسَّلَامَةِ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ ، وَالْغَنِيمَةِ مِنْ كُلِّ بَرٍّ ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ ○
- اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَالْقَسْوَةِ ، وَالْغَفْلَةِ وَالذَّلَّةِ ، أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْكَفْرِ ، وَالْفُسُوقِ وَالشَّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَالسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبُكْمِ وَالْجُنُونِ وَالْجَذَامِ وَالْبَرَصِ وَمَسِيِّ الْأَسْقَامِ ○
- اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَادَ بِهِ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ ، وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِي خَيْرًا ○
- اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتَّقَى وَالْعِفَاقَ وَالْغِنَى ○
- اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ الْأَشْيَاءِ إِلَيَّ ، وَاجْعَلْ خَشْيَتَكَ أَخَوْفَ الْأَشْيَاءِ عِنْدِي ، واقْطَعْ عَنِّي حَاجَاتِ الدُّنْيَا بِالشُّوقِ إِلَى لِقَائِكَ ، وَإِذَا أَقْرَرْتُ أَعْيُنَ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ دُنْيَاهُمْ فَاقْرِضْ عَيْنِي مِنْ عِبَادَتِكَ ○
- اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ ○
- اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِي مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِي مِنَ الْكُذِبِ ، وَعَيْنِي مِنَ الْخِيَانَةِ ، فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ○
- اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدَّى وَالْهَدْمِ وَالْفِرْقِ وَالْحَرَقِ ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا ○
- اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ○
- اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ ○
- اللَّهُمَّ لَا تَدْعَ لَنَا ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا دَيْنًا إِلَّا قَضَيْتَهُ وَلَا حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ○
- اللَّهُمَّ اكْفِنِي كُلَّ مَهْمٍ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتَ وَمِنْ أَيْنَ شِئْتَ حَسْبِيَ اللَّهُ لِيَدِينَنِي حَسْبِيَ اللَّهُ لِدُنْيَايَ حَسْبِيَ اللَّهُ لِمَا أَهَمَّنِي حَسْبِيَ اللَّهُ لِمَنْ بَغَى عَلَيَّ حَسْبِيَ اللَّهُ لِمَنْ حَسَدَنِي حَسْبِيَ اللَّهُ لِمَنْ كَادَنِي بِسُوءٍ حَسْبِيَ اللَّهُ عِنْدَ الْمِيزَانِ حَسْبِيَ اللَّهُ عِنْدَ الصِّرَاطِ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ○
- اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي قُدْرَتِكَ ، وَاقْضِ أَجَلِي فِي طَاعَتِكَ ، وَاخْتِمْ لِي بِمَغِيرِ عَمَلِي ، وَاجْعَلْ ثَوَابَهُ الْجَنَّةَ ○

یا رب منم دوست تہی چشم پر آب جاں دادہ دل سوختہ وسینہ کباب
نامہ سیہ دہر تہہ کار خراب از روئے کرم بفصلِ خویشم دریاب

ایک رقت انگیز دعاء

حضور سیدنا عوث اعظم رضی اللہ عنہ (ص ۳۳۶) ایک شخص کی پر اثر دعا کا تذکرہ فرماتے ہیں جو کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور مولیٰ کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے خود اپنے آنکھوں دیکھے واقعہ پر مشتمل ہے اور وہ بھی حرم کعبہ میں۔ سبحان اللہ چنانچہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم طواف کعبہ میں مشغول تھے کہ اچانک ایک آواز سنائی دی، کوئی شخص مندرجہ ذیل اشعار بڑے درد کے ساتھ پڑھ رہا ہے۔

یا کاشف الکرب والبلوی مع السقم
اے وہ ذات جو بیماریوں کے ساتھ غم و بلا دور کرتا ہے
نحن ندعو وعین اللہ لم تنم
اور میں دعا کر رہا ہوں اور چشم الہی نہیں سوتی ہے
یا من اشار الیہ الخلق بالکرم
اے وہ جس کی بخشش کی طرف لوگ اشارہ کرتے ہیں
فمن یجود علی العاصین بالنعم
کون ہے جو گناہگاروں پر بخشش کرے گا

یا من یجیب دعا المضطر فی الظلم
اے وہ ذات جو تارکیوں میں غمزدہ کی دعا قبول کرتا ہے
قد بات وفدک حول البیت والحرام
بے شک تیرے گروہ نے کعبہ اور حرم کے گرد رات گزاری
ہب لی بجودک ما اخطات من جرم
اپنے فضل و کرم کے صدقہ میں میرے گناہوں کو بخش دے
ان کان عفوک لم یسبق لمجرم
اگر تیری معافی گناہگاروں کی جانب سبقت نہ کرے۔

باپ کی ناراضگی میں رب کی ناراضگی

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے فرمایا: اے حسین! تم سن رہے ہو کہ وہ اپنے گناہوں پر کس طرح رو رہا ہے اور اپنے رب کو کس طرح پکار رہا ہے۔ تم ادھر جاؤ شاید وہ تم کو مل جائے، اُسے بلا لاؤ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اُس طرف گیا اور وہ مجھے مل گیا۔ میں نے اُسے دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت چھریرے بدن کا آدمی ہے اُس کے کپڑے صاف تھے اور خوشبو آ رہی تھی، مگر اُس کا داہنا بازو شل تھا، میں نے کہا کہ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تم کو بلا رہے ہیں۔ یہ سن کر وہ شخص اٹھا اور مفلوج حصہ کو کھینچتا ہوا حضرت امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا انہوں نے اُس کا حال دریافت کیا اور پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا اے امیر المومنین، آپ اس کا حال کیا دریافت فرماتے ہیں جو عذاب میں گرفتار ہو اور اہل و عیال کے حقوق کی ادائیگی سے روک دیا گیا ہو (اپا ج ہو) آپ رضی اللہ عنہ نے اُس کا نام دریافت فرمایا: اُس نے اپنا نام ”منازل بن لاحق“ بتایا، حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا قصہ کیا ہے؟ اُس نے کہا میں لہو و لعب اور عیش و طرب کے معاملہ میں سارے عرب میں مشہور تھا، میدانوں میں گھوڑے دوڑانے کے سوا کچھ کام نہ تھا، غفلت نے مدہوش کر رکھا تھا کہ نہ میری توبہ کا اعتبار تھا اور نہ معافی مانگنے کا (توبہ کرتا اور توبہ توڑ دیتا جس فعل سے معافی مانگتا دوبارہ اسی کو کرتا) میری یہ حالت تھی کہ رجب اور شعبان کے مہینے میں بھی

گناہوں کے ارتکاب سے باز نہ آتا (برابر گناہ کئے جاتا) میرا مہربان اور شفیق باپ مجھے جہنم کے عذاب سے ڈراتا تھا اور گناہوں کے ہولناک انجام سے برابر متنبہ کرتا تھا، وہ کہتا کہ بیٹے! اللہ کی گرفت اور اس کی سزا بڑی سخت ہے، اس خدا کی نافرمانی کیوں کرتا ہے، جو آگ کے عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے، تیرے مظالم سے بہت سے ہاتھ فریادی ہیں، عزت والے فرشتے حرمت والا مہینہ (رجب) اور بہت سی راتیں تجھ سے نالاں ہیں، ان نصیحتوں کے جواب میں اس کو میں مارتا پیٹتا، آخر ایک دن اس نے (میرے مظالم سے) تنگ آ کر کہا کہ خدا کی قسم میں روزہ رکھوں گا اور کبھی نہیں کھولوں گا۔ برابر نماز پڑھوں گا (رات کو بھی نہیں سوؤں گا) چنانچہ ایک ہفتہ اپنی قسم کے بموجب انہوں نے کیا اور پھر اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ معظمہ میں حج اکبر کے دن پہنچ گئے اور کہنے لگے میں اب حرم میں جا کر تیرے خلاف اللہ سے مدد مانگوں گا (تیرے لیے بدعا کروں گا) چنانچہ حرم میں پہنچ کر انہوں نے کعبہ کے پردے پڑ کر اس طرح فریادی:

یا من الیہ یاتٰی الحجاج من بعد
ہذا منازل لا یرتد عن عقبی
یرحمون لطف عزیز واحد صم
فخذ بحفی یا رحمن من ولدی
و شل منه بجود منک جانبہ
یا من تقدس لم یولد ولم یلد

ترجمہ: اے وہ کہ جس کی طرف دور دور سے حاجی آتے ہیں اور اس بے نیاز اور یکتا ذات کے لطف و کرم کی اس لگاتے ہیں۔ (اے اللہ!) میری فرمادیں! منازل! میرا بیٹا! میری نافرمانی سے باز نہیں آتا۔ اے رحمن! میرے بیٹے سے میرا حق لے لے، اے پاک ذات! لم یلد ولم یولد: مجھ پر بخشش کر اور میری بددعا سے منازل کا ایک پہلو (بدن کا ایک رخ) مفلوج کر دے۔ منازل نے کہا کہ اُس ذات کی قسم جس نے آسمان کو بلند کیا ہے اور پانی کو چشموں سے نکالا ہے کہ میرے والد ابھی یہیں تک کہنے پائے تھے کہ میرا دایاں حصہ (پہلو) مفلوج ہو گیا اور میں اُن تختوں کی طرح (بے حس و حرکت) ہو کر رہ گیا جو حرم کے کونوں میں پڑے رہتے ہیں۔ لوگ صبح و شام میرے پاس سے گزرتے تو کہتے یہ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس کے باپ کی بددعا قبول فرمائی۔

باپ کی رضا میں رب کی رضا

یہ سن کر حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تمہارے باپ نے کیا کیا۔ منازل نے کہا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ میں اپنے باپ کو راضی کر لیا جب وہ مجھ سے راضی ہو گئے تو میں نے درخواست کی کہ جس جگہ کھڑے ہو کر آپ نے میرے لیے بددعا کی تھی اسی جگہ کھڑے ہو کر آپ میرے لیے دعا کیجئے۔ انہوں نے میری درخواست قبول کر لی۔ ہم روانہ ہو گئے اثنائے سفر ایک اونٹنی مل گئی۔ میں نے والد کو اس پر سوار کر لیا اور ان کو لے چلا وادی اراک میں جب ہم پہنچے تو درخت سے ایک پرندہ (پر پھر پھڑا کر اس طرح) اڑا کہ اس کی آواز سے اونٹنی بدک گئی، میرے والد اونٹنی سے گر کر ہلاک ہو گئے۔

یہ تمام قصہ سن کر حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تجھے ایک دعا دیتا ہوں جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایسا کوئی غم زدہ نہیں جس نے ان الفاظ سے دعا کی اور اللہ نے اس کے غم دور نہ کر دیے ہوں اور نہ

کوئی ایسا مضطرب ہے جس نے اللہ سے ان الفاظ میں دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے اضطراب کو ختم نہ فرمادیا ہو۔ منازل نے کہا بہت بہتر (میں ضرور یہ دعا پڑھوں گا)۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے منازل کو یہ دعا سکھادی۔ منازل نے اللہ سے وہی دعا کی اور اس کو مرض سے نجات مل گئی۔ چنانچہ وہ ہمارے پاس صبح کو تندرست ہو کر آیا، میں نے اس سے پوچھا کہ منازل تو نے کیا عمل کیا منازل نے جواب دیا کہ جب تمام لوگ (رات کو) سو گئے تو میں نے وہی دعائیں مرتبہ پڑھی، غیب سے ندا آئی، تیرے لیے اللہ کافی ہے تو نے اسم اعظم کے ساتھ اللہ سے دعا کی۔ اللہ کو جب بھی اسم اعظم لے کر پکارا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ دعا قبول فرمالیتا ہے اور جو چیز اس سے طلب کی جاتی ہے وہ اس کو مل جاتی ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ لگ گئی، میں خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا میں نے وہ دعا عرض کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ابن عم علی رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے، اسی دعا میں وہ اسم اعظم ہے کہ اگر اس کو لے کر اللہ سے دعا کی جائے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی کچھ دیر بعد میں دوبارہ پھر سو گیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر زیارت کی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی میں حضور والا سے اس دعا کے سننے کا مشتاق ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ یَا عَالِمَ الْخَفِیَّۃِ وَیَا مَنْ السَّمَآءِ بِقُدْرَتِهِ مَیْنِۃً وَیَا مَنْ الْاَرْضُ بِعِزَّتِهِ مَدْحِیَّۃً وَیَا مَنْ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِنُوْرِ جَلَالِهِ مُشْرِقَۃً مُّضِیَّۃً وَیَا مُقْبِلًا عَلٰی كُلِّ نَفْسٍ مُّؤْمِنَۃً ذَکِیَّۃً وَیَا مَسْکِنُ رُغَبِ الْخَآئِفِیْنَ وَیَا اَهْلَ النَّفِیَّۃِ، یَا مَنْ حَوَآئِجُ الْخَلْقِ عِنْدَهُ مَقْضِیَّۃً یَا مَنْ نَجٰی یُوسُفَ مِنْ رَقِ الْعُبُوْدِیَّۃِ، یَا مَنْ لَیْسَ لَهُ بَوَابٌ یُنَادِیْ وَلَا صَاحِبٌ یُعْشٰی، وَلَا وَزِیْرٌ یُعْطٰی وَلَا غَیْرَهُ رَبِّ یُدْعٰی وَلَا یَزْدَادُ عَلٰی کَثْرَةِ الْخَوَآئِجِ اِلَّا کَرَمًا وَجُوْدًا وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاِلَیْهِ اَعْطِیْنِ سُوْاِلِیْ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ: اے پوشیدہ چیزوں کے جاننے والے! اے وہ ذات جس کی قدرت سے آسمان بنائے گئے اور اے وہ ذات جس کی قدرت سے زمین بچھائی گئی۔ اے وہ ذات جس کے نور جلال سے سورج اور چاند روشن اور پر نور ہیں۔ اے وہ ذات جس کی توجہ ہر پاک نفس کی طرف ہوتی ہے۔ اے وہ ذات جو ہر اس ترساں لوگوں کو خوف سے تسکین دینے والی ہے۔ اے وہ ذات جس کے یہاں مخلوق کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ اے وہ ذات جس نے نجات بخشی یوسف علیہ السلام کو غلامی کی ذلت سے، اے وہ ذات جس کا کوئی دربان نہیں کہ جس کو پکارا جائے اور نہ کوئی مصاحب ہے جس کے پاس حاضری دی جائے اور نہ کوئی وزیر ہے کہ جس کو نذر پیش کی جائے اور نہ اس کے علاوہ کوئی رب (پروردگار) ہے کہ اس سے دعا کی جائے۔ اے وہ کہ جس کا کرم اور جود حاجتوں کی کثرت کے باوجود بڑھتا ہی جاتا ہے (اے اللہ) میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرما اور مجھے میری مراد عطا کر بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

منازل نے کہا! یہ خواب دیکھ کر میں بیدار ہو گیا، جب میری آنکھ کھلی تو بازو کی طرف دیکھا جو بالکل تندرست تھا۔ سچ فرمایا نبی

اکرم علیہ السلام نے سخط الرب فی سخط الوالد و رضی الرب فی رضی الوالد اور کما قال رب کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے اور رب کی رضا والدین کی رضا میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دعا کو مضبوطی کے ساتھ حاصل کر لو، یہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ حاصل کلام یہ کہ کسی ذی ہوش و خرد کے لیے زیبا نہیں کہ وہ گناہوں کو مظالم کو اور مظلوم کی بددعا کو حقیر سمجھے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن جائے گا۔

حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جب بندہ اپنے ہاتھ (سوال کے لیے) اللہ تعالیٰ کے آگے پھیلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو خالی پھیرنے سے حیا فرماتا ہے۔ اس لیے اس کو جلد یا بہ دیر دنیا ہی میں دے دیتا ہے یا آخرت میں قیامت کے دن کے لیے جمع کر دیتا ہے۔ کسی نے خوب کہا:

السمع بالدعاء فتزدریه تبین فیک ما صنع الدعاء

کیا تو دعا کو سن کر اسے حقیر سمجھتا ہے؟ دعا کی تاثیر تو تیرے اندر نمایاں اور ظاہر ہے۔

سہام الليل لا تخطی ولكن لها مدد وللمد القضاء

رات کے تیر (آہ وزاری) خطا نہیں کرتے مگر ان کے لیے ایک وقت ہے اور وقت تو بہر حال گزر رہی جاتا ہے۔

یا رب دلم از بارگنہ محزون است جاں زار و دل افکار و جگر پر خون است

ہر چند گناہ من زحد بیرون است عفت ز گناہ من بے افزون است

اللهم لك الحمد على اتمام هذا الباب واجعله لي ذخرا نافعاً وخيراً اباً قياً مادام اختلاف الليالي

والايام اللهم احرسني بعينك التي لا تنام وبركنك الذي لا يرام وعافني عن جميع الالام والاسقام

واجعلني ممن صلح قلبه وحسن حاله يا ذا الجلال والاكرام بحرمة سيد الانام صلوات الله

تعالى وسلامه عليه وعلى اله الكرام وصحبه العظام برحمتك يا ارحم الرحمين ويا اكرام

الاکرمین الامین بجاہ النبی الکریم الامین۔ آمین یا رب العالمین



Marfat.com